سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(جمعتہ المبارک،24، سوموار 27، منگل 28، بدھ 29۔فروری، جمعرات یکم، جمعتہ المبارک 2، سوموار 5۔مارچ 2012)

(یوم الجمع یکم، یوم الاثنین 4، یوم الثلاثہ 5، یوم الاربعاء 6، یوم الخمیس 7، یوم الجمع 8، یوم الاثنین 11۔ربیع الثانی 1433ھ)

پندرھویں اسمبلی : پینتیسواں اجلاس

جلد 35 (حصہ اول): شمارہ جات : 1 تا 7

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پینتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،24۔فروری2012

جلد 35:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	9
5۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	11

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر		
7۔	معزز ایوان کا پچاس سال تک معزز ایوان سے وابستہ رہنے والے بزرگ سیاستدان سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور معزز اقلیتی ممبر جناب کامران مائیکل کی سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا	-----------	12
	سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)		
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	21
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	44
10۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	-----------	65
	قرارداد		
11۔	بگرام ائر بیس (افغانستان) پر نیٹو فوج کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کی شدید مذمت	-----------	66
12۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	-----------	69
	قرارداد		
13۔	بلوچستان میں ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کرنے کا مطالبہ	-----------	70
14۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	-----------	74
	قرارداد		
15۔	امریکی کانگریس میں بلوچستان کے بارے میں پیش کی جانے والی قرارداد کی شدید مذمت	-----------	75
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
16۔	مسودہ قانون اندرون شہر لاہور مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے منصوبہ بندی وترقیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----------	78

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	78
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)		
18۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004، محکمہ جنگلات برائے سال 06-2005 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	79
19۔	حکومت پنجاب کے آڈٹ پیرا برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	80
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)		
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	81
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)		
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب مصدرہ 2011 اور مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	82
	تحاریک استحقاق		
22۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	------------	83
23۔	کورم کی نشاندہی	------------	83

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سوموار،27۔فروری2012		
	جلد 35:شمارہ 2		
24۔	ایجنڈا	-----------	86
25۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	-----------	88
26۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	89
	تعزیت		
27۔	سابق ایم پی اے جناب حفیظ اللہ خان نوانی کی وفات پر دعائے مغفرت	-----------	90
	سوالات (محکمہ خوراک)		
28۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	90
29۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	122
	پوائنٹ آف آرڈر		
30۔	پنجاب حکومت کی ریٹائرڈ ملازمین پر بلا استحقاق نوازشات کی بھرمار	-----------	137
	تحاریک التوائے کار		
31۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	-----------	152
32۔	کورم کی نشاندہی	-----------	153
	منگل،28۔فروری2012		
	جلد 35:شمارہ 3		
33۔	ایجنڈا	-----------	155
34۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	-----------	157
35۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	158
	سوالات (محکمہ آبکاری ومحصولات)		
36۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	159

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
37۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	195
38۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ------------	211
	پوائنٹ آف آرڈر	
39۔	پنجاب حکومت کی ریٹائرڈ ملازمین پر بلا استحقاق نوازشات کی بھرمار (۔۔۔جاری) ------------	218
	تحاریک استحقاق	
40۔	ایکسیئن پی ڈبلیو ڈی کی معزز ممبر سے غلط بیانی ------------	221
	پوائنٹ آف آرڈر	
41۔	چولستان کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر سابق ایم پی اے اور بااثر افراد کا ناجائز قبضہ ------------	223
42۔	تھانہ شادمان کے قریب جیل روڈ لاہور پر ماں بیٹی کا قتل ------------	225
43۔	صوبہ میں ڈینگی سے ہونے والی ہلاکتیں اور اس پر اٹھائے گئے حکومتی اقدامات کی روزانہ کی بنیاد پر رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ ------------	226
	تحاریک التوائے کار	
44۔	پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر نگرانی تعمیر کی گئی دیگر لیبر کالونیوں کی طرح مندرج لیبر کالونیوں کو بھی مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	228
45۔	کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ کی چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے ٹریکٹر ٹرالیوں کے حادثات میں قیمتی جانوں کے زیاں میں روز بروز اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	229
46۔	صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	230
47۔	گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان (۔۔۔جاری) ------------	234

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
48۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 -----------	236
49۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2009 -----------	238
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
50۔	صوبہ میں قبرستانوں کی چار دیواری تعمیر کرنے کا مطالبہ -----------	240
51۔	ضلع خوشاب کے شہر نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ -----------	241
52۔	میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے وقت طلباء و طالبات سے پانچ سال لازمی سروس کا بیان حلفی لینے کا مطالبہ -----------	242
53۔	بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے پچاس فیصد قرضے دینے کا پابند کرنے کا مطالبہ -----------	243
54۔	ملک میں تیار ہونے والی ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کروانے کا مطالبہ -----------	253
55۔	کورم کی نشاندہی -----------	259
	بدھ، 29۔فروری 2012	
	جلد 35: شمارہ 4	
56۔	ایجنڈا -----------	262
57۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	264
58۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	265
	سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)	
59۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	266
60۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	302

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
61۔	ایم ایس شیخ زید میڈیکل کالج و ہسپتال رحیم یار خان کا معزز ممبر سے ناروا سلوک -----------	313
	تحاریک التوائے کار	
62۔	ڈاکٹروں کو دوسرے ممالک میں ملازمت کے لئے این او سی جاری کرنے سے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا -----------	315
63۔	پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی جانب سے پلاٹوں کی رجسٹریشن میں جعلی اشٹام پیپرز کے استعمال سے حکومت کو ماہوار کروڑوں روپے کا نقصان -----------	316
64۔	لاہور میں فوڈ سٹریٹ کے قیام سے طبقاتی کشمکش میں اضافہ -----------	319
65۔	مری روڈ راولپنڈی کی انتہائی قیمتی سرکاری اراضی کی غیر قانونی الاٹمنٹ-----------	321
66۔	صوبوں میں بجلی اور گیس کی تقسیم کے لئے بنائی گئی کمیٹی کے فیصلے سے پنجاب کو پریشانی کا سامنا -----------	322
67۔	پیدائش اور اموات کے اندراج میں محکمہ صحت کی بے جا مداخلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا -----------	323
	سرکاری کارروائی	
	بجٹ	
68۔	بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث (۔۔۔جاری) -----------	325
	جمعرات، یکم مارچ 2012	
	جلد 35: شمارہ 5	
69۔	ایجنڈا -----------	363
70۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	365
71۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	366

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
72۔	نومنتخب ممبران اسمبلی کا حلف ------------	367
	اعلان	
73۔	سینیٹ کے انتخاب کے حوالے سے اعلان ------------	370
	سوالات (محکمہ آبپاشی)	
74۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	371
75۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	399
	پوائنٹ آف آرڈر	
76۔	سابق وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی (مرحوم) کی جمہوریت کے لئے کی گئی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا جانا ------------	417
	توجہ دلاؤ نوٹس	
77۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا) ------------	422
78۔	کورم کی نشاندہی ------------	429
	تحاریک التوائے کار	
79۔	ٹریفک چالانز کی وصولی جرمانہ اور کاغذات کی واپسی کے طریق کار کو آسان بنانے کا مطالبہ ------------	431
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
80۔	مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2012 ------------	432
81۔	مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ 2012 ------------	433
82۔	مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب مصدرہ 2012 ------------	433

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
83۔	تحریک التوائے کار نمبر 1774/11 میں جعلی پیروں کی مشکوک مجرمانہ سرگرمیوں سے متعلق اٹھایا جانے والا معاملہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	434
84۔	تحریک التوائے کار نمبر 776/10 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	435
85۔	مسودہ قانون نصاب تعلیم، درسی کتب کی نگرانی و تعلیمی معیارات کی نگہداشت پنجاب مصدرہ 2012 اور نشان زدہ سوالات نمبر 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	436
86۔	تحاریک استحقاق بابت سال 11-2010 اور 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	437
	بجٹ	
87۔	بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث (---جاری) -----------	438
	جمعتہ المبارک، 2۔مارچ 2012	
	جلد 35: شمارہ 6	
88۔	ایجنڈا -----------	469
89۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	471
90۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	472
	اعلان	
91۔	سینیٹ کے الیکشن کے لئے اجلاس کی بقیہ کارروائی کا ملتوی کیا جانا -----------	473

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،5۔مارچ 2012	
	جلد 35: شمارہ 7	
92۔	ایجنڈا -----------	475
93۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ -----------	477
94۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	478
	تعزیت	
95۔	معزز خاتون ممبر محترمہ طیبہ ضمیر کے بیٹے کی وفات پر فاتحہ خوانی -----------	479
	سوالات (محکمہ صحت)	
96۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات -----------	479
97۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	521
	توجہ دلاؤ نوٹس	
98۔	لاہور، منصورہ بازار میں 15 لاکھ روپے کی ڈکیتی اور دیگر تفصیلات -----------	544
	تحاریک استحقاق	
99۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) -----------	546
	تحاریک التوائے کار	
100۔	ملتان ڈویژن کے اکثر کالجوں میں پرنسپل کی اسامی خالی ہونے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) -----------	549
101۔	پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناقص سکیورٹی انتظام کی وجہ سے دو طلباء تنظیموں میں تصادم سے سینکڑوں طلباء زخمی (۔۔۔جاری) -----------	550
102۔	پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء وطالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹا رجسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف (۔۔۔جاری) -----------	551

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
103-	انگلش میڈیم کلاس نہم کو پڑھائی جانے والی کیمسٹری کی کتاب میں غلطیوں کی بھرمار ------------	553
104-	ڈاکٹروں کو دوسرے ممالک میں ملازمت کے لئے این او سی جاری کرنے سے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا (---جاری) ------------	555
105-	پیدائش اور اموات کے اندراج میں محکمہ صحت کی بے جا مداخلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	556
106-	سیکرٹری خوراک کا محکمانہ پالیسی کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے من پسند اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو بطور ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات کرنا (---جاری) ------------	557
107-	محکمہ صحت، فوڈ اور لیبر حکام کی ملی بھگت سے شیخوپورہ میں ہوٹلوں اور ریسٹورانوں پر حفظان صحت کے اصولوں کے منافی کھانوں کی بھرمار ------------	558
108-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	559
	قرارداد	
109-	پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لینے کا مطالبہ ------------	560
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
110-	بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث (---جاری) ------------	561
111-	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(113)/2012/548. Dated. 23rd February 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday 24 February 2012 at 3.00 PM in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the **SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA**
23rd February 2012 **GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔فروری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

"بجٹ13-2012کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ پر عام بحث"

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2- چیئرمینوں کا پینل

1-	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی-150
2-	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی-138
3-	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، ایم پی اے	پی پی-2
4-	سیدہ ماجدہ زیدی، ایم پی اے	ڈبلیو-353

3- کابینہ

1-	چوہدری عبدالغفور	:	وزیر منصوبہ بندی و ترقیات معدنیات و کانیں*
2-	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور و اوقاف، بیت المال اور محنت*
3-	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر، امداد باہمی اور بہبود آبادی*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 3-مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (24-فروری تا 9-مارچ 2012) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 15-مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (24-فروری تا 9-مارچ 2012) تفویض کیا گیا۔

6

4۔	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات، سیاحت و ترقی تفریحی مقامات اور آبپاشی و قوت برقی
5۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر تجارت و سرمایہ کاری
6۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر جیل خانہ جات
7۔	جناب کامران مائیکل	:	وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین سماجی بہبود، خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیاتی*
8۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و عشر* ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ، پبلک پراسیکیوشن، مواصلات و تعمیرات اور مال*
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، ٹرانسپورٹ*

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
2۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
3۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
4۔	جناب ظفر اقبال ناگرا	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
5۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
6۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	تحفظ ماحولیات
7۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
8۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
9۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری ومحصولات
10۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
11۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
12۔	جناب غلام نبی	:	
13۔	رانا محمد ارشد	:	سیاحت
14۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
15۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
16۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
17۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز واشتمال اراضی
18۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
20۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	انسانی حقوق واقلیتیں اور پارلیمانی امور
21۔	ڈاکٹر سعید الہٰی	:	صحت
22۔	پیر محمد اشرف رسول	:	آبپاشی
23۔	جناب محمد مسعود لالی	:	جنگلات، ماہی گیری وجنگلی حیات
24۔	جناب جوئیل عامر سہوترا	:	انسانی حقوق واقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب اشتر اوصاف

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 24۔فروری 2012

(یوم الجمع، یکم ربیع الثانی 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَا
صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿٢٣﴾
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾
فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَآءَ
مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾

سورۃ التّکویر 22تا29

اور (مکے والو) تمہارے رفیق (یعنی محمد ﷺ) دیوانے نہیں ہیں (22) بے شک انہوں نے اس (فرشتے) کو (آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارے پر دیکھا ہے (23) اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں (24) اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں (25) پھر تم کدھر جا رہے ہو (26) یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے (27) (یعنی) اُس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے (28) اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدائے رب العالمین چاہے (29)

وماعلینا الاالبلاغ المبینo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ کہیں ہوگا
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
تو چاہے تو ہر شب ہو مثال شب اسریٰ
دو چار قدم تیرے لئے عرش بریں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا انداز طلب کتنا حسیں ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی۔150
2۔	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی۔138
3۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان، ایم پی اے	پی پی۔2
4۔	سیدہ ماجدہ زیدی، ایم پی اے	ڈبلیو۔353

شکریہ

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انڈیا سے ہمارے معزز مہمان جو آپ کے دوست بھی ہیں ۔ مہمانوں کی گیلری میں تشریف لائے ہیں۔ میں انہیں ایوان کی کارروائی دیکھنے پر اس معزز ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

معزز ایوان کا پچاس سال تک معزز ایوان سے وابستہ رہنے والے بزرگ سیاستدان سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور معزز اقلیتی ممبر جناب کامران مائیکل کی سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد):اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب اسمبلی میں 1962 سے لے کر 2012 تک اس معزز ایوان کے ممبر رہنے والے ہمارے انتہائی قابل احترام بھائی اور بزرگ جن کی اس اسمبلی کے ساتھ پچاس سالہ تاریخ وابستہ ہے، اب وہ سینیٹ میں تشریف لے کر جا رہے ہیں۔ میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی پنجاب اسمبلی میں خدمات پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جس طرح وہ اس ایوان کو چلانے کے لئے ہم سب کی رہنمائی کرتے رہے میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب والا! کامران مائیکل صاحب بھی ہمارے اس معزز ایوان کے ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس موقع پر سپیکر کو بھی clapping کرنی چاہئے۔آپ دونوں صاحبان کو خصوصی طور پر بہت بہت مبارک ہو۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! بہت شکریہ۔ راجہ صاحب پہلے اپنی تقریر مکمل کر لیں میں ان کے بعد بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب کامران مائیکل صاحب جو اس وقت ہمارے وزیر خزانہ بھی ہیں اور اس پورے tenure میں ہمارے colleague رہے۔ میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ بھی سینیٹ میں جا رہے ہیں اور وہ تو بلا مقابلہ منتخب بھی ہو چکے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونکہ اپوزیشن نے یہ کہا ہوا تھا کہ ہمارے فنڈز کا ایک جائز حق جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے روک کر رکھا ہوا ہے جس پر ہم نے اپنے احتجاج کا اعلان بھی کیا ہوا تھا لیکن ہم نے ایک دفعہ پھر اس کو بدھ کے روز تک کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ آپ ہماری فراست کو دیکھیں۔(قہقہے)

کہ ہم نے پھر راناثناء اللہ خان کی بات کا یقین کرتے ہوئے منگل تک کا ان کو ٹائم دیا ہے جس کا بدھ کو یہ جواب دیں گے۔اس بات سے آپ اندازہ لگائیں کہ اس House کو چلانے کے لئے ہم کتنے sincere ہیں۔اس سے آپ یہ بھی اندازہ لگائیں کہ ہم مفاہمت کی سیاست اور جمہوریت کے فروغ کے لئے کیا کیا قربانیاں دے رہے ہیں لیکن ان کے ڈھیٹ ہونے کی انتہا دیکھیں، یہ جو بھی جواب دیں پنجاب کے عوام اور ہمارے میڈیا کے بھائی دیکھ رہے ہیں۔یہ خود بھی ہمارے ساتھ اپوزیشن میں بھی رہے ہیں اور پچھلے پانچ سال ہم نے یہاں چودھری پرویزالٰہی صاحب اور ان کی حکومت پر سخت تنقید کی لیکن انہوں نے رانا ثناء اللہ خان اور میرے 80لاکھ روپے کے فنڈز نہیں روکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ(ق) کی معزز خواتین نے چودھری پرویزالٰہی زندہ باد کی نعرہ بازی کی)

جناب والا!میں اس معزز ایوان کے ماحول کو بھی خراب نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر:میں بھی آپ کے فائدے کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:سردار صاحب!پہلے قائد حزب اختلاف کو اپنی بات کر لینے دیں اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔راناصاحب!آپ کے لئے عرض کروں گا کہ

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب والا!راجہ صاحب میرے بھائی ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ جس فراست سے یعنی عقل مندی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے دوبارہ میری بات پر یقین کیا ہے۔میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ جب بھی عقل سے کام لیں گے۔۔۔

جناب سپیکر:اللہ کے فضل و کرم سے وہ عقل مند ہیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد):جناب والا!ہم اپنا احتجاج بدھ کے روز ان کا جواب آنے تک موخر کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ان تین چار دنوں میں اس اجلاس کو چلانے کے لئے ہمارا بھرپور تعاون جاری رہے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اب پہلے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اس کے بعد جناب کامران مائیکل صاحب اور پھر رانا صاحب بات کریں گے۔ یہ وقفہ سوالات ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیے جائیں گے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب کا بے حد مشکور ہوں۔ اسی House میں ہم ایک دوسرے کے ساتھی بھی رہے ہیں۔ آج وہ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں لیکن ہمارا احترام کا رشتہ آج بھی قائم ہے جو کہ پہلے دن سے تھا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسی House میں ہنگامہ آرائی بھی دیکھی اور اسی House میں بہت عمدہ تقریریں بھی سنیں، بہت عمدہ behaviour بھی دیکھا اور معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ بچگانہ behaviour بھی دیکھا لیکن ہم سب کے لئے یہ اسمبلی ایک درسگاہ ہے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ شاید میرا یہ آخری اجلاس ہو اس کے بعد ممکن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ خیریت رکھے، آپ کا اجلاس دیکھنے کے لئے اسلام آباد آئیں گے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): وہ تو آپ ضرور تشریف لائیں گے لیکن شاید میں ادھر دوبارہ گفتگو نہ کر سکوں۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف راجہ صاحب کا، چودھری صاحب اپنی جماعت کے قائد ہیں وہ آج موجود نہیں ہیں ان کا اور اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے تمام خواتین و حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے یہاں مجھے بہت عزت دی، انہوں نے ہمارے ساتھ بڑا تعاون کیا ہے، میری خواہش ہو گی کہ یہ تعاون اس ادارے کے حق میں چلنا چاہئے۔ یہاں ذاتیات نہ آئیں تو بہتر ہو گا، بلکہ عوام نے جس مقصد کے لئے آپ کو چن کر بھیجا ہے اگر اس مقصد پر رہ کر اپنا وقت صرف کریں تو میرے خیال میں اس House کے وقار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات کر کے مجھے تو شرمندہ کر رہے ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں شاید مجھ سے کوئی ایسی بات ہو گئی ہو تو میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے اپوزیشن کی تمام خواتین و حضرات سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ میرے لئے ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ چونکہ میں اس ایوان میں direct کسی سے بات نہیں کر سکتا اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب وہ اسمبلی سے باہر بھی مجھے ملیں گے تو میں ان کو اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر ملوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ جی، کامران مائیکل صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بہنوں کو بھی سمجھیں۔

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور اور خزانہ (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے قائد حزب اختلاف راجہ ریاض صاحب کا اور ایوان کے تمام معزز ممبران کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے آج اس forum پر ہمیں عزت بخشی اور ہماری خدمات کو سراہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک درس گاہ ہے جس میں بالخصوص میں نے پانچ سال اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر مشرف کی آمریت کا سامنا کیا اور ان پانچ سالوں میں اپوزیشن میں بیٹھ کر بہت کچھ سیکھا اس کے بعد حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر مجھے deliver کرنے کا موقع ملا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دس سالوں میں ہم نے اس درس گاہ سے، اس institution سے بہت کچھ gain کیا ہے اور میں اپنی قیادت، اپنی جماعت اور میاں محمد نواز شریف صاحب کا بہت مشکور ہوں جنہوں نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ نہ صرف پاکستان کی چونسٹھ سالہ تاریخ میں مجھے پہلا مسیحی وزیر خزانہ بنایا بلکہ آج جب سینیٹ کی باری آئی تو سینیٹ جو minorities کے لئے No Go Area تھا آج میں پہلا بطور کرسچیئن سینیٹر بن کر سینیٹ میں اپنی قوم کی نمائندگی کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری پارٹی کا مجھ پر احسان ہے اور آپ سب دوستوں کی وساطت سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں اس تجربے کی روشنی میں ملک و قوم کی ترقی، خوشحالی اور بالخصوص وہ طبقات جن کے حقوق ہمیشہ سلب رہے ہیں، جو محرومیوں کا شکار رہے ہیں ان کے حقوق کے لئے جدوجہد کر سکوں گا اور ان کی محرومیوں کے خاتمے کے لئے اپنا جامع مثبت اور ٹھوس

کردار ادا کر سکوں گا۔ میں ایک بار پھر اپنے تمام colleagues کا، اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے اور اپنے ساتھ یہاں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے سب دوستوں کا بے حد مشکور ہوں اور خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اپنی قیادت کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور مجھے اعتماد کے ساتھ ایوان بالا میں بھیجا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ایک دن تھوڑی سی تلخی ہوئی تھی، میرے خیال میں آج اس کا بھی ازالہ کر دیں۔ آپ ایک دن تھوڑی سی تلخی کر کے پھر ملک سے باہر چلے گئے تھے۔ اس کا ازالہ کر دیں بات بہتر رہی گی۔

وزیر انسانی حقوق، اقلیتی امور اور خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اگر اس ایوان میں میری وجہ سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں بیٹھے ہوئے تمام میرے بہن بھائی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی جمہوریت کا ایک حسن ہے کہ ہم ایک دوسرے سے اختلاف رائے رکھتے ہیں لیکن کبھی بھی ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری کرنا نہیں ہوتا۔ جب ہم یہاں سے جائیں گے تو یہ دوست ہمیں اس شعر کے ساتھ یاد رکھیں گے کہ:

جب ہوا چلے گی تو خوشبو میری بھی پھیلے گی
میں چھوڑ آیا ہوں پیڑوں پہ اپنے ہاتھوں کے نشان

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے مجھے علم ہوا ہے کہ انڈیا سے آئے ہوئے ہمارے دوستوں کا تعلق آپ کے گاؤں سے ہے، وہ آپ کی دعوت پر یہاں تشریف لائے ہیں اور آج اس ایوان کو عزت بخشی ہے کہ وہ یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں حکومتی بنچوں اور اس معزز ایوان کی طرف سے انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پروگرام میں اس معزز ایوان کو ٹائم دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا بے حد مشکور ہوں کہ آج انہوں نے اس بات میں پہل کی اور سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب اور کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد دی۔ کامران مائیکل صاحب تو سینیٹر منتخب ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ سردار صاحب بھی اس process میں منتخب ہوں گے جس طرح سے سردار صاحب اور کامران مائیکل صاحب نے قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کیا ہے

میں بھی ان کے الفاظ پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری understanding یہ ہے کہ جب تک یہ سینیٹ کا حلف نہیں اٹھائیں گے اس وقت تک اس ایوان میں آسکیں گے۔

جناب سپیکر: ایک مہینے تک یہاں participate کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ دونوں صاحبان منتخب ہو جائیں گے تو ان دونوں صاحبان کی یہاں پر جو کارکردگی ہے، ان کی جو خدمات ہیں اس حوالے سے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے ان کو خراج تحسین پیش کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: محسن لغاری صاحب بھی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): الیکشن کی حد تک تو محسن لغاری صاحب کا بھی ایک role بنتا ہے۔قائد حزب اختلاف نے بدھ تک کی بات کی ہے یہ بالکل درست ہے کہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر بات ہوئی ہے، قائد حزب اختلاف کا احتجاج مؤخر کرنے پر بھی میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میرے بھائی راجہ ریاض صاحب جدوجہد کے میرے ساتھی ہیں مجھے ان سے بڑی محبت ہے، ان سے بڑا پیار ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ راجہ صاحب! دیکھیں آج آپ نے فراست سے کام لیا ہے تو ہر طرف سے آپ کا شکریہ ادا ہو رہا ہے۔ہر کسی کے پاس شکریے کے کلمات کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں ہے۔اگر آپ ہمیشہ فراست سے ہی کام لیں تو کتنا اچھا ماحول رہے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ کی جانب سے انڈیا سے آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: بحیثیت پڑوسی ہمیں پیار و محبت اور امن سے رہنا چاہئے اور ہم اس چیز پر یقین بھی رکھتے ہیں۔یہاں سے سینیٹر منتخب ہو کر جانے والوں کو میں مبارکباد بھی دیتی ہوں اور خاص طور پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی مشکور ہوں کہ آج انہوں نے جن الفاظ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کے بارے میں جو image تھا وہ ہمارا کافی حد تک ٹھیک ہوا ہے۔ کامران مائیکل صاحب تو ہمارے بہت ہی معزز اقلیتی ممبر ہیں وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔اس کے

ساتھ ساتھ وزیر قانون صاحب کی اتنی humble and polite گفتگو سن کر مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا۔اللہ کرے وہ اسی طرح ہی رس گھولتے رہیں۔ شکریہ

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں انڈیا سے آنے والے وفد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور اپنے بھائی کامران مائیکل کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں یقیناً یہ سمجھتا ہوں کہ سینیٹر اقلیتوں کے لئے نو گو ایریا بنا دیا گیا تھا اور بالخصوص آج تک کوئی مسیحی سینیٹر نہیں بن سکا۔ میں میاں محمد نواز شریف صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کامران مائیکل صاحب کو سینیٹر بنایا۔ آج کے دن مجھے، کامران مائیکل اور پاکستان کی اقلیتوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ سب کچھ دو شہادتوں کی بدولت ہوا ہے۔ پہلی شہادت شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو اور دوسری شہید حق شہباز بھٹی شہید کی ہوئی ہے۔ لندن میں جو Charter of Democracy دو قیادتوں کے درمیان طے پایا تھا یہ سیٹیں اس کی بدولت آئی ہیں۔ موجودہ وفاقی حکومت نے اس چیز کو ضروری سمجھتے ہوئے Senate میں اقلیتوں کے لئے seats مختص کی ہیں۔ میں آج کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ شہید حق شہباز بھٹی شہید اور شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں صدر پاکستان آصف علی زرداری اور وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ ہمارے بھائی پرویز رفیق صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا تھا۔ پاکستان کی تمام اقلیتوں میں سے سب سے بڑی اقلیت کرسچیئن برادری ہے۔ میں قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب سے ہمارے ایک مسیحی بھائی کامران مائیکل کو سینیٹر کا ممبر بنایا ہے۔ میں کامران مائیکل اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے ہمارے دوستوں کو allow کیا ہے کہ ہمارے وہ دوست جو اس House کے ممبر ہیں اور اب وہ upper House کے ممبر منتخب ہونے کے process سے گزر رہے ہیں بلکہ ایک اقلیتی ممبر تو سینیٹر کے ممبر منتخب ہو چکے ہیں کو مبارکباد دیں۔یہ اس House کی روایت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی روایت ہے کہ جہاں ہمارے درمیان نظریاتی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کے خلاف تلخ کلامی ہوتی ہے، اپنے نظریات پر قائم رہتے ہوئے اپنی بات کو اس House میں پیش کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے تھوڑا اختلاف پیدا ہوتا ہے وہاں ایسے موقع پر ہم ایک دوسرے کو کھلے دل کے ساتھ مبارکباد بھی دیتے ہیں۔یہ بہت خوبصورت روایت ہے کہ جب بھی کوئی ایسا موقع آتا ہے تو تمام دوست بڑی وضع داری سے، بڑے کھلے دل سے ان دوستوں کو مبارکباد بھی دیتے ہیں اور کبھی کبھی معذرت بھی کر لیتے ہیں۔میں محسن لغاری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس House میں ایک جمہوری روایات کو قائم رکھتے ہوئے الیکشن کروا دیا۔اگر یہ الیکشن کا process ہر جگہ پر قائم رہے تو اس سے جمہوریت میں ایک نکھار آئے گا۔یہ کوئی بُری بات نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی آدمی الیکشن لڑنا چاہتا ہے تو یہ اس کا حق ہے۔پچھلی دفعہ بھی اس طرح کا ماحول پیدا ہوا کہ کسی کو Senate کا vote cast کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ جو ایم پی اے جس پارٹی میں بیٹھا ہے اس نے اپنی پارٹی کے امیدوار کو ہی ووٹ دینا ہے۔مجھے قطعاً اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کہیں اور vote cast کرے گا۔وہ اپنا ووٹ اپنی پارٹی کے امیدوار کو ہی دے گا اگر کوئی دوست جمہوری روایات کو بہتر کرنے کے لئے قدم اٹھاتا ہے تو ہمیں اس کو appreciate کرنا چاہئے اور اس سے ہمیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔مجھے یہ یقین ہے کہ ہمارے ممبران جس پارٹی کے ساتھ committed ہیں وہ اسی میں کھڑے رہیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ فارورڈ بلاک والے کدھر جائیں گے؟

جناب سپیکر: یہ بات میں کیسے بتا سکتا ہوں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! لوٹے کہاں جائیں گے اور لوٹے کس کو ووٹ دیں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو جہاں کھڑا ہے وہیں ووٹ دے گا۔جس کی جہاں commitment ہے وہ وہیں اپنا vote cast کرے گا۔ میں آخر میں اپنے بھائی کامران مائیکل کو مبارکباد دیتا ہوں اور جو لوگ اس process میں ابھی آگے بڑھ رہے ہیں ان کے لئے ہماری دعا ہے کہ وہ اس میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): نوانی صاحب! یہ بھی بتادیں کہ لوٹے کہاں جائیں گے ؟

جناب سعید اکبر خان: وہ کچھ آپ کے اور کچھ ہمارے حصے میں آئیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام بھائی نوانی صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ جمہوریت کی مضبوطی کے لئے الیکشن ہونے چاہئیں لیکن میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اگر کوئی بلا مقابلہ منتخب ہوتا ہے تو یہ بھی جمہوریت کا حصہ ہے اور اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرا انہوں نے ہماری طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ کچھ لوٹے ادھر چلے جائیں گے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اللہ کا شکر ہے ہماری طرف کوئی لوٹا نہیں اور سارے لوٹے میاں شہباز شریف کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب کی طرح میں بھی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور اپنے بھائی کامران مائیکل کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے ان سے زبردستی جو الفاظ کہلوائے ہیں میری خواہش تھی کہ یہ الفاظ وہ خود کہتے۔ میں انہیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن کی طرف بیٹھی ہوئی تمام بہنوں نے سب سے پہلے ان کو congratulate کیا ہے۔ یہ گھر کی بات تھی گھر میں رہے تو اچھا ہے، وہ بات ہوئی، ختم ہو گئی اور اب ہم اپنے بھائی کو خوشی اور best wishes کے ساتھ دعا دیتے ہیں کہ یہ آگے جا کر ایسا نہ کریں جو انہوں نے پنجاب اسمبلی میں کیا۔

سوالات

(محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ۔ کامران مائیکل صاحب نے یہاں بھی اچھے کام کئے ہیں اور انشاء اللہ آگے جا کر بھی اچھے کام کریں گے۔ اب ہم سوالات کو take up کرتے ہیں۔ پہلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7718، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات۔ ڈیری فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7718: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات میں کل کتنے ڈیری فارم ہیں، کتنے ڈیری فارم سرکاری ہیں اور کتنے غیر سرکاری؟

(ب) ضلع گجرات کے لئے ڈیری فارم کی مد میں 10-2009 اور 11-2010 میں کتنا سالانہ بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ج) مذکورہ بجٹ کس کس مد میں کتنا کتنا خرچ کیا گیا، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گجرات میں 20 سے زائد جانوروں پر مشتمل پرائیویٹ ڈیری فارمز کی تعداد 126 ہے اس ضلع میں کوئی سرکاری فارم موجود نہ ہے۔

(ب) ضلع گجرات کے لئے سرکاری ڈیری فارم کی مد میں 10۔2009 اور 11۔2010 میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ "ضلع گجرات میں 126 ڈیری فارمز ہیں" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ضلع گجرات میں کوئی سرکاری ڈیری فارم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ڈیری فارم کے لئے قرضہ فراہم کرتی ہے اگر کرتی ہے تو سال 2008 سے اب تک کتنے قرضہ جات فراہم کئے گئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے ہی محکمہ لائیوسٹاک کے پاس 22 فارمز ہیں۔ مزید فارم بنانے کے لئے ابھی حکومت کے زیر غور کوئی تجویز ہے اور نہ ہی ضلع گجرات میں کوئی state land موجود ہے کہ جہاں پر لائیوسٹاک فارم بنایا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے قرضہ جات کے حوالے سے بھی پوچھا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ڈیری فارم کے لئے پنجاب بنک اور Cooperative Bank قرضہ جات دیتے ہیں۔ حکومت اس شعبے میں مختلف سہولتیں فراہم کرتی ہے لیکن قرضہ جات نہیں دیئے جا رہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اس حکومت نے حال ہی میں پنجاب ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ بنایا ہے اُس بورڈ کے preview میں کیا آتا ہے؟ ایک ضلع کے اندر 126 پرائیویٹ ڈیری فارم ہیں اور حکومت نے ابھی تک وہاں پر کوئی پلان نہیں کیا تو اُس ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کی کیا اہمیت ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے پاس پہلے ہی 22 لائیوسٹاک فارم موجود ہیں جن فارمز کی کل زمین اکیاسی بیاسی ہزار ایکڑ بنتی ہے۔ ان لائیوسٹاک فارم کی مینجمنٹ بہتر کرنے کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک چودھری صاحب نے پنجاب ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کی بات کی ہے، اس بورڈ کے اپنے مقاصد ہیں اُن مقاصد میں نئے لائیوسٹاک فارم بنانا نہیں ہے۔ اس بورڈ کے mandate کے تحت خضر آباد لائیوسٹاک فارم پر ایک Centre of Excellence بنایا جا رہا ہے اور خضر آباد فارم ایک معاہدے کے تحت اُس بورڈ کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ وہ ایگزیکٹو اور ساہیوال بریڈ کے تقریباً دس ہزار سیمنز تیار کریں گے، تقریباً دو ہزار ٹیکنیشنز کو ٹریننگ دیں گے اور اس طریقے سے اس میں بہتری لا کر دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھائی جائے گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! خضر آباد لائیو سٹاک فارم پر سیمنز تیار ہونے کی پہلے ہی اتنی ہی تعداد ہے۔ایک وعدہ یہ کیا گیا تھا کہ خضر آباد فارم پر اب international requirements کے مطابق سیمنز تیار کئے جائیں گے لیکن ابھی تک اُس بارے میں کوئی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ خضر آباد فارم عرصہ دراز سے پنجاب کے اندر موجود ہے اُسی کو base کرتے ہوئے ایک نئے بورڈ کے handover کر دیا گیا ہے تو یہ بتائیں گے کہ اُس بورڈ میں چیف ایگزیکٹو سے لے کر نیچے تک جو نئے لوگ لئے گئے ہیں وہ کس مقصد کے لئے ہیں اور اُن کے کتنے اخراجات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چودھری صاحب کا یہ ضمنی سوال اس سوال سے related نہیں ہے اس لئے یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنے ضمنی سوال کو simple کر دیتا ہوں کہ یہ بہت ہی high Powered Board بنایا گیا ہے اور پچھلے بجٹ کے اندر اس بورڈ کے اخراجات نہیں تھے اُن کو block allocation سے allocate کئے گئے ہیں اور اُنہیں ایک بنا بنایا فارم handover کر دیا گیا ہے۔ کیا وہ اُسی فارم کے ثمرات کا credit لیں گے یا وہ بورڈ اپنا کوئی credit show کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: نمازِ مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے اور 20 منٹ کا مطلب 20 منٹ ہی ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز کے لئے اجلاس کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 30 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک بات کر لوں؟

جناب سپیکر: جی، کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جہاں پر معزز ممبران اسمبلی گاڑیوں سے اترتے ہیں وہاں سڑک کے دونوں طرف خاردار تاریں لگا دی گئی ہیں۔ وہاں مشکل سے دس بارہ فٹ کا فاصلہ ہے اور

two-way traffic ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ٹھیک ہے سکیورٹی ہونی چاہئے لیکن دونوں طرف تاروں کی کیا ضرورت تھی؟ ارکان کم از کم گاڑی سے respectfully اتر تو سکیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کا یہ انتظام کراتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب! اسے note کر لیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2008 سے 2011 کے دوران کتنے پرائیویٹ ڈیری فارم بنائے گئے ہیں اور ان فارموں کو گورنمنٹ کی طرف سے جو سہولیات فراہم کی گئی ہیں اس بارے میں بھی بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے recently survey کرایا ہے۔ پرائیویٹ فارم کا کوئی definite criteria تو نہیں ہے لیکن عموماً جس زمیندار کے پاس یا جس فارمر کے پاس 20 جانور سے زیادہ ہوں اس کو ہم ایک پرائیویٹ فارم کہہ سکتے ہیں۔ ان کو سہولتیں یہ ہیں کہ وہاں باقاعدہ فارم میں جا کر لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کا عملہ ان کے لئے ویکسینیشن اور free treatment کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ اگر جانور بیمار ہوں تو محکمہ لائیو سٹاک کے لوگ وہاں جا کر دیکھ بھال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب! سوال کا نمبر بولیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 8283 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع حافظ آباد میں محکمہ امور پرورش کی منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8283: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار کیا ہے؟

(ب) ضلع حافظ آباد میں ویٹر نری ڈاکٹرز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل، ویٹر نری ہسپتال اور ڈسپنسری وار فراہم کی جائے؟

(ج) ویٹر نری ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں پر تقرری کی مجاز اتھارٹی کون ہے اور مذکورہ خالی اسامیاں کب تک پُر کر لی جائیں گی؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ویٹر نری ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں پر تقرری کی مجاز اتھارٹی سیکرٹری، لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور ہیں جبکہ سلیکشن بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ہوتی ہے۔ ویٹر نری ڈاکٹرز کی تقرری کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھیج دی گئی ہے جو نہی سلیکشن کا عمل مکمل ہو گا ان کی تقرری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "ویٹر نری ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں پر تقرری کی مجاز اتھارٹی سیکرٹری لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب لاہور ہیں جبکہ selection بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن ہوتی ہے۔ ویٹر نری ڈاکٹروں کی تقرری کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیج دی گئی ہے۔" یہ سوال 2010 میں گیا تھا اور اس کا جواب 27۔جنوری 2012 کو آیا۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کتنے ڈاکٹروں کی requisition بھیجی گئی، کب بھیجی گئی اور اس requisition پر اب تک کیا progress ہوئی ہے، اگر کوئی progress نہیں ہوئی تو ڈیپارٹمنٹ نے اس کے متبادل کیا بندوبست کیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے تو 11۔دسمبر کو جنگ اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجتا ہے، پبلک سروس کمیشن recruitment کرتا ہے اور بعد میں سیکرٹری

آرڈر کرتا ہے۔روزنامہ "جنگ" میں 31۔دسمبر کو 73 سیٹوں کے لئے اشتہار آیا، پھر دوبارہ اشتہار 12۔فروری 2012 کو دیا جو 37 سیٹوں کے لئے تھا۔ پہلے انٹرویو کی جو تاریخ آئی تھی وہ ملتوی ہو گئی اب ان کے 22 فروری کو انٹرویو ہو چکے ہیں۔ جو نہی زبانی انٹرویو ہو جائے گا فوری طور پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جو میرا سوال تھا اس کا جواب نہیں آیا۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ ان پوسٹوں کی requisition کب بھیجی گئی؟ کیونکہ جب 2012 میں انٹرویو ہو رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ requisition بہت دیر سے گئی ہے جبکہ اسامیاں بہت پہلے سے خالی پڑی ہیں۔ کیا ڈیپارٹمنٹ کی efficiency پر اس کا effect نہیں پڑتا؟ یہ جواب دیں کہ کب اسامیاں خالی ہوئیں، پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کب requisition بھیجی گئی اور پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اس پر کتنا ٹائم دیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اسامیاں جولائی 2011 کو پبلک سروس کمیشن کو بھیجی گئی تھیں۔ چونکہ وہاں پر کام کا بہت رش ہوتا ہے اس لئے سال میں دو مرتبہ انٹرویو کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کو دیر سے advertise کیا ہے۔ 11۔دسمبر کو اشتہار آیا ہے اور 73 پوسٹوں کے لئے 22 تاریخ کو written test ہوئے پھر 12۔فروری کو دوسرا اشتہار آیا اس کے لئے ہم نے 37 پوسٹیں مزید بھیجی ہیں چونکہ پبلک سروس کمیشن کی اپنی ایک routine ہے، کافی محکموں کے اشتہار آتے ہیں اور ان کے پاس capacity بھی کم ہے اس لئے وہ turn by turn انٹرویو کے لئے بلاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مارچ تک ان کی selection ہو جائے گی۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کی اسامیوں کو پبلک سروس کمیشن نے recruit کرنا ہوتا ہے تو ان کے لئے کیا کوئی ٹائم فریم نہیں ہوتا کہ اتنی دیر کے اندر اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کوئی ٹائم فریم ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن محکمے کا bound نہیں ہے۔انٹرویو کرکے جب selection ہو جائے گی تو فوری طور پر ڈیپارٹمنٹ ان کی تقرری کردے گا۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!وزیر موصوف کے جواب سے یہ دکھائی دیتا ہے کہ حکومت صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے جو بھی اقدامات اٹھانا چاہتی ہے تو وہ پبلک سروس کمیشن کے مرہون منت ہے جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔کیا حکومت کوئی ایسا قدم اٹھانا چاہتی ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے بورڈ کی تعداد بڑھائی جائے یا اس کو ٹائم فریم کا کہا جائے کیونکہ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اسے ٹائم پر پورا ہونا چاہئے۔جس طرح یہاں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اگر ان کو بورڈ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا اور وہ دو دو، تین تین سال لے لیں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔کیا حکومت کوئی ایسا قدم اٹھانا چاہتی ہے کہ جیسے ہی محکمے کی طرف سے requisition بھیجی جائے اس پر فوری عملدرآمد ہو جائے یا حکومت پبلک سروس کمیشن کے ماتحت ہو کر بیٹھی رہے گی؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!یہ continuous process ہے۔کافی لوگوں کی selection ہو جاتی ہے پھر وہ نوکری چھوڑ جاتے ہیں اور بہتر تنخواہ پر پرائیویٹ اداروں میں چلے جاتے ہیں۔تاہم جیسے میں نے بتایا ہے کہ اگلے ماہ تک 73افراد بھرتی ہو جائیں گے جس سے بہت ساری کمیاں دور ہو جائیں گی۔جہاں تک پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی تعداد بڑھانے کی بات ہے تو اُن کی ایک مقرر شدہ تعداد ہے اس کے مطابق ہی وہ انٹرویو کرتے ہیں۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!چلیں، اگر جواب تسلی بخش نہیں آ رہا ہے تو ہم ایک suggestion آپ کے توسط سے عرض کر دیتے ہیں۔خصوصاً یہ محکمہ جو lifeline of the Province سمجھا جا رہا ہے،لوگوں کو بھرتی کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن کے پاس جو requisition جاتی ہے اس کے لئے کوئی ٹائم فریم مقرر کیا جائے۔اگر پبلک سروس کمیشن میں ممبران کی کمی ہے تو ممبران بڑھا دیئے جائیں تاکہ صوبے میں کوئی بہتری کا عمل جاری رہ سکے۔

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ جواب تسلی بخش ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ چودھری صاحب کی تجویز کو ہم take up کر لیتے ہیں اگر اس کا alternate ہو سکتا ہے تو اس کو adopt کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! دو سال یہ اسامیاں خالی پڑی رہیں، پبلک سروس کمیشن کی efficiency اپنی جگہ پر اور اس کے problems اپنی جگہ پر لیکن ڈیپارٹمنٹ نے ان دو سالوں میں کیا alternate بندوبست کیا، کیا وہ ایڈہاک پر نہیں رکھ سکتے تھے، کیا وہ contract پر نہیں رکھ سکتے تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ہمارے محکمے کی 2298 پوسٹیں ہیں اور extension side پر صرف سات پوسٹیں خالی ہیں۔ جب یہ افراد بھرتی ہو جائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ کمی دور ہو جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو نہیں آیا بلکہ انہوں نے اپنی کوئی تفصیل علیحدہ ہی بتا دی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): ابھی میں تو بھرتی نہیں کر سکتا لیکن پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کر دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے تو پبلک سروس کمیشن کی بات ہی نہیں کی بلکہ یہ بات تو چودھری صاحب نے کی ہے۔ میں تو ڈیپارٹمنٹ کے اپنے بندوبست کی بات کر رہا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے کیا بندوبست کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک طریق کار ہے جس کے مطابق پانچ سکیل سے پندرہ سکیل تک بھرتی پر پابندی ہے اور حکومت کا فیصلہ ہے کہ پندرہ سکیل سے اوپر تمام recruitment پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!اس کوsimplify کر دیتے ہیں تاکہ جلد اگلے سوال پر جاسکیں۔لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ کے اندر جتنی اسامیاں اس وقت خالی ہیں تو کیاان کو فوری طور پر پُر کر کے عوام کو لائیوسٹاک کے سلسلے میں سہولتیں دینے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!پہلے جتنے contract employees تھے حکومت نے ان سب کوregular کیا ہے اور ان کی سہولت کے لئےfour tiersکااجراء کیاہےاس سے لائیوسٹاک کے ملازمین کاservice structureبہتر ہوا ہے اوران میں ویٹرنری اسسٹنٹ کا گریڈ بھی بڑھایا ہے۔حکومت پنجاب اس پر پوری توجہ دے رہی ہے اور اس میں کہیں کوتاہی نہیں کی جارہی لیکن یہ تھوڑی سی اسامیاں ہیں انشاءاللہ ان کی جلد sanction ہو جائے گی۔اس کے علاوہ اگر ضرورت محسوس ہوئی توcontract پر بھرتی کرنے پر بھی غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر:جی،مہربانی،میرے خیال میں اب آگے بڑھیں۔اب اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!.On his behalf

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری ظہیر الدین خان:جناب سپیکر!سوال نمبر 8285 ہےاس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رکھ بھونیکی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تفصیلات

*8285:چودھری محمد اسد اللہ:کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رکھ بھونیکی ریسرچ انسٹیٹیوٹ جانوروں کی جنسی اور تولیدی بیماریوں کی تحقیق کے لئے قائم کیا گیا تھا، اگر ہاں تو اب تک اس ریسرچ سنٹر میں ہونے والی ریسرچ کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا حکومت نے سال 09۔2008 اور 10۔2009 میں ریسرچ کے لئے کوئی گرانٹ دی اگر ہاں تو مذکورہ عرصہ میں دی گئی گرانٹ.بجٹ کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) اس ریسرچ سنٹر میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں اور ان پر مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے اخراجات آئے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ رکھ بھونیکی انسٹیٹیوٹ ابتدائی طور پر 1985 میں جانوروں کی جنسی و تولیدی امور پر تحقیق کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو بعد ازاں 2005 میں صرف بھینسوں کی نسل کی بہتری کی تحقیق کے لئے مختص کر دیا گیا۔اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں اب تک کی گئی ریسرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت نے ریسرچ کے لئے 09۔2008 میں تقریباً 74 لاکھ روپے اور 10۔2009 میں تقریباً 79 لاکھ روپے فراہم کئے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں اس وقت 165 ملازمین کام کر رہے ہیں اور ان کی تنخواہ و دیگر الاؤنس کی ادائیگی پر سال 09۔2008 میں 26.03 ملین روپے اور سال 10۔2009 میں 24.45 ملین روپے خرچ ہوئے موجودہ ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سکیل	موجودہ سٹاف	سکیل	موجودہ سٹاف
20	1	19	2
18	12	17	8
16	1	15	1
14	3	12	8
11	1	10	2
9	36	7	6
6	0	5	4
4	21	2	2
1	57	کل میزان:	165

ہر آفیسر / اہلکار کی تنخواہ اور ٹی اے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ حکومت نے ریسرچ کے لئے 09-2008 میں 74 لاکھ روپے اور 10-2009 میں 79 لاکھ روپے فراہم کئے تھے، یہ artificial insemination کے لئے تھے اور اس کے لئے جو semen prepare کر کے sale کئے گئے ہیں۔ اس کی رقم کتنی ہے یعنی 79 لاکھ روپے خرچ کرنے کے نتیجہ میں جو semen تیار ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! رکھ بھونیکی ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو کہ پتوکی تحصیل میں ہے۔ اس کے اغراض ومقاصد میں بہت ساری چیزیں ہیں وہاں پر تولیدی بیماریوں پر ریسرچ اور genetic improvement کی ریسرچ کے لئے پیسے فراہم کئے گئے ہیں۔ وہاں پر تین چار چیزوں پر جو ریسرچ ہوئی ہے میں اس کے بارے میں بتاؤں گا کہ ایک تو بھینسوں کی breeding and non breeding، موسم کے دوران ان کی تولیدی کارکردگی کا CIDR کے ذریعے جائزہ لیا جاتا ہے۔ بھینسوں میں مصنوعی نسل کشی کے وقت شرح بارآوری، حمل کے آغاز میں embryo کی موت اور تولیدی کارکردگی کے اثرات کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ مادہ جانوروں میں بروسیلہ بیماری کی موجودگی کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے اور abortion بیماری جو کہ اگلی نسل میں منتقل ہو جاتی ہے جب ریسرچ میں اس کا علم ہو جائے تو پھر اس قسم کے جانوروں کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جانوروں کو ایک وقت میں vague میں لانے کے لئے اس پر کام کیا جارہا ہے وہاں پر صرف semen production کا کام نہیں بلکہ جو میں نے عرض کیا ہے ان پر بھی کام ہو رہا ہے۔ اس میں نیلی راوی نسل کی بھینس کو conserve کرنے کے لئے، اس کی breeding کو مزید improve کرنے اور ان کی بیماریوں پر ریسرچ کی جارہی ہے اور مزید برآں silage پر بھی ریسرچ کی جارہی ہے۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب تو نہیں لیکن آپ آگے چلیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب! جب کوئی سوال کرتے ہیں تو اس کو غور سے سنا کیجئے۔ جی، اب اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8387 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں قائم ڈیری فارمز سے ہونے والی آمدن و اخراجات کی تفصیلات

*8387: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے سرکاری ڈیری فارمز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان فارمز میں کتنے جانور کون کون سی نسل کے ہیں؟

(ج) ان ڈیری فارمز سے 2009-10 کے دوران کل کتنی آمدن ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے، آمدن کو بڑھانے کے لئے محکمہ نے کون کون سے اقدامات اٹھائے ہیں، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل سولہ ڈیری فارم کام کر رہے ہیں جو درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:۔

1۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم فاضلپور تحصیل راجن پور ضلع راجن پور۔
2۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر۔
3۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خضر آباد تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔
4۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خوشاب تحصیل خوشاب ضلع خوشاب۔
5۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم کلور کوٹ تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر۔
6۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم جگائیت پیر تحصیل خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور۔
7۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم شیر گڑھ تحصیل اوکاڑہ ضلع اوکاڑہ۔
8۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی تحصیل پتوکی ضلع قصور۔
9۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم چک کٹورہ تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور۔
10۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔
11۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد ضلع خانیوال۔
12۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خیری مورت ضلع اٹک۔
13۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ ڈیرہ چاہل ضلع لاہور۔
14۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم 205/TDA ضلع بھکر۔
15۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر ضلع اوکاڑہ۔
16۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم قادر آباد ضلع ساہیوال۔

(ب) ان فارمز میں جانوروں کی تعداد و نسل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم جانور	تعداد	نسلیں
1	بھینس	3415	نیلی راوی
2	گائے	6037	ساہیوال، چولستانی، دوغلی، تھری، داجل، ریڈ سندھی
3	بھیڑ، بکری	10963	بھیڑ، لوہی، کجلی، بچی، سپلی، تھلی، اواسی، ہسار ڈیل بکری بیتل، ٹیڈی، ناچی
4	اونٹ	29	مڑاچہ

(ج) ان ڈیری فارمز سے 10-2009 کے دوران ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال اخراجات آمدن

10-2009 553.795 ملین روپے 340.783 ملین روپے

ڈیری فارمز کی آمدن کو بڑھانے کے لئے محکمہ کے اقدامات:

- محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ کے زیر انتظام جو ڈیری فارمز کام کر رہے ہیں یہ کمرشل نہیں بلکہ تجرباتی فارمز ہیں ان فارمز کے لئے ہر سال فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے انکم ٹارگٹ مقرر کئے جاتے ہیں جو پچھلے سال کی نسبت ہر سال 10 سے 15 فیصد زیادہ ہوتے ہیں۔
- ان فارمز پر جانوروں کی نسل، خوراک، بیماریوں اور انتظامی امور پر کی گئی تحقیق کے نتیجہ میں دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔اس وقت زراعت کے کل محاصل میں 55 فیصد سے زائد حصہ لائیوسٹاک کا ہے۔
- یہ فارم تجرباتی ہیں اور ریسرچ سنٹرز کے طور پر کام کرتے ہیں۔تاہم محکمہ کی جانب سے ان فارمز سے ہونے والی آمدن میں مزید اضافہ کے لئے ان فارمز کو پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت چلانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔اس سلسلہ میں خضر آباد لائیوسٹاک فارم حال ہی میں لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے زیر انتظام کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ PAMCO کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاہدہ کیا جا رہا ہے۔
- لینڈ رینٹ کے تعین کا طریق کار تبدیل کر کے ضلعی پرائس اسیسمنٹ کمیٹی کے ذریعے علاقہ کے ٹھیکہ کے مطابق کیا جا رہا ہے۔
- دودھ کی خود فروخت کی بجائے بذریعہ نیلامی کیا جا رہا ہے۔
- جانوروں کی قیمت فروخت میں اضافہ کیا گیا ہے۔
- زیادہ سے زیادہ رقبہ زیرِ کاشت لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 16 ڈیری فارم ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان ڈیری فارمز میں 2008 سے لے کر اب تک گوشت کی پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے اور گوشت کی پیداوار میں اضافے کے لئے کتنا ٹارگٹ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال ڈیری فارمز پر کیا گیا تھا اور میں یہ دیکھ رہا تھا کہ ہمارے ڈیری فارمز کی آمدنی مجموعی طور پر 10-2009 میں 124.9 ملین روپے تھی اور 11-2010 میں 152.86 ملین روپے ہو گئی ہے یہ 19 فیصد اضافہ ہے چونکہ یہ سوال ڈیری فارمز کے متعلق ہے اس لئے ڈیری فارمز میں گوشت کی بجائے دودھ پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال میں بتایا گیا ہے کہ آمدن بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقبہ زیر کاشت لانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو 2008 سے لے کر اب تک کتنے ایکڑ رقبہ زیر کاشت لایا گیا ہے اور اس سے محکمہ کو کتنی آمدن حاصل ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کافی سارے ڈیری فارمز ہیں اور میرے پاس farm wise detail موجود ہے۔ اگر محترمہ بعد میں مجھے مل لیں تو میں انہیں علیحدہ علیحدہ farm wise detail بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جو 16 فارمز ہیں تقریباً ان سب میں تجرباتی لکھا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ یہیں پر multiply ہوتے ہیں۔ اگر ان 16 فارمز پر بھیڑ بکری کا 10963 figure نکال لیا جائے تو باقی 10 ہزار figure بنتا ہے۔ اس وقت آپ کے سرکاری فارمز پر جو جانور موجود ہیں وہ ٹوٹل 20434 بنتے ہیں؟ ان 20434 جانوروں میں بھینس اور گائے کی تعداد کم اور اونٹ کی تعداد تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فارمز

پر جانوروں کی تعداد20434 ہے لیکن جب اس گورنمنٹ نے take over کیا تو اس وقت ان 16 فارمز پر جانوروں کی تعداد کتنی تھی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ فارمز مختلف اوقات میں لئے گئے ہیں مثال کے طور پر خضر آباد فارم خضر حیات ٹوانہ صاحب کی ملکیت تھا اور یہ فارم بعد میں پاک ایران کمپنی کے پاس چلا گیا تھا لیکن 1980 میں یہ فارم حکومت پنجاب کو منتقل ہوا۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرے محترم منسٹر صاحب 2012 کا جواب دے رہے ہیں یہ ہمارے قابل منسٹر ہیں اور بڑی محنت کرتے ہیں۔ میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ ان 16 فارمز پر اس وقت ان کے دیئے گئے جواب کو ہم مان لیتے ہیں اور ٹھیک ہے کہ اس وقت ان کے پاس 20434 جانور ہیں یہ ان چار سال میں multiply ہوئے ہیں لیکن جب انہوں نے take over کیا تو اس وقت کتنے جانور تھے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے یہ simple پوچھ رہے ہیں کہ جب آپ نے take over کیا تو اس وقت کتنے جانور تھے کیونکہ آج کی تعداد تو جواب میں لکھی ہوئی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بڑی simple سی بات ہے کہ جانوروں کی تعداد بڑھتی اور کم ہوتی رہتی ہے اور یہ تعداد کوئی فکس نہیں ہے اس میں کچھ جانور فروخت ہوتے ہیں اور درمیان میں۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں درمیان کا نہیں پوچھ رہا بلکہ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس سے اس ایوان، صوبہ پنجاب کے عوام اور میڈیا کو اس محکمے کی کارکردگی کا اندازہ ہو جائے گا۔ آپ کے honourable staff کے ممبر یہاں پر موجود ہیں۔ جن کی tips پر یہ باتیں ہوتی ہیں ان سے پوچھ کر بتا دیجئے گا کہ کتنی کاوش ہوئی کیونکہ اس سلسلے میں کروڑوں، اربوں روپے کا فنڈ دیا جاتا ہے۔ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ جب انہوں نے take over کیا اس وقت ان سولہ فارم پر heads کی تعداد کتنی تھی؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل معزز ممبر کو بتا دوں گا۔

چودھری ظہیر الدین خان: ٹھیک ہے یہ بعد میں بتادیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب والا!وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پنجاب کے اندر 16 تجرباتی فارم ہیں، تیسرے نمبر پر خضر آباد والا تجرباتی فارم ہے آپ نے پچھلے سے پچھلے اجلاس میں اس پر ایک کمیٹی بنائی تھی جس کی ایوان میں ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔انہوں نے اس کے جواب میں بتایا ہے کہ 553.795 ملین روپے خرچ ہو رہے ہیں اور 340.783 ملین روپے اس سے آمدن ہو رہی ہے یعنی سارا پلے سے ہی جا رہا ہے۔ خضر آباد فارم کی زمین جو کہ حکومت پنجاب نے انہیں دی ہوئی ہے وہ بھینسوں اور کجلی بھیڑوں کی نئی نسل تیار کرنے کے لئے دی ہوئی ہے لیکن انہوں نے یہ ساری زمین ٹھیکے پر دے دی ہے۔اس پر جناب نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس کی رپورٹ ابھی تک نہیں آئی۔ کمیٹی کے چیئرمین صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں یہ اس بارے میں بتادیں کہ اس کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی،اس کی رپورٹ پیش ہو چکی ہے اس کی کاپی آپ کو دے دیں گے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا!اس سلسلے میں کمیٹی بھی بنائی گئی تھی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس فارم کا کل رقبہ 7ہزار 7سو ایکڑ تھا۔اس میں سے کچھ زمین پٹہ پر دی گئی ہے اور کچھ ان کے زیر خود کاشت ہے جس کی تفصیل بھی موجود ہے۔ کمیٹی کی جو رپورٹ آئی تھی اس میں بھی یہی بات تھی۔اس کے علاوہ یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ پہلے ان کا rent تین ہزار روپے تھا جسے بڑھا کر ان کی categories بنائی گئی ہیں۔اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس پٹہ کی assessment کرتی ہے۔ جس کے بعد اب اس کا rent سات ہزار اور دس ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔ میرے پاس اس کی تفصیل موجود ہے۔ موضع کالر کا پٹہ دس ہزار روپے کر دیا گیا ہے،اسی طرح روال کا سات ہزار روپے کیا گیا ہے، کوٹ کمبوہ دس ہزار روپے، جھاویں دس ہزار، چک عمر سات ہزار۔اسی طرح سے ان کے rent تین ہزار سے بڑھا کر دس ہزار روپے تک کر دیئے گئے ہیں لیکن وہ لوگ کورٹ میں چلے گئے ہیں۔ان میں سے 385 پٹہ داروں کے خلاف arrears of Land Revenue کے طور پر ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے اور ان میں سے 301 پٹہ داروں نے ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر دی ہے اور اب ہائیکورٹ نے ان کو stay دے دیا ہے۔23 تاریخ کو ان کی hearing تھی کیس leftover ہو گیا ہے۔اب ہم early hearing کے لئے ہائیکورٹ سے رجوع کر رہے ہیں۔ جو کمیٹی کی سفارشات تھیں ان کو implement کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے تھے لیکن ان اقدامات کے نتیجہ میں پٹہ دار کورٹ میں چلے گئے اور اب یہ معاملہ subjudice ہو گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے میری سربراہی میں جو کمیٹی بنائی تھی ہم وہاں پر بھی گئے تھے۔ اس میں اصل معاملہ یہ تھا کہ rules کے مطابق defaulters کو notices دینے ہوتے ہیں اس کے علاوہ rules کے مطابق محکمہ نے جو کارروائی کرنی ہوتی ہے وہ نہیں کی جارہی تھی جس کی وجہ سے بہت سارے dues جو تھے وہ overdue میں convert ہو گئے۔ اس کے علاوہ ہم نے وہاں پر farm introduce کروائے ایک check list بنائی کہ محکمہ ہر دو تین مہینے کے بعد اس فارم کا progressive control کرے گا۔ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا اور محکمہ نے ہم سے وعدہ کیا کہ اس check list system کو تمام farms کے اندر introduce کریں گے۔ میرا سوال وزیر صاحب سے یہ ہے کہ کیا وہ طریق کار جو کمیٹی نے ان کو وضع کر کے دیا تھا farm design کر کے دیا تھا تاکہ محکمہ اس پر efficiently کام کر سکے کیا وہ کام کر دیا گیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں جو اقدامات تجویز کئے گئے تھے اس کی روشنی میں دو issue ہیں۔ ایک تو یہ اقدام کیا گیا ہے کہ فارم کا کل رقبہ 7ہزار7سو ایکڑ ہے جس میں سے 16 سو ایکڑ رقبہ پنجاب لائیو سٹاک ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کو دیا گیا ہے۔ باقی پر جو پٹہ داران ہیں، لوگ جو اس پر بیٹھے تھے وہ inherited ہیں جیسے ہی یہ farm transfer ہوا تھا اس کے ساتھ ہی یہ لوگ بھی transfer ہو گئے تھے اور اس کے متعلق میرے پاس بورڈ آف ریونیو کی کاپی بھی موجود ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ مزارعین فارم کے ساتھ بطور lessee کام کریں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ان کا rent صرف تین ہزار روپے تھا۔ رانا صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی نہیں کی جارہی تھی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا بھی ایک طریق کار ہے پہلے ان کو نوٹس دیا جاتا ہے اور پھر بقایاجات کے طور وصول کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ محکمہ نے 358 پٹہ داران کے خلاف ڈسٹرکٹ کلکٹر کے پاس cases دائر کئے ہیں اور بطور arrears of land rent وصولی کے لئے کارروائی کی ہے۔ اب یہ لوگ ہائیکورٹ میں چلے گئے ہیں اور انہوں نے ہائیکورٹ سے stay لے لیا ہے اور ان کی 23 تاریخ کو پیشی تھی اور اب وہ کیس leftover ہو گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کی جو recommendations تھیں آپ نے اس کی implementation کے لئے کچھ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Recommendations

بھی میرے پاس موجود ہیں میں اسے پڑھ دیتا ہوں اور پھر یہ بھی بتاتا ہوں کہ ہم نے اس پر کیا ایکشن لیا ہے۔اس میں یہ سفارشات ہیں کہ land rent بڑھایا جائے،land rent arrear declare کیا جائے اس کے علاوہ فارم کے موجودہ مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے۔۔۔

MR SPEAKER: Now, the matter is subjudiced in the court.

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): فارم کی تنظیم نو کے لئے فارم کا انتظام بورڈ کو دینے کی تجویز کو منظور کیا جاتا ہے۔ان recommendations پر جب کارروائی شروع کی گئی تو پٹہ داران کورٹ میں چلے گئے اور انہوں نے stay لے لیا ہے۔اس کو بھی ہم pursue کر رہے ہیں تاکہ اس کی early hearing ہو سکے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہوں گا کہ پٹہ نامہ کے پیچھے شرائط لکھی ہوتی ہیں اور اس میں conditions of performance ہوتی ہیں اگر تو وہ پٹہ دار ان conditions of performance کو fulfill نہیں کرتا تو اس پر محکمہ نے کارروائی کرنی ہوتی ہے۔ اگر محکمہ کارروائی نہیں کرتا تو پھر ان پٹہ داران کا right create ہو جاتا ہے ۔یہاں پر performance of department کا سوال ہے جس کے لئے ہم نے periodical control کے لئے check lists بنائیں تھیں۔اب میں سوال نہیں پوچھنا چاہوں گا بلکہ میری درخواست ہو گی کہ ہماری جو recommendations تھیں ان کو implement کریں تاکہ اس سے محکمہ کی efficiency بڑھے۔دوسرے farms میں ان اصلاحات کو introduce کیا جائے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے ورنہ محکمہ کو عدالت میں support نہیں ملے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ کمیٹی کی سفارشات پر یہ کارروائی تو کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔انہوں نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے۔اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 8553۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ تجرباتی فارم مویشیاں کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*8553: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں ضلع سرگودھا کا کل رقبہ کتنا ہے نیز اس میں سے کتنا رقبہ کس کو اور کب پٹے پر دیا گیا؟

(ب) اس رقبے سے حکومت پنجاب کو سال 2008 سے آج تک کتنی آمدن ہوئی، نیز یہ رقبہ فی ایکڑ کتنی رقم پر کس مجاز اتھارٹی کی اجازت سے پٹے پر دیا گیا؟

(ج) حکومت نے ابھی تک کتنی رقم پٹے داروں سے وصول کرنی ہے پٹہ داران کے نام و پتا جات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد کا کل رقبہ 7700 ایکڑ ہے۔ اس میں سے 5897 ایکڑ رقبہ 613 پٹہ داروں کو پٹہ پر دیا گیا ہے۔ یہ پٹہ داران موروثی ہیں اور 1980 میں اس فارم کی محکمہ کو منتقلی کے بعد سے اب تک رقبہ ان پٹہ داران کے پاس ہے۔ ان پٹہ داران کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس رقبہ سے سال 2008 سے آج تک 113.242 ملین روپے آمدن ہوئی۔ فی ایکڑ ٹھیکہ کی شرح کا تعین کمیٹی کرتی ہے جس کا دارومدار اراضی کی حیثیت پر ہے۔ جملہ ٹھیکیداران موروثی ہیں تاہم مجاز اتھارٹی فارم سپرنٹنڈنٹ ہے۔ فی ایکڑ ٹھیکہ کی شرح مختلف اراضی کے لئے مختلف ہے جو -/3000 روپے فی ایکڑ سے -/10,000 روپے تک فی ایکڑ ہے۔

(ج) پٹہ داران کے ذمہ واجب الوصول رقم مبلغ 01 کروڑ 25 لاکھ 02 ہزار 637 روپے ہے۔ تفصیل پٹہ داران بمعہ واجب الوصول رقم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جز (ب) کے جواب میں جو rates بتائے ہیں اس میں فی ایکڑ ٹھیکہ کی شرح مختلف اراضی کے لئے مختلف ہے جو -/3000 روپے فی ایکڑ سے -/10,000 روپے تک فی ایکڑ تک ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ سرگودھا کے جس ایریا کی بات ہو رہی ہے وہ انتہائی زرخیز زمین ہے۔ وہاں پر پٹہ کی market price پچیس سے تیس ہزار روپے ہے اور جس specific area کی یہاں بات ہو رہی ہے وہاں پر پٹہ کا ریٹ چالیس سے پچاس ہزار روپے فی ایکڑ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سرکار ان پر اتنی مہربانی کیوں کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: تھوڑا سا یہ خیال کرتے ہیں کیونکہ وہ موروثی پٹہ داران ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر وہ ان کا خیال کرتے ہیں تو حکومت کا بھی خیال کریں کہ حکومت overdraft پر چل رہی ہے۔ پہلے اپنا گھر پورا کریں پھر کسی کا خیال کریں۔ مجھے یہ اس کی وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: وہ عوام پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے۔ وزیر صاحب! آپ اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور پہلے بھی گزارش کی ہے کہ 1980 میں یہ فارم لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کو منتقل ہوا، زرعی اصلاحات میں یہ زمین خضر حیات ٹوانہ صاحب سے لی گئی تھی۔ اس میں یہ بات لکھی گئی ہے اور اس کی بورڈ آف ریونیو کی طرف سے میرے پاس چٹھی بھی موجود ہے یہ مزارعین بطور lessee کام کریں گے۔ اب ان کا پٹہ جو تین ہزار روپے تھا اس کو۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو اب چھوڑ دیں اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں تھوڑی سی گزارش کروں گا۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہ ان کے پٹہ کا ریٹ کیوں نہیں بڑھاتے؟

جناب سپیکر: انہوں نے ان کے پٹہ کا ریٹ بڑھا دیا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! تین ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے کر دیا گیا ہے لیکن وہ کورٹ میں چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو دس ہزار تک پہنچ گئے ہیں۔ اتنی بڑی چھلانگ لگا دی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! انہوں نے تو اس پر بھی stay لے لیا ہے اور اب یہ معاملہ subjudice ہو گیا ہے۔

MR SPEAKER: The matter has become subjudiced and now, pending for adjudication.

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ٹھیک ہے یہ معاملہ اب subjudice ہو گیا ہے۔ جس بات کا ان کے پاس حل نہیں ہوتا تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ معاملہ subjudiced ہے۔ 1980 سے جو ریٹ چل رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ جو معاملہ کورٹ میں ہو اس کو یہاں discuss نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنا دوسرا ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ جواب کے جز (ج) میں محکمے نے یہ own کیا ہے کہ پٹہ داران کے ذمہ واجب الوصول رقم ایک کروڑ 25 لاکھ دو ہزار چھ سو ستائیس روپے ہے اور اس کی جو تفصیل فراہم کی گئی ہے اس میں واجب الادا رقم میں ہر سال اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور in the end یہ figure کروڑ روپے میں چلی گئی ہے۔ لہذا معزز وزیر صاحب یہ وصولی نہ ہونے کی وجوہات بتا دیں اور میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر annual increase کی جاتی ہے تو وہ کس rate اور کس criteria کے تحت کی جاتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پارلیمانی سیکرٹری کون ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): مظفر گڑھ سے ہمارے ایم پی اے ہیں۔

معزز ممبران: ان کو اپنے پارلیمانی سیکرٹری کے نام کا بھی پتا نہیں ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لنگڑیال صاحب ہیں اس کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے یہ کمیٹی عون محمد ڈی ڈی او آر، رانا عبدالمجید ڈی او (زراعت) رانا عبدالشکور، ڈی او آر سرگودھا اور محمد جمیل بسراء پر مشتمل ہے جو زمین کی زرخیزی، پانی کی فراہمی اور زمین کتنی آباد ہے کے لحاظ سے assess کرتی ہے کہ کتنا rent ہونا چاہئے۔ زرعی اصلاحات میں وہی زمین چھوڑی جاتی ہے جو کم صلاحیت کی ہوتی ہے، 1972 کی زرعی اصلاحات میں یہ زمین چھوڑی گئی تھی وہاں سیم بھی ہے اس لئے reassess کر کے کیٹیگری A کے لئے rent تین ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے، کیٹیگری B کے لئے آٹھ ہزار روپے اور کیٹیگری C کے لئے تین ہزار روپے رکھا گیا تھا

لیکن اس کے باوجود جب رینٹ وصولی کی بات آئی تو تمام پٹہ داران کورٹ میں چلے گئے۔معزز عدالت نے جو آرڈر جاری کئے ہیں وہ بھی میرے پاس موجود ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کی بات سے satisfied نہیں ہوں چونکہ یہ کوئی جواب نہیں ہے۔یہ تفصیل میرے ہاتھ میں ہے اور ان کے محکمے نے خود own کیا ہے کہ جب سے good governance آئی ہے،ان کی حکومت آئی ہے تو payable amount میں increase آیا ہے اس کا مطلب ہے کہ ان کا محکمہ incapable ہے اور یہ جس ایریا کی بات کر رہے ہیں آپ خود دیکھ لیں کہ وہاں پر ہر سال bumper crop ہو رہی ہے اور وہاں کوئی national calamity نہیں ہے اور کچھ بھی نہیں ہے اس لئے اس کی کوئی excuse نہیں ہے۔یہ لوگوں کو facilitate کرنے کا نام لے رہے ہیں لیکن پہلے House کو یہ تو بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو اس طرح facilitate کر کے گورنمنٹ اور عوام کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے؟جہاں پر مارکیٹ value چالیس سے پینتالیس ہزار روپے ہے وہاں یہ کوئی خیرات کی چیز نہیں ہے کہ تین ہزار سے دس ہزار روپے فی ایکڑ پٹہ دیا ہوا ہے۔اس House کے ممبران dumb and duffer نہیں ہیں کہ جن کو یہ بتانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ عوام کو facilitate کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔یہ directly اپنے پیاروں کو نوازنے کی ایک effort ہے جو ان کی گورنمنٹ بھی کر رہی ہے اور معزز وزیر صاحب بھی کر رہے ہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں گورنمنٹ آف دی پنجاب کا لونی ڈیپارٹمنٹ کا لیٹر پڑھ رہا ہوں۔

> The Live Stock Department shall manage the farm under the direct management at Khizarabad and through lessee at Karla and other units. For this purpose, the tenders in cultivation possession in Khizarabad should be transferred to the other unit where the management is to be done through lessee. Status of tenders shall be changed to lessee who will pay land rent in the from approved by livestock.

اس لیٹر کے تحت یہ منتقل ہوا ہے آگے عدالت کا بتا رہا ہوں کہ یہ writ جسٹس منصور علی شاہ صاحب کی عدالت میں pending ہے، میاں جمیل ان کے وکیل ہیں اور انہوں نے آرڈر میں لکھا ہے کہ:

> Notice for the above such date till the next date of hearing no adverse action shall be taken against the petitioner, regarding to rent as long as the petitioner continues to pay previous rent.

یہ عدالت میں چلے گئے ہیں اور انہوں نے stay لیا ہوا ہے رٹ نمبر 11561/2011 ہے۔ ہم نے رینٹ بڑھا کر دس ہزار روپے کیا تو وہ اسے ادا کرنے کی بجائے عدالت میں چلے گئے ہیں، 385 لوگوں کے خلاف رینٹ وصول کرنے کی کارروائی کی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر صاحب ہمیں 2011 کا قصہ سنا رہے ہیں لیکن میں 09-2008 اور 11-2010 کا قصہ سنا رہی ہوں جہاں سے increase 19 لاکھ روپے سے 37 لاکھ روپے پر آیا اور پھر 37 لاکھ روپے سے 64 لاکھ روپے پر آگیا ہے، 2011 میں جو writ petition ہوئی ہے آپ اس سے پچھلے دو سالوں کو کیسے justify کریں گے اور یہ وہ ریکارڈ ہے جو ان کے محکمے نے ہمیں دیا ہے ۔جس میں 09-2008 میں -/1906410 روپے ، پھر 10-2009 میں -/3717684 روپے اور اس کے بعد 11-2010 میں 6461,110 روپے، یہ اس payable amount کو کیسے justify کریں گے؟ اس وقت تو کوئی petition نہیں ہوئی تھی اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی incompetence ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرام سے ان کی بات سنیں۔ منسٹر صاحب! جلدی بتادیں چونکہ ٹائم بھی ختم ہو رہا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ جناب! نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک Rent Assessment Committee بنی ہوئی ہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور زراعت کے آفیسرز اس کمیٹی کے ممبر ہیں چونکہ وہاں پانی موجود نہیں ہے اور زمین بھی سیم زدہ ہے اس لئے یہ کمیٹی زمین کی زرخیزی اور پانی کی فراہمی کا موقع دیکھ کر رینٹ assess کرتی آرہی ہے اور یہ اس کے مطابق ہوا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے Question Hour is over now

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ کمیٹی کی بجائے open auction کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: اب سوال نہیں ہو سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اسی وقفہ سوالات پر میرا بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ inherent farm ہیں ان میں وہ inherent آرہے ہیں اور ان کے rights ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ حکومت پنجاب کے فارم ہیں۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا۔ تجرباتی فارم مویشیاں کی آمدن و اخراجات کی تفصیلات

*8555: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں ضلع سرگودھا کو سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی، نیز کئے جانے والے اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) اس فارم میں کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں نیز ان کی تعداد کیا ہے؟

(ج) جانوروں کی فروخت کا طریق کار کیا ہے نیز متذکرہ عرصے کے دوران کتنے جانور کس قیمت پر فروخت کئے گئے، مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس فارم کی سالانہ آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے (رقم ملین روپے)

	2009-10	2010-11
آمدن	29.042	29.132
اخراجات	28.700	34.711

(ب) اس فارم میں ساہیوال نسل کی گائیں اور کجلی نسل کی بھیڑیں رکھی گئی ہیں۔ گائیوں مع بچھڑے وبچھڑیوں کی تعداد 948 ہے جبکہ بھیڑوں مع میمناؤں کی تعداد 1265 ہے۔

(ج) جانوروں کی فروخت کے دو طریق کار ہیں۔

1۔ فروخت برائے نسل کشی:

جانوروں کی نسل کشی کے لئے پرائیویٹ لائیوسٹاک بریڈرز کو نر جانور مقرر کردہ بریڈنگ ریٹ پر فروخت کئے جاتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

بریڈنگ ریٹ:

ا۔ ساہیوال نر جانور زندہ وزن فی کلو (روپے)

اے کیٹیگری	بی کیٹیگری	سی کیٹیگری	ڈی کیٹیگری
200	185	170	150
2۔ کجلی بھیڑ	1تا45دن	46تا90دن	91تا120دن
	7000/-روپے	8000/-روپے	9000/-روپے

2۔ فروخت بذریعہ نیلام عام:

وہ جانور جو فارم پر مقرر کردہ تعداد سے زیادہ ہوں اور جو معیار سے گر جائیں ان کو اخبارات میں مشتہر کر کے نیلام عام کے زریعے فروخت کر دیا جاتا ہے۔

فروخت کئے گئے جانوروں کی تفصیل درج ذیل ہے (قیمت ملین روپے)

سال	نسلی جانور	ناکارہ جانور	قیمت	برائے نسل کشی	قیمت	کل جانور	کل قیمت
2009-10	ساہیوال گائے	138	2.581	98	1.271	236	3.852
	کجلی بھیڑ	246	0.552	306	1.285	552	1.807
2010-11	ساہیوال گائے	122	3.196	91	1.545	213	4.741
	کجلی بھیڑ	200	0.351	280	1.785	480	2.136

پی پی۔181 قصور میں ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8898: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔181 قصور میں کتنی ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں؟

(ب) ان کو 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کل کتنے فنڈز دیئے گئے؟

(ج) یہ فنڈز کن کن مدوں پر خرچ کئے گئے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا اور ان پر کتنے اخراجات آئے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔181 میں 11 ڈسپنسریاں ہیں۔

(ب) ان اداروں کو سال 10۔2009 کے دوران 75 لاکھ 91 ہزار 200 روپے جبکہ سال 11۔2010 کے دوران 90 لاکھ 02 ہزار 240 روپے کے فنڈز مہیا کئے گئے۔

(ج) یہ فنڈز حسب ذیل مدوں میں خرچ کئے گئے۔

	2009-10	2010-11
ادویات	34 لاکھ 44 ہزار 690 روپے	40 لاکھ 55 ہزار 310 روپے
تنخواہ ملازمین	39 لاکھ 62 ہزار 430 روپے	46 لاکھ 83 ہزار 970 روپے
موبائل وین	68 ہزار 410 روپے	72 ہزار 390 روپے
یوٹیلٹی بلز وغیرہ	1 لاکھ 16 ہزار 430 روپے	1 لاکھ 90 ہزار 570 روپے

(د) سال 10۔2009 کے دوران 9570 جانوروں کا علاج کیا گیا اور ان پر 37 لاکھ 20 ہزار 850 روپے خرچ ہوئے جبکہ سال 11۔2010 کے دوران 10990 جانوروں کا علاج کیا گیا اور ان پر 37 لاکھ 79 ہزار 150 روپے خرچ ہوئے۔

ضلع خانیوال، تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد جہانیاں کی کارکردگی کی تفصیلات

*9029: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد جہانیاں ضلع خانیوال میں کن مویشیوں اور جانوروں کے تحفظ اور ان کی پیداواری صلاحیتوں پر کام ہو رہا ہے؟

(ب) مذکورہ فارم کی2010 کے دوران کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تجرباتی فارم اللہ داد جہانیاں میں بیتل بکریوں اور لوہی بھیڑوں کے تحفظ اور پیداواری صلاحیتوں پر کام ہورہا ہے۔

(ب) مذکورہ فارم کی2010 کے دوران کارکرگی کو بہتر بنانے کے لئے درج ذیل اقدامات اُٹھائے گئے۔

1۔ زراعت کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے ایک ٹیوب ویل نصب کیا گیاتاکہ جانوروں کے لئے سبز چارہ کی پیداوار بہتر بنائی جاسکے۔

2۔ جانوروں کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت دو شیڈ تعمیر کئے گئے تاکہ جانوروں کی ہاؤسنگ بہتر ہو سکے۔

3۔ 6930فٹ پختہ کھال کی تعمیر محکمہ واٹر مینجمنٹ کی مدد سے کی گئی ہے۔

4۔ 432ایکڑ سبز چارہ جانوروں کے لئے کاشت کیا گیا ہے۔

ضلع خانیوال۔2010 کے دوران کئے گئے چالان و جرمانوں کی تفصیلات

*9060:ڈاکٹر سامیہ امجد :کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) ضلع خانیوال میں انسداد بے رحمی حیوانات نے2010 کے دوران کل کتنے چالان کئے اور کتنا جرمانہ وصول کیا ؟

(ب) کتنے چالان عدالتوں میں زیر التواء ہیں اور کب سے؟

(ج) کیا محکمہ کے عملہ انسداد بے رحمی کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ ان جانوروں کو اپنی تحویل میں لے لیں جن پر بہت زیادہ تشدد کیا گیا ہو یا کیا جا رہا ہو؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں انسداد بے رحمی حیوانات کا کوئی منظور شدہ دفتر نہ ہے لہذا ضلع خانیوال میں کوئی چالان کیا گیا ہے اور نہ ہی جرمانہ وصول کیا گیا ہے۔

(ب) کوئی چالان عدالت میں زیر التواء نہ ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ انسداد بے رحمی حیوانات کے عملہ کے پاس اختیارات ہیں کہ جن جانوروں پر زیادہ تشدد کرکے زخمی کردیا گیا ہو یا کیا جا رہا ہو، ان کو اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں۔

لاہور کے مذبح خانوں کی تفصیلات

*9065: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مذبح خانوں میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کی صحت اور ان کے گوشت کے انسانی استعمال (Human consumption) کے لئے صحیح ہونے کی تصدیق محکمہ کی ذمہ داری ہے؟

(ب) لاہور کے مذبح خانوں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور ان مذبح خانوں میں کتنے ویٹرنری ڈاکٹرز اور عملہ تعینات ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ کی شق نمبر 54-A(h)vi کے تحت یہ ذمہ داری متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ہے البتہ جہاں ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کے پاس ویٹرنری ڈاکٹر نہیں ہوتے وہاں پر محکمہ کے ویٹرنری آفیسر زبہ سہولت ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کو اعزازی طور پر مہیا کرتے ہیں۔

(ب) لاہور کے مذبح خانوں میں روزانہ اوسطاً 4135 چھوٹے جانور (بھیڑ، بکریاں) اور 165 بڑے جانور (بھینس، گائے) ذبح ہوتے ہیں۔
ان مذبح خانوں میں چھ ویٹرنری ڈاکٹر اور چار ویٹرنری اسسٹنٹ تعینات ہیں۔

سرگودھا۔ تحصیل بھلوال میں ویٹرنری ہسپتال کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9427: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بھلوال سرگودھا میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں کو سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران سالانہ کتنی گرانٹ ہسپتال وار دی گئی؟

(ج) ان ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل اسامی اور گریڈوار بتائیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں سالانہ اندازاً کتنے جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں سات ویٹرنری ہسپتال ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں کو سال10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران سالانہ درج ذیل گرانٹ برائے مرمت وادویات کی صورت میں ہسپتال وار دی گئی۔

ویٹرنری ہسپتال	گرانٹ10۔2009ملین روپے	گرانٹ11۔2010ملین روپے
بھلوال	0.884ملین	0.051ملین
دیووال	0.400ملین	0.040ملین
چک مبارک	0.262ملین	0.040ملین
میانی	0.301ملین	0.045ملین
پھلروان	0.098ملین	0.051ملین
بھیرہ	0.298ملین	0.047ملین
چک3شمالی	0.066ملین	0.030ملین

(ج) ان ہسپتالوں میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) ان ہسپتالوں میں سالانہ تقریباً70ہزار جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی، ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*9440: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) ان کے سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات بتائیں؟

(ج) کتنے ہسپتالوں کی عمارات خستہ ہیں اور کتنوں کی عمارات ان کی ضروریات کے مطابق ناکافی ہیں؟

(د) حکومت ان ہسپتالوں کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں13ویٹرنری ہسپتال کام کررہے ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں کے سال10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

سال	اخراجات
10۔2009	13.819 ملین روپے
11۔2010	13.974 ملین روپے

(ج) صرف شفاخانہ حیوانات راولپنڈی اور مندرہ کی اپنی عمارات نہ ہیں۔

(د) ضلعی حکومت ان دونوں ہسپتالوں کی نئی عمارات کی تعمیر کے لئے اراضی کے حصول کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کا قیام و دیگر تفصیلات

*9441: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کب وجود میں آیا؟

(ب) اس انسٹیٹیوٹ کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ج) اس انسٹیٹیوٹ کے سال10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات بتائیں؟

(د) اس کی آمدن کے ذرائع اور اس کی دو سالوں کی آمدن سال وار بتائیں؟

(ہ) اس کے تحت کہاں کہاں پولٹری فارم قائم ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کا قیام 1978 کو عمل میں لایا گیا۔

(ب)

1۔ دیہی اور تجارتی مرغبانی کی ترقی کے لئے مختلف شعبوں کے مسائل حل کرنے کے لئے تحقیق کرنا۔

2۔ مرغیوں کی مختلف بیماریوں کی تشخیص اور روک تھام۔

3۔ عمدہ نسل کی دیہی مرغیوں اور زرخیز انڈوں کی پیداوار بڑھا کر انہیں گاؤں کی سطح پر دستیاب کرنا۔

4۔ مرغبانی سے متعلقہ ہنرمند افراد کی دستیابی کے لئے مطلوبہ تربیت فراہم کرنا۔

(ج) سال اخراجات (ملین روپے)

2009-10	119.100
2010-11	154.098

(د) آمدن کے ذرائع انڈے، مرغیاں، چوزے، حفاظتی ٹیکہ جات اور خوراک کے پیکٹ وغیرہ کی فروخت ہیں، آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال آمدن	(ملین روپے)
2009-10	34.944
2010-11	42.854

(ہ) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کے تحت کل نو گورنمنٹ پولٹری فارمز ملتان، بہاولپور، سرگودھا، دینہ، ڈیرہ غازی خان، گجرات، اٹک، بہاولنگر اور میانوالی میں قائم ہیں۔

ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*9442: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ لاہور کینٹ کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کتنے رقبے پر اس انسٹیٹیوٹ کی عمارت ہے اور کتنے رقبہ پر فصلیں کاشت ہوتی ہیں؟

(ج) اس انسٹیٹیوٹ کا رقبہ کن کن افراد کے پاس لیز / ٹھیکہ / پٹہ پر ہے رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس رقبہ کو کب لیز / پٹہ / ٹھیکہ پر دیا گیا تھا اور کتنی رقم فی ایکڑ پر دیا گیا تھا؟

(ہ) اس ادارہ کی آمدن اور اخراجات برائے سال 2010-11 بتائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ لاہور کا کل رقبہ 24 ایکڑ ہے۔

(ب) سات ایکڑ رقبہ پر انسٹیٹیوٹ کی عمارات، لیبارٹریز، تجرباتی جانوروں، مرغیوں کے لئے شیڈز اور رہائشی عمارات تعمیر کی گئی ہیں جبکہ باقی سترہ ایکڑ اوپن ایریا ہے جس میں سڑکیں اور پلاٹس شامل ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ کا کوئی رقبہ زیر کاشت نہیں ہے۔

(ج) اس انسٹیٹیوٹ کا رقبہ کسی بھی فرد کے پاس لیز / ٹھیکہ / پٹہ پر نہیں ہے۔

(د) اس انسٹیٹیوٹ کا رقبہ کبھی بھی لیز / ٹھیکہ / پٹہ پر نہیں دیا گیا۔

(ہ) سال11۔2010کی اس ادارے کی آمدن اوراخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آمدن	اخراجات
74.569ملین روپے	136.316ملین روپے

راجن پور-لائیوسٹاک تجرباتی فارم فاضل پور کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*9443:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیاوزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیوسٹاک تجرباتی فارم فاضل پور ضلع راجن پور کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس فارم پر کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(ج) کتنا رقبہ فارم کے پاس ہے اوراس پر کون کون سی فصلیں کاشت ہوتی ہیں؟

(د) اس فارم کا کتنا رقبہ کن کن کے پاس لیز/ٹھیکہ/پٹہ پر ہے اس کا سالانہ فی ایکڑ/پٹہ/ٹھیکہ/لیز کتنا ہے اور یہ کب دیا گیا تھا؟

(ہ) اس فارم کی سال11۔2010کی آمدن اوراخراجات بتائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لائیوسٹاک تجرباتی فارم فاضل پور ضلع راجن پور کا کل رقبہ3500ایکڑ ہے۔

(ب) اس فارم پر ساہیوال نسل کی گائیں اور بیتل نسل کی بکریاں رکھی گئی ہیں۔

(ج) فارم کے پاس2397ایکڑ رقبہ ہے اس میں سے171ایکڑ رقبے پر سڑکیں اور عمارات ہیں۔ 1476ایکڑ رقبہ غیر آباد ہے جو کہ چراگاہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور750ایکڑ رقبہ خود کاشت ہے جو کہ نہری ہے اس پر درج ذیل فصلیں کاشت کی جاتی ہیں:

1۔ چارہ جات: سدابہار، مکئی، باجرہ، جنتر، برسیم، سرسوں اور جئی۔

2۔ نقدآور اجناس: گندم، کپاس، کماد اور مونجی۔

(د) اس فارم کا1103ایکڑ رقبہ 98 مختلف پٹہ داران کے پاس لیز پر ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کا سالانہ ٹھیکہ برائے سال 11۔2010 فی ایکڑ 2662 روپے ہے۔ یہ فارم73۔1972 میں محکمہ لائیوسٹاک کو ٹرانسفر ہوا اور ساتھ ہی پٹہ دار بھی ورثہ میں ملے۔

(ہ) اس فارم کی سال11۔2010 کی آمدن10.70 ملین روپے اور اخراجات 34.337ملین روپے ہیں۔

واہگہ ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن میں ویٹرنری ہسپتالوں وڈسپنسریوں کی تفصیلات

*9447: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) واہگہ ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن کی حدود میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں؟

(ب) ان کے سال10-2009اور11-2010کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان میں کس کس جگہ کون کون سی اسامیاں، گریڈ اور عہدہ وار خالی پڑی ہیں؟

(د) ان میں کس کس کی عمارت خستہ حال ہے اور کس کی عمارت ضرورت کے مطابق ناکافی ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) واہگہ ٹاؤن اور شالامار ٹاؤن میں 9ویٹرنری ہسپتال اور ایک ویٹرنری ڈسپنسری ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں میں10۔2009میں67لاکھ روپے خرچ کئے گئے جبکہ سال11۔2010 میں70لاکھ روپے خرچ آئے۔

(ج) ان ہسپتالوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	نام ویٹرنری ہسپتال	نام اسامی/عہدہ	گریڈ	تعداد
1	ہونڈوگجراں	ماشکی	1	1
		سویپر	1	1
2	بھیسن	ماشکی	1	1
3	جلو	چوکیدار	1	1
		ماشکی	1	1
4	منہالہ	چوکیدار	1	1
5	تقی پور	ماشکی	1	1
6	پڈھانہ	سویپر	1	1

(د) ان تمام ہسپتالوں کی حالت بہتر ہے اور ضرورت کے مطابق کافی ہے جبکہ ویٹرنری ہسپتال پڈھانہ کی عمارت پاکستان آرمی کے زیرِاستعمال ہے اور ہسپتال کے استعمال کے لئے صرف ایک کمرہ ہے جو ناکافی ہے۔ لکھوڈیر ویٹرنری ڈسپنسری کی عمارت نہ ہے اور عارضی طور پر یونین کونسل لکھوڈیر کی عمارت میں ہی ویٹرنری ڈسپنسری کا کام انجام دیا جارہا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9475:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتال کتنے ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں کے سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان ہسپتالوں میں خالی اسامیاں گریڈ اور عہدہ وار بتائیں؟

(د) ان ہسپتالوں کی عمارات کی حالت کیسی ہے، کس کس کی عمارت خستہ حال ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں18ویٹرنری ہسپتال ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں کے سال 10۔2009 اور11۔2010کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	اخراجات
2009-10	38.211(ملین روپے)
2010-11	42.144(ملین روپے)

(ج) ان ہسپتالوں میں خالی اسامیاں گریڈ اور عہدہ وار درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	عہدہ	سکیل	خالی
1	ویٹرنری آفیسر ہیلتھ	17	1
2	خاکروب	1	4
3	ماشکی	1	1

(د) ماسوائے سول ویٹرنری ہسپتال گکھڑ منڈی، احمد نگر، قلعہ دیدار سنگھ، اروپ، گلوکی، واہنڈو اور کالی صوبہ کے باقی جُملہ ہسپتالوں کی حالت تسلی بخش ہے۔

ضلع سرگودھا، لائیو سٹاک تجرباتی فارموں کی تفصیلات

*9547: محترمہ زوبیہ رُباب ملک:کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے لائیو سٹاک تجرباتی فارم کتنے ہیں، ان کے نام اور ان کا رقبہ کتنا ہے تفصیل فارم وار بتائیں؟

(ب) ان فارموں کی سال10۔2009اور11۔2010کی آمدن اوراخراجات سے آگاہ کریں؟
(ج) ان فارموں پر کون کون سے جانور رکھے ہوئے ہیں، تفصیل فارم وار بتائیں؟
(د) یہ فارم کس کس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے؟
(ہ) ان فارموں کی کتنی اراضی کن کن کے پاس لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر ہے،اس کا فی ایکڑ لیز/پٹہ بتائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھامیں محکمہ لائیوسٹاک کاصرف ایک ہی تجرباتی فارم ہے جس کا نام گورنمنٹ لائیوسٹاک تجرباتی سٹیشن خضرآباد ضلع سرگودھاہے۔اس کا کل رقبہ7700ایکڑ ہے۔
(ب) اس فارم کی سالانہ آمدن اوراخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔(رقم ملین روپے)

	2009-10	2010-11
آمدن	29.042	29.132
اخراجات	28.700	34.711

(ج) اس فارم میں ساہیوال نسل کی گائیں اور کجلی نسل کی بھیڑیں رکھی گئی ہیں۔گائیوں مع بچھڑے وبچھڑیوں کی تعداد948ہے جبکہ بھیڑوں مع بچوں کی تعداد1265ہے۔
(د) فارم کے مقاصد درج ذیل ہیں:۔

- ساہیوال نسل کی گائے اور کجلی بھیڑوں کو محفوظ کرنا۔
- اعلیٰ اوصاف کے بیل اور چھترے پیدا کرنا۔
- نسل کشی کے لئے مویشی پال حضرات اور سیمن پروڈکشن یونٹ کو اعلیٰ اوصاف کے حامل نر مہیا کرنا
- ترقیاتی امور پر جدید تجربات اور تحقیق کرنا۔
- صوبہ بھر میں موجود تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کو تحقیق کے لئے سہولیات مہیا کرنا۔

(ہ) اس فارم کی5897ایکڑاراضی613پٹہ داروں کے پاس پٹہ پر ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔فی ایکڑ ٹھیکہ کی شرح مختلف اراضی کے لئے مختلف ہے جو-/3000 روپے فی ایکڑ سے-/10,000روپے تک فی ایکڑ ہے۔

گورنمنٹ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ بھونیکی پتوکی کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*9590: محترمہ ساجدہ میر:کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ بھو نیکی پتو کی کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس فارم کی سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات وآمدن بتائیں؟

(ج) اس فارم پر کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے عہدے اور گریڈ بتائیں؟

(د) اس ادارے پر کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(ہ) اس ادارے میں کیا ریسرچ کی جاتی ہے اور اس ریسرچ کے نتیجہ میں سال2007سے آج تک کیا فوائد صوبہ کو حاصل ہوئے ہیں؟

(و) اس ادارے کی کل اراضی کتنی ہے، کتنی ادارے کے پاس ہے اور کتنی کن کن افراد کو لیز/پٹہ /ٹھیکہ پر دی گئی،اس کی سالانہ فی ایکڑ رقم کتنی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گورنمنٹ لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ بھو نیکی پتو کی کا کل رقبہ1079ایکڑ ہے۔

(ب) فارم ہذا کی سال10۔2009اور11۔2010کے اخراجات وآمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن(ملین روپے)	اخراجات(ملین روپے)
2009۔10	13.105	30.275
2010۔11	18.039	37.934

(ج) اس فارم پر سکیل نمبر ایک تا اٹھارہ کی102اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے5اسامیاں خالی ہیں جبکہ97ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ادارہ میں نیلی راوی نسل کی بھینسیں رکھی جارہی ہیں۔

(ہ) اس ادارہ میں بفیلو ریسرچ انسٹیٹوٹ پتو کی ضلع قصور کے سائنس دانوں کے علاوہ یونیورسٹی آف وٹرینری اینڈ اینمل سائنسز لاہور اور یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد کے پوسٹ گریجویٹ سکالرز کو تحقیق کرنے کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔2007سے مختلف سائنس دانوں نے اٹھارہ تجربات اس تجرباتی فارم پر مکمل کئے ہیں جو کہ زیادہ تر بھینسوں کی خوراک،تولیدی امور اور جانوروں کی نگہداشت کے متعلق ہیں اس ریسرچ کے فوائد محکمہ ہذا کے توسیع عملے کے ذریعے زمینداروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ان کے علاوہ بفیلو بریڈرز ایسوسی ایشن پتو کی کے ممبران کے فارموں پر سائنس دان خود جاکر ان فوائد کو آگے پہنچاتے

ہیں۔ان تجربات کی روشنی میں اب تک جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ریسرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) اس ادارے کا کل رقبہ 1079 ایکڑ ہے۔یہ تمام اراضی ادارہ ہذا کے پاس ہے۔اس کا کوئی بھی حصہ لیز/ٹھیکہ پر نہیں دیا گیا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، محکمہ کے تجرباتی فارموں کی تفصیلات

*9601:انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کے تجرباتی فارم کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر فارم کا رقبہ کتنا ہے ان کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن و اخراجات بتائیں؟

(ج) ان فارموں پر کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(د) ان فارموں کے مقاصد کیا ہیں اور یہ اپنے مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں؟

(ہ) ہر فارم کا رقبہ کتنا ہے، کتنا رقبہ فارم کے پاس ہے اور کتنا رقبہ لوگوں کو ٹھیکہ/لیز/پٹہ پر، کب، کتنی مالیت فی ایکڑ کے حساب سے دیا گیا ہے؟

(و) کتنے رقبہ پر کن کن افراد نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے، ان سے کب تک قبضہ واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کے زیر انتظام کوئی تجرباتی فارم موجود نہ ہے۔

(ب) غیر متعلقہ ہے۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

(ہ) غیر متعلقہ ہے۔

(و) غیر متعلقہ ہے۔

لاہور-یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز راوی کیمپس کے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*9657: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز راوی کیمپس کا 50فیصد ترقیاتی کام تاحال التواء کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنڈز کی عدم دستیابی کی بناء پر یونیورسٹی ہذا کی تعلیمی و تحقیقی سرگرمیاں بھی تعطل کا شکار ہیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یونیورسٹی ہذا کے زیر التواء ترقیاتی کام جلد نمٹانے اور فنڈز فراہم کرکے تعلیمی و تحقیقی سرگرمیاں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) دو فیکلٹیز راوی کیمپس شفٹ ہو چکی ہیں جہاں پر تین ڈگری کورسز میں 58اساتذہ اور 391 طلباء راوی کیمپس پر موجود ہیں۔یہ درست ہے کہ تعلیمی و تحقیقی سرگرمیاں جزوی طور پر تعطل کا شکار ہیں مگر وہاں پر جو پراجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں۔

1. دو فیکلٹی بلڈنگز
2. سمال رومینٹس ٹریننگ اینڈ ریسرچ سنٹر
3. کمپیوٹرائزیشن اینڈ نیٹ ورکنگ
4. ٹریننگ وریسرچ فیسلیٹیز فار ڈیپارٹمنٹ آف وائلڈ لائف اینڈ ایکو سسٹم
5. اینیمل ہاؤس
6. ٹریننگ وریسرچ فیسلیٹیز فار فیشریز اینڈ ایکوا کلچر
7. ٹریننگ فیسلیٹیز فار ہیومین ریسورس ڈویلپمنٹ (ہاسٹل برائے 100 طلباء، 02عدد رہائش گاہیں اور ہاسٹل برائے وزیٹنگ فیکلٹی)
8. میڈیکل ہیلتھ سنٹر

جو مکمل ہونے والے ہیں درج ذیل ہیں:۔

1. پولٹری اینڈ ڈیری اینمل ٹریننگ اینڈ ریسرچ سنٹرز
2. ڈیری ٹریننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر
3. پیٹ بریڈنگ(Pet Breeding)اینڈ ٹریننگ سنٹر

(ج) حکومت اپنی ترجیحات کے مطابق ہر شعبے کے لئے فنڈز مختص کر رہی ہے۔ سال 11۔2010 کے دوران یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز راوی کیمپس میں جاری ترقیاتی منصوبوں کے لئے 88.971 ملین روپے کے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں۔ حکومت کی حتی الوسع کوشش ہے کہ آئندہ مالی سالوں میں مزید فنڈز فراہم کر کے ترقیاتی منصوبوں میں جزوی تعطل کو دور کیا جائے۔

لاہور۔سلاٹر ہاؤسز میں ہزاروں بیمار جانوروں کو ذبح کرنے کی تفصیلات

*9835: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں واقع 5 سرکاری سلاٹرز ہاؤسز میں روزانہ ہزاروں بیمار، مردہ، زخمی جانوروں کو ذبح کیا جانے لگا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لائیو سٹاک ڈاکٹروں نے قصابوں سے فی جانور مبلغ۔/3000 روپے مک مکا کیا ہوا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذبح خانوں کی پڑتال و چیکنگ کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔ لاہور میں صرف 3 سرکاری سلاٹر ہاؤس ہیں۔ جن کے مکمل انتظامی امور کی دیکھ بھال، پنجاب لوکل گورنمنٹ کی شق نمبر 54-A(h),vi کے تحت متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کے ذمہ ہے۔ جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے بھی متعلقہ ڈاکٹر اس کا چیک اپ کرتا ہے اور بعد میں بھی گوشت کی چیکنگ ہوتی ہے۔ سلاٹر ہاؤس میں بغیر چیک اپ کے کوئی بھی جانور ذبح نہیں ہوتا لہذا یہ درست نہ ہے کہ بیمار، مردہ جانور سلاٹر ہاؤس میں ذبح کئے جاتے ہیں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) جز(ب)کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

لاہور میٹ کمپنی کی طرف سے ناقص گوشت مارکیٹ میں فروخت کرنے کی تفصیلات

*10035: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میٹ کمپنی(LMC) نے ابھی تک فارمنگ شروع نہ کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ معیاری گوشت کے نام پر مذکورہ کمپنی مارکیٹ میں ناقص گوشت فروخت کر رہی ہے اور یہ غیر معیاری گوشت مقامی مذبح خانوں سے خرید کر بیچا جارہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ بات درست نہیں ہے کہ لاہور میٹ کمپنی نے خود فارمنگ کرنا تھی۔ فارمرز نے خود فارم بنانا تھے۔ کمپنی کے ذمہ اُن کی تکنیکی ومالی معاونت تھی جو کہ کمپنی احسن طریقہ سے سرانجام دے رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ لاہور میٹ کمپنی نے تجرباتی طور پر حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق صحت مند گوشت فراہم کرنے کے لئے سات ماہ کے لئے ایک ماڈل شاپ کا آغاز کیا تھا۔

(ج) جز(ب)کے جواب کی روشنی میں یہ غیر متعلقہ ہے۔

ضلع قصور: لائیوسٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی کی تفصیلات

*10220: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لائیوسٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کتنے رقبہ پر قائم ہے؟

(ب) اس ایکسپریمنٹ سٹیشن کے قائم کرنے کے مقاصد کیا تھے؟

(ج) اس ایکسپریمنٹ سٹیشن میں کس کس قسم اور نسل کے جانور رکھے گئے ہیں؟

(د) اس سٹیشن پر اس وقت جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ہ) اس سٹیشن کی مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کی سالانہ آمدن اور اخراجات سے آگاہ کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لائیوسٹاک ایکسپیریمنٹ سٹیشن بھونیکی (پتوکی) ضلع قصور 1079 ایکڑ رقبہ پر قائم ہے۔

(ب) اس ایکسپیریمنٹ سٹیشن کے قائم کرنے کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1۔ بھینسوں کی دیکھ بھال اور پرورش۔

2۔ بھینسوں کے کٹڑوں کو مستقبل کی نسل کشی کے لئے پالنا اور زمیندار حضرات کو نسل کشی کے لئے اعلیٰ نسل کے سانڈ مہیا کرنا۔

3۔ متوازن خوراک انمول ونڈا کی تیاری اور زمیندار حضرات کو فراہم کرنا۔

4۔ زرعی اور ڈیری فارمنگ میں جدید مشینی طریقوں کا استعمال۔

5۔ بھینسوں اور کٹڑوں کی جنسی صلاحیت اور پیداوار بڑھانے کے لئے مختلف تجربات کرنا۔

(ج) اس ایکسپیریمنٹ سٹیشن پر نیلی راوی نسل کی بھینسیں پالی جارہی ہیں۔

(د) اس وقت جو ملازمین کام کررہے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مذکورہ عرصہ کے دوران اس سٹیشن کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدنی (ملین روپے)	اخراجات (ملین روپے)
2008_09	11.129	29.830
2009_10	13.105	30.275

بہاولنگر: سرکاری پولٹری فارمز کو نیلام نہ کرنے کی تفصیلات

*10350: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر میں سرکاری پولٹری فارمز کی تعداد 10 کے قریب ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت مذکورہ پولٹری فارمز کو نیلام عام کررہی ہے جبکہ یہ پولٹری فارم منافع بخش ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بہاولنگر کے مذکورہ پولٹری فارمز کو نیلام نہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔بہاولنگر میں سرکاری پولٹری فارم کی تعداد ایک ہے۔

(ب) جی ہاں۔حکومت مذکورہ پولٹری فارم کو نیلام کر رہی ہے چونکہ یہ پولٹری فارم نفع بخش نہ ہے نیز شہری حدود میں واقع ہونے کی وجہ سے آلودگی کا باعث بھی ہے۔

(ج) اس جز کا جواب جز(ب) مندرجہ بالا میں آ چکا ہے۔

خوشاب:پی پی۔39 میں ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10546: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔39 خوشاب میں کتنے ویٹرنری ہسپتال یا سنٹرز ہیں، ہر ہسپتال میں کتنا سٹاف تعینات ہے اور کیا کیا سہولیات دی جارہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا ہسپتالوں میں پیشہ ورانہ سٹاف کی کمی کو پورا کرنے اور ان میں جدید سہولتیں مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔39 خوشاب میں پانچ ویٹرنری ہسپتال، دو ویٹرنری ڈسپنسریاں اور پندرہ ویٹرنری سنٹرز ہیں۔ان اداروں میں تعینات سٹاف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور سنٹرز میں مویشی پال اور مرغبان حضرات کو جانوروں اور پرندوں کی تشخیص،ان کا علاج معالجہ اور حفاظتی ٹیکہ جات لگائے جاتے ہیں نیز جانوروں کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے مصنوعی نسل کشی کے علاوہ کرم کش ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔مزید برآں زمیندار بھائیوں کو جانوروں کی بہتر طریقے سے پالنا، ان کے لئے متوازن خوراک کا استعمال وغیرہ کے لئے رہنمائی بھی کی جاتی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا ہسپتالوں میں پیشہ ورانہ سٹاف منظور شدہ تعداد سے کچھ کم ہے۔

ویٹرنری آفیسرز کی اسامیوں پر تعیناتی کا عمل زیر تکمیل ہے کیونکہ یہ اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر پُر کی جاتی ہیں جبکہ سکیل پانچ تا پندرہ کی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی عائد ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جوابات کے لئے پانچ دس منٹ extend کر لیں۔
جناب سپیکر: نہیں کر سکتے۔
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! خضر آباد وہی فارم ہے جس میں ایک front man کو آگے رکھ کر اس زمین پر تخت لاہور کے حکمرانوں نے قبضہ کیا ہے، وہاں پر اسی خاندان کے ایک چشم و چراغ جو اس اسمبلی میں موجود ہیں اس لوٹ مار میں حصہ لینے کے لئے پوری طرح اپنا role ادا کر رہے ہیں۔چونکہ یہ پرانا سوال تھا اس لئے ان کی اس پر نظر نہیں پڑی ورنہ وہ اس سوال کو روک لیتے۔۔۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ جس طرح آپ کے آفس میں میٹنگ میں طے ہوا تھا کہ وقفہ سوالات کے فوراً بعد ہم نے متفقہ قرارداد لانی تھی۔یہ قرارداد پیش کر لیں اس کے بعد میجر صاحب گفتگو فرمالیں کیونکہ اب جب یہ بات کریں گے تو پھر اس کا جواب بھی آئے گا اور پھر یہ سلسلہ اور طرف چلا جائے گا۔یہ متفقہ قراردادیں زیادہ ضروری ہیں اور یہ بات تھوڑی دیر ٹھہر کر بھی ہو سکتی ہے، کل بھی ہو سکتی ہے۔
جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جو بات ہوئی تھی مجھے اسی پر پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چلیں پہلے قرارداد پیش تو ہو جائے۔
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ایک منٹ میرا مائیک تو کھلوائیں۔
جناب سپیکر: میری بات سنیں! اب آپ کسی بات پر قائم رہنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اس طرح تو ہمارا معاملہ خراب ہو جائے گا۔آپ کے لئے important قرارداد آ رہی ہے۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات: اگر یہ قرارداد اتنی important تھی تو ممبران موجود کیوں نہیں ہیں۔
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! 371 کے House میں سے ابھی پچاس ممبران موجود ہیں اور اگر یہ پچاس بندے قرارداد پاس کرتے ہیں چاہے وہ متفقہ بھی ہو تو پھر آپ کیا message بھیج رہے ہیں؟ یہ ایک انتہائی کمزور قرارداد ہو گی جس میں جنوبی پنجاب کی نمائندگی نہیں ہے کیونکہ آپ نے کل رات کو House summon کیا ہے اور آج تین بجے اسے بلایا گیا ہے اس لئے راجن پور، مظفر گڑھ اور ملتان کے جو ممبران لاہور میں موجود نہیں تھے وہ یہاں پر نہیں پہنچ سکے اور یہ ہمارے اس

version کو درست ثابت کرتے ہیں کہ انتظامی بنیادوں پر جنوبی پنجاب کو صوبہ بنا چاہئے اور آپ کی حکومت نے آج خود یہ ثابت کیا ہے کہ جنوبی پنجاب کے لوگ اس House میں موجود نہیں ہیں بلکہ یہاں اس وقت صرف سنٹرل پنجاب اور لاہور کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم نے فیڈریشن آف پاکستان کو بچانے کی بات کرنی ہے ، ہم نے بلوچستان کے حقوق اور مسائل پر بات کرنی ہے۔تو کیا آپ بلوچستان کی عوام کو یہ message بھیجیں گے کہ 371 کے ایوان میں سے صرف 45 معزز ممبران بیٹھے ہوئے تھے۔اگر آپ نے یہ قرارداد پیش کرنی ہے تو اسے pending کیا جائے اور full strength کے ساتھ House کریں۔ حکومت اور اپوزیشن کے جو اپنی اپنی پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر ہیں وہ اپنے ممبران کی حاضری کو یقینی بنائیں تاکہ بلوچستان کے عوام کے مسائل کے لئے، ان کے حقوق کے لئے پنجاب اسمبلی سے ایک stronger message جائے اور وہ لوگ جو جمہوری نہیں ہیں، نادیدہ قوتیں ہیں ان کو بھی اس پورے House کا message جانا چاہئے نہ کہ صرف تخت لاہور کا ہو۔بہت مہربانی

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے اپنی رائے دی ہے۔یہاں پر ہر ایک کو اپنی رائے رکھنے کا حق اور اختیار ہے۔ میں ان کی رائے کا احترام کرتا ہوں لیکن قرارداد ہماری طرف سے ایک اظہار رائے ہے۔سب سے پہلے میں نے یہ قرارداد دی تھی اور میرے بعد غالباً پیپلز پارٹی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی قرارداد آئی ہے۔آج اجلاس کا پہلا دن ہے اور ہماری قرارداد ریکارڈ پر آچکی ہے۔اگر ہم اس قرارداد کو اپنی کسی بھی اندرونی وجہ سے مؤخر کرتے ہیں تو یہ صحیح پیغام نہیں جائے گا۔میری گزارش ہے کہ اس قرارداد پر اس ایوان نے اپنی رائے کا اظہار کرنا ہے اور اگر چند ارکان بیٹھے ہیں اور اس قرارداد کو پاس کر دیتے ہیں تو یہ پورے ایوان کی طرف سے پیغام جائے گا۔چونکہ یہ اہمیت کی حامل قرارداد ہے لیکن اگر اس کو ہم موخر کریں گے تو پھر اس کی اہمیت میں کمی آئے گی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد مذمت کو مؤخر نہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی وہی بات کرنی چاہتا ہوں بلکہ یہ تین Resolutions ہیں۔ایک Resolution امریکن قرارداد کی مذمت میں ہے، دوسرا Resolution بلوچستان کے عوام کے ساتھ یکجہتی کے حوالے سے اور تیسرا Resolution افغانستان میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعہ کے بارے میں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ان تینوں Resolutions میں سے ایک چودھری ظہیر الدین خان صاحب اور دوسرا Resolution ذوالفقار گوندل صاحب پیش کریں۔ ذوالفقار گوندل صاحب نے ابھی بات کی

ہے کہ اس وقت House میں جنوبی پنجاب کی نمائندگی نہیں ہے۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم نے جن کو مبارکباد دی ہے ان کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا تھا کہ وہ نمائندے جو لاہور میں موجود نہیں تھے وہ اجلاس میں نہیں پہنچ سکے۔آج جو ممبران اجلاس میں تشریف لائے ہیں وہ اس لئے پہنچ گئے ہیں کیونکہ وہ یہاں لاہور میں موجود تھے۔دُور دراز علاقوں کے نمائندے جنہوں نے راجن پور یا دوسرے علاقوں سے آنا ہوتا ہے وہ ابھی تشریف نہیں لا سکے۔

جناب سپیکر: .This is no justification اب آپ تشریف رکھیں۔وزیر قانون رانا ثناءاللہ خان، قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد، چودھری ظہیر الدین، ایم پی اے، مخدوم سید احمد محمود، ایم پی اے اور جناب پرویز رفیق، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے افغانستان میں بگرام ایئر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے افغانستان میں بگرام ائر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے افغانستان میں بگرام ائر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے افغانستان میں بگرام ائر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کے سلسلے میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محرک اپنی قرار داد پیش کریں۔

قرارداد

بگرام ائر بیس(افغانستان) پر نیٹو فوج کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کی شدید مذمت

چودھری ظہیر الدین خان: میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان افغانستان میں بگرام ایئر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔نیٹو فوجیوں کی اس مکروہ حرکت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔اس قبیح فعل پر نہ صرف یہ ایوان بلکہ پاکستان کا ہر شہری، تمام اقلیتیں اور دنیا بھر کا ہر مسلمان سراپا احتجاج ہے۔یہ ایوان اس واقعہ کو نادانستہ عمل قرار دینے کے امریکی بیانات کو مسترد کرتا ہے کیونکہ کلام اللہ کی بے حرمتی کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی ہر تھوڑے عرصے کے بعد بے حرمتی کروانے کی سازش ہوتی رہتی ہے۔یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کے ذمہ داران کو فوری گرفتار کر کے بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔یہ ایوان اس امر کی توقع بھی رکھتا ہے کہ اقوام عالم کے تمام مذاہب کے رہنما اس قبیح فعل کی مذمت کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی حمایت کریں گے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ جس طرح

اسلام تمام مذاہب کا احترام کرتا ہے اسی طرح اسلام اور اس کی مقدس کتاب کا احترام کیا جانا چاہئے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان افغانستان میں بگرام ایئر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔نیٹو فوجیوں کی اس مکروہ حرکت سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔اس قبیح فعل پر نہ صرف یہ ایوان بلکہ پاکستان کا ہر شہری، تمام اقلیتیں اور دنیا بھر کا ہر مسلمان سراپا احتجاج ہے۔یہ ایوان اس واقعہ کو نادانستہ عمل قرار دینے کے امریکی بیانات کو مسترد کرتا ہے کیونکہ کلام اللہ کی بے حرمتی کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی ہر تھوڑے عرصے کے بعد بے حرمتی کروانے کی سازش ہوتی رہتی ہے۔یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کے ذمہ داران کو فوری گرفتار کر کے بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔یہ ایوان اس امر کی توقع بھی رکھتا ہے کہ اقوام عالم کے تمام مذاہب کے رہنما اس قبیح فعل کی مذمت کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی حمایت کریں گے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ جس طرح اسلام تمام مذاہب کا احترام کرتا ہے اسی طرح اسلام اور اس کی مقدس کتاب کا احترام کیا جانا چاہئے۔"

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! اس وقت تمام مسلم امہ ایک دل گرفتگی کی حالت میں ہے۔مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی ہے کہ میں یہ قرارداد پیش کروں اور میری پارٹی کی leadership بھی اس بارے میں بہت concerned ہے۔افغانستان جو کہ ہمارا پڑوسی ملک ہے کے اندر ایسے واقعہ کے ہو جانے کو ہم صرف نظر نہیں کر سکتے۔اس پڑوسی ملک افغانستان میں اس وقت قابض امریکن فوجی بیٹھے ہوئے ہیں ان کی وہاں پر موجودگی ہی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔اس قرارداد میں ہم نے اپنا displeasure اور اپنے جذبات اس ایوان کے ذریعے یو این او اور اقوام عالم تک پہنچائے ہیں۔اس پر میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چودھری ظہیر الدین خان کی بات کی تائید کرتا ہوں اور یہ درست ہے کہ اس قسم کے واقعات تسلسل کے ساتھ ہوتے آ رہے ہیں اور ان واقعات سے پوری مسلم اُمہ کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے اور برصغیر کے مسلمان ان واقعات کے اوپر بہت زیادہ دل گرفتگی اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں تو یہ کہہ دینا کہ یہ دانستہ طور پر نہیں ہوا، یہ اس بات کی تلافی نہیں ہے۔ امریکہ اور اُس کی حکومت کو نہ صرف ان واقعات کے اوپر معذرت کرنی چاہئے بلکہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے اُنہیں کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے جس سے اس قسم کے واقعات دوبارہ نہ دہرائے جائیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے اور پوری مسیحی برادری کی طرف سے اس واقعہ کی مذمت کرنا چاہتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کے محرکین کے ناموں میں میرا نام بھی لکھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ اس قرارداد کے محرکین میں جناب پرویز رفیق کا نام بھی شامل کر دیا جائے۔ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

> "صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان افغانستان میں بگرام ایئر بیس پر نیٹو فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ نیٹو فوجیوں کی اس مکروہ حرکت سے پوری دُنیا کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔ اس قبیح فعل پر نہ صرف یہ ایوان بلکہ پاکستان کا ہر شہری، تمام اقلیتیں اور دُنیا بھر کا ہر مسلمان سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان اس واقعہ کو نادانستہ عمل قرار دینے کے امریکی بیانات کو مسترد کرتا ہے کیونکہ کلام اللہ کی بے حرمتی کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی ہر تھوڑے عرصے کے بعد بے حرمتی کروانے کی سازش ہوتی رہتی ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کے ذمہ داران کو فوری گرفتار کر کے بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ یہ ایوان اس امر کی توقع بھی رکھتا ہے کہ اقوام عالم کے تمام مذاہب کے رہنما اس قبیح فعل کی مذمت کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی حمایت کریں گے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ جس طرح

اسلام تمام مذاہب کا احترام کرتا ہے اسی طرح اسلام اور اس کی مقدس کتاب کا احترام کیا جانا چاہئے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: قواعد کی معطلی کی تحریک رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون پنجاب، راجہ ریاض احمد، قائد حزب اختلاف، چودھری ظہیر الدین خان، ایم پی اے اور مخدوم سید احمد محمود، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے بلوچستان کے عوام کے حقوق اور اُن کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے بلوچستان کے عوام کے حقوق اور اُن کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے بلوچستان کے عوام کے حقوق اور اُن کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے بلوچستان کے عوام کے حقوق اور اُن کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

بلوچستان میں ہونے والی ناانصافی کاازالہ کرنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی یہ مسلمہ رائے ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کرنے کا وقت آ گیا ہے اور بلوچ عوام کے حقوق کسی صورت پامال نہیں ہونے چاہئیں۔اس کے ساتھ ساتھ بلوچ رہنمانواب محمد اکبر خان بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچاناضروری ہے تاکہ بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ بلوچ عوام کو قومی دھارے میں شامل کیا جائے کیونکہ ایسا کرناوفاق پاکستان کی مضبوطی کے لئے بہت ضروری ہے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی یہ مسلمہ رائے ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کرنے کا وقت آ گیا ہے اور بلوچ عوام کے حقوق کسی صورت پامال نہیں ہونے چاہئیں۔اس کے ساتھ ساتھ بلوچ رہنمانواب محمد اکبر خان بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچاناضروری ہے تاکہ بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ بلوچ عوام کو قومی دھارے میں شامل کیا جائے کیونکہ ایسا کرناوفاق پاکستان کی مضبوطی کے لئے بہت ضروری ہے۔"

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد کی کسی نے مخالفت نہیں کی اور پنجاب کے عوام کی یہ خواہش بھی ہے اور اُن کی یہ رائے بھی ہے کہ بلوچستان میں محرومی اور ناانصافی کے جو احساسات پائے جاتے ہیں اُن کا ازالہ کرنے کے لئے موجودہ حکومت کو عملی اقدامات اُٹھانے چاہئیں اور ایسے انتظامات ہونے چاہئیں کہ بلوچستان کی صحیح لیڈر شپ کو آئندہ آنے والے الیکشن میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا جائے تاکہ بلوچستان کے عوام کی صحیح نمائندگی ہو۔ بلوچستان میں آمریت اور سکیورٹی فورسز کے بلاجواز آپریشن کی وجہ سے یہ محرومیاں اور دوریاں پیدا ہوئی ہیں تو ان کے ازالے کے

لئے جمہوری حکومتوں کو آگے بڑھ کر وہاں کے لوگوں کے ان احساسات کا ازالہ کرنا چاہئے تاکہ وفاق مضبوط ہو اور بلوچستان کے عوام اس ملک کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

چوہدری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کے حوالے سے کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں بھی اس قرارداد کے محرکین میں سے ہوں۔ یہ قرارداد وقت کے تقاضوں کے عین مطابق اور نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے جس کی نشاندہی یہاں پر موجود ساری سیاسی پارٹیوں نے کی ہے۔ بلوچستان کی اہمیت کو undermine کرنے کے لئے underground جو بھی کوششیں کی جاتی ہیں اس سے اُن کوششوں کی بھی نفی ہو گی۔ بلوچستان کی اہمیت سے ہر کوئی آگاہ ہے، ہر صوبہ اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے لیکن بلوچستان کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ پاکستان بننے کے وقت بلوچستان نے پاکستان کے ساتھ opt کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی ایک اور بھی اہمیت ہے کہ اس کی قدر و منزلت کو اپنے سر پر رکھتے ہوئے fifties میں جناب فیروز خان نون کے وقت سٹیٹ بنک آف پاکستان میں public exchequer سے چاروں صوبوں کو جو ٹیکس دیا گیا تھا اُس کے پیسے ادا کرنے کے بعد مسقط سے گوادر خریدنے کے بعد صوبہ بلوچستان کے ساتھ منسلک کیا گیا تھا جس سے بلوچستان کی اہمیت کو پاکستان کے لوگوں نے اور بڑھایا ہے۔ تمام صوبے جس صوبہ کی اہمیت کو بڑھانے کے لئے اپنے تئیں دامے درمے سُخنے کر چکے ہیں ہم اُس کو اور اُجاگر کرنا چاہتے ہیں اور بلوچستان کی سیاسی اہمیت کو کم کرنے کے لئے جو بھی کاوش کی جائے گی ہم اُس کی مخالفت کریں گے اور devolution کے حوالے سے اٹھارہویں سے لے کر بیسویں ترمیم تک جتنی بھی ترامیم آئی ہیں صحیح معنوں میں letter and spirit کے ساتھ devolution of powers ہونی چاہئے تاکہ بلوچستان کے عوام اپنی تقدیر اور اپنے mandate کا احترام کرتے ہوئے وہاں کے تمام expenditures and development plans صحیح معنوں میں اُن کے سپرد ہو جائیں اور میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان پر یہ پہلی قرارداد نہیں ہے۔ ہم قراردادیں پاس کرتے ہیں لیکن ہمیں عملی طور پر بھی دیکھنا چاہئے کل بھی ایک بیان آیا تھا کہ بلوچستان میں انڈیا، اسرائیل اور امریکہ involved ہیں۔ میری اس معزز ایوان کے سامنے ایک رائے ہے کہ قراردادوں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اگر آج آپ نے کچھ کرنا ہے تو اس پنجاب اسمبلی سے چند لوگوں کو بلوچستان کی جو لیڈر شپ باہر بیٹھی ہے ان سے بات کرنے کے لئے بھیجیں۔ ہم اپنے خرچے پر ان کے پاس جانے کو تیار ہیں۔ اب قراردادوں سے معاملہ نہیں بنا رات کو ٹیلیویژن پر جو باتیں

براہمداغ بگٹی نے کی ہیں وہ سب نے سنی ہیں۔ ہمارے لئے ایک انتہائی عجیب مقام آ چکا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر ہم واقعی بلوچستان کے ہمدرد ہیں تو ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو کوئی روک رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم official capacity میں جانا چاہتے ہیں۔ آپ بات کو سمجھنے کے باوجود اس بات کو نہیں سمجھتے یہ زیادتی ہے۔ ہمیں official capacity میں جا کر ان سے بات کرنی چاہئے کہ ہم پنجاب کی طرف سے آئے ہیں آپ کے پنجاب سے جو شکوے ہیں وہ ہم سے کریں۔ یہ بلوچستان کے حوالے سے تیسری قرارداد ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان قراردادوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: نہیں، بہت فائدہ ہوگا۔ آپ دیکھیں تو صحیح فائدہ ہوگا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں پیپلز پارٹی کی طرف سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ rules کی روشنی میں جب کوئی قرارداد یہاں House میں پیش ہوتی ہے۔ اگر وہ oppose ہو تو پھر محرک اس پر مزید بات کرتا ہے۔ اب کسی نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا اس لئے اس پر بات نہیں ہو سکتی یا پھر ہمیں بھی موقع دیں یا آخر میں چار چھ ممبران جو بات کرنا چاہتے ہیں انہیں موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ انہیں بولنے دیں وہ اس کو support کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر بلوچستان کے مسائل کی نشاندہی ہوتی رہی ہے اور کی جا رہی ہے اس میں بہت سارے internal and external factors آتے ہیں۔ یہ اس ملک کی بدقسمتی رہی ہے کہ اس ملک میں پے در پے ڈکٹیٹرز آتے رہے ہیں اور یہ بڑا unfortunate ہے کہ جب کوئی ڈکٹیٹر مطلق العنان رات کے اندھیرے میں اقتدار پر قبضہ کر لیتا ہے تو اس کے ہرکارے اور خوش آمدی مجیب الرحمٰن شامی یہ بات ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں کہ اگر یہ ڈکٹیٹر نہ رہا۔۔۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر: گوندل صاحب! wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بلوچستان کا issue بہت اہم ہے۔ اس پر ہمیں جلدی میں کوئی قرارداد پیش نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسے پیش نہ کیا جائے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ہر ڈکٹیٹر کے go bells ہوتے ہیں وہ چاہے ضیاء الحق ہو یا جنرل مشرف ہو وہ یہ بات ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں کہ یہ ڈکٹیٹر نہ رہا تو یہ ملک کیسے رہے گا اور جب یہ ڈکٹیٹرز کسی جبڑا چوک یا لندن پہنچ جاتے ہیں تو پھر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے یہ ملک کیسے قائم رہا۔ مشرف کے دور میں بلوچستان میں بہت ظلم ڈھائے گئے ایک 81 سالہ شخص محمد اکبر خان بگٹی کو شہید کیا گیا جس کی طبعی عمر شاید چار پانچ سال رہ گئی تھی۔ بلوچستان میں جس طریقے سے مظالم ڈھائے گئے اس لحاظ سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ یہ House قرارداد میں یہ بھی شامل کرے کہ Article 6 کے تحت مشرف کو لندن سے بلا کر اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ وہ شخص بلوچستان کے اندر ہونے والی تمام خرابیوں کا ذمہ دار ہے جو اس وقت ملک سے بھاگ چکا ہے۔ وہ نہ صرف محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے قتل میں involved ہے بلکہ اکبر بگٹی کے قتل اور بلوچستان کے اندر پیدا شدہ حالات کا بھی ذمہ دار ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ historical چیزیں ہیں۔ ہم جب تک ان کی analogy draw نہیں کریں گے اور prospective develop نہیں کریں گے تو اس وقت تک آپ concrete proposals نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر! جس طرح مجیب الرحمٰن نے کہا تھا کہ ان کے ذرائع کو لوٹا گیا تھا اور ان کی پٹسن کی آمدن سے اسلام آباد بنا تھا تو اس کو یہ کہنا پڑا تھا کہ مجھے اسلام آباد کی سڑکوں سے پٹسن کی بو آتی ہے۔ آج کے ہمارے بلوچ بھائی بھی یہ کہنے میں کافی حد تک حق بجانب ہیں کہ ہماری گیس کوئٹہ میں تو 80 کی دہائی میں پہنچی لیکن پنجاب اور سندھ میں 60 کی دہائی میں پہنچ گئی تھی۔ ہم نے ان کو یہ ثابت کرنا ہے، پنجاب نے بڑا بھائی ہونے کے ناتے اور باقی صوبوں نے اپنے ذرائع سے مزید cut لگا کر development

prosperity and کے لحاظ سے بلوچستان کو پنجاب، سندھ اور سرحد کے level پر لانا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہو گا کہ جب آپ اگلے بجٹ کے لئے وفاقی حکومت سے قرارداد کے ذریعے مطالبہ کریں کہ باقی تینوں صوبوں کے development کے منصوبوں کو freeze کرکے یا massive cut لگا کر تمام تر development بلوچستان کے اندر کی جائے۔

جناب سپیکر! کہنے کو بہت ساری چیزیں ہیں لیکن وقت کی کمی کے باعث اور آپ کے اضطراب کو دیکھتے ہوئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی یہ مسلمہ رائے ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کرنے کا وقت آگیا ہے اور بلوچ عوام کے حقوق کسی صورت پامال نہیں ہونے چاہئیں۔اس کے ساتھ ساتھ بلوچ رہنما نواب محمد اکبر خان بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے تاکہ بلوچستان کے زخموں پر مرہم رکھا جاسکے۔ اس ایوان کی یہ بھی رائے ہے کہ بلوچ عوام کو قومی دھارے میں شامل کیا جائے کیونکہ ایسا کرنا وفاق پاکستان کی مضبوطی کے لئے بہت ضروری ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب قواعد کی معطلی کی ایک اور تحریک ہے۔ رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون پنجاب، راجہ ریاض احمد، قائد حزب اختلاف، چودھری ظہیر الدین خان، ایم پی اے اور مخدوم سید احمد محمود، ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے بلوچستان کے بارے میں امریکی کانگریس میں پیش کی جانے والی قرارداد کے سلسلہ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے بلوچستان کے بارے میں

امریکی کانگریس میں پیش کی جانے والی قرارداد کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بلوچستان کے بارے میں امریکی کانگریس میں پیش کی جانے والی قرارداد کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

اس تحریک کی مخالفت نہیں گئی ہے تو اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بلوچستان کے بارے میں امریکی کانگریس میں پیش کی جانے والی قرارداد کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

امریکی کانگریس میں بلوچستان کے بارے میں پیش کی جانے والی قرارداد کی شدید مذمت

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی کا یہ نمائندہ ایوان امریکی کانگریس میں بلوچستان کے بارے پیش کی جانے والی قرارداد کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ پاکستان کی خود مختاری پر براہ راست حملہ اور ملکی سلامتی کے لئے چیلنج ہے جو کسی صورت بھی پاکستان کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ یہ ایوان اس قرارداد کو نہ صرف پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور پاکستان کی خود مختاری کے منافی تصور کرتا ہے بلکہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی صریحاً خلاف ورزی

بھی قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس مذموم کوشش کی بھرپور مخالفت اور مذمت کی جائے اور اس معاملے کو عالمی فورم پر بھی اٹھایا جائے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام کی جاسکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی کا یہ نمائندہ ایوان امریکی کانگریس میں بلوچستان کے بارے پیش کی جانے والی قرارداد کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ پاکستان کی خودمختاری پر براہ راست حملہ اور ملکی سلامتی کے لئے چیلنج ہے جو کسی صورت بھی پاکستان کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ یہ ایوان اس قرارداد کو نہ صرف پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور پاکستان کی خودمختاری کے منافی تصور کرتا ہے بلکہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی صریحاً خلاف ورزی بھی قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس مذموم کوشش کی بھرپور مخالفت اور مذمت کی جائے اور اس معاملے کو عالمی فورم پر بھی اٹھایا جائے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام کی جاسکے۔"

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا، الحاج محمد الیاس چنیوٹی، محترمہ ثمینہ خاور حیات نے بیک وقت اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر کہا کہ "ہم نے قرارداد جمع کروائی ہے لہذا ہمیں بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔")

جناب سپیکر: تمام پارلیمانی لیڈر صاحبان نے اس قرارداد پر اتفاق کیا تھا جس کے بعد یہ قرارداد پیش ہوئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر انہیں بات نہیں کرنے دی جائے گی تو پھر کم از کم ان کے نام ہی شامل کرلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جن معزز ممبران نے اس حوالے سے قرارداد جمع کروائی ہے تو ان کے نام شامل کر لیں اور اگر وہ قرارداد کے پاس ہونے کے بعد بات کرنا چاہیں تو انہیں بات کرنے کا موقع بھی دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ان کے نام شامل کر لئے جائیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس حوالے سے سب سے پہلے میں نے قرارداد جمع کروائی تھی اور اس حوالے سے آئندہ بھی مہربانی کیا کریں۔

جناب سپیکر: ایسا کوئی rule نہیں ہے اور آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ سب کے نام لکھنے کے لئے کہہ دیا گیا ہے۔

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی کا یہ نمائندہ ایوان امریکی کانگریس میں بلوچستان کے بارے پیش کی جانے والی قرارداد کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ پاکستان کی خود مختاری پر براہ راست حملہ اور ملکی سلامتی کے لئے چیلنج ہے جو کسی صورت بھی پاکستان کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ یہ ایوان اس قرارداد کو نہ صرف پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور پاکستان کی خود مختاری کے منافی تصور کرتا ہے بلکہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی صریحاً خلاف ورزی بھی قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس مذموم کوشش کی بھرپور مخالفت اور مذمت کی جائے اور اس معاملے کو عالمی فورم پر بھی اٹھایا جائے تاکہ مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام کی جاسکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر:اب محترمہ شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ مجلس قائمہ برائے منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون اندرون شہر لاہور مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The Walled City of Lahore Bill 2011 (Bill No. 44 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔ شکریہ

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر:رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب مہر اشتیاق احمد صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 2 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب شاہجہان احمد بھٹی صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2004-05، محکمہ جنگلات برائے سال 2005-06 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں برائے سال 2005-06 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب شاہجہان احمد بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 محکمہ جنگلات حکومت پنجاب برائے سال 06-2005 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12-02-16 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 محکمہ جنگلات حکومت پنجاب برائے سال 06-2005 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبرII کی رپورٹس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12-02-16 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

چونکہ اس تحریک کی مخالفت نہیں کی گئی تو اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 05-2004 محکمہ جنگلات حکومت پنجاب برائے سال 06-2005 اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 06-2005 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12-02-16 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے آڈٹ پیرا برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیرا برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2012-02-18 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیرا برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 2012-02-18 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

چونکہ اس تحریک کی مخالفت نہیں کی گئی تو اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے آڈٹ پیرا برائے سال 07-2006 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18-02-2012 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: میاں محمد شفیق آرائیں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں محمد شفیق آرائیں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 (Bill No. 54 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب میاں محمد شفیق آرائیں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب مصدرہ 2011اور مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1- The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 (Bill No.47 of 2011)

2- The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No.50 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔مارچ2012 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1- The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 (Bill No.47 of 2011)

2- The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No.50 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔مارچ2012 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"1- The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 (Bill No.47 of 2011)

2- The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2011 (Bill No.50 of 2011)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔مارچ2012 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ زوبیہ رباب ملک کی تحریک استحقاق ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 197/11 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔ رانا صاحب! اس کی رپورٹ آ گئی ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر جو تحاریک unanimously approve ہوئی ہیں ان پر ممبران نے بات کرنی ہے۔ اس بزنس سے پہلے اگر بات کر لی جائے تو بہتر ہے اور ابھی بزنس properly take up نہیں ہوا۔ اس کے تسلسل میں بات کرنی تھی اور یہی وہ stage تھی جس کے لئے میں نے انتہائی ادب سے استدعا کی تھی لیکن مجھے آپ کے جواب سے فوراً احساس ہو گیا تھا کہ صرف rules کو suspend کرنے کے لئے اسے پیش نہیں کیا تھا بلکہ آج سارے دن کے لئے rules suspend ہوں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آج kindly تمام ممبران اس پر بات کریں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پہلے یہ اپنے ممبران پورے کریں پھر بات کریں۔ میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے۔اب اجلاس مورخہ 27۔فروری 2012 بروز سوموار سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

655

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،27۔جنوری2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2012)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

قاعدہ 87 کے تحت تحریک

جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے کی پیش کردہ تحریک التواء نمبر 3/2012

سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے مسئلے پر بحث

جناب محمد محسن خان لغاری، ایم پی اے تحریک پیش کریں گے کہ

"اب اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔"

(تحریک التواء نمبر 3/2012 کی نقل گوشوارہ میں لف ہے)

657

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،27۔جنوری 2012

(یوم الجمع،3۔ربیع الاوّل 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر 40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ
نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ
اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا
لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾

سورة الْقِيَامَة آیات 1تا12

ہم کو روز قیامت کی قسم (1)اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے)(2) کیاانسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟(3) ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں (4) مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے(5) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟ (6) جب آنکھیں چندھیا جائیں (7) اور چاند گہنا جائے(8)اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں(9) اُس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟ (10) بے شک کہیں پناہ نہیں(11) اُس روز تیرے پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے(12)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

پیکر دلربا بن کے آیا، روح ارض و سما بن کے آیا
سب رسولِ خدا بن کے آئے، وہ حبیبِ خدا بن کے آیا
حضرت آمنہ کا دلارا، وہ حلیمہ کی آنکھوں کا تارا
وہ شکستہ دلوں کا سہارا، بے کسوں کی دعا بن کے آیا
تاجداروں نے دی ہے سلامی، بادشاہوں نے کی ہے غلامی
بے مثال اس کا اسم گرامی، مصطفیٰ مجتبیٰ بن کے آیا
کیا ظہوری لکھے نعت اس کی، مدح کرتا ہے قرآن جس کی
نعت پڑھتا ہے حسّان جس کی، وہ میرا رہنما بن کے آیا

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس سے پیشتر کہ آپ سوال کا نمبر بولیں تو سپیکر box میں ڈاکٹر پیٹر جے ڈیورڈ جو پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر چرچ آف سکاٹ لینڈ اور ورلڈ چرچ کونسل کے اتھارٹی ہیں، کو ہم اس ایوان میں آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2581 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گرلز کالج باغبانپورہ لاہور میں طالبات کی تعداد و دیگر مسائل

*2581: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرلز کالج باغبانپورہ لاہور میں کل کتنی طالبات زیر تعلیم ہیں؟

(ب) مذکورہ کالج میں طالبات کے لئے کل کتنے کمرے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں طالبات آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالبات کی تعداد کے لحاظ سے کمروں کی کمی کے باعث متعدد کلاسیں کھلے آسمان تلے ہوتی ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج میں طالبات کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے کمرے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ میں طالبات کی تعداد 3216 ہے۔

(ب) مذکورہ کالج میں طالبات کے لئے کل 22 کمرے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔طالبات کے لئے صاف پانی پینے کا انتظام ہے۔ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک کولرز لگے ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ سٹیل کے بڑے حمام پانی کے لئے دستیاب ہیں۔

(د) درست ہے۔

(ہ) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے ایک Provision of missing facilities in Government College Baghbanpura, Lahore. اگلے سال کی ADP میں شامل کر لی ہے یہ جیسے ہی منظور ہو گی تو محکمہ ہائر ایجوکیشن فنڈز جاری کر دے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں لکھا ہے کہ "صاف پانی کے انتظامات موجود ہیں، ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک کولر بھی لگے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ سٹیل کے بڑے حمام پانی کے لئے دستیاب ہیں۔" یہ بڑے سٹیل کے حمام کے پانی کو تھوڑا سا define کر دیں کہ یہاں سٹیل کے حمام کا کیا مقصد ہے کیونکہ جب ٹھنڈے پانی کے کولر موجود ہوں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): شکریہ۔جناب سپیکر! کالج میں واسا نے پینے کے پانی کی سپلائی اور پانی سٹور کرنے کے لئے اپریل 2010 میں نئی پائپ لائن بچھائی اور محترمہ جنہیں حمام کہہ رہی ہیں یہ وہ ٹینکر ہیں جنہیں حمام لکھ کر بھجوا دیا گیا اور جس کی میں وضاحت کر دیتا ہوں کہ وہاں پر دو نئے ٹینکر جسے واٹر ٹینک کہتے ہیں، لگائے گئے اور تین عدد نئے واٹر کولر ہیں تو اس وقت وہاں پر کل سات واٹر کولرز ہیں جن پر فائبر گلاس کی چھت بھی لگائی گئی ہے تاکہ پانی اور طالبات کو دھوپ سے بچایا جا سکے اور یہ سارا کام کالج انتظامیہ اور اساتذہ و طالبات نے اپنی مدد آپ کے تحت کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش ان طالبات اور سٹاف کو بھی۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اگلے سال کی A.D.P میں missing facilities کو add کر لیا ہے تو یہاں missing facilities کمرے سے ملحقہ ہے کیونکہ

missing facilitiesمیں وہاں پر فرنیچر کی بھی بہتproblem ہے، کیا یہاں کمرے تعمیر کئے جائیں گے یا فرنیچر کے مسئلے کو بھی حل کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!missing facilitiesکے حوالے سے اس کالج کی سمری وزیر اعلیٰ کو بھیج دی گئی ہے۔ انہیں وہاں پر نئے کمرے بھی درکار ہیں کیونکہ طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے انہیں مسائل درپیش ہیں۔ وہاں پر نئے کمرے بھی بنیں گے اور ساتھ ہی فرنیچر بھی فراہم کیا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر!2009میں سوال دیا گیا تھا اور2012میں جواب آیا ہے تو missing facilitiesکو کس سال کی A.D.Pمیں شامل کیا ہے اس کی وضاحت کر دیں کیونکہ تین سال میں تو اس کا جواب آیا ہے اور مزید کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!A.D.Pکے لئے سمری تقریباً ایک ماہ پہلے وزیر اعلیٰ صاحب کوmoveکی گئی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سٹیل کے حمام اور اس طرح کی چیزیں پانی کے لئے کالجوں اور سکولوں میں دی جاتی ہیں، یہ یہاں پر ہی نہیں ہیں بلکہ overall پنجاب میں ہم نے دیکھا ہے کہ اسی طرح کے انتظامات ہیں، پچھلے سال ہم نے ڈینگی کی وجہ سے بہتsufferکیا اور ڈینگی کی پرورش صاف پانی پر ہوتی ہے تو میری گزارش ہے کہ کیا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ اسے کسی اچھے نظام میں بدلے اور حمام کو ختم کر کے کوئی ایساfoolproofٹینک رکھیں تاکہ ڈینگی سے بچا جا سکے اور ہم ڈینگی کے خلاف کوئی اچھا اقدام کر سکیں کوئی اس طرح کا انتظام کیا ہے تو بتایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پھر یہ حمام کہہ رہے ہیں حالانکہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ واٹر ٹینک کلی طور پر بند ہوتا ہے اور اسی طرح حمام بھی دیکھا جائے تو وہ بھی بند ہوتا ہے جس پر ڈینگی نہیں آ سکتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: On her behalf sir, question No 3497 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری کی رجسٹریشن سوسائٹی و دیگر تفصیلات

*3497: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک لائبریری کی رجسٹریشن The Societies Act 1860 کے تحت ہوئی تھی اور یہ لائبریری وقف اراضی پر بارہ دری میں قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 8۔ مئی 2009 کو حکومت نے مذکورہ لائبریری کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اگر ہاں تو کیوں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ لائبریری کو واپس اس کی مینجنگ کمیٹی کے حوالے کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بمطابق ریکارڈ!

پنجاب پبلک لائبریری، لاہور کا قیام جناب لارڈ سر چارلس ایچی سن جو کہ اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے، کے حکم پر نومبر 1884 میں عمل پذیر ہوا ہے اور یہ لائبریری مغلیہ دور کی معروف تاریخی عمارت بارہ دری وزیر خان میں قائم کی گئی جہاں آج تک قائم ہے۔ جسے بعد میں یعنی 1891 میں سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹر کرا دیا گیا جس کا انتظام و انصرام ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ پہلے اس کے سربراہ سیکرٹری تعلیم حکومت پنجاب رہے جبکہ ان دنوں بورڈ آف گورنرز ہے جس کے سربراہ عزت مآب چیف سیکرٹری

حکومت پنجاب ہیں۔بارہ دری وزیر خان کی نگرانی محکمہ آثار قدیمہ، حکومت پاکستان کے سپرد ہے اور یہ وقف اراضی پر قائم ہے۔

(ب) ہاں! بلاشبہ 8۔مئی 2009 کو حکومت نے لائبریری کو اپنی تحویل میں لے کر اس کا انتظام مینجنگ کمیٹی کی بجائے بورڈ آف گورنرز کے سپرد کر دیا ہے:

1۔ آئینی اور قانونی اعتبار سے صوبائی حکومت یعنی محکمہ تعلیم ہی اس کا سربراہ رہا ہے اور سالانہ گرانٹ بھی جاری کرتا ہے۔اگر وقتی طور پر کسی جانب سے گورنمنٹ اپنی پراپرٹی کسی نجی ایجنسی کی ملکیت میں دے دے تو وہ واپس لینے کی بھی مجاز ہے۔

2۔ جب سے لائبریری لائف ممبران کی تحویل میں رہی اس کا کثیر الجہتی نقصان ہوا۔گورنمنٹ فنڈز کا بے جا استعمال ہوتا رہا جس سے لائبریری کو کوئی فائدہ نہ ہوا اور سٹاف کی ترقیاں بھی اپنے من پسند افراد کو دی گئیں جس سے باقی ماندہ لائبریری سٹاف میں ہیجانی کیفیت طاری رہی اور وہ احتجاج کرتے رہے۔

3۔ یہ ہماری صوبائی حکومت کے احسن اقدام میں سے ایک پختہ قدم تھا کہ اس نے اجڑی ہوئی لائبریری کو دوبارہ اپنی تحویل میں لے کر اس کا نظم و نسق درست کیا ہے۔

4۔ 1885 سے 1987 تک لائف ممبران کی نمائندہ تعداد صرف اور صرف دو تھی۔1987 سے 1991 یعنی صرف چار سال کے عرصہ میں تعداد دو سے چار اور چار سے چھ تک آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بڑھا دی گئی جبکہ لائبریری آئین میں اس کی قطعاً گنجائش نہ تھی۔

(ج) لائبریری کا انتظام پہلے مینجنگ کمیٹی کے سپرد تھا۔جب سے گورنمنٹ نے لائبریری کو اپنی تحویل میں لیا ہے مینجنگ کمیٹی کی جگہ B.O.G تشکیل دیا گیا ہے اور لائبریری کے انتظامی امور کو چلانے کا اختیار B.O.G کو دے دیا گیا ہے لہذا اس ضمن میں محکمہ قانون کی رائے کی روشنی میں فیصلہ کرنا قرین انصاف ہوگا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہاں لکھا ہوا ہے کہ "8۔مئی 2009 کو حکومت نے لائبریری کو اپنی تحویل میں لے کر اس کا انتظام مینجمنٹ کمیٹی کی بجائے بورڈ آف گورنرز کے سپرد کر دیا ہے۔" سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون سے قانون کے تحت محکمہ تعلیم نے اسے اپنی تحویل میں لیا ہے اور اگر تحویل میں لے لیا ہے تو اس کی دیکھ بھال آثار قدیمہ ابھی تک کیوں کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ایک تاریخی اور پرانی عمارت ہے جس کا قیام 1884 میں عمل پذیر ہوا۔ اس کی مینجمنٹ کی problem اس کی financial اور مینجمنٹ کی خرابیاں تھیں جس کی وجہ سے اس لائبریری کا انتظام 8۔ مئی 2009 کو حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے Registration of Societies Act 1860 کے تحت یہاں پر بورڈ آف گورنرز بنا کر takeover کیا جس کے چیئرمین چیف سیکرٹری پنجاب کو مقرر کیا گیا۔ وہاں پر بورڈ آف گورنرز مقرر کر کے لائبریری کا تمام انتظام اس کے سپرد کیا گیا۔ بورڈ financial اور مینجمنٹ کے حوالے سے جو بھی recommendations دیتا ہے تو اس کے مطابق حکومت پنجاب وہاں پر تمام معاملات دیکھتی ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال دیتی نہیں ہیں اور دوسروں کے سوال پر بات کر کے کوشش کرتی ہیں کہ خود کو اس میں شامل کروں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ہمارے سوالوں کی باری ہی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: آئے گی۔ کیوں نہیں آئے گی؟

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پنجاب پبلک لائبریری بے شک پنجاب کی سب سے بڑی اور بہترین لائبریری ہے جہاں تین لاکھ سے زائد کتب ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس بارے میں یہ تاثر ہے کہ عام آدمی وہاں نہیں جا سکتا تو اس کی ممبر شپ کا کیا طریق کار ہے اور کیا عام لوگ ان تین لاکھ کتب اور اس ماحول سے مستفید ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب پبلک لائبریری بالکل اس طرح نہیں ہے بلکہ وہاں پر ممبر شپ کا proper criteria بنا ہوا ہے جس کے مطابق وہاں پر لوگ جاتے ہیں اور اس کے ممبروں کی تعداد لاکھوں میں ہے جبکہ 80 ہزار سے زائد سالانہ ممبران وہاں کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز(ب) کے نمبر 2 میں لکھا گیا ہے کہ "جب سے لائبریری لائف ممبران کی تحویل میں رہی اس کا کثیر الجہتی نقصان ہوا"۔ ابھی محترم منسٹر صاحب نے بھی بتایا کہ اس میں financial losses بھی ہوئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ financial losses کتنے ہوئے اور کیا ذمہ داران کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کروائی گئی اور ان سے کوئی recovery ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس لائبریری کا انتظام کافی عرصہ تک مینجمنٹ کمیٹی کے پاس رہا اور نقصانات کی وجہ سے ہی ہم نے اسے change کرتے ہوئے حکومت کی تحویل میں لیا۔ میں معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر جو مینجمنٹ کمیٹی مقرر کی گئی تھی انہوں نے ایک طرح سے لائبریری پر قبضہ کیا ہوا تھا جو ہم نے چھڑوایا ہے۔ گورنمنٹ کی یہی بہت بڑی achievement ہے۔ کئی سالوں سے کورٹس میں کیس چل رہے تھے۔ ایک وکیل صاحب تھے جو اس کمیٹی کے چیئرمین تھے، ہم نے properly اس کا چارج لیا اور اب لائبریری کے معاملات بہتر ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4011۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آنریری ٹیچنگ اسسٹنٹس کے مسائل

*4011: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماہ ستمبر 2008 میں پنجاب بھر کے کالجز میں گریڈ 17 کی اسامیوں پر اساتذہ بھرتی کئے گئے جن کو Honorary Teaching Assistant کا نام دیا گیا اور ان کا ماہانہ اعزازیہ -/8000 روپے مقرر کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنر راج کے دوران مذکورہ اساتذہ کو حالانکہ وہ کوالیفائیڈ تھے اور معاوضہ بھی کم تھا، فارغ کر دیا گیا جس سے ان کے خاندان مالی مشکلات کا شکار ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اساتذہ کو دوبارہ ملازمت دیکر مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں!

(ب) HTA,s کو چھ ماہ کے لئے رکھا گیا تھا اس کے بعد تین ماہ کے لئے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کی منظوری سے توسیع دی جا سکتی تھی۔ان کی چھ ماہ پورے ہونے پر ملازمت خود بخود ختم ہو جاتی تھی۔اس میں گورنر راج کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔

(ج) بہت سے لیکچرارز Male/Female کی اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پُر کی جا سکتی ہیں جہاں پر پھر بھی اسامیاں خالی رہ گئیں ان کے لئے HTA,s دوبارہ بھرتی کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست دی جا چکی ہے۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اس درخواست پر کب تک عملدرآمد ہو گا اور یہ کب دی گئی تھی کیونکہ اس سوال کو تقریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے، میرا ان سے دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی اسامیاں ہیں جو ابھی بھی پوری نہیں ہوئی ہیں ان کی تعداد کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، internee

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا تھا، میں پہلے جز کا جواب دے دوں۔ جب یہ سوال کیا گیا تو اس وقت HTAs یعنی Honorary Teachers Assistant کے طور پر کالج میں recruitment ہوتی تھی اور اس وقت ہم اِس کو CTI کہتے ہیں یعنی

College Teacher Interneeکے طور پر stopgap arrangement کے لئے ان کو کالج میں recruit کرتے ہیں۔اس وقت ہماری جتنی بھی stopgap arrangementہے، تمام کالجوں کے پرنسپل صاحبانauthorizedہوتے ہیں کہ وہ C.T.Is recruitکر سکتے ہیں۔ ہماری اس وقت تقریباً چار ہزار کے قریب لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں۔ جس میں سے پچیس سو کے قریب کا processچل رہا ہے اور daily basisپر ہمارے پاس لیکچرارز آرہے ہیں۔ ہم نے پنجاب میں تقریباً پچیس سو کی requisitionپنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی تھی جس میں سے تقریباً سات آٹھ سو کے قریب لیکچرارز آ چکے ہیں۔ چونکہ daily basisپر آرہے ہیں اس لئے میں یہاں exact figureنہیں بتا سکتا۔ وہ آتے جا رہے ہیں اور ہم انہیں کالجوں میں بھیجتے جا رہے ہیں۔ جو Interneesہیں پھر ان کا roleختم ہو جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جواب میں یہ ہے کہ H.T.Asدوبارہ بھرتی کرنے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب کو درخواست کی جا چکی ہے۔ کیا آپ نے current statusبتایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے یہی بتایا ہے کہ اب یہ H.T.As نہیں ہیں بلکہ C.T.Iہیں اور مختلف مضامین کے C.T.Iکالجوں میں پڑھا رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو ایک چیز بتانا چاہتا ہوں کہ H.T.As جس حوالے سے یہ سوال کیا گیا ہے اس کے contract میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ صرف ایک سال کے لئے پوسٹ ہوگی۔ یہ لوگ کورٹ میں بھی گئے ہیں اور انہوں نے سب کچھ کیا لیکن یہ permanently recruit نہیں ہو سکتے۔ یہ stopgap arrangementہے اور اس کی terms and conditionsمیں سارا کچھ درج ہے۔ ہم نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو یہ کہا ہے کہ جو H.T.Asجو کورٹ میں گئے تھے اور جنہوں نے ایک سال تک ہمارے کالجوں میں بطور Interneeپڑھایا ہے انہیں پانچ نمبر دیئے جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم مسئلہ اس لئے ہے کہ آج ہم recruitmentیا نوکریاں دینے کی بات کر رہے ہیں۔ یہاں پر انہوں نے خود بتایا ہے کہ چار ہزار اسامیاں خالی تھیں۔ کچھ ہی

دن پہلے جیل خانہ جات میں بھی اس قسم کی صورتحال سامنے آئی تھی کہ بہت ساری اسامیاں خالی ہیں۔اس کے بعد ہم نے یہاں ایک اور ڈیپارٹمنٹ بھی discus کیا تھا۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ان تمام جتنی بھی جگہوں پر، اب دیکھیں کہ stopgap arrangement یا Internees کو بھرتی کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے صرف سات سو اسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے۔ چار ہزار اور سات سو کا مطلب ہے کہ ابھی بھی تقریباً تین ہزار لوگ ایسے ہیں جن کو آپ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کر سکتے ہیں۔اسی طرح دوسرے محکموں میں بھی unemployment بہت بڑا کا gap نظر آ رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ اس اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو تمام محکموں کی خالی اسامیوں کو tabulate کرے۔ کیا لوگوں کو مستقل بنیادوں پر روزگار دینے کا سلسلہ شروع کرنے کا کوئی ارادہ ہے، آپ کوئی حکم فرما سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ خود ہی بات کریں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! لیکچرارز کی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruitment ہوتی ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ ہم نے پچھلے سال 2500 لیکچرارز کی requisition دی تھی۔ پبلک سروس کمیشن کے procedure میں written ٹیسٹ پھر انٹرویو ہوتے ہیں اور اس کے بعد پبلک سروس کمیشن جن لوگوں کو qualify کرتا ہے ان کی بطور لیکچرار recruitment ہو جاتی ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نے ان سے request کی تھی جو بڑے fast track پر چل رہا ہے اور ہم نے پبلک سروس کمیشن کو 2500 لوگوں کی demand بھیجی تھی اُن میں سے تقریباً سات آٹھ سو لوگ آ چکے ہیں۔ اسی طرح روزانہ کی بنیاد پر تقریباً چالیس پچاس لوگ process سے final ہو کر ہمارے پاس آتے جا رہے ہیں۔ لیکچرار کی posting permanent ہوتی ہے جنہیں ہم اپنے کالجوں میں بھیج رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ یہ unrest پیرا میڈکس میں بھی ہو رہا ہے، جیل خانہ جات اور ایجوکیشن میں بھی ہو رہا ہے کہ وہ لوگ جو دو تین سال as Internees کام کرتے رہے ہیں انہیں صرف پانچ نمبر دے رہے ہیں۔ یقین کریں کہ جتنے بھی احتجاج آج شملہ پہاڑی پر ہو رہے ہیں وہ اسی لئے ہو رہے ہیں کہ یہ permanent arrangement نہیں ہے۔ جب پبلک سروس کمیشن نے declare کر دیا ہے کہ چار ہزار اسامیاں خالی ہیں جن کے انٹرویو چل رہے ہیں تو یہ کس قسم کا

جواب ہے کہ ہم تیس چالیس لوگ روزانہ بھیج رہے ہیں حالانکہ ایک ہی ٹائم پر پبلک سروس کمیشن کا امتحان ہوتا ہے پھر لوگوں کو انٹرویو کے لئے call کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو مزید expedite کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن 2500 اسامیوں کا اکٹھا ہی امتحان نہیں لیتا بلکہ اُن کا کیلنڈر مختلف آتا ہے کہ کس کس دن اور کتنے مہینوں میں cover up کرنا ہے کیونکہ وہ overall پورے پنجاب کے محکموں کے امتحانات لے رہے ہوتے ہیں۔ حکومت کا یہ ایک اچھا اقدام تھا کہ کالجوں میں جہاں پر اساتذہ نہیں تھے وہاں پر ہم نے فوری arrange کیا تھا تاکہ طالبعلموں کو اساتذہ مہیا کئے جا سکیں۔ اسی طرح ان کے کنٹریکٹ میں کہیں نہیں لکھا تھا کہ ہم انہیں permanent کریں گے۔ اسی وجہ سے ہم نے اُن کا نام internees رکھا تھا، وہ ایک سال کے لئے کام کریں گے اور انہیں پانچ نمبر دینا بہت مناسب تھا۔ اُن کے جس Internees نے ہم سے ملاقات کی تھی انہوں نے خود اس سے delegation agree کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4081 ہے لیکن اگر میں کہوں کہ وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس House کا بہت قیمتی ٹائم ہے اسے بچائیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! انہیں پھر یہ کہہ دیں کہ جواب چھوٹا دیں اور clear دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ سپیکر کے فرائض انجام نہ دیا کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں تو جواب نہ پڑھوا کر انہیں relief دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا شکریہ

سیدہ ماجدہ زیدی: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2009، غیر معیاری مارکنگ کرنے پر اساتذہ کی نااہلی کی تفصیلات

*4081: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس سال میٹرک سالانہ امتحان 2009 کے پرچوں کی مارکنگ کے دوران گورنمنٹ ہائی سکول گورنر ہاؤس لاہور کے چار اساتذہ کو غیر معیاری مارکنگ کی شکایت پر نااہل قرار دیا گیا اگر ہاں تو ان کے نام، عہدہ، تعلیم اور تجربہ کے متعلق تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کو سال 2009 کے میٹرک کے امتحان کے پرچوں کی ری چیکنگ کے لئے کتنی درخواستیں امیدواروں کی طرف سے موصول ہوئیں اور کتنے امیدواروں کے پرچوں کی مارکنگ غیر معیاری قرار دی گئی، اوسطاً فی پرچہ کتنے نمبر ری چیکنگ کے دوران زائد دیئے گئے؟

(ج) ری چیکنگ کے تفصیلی طریق کار سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ امتحان میٹرک سالانہ 2009 کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ کے دوران گورنمنٹ ہائی سکول، گورنر ہاؤس لاہور کے چار اساتذہ کو غیر معیاری مارکنگ کی وجہ سے نااہل قرار دیا گیا ہے۔ حقائق یہ ہیں کہ ان چاروں اساتذہ کو دفتر نے مضمون اردو میں سب ایگزامینر مقرر کیا تھا اور ان چاروں کی درخواستیں مسٹر فریدالدین سینئر ہیڈماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول، گورنر ہاؤس لاہور کی تصدیق شدہ ہیں۔ جس میں واضح طور پر تحریر ہے کہ یہ چاروں اساتذہ کلاس نہم + دہم کو پڑھانے کا تدریسی تجربہ رکھتے ہیں۔

تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ مارکنگ کے آغاز کے پہلے ہی دن دفتر کو ان چاروں اساتذہ کے خلاف ایک شکایت موصول ہوئی جس میں تحریر تھا کہ یہ چاروں اساتذہ کلاس نہم + دہم کو نہیں پڑھاتے لہذا ان سے مارکنگ نہ کروائی جائے۔ اس شکایت کو مدنظر رکھتے ہوئے سکول انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا گیا۔ سکول انتظامیہ نے بھی اس کی تصدیق کی کہ واقعی یہ لوگ کلاس نہم + دہم کو نہیں پڑھاتے۔ تب دفتر نے ان سے مارکنگ نہیں کروائی لہذا ان کی طرف سے غیر معیاری مارکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہیں مارکنگ کی وجہ سے نااہل قرار نہیں دیا گیا بلکہ دفتر کو غلط معلومات فراہم کرنے کی بناء پر انہیں بمطابق نوٹیفکیشن نمبر 07/S.Ex مورخہ 10-04-2009 نااہل قرار دیا جا چکا ہے فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے بمطابق درخواست (برائے تقرر سب ایگزامینر) جو دفتر میں محفوظ ہیں۔ ان اساتذہ کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:-

1- مسٹر شوکت علی، عہدہ وی ٹی، تعلیم بی اے، بی ایڈ، تجربہ 16 سال تدریسی جماعت نہم + دہم

2- مسٹر عبدالحمید، عہدہ او ٹی، تعلیم بی اے، او ٹی، تجربہ 23 سال تدریسی جماعت نہم + دہم

3- مسٹر محمود خان، عہدہ ایس وی، تعلیم بی اے، او ٹی، تجربہ 12 سال تدریسی جماعت نہم + دہم

4- مسٹر محمد سلیم، عہدہ ای ایس ٹی، تعلیم ایم اے، بی ایڈ تجربہ 25 سال تدریسی جماعت نہم + دہم

(ب) اس سال میٹرک کے امتحان سالانہ 2009 میں کل 198899 امیدواروں نے شرکت کی۔ اس میں سے صرف 1163 امیدواروں نے ری چیکنگ کے لئے درخواستیں دیں اور صرف 107 جوابی کاپیوں میں میزان وغیرہ کی معمولی غلطیاں پائی گئیں غلطیوں کی تصحیح کروا کر امیدواروں کو آگاہ کر دیا گیا اور انہیں جوابی کاپی دیکھنے کا موقع بھی دیا گیا تاکہ وہ اپنی تسلی کر لیں۔ یہ تاثر غلط ہے کہ یہ غلطیاں غیر معیاری مارکنگ کی وجہ سے تھیں۔

(ج) ری چیکنگ کا طریق کار یہ ہے کہ متذکرہ درخواستیں مجوزہ فارم پر مع فیس مبلغ -/600 روپے فی پرچہ رزلٹ کی اشاعت کے بعد 15 دن کے اندر وصول کی جاتی ہیں۔امیدواروں کی جوابی کاپیاں فرضی رولنمبروں کے حوالے سے نکالی جاتی ہیں اور پندرہ پندرہ جوابی کاپیوں کے پیکٹ تیار کر کے ری چیکنگ کمیٹیوں کے سامنے برائے مکرر پڑتال پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر مضمون کی ری چیکنگ کمیٹی دو افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ہر جوابی کاپی کو دونوں ممبران باری باری چیک کرتے ہیں۔اس چیکنگ میں حسب ذیل امور شامل ہیں، جو ری چیکنگ کی درخواست کی پشت پر درج ہیں۔فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ درخواست مقررہ فیس کے ساتھ ہر صورت میں مکمل کر کے نتیجہ کی اشاعت کے بعد 15 دن کے اندر بورڈ کے دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔اصل بنک چالان بھی درخواست کے ساتھ چسپاں ہو۔ نامکمل اور غلط درخواست کسی صورت قابل قبول نہ ہو گی اور وہ امیدوار کو برائے درستی واپس کر دی جائے گی۔ جو درستی کے بعد مقررہ تاریخ تک ہر صورت میں بورڈ کے دفتر پہنچ جانی چاہیئے۔

2۔ جوابی کاپی/کاپیوں کی مکرر پڑتال کی فیس مبلغ -/600 روپے فی کاپی کے حساب سے حبیب بنک لمیٹڈ 86 مزنگ روڈ لاہور یا بورڈ کی مقرر کردہ حبیب بنک کی کسی شاخ میں جمع کروائی جائے۔ عملی امتحان کی کاپی کی مکرر پڑتال بھی بورڈ کے قواعد کی رو سے ہو سکتی ہے۔فیس برائے مکرر پڑتال قابل واپسی نہ ہے۔البتہ جوابی کاپی میں غلطی پائے جانے کی صورت میں جوابی کاپی کی rechecking فیس کی واپسی کے لئے امیدوار چٹھی کی تاریخ اجرأ سے 15 دن کے اندر اندر درخواست دے سکتا ہے۔اس کے بعد امیدوار کا فیس واپسی کا استحقاق ساقط ہو جاتا ہے۔

3۔ غیر متعلقہ شخص امیدوار کی جانب سے درخواست دائر نہیں کر سکتا۔

4۔ زائد المیعاد درخواست قابل قبول نہیں ہوتی۔

5۔ امیدوار اپنی امتحانی جوابی کاپی / کاپیوں کی مکرر پڑتال صرف مندرجہ ذیل امور کی تصدیق کے لئے کروا سکتا ہے کہ:۔

(الف) کاپی کے اندرونی صفحات پر درج شدہ نمبر کاپی کے سرورق پر صحیح طور پر منتقل ہو گئے ہیں۔

(ب) ہر سوال کے حاصل کردہ جزوی نمبروں کی میزان سوال کے آخر میں درج کی گئی ہے۔

(ج) ہر سوال کے حاصل کردہ نمبر درست طور پر جوابی کاپی کے سرورق پر منتقل کئے گئے ہیں۔

(د) جوابی کاپی کا کوئی حصہ بغیر جانچے تو نہیں رہ گیا۔

(ہ) جوابی کاپی یا اس کا کوئی حصہ تبدیل تو نہیں کیا گیا۔

متذکرہ بالا امور کی تصدیق کرنا مکرر پڑتال کمیٹی کا کام ہے۔ری چیکنگ کے بعد امیدوار کو باقاعدہ اطلاع دی جاتی ہے کہ کسی جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی گئی ہے یا نہیں۔امیدوار اگر چاہے تو اپنی جوابی کاپی / کاپیاں اطلاع نامہ کی تاریخ اجرأ سے سات یوم کے اندر دیکھ سکتا ہے جن جوابی کاپیوں میں غلطی نہ پائی جائے کمیٹی اس جوابی کاپی پر no mistake کی رپورٹ دیتی ہے۔لیکن اگر کسی جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی جائے تو کمیٹی تفصیلاً رپورٹ کرتی ہے اور غلطی کی تصحیح کی سفارش کرتی ہے۔غلطی کی تصحیح کی اجازت مجاز اتھارٹی (چیئرمین بورڈ) دیتا ہے۔مجاز اتھارٹی (چیئرمین بورڈ) کی اجازت سے تصحیح شدہ غلطی ٹھیک کروادی جاتی ہے اور revised ایوارڈ تیار کر کے متعلقہ برانچ کو بھیج دی جاتی ہے۔ہر امیدوار کو بذریعہ رجسٹرڈ چٹھی ری چیکنگ درخواست کے بارے آگاہ کیا جاتا ہے اور جوابی کاپی دیکھنے کا موقع بھی دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ marking کے لئے جو لوگ مقرر کئے گئے تھے انہیں نااہل قرار دیا گیا ہے اور سزا دی گئی ہے اس کی تفصیل بتائیں۔اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ فریدالدین سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گورنر ہاؤس لاہور کے تصدیق شدہ لوگ تھے جو marking نہیں کر سکتے تھے اور ان کے کوائف محکمہ کو غلط دیئے گئے۔انہوں نے چاروں کے خلاف کارروائی تو کر دی کہ انہیں نااہل کر دیا تھا۔مزید میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اُن کی نااہل

قرار دینے سے بھی زیادہ سزا بنتی تھی اور جس ہیڈ ماسٹر نے انہیں غلط nominate کیا ہے اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہیڈ ماسٹر نے بورڈ کو اس بارے میں غلط information دی تھی جس پر ان چار کے خلاف کارروائی یہ کی گئی تھی کہ انہیں بورڈ میں اس کام میں ہمیشہ کے لئے نااہل کر دیا گیا تھا جس کا 10۔اپریل 2009 کو notification ہوا۔ اس کے علاوہ ہیڈ ماسٹر صاحب کو ان کو غلط nominate کرنے پر انہیں اس وقت Show Cause Notice دیا اور کہا گیا تھا کہ آئندہ سے اگر آپ کی طرف اسی طرح کا غلط کام ہوا تو آپ کے خلاف removal from service کی کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! 2009 سے 2011 تک مارکنگ میں ان غلط کوائف کی وجہ سے جو حال بچوں کا ہوا ہے اور ہم جس طرح غلط مارکنگ کی وجہ سے اپنے بچوں کو روتے دیکھ رہے ہیں۔ ایک شخص اتنی بڑی غلطی کر رہا ہے، بچوں کے مستقبل سے کھیل رہا ہے اور آپ صرف ایک Show Cause Notice دے کر ایسے شخص کو چھوڑ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، آپ بتائیں کہ اس ہیڈ ماسٹر کے sources کیا تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے میں نے بالکل ان سے پوچھا تھا اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ اسے اس سے زیادہ سزا ملنی چاہئے تھی مگر چونکہ یہ سوال پرانا ہے۔ اس وقت جو محکمانہ کارروائی اس ہیڈ ماسٹر کے خلاف ہوئی اسے ایک severe warning دی گئی اور آئندہ سے اسے محتاط رہنے کا کہا گیا otherwise اس کے خلاف PEEDA-Act کے تحت کارروائی کا اسے کہا گیا تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال 2009 میں ہی پوچھا گیا تھا۔ ہم نے اس وقت یہ سوال پوچھ لیا تھا اگر ایجنڈے پر اب آیا ہے تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے لیکن یہ کارروائی بہت کم ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ چاہوں گی کہ یہ ensure کرائیں کیونکہ یہ نہیں ہے کہ اب کارروائی نہیں ہو سکتی ابھی بھی ہو سکتی ہے۔ آپ اس کا کیس reopen کریں جو سزا بنتی ہے اسے دیں۔ اس House کو ensure کرائیں کہ

جتنا اس کا گناہ ہے ہم اسے اتنی ہی سزادیں گے۔ آپ House کو ensure کرائیں کیونکہ یہ سوال میری پراپرٹی نہیں ہے اور یہ House کی پراپرٹی ہے کیونکہ پورے پنجاب کے بچوں کے مستقبل کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، قانون کے مطابق دیکھ لیں اگر آپ اس کے خلاف کچھ کر سکتے ہیں تو ضرور کرنا چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس پر میرا دوسرا سوال ضمنی یہ ہے کہ سال 2009 میں 198,899 امیدواروں نے امتحان دیا اور 1163 امیدواروں نے rechecking کی درخواستیں دی تھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف 107 میں معمولی غلطیاں پائی گئیں۔ یہ معمولی غلطی کیا ہوتی ہے؟ کیونکہ بچوں کے رزلٹ میں آدھے نمبر سے پوزیشنوں کا فرق پڑتا ہے اور ایک نمبر سے بچے فیل ہو جاتے ہیں تو یہ بتایا جائے کہ یہ معمولی غلطی کی کیا سزا ہے، جن لوگوں نے غلطیاں کی ہیں اور بچوں کے مستقبل سے کھیلے ہیں ان کو آپ نے کیا سزا دی ہے اور اس کے علاوہ rechecking میں جو اضافی نمبر کاپیوں پر دیئے گئے ہیں اس کی مجھے تھوڑی سی تفصیل چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 198,899 بچوں نے امتحان دیا اور 1163 بچوں نے rechecking کے لئے apply کیا جو کہ less than 0.5 or 0.4 percent total کا بنتا ہے۔ اس میں سے 107 امیدواروں کی کاپیوں میں معمولی سی غلطیاں ہیں اور ان کو ٹھیک کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! rechecking میں صرف ٹوٹل چیک کیا جاتا ہے آگے وضاحت کی ہوئی ہے اگر محترمہ یہ پڑھ لیں۔ اس میں reevaluation نہیں ہوتی کہ دوبارہ سے نمبر دیئے جائیں یا اگر کوئی سوال کسی examiner نے miss کر دیا ہے اور اس پر مارکنگ نہیں ہوئی تو دوبارہ mark کیا جاتا ہے اسی مضمون کا ٹیچر اس کو mark کرتا ہے اور اس میں اس کے ٹوٹل کو چیک کیا جاتا ہے۔ اس میں 107 بچوں کی غلطیاں آئیں جو کہ 0.1 percent بنتا ہے اور اس قسم کی غلطیوں پر بھی ہم انہیں warning دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے ان چیزوں کو بہتر کیا جائے۔ جہاں تک یہ پوری 107 کاپیوں کی تفصیل چاہ رہی ہیں تو اس کے لئے یہ fresh question کر دیں۔ میں انہیں پوری تفصیل دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس وقت ان 107 کا پیوں کی غلطیوں پر محکمہ کوئی action لے لیتا تو 2010 اور 2011 میں جو بچے rechecking کے لئے روتے رہے شاید انہیں رونا نہ پڑتا۔ اگر ابھی بھی یہ rechecking کے لئے کوئی سخت قانون بنا دیں تو آئندہ سے ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ہمارے بچوں کے مستقبل بچائے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 11-2010 میں rechecking کی problem اس لئے ہوئی کہ اس میں بچوں کی تعداد زیادہ تھی جس کی وجہ سے ہم نے ان بچوں کو facilitate کرنے کے لئے وہاں پر بہت سارے counters بنا دیئے جیسا کہ آپ کو پتا ہے اس دفعہ computer system کی وجہ سے problem آئی تھی جس سے بہت زیادہ students rechecking کروا رہے تھے۔ ہمارا بڑا اچھا rechecking کا سسٹم بنا ہوا ہے اور students اس سے satisfied ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بچوں کا حشر ہو، آپ نے اور پوری قوم نے دیکھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب انہوں نے اسے ٹھیک کر دیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ابھی تو 2012 کا رزلٹ آنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات ہے کہ کل آپ نے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری کو پابند کیا تھا کہ کل وہ House میں notification پڑھ کر سنائیں گے کہ LDA سے محکمہ کو 95 ہزار میں ایک کنال کیسے ملتی ہے اور ہمیں ایک کنال 5 لاکھ میں کیوں ملتی ہے، آپ نے کل کہا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل House میں اس حوالے بتائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے بچوں کو روتے ہوئے میڈیا پر دیکھا لیکن جب ہم نے results manually مکمل کیا اور سارا result بنایا تو انہوں نے شاید ان بچوں کو نہیں دیکھا جو ڈھول پر بھنگڑے ڈال رہے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ ہم نے ان کا properly result announce کیا اور اس میں تقریباً 70 فیصد سے زیادہ بچوں کے نمبر بڑھے تھے تو شاید انہوں نے 2011 میں وہ نہیں دیکھا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!آپ فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!ابھی محترم منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جن بچوں نے rechecking کے لئے apply کیا اور پیسے جمع کرائے تو ان کی rechecking ہو گئی لیکن جیسا یہ فرما رہے تھے کہ rechecking ہوتی ہے اور reevaluation نہیں ہوتی اور اگر کوئی بچے چاہیں تو انہیں کو paper دکھا بھی دیتے ہیں۔اگر کوئی بچہ reevaluation چاہے اور وہ کہے کہ اس سوال کے نمبر اس کے حساب سے کم ہیں تو کیا اس میں reevaluation کا کوئی طریق کار ہے؟

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!reevaluation پر بہت زیادہ debate ہر forum پر ہوتی رہی ہے،اگر reevaluation پر چلے جائیں تو ہر بچہ یہ چاہے گا کہ وہ satisfy نہیں ہوتا اور کہے گا کہ جتنے marks اس کو دیئے گئے ہیں وہ کم ہیں۔اس سلسلے میں لوگ سپریم کورٹ تک گئے ہیں اور یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے کہ آپ paper کو reevaluate نہیں کر سکتے،اس کی reevaluation نہیں ہو سکتی اور صرف rechecking ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی،next question سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!.On her behalf(معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!سوال نمبر4082 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سالانہ امتحانات 2008 میں غیر معیاری مارکنگ کرنے پر اساتذہ کی نااہلیت و دیگر تفصیلات

*4082:سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے تحت میٹرک کے سالانہ امتحانات2008 میں غیر معیاری مارکنگ کرنے پر بورڈ انتظامیہ نے درجنوں اساتذہ کو نااہل قرار دیدیا اگر ہاں تو ان اساتذہ کے نام، تعلیم، گریڈ اور تجربہ کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نااہل قرار دیئے گئے اساتذہ نے پرچوں کی غیر معیاری مارکنگ، بورڈ کے عملہ سے ملی بھگت کر کے کی، اگر ہاں تو کیا ذمہ دار اہلکاران بورڈ کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر معیاری مارکنگ کا انکشاف امیدواروں کی طرف سے ری چیکنگ کرانے کے دوران ہوا؟

(د) فی پرچہ ری چیکنگ کی فیس کیا ہے؟

(ہ) اساتذہ کو پرچوں کی مارکنگ سپرد کرنے کا criteria کیا ہے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست ہے کہ امتحان میٹرک سالانہ 2008 کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ کرنے والے بعض اساتذہ کو بورڈ انتظامیہ نے نااہل قرار دیا ہے لیکن یہ نااہلی ناقص مارکنگ کی بناء پر نہیں قرار دی گئی بلکہ انہیں ان کی طرف سے کی گئی اغلاط کی وجہ سے نااہل قرار دیا گیا ہے۔ان اغلاط میں حاصل کردہ میزان کی غلطی یا کسی سوال یا سوال کے جز کو مارک نہ کرنا شامل ہے۔ان اساتذہ کے کوائف کی فہرست فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) امیدواروں کی جوابی کاپیاں فرضی رولنمبروں پر مارک کروائی جاتی ہیں۔اصل رول نمبر پرچوں سے الگ کر کے چیف سیکریسی آفیسر اپنے سربمہر ریکارڈ میں محفوظ کر لیتا ہے۔اس طرح کسی جوابی کاپی کی شناخت باقی نہیں رہتی نیز جوابی کاپیوں کی مارکنگ دفتر ہذا کے مارکنگ ہال میں کروائی جاتی ہے۔بورڈ کا عملہ صرف مارکنگ کے لئے جوابی کاپیوں کے پیکٹ ایگزامینر کو جاری کرتا ہے اور مارکنگ مکمل ہونے کے بعد پیکٹ مع ایوارڈ لسٹ چیف سیکریسی آفیسر کو واپس بھیج دیتا ہے۔اس سے زیادہ بورڈ کے عملہ کا مارکنگ کے عمل میں کوئی عمل دخل نہیں ہے لہذا مارکنگ کے کام میں عملہ کی ملی بھگت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) یہ تاثر غلط ہے کہ ری چیکنگ کے دوران غیر معیاری مارکنگ کا انکشاف امیدواروں کی طرف سے ہوا ہے۔ بلکہ مارکنگ کی اغلاط کا انکشاف سینئر اساتذہ اور ہیڈ ایگزامینرز پر مشتمل ری چیکنگ کمیٹیوں نے اپنی رپورٹس میں کیا کیونکہ ری چیکنگ کی درخواست کی وصولی کے بعد جوابی کاپیاں ری چیکنگ کمیٹیاں چیک کرتی ہیں اور اگر کسی جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی جائے تو اس کی باضابطہ تصحیح کے بعد امیدواروں کو جوابی کاپیاں دکھائی جاتی ہیں۔

(د) پرچہ ری چیکنگ کی فیس -/600روپے فی جوابی کاپی ہے۔اگر جوابی کاپی میں کوئی غلطی پائی جائے تو امیدوار کو اس پرچہ کی فیس واپس کردی جاتی ہے۔

(ہ) پرچوں کی مارکنگ کے لئے اساتذہ کی اہلیت کا معیار یہ ہے کہ ٹیچر گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں یا بورڈ سے الحاق شدہ تعلیمی اداروں میں پڑھا رہا ہو۔ یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی استاد جس کلاس کے پرچوں کی مارکنگ کے لئے سب ایگزامینر بننا چاہتا ہو تو اس کلاس کو کم از کم تین سال کے عرصہ سے پڑھا رہا ہو اور اس امر کی تصدیق متعلقہ تعلیمی ادارے کا سربراہ کرتا ہے۔ٹیچر کی کم از کم تعلیمی قابلیت برائے آرٹس مضامین بی اے، بی ایڈ، او ٹی، اے ٹی اور سائنس مضامین کے لئے بی ایس سی، بی ایڈ، بی ایس ایڈ ہوتی ہے۔درخواست فارم برائے سب ایگزامینر فلیگ(د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں جو جواب دیا گیا ہے تو اس میں کیا منسٹر صاحب پسند فرمائیں گے کہ فی جوابی کاپی کی کل amount کتنی بنتی ہے، کتنے لوگوں کو پیسے واپس کئے ہیں، سال 2011 میں جو اتنا بڑا فساد ہوا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس کے پیسے بتا دیئے جائیں یا واپس کئے ہوئے بتا دیں تو یہ بڑی اچھی بات ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو students rechecking میں apply کرتے ہیں اور وہ students جن کے papers میں rechecking کے دوران تبدیلی آتی ہے یعنی بورڈ یا Examiner کی غلطی کی وجہ سے ان کے ٹوٹل یا کسی چیز میں فرق ہو تو انہیں پیسے واپس کئے جاتے ہیں اور باقی students کو پیسے واپس نہیں کئے جاتے۔ جہاں تک 2011 کا تعلق ہے تو وہاں پر

میں ایک اور چیز بھی انہیں بتادوں کہ اس میں ہم نے کسی بھی students سے rechecking کی کوئی فیس نہیں لی اور ہم نے free of cost ان کا result دوبارہ سے check کر کے دیا تھا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ معجزے والی بات ہے لیکن اس سلسلے میں ایک بندہ بھی نیب کے پاس گرفتار ہے اور ان بچوں سے فیس بھی نہیں لی گئی لیکن اتنا بڑا فساد بھی ہوا؟ لیکن مجھے تو financial position چاہئے کہ آپ کے پاس کتنے پیسے اکٹھے ہوئے اور میں نے آپ سے یہی ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! rechecking میں جتنے بھی لوگ آتے ہیں ان کی ہر امتحان میں مختلف پوزیشن ہوتی ہے۔ جس وقت کا یہ سوال تھا تو اس وقت rechecking کی فیس -/600 روپے تھی اور اب اس وقت یہ فیس -/700 روپے ہے یعنی 2011 میں یہ فیس -/700 روپے ہوئی ہے اس کے لئے انہیں fresh question کرنا پڑے گا اور انہیں ہم سے year wise تفصیل مانگنی پڑے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ fresh question کر دیں تو آپ کو جواب مل جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: وزیر صاحب آج یہ بات بتا رہے ہیں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب والا! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ تشریف رکھیں۔ بڑی مشکل سے انہوں نے آج ضمنی سوال کیا ہے، انہیں پوچھنے دیں۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ Examiner پرچے چیکنگ کے لئے ٹھیکے پر دے دیتے ہیں۔ میں نے ایک ایف اے پاس شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خود ایف اے کے پرچے چیک کر رہا تھا۔ میں صرف اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ شاید وزیر تعلیم اس سلسلے میں کوئی راستہ نکال لیں تاکہ ایسا عمل پھر نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں ان کی بات سے بالکل agree نہیں کرتا کیونکہ آج کل ایسا نہیں ہوتا، یہ مجھے year specifically بتائیں کہ انہوں نے کون سے سال میں دیکھا۔ ہم نے جو centralized marking کا طریقہ اپنایا ہوا ہے وہ ان کے گوش گزار کرتا ہوں۔

جیسے ہم نے پہلے ایک سوال کے جواب میں explain بھی کیا ہوا ہے۔اب ہم centralized marking کرتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بورڈ کے premises یا جہاں Board designate کرتا ہے وہاں پر سارے Head Examiner اور Sub Examiner بیٹھ کر marking کرتے ہیں۔ پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا یہ ہمارے دور میں ہوا ہے اور ہماری حکومت نے اس چیز کو بہتر کیا ہے۔ ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ اس نظام کو بہتر کرنے کے لئے ہم نے یہ سب کچھ کیا۔ اگر ایک پرچے میں طالب علم نے پانچ سوال حل کئے ہیں تو پانچ علیحدہ لوگ اس کے پرچے چیک کریں گے۔اسی طرح ہم سائنس سبجیکٹ کے پرچوں کی Inter Board Marking کرواتے ہیں یعنی کہ لاہور بورڈ کے پیپر ڈیرہ غازی خان چلے جاتے ہیں اور ڈیرہ غازی خان کے ملتان چلے جاتے ہیں۔ اس طرح ہم ان کو rotate کر کے کرتے ہیں۔ وہاں پر بھی centralized marking ہوتی ہے اور جو بورڈ کے پیپر چیک کرنے والے اساتذہ ہوتے ہیں وہ پیپر چیک کرتے ہیں۔ معزز ممبر کسی پرانے دور کی بات کر رہی ہوں گی 2010 سے ہمارا foolproof system ہے۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! میں نے بہت sincerely یہ چیز point out کی ہے۔ میری اسی سال ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی ہے جو خود بھی ایف اے پاس ہے اور ایف اے کے ہی پرچے چیک کر رہا تھا۔اس نے بتایا کہ اسے یہ پرچے ٹھیکے پر ملے ہیں۔آپ لوگ یقیناً اچھے اقدامات کر رہے ہیں لیکن اس میں اتنی زیادہ کرپشن ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر بھی توجہ دیں۔

جناب سپیکر: جس بات کی معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے---

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اگر ان کے علم میں کوئی ایسی چیز آئی ہے تو ہم اسے دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میرا ضمنی سوال بھی ان سے ملتا جلتا ہی تھا کہ جس طرح انہوں نے 2008 میں یہ admit کیا ہوا ہے کہ غیر معیاری مارکنگ کی وجہ سے اساتذہ کو نااہل قرار دیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کے پاس اہل اساتذہ کی کمی ہے جو ایسے لوگوں کو مارکنگ کے لئے دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اتنے بڑے blunders ہوتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز ممبر نے پچھلے سوال پر یعنی اس سے پہلے جو بورڈ والا سوال تھا اس پر ضمنی سوال کیا ہے۔ پھر بھی میں اس کا جواب دے دیتا ہوں کہ ان اساتذہ کو نااہل اس لئے قرار دیا گیا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ یہ ٹیچر نویں اور دسویں جماعت کو پڑھاتے ہیں، جبکہ وہ نویں دسویں کو نہیں پڑھاتے تھے بلکہ وہ آٹھویں جماعت کو پڑھاتے تھے۔ جب بورڈ کو پتا چلا تو انہوں نے ان ٹیچروں کو ہمیشہ کے لئے disqualify کر دیا۔ ہمارے پاس الحمد للہ ٹیچروں کی کوئی کمی نہیں ہے اور ہماری جو نئی recruitments ہو رہی ہیں اس میں ہمارے پاس بہت qualified لوگ میرٹ پر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ جناب محمد نوید انجم!

رانا تنویر احمد ناصر: On his behalf Question No. 4384، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*4384: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج ہذا میں انگلش لیکچرار کی ایک اسامی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہر subject کی لیکچرار کی تعداد طالبات کی تعداد سے کہیں کم ہے؟

(ہ) کیا حکومت طالبات کی تعداد کے مطابق مذکورہ کالج میں اساتذہ کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہیں:۔

اسسٹنٹ پروفیسر 8 گریڈ	لیکچرار 16 مضامین	کل تعداد 24 تعداد اساتذہ
18	انگریزی	ایک
	اردو	ایک
	پولیٹیکل سائنس	ایک
	ایجوکیشن	ایک
	فلاسفی	ایک
	زوالوجی	ایک
	کیمسٹری	ایک
	پاک سٹڈی	ایک
17	اسلامیات	تین
	اکنامکس	ایک
	حساب	ایک
	فارسی	ایک
	فزکس	ایک
	فزیکل ایجوکیشن	دو
	نفسیات	ایک
	پولیٹیکل سائنس	ایک
	اردو	ایک
	ایجوکیشن	ایک
	سٹیٹ	ایک
	انگریزی	ایک
	بیالوجی	ایک

(ب) ایجوکیشن کی 10-03-12 سے اور زوالوجی اور فلاسفی 03-04-04 سے خالی ہیں۔

(ج) جی ہاں!

(د) جی ہاں!

(ہ) تمام خالی اسامیوں کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے۔جلد ہی تعیناتی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا حکومت طالبات کی تعداد کے مطابق مذکورہ کالج میں اساتذہ کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ یہ سوال دیا گیا تھا 7۔اکتوبر 2009 کو اس کا جواب آیا ہے 4۔جون 2010 کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بار بار اس چیز کو دہراتے ہیں آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ سوالات کوئی تھوڑے تو نہیں ہوتے، جب ان کی باری آتی ہے تو وہ آ جاتے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نہ صرف اس کالج میں بلکہ پنجاب کے تمام کالجوں میں اس دو سال کے عرصہ میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کتنی recruitments ہوئی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ کب تک ہوں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ابھی detail میں explain کیا تھا، اگر آپ کہیں تو میں دوبارہ کر دیتا ہوں کیونکہ پھر آپ کہیں گے لمبی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جو بات آپ نے پہلے بتا دی ہے اگر انہوں نے وہ نہیں سنی یا یہ اس وقت House میں نہیں آئے تو اس میں میرا یا آپ کا تو قصور نہیں ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس کالج کے حوالے سے میں۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑ دیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی ضمنی سوال؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! صرف اس کالج کے حوالے سے بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس کالج کے حوالے سے میں بتا دیتا ہوں کہ یہاں پر انہوں نے اس وقت C.T.E جس کی ابھی میں نے explain کی تھی کہ اس کالج میں نو رکھے ہوئے ہیں اور اس سے انہوں نے اپنا stopgap arrangement پورا کیا ہوا ہے۔ یہاں پر چوبیس لکھے ہوئے تھے ایک ٹیچر ان کے پاس اور آ گیا ہے اب ان کے پاس پچیس ریگولر سٹاف ہے۔ اسی طرح day by day جیسے پبلک سروس کمیشن سے آتے جائیں گے ہم ان کے پاس بھیجتے جائیں گے۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ C.T.E Teachers کو ماہانہ تنخواہ نہیں دی جاتی بلکہ اور انہیں ایک ہی دفعہ آٹھ نو مہینے کے بعد تنخواہ کی ادائیگی کی جاتی ہے اور کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دفعہ انہیں پبلک سروس کمیشن میں پانچ نمبر بھی نہیں دیئے گئے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! پہلے ان کی تنخواہ آٹھ ہزار روپے تھی اب دس ہزار کر دی گئی ہے اور انہیں ماہانہ بنیادوں پر ہی تنخواہ دی جاتی ہے۔ ان کی یہ بات درست ہے کہ پچھلی دفعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے جو recruitment ہوئی ہے اس میں انہیں پانچ نمبر نہیں ملے مگر اب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر بھیج دیا ہے کہ next merit criteria پر H.T.A اور C.T.E کو انٹرویو میں پانچ نمبر دیئے جائیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! میں اتنا repeat کرنا چاہوں گا کہ تنخواہ ان کو ماہانہ بنیادوں پر نہیں دی جاتی۔ اگر نہیں دی جاتی تو میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ انہیں ماہانہ بنیادوں پر تنخواہ دینے کے لئے ensure کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! میرے پاس ایسی کوئی complaint نہیں آئی ان کے delegation سے بھی ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن پھر بھی میں اسے چیک کروا لیتا ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کالجوں میں students teachers ratio کتنی ہے اور اس وقت صوبہ پنجاب میں کیا ratio maintain کر رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! Teachers students ration generally colleges میں 1:14 کی ہوتی ہے اور اسی حساب سے CTE کی بھی recruitments ہوتی ہیں۔ ایک مضمون میں اگر کبھی طالب علم زیادہ ہو جائیں let us suppose اگر انگریزی کا مضمون ہے اور اس میں طالب علم زیادہ ہو جاتے ہیں تو انہوں نے students teachers ratio کے حوالے سے کئی دفعہ تین یا چار CTE بھی ایک سبجیکٹ میں رکھے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پنجاب میں کوئی ایسا کالج بھی موجود ہے جہاں بارہ طالب علم اور سولہ اساتذہ موجود ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اگر ان کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو یہ ہمیں بتائیں تاکہ ہم اس کو rationalize کریں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہمارا کوئی نیا کالج کوئی دور افتادہ علاقہ میں establish ہوا ہو کیونکہ وہاں پر اگر ان کی sanctioned strength 16 ہے اور ہم نے وہاں پر

16اساتذہ بھیج دیئے ہوں gradually students داخل ہو رہے ہوں تو ایسا ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی بات ہو تو بتادیں میرے علم میں نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں وزیر تعلیم نہیں ہوں میرے علم میں یہ ضرور ہے کہ ایسے انتیس کالج ہیں جہاں پر پورے کا پورا فنڈ ضائع ہو رہا ہے۔آپ نے مہربانی کی تھی اس سلسلے میں ایک کمیٹی بھی بنائی تھی، ان کالجوں نے تو یہ تکلیف بھی گوارا نہیں کی کہ اپنی detail ہمیں دے دیتے۔اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا رزلٹ تو بالکل ہی زیرو ہے یعنی بیس فیصد بھی نہیں ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جو پیسا ضائع ہو رہا ہے اس کا کیا کیا جائے۔پچھلے دور میں بھی سیاسی بنیادوں پر وہاں کالج بنائے گئے جہاں ان کی ضرورت نہیں تھی اور آج بھی وہاں طالب علم نہیں ہیں اور وہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔پتو کی میں ایک پروفیسر ایگریکلچر پڑھا رہا ہے جو مضمون پندرہ سال پہلے discontinue ہو چکا ہے۔وزیر موصوف کو میں ابھی ثابت بھی کر دیتا ہوں۔میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح سے تو فنڈ ضائع ہو رہا ہے۔میں پہلے غور سے دیکھتا رہا کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسے معزز ممبر نے فرمایا ہے میں ان سے data لے لیتا ہوں اور چیک کروالیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی محکمے سے چیک کریں۔انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب!

بی آئی ایس ای راولپنڈی، پرچوں کی ری مارکنگ / ری چیکنگ کی تفصیلات

*4483: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2007، 2008 اور 2009 میں بالترتیب B.I.S.E راولپنڈی کے کتنے طالب علموں نے اپنے پرچوں کی ری مارکنگ / ری چیکنگ کے لئے درخواستیں دیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران بالترتیب دی جانے والی درخواستوں پر کی جانے والی ری چیکنگ کے نتیجے میں کتنے طالب علموں کے خدشات درست پائے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مارکنگ کے نظام کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اس کا مجوزہ طریق کار کیا ہو گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

سال2007میں امتحان میٹرک میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	410
سال2007میں امتحان میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	647
سال2008میں امتحان میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	761
سال2008میں امتحان انٹر میڈیٹ میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	872
سال2009میں امتحان میٹرک میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	617
سال2009میں امتحان انٹر میڈیٹ میں ری چیکنگ کے لئے آنے والی کل درخواستیں:	1021

- واضح رہے کہ ری مارکنگ کے لئے کوئی درخواست موصول ہوئی اور نہ ری مارکنگ کی اجازت ہے۔

(ب)

سال2007کے دوران میٹرک کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	54
سال2007کے دوران انٹر میڈیٹ کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد	151
سال2008کے دوران میٹرک کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد	120
سال2008کے دوران انٹر میڈیٹ کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	253
سال2009کے دوران میٹرک کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	121
سال2009کے دوران انٹر میڈیٹ کی ری چیکنگ کے نتیجہ میں جن طلباء کے نتیجہ میں ترمیم ہوئی ہے ان کی تعداد:	249

(یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ زیادہ تر اغلاط میں نمبروں کا تفاوت 1تا5 نمبر تک محدود ہے)

- واضح رہے کہ کل 4328درخواستوں میں 948کے نمبرز / رزلٹ میں تبدیلی ہوئی۔

(ج) جی ہاں! مارکنگ کے نظام اور معیار کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے پہلے طریق کار سے ہٹ کر امتحان میٹرک اور انٹر (ضمنی) 2009 سنڈیکیٹ مارکنگ کا نظام متعارف کرایا ہے اس نظام کے مطابق جوابی کاپی میں درج ہر سوال کی مارکنگ الگ الگ ایگزامینر سے کرائی گئی ہے اور اسی کے مطابق ایوارڈ لسٹ تیار ہوئی ہے یعنی ایک جوابی کاپی کو سوالوں کی تعداد کے مطابق سب ایگزامینر کی تعداد چیک کرتی ہے اس مارکنگ سسٹم کے تحت ہیڈ ایگزامینر کے ساتھ تمام سب ایگزامینر بیٹھ کر جوابی کاپی کے اپنے اپنے الاٹ شدہ سوال کی مارکنگ کرتے ہیں جبکہ ایک ایڈیشنل ایگزامینر بھی موجود ہوتا ہے جو مارک شدہ جوابی کاپی کی کمال احتیاط

سے پڑتال کرنے کے بعد ایوارڈ لسٹ تیار کرتا ہے اور اس ایوارڈ لسٹ پر درج کل نمبروں اور جوابی کاپی کے سوالات کے میزان نمبروں کا باہم موازنہ کرنے کے لئے اسسٹنٹ ٹو ہیڈ ایگزامینر بھی تعینات کیا جاتا ہے تاکہ مارک شدہ جوابی کاپی میں کوئی غلطی باقی نہ رہے ان مراحل کے بعد ہیڈ ایگزامینر ایوارڈ لسٹوں پر اپنے دستخط کرتا ہے امید ہے کہ اس نئے مارکنگ سسٹم کے لاگو ہونے کے بعد مارکنگ کے معیار میں بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب والا! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 2008 میں 872 طالب علموں نے rechecking کے لئے apply کیا جن میں سے 253 طالب علموں کے خدشات درست پائے گئے اور یہ تعداد تقریباً 30 فیصد بنتی ہے۔ اس کے بعد 2009 میں بھی ایسے ہی ہوا کہ تقریباً 25 فیصد طلباء و طالبات کے خدشات درست ثابت ہوئے اور غلطیاں نکلیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ اساتذہ کی طرف سے جو غیر معیاری marking ہوئی یا ان پیپرز میں غلطیاں نکلیں تو اساتذہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، کیا انہیں آئندہ marking کے لئے نااہل قرار دیا گیا، اگر نہیں تو کیا آئندہ کوئی ارادہ ہے کہ ایسے اساتذہ کو نااہل قرار دیا جائے؟

جناب سپیکر: اگر ایسا ہوا ہے تو انہیں نااہل قرار دینا چاہئے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اگر ایک پیپر میں پانچ یا دس نمبر کی غلطی نکلتی ہے۔ پچھلے سوالات میں بار بار کہا گیا کہ اساتذہ کی marking غیر معیاری نہیں تھی بلکہ ٹوٹل میں کچھ غلطیاں تھیں۔ کیا وہ غیر معیاری marking نہیں ہوتی کہ ایک بچے کے نمبر اسی سے کم کر کے ساٹھ کر دیئے جائیں جبکہ میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز میں ایک ایک نمبر کا competition ہوتا ہے تو ان اساتذہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: آدھے نمبر کا بھی competition ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بہت تھوڑی سی تعداد ہے، پہلے لاہور بورڈ سے related تھا اب انہوں نے راولپنڈی بورڈ سے related سوال کیا ہے۔ Rechecking میں صرف ٹوٹل check کیا جاتا ہے اور اس میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی ایسا سوال تو نہیں جو mark ہونے سے رہ گیا ہو تو اسے mark کیا جاتا ہے اور ٹوٹل check کیا جاتا ہے اور جو غلطیاں نکلتی ہیں اگر آپ

total number of students دیکھیں تو اس کے مقابلے میں یہ بہت تھوڑی سی تعداد ہوتی ہے مگر پھر بھی انہیں تنبیہہ کی جاتی ہے۔ میٹرک اور انٹر کے پیپر چیک کرنے پر ہزاروں اساتذہ engaged ہوتے ہیں انہیں یہ تنبیہہ ضرور کی جاتی ہے کہ وہ ذرا اچھے طریقے سے ساری marking کو دیکھیں۔ اگر کسی کی بہت زیادہ شکایت آئے اور کسی نے بہت غلط marking کی ہوئی ہے تو ہم اسے disqualify کر دیتے ہیں اور سزا کے طور پر اس کا معاوضہ بھی کم کرتے ہیں۔ یعنی جو اس طرح کی غیر معیاری marking کرتے ہیں ان کے معاوضے میں کمی کی جاتی ہے اور بورڈ سے disqualification کر دی جاتی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ہمارا ایک عمومی روّیہ بن گیا ہے کہ ہم ہر چیز کی اہمیت کم کرتے ہیں، یہ جو تعداد کم بتائی ہے یہ تعداد ان بچوں کی ہے جنہوں نے یہ شکایت کرنے کے لئے چھ سو روپیہ فیس جمع کرائی پھر بورڈ میں جا کر شکایت درج کرائی پھر وہاں پر دھکے کھانے کے بعد تین چار پانچ پھیرے لگانے کے بعد انہیں ان کے پرچے دکھائے گئے۔ میں جو نشاندہی کر رہا ہوں کہ 872 بچوں نے ایک خدشے کے تحت درخواست دی کہ ہمارے پیپرز میں غلطیاں ہیں ان میں سے 254 کی غلطیاں ثابت ہو گئیں اس کا مطلب ہے کہ ان درخواست دہندگان میں سے 25 فیصد کی غلطیاں ثابت ہوئی ہیں۔ اگر ایک لاکھ اٹھانوے ہزار اٹھ کر درخواست دے دیں تو اسی تناسب سے جائیں تو یہ بات کہاں پہنچے گی۔ میرا موقف یہ ہے کہ غلطیاں تو اسی تناسب سے ہو رہی ہیں، یہ کہہ دینا کہ صرف 254 ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ 254 تو ان میں سے ہیں جنہوں نے apply کیا ہے اور جو ایک لاکھ ستانوے ہزار بچے صبر شکر کر کے گھر میں بیٹھ گئے اور انہوں نے apply نہیں کیا میں ان کے مستقبل کے حوالے سے سوال کر رہا ہوں کہ آیا جن کی غلطیاں پائی جاتی ہیں اگر ان اساتذہ کو آئندہ کے لئے نااہل قرار دیا جائے تو اس سے مثبت اثر نہیں پڑے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! disqualify کر کے اور ہم ان کا معاوضہ کاٹ لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک بڑے اہم معاملے کی نشاندہی ہوئی ہے human error تمام سسٹم کے اندر رہتا ہے لیکن اس سسٹم کو درست کرنے کا طریقہ دنیا نے جو adopt کیا ہے وہ M.C.Q type سوالات کے سسٹم سے آئے ہیں اور اب اس کی ایک مزید modern شکل سامنے آئی

ہے وہ مشین marking کر دیتی ہے۔ ہمیں اپنے نظام میں تبدیلی لانا ہو گی، ہمیں روایتی جوابوں کی checking کا سسٹم بدلنا ہو گا، ہمیں M.C.Q type system کی طرف آہستہ آہستہ جانا ہو گا اور machine readable answer sheets بنانی پڑیں گی جس سے یہ سارے گلے شکوے دور ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: پہلے کی طرح کمپیوٹر والا کام ہو گیا تو پھر کیا کریں گے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اسی سوال سے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں، انہیں سوال کا جواب دینے دیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی ہے میں بالکل ان سے agree کرتا ہوں کہ ہمارے بورڈز کے امتحانات 2011 میں جو problems آئیں اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہم نے M.C.Qs شروع کیا تھا، ہم نے پریکٹیکل کے marks کم کئے جس میں بہت سفارش بھی چلتی ہے جس کا آپ سب کو پتا ہے۔ ہم نے M.C.Qs include کئے اور سٹوڈنٹس نے جو اسے circle کرنا تھا وہ machine readable ہی تھا جب ہم اسے scanner میں ڈالتے تھے تو کمپیوٹر میں رزلٹ لینا ہوتا تھا انہی چیزوں کی وجہ سے ہمارے سٹوڈنٹس اسے properly نہیں کر سکے even ہمارے جو اساتذہ تھے جنہیں trained بھی کیا تھا وہ بھی نہیں کر سکے۔اس سلسلے میں گزشتہ سال ہمارا پہلا تھا اس لئے آپ کو رزلٹ میں فرق نظر آیا جسے ہم computerized marking کہتے ہیں۔انہوں نے جو بات کی ہے ہم بالکل پنجاب میں modernize طریقے سے اور نئی ٹیکنالوجی کے مطابق examination system کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ جیسے وزیر صاحب نے فرمایا کہ پچھلے سال جو تجربہ کیا گیا اور ابھی اس دفعہ پھر یہ کیا جا رہا ہے کہ جب تک (ب) فارم نہیں ہو گا تو کوئی بچہ امتحان نہیں دے سکتا۔ہمارے دور دراز دیہاتوں میں ابھی بھی ایسی صورتحال ہے کہ جن بچوں کے (ب) فارم نہیں بنے ہوئے وہ اس وقت تذبذب کا شکار ہیں اور سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ نادرا کے دفاتر کی performance یہ ہے کہ وہ مہینوں چکر لگواتے ہیں اور اس وقت بچے اپنے مستقبل کے حوالے سے بہت پریشان ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس دفعہ اسے تجرباتی بنیاد پر صرف ایک بورڈ تک محدود رکھ

لے تو زیادہ مناسب نہیں ہوگا تاکہ یہ نہ ہو کہ پچھلی دفعہ کی طرح پورے پنجاب میں بچوں میں پریشانی کا عالم پیدا ہو۔اگر ایک بورڈ میں ماڈل طریقے سے تجربہ کر لیا جائے تو پھر اگلی دفعہ اسے پورے پنجاب میں implement کر دیا جائے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ب فارم کمپیوٹرائزڈ ہوتا ہے اور نادرا کے ریکارڈ میں ہوتا ہے، ہم کمپیوٹرائز سسٹم میں یہ چاہتے ہیں کہ اگر سٹوڈنٹس میٹرک میں (ب) فارم کے نمبر سے رجسٹر ہو جاتا ہے تو ہم اسے eventually اسی نمبر پر ایف ایس سی اور بعد میں یونیورسٹیز کو بھی کہیں کہ وہ بی اے، بی ایس سی اور ایم اے، ایم ایس سی کرتا ہے اگر اسی (ب) فارم کے نمبر سے اس سٹوڈنٹس کی رجسٹریشن ہوئی ہو تو کبھی بھی آپ کو جعلی ڈگریوں جیسی problem نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ب فارم بنوانے کے لئے problem آ رہا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس طرف بھی آ رہا ہوں یہ بتانا مقصود تھا کہ ہم نے (ب) فارم کو کیوں compulsory کیا اس کے پیچھے ہمارا یہ مقصد تھا۔ان کا سوال ہے کہ (ب) فارم حاصل کرنے میں بچوں کو problems ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس 90 فیصد سٹوڈنٹس نے (ب) فارم جمع کرائے ہیں اور ہم date کو پھر relax کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر (ب) فارم میں اتنا problem ہو تو ہمارے پاس 80 سے 90 فیصد سٹوڈنٹس نہیں ہونے چاہئیں جنہوں نے (ب) فارم جمع کراوئے ہیں۔ہم اس حوالے سے date کو مزید relax کرتے ہیں تاکہ باقی سٹوڈنٹس بھی (ب) فارم جمع کرا لیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! جو بچے (ب) فارم جمع نہیں کرا سکے میں نے ان کی بات کی لیکن میرا اصل سوال یہ تھا کہ ابھی بچوں کے لئے coding system رائج کیا جا رہا ہے اور آج کے اخبارات میں بھی اشتہار آئے ہیں۔ میرا سوال صرف یہ تھا کہ آیا اس نئے تجربے کو صرف ایک بورڈ لاہور یا راولپنڈی بورڈ تک محدود کر دیا جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پچھلے سال کی طرح پھر پورا پنجاب پریشانی کا شکار ہو۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم marking کے لئے جو کمپیوٹرائزڈ اور foolproof system design کر رہے ہیں یہ ہمارے آٹھوں بورڈز میں parallel چل رہا ہے اور اس پر بہت کام ہو چکا ہے۔ پچھلی دفعہ اس میں جو غلطیاں آئیں میں اس بارے میں explain کر چکا ہوں

کہ کچھ کمپیوٹر کی وجہ سے تھیں کچھ بورڈز میں بیٹھے مافیاز جنہیں جوڈیشل کمیشن کی طرف سے سزاؤں کا آرڈر ہوا ہے، ہم انہیں وہ سزا بھی دے رہے ہیں، اسی طرح بورڈوں کے باہر پرائیویٹ سیکٹر کا مافیا بھی ایک وجہ تھی۔ اب ہم اسے بہت foolproof طریقے سے کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دفعہ کسی بھی بورڈ میں کوئی problem نہیں آئے گا۔ معزز ممبر نے جو trial basis کا کہا ہے تو جب تک یہ پورا کمپیوٹرائز سسٹم foolproof نہیں ہو جاتا۔ ہم نے اس میں ساتھ ساتھ اپنا manual system بھی operational رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! لاکھوں میں ایک نمبر ملتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4866 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے رقبہ اور کتب سے متعلقہ تفصیلات

*4866: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پبلک لائبریری لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے نیز کتنے رقبے پر عمارت تعمیر ہے اور کتنا رقبہ خالی ہے؟

(ب) پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ج) پنجاب پبلک لائبریری میں کل کتنی کتابیں ہیں ان میں کتنی انگلش لٹریچر اور کتنی اردو لٹریچر کی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)	کل رقبہ	73800 مربع فٹ
	رقبہ جس پر عمارت تعمیر ہے	43503 مربع فٹ
	رقبہ جو خالی ہے	30297 مربع فٹ

(ب) پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے اقدامات کی تفصیل Annexure-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب پبلک لائبریری کی کل کتابوں کی تعداد 3 لاکھ سے زائد ہے جن میں انگلش لٹریچر کی کتابوں کی تعداد 3500 ہے اور اردو لٹریچر کی کتابوں کی تعداد 15400 ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں اس سوال کا جواب challenge کرنا چاہتی ہوں کیونکہ لائبریری سے متعلق جو جواب دیا گیا ہے اور اس کی جو تفصیل مجھے ملی ہے وہاں کے حالات اس کے بالکل الٹ ہیں وہاں کچھ سہولیات نہیں ہیں، اب اگر منسٹر صاحب اس کی تفصیل پڑھیں گے تو time waste ہو گا یا پھر میں خود پڑھ دوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب پبلک لائبریری کے حوالے سے تفصیل دی گئی ہے اور اس کا پہلے بھی سوال آیا تھا۔ ہمیں ان کی طرف سے کافی زیادہ تفصیل بھیجی گئی ہے اگر معزز ممبر یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تفصیل ٹھیک نہیں ہے تو ہم اس پر انکوائری کرا لیتے ہیں۔ اس میں جو چیزیں explain کی گئی ہیں ہم اسے دیکھ لیتے ہیں اور پھر محترمہ کو آگاہ کر دیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میرے کچھ سوالات کے جواب میں منسٹر صاحب نے یہی کہا تھا کہ انکوائری کرا لیتے ہیں لیکن آج تک ان کا کوئی جواب نہیں ملا۔

جناب سپیکر: آپ ان سوالوں کے بارے میں point out کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ تو public interest کا معاملہ ہے۔ لائبریری میں جانے کا رجحان ویسے ہی کم ہو رہا ہے۔ ہماری ان Libraries کا جو حال ہے اس کی وجہ سے وہاں پر پہلے ہی لوگ جاتے نہیں، کم از کم وہاں پر سہولیات تو پوری میسر ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہاں ضروری سہولتیں میسر کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ایسے نہ کریں کہ وہاں صرف سہولیات پوری کر دیں۔ میرے پہلے بھی بہت سے سوالات پر وعدہ کیا گیا لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اب آپ جو چاہتی ہیں وہ بتائیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں یہ چاہتی ہوں کہ اس مسئلے کا کوئی حل نکل آئے۔ آپ اس سوال کو کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ کمیٹی اس معاملے کو probe کر کے کوئی حل نکالے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بتائیں کہ اس مسئلے کو حل کیسے کریں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ منسٹر صاحب کو پابند کریں کہ وہ انکوائری کروا کر House میں رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس معاملے کی انکوائری کر کے House میں بتائیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ انکوائری کر کے House میں کب بتائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کی انکوائری کروا کر انشاء اللہ تعالیٰ پیر والے دن House میں رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی انکوائری کروا کر Monday تک House میں بتائیں اگر Monday تک اس کی انکوائری مکمل نہ ہو سکے اور آپ کو اس کے لئے مزید وقت درکار ہو تو پھر یہاں بات کر لیجئے گا۔ اس طرح آپ کو مزید وقت مل جائے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔ معزز ممبر نے اپنے پچھلے سوالات کے حوالے سے بات کی ہے۔ آپ نے جو حکم دیا تھا اس کے مطابق سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ پچھلی دفعہ سکولز ایجوکیشن کے day پر اسمبلی میں کچھ سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے تھے۔ اس حوالے سے یہ کمیٹی اپنی رپورٹ پندرہ دن کے اندر مکمل کر لے گی اور پھر میں یہ رپورٹ House میں پیش کر دوں گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! Libraries کے حوالے سے سوالات آئے ہیں اور ان میں بہت سے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کہیں جگہ کا مسئلہ ہے، کہیں انتظامی اور کسی جگہ پر معاشی مسائل درپیش ہیں۔ اس سوال کے جواب میں پنجاب پبلک لائبریری کے حوالے سے بتایا گیا ہے۔ آج پوری دنیا کے اندر E-Library کا concept چل رہا ہے۔ یہ concept پچھلی دہائی سے شروع ہو چکا ہے جس میں جگہ اور نہ ہی دوسرے مسائل پیش آتے ہیں۔ کیا ہمارے متعلقہ ادارے نے اس concept پر کام کا آغاز کیا ہے اگر کیا ہے تو کہاں پر اور اگر نہیں تو کیا حکومت پنجاب E-Library کے concept پر کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے پنجاب پبلک لائبریری میں بھی E-library کا اجراء کر دیا ہے۔ وہاں پر Computerized Library,

Internet سے connection اور تمام دنیا کی sites سے downloading کی سہولت موجود ہے۔ میں میاں نصیر صاحب کو بتایا چاہوں گا۔یہ حکومتی ممبر اسمبلی ہیں اور ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب، میاں شہباز شریف صاحب نے پچھلے مہینے مری میں ایک پرانی عمارت جو کہ ویران پڑی ہوئی تھی میں Sate of the Art Resource Centre and E-Library کا قیام کیا ہے جہاں پر پی ایچ ڈی سکالرز استفادہ کر رہے ہیں۔میں ان سے کہوں گا کہ یہ وہاں پر ضرور جائیں،اسے دیکھیں اور یہ اسے دیکھ کر ضرور impress ہوں گے۔حکومت پنجاب نے مری میں کروڑوں روپے خرچ کرکے ایک international standard کی E-Library and Resource Centre کا قیام کیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بات سنیں۔وہ آپ سے اس سوال کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔اگر کوئی سوال سے ہٹ کر بات کرتا ہے تو میں اسے منع کر دیتا ہوں۔آپ مہربانی کرکے معزز ممبر کو اس سوال کی حد تک جواب دیں۔

میاں نصیر احمد: مجھے تو ان Libraries میں مسائل کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آ رہا اور میں نے اسی حوالے سے سوال کیا ہے۔میں نے تو بہتری کے لئے ایک تجویز دی ہے کہ ہمیں E-Library concept کو بھی دیکھنا چاہئے۔اگر منسٹر صاحب کو میری تجویز بُری لگی ہے تو میں ان سے excuse کرتا ہوں۔میں نے بہتری کے لئے ایک تجویز دی ہے اگر منسٹر صاحب کو یہ بُری لگی ہے تو میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: معذرت کی ضرورت نہیں۔آپ تجویز دے سکتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ بہتری کے لئے تجویز تو دے رہے ہیں لیکن میرا ان سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے last time کب لائبریری visit کی تھی،اگر ان کو اتنا ہی درد ہے تو پھر ان Libraries میں جاکر visit تو کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ مجھے مخاطب کرکے بات کریں اور میاں نصیر صاحب کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے پوچھا ہے کہ کیا ہم E-Library کی طرف جا رہے ہیں تو میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ یہ جاکر قائداعظم لائبریری اور

پنجاب پبلک لائبریری دیکھیں۔ وہاں پر بہت عرصہ پہلے E-library کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے بتایا ہے کہ ہم نے مری میں ایک State of the Art ادارہ بنایا ہے معزز ممبر اسے بھی ضرور جا کر دیکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن مسئلہ یہ کہ Libraries نہ ہونے کی وجہ سے بچے کتب سے دُور ہو رہے ہیں۔ اب مری میں بچے تو نہیں جا سکتے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ Internet کی وجہ سے بچے خراب ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح پہلے یونین کونسل کی سطح پر Libraries موجود تھیں اور ان Libraries کو میونسپل کارپوریشن چلاتی تھی۔ اسی طرز پر آپ یونین کونسل کی سطح پر Libraries کیوں نہیں بناتے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ان کی بڑی اچھی تجویز ہے۔ اب یونین کونسل کی سطح پر تو نہیں لیکن صوبائی و قومی حلقہ کی سطح پر اور سکولوں میں Libraries موجود ہیں۔ ہم اس بارے میں working کر رہے ہیں اور میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ مستقبل میں ہمارا یہ منصوبہ ہے کہ ہائی سکولوں میں ایسی Libraries بنائیں جن سے اس سکول کے علاوہ دوسرے طالب علم بھی استفادہ کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4879، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پبلک لائبریری، سٹاف، بھرتی اور انچارج سے متعلقہ تفصیلات

*4879: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پبلک لائبریری میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب پبلک لائبریری میں سال 2009 کے دوران کتنا سٹاف بھرتی کیا گیا نیز بھرتی کس نے کی اور کس بنیاد پر کی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) پنجاب پبلک لائبریری کا انچارج کون ہے نیز یہ کتنے گریڈ کا آفیسر ہے اس کی ماہانہ تنخواہ اور دیگر مراعات کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب پبلک لائبریری میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2009 کے دوران سابقہ ایگزیکٹو کمیٹی نے جو نیا سروس سٹرکچر بنایا اس کے تحت اور ضرورت کے پیش نظر ایک سٹینو گرافر بی ایس 15، ایک بر سر بی ایس 14، دو لائبریری اسسٹنٹ بی ایس 9 اور ایک خاکروب بی ایس 1 بھرتی کئے۔

ایک سپرنٹنڈنٹ بی ایس 16 میں بھرتی کیا گیا جس کو بعد میں محکمہ تعلیم کی ہدایت پر فارغ کر دیا گیا کیونکہ پہلے سے ایک سپرنٹنڈنٹ موجود تھا جنہیں جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا تھا تاہم بعد میں انہیں قانون کے مطابق بحال کر دیا گیا اور وہ دوبارہ ڈیوٹی پر آ گئے اس لئے بعد میں بھرتی کئے جانے والے سپرنٹنڈنٹ کو فارغ کر دیا گیا۔ Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) چیف لائبریرین پنجاب پبلک لائبریری کا اضافی چارج مسز عذرا عثمان (سینئر لائبریرین) کے پاس ہے جو کہ گریڈ 18 کی آفیسر ہیں اور 30 سالہ تجربہ کی حامل ہیں۔ ان کی ماہانہ تنخواہ -/52,651 روپے (بشمول الاؤنسز ہے) وہ کسی قسم کی دیگر مراعات نہیں لے رہیں۔ تفصیل Annex-E ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں پوچھا تھا کہ "پنجاب پبلک لائبریری میں سال 2009 کے دوران کتنا سٹاف بھرتی کیا گیا نیز بھرتی کس نے کی اور کس بنیاد پر کی گئی ہے؟" اس کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ وہاں پر جو سٹاف رکھا گیا تھا اس کا جواب آیا ہے۔ کس نے وہ سٹاف رکھا تھا اور کس بنیاد پر یہ بھرتی کی گئی ہے؟ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ کیا یہ بھرتیاں باقاعدہ اخبار میں اشتہار دے کر اور procedure کے مطابق کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بتائیں کہ بھرتیاں کرتے وقت procedure کو adopt کیا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس حوالے سے ایک سوال پہلے بھی آیا تھا۔ سابقہ ایگزیکٹو کمیٹی کی طرف سے rules کی violation کی جاتی تھی۔ میرے پاس اس کا سارا ریکارڈ موجود ہے اور میں یہ محترمہ کو دے دیتا ہوں۔ وہ خود ہی اس کے rules and regulations اور

constitution بناتے تھے، اپنے بورڈ میں پاس کرتے تھے اور اس کے مطابق وہ اس لائبریری کو چلا رہے تھے اسی لئے ان سے اس لائبریری کا charge لے کر Board of Governors کو دے دیا گیا ہے جو کہ چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں بنایا گیا ہے تاکہ اس لائبریری کے معاملات بہتر ہو سکیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال آپ نے بھی سنا ہے۔ یہ میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ کیا اخبار میں اشتہار دیا گیا اور procedure کو adopt کیا گیا تھا یا نہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شاید محترمہ کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔ میں نے یہ بتایا ہے کہ انہوں نے rules کو follow نہیں کیا اسی لئے تو اس کمیٹی کو وہاں سے نکالا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جب rules کو follow نہیں کیا گیا تو پھر بھرتی کئے گئے لوگوں کو نکالا کیوں نہیں گیا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے explain کیا ہے اور اب دوبارہ بتا دیتا ہوں۔ ذرا یہ غور سے میری بات سن لیں۔ ان کی ایک ایگزیکٹو کمیٹی تھی جو بورڈ میں بیٹھ کر خود اپنے قوانین بنا سکتی تھی تو انہوں نے یہ سارے قوانین بنائے جن کی ساری تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ یہ مجھ سے لے لیں اور اس کو پڑھیں۔ اس کمیٹی نے rules بنا کر اس کی اپنے بورڈ سے منظوری حاصل کی اور پھر ان لوگوں کو بھرتی کر لیا گیا۔ انہوں نے پنجاب حکومت کے rules کو follow نہیں کیا۔ اُس وقت ایگزیکٹو کمیٹی کے پاس سارا اختیار تھا۔ یہ سلسلہ 1989 سے چلا آ رہا تھا جس کو ہم نے تبدیل کیا ہے۔ اگر اب ہم ان لوگوں کو نوکری سے نکالتے تو وہ عدالت میں چلے جاتے اور وہاں سے relief لے کر واپس آ جاتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے ان سے 2009 میں ہونے والی بھرتی کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ 2008 کے دوران سابقہ ایگزیکٹو کمیٹی نے جو نیا سروس سٹرکچر بنایا اس کے تحت اور ضروریات کے پیش نظر ایک سٹینوگرافر بی ایس۔15، ایک برسر بی ایس۔14، دو لائبریری اسسٹنٹ بی ایس۔9 اور ایک خاکروب بی ایس۔1 بھرتی کئے۔ ایک سپرنٹنڈنٹ بی ایس۔16 میں بھرتی کیا گیا جسے بعد میں محکمہ تعلیم کی ہدایت پر فارغ کر دیا گیا کیونکہ پہلے سے ایک سپرنٹنڈنٹ موجود تھا جنہیں جبری طور پر ریٹائر کر دیا گیا تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتا رہے ہیں کہ ہم نے 2009 میں چارج لیا اور 2009 میں ہی ہم نے ان لوگوں کو بھرتی کیا تو اس کا مطلب ہے کہ انہی لوگوں نے چارج لینے کے بعد ان لوگوں کو بھرتی کیا۔

جناب سپیکر: Question Hour کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور۔ بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*2273: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف سائنس وحدت روڈ لاہور کو مالی سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی اور کتنی رقم کالج کے اپنے ذرائع سے حاصل ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کالج کی بلڈنگ اور دفتر کی تزئین آرائش پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس کالج کے پرنسپل کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران پرنسپل کالج ہذا نے کتنے سرکاری وزٹ کس کس شہر اور غیر ممالک کے کس کس مقصد کے لئے کئے،ان کے ہر وزٹ پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل وزٹ وار مہیا کی جائے؟

(ہ) کالج ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس ماڈل کی ہیں،ان سالوں کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(و) ان سالوں کے دوران پرنسپل کالج ہذا کے دفتر کی تزئین و آرائش پر سال وار کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف)

	2006-07	2007-08	2008-09
حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی سی سی گرانٹ	19,33,400/- روپے	15,35,200/- روپے	19,99,500/- روپے
حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گرانٹ برائے تنصیب ٹیوب ویل خرچ بذریعہ PWD	Nil	Nil	25,00,000/-
کالج کے اپنے ذرائع سے حاصل ہونے والے فنڈز	53,21,573/- روپے	1,25,18,316/- روپے	1,37,38,247/- روپے

(ب)

بلڈنگ کی مرمت: تزئین و آرائش حکومت کی طرف سے خرچ بذریعہ PWD	80,000/- روپے	3,00,000/- روپے	19,00,000/- روپے
بلڈنگ کی مرمت کالج فنڈ سے بذریعہ کالج کونسل اور ڈویلپمنٹ کمیٹی	3,26,717/- روپے	4,66,093/- روپے	5,22,992/- روپے

(ج)

پرنسپل تنخواہ اے جی پنجاب نے ادا کی	6,87,468/- روپے	8,82,964/- روپے	10,07,784/- روپے
کالج سیکنڈ شفٹ کا معاوضہ بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد بمطابق گورنمنٹ نوٹیفکیشن	54,000/- روپے	1,42,608/- روپے	1,60,140/- روپے
ٹی اے/ڈی اے	Nil	Nil	B.I.S.E راولپنڈی سے کلیم کیا۔

(د)

اندرون ملک سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کے احکامات سے راولپنڈی بورڈ انکوائری کے لئے گئے۔

بیرون ملک کوئی وزٹ نہ ہے۔

(ہ) دو بسیں ماڈل1994ایک عدد ٹیوٹاہائی ایس، ٹریکٹر ماڈل2004

مرمت سرکاری گاڑیوں کی کالج فنڈ سے	3,51,891/-روپے	3,49,572/-روپے	2,69,310/-روپے
سرکاری بس آتشزدگی کی وجہ سے مرمت۔ایضاً	-	-	4,95,000/-روپے
گاڑیوں کے ڈیزل کا خرچہ کالج فنڈ سے	3,72,696/-روپے	4,90,043/-روپے	5,91,466/-روپے

(و)

پرنسپل آفس کا فرش تبدیل کیا	30,000/-روپے	Nil	Nilروپے

پنجاب کے تعلیمی بورڈز میں اساتذہ کو پرچوں کی مارکنگ کے معاوضہ کی تفصیلات

*4946:انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے تعلیمی بورڈز میں اساتذہ کو پرچوں کی مارکنگ کا کیا معاوضہ دیا جاتا ہے نیز کیا پرچوں کی مارکنگ کے لئے آنے والے اساتذہ کو کوئی سفری الاؤنس دیا جاتا ہے یا نہیں؟

(ب) کیا ایک تعلیمی بورڈ کے پرچے دوسرے بورڈز میں بھیجنے کا ایک طے شدہ طریق کار ہے یا ہر سال یہ پرچے مختلف تعلیمی بورڈز میں بھیجے جاتے ہیں؟

(ج) کیا پرچوں کی مارکنگ پر متعین اساتذہ کی اہلیت کا کوئی بنیادی معیار رکھا گیا ہے، اگر رکھا گیا ہے تو وہ کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سیکنڈری سکول امتحانات کے لئے پرچوں کی مارکنگ کا معاوضہ -/21روپے فی جوابی کاپی اور انٹرمیڈیٹ کے لئے-/27روپے فی جوابی کاپی دیا جاتا ہےاور کوئی سفری الاؤنس نہیں دیا جاتا ہے جبکہ سیکنڈری سکول کے پریکٹیکل امتحانات کے لئے جوابی کاپیوں کی مارکنگ کا معاوضہ -/9روپے اور انٹرمیڈیٹ کے لئے-/15روپے فی کاپی ہے اور اس کے علاوہ لوکل کنوینس اور ٹی اے/ڈی اے دیا جاتا ہے۔

(ب) میٹرک سطح کے پرچے بورڈ کی حدود میں واقع تعلیمی اداروں کے اساتذہ سے طے شدہ قوانین کے مطابق سنٹرلائزڈ پروگرام کے تحت مارک کروائے جاتے ہیں جبکہ انٹرمیڈیٹ سطح پر پری میڈیکل گروپ، پری انجینئرنگ گروپ اور جنرل سائنس گروپ کے پرچے exchange پروگرام کے تحت پنجاب کے دوسرے بورڈز سے مارک کروائے جاتے ہیں۔Exchange

پروگرام سال پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے جس پر ہر بورڈ عمل کرتا ہے۔

(ج) پرچوں کی مارکنگ کے لئے اساتذہ کی اہلیت کا معیار یہ ہے کہ اساتذہ کرام گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں یا بورڈ سے الحاق شدہ تعلیمی اداروں میں پڑھا رہا ہو۔یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی استاد جس کلاس کے پرچوں کی مارکنگ کے لئے سب ایگزامینر بننا چاہتا ہو اس کلاس کو کم از کم تین سال کے عرصہ سے پڑھا رہا ہو اور اس امر کی تصدیق متعلقہ تعلیمی ادارے کا سربراہ کرتا ہے۔ ٹیچر کی کم از کم تعلیمی قابلیت برائے آرٹس مضامین (بی اے،بی ایڈ،او-ٹی،اے-ٹی اور سائنس مضامین کے لئے بی ایس سی، بی ایڈ، بی-ایس-ایڈ) ہوتی ہے اور انٹرمیڈیٹ کے لئے متعلقہ مضامین میں ماسٹرز ڈگری رکھتا ہو۔

کوئین میری کالج لاہور کو ملنے والی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*5149: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوئین میری کالج لاہور کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی گرانٹ حکومت کی جانب سے جاری ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) اس کالج کو ان سالوں کے دوران کتنی رقم طالب علموں کی فیسوں کی مد میں اور دیگر کس مد سے حاصل ہوئی، تفصیل مد وار اور سال وار بتائیں؟

(ج) اس کالج میں کنٹین سے ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹھیکہ کی مد میں وصول ہوئی اس کا ٹھیکہ کس کو کتنے میں دیا گیا ہے؟

(د) اس کالج کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئین میری کالج میں گرانٹ ان ایڈ کی تفصیلات

2007-08	37,500,000/-
2008-09	37,500,000/-
سپلیمنٹری گرانٹ	20,000,000/-

(ب)

	2007-08	2008-09
ایڈمشن فیس	-/4,438,000	-/5,587,500
ٹیوشن فیس	-/31,644,000	-/36,081,480
ری ایڈمشن فیس	-/96,000	-/50,000
ہاسٹل روم رینٹ	-/170,100	-/160,000
رینٹ کنٹین	-/740,000	-/814,000
منافع فکس ڈپازٹ	-/1,092,500	-/1,092,500

(ج) سال 2007-08 اور 2008-09 میں کالج کی کنٹین کا ٹھیکہ کسی کو نہ دیا گیا بلکہ اچھی شہرت کی بنیاد پر پرانے ٹھیکیدار کو ہی مزید کنٹریکٹ (کرایہ) پر دے دیا گیا لہذا ان سالوں میں ٹھیکہ کی مد میں کالج نے کوئی رقم وصول نہ کی بلکہ کرایہ کی مد میں 2007-08 میں -/740,000 اور 2008-09 میں -/814,000 روپے وصول کئے گئے۔

(د) کالج کی عمارت میں کمروں کی کل تعداد 237 ہے۔

کوئین میری کالج لاہور میں منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*5150: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوئین میری کالج لاہور میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ اور کیڈر کی خالی ہیں؟

(ج) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) ٹیچنگ کیڈر کی اسامیاں کتنی خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ٹیچنگ کیڈر کی اسامیاں پُر کرنے کے لئے جلد از جلد اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کوئین میری کالج میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کالج میں خالی اسامیوں کی تفصیل منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ کوئین میری کالج خود مختار ادارہ ہے لہذا گریڈ ایک تا17 کی اسامیاں اخبار میں اشتہار کے ذریعے پر کی جارہی ہیں جبکہ 18 اور اس سے اوپر کی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جائیں گی۔اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔

(د) مذکورہ سوال کا جواب منسلکہ (ب) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(ہ) تمام خالی اسامیوں کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے۔جلد ہی تعیناتی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

ضلع سیالکوٹ، کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7823: رانا آصف محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں واقع کالجز برائے بوائز و گرلز کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) حکومت کب تک یہ اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں بوائز اور خواتین کالجز کی کل تعداد:(خواتین9+ بوائز8= 17)

(ب) تفصیل برائے سکیل وار خالی اسامیاں (بوائز و خواتین کالجز) ضلع سیالکوٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لیکچرار خالی اسامیوں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ریگولر بنیاد پر تقرر کئے جا رہے ہیں۔ اسسٹنٹ پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی اسامیاں سنیارٹی کی بناء پر ڈیپارٹمنٹل کمیٹی کی طرف سے پروموٹ /تقرر کئے جا رہے ہیں جبکہ خالی اسامیوں کے خلاء کو عارضی طور پر fill کرنے کے لئے C.T.Is تقرر کئے جاتے ہیں۔

(د) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کی تقرری کے لئے ادارہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے ہدایت لیتا ہے۔

لاہور۔گرلز کالجز کو فراہم کی گئی گرانٹ و دیگر تفصیلات

*7825: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر کے گرلز کالجز کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران سالانہ کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کس کس کی بلڈنگ تعمیر کی گئی، ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کس کس کالج کی عمارت خستہ حال اور کس کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے؟

(د) ان کالجوں کی عمارات کب تک تعمیر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) مالی سال 2008-09 اور 2009-10 کے دوران لاہور شہر کے گرلز کالجز کو سالانہ بجٹ (non-development) کے علاوہ اضافی گرانٹ برائے ڈویلپمنٹ فراہم کی گئی اس کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	نام کالج	2008-09 ڈویلپمنٹ	2009-10 ڈویلپمنٹ
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ لاہور	- - - - -	12.000
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوٹ خواجہ سعید لاہور	- - - - -	45.400
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاہدرہ لاہور	68.699	43.000
4	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ	- - - - -	46.282
5	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور	20.000	18.100
6	گورنمنٹ اپوا کالج لاہور	4.585	28.128
7	گورنمنٹ کالج گلشن راوی لاہور	- - - - -	0.100
8	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	16.877	30.000
9	گورنمنٹ کالج برائے خواتین وحدت کالونی لاہور	11.500	10.884
10	گورنمنٹ کالج واپڈا ٹاؤن لاہور	11.100	11.900
11	گورنمنٹ ماڈل کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن لاہور	- - - - -	33.00
12	گورنمنٹ کالج برائے خواتین رائیونڈ لاہور	6.000	13.486
13	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کوٹ لکھپت لاہور۔(نیا کالج)	60.137	9.482
14	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوالمنڈی لاہور	- - - - -	44.344

(ب) ان سالوں کے دوران جن جن کالجز کی بلڈنگ تعمیر کی گئی ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل یہ ہے:۔

نام کالج	کالج کی نوعیت	خرچ کردہ رقم	ریمارکس
1۔گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ	پوسٹ گریجویٹ بلاک کلاس رومز، کینٹین، لیبز	27.265ملین 55.942ملین	کام مکمل ہو چکا ہے۔
2۔گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوٹ لکھپت لاہور	اکیڈمک بلاک، ایڈمن بلاک، سٹوڈنٹ ویٹنگ شیڈ، سٹوڈنٹ ٹائیلٹ	43.194ملین	کام مکمل ہو چکا ہے۔
3۔گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	ملٹی ہال، کلاس رومز، پوسٹ گریجویٹ بلاک، کنٹین	48.864ملین	کام مکمل ہو چکا ہے۔
4۔گورنمنٹ اپوا کالج برائے خواتین لاہور	ایڈیشنل کلاس رومز	44.115ملین	88%کام مکمل ہو چکا ہے۔
5۔گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ لاہور	کلاس رومز، ملٹی ہال، لائبریری لیبز اور استقبالیہ	56.541ملین	کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) لاہور کے کسی کالج کی عمارت خستہ حال نہ ہے۔تاہم درج ذیل کالجز میں طالبات کی تعداد کے مقابلہ میں کمروں کی کمی ہے۔

1- گورنمنٹ کلیتہ البنات کالج 15لیک روڈ لاہور کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے۔

2- گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹاؤن شپ لاہور کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے۔

(د) مندرجہ بالا کالجز کے پرنسپل صاحبان کو PC-1 کے لئے کہہ دیا گیا ہے۔متعلقہ اتھارٹی سے PC-1 کی منظوری کے بعد ان کالجز کے کلاس رومز کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

لاہور۔خواتین کالجز میں لیکچرارز و پروفیسرز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*7826: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں خواتین کے کل کتنے کالجز ہیں؟

(ب) کن کن کالجز میں لیکچرارز اور پروفیسرز کی کس کس گریڈ اور سبجیکٹ کی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر میں خواتین کے کل چوبیس کالجز ہیں جن کی لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اسامیاں پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔اب تک خواتین اسسٹنٹ پروفیسرز کی بھرتی بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی جا چکی ہے جبکہ لیکچرارز کی بھرتی کا عمل بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن جاری ہے۔

(د) یہ عمل اگلے چند ماہ میں مکمل کر لیا جائے گا۔

ضلع لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر سوشل ورک (زنانہ/مردانہ) کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8066: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع لاہور میں محکمہ تعلیم میں اسسٹنٹ پروفیسر سوشل ورک (زنانہ/مردانہ) کی کل کتنی اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

اس امر میں تصدیق کی جاتی ہے کہ ضلع لاہور میں اس وقت زنانہ/مردانہ کالج میں سوشل ورک کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز کی تقرری کی تفصیلات

*8070: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی کن کن یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز کی ابھی تک تقرری عمل میں نہیں آئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں کنٹریکٹ پر وائس چانسلرز کام کر رہے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پنجاب کی تمام یونیورسٹیوں میں، ماسوائے پنجاب یونیورسٹی کے، وائس چانسلر تعینات ہیں جبکہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی مدت تعیناتی 2۔جنوری 2012 کو ختم ہوئی ہے۔

(ب) تمام وائس چانسلرز کی تعیناتی MP-II package کے تحت کنٹریکٹ پر چار سال کے لئے کی جاتی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی تعیناتی کے لئے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے سفارشات وزیر اعلیٰ پنجاب کو منظوری کے لئے بھجوادی ہیں۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور کا قیام و دیگر تفصیلات

*8137: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شرقپور ضلع شیخوپورہ کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) مذکورہ کالج میں کون کون سی کلاسز کا اجرا کیا گیا ہے؟

(ج) مذکورہ ڈگری کالج میں اساتذہ اور عملہ کی تعداد کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کالج ہذا کا قیام 2008 میں عمل میں آیا۔

(ب) مذکورہ کالج میں B.A/B.Sc کلاسز کا اجرا کیا جا چکا ہے۔

(ج)

منظور شدہ اسامیاں گزیٹڈ	= 11	نان گزیٹڈ	= 14	کل	= 25
پُر شدہ اسامیاں	= 10		= 4		= 14
خالی اسامیاں	= 01		= 10		= 11

پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ بورڈ کا اجلاس و دیگر تفصیلات

*8139: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ بورڈ کا اجلاس سال میں کتنی مرتبہ ہوتا ہے؟

(ب) سال 2009 میں اس بورڈ کا اجلاس کتنی مرتبہ ہو چکا ہے نیز اس اجلاس میں کن کن موضوعات کی منظوری دی گئی؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں ریسرچ بورڈ میں کل کتنے ممبران ہیں نیز ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے مئی 2009 میں ہونے والے ریسرچ بورڈ کے اجلاس میں پی ایچ ڈی کے چار موضوعات کی منظوری دی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر Vol-1 2002 کے مطابق سال میں کم از کم دو دفعہ ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کا اجلاس کروانا لازمی ہے۔ بہر حال وائس چانسلر جب چاہیں بورڈ کا اجلاس بلا سکتے ہیں۔

(ب) سال 2009 میں پنجاب یونیورسٹی ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کا اجلاس 11 مرتبہ منعقد ہوا اور ان اجلاس میں 107 موضوعات کی منظوری دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کے ممبران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی نہیں۔ پنجاب یونیورسٹی ایڈوانس سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کا اجلاس مورخہ 04-05-09 اور 05-05-09 کو منعقد ہوئے جن میں مورخہ 04-05-09 کو 16 جبکہ مورخہ 05-05-09 کو چار پی ایچ ڈی موضوعات کی منظوری دی گئی۔

لاہور۔ پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسرز و سٹاف کے لئے بنائی گئی ہاؤسنگ کالونی کی تفصیلات

*8328: جناب اعجاز احمد خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسرز اور ایڈمنسٹریٹو سٹاف کے لئے ہاؤسنگ کالونی بنائی گئی ہے؟

(ب) اس کالونی میں پلاٹس کس criteria کے تحت دیئے گئے ہیں اگر criteria کو follow نہ کیا گیا ہے تو ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) جن غیر مستحق افراد کو پلاٹس الاٹ کئے گئے ہیں کیا حکومت ان کی الاٹمنٹس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) حکومت کی سوسائٹی مذکورہ کے کمرشل پلاٹس کے بارے میں کیا پالیسی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے اساتذہ اور ملازمین کو رہائشی پلاٹ دینے کے لئے رائیونڈ روڈ پر ایک سکیم شروع کی گئی۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم کے تمام معاملات سنڈیکیٹ کی بنائی گئی انتظامی کمیٹی سرانجام دے رہی ہے اور اس کمیٹی اور وائس چانسلر سے منظور شدہ criteria کے تحت پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں۔کوئی بھی الاٹمنٹ پالیسی کے خلاف نہیں دیا گیا ہے۔

(ج) تمام پلاٹس طے شدہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت دیئے گئے ہیں۔کسی غیر مستحق فرد کو پلاٹ نہیں دیا گیا ہے۔

(د) یونیورسٹی کی زمین کے حوالے سے حکومت کوئی پالیسی نہیں بناتی بلکہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ، ایکٹ کے سیکشن 26 کے تحت مکمل خود مختار ہے کہ کمرشل ایریا پنجاب یونیورسٹی کے متعلق قوانین بنائے اور اس کی پالیسی بھی پنجاب یونیورسٹی کی نامزد کردہ انتظامیہ طے کرے گی۔

ضلع وہاڑی۔گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالجز فار بوائز / گرلز میں بسوں کی فراہمی کا معاملہ

*8591: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز و گرلز وہاڑی میں بسوں کی سہولت موجود ہے؟

(ب) اگر نہیں تو حکومت کب تک مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز وہاڑی میں بس کی سہولت میسر نہیں ہے تاہم گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار گرلز میں ایک بس کی سہولت میسر ہے۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالجز کو بسوں کی فراہمی کے لئے ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوادی ہے جس میں مذکورہ دونوں کالجز کے لئے ایک ایک بس کی فراہمی کی منظوری حاصل کی جارہی ہے۔اگر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کالجز کے لئے بسوں کی خریداری کے لئے رقم کی منظوری دے دی تو اسی مالی سال 12-2011 میں ان کالجز کو بسوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ضلع وہاڑی، گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8596: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں لڑکیوں کے لئے کل کتنے کالجز ہیں؟

(ب) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار وومن وہاڑی میں لیکچرارز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟
(ج) کیا گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار وومن وہاڑی میں فرنیچر کی کمی کی وجہ سے طالبات زمین پر بیٹھتی ہیں؟
(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لیکچرارز کی اسامیوں کو پُر کرنے اور فرنیچر فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع وہاڑی میں لڑکیوں کے لئے کل آٹھ کالجز ہیں۔
(ب) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین وہاڑی میں خالی اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔	لیکچرار	12
2۔	اسسٹنٹ پروفیسرز	05
3۔	ایسوسی ایٹ پروفیسرز	05

(ج) بلاشبہ فرنیچر کی کمی ہے تاہم طالبات زمین پر نہیں بیٹھتیں۔فرنیچر کی کمی کو دوسرے کالجز سے مستعار لے کر پورا کیا گیا ہے۔فرنیچر کی کمی کو دور کرنے کے لئے P&D کو فنڈز کی فراہمی کے لئے درخواست کر دی گئی ہے۔جونہی مطلوبہ فنڈز فراہم کئے جائیں گے یہ کمی دور کر دی جائے گی۔تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
(د) گورنمنٹ کے پاس پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سلیکٹیز کی فہرست برائے تعیناتی لیکچرارز پہنچ چکی ہے جس سے خالی اسامیوں پر تعیناتی کی جا رہی ہے۔کوششیں جاری ہیں جلد از جلد اس معاملہ کو حل کر لیا جائے گا۔

پی پی۔53 فیصل آباد میں کالجز (بوائز و گرلز) کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8643: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔53 فیصل آباد میں کتنے کالجز (بوائز و گرلز) کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟
(ب) ان میں منظور شدہ ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیاں کس کس جگہ خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں؟
(ج) ان میں کس کس کالج میں پرنسپل کی اسامی خالی ہے؟

(د) ان میں طالبات / طلباء کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ہ) ان میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(و) حکومت ان کالجوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ز) اگر کوئی کالج نہ ہے تو بتایا جائے کہ حکومت یہ سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس وقت حلقہ پی پی۔53 میں کوئی کالج نہ ہے لہذا تمام سوالات کی معلومات nil تصور کی جائے۔

(ب) -do-

(ج) -do-

(د) -do-

(ہ) -do-

(و) -do-

(ز) نئے کالج کے قیام کے ضمن میں جیسے ہی محکمہ ہائرایجوکیشن سے رابطہ کیا جائے گا۔اس پر بمطابق قانون جلد از جلد کارروائی کی جائے گی۔

گورنمنٹ گرلز کالج چیچہ وطنی میں خالی اسامیوں کی تفصیلات

*8924: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر ہائرایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج چیچہ وطنی میں کس کس مضمون کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) متذکرہ بالا خالی اسامیاں کب تک پُر کر لی جائیں گی؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ کریسنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چیچہ وطنی میں خالی اسامیوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پرنسپل کی تعیناتی بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 19-01-12 عمل میں لائی جا چکی ہے تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) لیکچرارز کی تعیناتی کا عمل PPSC کی طرف سے بھرتی کی سفارشات کی موصولی کے بعد شروع کر دیا گیا ہے جبکہ اسسٹنٹ پروفیسرز کی خالی اسامیوں کا تعلق پروموشن کوٹا سے ہے۔ اس پر تعیناتی کے سلسلہ میں محکمانہ پروموشن کمیٹی کی ایک میٹنگ دسمبر 2011 میں ہوئی جس میں تقریباً 40 خواتین لیکچرارز کی پروموشن کی سفارش کی گئی جبکہ فروری کے پہلے عشرہ میں دوبارہ محکمانہ پروموشن کمیٹی کی میٹنگ متوقع ہے۔امید ہے کہ اہل افراد کی پروموشن کے ساتھ ہی ان خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔ محکمہ اس ضمن میں تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا ہے۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز بورے والا میں میسنگ فیسلٹی کی تفصیلات

*9118: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج فار بوائز بورے والا میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ب) کالج ہذا میں ٹیچنگ سٹاف، نان ٹیچنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار بتائیں، خالی اسامیوں کی تفصیل سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) اس کالج میں سی ٹی آئی کتنے، کب سے کام کر رہے ہیں، ان کو ماہانہ کتنا معاوضہ دیا جا رہا ہے کیا ان کو معاوضہ کی ادائیگی باقاعدگی سے ہو رہی ہے؟

(د) اس کالج کی بلڈنگ طالب علموں کی تعداد کے مطابق ہے؟

(ہ) اس میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(و) کیا حکومت اس کالج کے مذکورہ مسائل حل کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) کالج میں کلاس وار طلباء کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ایم اے/ایم ایس سی	بی اے/بی ایس سی	ایف اے/ایف ایس سی
279	800	2906

(ب) ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	پروفیسرز(BS-20)	02	00
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	14	04
3	اسسٹنٹ پروفیسرز(BS-18)	36	05
4	لیکچرارز(BS-17)	53	18
5	ڈی پی ای(BS-16)	02	02
6	لائبریرین(BS-16)	01	01

نان ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت کالج ہذا میں کوئیC.T.Is کام نہیں کر رہا ہے لیکن نومبر2010 تا مئی2011 درج ذیلC.T.Is مختلف شعبوں میں کام کرتے رہے ہیںC.T.Is نے مبلغ دس ہزار روپے ماہانہ وصول کئے جو باقاعدگی سے ادا کر دیئے گئے۔

مضامین

تعدادCTI	ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	بائیولوجی	کیمسٹری	فزکس
04	01	01	01	01

(د) جی، نہیں۔کالج کی موجودہ عمارت طلباء کی تعداد کے مطابق نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ بالا کالج میںmissing facilities کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	تفصیل اشیاء	تعداد
1	کلاس رومز، لیبارٹریز(فزکس، کیمسٹری، جغرافیہ / شماریات)	10
2	آڈیٹوریم	01
3	رہائش گاہیں برائے اساتذہ کرام	05
4	رہائش گاہیں برائے عملہ	04
5	واٹر ٹربائن مع پائپ لائن برائے ہوسٹل	01
6	پارکنگ سٹینڈ برائے سائیکل، موٹر سائیکل و کار	03
7	بیرونی دیوار کی تعمیر برائے ہوسٹل و مین کیمپس	01
8	ٹربائن	01
9	ہوسٹل برائے200 طلباء	01

(و) جی ہاں! محکمہ اعلیٰ تعلیم نے مذکورہ بالا کالج کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک منصوبہ جس کی لاگت122.918 ملین روپے ہے، کی منظوری دے دی ہے اور رقم کی فراہمی کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو سمری بھی ارسال کر دی گئی ہے۔رقم کی منظوری اور فراہمی کے بعد اس منصوبے پر کام کا آغاز کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز کالج بورے والا میں کمروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9119: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) گورنمنٹ گرلز کالج بورے والا کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟
(ب) کتنے کمرے استعمال میں ہیں اور کتنے خستہ حال ہیں؟
(ج) اس میں ٹیچنگ سٹاف، نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں گریڈ اور اسامی وار بتائیں نیز کتنی اسامیاں خالی ہیں؟
(د) اس کالج میں کون کون سی missing facilities ز ہیں اور انہیں حکومت حل کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):
(الف) کالج ہذا کی عمارت 26 کمروں پر مشتمل ہے۔
(ب) کالج ہذا کے تمام کمرے استعمال میں ہیں اور کوئی بھی کمرہ خستہ حال نہیں ہے۔
(ج) ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	پروفیسرز (BS-20)	00	00
2	ایسوسی ایٹ پروفیسرز (BS-19)	02	02
3	اسسٹنٹ پروفیسرز (BS-18)	10	04
4	لیکچرارز (BS-17)	23	04
5	ڈی پی ای (BS-16)	02	01
6	لائبریرین (BS-16)	01	00

نان ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
1	ہیڈ کلرک (BS-14)	01	01
2	سینئر کلرک (BS-09)	01	00
3	جونیئر کلرک (BS-07)	02	00
4	لائبریری کلرک (BS-07)	02	01
5	سینئر لیکچرار اسسٹنٹ (BS-10)	02	00
6	لیکچرار اسسٹنٹ (BS-07)	03	00
7	لیبارٹری اٹینڈنٹ (BS-02)	07	00
8	مالی / بیلدار (BS-02)	04	00
9	چوکیدار (BS-02)	02	01

10	نائب قاصد(BS-02)	03	00
11	بلاوی(BS-02)	02	00
12	خاکروب(BS-02)	02	00

(د) کالج ہذا میں missing facilities کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	ایڈمن بلاک	-2	لائبریری
-3	آڈیٹوریم	-4	کمپیوٹر لیب
-5	کار شیڈ	-6	فرنیچر
-7	باؤنڈری وال کی اونچائی		

مندرجہ بالا missing facilities کی فراہمی کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک مشترکہ سمری برائے missing facilities مورخہ 11-11-29 کو بھجوائی ہے جس میں منصوبہ جات اور رقم کی فراہمی کی منظوری طلب کی گئی ہے۔اس سمری کی منظوری کے بعد ہی اس کالج کی missing facilities کی فراہمی کے بارے میں حتمی رائے قائم کی جا سکے گی۔

فیصل آباد۔گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار کی تفصیلات

*9122: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ب) کالج کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے مزید کتنے کمروں کی ضرورت ہے؟

(ج) اس کالج میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(د) اس میں تعینات سی ٹی آئی کے نام، عہدہ اور ماہانہ معاوضہ بتائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

سال اول	=	1084
سال دوم	=	1034
سال سوم	=	1049
سال چہارم	=	799
کل تعداد	=	3966

(ب)

موجودہ کمروں کی تعداد	50عدد
مزید کمروں کی ضرورت	20عدد

(ج)

نام عہدہ	گریڈ	خالی اسامیاں
اسسٹنٹ پروفیسر	18	2
لیکچرار سیاسیات	17	ایک
لیکچرار انگریزی	17	ایک
لائبریرین	17	ایک

(د) کوئی نہیں۔

ضلع فیصل آباد-کالجز کے مسائل اور ان کے حل کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*9123: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے، کتنے ہال اور لیب ہیں؟

(ج) ان کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(د) ان کالجز کے پاس طالبات کے لئے کتنی ٹرانسپورٹ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

سال اول	=	177
سال دوم	=	206
سال سوم	=	71
سال چہارم	=	48

(ب)

کمروں کی تعداد 6	ہال ایک	اور	لیب	3

(ج)

نام اسامی	گریڈ	تعداد
لیکچرار فزیکل ایجوکیشن	17	01

(د) کالج میں ٹرانسپورٹ کی سہولت نہیں ہے۔

صوبہ میں کالجوں کو بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ماتحت کرنے کی تفصیلات

*9174: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں کل کتنے کالجوں کو بورڈ آف ڈائریکٹرز یا بورڈ آف گورنرز کو نسل کے ماتحت کیا گیا ہے ؟

(ب) ان کالجوں کو ان کے ماتحت کرنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ج) مذکورہ کالجوں کو ان کے ماتحت کرنے سے ان کالجوں کا بجٹ کون فراہم کرتا ہے ؟

(د) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں سے فیس کے علاوہ کون کون سے اضافی اخراجات وصول کئے جائیں گے ؟

(ہ) ان کالجوں کے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کون کرے گا؟

(و) ان کالجوں میں بھرتی کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہو گی ؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) صوبہ پنجاب میں 26 گورنمنٹ کالجوں کو بورڈ آف گورنرز کے تحت کیا گیا ہے جو بڑے احسن طریقہ سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) گورنمنٹ کالجز کو آرڈیننس 1960 کے تحت بورڈ آف گورنرز کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ شق نمبر 4(i) کے مطابق فنانشل اینڈ ایڈمنسٹریٹو اور بہتر کنٹرول / مینجمنٹ فراہم کرنے کے لئے بورڈ آف گورنرز بنائے گئے ہیں۔

(ج) گرانٹ آف اٹانومی حاصل کرنے والے کالجوں کو گورنمنٹ آف پنجاب گرانٹ ان ایڈ فراہم کرتی ہے۔

(د) فی الحال کسی کالج میں فیس کے علاوہ کسی قسم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

(ہ) ایسے ملازمین کو گورنمنٹ آف پنجاب تنخواہیں ادا کرے گی۔

(و) گریڈ ایک تا 16 کے ملازمین کو بھرتی کرنے کا اختیار پرنسپل کو ہے۔

رحیم یار خان میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9186: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رحیم یار خان میں کل کتنے کالجز کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار بتائیں؟

(ج) کیا ان کالجوں کی عمارات ان کی ضروریات کے مطابق ہیں؟

(د) ان کالجوں کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے بجٹ کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) حکومت ان کالجوں میں خالی اسامیاں پُر کرنے اور ان کے تمام بنیادی مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل چار تحصیلیں ہیں۔ ہر تحصیل میں دو کالجز ہیں (ایک گرلز اور ایک بوائز) اس طرح ضلع رحیم یار خان میں کالجز کی کل تعداد آٹھ ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ بوائز کالجز میں کل خالی اسامیوں کی تعداد

BS-17 60، BS-18 8، BS-19 11

ضلع رحیم یار خان کے گورنمنٹ گرلز کالجز میں کل خالی اسامیوں کی تعداد

BS-17 22، BS-18 9، BS-19 4

(ج) جی ہاں! گورنمنٹ کالجوں کی عمارتیں بالکل ان کی ضروریات کے مطابق ہیں۔

(د) گورنمنٹ کالجوں کے سال 2009-10 کا بجٹ -/13,24,33,000 روپے ہے اور سال 2010-11 کا بجٹ -/18,22,64,000 روپے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام کالج	بجٹ سال 2009-10	بجٹ سال 2010-11
خواجہ فرید گورنمنٹ P/G کالج R.Y.K	38,800,000	54,128,000
گورنمنٹ P/G کالج (خواتین) R.Y.K	26,424,000	33,419,000
گورنمنٹ ڈگری کالج صادق آباد	12,312,000	18,533,000
گورنمنٹ کالج (خواتین) صادق آباد	6,916,000	11,878,000
گورنمنٹ P/G کالج خانپور	19,033,000	25,230,000
گورنمنٹ کالج (خواتین) خانپور	10,949,000	15,225,000
گورنمنٹ ڈگری کالج (بوائز) لیاقت پور	9,698,000	13,752,000
گورنمنٹ کالج (خواتین) لیاقت پور	8,301,000	10,099,000

(ہ) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب لیکچرار کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے تقریباً 2500 اسامیوں کی PPSC, requisition کو بھیج چکی ہے۔دیگر گریڈز میں بھی اساتذہ کی ترقی اور بھرتی کا عمل جاری ہے علاوہ ازیں ٹیچرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے C.T.Is بھی بھرتی کئے جارہے ہیں امید ہے جلد اساتذہ کی کمی کو پورا کر لیا جائے گا۔

راولپنڈی میں گرلز کالجز کی تفصیلات

*9191: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں خواتین کے لئے کتنے کالجز ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(د) ان کالجوں میں کس کس کی بلڈنگ زیر تعلیم طالبات کی تعداد کے مطابق نہ ہے؟

(ہ) کیا ان کالجوں کے پاس طالبات کو pick and drop کے لئے کتنی بسیں ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(و) کیا حکومت ان کالجوں کے تمام مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) راولپنڈی میں خواتین کے لئے 19 کالجز ہیں۔

(ب) ان کالجوں کی منظور شدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کالجوں میں missing facilities کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صرف گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین موہن پورہ راولپنڈی کی عمارت زیر تعلیم طالبات کی تعداد کے مطابق نہ ہے۔

(ہ) Pick and Drop کی سہولت راولپنڈی کے دو کالجوں میں موجود ہے جن کے نام مع بسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی	04 بسیں
2	گورنمنٹ وقار النسا کالج برائے خواتین راولپنڈی	02 بسیں

(و) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے راولپنڈی کے مندرجہ ذیل گرلز کالجز میں ضروریات کے مطابق ترقیاتی منصوبوں کا آغاز کر دیا ہے اور یہ محکمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال12-2011 میں شامل ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کالج کا نام	لاگت منصوبہ
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ظفرالحق روڈ	40.774ملین روپے
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین مری روڈ	44.918ملین روپے
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین خیابان سر سید	33.929ملین روپے
4	گورنمنٹ کالج برائے خواتین وقارالنساً	20.000ملین روپے
5	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈھوک کالا خان	10.000ملین روپے
	کل لاگت	149.591ملین روپے

مندرجہ ذیل کالجز کے لئے موجودہ مالی سال میں ایک مشترکہ سمری برائے missing facilities وزیراعلیٰ پنجاب سے منظور کروالی گئی ہے اور ان منصوبوں پر جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین مسلم ٹاؤن	44.666ملین روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین پشاور روڈ	20.000ملین روپے
کل لاگت	64.666ملین روپے

مندرجہ ذیل کالجز میں NLC کے ذریعے تمام ضروری سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں اور منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹنچ بھاٹا	37.720ملین روپے
گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن	49.650ملین روپے
کل لاگت	87.370ملین روپے

مندرجہ ذیل کالجز میں ٹرانسپورٹ کی سہولت کے لئے ایک ترقیاتی منصوبہ موجودہ مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام12-2011 میں شامل ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کالج کا نام	بسوں کی تعداد
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹلائیٹ ٹاؤن	05
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین پشاور روڈ	02
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ظفرالحق روڈ	01
4	گورنمنٹ کالج برائے خواتین خیابان سر سید	01

اس کے علاوہ باقی ماندہ کالجز کی ضروریات کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور آنے والے مالی سال میں ان منصوبہ جات کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے گا۔

راولپنڈی میں بوائز کالجز و یونیورسٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9192: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں کتنے بوائز کالجز اور یونیورسٹیز ہیں ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اور خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کس کس کالج میں پرنسپل کی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان کو پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) راولپنڈی شہر میں بوائز کالجز کی تعداد چار ہے اور ایک پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی میں ہے۔کالجز کے نام یہ ہیں۔

1- گورنمنٹ کالج اصغر مال راولپنڈی
2- گورنمنٹ گورڈن کالج راولپنڈی
3- گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
4- گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ کالج راولپنڈی

(ب) ان کالجز میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) خالی اسامیاں وقتاً فوقتاً پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کی جاتی ہیں تاہم فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے C.T.Is بھرتی کرنے کی اجازت دے رکھی ہے جبکہ 2500 مردانہ وزنانہ اسامیوں پر پبلک سروس کمیشن کا بھرتی کا عمل جاری ہے۔

(د) تمام بوائز کالجز میں پرنسپل کام کر رہے ہیں ماسوائے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بوائز سیٹلائیٹ ٹاؤن جس میں مورخہ 25-09-11 سے ڈی ڈی او کام کر رہے ہیں۔

ضلع جہلم، پنجاب یونیورسٹی کیمپس کے قیام کی تفصیلات

*9265: جناب محمد فیاض: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں پنجاب یونیورسٹی کیمپس کے قیام کے لئے جی ٹی روڈ پر نو تعمیر شدہ جوڈیشل کمپلیکس کی عمارت نامزد کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیمپس کے قیام کے لئے عدلیہ اور یونیورسٹی ارکان پر مشتمل کمیٹی نے جہلم میں موقع کا معائنہ کیا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ میٹنگ / معائنہ کب اور کہاں منعقد ہوا جن افراد نے حصہ لیا ان کے نام، عہدہ جات نیز ہونے والے فیصلوں سے بھی آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں مقامی ممبر پنجاب اسمبلی کو شامل نہیں کیا گیا اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی، نہیں۔یونیورسٹی کے قیام کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے موقع کا معائنہ کیا اور اس میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔

نمبر شمار	عہدہ
1	چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ
2	سیکرٹری، محکمہ اعلیٰ تعلیم
3	وائس چانسلر جامعہ پنجاب
4	کمشنر راولپنڈی ڈویژن
5	راجہ محمد افضل (سابقہ ممبر قومی اسمبلی)

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے لیکن مذکورہ بالا کمیٹی کا اجلاس بروز اتوار مورخہ 10-12-12 موقع پر منعقد ہوا اور اس میں مندرجہ بالا ممبران نے شمولیت کی۔اس اجلاس کے نتیجے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک سمری بھجوائی گئی۔جو فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی، ہاں! مذکورہ بالا کمیٹی کی تشکیل وزیر اعلیٰ پنجاب نے کی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے تو تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔Question Hour ختم ہو گیا ہے تو تعلیمی بورڈز کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے صفحہ نمبر 14 پر specifically لکھا کہ ہم سٹوڈنٹس کو صرف ایک سے پانچ نمبر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جتنے بھی correct systems کئے ہیں، انہوں نے کمپیوٹرائزڈ سسٹم پر جتنا بھی پیسا خرچ کیا ہے جب بچہ

600/600 روپیہ دے کر اُس سارے process سے گزر کر بورڈ میں آتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ آپ کو صرف ایک نمبر دیا جائے گا۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے اور پورے process کو follow کرنے کے بعد غلطی نکالنے کے بعد اگر سٹوڈنٹ کو ایک نمبر دیا جائے۔ میری بیٹی ڈاکٹر عروج امجد جو اس وقت ماشاء اللہ Entomology میں specialization کر رہی ہے اُس کے ایف ایس سی کے امتحان میں شاعر کا نام کچھ اور تھا اور بورڈ نے answer sheet پر اساتذہ کو غلط نام بھیجا تھا جس کی وجہ سے اُس کے دس نمبر کاٹے گئے جس کی وجہ سے اُسے پرائیویٹ میڈیکل کالج میں پڑھنا پڑا۔ ایک سے پانچ نمبر دینے کی پالیسی کو اس معزز ایوان میں discuss کریں، کہیں پر بھی remarking of question کا کوئی سسٹم نہیں ہے اور اگر کوئی غلطی پکڑی بھی جائے تو جھونگے میں ایک نمبر دینا اس پنجاب کے تعلیمی نظام کی سب سے بڑی زیادتی ہے۔ اس چیز کی طرف توجہ فرمائیں اور اگر ہو سکے تو اس پر discussion کر کے اس Rule کو بدلنے کی کوئی نہ کوئی کوشش کریں۔ پندرہ نمبر کا ایک سوال جو ہے ہی غلط اُس کے لئے جھونگے کا ایک سے پانچ تک نمبر دینا کسی طرح کا انصاف نہیں۔ وہ ننھے منے بچے جو اپنی زندگی اور پوری انرجی بورڈ والوں کی غلطی کی وجہ سے suffer کرتے ہیں میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ یہاں پر ایک بحث کرانے کے بعد ایک ترمیم لائی جائے کہ ایک سے پانچ نمبر کا جھونگا اپنے پاس ہی رکھیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ لکھ پڑھ کر کوئی چیز ایوان میں لے آئیں پھر اس معاملہ کو دیکھتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ کل آپ نے ایک commitment کی تھی کہ آج پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ ایوان میں وہ نوٹیفکیشن پڑھ کر سُنائیں گے جس کے مطابق ملازم کو 95 ہزار روپے میں ایک کنال زمین دی جاتی ہے اور عام لوگوں کو ایک کنال زمین 5 لاکھ روپے میں دی جاتی ہے۔ کل انہوں نے کہا تھا کہ یہ زمین کورٹ کے آرڈر کے تحت دی جاتی ہے لیکن کورٹ کا کوئی ایسا آرڈر نہیں ہے۔ میرا نشاندہی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایوان میں جو commitments کی جاتی ہیں انہیں پورا بھی کروایا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ وہ اس کا جواب لے کر کل خود ایوان میں حاضر ہوں، otherwise اُن کے خلاف ایکشن ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے بھی ایک request کرنی ہے۔ ہماری ایک معزز شخصیت مشاہد اللہ صاحب نے کل سینیٹ میں کہا ہے کہ منسٹر نہیں آتے تو وینا ملک کو بُلا لیں۔ یہاں پر بھی منسٹر نہیں آتے تو اُن کے لئے کوئی مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں سُننا چاہتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس بات کو چھوڑیں۔ چودھری ظہیر الدین خان کی تحریک التوائے کار نمبر 1415/11 کو pending کروایا گیا تھا۔ چودھری صاحب موجود نہیں ہیں۔۔۔ لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے لیکن وہ وزیر قانون سے اس تحریک کا جواب لے سکتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے، یہ تحریک پڑھی گئی تھی لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔۔۔ لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8/12۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء وطالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹا رجسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "آن لائن سسٹم کے خاتمے کے بعد مارچ میں ہونے والے میٹرک کے امتحانات میں 12 لاکھ طلباء کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا" تعلیمی بورڈ نے کمپیوٹر رجسٹریشن کے لئے -/100 روپے فی فارم وصول کئے۔ مینول سسٹم کے لئے دوبارہ -/100 روپے کی وصولی شروع۔ امیدوار نئی پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ آٹھوں بورڈز کے طلباء کو دفاتر کے دھکے کھانا پڑیں گے۔ والدین میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ پنجاب کے آٹھوں تعلیمی بورڈوں کے ناکارہ اور ناقص آن لائن سسٹم کی بھینٹ چڑھنے والے میٹرک کے کم و بیش 12 لاکھ طلباء و طالبات ایک نئے مخمصے میں پھنس گئے ہیں جس سے ان کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ سیکنڈری بورڈ لاہور سمیت پنجاب بھر کے آٹھوں بورڈوں نے آن لائن سسٹم کے نفاذ پر نویں جماعت کے 12 لاکھ سے زائد طلباء وطالبات کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کے لئے طلباء وطالبات سے -/100 روپے فی فارم بھی وصول کئے تھے۔ اس طرح تعلیمی بورڈوں نے طلباء وطالبات سے آن لائن سسٹم کے تحت ڈیٹا رجسٹرڈ کرنے کے نام پر کروڑوں روپے بھی اکٹھے کئے۔ آن لائن سسٹم کے ناکارہ اور ناقص ہونے پر ایک طرف جہاں طلباء وطالبات کا کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا ضائع ہو گیا وہاں طلباء وطالبات سے مینول طریقہ سے رجسٹریشن کرنے کے لئے ان سے ایک مرتبہ پھر -/100 روپے فی فارم وصول کرنا شروع کر رکھا ہے جس پر لاکھوں طلباء وطالبات کو میٹرک کے ہونے والے سالانہ امتحانات میں رول نمبرز سلپس نہ ملنے کے ممکنہ خدشے

کے باعث لاکھوں طلباء وطالبات ایک نئے مخمصے میں پھنس گئے ہیں۔ جس کے بارے میں طلباء کے والدین نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ میٹرک کے سالانہ امتحانات کی رول نمبر سلپس جاری ہونے پر 80 فیصد طلباء کو رول نمبر سلپس جاری نہیں ہو سکیں گی جس کی وجہ سے طلباء کو لاہور بورڈ سمیت آٹھوں بورڈوں میں لاکھوں طلباء وطالبات کو بورڈوں کے دفاتر میں دھکے کھانے پڑیں گے۔ اس بناء پر طلباء کا میٹرک کے امتحانات میں شرکت بھی خدشات کا شکار ہو کر رہ گئی ہے اور طلباء نے کمپیوٹرائزڈ کے بعد اب مینول ڈیٹا کے نام پر -/100 روپے فی فارم وصول کرنے پر شدید احتجاج کیا ہے اور آئے روز پراسسنگ کے نام پر کروڑوں روپے اکٹھے کرنے پر طلباء اور والدین میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ اس میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے طلباء سب سے زیادہ متاثر ہوں گے اس لئے طلباء نے تعلیمی بورڈوں میں رجسٹریشن نہ ہونے پر باقاعدہ چکر لگانا شروع کر رکھے ہیں اور تعلیمی بورڈوں کے ملازمین نے چکر لگانے والے طلباء کی ایک بڑی تعداد کو ریکارڈ نہ ہونے پر ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔
آن لائن سسٹم کی خرابی، -/100 روپے کی زائد وصولی اور تعلیمی بورڈوں میں طلباء کا ڈیٹا اور جسٹریشن کے ریکارڈ کے غائب ہونے اور میٹرک کے سالانہ امتحان میں بروقت رول نمبر سلپس کی وصولی نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے تمام طلباء وطالبات میں شدید بے چینی غم وغصہ اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/2012 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "وڈیرے چوری کی گاڑیوں کے خریدار، موثر نظام نہ ہونے کے باعث ملک بھر میں کاروبار" چوری اور چھینی جانے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کا نظام قائم نہ ہوا، سرکاری تحویل میں گاڑیوں کے پرزے بھی غائب ہونے لگے۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ سالانہ اربوں روپے مالیت

کی چوری و چھینی جانے والی قیمتی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب رکھنے کا نظام نہ ہونے کے باعث شہریوں کی قیمتی گاڑیاں کھٹارہ بن جاتی ہیں یا پھر "سرکاری تحویل" میں آنے والی گاڑیوں کے پرزہ جات چوری ہو کر فروخت ہو جاتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق صوبائی دارالحکومت سمیت دیگر اضلاع میں سرگرم چوروں وڈاکوؤں کے گروہوں کے ارکان کے دیگر شہروں میران شاہ، مردان، صوابی، ڈیرہ اسماعیل خان، علاقہ غیر، وزیرستان کے علاوہ افغانستان اور کشمیر میں موجود بااثر افراد سے رابطے ہیں جو اپنے اپنے علاقوں میں چوری کی گاڑیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ وڈیرے بھی ایسی گاڑیوں کے خریدار ہوتے ہیں۔ یہ بااثر افراد اپنی ڈیمانڈ کے مطابق کار چوروں کو گاڑی کا نمبر اور ماڈل بتاتے ہیں جو یہ چرانے کے بعد چند روز کے لئے شہر میں ہی موجود اپنی کسی جگہ، کسی پارکنگ سٹینڈ، ہسپتال یا داتا دربار کی بیسمنٹ میں کپڑا ڈال کر کھڑا کر دیتے ہیں اور چند روز بعد ان کی نمبر پلیٹیں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان گروہوں کے بارے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ایسے عناصر نے محکمہ ایکسائز کے باہر کام کرنے والے ایجنٹس کی مدد سے جعلی بکس بھی بنا رکھی ہیں جن پر گاڑیوں کے لیٹر نمبر دوسرے شہروں کے درج ہوتے ہیں اور انجن و چیسیز نمبر کے علاوہ ماڈل کا خانہ خالی ہوتا ہے۔ ایک ذرائع کے مطابق یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ چوری و چھینی جانے والی زیادہ تر گاڑیوں کا استعمال چاروں صوبوں کے ان علاقوں و دیہاتوں وغیرہ میں ہو رہا ہے جہاں جاگیردارانہ نظام ہے کیونکہ ایسے علاقوں میں قانون اور تھانے برائے نام ہوتے ہیں جہاں پر کوئی پولیس والا کسی کو پوچھتا نہیں۔ صوبہ پنجاب میں دن بدن بڑھتی ہوئی گاڑیوں کی چوری کی وجہ سے صوبہ کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/2012 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

پھتوپورہ (گجرات) نجی سکول کی عمارت گرنے سے
تین بچے جاں بحق اور متعدد زخمی

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ

"جنگ" مورخہ 11۔جنوری2012 کی خبر کے مطابق "گجرات کے نجی سکول کے کلاس روم کی چھت گرنے سے تین بچے جاں بحق اور19زخمی"۔ تفصیل یوں ہے کہ متعلقہ ہسپتال کی انتظامیہ کے مطابق زخمی بچوں میں سے پانچ کی حالت انتہائی تشویشناک ہے جبکہ سکول کا مالک روپوش ہو گیا ہے۔ گجرات کے علاقہ پھتوپورہ کی انتہائی تنگ گلیوں میں واقع ایک بوسیدہ عمارت میں واقع نجی سکول کے کلاس روم کی چھت اس وقت اچانک گر گئی جب کلاس روم میں بیٹھے معصوم بچے بوسیدہ عمارت کی چھت تلے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ رپورٹ کے مطابق چھت گرنے سے تین بچے موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے جبکہ اُنیس شدید زخمی ہو گئے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ٹی ایم اے کی جانب سے کئی بار سکول انتظامیہ کو عمارت بوسیدہ ہونے کے بارے میں نوٹس جاری کئے جا چکے تھے مگر پرائیویٹ سکول کے مالک نے پیسے بنانے کے لالچ میں اپنے سکول پر کوئی توجہ نہ دی جس کی بناء پر اتنا بڑا سانحہ رونما ہوا ہے۔

جناب سپیکر! دراصل ہمارے صوبہ میں ہزاروں نہیں لاکھوں کے حساب سے گلی محلوں میں پرائیویٹ سکول بغیر کسی سرکاری اجازت کے کھلے ہوئے ہیں۔ نجی سکولوں کی رجسٹریشن کرتے وقت حکومت اس جانب توجہ ہی نہیں دیتی کہ آیا متعلقہ سکول گورنمنٹ کے criteria پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ خصوصاً دیہاتوں اور قصبوں میں بنے ہوئے پرائیویٹ سکولوں کی بوسیدہ عمارتیں ہونے کے باوجود محکمہ تعلیم اُس سکول کی رجسٹریشن کر دیتی ہے۔ گجرات کے علاقہ پھتوپورہ کے نجی سکول کی چھت گرنے کی وجہ سے جو ناخوشگوار واقعہ ہوا ہے اس سے نہ صرف گجرات بلکہ صوبہ میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں خصوصاً والدین میں شدید پریشانی اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35/2012 محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

واسا کے افسران کی ملی بھگت سے لاہور میں پانی کے جعلی کنکشن لگانے کا انکشاف

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 13۔جنوری 2012 کے مطابق لاہور واسا کے ڈپٹی ڈائریکٹرز، ریونیو افسران اور فیلڈ انسپکٹروں کی ملی بھگت سے شہر لاہور میں 20 ہزار جعلی کنکشن لگوا دیئے گئے ہیں۔ پانی کے ایک گھریلو کنکشن کی سرکاری طور پر فیس -/2350 روپے اور کمرشل کنکشن کی فیس -/5500 روپے ہے۔ اس کے برعکس ایک ہزار روپے لے کر غیر قانونی کنکشن لگا دیئے جاتے ہیں اور ان سے ہر ماہ پانی کی فیس بھی غیر قانونی طور پر وصول کی جا رہی ہے۔ عوامی حلقوں نے واسا افسران کی اس کھلم کھلا لوٹ کھسوٹ پر شدید احتجاج کیا کہ اس کرپشن کا براہ راست اُن پر اثر پڑتا ہے اور انہیں پانی کے بل بڑھا چڑھا کر بھیجے جاتے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے واسا کے متعلقہ حکام کے خلاف فوری اور جلد کارروائی کا مطالبہ کیا ہے اور غیر قانونی کنکشن ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی جانب سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

مینٹل ہسپتال لاہور کا بند دروازہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "فنڈ کا اعلان، دماغی ہسپتال میں تعمیراتی کام شروع نہ ہوئے" قدیم دروازہ تاریخی ورثہ قرار، معاملہ وزارت خزانہ اور محکمہ آثار قدیمہ میں گھومنے لگا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ لاہور کے واحد دماغی ہسپتال کا 110 سالہ پرانا تاریخی دروازہ مرمت کرنے کے لئے گزشتہ چھ ماہ سے بند ہے جس سے مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جبکہ تعمیر و مرمت کا کام سرخ فیتے کا شکار ہو کر ابھی تک

شروع بھی نہیں کیا جا سکا۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ سائنسز کے دروازے اور اس سے ملحقہ عمارت کو تاریخی ورثہ قرار دیئے جانے کی وجہ سے وزیر اعلیٰ نے یکم جولائی 2011 کو 5.2 ملین روپے کے فنڈز جاری کرنے کے احکامات دیئے تھے جبکہ اس منصوبہ کا پی سی۔ا بھی اکتوبر میں منظور کیا جا چکا ہے۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ سائنسز کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر نصرت حبیب کے مطابق معاملہ صوبائی وزارت خزانہ اور آثار قدیمہ کے درمیان ہے۔ آثار قدیمہ کے ذرائع کے مطابق ابھی تک محکمہ کے اکاؤنٹ میں اس حوالے سے فنڈز منتقل نہیں ہوئے۔ دماغی ہسپتال کے دروازے کی مرمت کے کام میں دیر کی وجہ سے مریضوں اور ان کے لواحقین میں شدید بے چینی، اضطراب اور غم وغصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 42/2012 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 50/2012 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 58/2012 بھی محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64/2012 مہر اشتیاق احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، مہر اشتیاق احمد صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم ابلاغیات میں کئی سالوں سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنا

مہر اشتیاق احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کا ادارہ علوم ابلاغیات جو میڈیا کی تعلیم دینے کا برصغیر کا قدیم ترین اور پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے پروفیسر کی تقرری کا منتظر ہے۔ اس وقت حقیقت حال یہ ہے کہ ادارہ میں کوئی ایک

بھی پروفیسر تعینات نہ ہونے کے باوجود پنجاب یونیورسٹی نے 09-2008 میں مشتہر ہونے والی پروفیسر کی اسامیوں پر سلیکشن بورڈ کا انعقاد نہیں کرایا۔ اس وقت پروفیسر کی تین اسامیاں تاحال خالی پڑی ہوئی ہیں۔ جن کو انتظامیہ جان بوجھ کر پُر نہیں کر رہی اور تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے۔ ادارہ علوم ابلاغیات میں اس وقت صرف ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہے جبکہ ایسوسی ایٹ پروفیسر کی دو اسامیاں 2004 میں مشتہر ہونے کے باوجود تاحال سلیکشن بورڈ کی منتظر ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی نے ادارہ علوم ابلاغیات میں لیکچرار اور اسسٹنٹ پروفیسر کی خالی اسامیوں کا اشتہار 3۔نومبر 2011 کے اخبارات میں شائع کرایا۔ درخواستیں جمع کرانے کی آخری تاریخ 5۔دسمبر 2011 تھی جو سرکاری چھٹی ہونے کی وجہ سے بڑھ کر 7۔دسمبر 2011 ہوگئی تھی۔ وائس چانسلر نے اپنے ہنگامی اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے لیکچرار کی خالی اسامی کے لئے سلیکشن بورڈ کا انعقاد کرادیا جبکہ اسسٹنٹ پروفیسر کے لئے سلیکشن بورڈ نہیں کرایا۔ اس وقت ادارے میں اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کے عہدے غیر اہم ہو کر رہ گئے ہیں اور صرف اور صرف لیکچرار کی بھرتیوں پر ہی اکتفا کیا جارہا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ان تحاریک التوائے کار کے notice مجھے ابھی موصول ہوئے ہیں لہذا یہ بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 77/2012 جناب غلام حبیب اعوان صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 78/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق گڑھی شاہو میں سیوریج ڈالنے کے لئے واسا نے 15 کروڑ روپے کا

ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دے دیا جو تین ماہ میں مکمل نہ ہو سکا اور حکومتی خزانہ کو بھاری نقصان۔ تفصیل کے مطابق محکمہ واسا کے اعلیٰ افسران کا فنی نقائص پر مبنی 15 کروڑ روپے مالیتی منصوبہ قواعد وضوابط کے برعکس غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے کا انکشاف، سیوریج کا گندا پانی کنٹونمنٹ ڈرین میں ڈالنے کے لئے محکمہ ماحولیات این او سی اور کنٹونمنٹ بورڈ سے ڈسپوزل پمپ کی اجازت بھی حاصل نہ کی گئی جس سے خزانے کو بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔ محکمہ واسا میں کرپشن کا سلسلہ عروج پر ہے۔ افسران اور ٹھیکیداروں میں مبینہ گٹھ جوڑ کے باعث ناقابل عمل منصوبوں پر کروڑوں روپے قومی سرمایہ سے ضائع کئے جا رہے ہیں۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ گڑھی شاہو میں سیوریج ڈالنے کے لئے ٹھیکہ ایسی فرم کو دیا گیا جس کی رجسٹریشن منسوخ ہو چکی تھی جبکہ قواعد وضوابط کے مطابق ایسی فرم کو ٹھیکہ اور ورک آرڈر نہیں دیا جا سکتا جس کی رجسٹریشن درست نہ ہو تاہم محکمہ واسا نے فنی نقائص پر مبنی منصوبہ 8۔جولائی 2011 کو غیر رجسٹرڈ فرم کے نام کر دیا جبکہ 19۔جولائی کو ورک آرڈر بھی جاری کر دیا گیا۔ اس کا انکشاف فرم کے رجسٹریشن کروانے پر ہوا۔ معاہدہ کے مطابق منصوبہ 18۔اکتوبر 2011 تک 90 دن میں مکمل ہونا تھا۔ مزید برآں ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیوریج لائن بلندی کی جانب لے جائی جا رہی ہے جس کے لئے ڈسپوزل پمپ لگایا جائے گا جس سے بجلی کا بلاوجہ استعمال بھی بڑھے گا۔ کنٹونمنٹ ڈرین جو صرف بارشی پانی کے لئے مختص ہے اس میں سیوریج کا پانی ڈالنے اور تکنیکی نقائص کو دُور نہ کرنے سے مسائل بڑھ جائیں گے۔ اگر مفاد عامہ کی خاطر کنٹونمنٹ ڈرین میں سیوریج لائن ڈالنا ناگزیر ہو تو محکمہ کو پہلے مکمل منصوبہ بندی کرنی چاہئے جو تکنیکی نقائص سے پاک ہو اور عوام کے مفاد میں ہو نہ کہ چند راشی افسران کے۔ گڑھی شاہو منصوبہ میں ٹینڈروں کے اجراء سے تعمیرات کے خلاف قانونی اقدامات کئے گئے ہیں کیونکہ جس فرم کو 48 قطر کی 2400 فٹ اور 18 قطر کی ایک ہزار فٹ سیوریج لائن ڈالنے کا کنٹریکٹ دیا گیا اس کی رجسٹریشن اور سابقہ کارکردگی کو ملحوظ نہ رکھا گیا اور اس فرم نے سال 2012 میں رجسٹریشن کروائی جس میں گزشتہ سال کا جرمانہ ادا کیا گیا جو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ واسا افسران اس میں ملوث ہیں اور ان کے ایماء پر ٹھیکہ دیا گیا۔ حق تو یہ ہے کہ محکمہ میں موجود ایسی کالی بھیڑوں کو عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی قومی خزانے کو ضائع نہ کر سکے۔ اس تمام صورتحال سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر انتہائی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ بڑے محترم ہیں مگر میں آپ کو تحاریک التوائے کار کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ بھی ہمارے لئے بڑے محترم ہیں لیکن میری بات سن لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس طرح نہیں ہوگا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! حضرت میاں میر ہمارے بہت بڑے بزرگ تھے اور محترمہ کی تحریک التوائے کار میں گندے نالے کا نام اُن کے نام پر لکھا گیا ہے۔ اب وزیر اعلیٰ صاحب نے اس نام کو تبدیل کر کے کنٹونمنٹ ڈرین رکھ دیا ہے لہذا اس تحریک میں جہاں جہاں حضرت میاں میر ڈرین لکھا گیا ہے اس کو delete کر کے کنٹونمنٹ ڈرین لکھا اور پڑھا جائے۔ میری صرف یہ التجا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ ڈرین کا اگر نام تبدیل ہو گیا ہے تو اس نام کو تبدیل کر دیا جائے۔ اسی طرح جب آئندہ بھی کوئی تحریک التوائے کار آئے تو کنٹونمنٹ ڈرین کے نام سے ہی آئے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 81/2012 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کا جینیٹوریل سروسز میں خلاف قواعد بھرتی سے حکومتی خزانے کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک خبر کے مطابق سروسز ہسپتال انتظامیہ نے janitorial service کے لئے قواعد و ضوابط کے برعکس بھرتی شروع کر دی جس سے حکومت کو لاکھوں روپے کا اضافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ دوسری جانب پہلے سے ہی بھرتی شدہ janitorial service کے درجنوں ملازمین حاضری ریکارڈ کے مطابق ہسپتال کی بجائے اعلیٰ افسران کے گھروں میں کام کرنے کے علاوہ ڈیوٹی سے غائب پائے جا رہے ہیں۔ ان کی ماہانہ بننے والی تنخواہ میں بھی خورد بُرد کی جا رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق سروسز ہسپتال کی جانب

سے janitorial services کے لئے پہلے سے ہی 249 لوگ سرکاری طور پر رکھے گئے ہیں جبکہ صفائی کا نظام بہتر نہ ہونے کے باعث چار سال قبل janitorial service کا ٹھیکہ دیگر ہسپتالوں کی طرح نجی کمپنی کے حوالے کیا گیا اور ان سے یہ معاہدہ طے پایا گیا کہ 140 ملازمین نجی کمپنی فراہم کرے گی اور باقی ملازمین سرکاری سطح پر ہسپتال کی انتظامیہ بھرتی کرے گی۔ سرکاری سطح پر بھرتی، درجنوں ملازمین ہر ماہ غائب رہتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق یہ غائب شدہ ملازمین افسران کے گھروں میں کام کر کے چلے جاتے ہیں اور ہسپتال میں ان کی حاضری لگا دی جاتی ہے۔ ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے حاصل کی جانے والی janitorial service کی نسبت صرف ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں ورکرز کو تقریباً 24 لاکھ روپے ماہانہ اضافی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ایک خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود ہسپتال میں صفائی کا نظام کسی سے پوشیدہ نہ ہے۔ اس تمام صورتحال سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 82/2012 محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے۔

محکمہ لائیوسٹاک اینڈ وائلڈ لائف کا بروقت حفاظتی اقدامات نہ کرنے سے چڑیا گھروں اور پولٹری فارموں میں جانوروں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 19۔جنوری 2011 کے مطابق لاہور سمیت پنجاب بھر میں رانی کھیت وباء کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ مرغیوں، پرندوں اور چڑیا گھر میں رانی کھیت کی بیماری انتہائی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ لاہور کے چڑیا گھروں میں سو سے زائد مور ہلاک ہو گئے ہیں جبکہ پولٹری فارموں میں مرغیوں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ شدید سردی کے باعث پھیلنے والی مہلک بیماری رانی کھیت کے حفاظتی ٹیکے نہ لگانے سے رواں سیزن میں لاکھوں روپے مالیت کے پرندوں کے ختم ہونے کا احتمال ہے۔ محکمہ لائیوسٹاک اینڈ وائلڈ لائف پنجاب کی جانب سے بروقت حفاظتی اقدامات نہ کرنے سے حالات مزید خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ پولٹری فارم کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے حلقوں نے حکومت سے

مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس بیماری کو پھیلنے سے روکنے کے لئے فوری اقدامات کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 87/2012 ڈاکٹر محمد افضل کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 93/2012 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار ختم ہو گئی ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! حال ہی میں سرگودھا سے ضلع چنیوٹ تک بنائی گئی ایک سڑک پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ پچاس کلومیٹر روڈ کا فاصلہ ہے جس میں روزانہ پچیس سے تیس بڑے حادثات ہوتے ہیں۔ مزید اس روڈ پر آج تک سینکڑوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور سینکڑوں لوگ معذور ہو چکے ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے استدعا ہے کہ پچاس کلومیٹر فاصلہ پر محیط سڑک کو کھلا کیا جائے کیونکہ وہ بہت تنگ سڑک ہے۔ اسی طرح stone supply کی منڈی وہاں پر ہے جس کی وجہ سے تقریباً پانچ ہزار ٹرک اس سڑک سے گزرتے ہیں۔ ضلع چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے الیاس چنیوٹی صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں۔ بہر حال میں حکومت پنجاب سے استدعا کرتا ہوں کہ اس سڑک کو double کیا جائے یا one way کیا جائے کیونکہ وہاں پر آئے روز لوگ ہڑتال کرتے ہیں، روڈ بلاک رکھتے ہیں جبکہ وہاں پر دو شوگر ملوں کی وجہ سے گنے کا بھی بڑا pressure ہے جس سے روزانہ حادثات ہوتے ہیں لہذا میری یہ request ہے کہ کھلا روڈ بنا دیا جائے تاکہ وہاں پر روزانہ ہونے والی strike ختم ہو سکے اور آئے دن رونما ہونے والے حادثات کنٹرول ہو سکیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! گلبرگ میں جہاں "پیس" بن رہا ہے تو آٹھ سال پہلے ایک سڑک بند کی گئی تھی اور یہ وہ سڑک ہے جو Q بلاک کو N بلاک سے ملاتی ہے کیونکہ درمیان میں ایک کچی آبادی اور ایک انتہائی قیمتی پارک ہے جسے بالکل تباہ کر دیا گیا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ لاء منسٹر

صاحب سے کہیں کہ ٹی ایم اے گلبرگ کو بلایا جائے۔ آٹھ سال سے ایک full fledged road بند ہے جس پر پہلے بجری ڈالی جاتی رہی چونکہ پچھلے دو سال سے "پیس" بند پڑا ہے، پارک تو ختم ہونا ہی تھا لیکن آج تک وہاں لوگوں کا بُرا حال ہے کیونکہ انہیں راستے سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ٹی ایم اے گلبرگ کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ آٹھ سال سے ایک سڑک کو کیوں بند کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! Right of way تو نہیں لیا جا سکتا اور میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب آپ سے مل لیتے ہیں اور انہیں بلا کر بیٹھ کر اسے rectify کروا دیں۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا معاملہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ میرا تعلق ضلع وہاڑی سے ہے جہاں main road سے جتنے بھی linked Roads ملتے ہیں، پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر سال سڑکوں کی مرمت ہوتی تھی لیکن بد قسمتی سے پچھلے پانچ چھ سالوں سے linked roads چاہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے under ہیں یا پنجاب کونسل کے، جس طرح بھی ان کی نوعیت ہے، ان کی repairing پچھلے پانچ چھ سالوں سے نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اب ان کی اتنی بری حالت ہو گئی ہے کہ وہاں سڑک پر چلنا بھی مشکل ہو گیا ہے اور لوگ سڑک پر چلنے کی بجائے کچی سڑک پر چلنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اگر اس طرف توجہ دی جائے تو میرا خیال ہے کہ پنجاب بھر میں یہی صورتحال ہے کہ repairing کا بجٹ اضلاع میں نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے سڑکوں کی مرمت نہیں ہو رہی اور بہت سے مسائل درپیش ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے جس میں

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 (Bill No 2 of 2012) Minister for Law to introduce the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana-Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce:

"The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012."

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rules 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for report up to 29th February 2012.

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب ہم سرکاری کارروائی کرتے ہیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سرکاری کارروائی ختم کر دی ہے اب آپ بتائیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے تو ہم کیسے کارروائی کرتے ہیں اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی اور ہم ہر روز یہ صورتحال دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مہربانی کہ آپ نے سرکاری کارروائی ختم کرنے کے بعد کورم کی نشاندہی کی ہے۔ جی، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ سٹیٹ بنک کے بڑھتے ہوئے قرضوں کے بارے میں ایک اپوزیشن کے ایک ممبر کی طرف سے تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی جس پر دو گھنٹے بحث رکھی گئی تھی لیکن بد قسمتی سے اسے اپوزیشن نے ہی kill کر دیا چونکہ کورم پورا نہیں ہے اس لئے آج کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 30۔جنوری 2012 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

155

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔فروری2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودات قانون)

1. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)

Ch Aamar Sultan Cheema:	to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs betaken into consideration at once.
Ch Aamar Sultan Cheema:	to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed.

2. THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 6 of 2009)

Ch Muhammad Asad Ullah:	to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges

(Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs betaken into consideration at once.

Ch Muhammad Asad Ullah: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed.

156

حصہ دوم

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 24۔جنوری 2012کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

جناب ضیاء اللہ شاہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چار دیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادو ٹونے کرنے اور کفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1. ملک محمد جاوید اقبال اعوان: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل) کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

2. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا affidavit لیا جائے۔

3. شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بینکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔

4. میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھکس ادویات کو جینرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جینرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔

5. محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کے اقدامات اٹھائے جائیں۔

157

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

منگل،28۔فروری2012

(یوم الثلاثہ،5۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِۚ وَلَوۡ أَنَّهُمۡ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ جَآءُوكَ
فَٱسۡتَغۡفَرُواْ ٱللَّهَ وَٱسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُواْ ٱللَّهَ
تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا
قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا ﴿٦٥﴾

سورۃ النِّسَاء آیات64تا65

اور ہم نے جو پیغمبرؐ بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول (اللہ) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے (64) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (65)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد روف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور ﷺ ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے
میں صرف دیکھ لوں اِک بار صبح طیبہ کو
بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے
تجلیات سے بھر لوں میں اپنا کاسہ جاں
کبھی جو اُن ﷺ کی گلی میں قیام ہو جائے
حضور ﷺ آپ جو سن لیں تو بات بن جائے
حضور ﷺ آپ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 7874 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈائریکٹر ایکسائز آفس جھنگ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*7874: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز آفس جھنگ کو مالی سال 10-2009 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان دو سالوں کے دوران ڈائریکٹر کے دفتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) ضلع جھنگ میں ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر نہ ہے تاہم ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جھنگ کو فراہم کردہ رقم برائے مالی سال 10-2009 کے دوران مبلغ -/8,415,300 روپے ہے۔

(ب) مالی سال 10-2009 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/5,215,000 روپے اور ٹی اے، ڈی اے کی مد میں مبلغ -/46,750 روپے خرچ ہوئی۔

مالی سال 11-2010 دسمبر تک تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/3,293,256 روپے اور ٹی اے، ڈی اے کی مد میں مبلغ -/15,742 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر سال 10-2009 میں مبلغ -/77,044 اور سال 11-2010 دسمبر تک مبلغ -/24,701 روپے خرچ ہوئے۔

(د) ضلع جھنگ میں ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر نہ ہے۔تاہم ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جھنگ کے دفتر کی تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ہ) سال 10-2009 میں گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ -/40,894 روپے اور پٹرول پر مبلغ -/38,633 روپے خرچ ہوئے۔

سال 11-2010 میں گاڑیوں کی مرمت پر کوئی خرچ نہ ہوا ہے جبکہ پٹرول پر مبلغ -/57,421 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے کیونکہ جواب satisfactory ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی شاہ صاحب کا ہے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 7875 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جھنگ، ٹوکن فیس سے آمدن کی تفصیلات

*7875: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبکاری ومحصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جھنگ میں 10-2009 اور 11-2010 کے دوران گاڑیوں کی ٹوکن فیس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری ومحصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

ضلع جھنگ میں 10-2009 کے دوران گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کی مد میں مبلغ -/36,815,271 روپے اور 11-2010 میں 11-01-31 تک مبلغ -/22,565,699 روپے آمدن ہوئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! اس کا جواب بھی satisfactory اور ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس سے پہلے سوال میں کہا گیا ہے کہ ضلع جھنگ میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر نہ ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں کہہ رہے ہیں کہ فلاں رقم ہم نے اکٹھی کی ہے۔ آیا کس طریقے سے وہاں پر یہ رقم اکٹھی کی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ پچھلے سوال پر ضمنی سوال کر رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دونوں ایک ہی ضلع کے سوال ہیں لہذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اتنے نہ کترائیں کیونکہ زندگی میں پہلی دفعہ یہ جواب دینے لگے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ جب دفتر ہی نہیں ہے تو پھر کس طرح سے آپ رقم فراہم کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میری معزز ممبر کو پتا ہے کہ پہلے منسٹر صاحب جواب دیتے تھے مگر آج اُن کے نہ ہونے کی وجہ سے میں جواب دے رہا ہوں۔ جس سوال کا یہ جواب پوچھ رہی ہیں وہ نہیں بنتا کیونکہ محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ کے satisfactory کہنے پر وہ گزر چکا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑیں۔ اب وہ سوال یہ کر رہی ہیں کہ آپ کا طریق کار کیا ہے اور کس طرح سے رقم اکٹھی کرتے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع جھنگ میں دفتر نہیں ہے جبکہ سوال نمبر 7575 میں کہہ رہے ہیں کہ اتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہ کون سا دفتر ہے جہاں سے آپ یہ رقم اکٹھی کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! 7575 تو کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر7875 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! وہاں پر ڈائریکٹر ایکسائز کا نہیں بلکہ ڈسٹرکٹ آفیسر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا دفتر ہے۔ یہ رقم اُن کو دی جاتی ہے اور گاڑیوں کے ٹوکن وغیرہ بھی ان کے ذریعے ہی وصول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا بھی رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد فیاض کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 8458 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد فیاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم، ریونیو اکٹھا کرنے کی تفصیلات

*8458: جناب محمد فیاض: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایکسائز نے سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع جہلم میں کتنا ریونیو اکٹھا کیا، تمام مدوں میں علیحدہ علیحدہ ریونیو کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) محکمہ ایکسائز ضلع جہلم میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی مالیت کی منشیات پکڑی اور کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف)

سال	ٹیکس مد	ریونیو
2008-09	پراپرٹی ٹیکس	39,626,552/-روپے
	موٹر ٹیکس	49,555,164/-روپے
	پروفیشنل ٹیکس	3,070,330/-روپے
	ہوٹل ٹیکس	191,272/-روپے
	ایکسائز	642,108/-روپے
	انٹرٹیمنٹ	3,850/-روپے
سال	ٹیکس مد	ریونیو
2009-10	پراپرٹی ٹیکس	40,366,375/-روپے
	موٹر ٹیکس	51,573,198/-روپے
	پروفیشنل ٹیکس	3,221,617/-روپے
	ہوٹل ٹیکس	235,499/-روپے
	ایکسائز	651,035/-روپے
	انٹرٹیمنٹ	3,875/-روپے

(ب)

سال2008-09	NIL
سال2009-10	NIL

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں دی گئی تفصیل کے مطابق ہوٹل ٹیکس کی مد میں ایک لاکھ 91ہزار 272 روپے ہیں۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے ضلع جہلم میں کتنے ہوٹل ہیں اور اُن کی طرف سے موصول ہونے والے ریونیو میں کیا صرف وہ ہوٹل ہیں جو رہائش مہیا کرتے ہیں یا اس میں ریسٹورنٹ وغیرہ بھی شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جو ہوٹل رہائش دیتے ہیں وہی شامل ہیں باقی ریسٹورنٹ اس میں شامل ہیں اور نہ ہی وہ ہمارے under ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا ریسٹورنٹ وغیرہ سے ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا اگر کیا جاتا ہے تو کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!ویسے یہ fresh question بنتا ہے مگر ریسٹورنٹ سے ٹیکس مرکز کی طرف سے وصول کیا جاتا ہے صوبہ کی طرف سے ٹیکس نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔دوسرا سوال بھی جناب محمد فیاض کا ہے۔

چودھری ندیم خادم:جناب سپیکر!On his behalf Question No. 8459 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد فیاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم، پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کی تفصیلات

*8459:جناب محمد فیاض:کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان کی تعداد ہزاروں میں ہے؟

(ب) کتنے افراد کو سال 2008-09 اور 2009-10 میں نادہندگی کی بناء پر گرفتار کیا گیا؟

(ج) کتنے ایسے نادہندگان کو گرفتار کیا گیا جن کے ذمے ایک لاکھ یا اس سے اوپر کے بقایاجات ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کے ذمے 20ہزار یا اس سے کم کے بقایاجات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان کی تعداد 2732 ہے۔

(ب) نادہندگی کی بناء پر سال 2008-09 اور 2009-10 میں کل 343 افراد گرفتار ہوئے جن کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

برائے سال 2008-09	125
برائے سال 2009-10	218

(ج) ایک لاکھ سے اوپر کے نادہندگان کی تعداد تین اور بیس ہزار اور اس سے کم والے 340 نادہندگان کو گرفتار کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر!یہ سوال جہلم کے حوالے سے ہے اور میں بھی جہلم سے ہوں لہذا میں جواب سے مطمئن ہوں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کے نادہندگان کی تعداد تین اور بیس ہزار اور اس سے کم والے 340 نادہندگان کو گرفتار کیا گیا۔ میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ایک لاکھ روپے سے اوپر والے نادہندگان گرفتار شدگان کی تعداد تین ہے یا کل نادہندگان ہی ایک لاکھ روپے سے اوپر کے تین ہیں کیونکہ اس جواب میں کافی ambiguity ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ تین ہی ہیں جو ایک لاکھ روپے سے اوپر کے نادہندگان ہیں جن کو گرفتار کیا گیا ہے، اُن کے خلاف کارروائی بھی چل رہی ہے اور کافی حد تک payment وصول ہو گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ویسے اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس پر ابھی ایک ہی ضمنی سوال ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ایک سوال چودھری ندیم خادم، ایک انجینئر قمرالاسلام اور ایک آپ نے کیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سوال پر ضمنی سوال کیا تھا مگر یہ اس سے اگلا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ نادہندگان کی تعداد 2732 ہے جبکہ کارروائی صرف 340 کے خلاف ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقیوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، مزید یہ بھی بتایا جائے کہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کتنی رقم ہے کیونکہ انہوں نے بیس ہزار روپے سے کم رقم والوں کے خلاف کارروائی کی ہے؟ میرا یہ بھی سوال ہے کہ بیس پچیس لاکھ روپے سے زیادہ کے جو نادہندگان تھے اُن کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور جو باقی بچے ہیں اُن کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر! بیس سے پچیس لاکھ روپے والا کوئی نادہندہ نہیں تھابلکہ ایک لاکھ روپے والے تین تھے جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔جب ان سے زیادہ بڑانادہندہ نہیں ہے تو پھر کیسے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!یہ کوئی ماننے والی بات نہیں ہے۔ویسے آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں اوریہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پورے ضلع میں ایسا کوئی نادہندہ نہ ہو؟

جناب سپیکر:میں کیسے جانتاہوں،کیامیں ان کا کوئی حساب کتاب کرتاہوں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!آپ کا تجربہ ہےاور تجربہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،میں اس پر کوئیcomments نہیں دیناچاہتا۔آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں نے پہلے ضمنی سوال یہ کیا تھاکہ 2732 نادہندگان ہیں جن میں سے340 کے خلاف کارروائی ہوئی ہے مگر باقیوں کے خلاف کیاہوااور وہ کہاں گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):جناب سپیکر!میں اپنی بہن کو بتاناچاہتاہوں کہ ہماری کچھ بہنیں بیوہ ہوچکی ہیں،اسی طرح کچھ بچوں کے نام ہیں جو یتیم ہیں اس لئے اُن کو کارروائی میں لایاجاتااور نہ ہی گرفتار کیاجاتاہے۔وہ آہستہ آہستہ قسطوں کی صورت میں محکمہ کوpayment کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،شاباش۔اگلاسوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کاہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!On her behalf Question No. 8680 جواب پڑھا ہوا تصور کیاجائے۔(معزز خاتون ممبر نے ڈاکٹر سامیہ امجد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

لاہور-غیر رجسٹرڈ ہوٹلز و گیسٹ ہاؤسز کو رجسٹرڈ کرنے کا معاملہ

*8680:ڈاکٹر سامیہ امجد:کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ اس وقت لاہور میں تقریباً900 ہوٹلز اور گیسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے رجسٹرڈ ہیں اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ج) کیاحکومت غیر رجسٹرڈ ہوٹلز و گیسٹ ہاؤسز کو فوری رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔بمطابق ریکارڈ لاہور میں اس وقت 317 ہوٹلز اور گیسٹ ہاؤسز ہیں۔

(ب) بمطابق ریکارڈ تمام 317 ہوٹلز اور گیسٹ ہاؤسز رجسٹرڈ ہیں۔

(ج) ریکارڈ کے مطابق کوئی ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس غیر رجسٹرڈ نہ ہے۔اگر کوئی ہوٹل یا گیسٹ ہاؤس غیر رجسٹرڈ نوٹس میں آئے گا تو فوراً رجسٹر کر دیا جائے گا۔محکمہ نے ان دنوں غیر رجسٹرڈ گیسٹ ہاؤسز اور ہوٹلز کی تصدیق کے لئے ایک ٹیم تشکیل دی ہے جو ایک ہفتے کے اندر اندر ایسے تمام غیر رجسٹرڈ اداروں کی فہرست تیار کرے گی جس کے بعد ضروری کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال پوچھا گیا تھا کہ لاہور میں 900 کے قریب ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس ہیں مگر محکمہ نے جواب دیا ہے کہ غیر رجسٹرڈ ہوٹلوں اور گیسٹ ہاؤسز کی تصدیق کے لئے ایک ٹیم تشکیل دے دی گئی ہے۔25۔فروری 2011 کو یہ سوال پوچھا گیا تھا اور آج تقریباً ایک سال ہو گیا ہے لہذا ان کی تعداد بڑھنی چاہئے تھی کیونکہ انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ 317 ہمارے پاس ہوٹل اور گیسٹ ہاؤس ہیں لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے پاس غیر قانونی طور پر چلنے والے ان ہوٹلوں اور گیسٹ ہاؤسز کی فہرست کیوں نہیں ہے کیونکہ انہیں پتا ہونا چاہئے کہ یہ لاہور میں کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہیں latest position بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! 317 ہوٹل اور گیسٹ ہاؤسز محکمہ کے پاس ہیں۔اگر میری بہن کو کسی گیسٹ ہاؤس کا پتا ہے تو وہ نشاندہی کریں اور ہمیں بتائیں جس پر ہم کارروائی کریں گے اور ان سے سابقہ واجبات بھی لیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاہور میں 900 کے قریب ہوٹل ہوں گے کیونکہ اگر یہاں سے start لیں تو رائے ونڈ تک کتنے ہوں گے کیونکہ 300 تو ماڈل ٹاؤن کے علاقے اور جوہر ٹاؤن میں ہوں گے۔ریلوے سٹیشن اور لوئر مال پر کئی ایسے گیسٹ ہاؤسز ہیں جبکہ کیولری گراؤنڈ میں بھی نظر آئیں گے۔ میں تو نشاندہی کر رہی ہوں لیکن آپ تعداد کم بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: Exemption پر تو کام نہیں چلتا، بات یہ ہے کہ authenticity ہونی چاہئے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد یہ مجھے نشاندہی فرمادیں جس پر بالکل کارروائی کی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سامیہ امجد ایوان میں داخل ہوئیں)

جناب سپیکر: محترمہ! جن کا سوال ہے وہ خود آ گئی ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا تتمہ میرے پاس نہیں ہے اور محترمہ ساجدہ میر نے اس پر بات کرلی ہے تو اس سوال پر آپ کے لئے میں صرف شعر پڑھ دیتی ہوں کہ:۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اگلا سوال take up کرلوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 8704 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ڈائریکٹر اور ای ٹی او کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8704: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں ای ٹی او اور ڈائریکٹر لیول کے کتنے افسران ہیں ان میں سے ہر ایک کتنے عرصے سے لاہور ہی میں تعینات ہے، ان میں ہر ایک کی بطور ای ٹی او اور ڈائریکٹر کتنی مدت ملازمت ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے پراپرٹی، موٹر برانچ اور دوسرے شعبہ جات سے تعلق رکھتے ہیں اور کتنے عرصے سے ایک ہی شعبہ میں ہیں؟

(ج) لاہور میں موٹر برانچ کے کتنے سرکل / ڈویژن ہیں؟

(د) لاہور میں کتنے ای ٹی او اور ڈائریکٹرز ایسے ہیں کہ اگر ان کی تبدیلی ہوتی بھی ہے تو جلد ہی وہ واپس لاہور اپنی تعیناتی کروانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں؟

(ہ) لاہور میں تعینات ای ٹی اوز اور ڈائریکٹرز کے نام کیا ہیں اور ان کی مدت ملازمت کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) لاہور میں تین ڈائریکٹر اور انیس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر / اسیسنگ اتھارٹی تعینات ہیں، ان افسران کی عرصہ تعیناتی اور مدت ملازمت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ای ٹی اوز اور ڈائریکٹرز کی سطح کے افسران محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ملازمین ہیں جو کہ کسی خاص شعبہ سے تعلق نہ رکھتے ہیں اور انہیں صوبہ بھر میں کسی ضلع و ڈویژن میں کسی جگہ پر بھی تعینات کیا جا سکتا ہے۔البتہ پراپرٹی، موٹر برانچ اور دیگر ٹیکسیسز میں تعینات افسران کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ٹیکسز کی تفصیل	تعداد افسران	عہدہ
پراپرٹی ٹیکس، ایکسائز، پروفیشنل ٹیکس	1	ڈائریکٹر (ریجن "اے")
پراپرٹی ٹیکس، تفریحی ڈیوٹی، ہوٹل ٹیکس	1	ڈائریکٹر (ریجن "بی")
موٹر رجسٹریشن و ٹیلسیشن	1	ڈائریکٹر (ریجن "سی")
موٹر رجسٹریشن و ٹیلسیشن	4	موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی (ای ٹی اوز)
پراپرٹی ٹیکس	12	ای ٹی اوز
دیگر ٹیکسسز (ایڈمن، ایکسائز و پروفیشنل ٹیکس، تفریحی / ہوٹل ٹیکس)	4	ای ٹی اوز

ای ٹی اوز اور ڈائریکٹرز کی تعیناتی کی مکمل تفصیل جواب جز (الف) میں دی جا چکی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں دو موٹر برانچیں ہیں جو ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ریجن (سی) لاہور کے زیر نگرانی قائم ہیں۔ایک برانچ فرید کوٹ روڈ پر واقع ہے جہاں تین موٹر رجسٹرنگ اتھارٹیز اور دوسری برانچ DHA لاہور کینٹ میں قائم ہے جہاں ایک موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی کام کر رہی ہے۔موٹر برانچوں میں سرکل / ڈویژن نہ ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ محکمہ میں کچھ عرصہ پہلے تک ایسے پوسٹنگ ہوتی رہی ہے تاہم موجودہ حکومت کے دوران اس کی مکمل حوصلہ شکنی کی گئی ہے، سال 11-2010 اور 2012 میں ایسی کوئی پوسٹنگ نہیں کی گئی ہے اور افسران کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر تعینات کیا جا رہا ہے۔

(ہ) اس کی تفصیل جواب جز (الف) میں ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس جواب کے جز (ہ) کے تتمہ میں ڈائریکٹرز کی تعیناتی یعنی ان کی سروس کے متعلق دس سال، گیارہ سال اور بارہ سال وغیرہ دیا گیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ اس حوالے سے قانون کیا ہے، کیا ڈائریکٹرز کا tenure باقی لوگوں کی طرح تین سال نہیں ہے، یہ دس دس، گیارہ گیارہ سال سے ان پوسٹوں پر کیسے تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر!ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو دس سے بارہ سال کے عرصے میں ادھر تعینات ہو۔ اگر کوئی تعینات ہوتا بھی ہے تو procedure کے مطابق اس کی shifting ہوتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! تتمہ میں ہے کہ فرمان مسعود بطور ای ٹی او 13 سال سے کام کر رہے ہیں، مقصود پرویز بٹ 21 سال اور اس کی پوری ایک لسٹ ہے جو انہوں نے خود submit کی ہے یا تو اس سوال کو یہ revise کر کے دیتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مدت تعیناتی کے متعلق rule کیا ہے اور ان کی duration تین سال ہے یا اس سے زیادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ ایک ہی سیٹ پر دس دس، بارہ بارہ سال سے نہیں ہیں۔ ای ٹی او تو دس سال سے ای ٹی او ہی ہیں اس لئے ان کا دیا گیا ہے کہ دس سال سے ای ٹی او ہیں اور ان کی ترقی نہیں ہوئی مگر وہ ایک سیٹ پر کام نہیں کر رہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کتنی duration کے لئے وہ اس سیٹ پر کام کر سکتے ہیں اور اس بارے میں by law کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میرے خیال میں تین سال تک کام کر سکتے ہیں مگر ایک سیٹ پر کوئی بھی تین سال سے زائد نہیں رہ سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اب یہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ تین سال کام کر سکتے ہیں اور یہ تتمہ میں ہے کہ فرمان مسعود صاحب بطور ای ٹی او 18 سال، بطور اے ای اے۔II تیرہ سال اور بطور ای ٹی او سات سال، یہ مبہم بات ہے۔ انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ تین سال ہے اور وہ ٹرانسفر نہیں ہوتے، اس کی پالیسی کیا ہے؟ کہیں بیس سال کے لئے ایک ہی تعینات ہے تو اس کا قانون کیا ہے؟ میں کسی ایک بندے کو ٹارگٹ نہیں کر رہی۔ اگر ایک قانون ہے تو کیوں یہ اتنے اتنے سال سے ایک جگہ پر تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! صرف ایک ای ٹی او تین سال سے ایک سیٹ پر تھا اور اس کے علاوہ کوئی بھی تین سال سے اوپر نہیں ہے اور یہ shift ہوتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایک سیٹ پر رہیں، کبھی ریجن اے میں آ گئے کبھی بی میں چلے گئے لیکن ان کی shifting/transfer ہوتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اسے آپ کے پاس بھجوا دیتی ہوں جس میں واضح طور پر لکھا ہے اور انہیں کچھ misunderstanding ہو رہی ہے۔ واضح طور پر لکھا ہے کہ پینتیس سال مقصود احمد، احسان احمد وغیرہ اور یہ کسی ایک آدھ کی مثال نہیں ہے۔ جب آپ نے rule of law follow نہیں کرنا تو پسندیدگی کے rule کے تحت آپ کے یہ ڈائریکٹرز تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میری معزز بہن کو اس بات کا پتا نہیں ہے کہ وہ نوکری میں ای ٹی او اور ڈائریکٹرز ہی ہیں اس سے زیادہ نہیں ہیں اور ایک سیٹ پر کسی کا بھی تین سال سے زائد عرصہ نہیں ہے۔ ایک ای ٹی او کا صرف تین سال کا ایک tenure تھا اور اس کے بعد وہ بھی نہیں ہے۔ یہ نوکری کا حصہ نہیں ہوتا اور ایک ریجن سے دوسرے ریجن میں جائیں تو ان کی shifting اور ٹرانسفر ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ میں آپ کو بھجوا دیتی ہوں اور جہاں جہاں میں نے انڈر لائن کیا ہے آپ اسے مہربانی کر کے خود دیکھ لیں کہ گیارہ سال، سولہ سال اور بیس سال لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ صرف ایک ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس اس کی کاپی ہے میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! معزز ممبر گیارہ سال اور بارہ سال کہہ رہی ہیں تو وہ لاہور میں ضرور ہوں گے مگر ان کی تعیناتی ایک جگہ پر نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ ایک سرکل سے دوسرے سرکل میں جاتے رہتے ہیں تو کیا انہیں لاہور سرکل جمیز میں ملا ہے کہ یہ لاہور میں ہی رہیں گے۔ یہ ایک wished سرکل ہے کہ انہوں نے لاہور ہی میں رہنا ہے اور جب ان کا tenure پورا ہوتا ہے تو وہ باہر تعینات کیوں نہیں ہوتے اور انہیں باہر کیوں نہیں بھیجا جاتا اس حوالے سے rule کیا ہے کہ ایک ہی سٹیشن پر سرکل بدلتے رہیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لاہور سے باہر بھی جاتے ہیں مگر جو بات بار بار ہو رہی ہے تو مجھے کسی کا بتا دیں۔ میں نے آپ کو بتایا کہ ایک ہی ای ٹی او جو تین سال سے تھا اس سے زیادہ کوئی بھی نہیں رہا۔ اگر کوئی ہے تو اجلاس کے بعد میرے ساتھ آپ بیٹھ جائیں اور محکمہ کی کوئی بھی اگر ایسی کارروائی ہو گی یا کوئی غلط جواب ہوا تو اس پر action کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اسے مکمل طور پر چیک کروایا جائے۔ اس میں تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے کہ مدت ملازمت اور تعیناتی کے کالم بنائے ہوئے ہیں جو آپ نہیں دیکھ رہے جس میں چھ ماہ، آٹھ ماہ وغیرہ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مدت ملازمت کے نیچے ہی یہ سارے لکھے ہوئے ہیں جنہیں میں نے مارک کر کے دیا ہے۔ ٹھیک ہے جگہ تعیناتی اور تاریخ تعیناتی، مدت تعیناتی اور مدت ملازمت اور وہ ملازمت بھی بیچ میں آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 9157 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*9157: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ نے سال10۔2009اور11۔2010کے دوران کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول کیا؟

(ب) پراپرٹی ٹیکس کا سروے فیصل آباد میں کب ہوا تھا؟

(ج) پراپرٹی ٹیکس کا سروے کن کن ملازمین نے کیا؟

(د) چالیس ہزار سے زائد کل کتنے اداروں سے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا؟

(ہ) اس شہر میں کس کس ہوٹل سے پراپرٹی ٹیکس اور دیگر کون کون سا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے، ان ہوٹلوں کے نام، رقبہ سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مذکورہ سالوں میں جو وصولی ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	وصولی
2009-10	مبلغ -/352,195,276روپے
2010-11	مبلغ -/358,444,916روپے

(ب)

1- فیصل آباد II، ریٹنگ ایریا کا سروے دسمبر 2001 میں مکمل ہوا جس کا اطلاق 02-01-01 سے ہوا۔

2- فیصل آباد III ریٹنگ ایریا کا سروے 30۔جون 2004 میں ہوا جس کا اطلاق 04-07-01 سے ہوا۔

(ج) ان ملازمین کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایسے ادارے جو 40ہزار روپے اور زائد پراپرٹی ٹیکس سالانہ ادا کرتے ہیں ان کی تعداد 41 ہے ان کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) فیصل آباد میں صرف ہوٹلز کی تعداد 32 ہے اور یہ ہوٹلز پراپرٹی ٹیکس، بیڈ ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ پروفیشنل ٹیکس ایک ہزار اور تین ہزار کی کیٹیگری میں آتا ہے اس ضمن میں گزارش ہے کہ صرف ہوٹلز وہ شمار کئے گئے ہیں جن کے کمرہ جات رہائش کے لئے کرایہ پر دیئے جاتے ہیں ان میں ریسٹورنٹ، کھانے پینے والے ہوٹل شامل نہ ہیں۔ تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! جواب میں ہے کہ ہوٹلوں میں "بیڈ ٹیکس" لیا جاتا ہے تو مجھے بتایا جائے کہ یہ ٹیکس کتنا لیا جاتا ہے اور کیوں لیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! اس سوال میں تو کوئی ایسا نہیں ہے یہ fresh question بنتا ہے جو یہ کر دیں تو میں انہیں بتا دوں گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! یہ "بیڈ ٹیکس" اگر لیا جاتا ہے تو اسے بالکل ختم کر دیا جائے کیونکہ اسی وجہ سے لوگ فٹ پاتھوں پر سو رہے ہیں۔ وہ ٹیکس دے سکیں اور نہ کوئی کمرہ خرید کر سکیں۔ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر مزدوری کے لئے جاتے ہیں اور یہ بیڈ ٹیکس لگاتے ہیں۔ خدا کے بندو خود تو آپ جنت میں سوتے ہیں وہاں پر جھولے لیتے ہیں اور غریبوں کے لئے بیڈ ٹیکس لگا دیا ہے۔ یہ ماننے والی بات ہے یا نہیں؟ اس کو فوری طور پر ختم کیا جائے، یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ بیڈ ٹیکس لیا جاتا ہے جس کو بستر ٹیکس کہتے ہیں اور چارپائی ٹیکس بھی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی بیڈ ٹیکس ہو وہ آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹیکس آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے، یہ غور طلب بات ہے۔ یہی تو میں کہتی ہوں کہ یہ ختم کر دیا جائے۔ بیڈ ٹیکس نہیں ہونا چاہئے کسی اور چیز پر ٹیکس لگا دیں۔

جناب سپیکر: آپ تحریری طور پر کوئی تجویز لائیں۔ جب تجاویز آئیں گی اس وقت آپ یہ تجویز دے دینا، پھر اس کو دیکھیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ ایسے ہی ٹرخا دیتے ہیں، ہم نے اس کی correction کرائی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز(ہ) میں ہوٹلوں کے بارے میں پراپرٹی ٹیکس کی تفصیل پوچھی گئی ہے اور جواب میں لکھا گیا ہے کہ ان ہوٹلوں میں ریسٹورنٹ اور کھانے پینے والے ہوٹل شامل نہ ہیں۔ ان پر ٹیکس کیسے لگتا ہے اور وہ شامل کیوں نہ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جو کھانے پینے والے ریسٹورنٹ ہیں وہ ہمارے under نہیں آتے بلکہ مرکزی حکومت وہاں سے ٹیکس لیتی ہے۔ ہم صرف ہوٹل کا ٹیکس لیتے ہیں، ویلتھ ٹیکس لیتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی نہیں لیتے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر بتانا چاہوں گا کہ تمام پراپرٹیز جو پنجاب کی سرزمین پر بنی ہوئی ہیں وہ پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں کی مد میں حکومت پنجاب کی ذمہ داری میں ہے۔ یہاں میں یہ بھی نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ واپڈا کے دفاتر، مرکزی حکومت کے دفاتر نقشہ پاس کراتے ہیں اور نہ وہ ٹیکس دیتے ہیں۔ اِس محکمے کو اُن سے بھی ٹیکس collect کرنا چاہئے۔ یہ ٹیکس میونسپل سروسز دینے کے لئے اکٹھا ہوتا ہے۔ ہم سیوریج اور سڑکیں مہیا کرتے ہیں اور ان پر پیسے لگائے جاتے ہیں۔ اگر ریسٹورنٹس کا ٹیکس بھی collect نہیں کرتے تو میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ ان کو ٹیکس collect کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ فیصل آباد I,II ریٹنگ ایریا کا survey دسمبر 2001 میں مکمل ہوا۔ کیا یہ بتائیں گے کہ یہ rating survey قانون کے مطابق کتنی دیر کے بعد کیا جاتا ہے، 2001 میں یہ survey مکمل ہوا اور آج 2012 ہے گیارہ سال کے اندر جو نئی بلڈنگیں بنی ہیں ان کا پراپرٹی ٹیکس کیسے اکٹھا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلی حکومتوں کی نااہلی کی وجہ سے نہیں ہو سکا اب اس کو شروع کروا دیا گیا ہے۔ اس کا survey شروع ہو گیا ہے اور ہم اس کی نئی رپورٹ بھی پیش کر دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ پچھلی حکومتوں نے یہ نہیں کیا لیکن یہ حکومت تو چار سال پورے کر چکی ہے۔ انہوں نے rating area III کو 30۔ جون 2004 میں مکمل کیا جبکہ فیصل آباد I,II زون کو تو 2001 میں مکمل کیا گیا۔ کیا ڈیپارٹمنٹ نے اندازا لگایا ہے کہ survey نہ کرنے اور اتنا زیادہ وقفہ ڈالنے کا کتنا نقصان ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں کچھ delay کیا گیا ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ فیصل آباد میں آئے روز ایک نیا issue arise ہوتا رہتا ہے۔ وہاں بجلی نہیں دی جا رہی، گیس نہیں دے رہے اور اب ہماری تمام انڈسٹریاں بند پڑی ہیں جس کی وجہ سے وہاں environment میں کافی خرابی ہے۔ ہم نے اس پر جلد ہی survey شروع کر دیا ہے اور اس معزز House میں اس کی رپورٹ بھی پیش کر دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آدھا دے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ قانون کے مطابق rating survey کتنی دیر کے بعد کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ شروع ہو چکا ہے اور میں معزز ممبر کو بتا رہا ہوں کہ آنے والے کسی بھی اجلاس کے اندر ہم اس کی رپورٹ پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ یہ نہیں پوچھ رہے ہیں، وہ اس بات سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ rating survey کتنے عرصے کے بعد ہونا چاہئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ پانچ سال کے بعد ہونا چاہئے مگر پچھلی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے یہ نہیں ہو سکا اور وہ ہم مان رہے ہیں۔ میں تو بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ پچھلی حکومت کی نااہلی تھی اور اس دفعہ ہم آپ کو کر کے دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا آدھا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا آدھا ہی رہ گیا تھا۔ یہ پہلے تو مان ہی نہیں رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ fresh question بنتا ہے پھر بعد میں کہنے لگے کہ بیڈ ٹیکس آٹھ فیصد لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا آدھا سوال ہو گیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں سوال پر آ رہی ہوں۔ یہ بتائیں کہ سنگل بیڈ پر کتنا ٹیکس ہے اور ڈبل بیڈ پر کتنا ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! چاہے سنگل ہو یا ڈبل ہو میں نے بتایا ہے کہ ٹیکس آٹھ فیصد کے حساب سے لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ محمد اسلام کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 9158 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ ٹوکن ٹیکس اور رجسٹریشن کی مد میں ہونے والی آمدن و دیگر تفصیلات

*9158: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10۔2009 اور11۔2010 کے دوران فیصل آباد سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ٹیکس کس کس شرح سے وصول کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ٹیکس کی وصولی میں بہتری کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) موٹر رجسٹریشن برانچ فیصل آباد میں گریڈ11 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) کتنے ملازمین تین سال سے زائد اس جگہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) سال10-2009 اور11-2010 کے دوران فیصل آباد سے ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن سے مندرجہ ذیل رقم وصول ہوئی:-

سال	2009-10	2010-11
ٹوکن ٹیکس	مبلغ-/112,747,564روپے	مبلغ-/226,709,965روپے
رجسٹریشن فیس	مبلغ-/71,381,241روپے	مبلغ-/82,636,287روپے
ٹرانسفر فیس	مبلغ-/21,918,736روپے	مبلغ-/30,055,946روپے
لگژری ٹیکس	مبلغ-/32,400,000روپے	مبلغ-/3,100,000روپے
ٹوٹل	مبلغ-/238,447,541روپے	مبلغ-/342,502,198روپے

(ب) ٹوکن ٹیکس اور گاڑیوں کی رجسٹریشن پر ٹیکس کی شرح کا گوشوارہ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! حکومت اس ٹیکس کی وصولی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے:-

(1) گاڑیوں کی رجسٹریشن کا کام پنجاب کے تمام اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔

(2) گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کے نظام سے پہلے کے ریکارڈ کو پوسٹ ٹرانزیکشن کے وقت کمپیوٹر میں اپ ڈیٹ کیا جارہا ہے۔

(3) پوسٹ آفس اور محکمہ ہذا میں ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے نظام کو بھی کمپیوٹرائزڈ کیا جارہا ہے۔

(4) گاڑیوں کے کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن ریکارڈ کی آن لائن تصدیق کی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

(5) عوام الناس کی سہولت کے لئے حکومت پنجاب کی ویب سائٹ پر ٹیکس کیلکولیٹر دستیاب ہے۔

(6) پرکشش نمبروں کی ہر ضلع میں ہر سیریز میں نیلامی کی جاتی ہے جس سے آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

(7) اشتہار و میڈیا مہم سے عوام کو ٹیکس / ادائیگی کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

(8) غیر رجسٹرڈ اور ڈیفالٹر گاڑیوں کی پکڑ کے لئے روڈ چیکنگ کی جاتی ہے۔

(د) موٹر رجسٹریشن برانچ فیصل آباد میں گریڈ 11 اور اوپر کے پانچ ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام اہلکار	عہدہ	گریڈ
1	نعمان خالد	ETO	17
2	رائے سرفراز احمد	AETO	16
3	عبدالستار اعوان	ETI	14
4	ایاز عقیل	ETI	14
5	اختر حسین	ETI	14

(ہ) اس وقت تیرہ ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے موٹر برانچ میں کام سرانجام دے رہے ہیں اور ان کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ ہے۔ان ملازمین کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں ٹوکن ٹیکس کی مد میں پچھلے سال 112 ملین روپے اکٹھے ہوئے، 2010-11 میں 226 ملین روپے اکٹھے ہوئے۔ میں وجہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈبل پیسے کیسے اکٹھے ہو گئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اچھی حکمت عملی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ ہمارے محکمے نے کافی اچھا کام کیا اور recovery کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز میں computerization کا ذکر کیا گیا ہے۔ میرے علم میں ہے کہ لاہور میں computerized automation ہو گئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ باقی کتنے ضلعوں میں کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ تقریباً سب ضلعوں میں ہو چکی ہے صرف دو تین ضلعوں میں رہ گئی ہے، عنقریب ہو جائے گی۔ انشاء اللہ اسی مہینے پوری ہو جائے گی اور ہم آپ کو وہ رپورٹ دے دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جز (الف) کے جواب میں کہا کہ 2010-11 میں گورنمنٹ کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے زیادہ پیسا اکٹھا ہوا۔ جو اچھی بات ہے اور میں مبارک باد دیتا ہوں لیکن یہ بھی بتا دیجئے کہ 2009-10 میں کیا اُن کی کارکردگی ٹھیک نہیں تھی؟ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ غیر رجسٹرڈ defaulter گاڑیوں کی پکڑ کے لئے روڈ چیکنگ ہوتی ہے۔ انہوں نے کتنی defaulter گاڑیاں پکڑی ہیں اور اُن کا کیا حشر کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی گاڑی پکڑی جاتی ہے تو اس کا جو بھی ٹیکس بنتا ہے اگر وہ محکمے کو pay کر دے تو گاڑی کے کاغذ واپس دے دیئے جاتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا صرف وہ ٹیکس وصول کرتے ہیں اور جو گورنمنٹ کا خرچہ آتا ہے وہ کس کھاتے میں جاتا ہے؟ اگر کوئی جرمانہ نہیں ہے، سزا نہیں ہے تو کیا صرف ٹیکس ہی وصول کرنا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جرمانہ بھی لیا جاتا ہے اور سب کچھ لیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس مد میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! گاڑی کے حساب سے جرمانہ ہوتا ہے اور ہر گاڑی کا علیحدہ جرمانہ ہوتا ہے۔ جیسے CULTUS گاڑی کا الگ جرمانہ

ہو گا، TOYOTA کا الگ ہو گا۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے یہ جمع کرا دیں اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہی تفصیل پوچھ رہا ہوں کہ کتنی گاڑیاں پکڑی گئی ہیں اور اس مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس مد میں آپ کو کتنی رقم ملی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بے شمار گاڑیاں پکڑی جاتی ہیں اگر انہوں نے اس کی تعداد مجھ سے پوچھی ہوتی تو میں ان کو بتا دیتا۔

جناب سپیکر: جی، واقعی fresh question بنتا ہے۔ اب اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 9159 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ہوٹلوں سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*9159: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ لاہور کے کن کن ہوٹلوں سے پراپرٹی ٹیکس وصول کرتا ہے، ان کے نام اور ان کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کے دوران ان سے کتنا ٹیکس وصول کیا گیا، تفصیل ہوٹل وار بتائیں؟

(ج) یہ ہوٹل کس کس ریٹنگ ایریا میں ہیں اور ان سے پراپرٹی ٹیکس کس ریٹ سے وصول کیا گیا؟

(د) ان سالوں کے دوران کس کس ہوٹل کو پراپرٹی ٹیکس معاف کیا گیا، ان ہوٹلوں کے نام اور معاف کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ان ہوٹلوں سے معاف کردہ پراپرٹی ٹیکس کی رقم وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) محکمہ لاہور کے 317 ہوٹلز/گیسٹ ہاؤسز سے پراپرٹی ٹیکس وصول کرتا ہے ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 09-2008، 10-2009 اور 11-2010 کے دوران جو ٹیکس وصول کیا گیا، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	وصول شدہ ٹیکس
2008-09	مبلغ -/25,489,331روپے
2009-10	مبلغ-/-/114,313,644روپے
2010-11	مبلغ -/46,922,233روپے

مزید یہ کہ سال 10-2009 میں جو زیادہ ٹیکس وصول ہوا ہے اس کی وجہ پی سی ہوٹل سے بقایاجات مبلغ -/85,990,299روپے کی وصولی ہے۔اسی طرح سال 11-2010 میں بھی اسی ہوٹل سے مزید بقایاجات مبلغ -/9,087,734روپے اور چند دوسرے ہوٹلوں سے بقایاجات و ٹیکس کی تشخیص میں اضافہ اور کچھ نئے ہوٹلوں سے پہلی دفعہ ٹیکس وصولی ہے جس کی مکمل تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ ہوٹلز لاہور ریٹنگ ایریا میں واقع ہیں اور ان سے پنجاب اربن ایمو وایبل اربن پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 3 کے تحت پراپرٹی کی سالانہ رینٹل ویلیو مبلغ -/20,000روپے تک ہو تو سالانہ رینٹل ویلیو کا 20 فیصد پراپرٹی ٹیکس لیا جاتا ہے۔اس سے زیادہ سالانہ رینٹل ویلیو کی صورت میں 25 فیصد کے حساب سے ٹیکس لیا جاتا ہے۔

(د) مندرجہ ذیل ہوٹلز کو پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ (g)4 کے تحت معاف کیا گیا ہے کیونکہ جائیداد میں مختلف بیوگان شریک مالک ہیں اور صرف ان بیوگان کے حصے کا ٹیکس معاف کیا گیا ہے ان سالوں کے دوران جن ہوٹلز کو ٹیکس معاف کیا گیا ان کے نام اور معاف کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ہوٹل			رقم ٹیکس معاف کردہ	
	سال 2008-09	2009-10	2010-11	ٹوٹل
نولکھا ہوٹل	-/12,150روپے	-/12,150روپے	-/12,150روپے	-/36,450روپے
فرخ ہوٹل	-/8315روپے	-/8315روپے	-/8315روپے	-/24,945روپے
پیراڈائز ہوٹل	-/11,202روپے	-/11,202روپے	-/11,202روپے	-/33,606روپے
زمیندار ہوٹل	-/48,418روپے	-/48,418روپے	-/48,418روپے	-/145,254روپے
پاک رائل ہوٹل	-/6,586روپے	-/6,586روپے	-/6,586روپے	-/19,758روپے
چودھری ہوٹل	-/6,034روپے	-/6,586روپے	-/6,586روپے	-/18,102روپے
فیصل ہوٹل	-/12,150روپے	-/12,150روپے	-/12,150روپے	-/36,450روپے
ٹوٹل	-/104,855روپے	-/104,855روپے	-/104,855روپے	-/314,565روپے

(ہ) جی، نہیں۔کیونکہ پراپرٹی میں سے بیوہ کے حصہ کی معافی پنجاب اربن ایموو ایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 4(g) کے تحت دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ hotels کس کس rating areas میں ہیں، ان سے پراپرٹی ٹیکس کس ریٹ سے وصول کیا جاتا ہے اور اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ hotels لاہور rating area میں واقع ہیں اور ان سے Punjab Urban Immoveable Property Tax Act 1958 کی دفعہ 3 کے تحت پراپرٹی کی سالانہ rental value کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لاہور eighteen rating areas میں fall کرتا ہے یا کتنے rating areas میں fall کرتا ہے کیونکہ یہ ایک rating area نہیں ہے بلکہ ہر ایریا کے لئے علیحدہ سے ریٹ مقرر ہیں تو یہ بتائیں کہ لاہور کے ٹوٹل rating areas کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاہور کے ٹوٹل rating areas کتنے ہیں؟ This is very simple question.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ rating کسی جگہ 20 فیصد ہے اور کسی جگہ 25 فیصد ہے، اس میں چھ rating areas ہیں اور ہم اس میں مختلف طریقوں سے ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتا دیا ہے کہ چھ ریٹنگ ایریاز ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے اور ان کے ساتھ والے معزز ممبر نے کہا کہ چھ ہیں تو انہوں نے چھ کہہ دیا ہے۔ یہ ریٹنگ ایریا dozens کے حساب سے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے question properly تیار کئے ہیں اور نہ ہی ان کو جوابات اور ان کی صحت کے بارے میں علم ہے۔ یہ House کو دیکھیں اور اس کا تقدس دیکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میرے خیال میں رانا صاحب اس بات کو جانتے نہیں ہیں، یہ ہمارے معزز ممبر بھی ہیں اور پڑھے لکھے بھی ہیں۔ rating areas چھ ہی ہیں اور یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں اگر اس سے زیادہ ہوں گے تو جو سپیکر صاحب سزا دیں گے وہ ہمیں منظور ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر معزز ممبر نے بات کی ہے کہ محکمے نے یہاں پر صرف ایک مخصوص ایریا کے ہوٹلز کی لسٹ دی ہے اور اس میں صرف وہ ہوٹلز ہیں جو ریلوے سٹیشن کے علاقے میں ہیں۔ آپ کہیں تو میں ان کے نام بھی پڑھ دیتی ہوں جن میں نولکھا ہوٹل، فرخ ہوٹل، پیراڈائز ہوٹل، زمیندار ہوٹل، پاک رائل ہوٹل، چودھری ہوٹل اور فیصل ہوٹل ہیں۔ یہ سارے ریلوے سٹیشن کے ارد گرد کے ہوٹلز ہیں اور باقی ہوٹل کس جگہ پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ forth last Hotel کا نام پڑھ لیں گے؟ وہ نام پڑھ کر مجھے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! کون سا؟

جناب سپیکر: Page No: 1 پر جو four last hotels ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں آپ کو ایک بات بتا رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں بات پھر پوچھوں گا پہلے مجھے اُس ہوٹل کا نام پڑھ کر سنائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا ساری بیوائیں ریلوے سٹیشن پر رہتی ہیں؟

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا بیوگان صرف اسی ایریا میں رہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میری بات سنیں کہ ہم ٹیکس سب سے لیتے ہیں مگر وہ portions جو کسی یتیم بچے یا بیوہ کے ہوں تو اس کو ہم اس میں سے نکال دیتے ہیں اور بقیہ ہوٹل کا ویسے ہی ٹیکس لیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ سارے ریلوے سٹیشن کے ہوٹلز ہیں اور ساری بیوگان ریلوے سٹیشن پر ہی رہتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! ہمارے پاس جو اچھے ہوٹلز ہیں وہ آپ کو پتا ہے کہ مال روڈ اور اس کے ارد گرد ہیں یا لبرٹی وغیرہ میں ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے بھی زیادہ ہوٹلز ہیں وہ سٹیشن کے پاس ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا یتیم بچہ اٹھارہ سال کے بعد بھی یتیم ہی ہوگا، یہ بتایا جائے کہ اس کے لئے کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ بیوہ جب تک زندہ ہے اس نے کسی کے نام منتقل نہیں کیا ہوگا۔ اب اگلا سوال محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال بھی محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ کا ہے۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال سردار کامل گجر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار کامل گجر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر ابھی تشریف فرما تھے۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! تھوڑی دیر پہلے چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 10281 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی چودھری شوکت محمود بسراء کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 10640 ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھ کر سنایا جائے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ٹائم ضائع ہو گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ ان سے سوال کرنے کے لئے آج کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، سارے بیٹھے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سارے سوالات تو dispose of ہو رہے ہیں چلیں، ایک سوال کا تو جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، جواب دیں گے کیوں نہیں دیں گے۔اس سوال کا جواب آپ خود پڑھ لیں باقی آپ ضمنی سوال کریں۔ میں پھر ان سے جواب لیتا ہوں۔

لاہور: موٹر برانچز میں عملہ کی ملی بھگت سے کروڑوں روپے کے گھپلوں کی تفصیلات

*10640: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔ستمبر 2011 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور کی موٹر برانچز میں ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی ملی بھگت سے گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کو کلیئر ظاہر کر کے سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں متعدد شکایات کے باوجود کوئی انکوائری نہ کروائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان برانچز میں تعینات ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کو یہاں سے تبدیل کرنے تھرڈ پارٹی سے اس سلسلہ میں انکوائری کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے دراصل ٹوکن ٹیکس کی وصولی کے حوالے سے لاہور کی موٹر برانچ میں گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کی رسیدات کو دیکھ کر اور متعلقہ ضلع جہاں ٹیکس کی آخری ادائیگی کی گئی ہو، کے متعلقہ مجاز افسر (موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی) سے ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی سے متعلقہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد کمپیوٹر سسٹم میں اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر کے عہدہ کا افسر یا انسپکٹر اندراج کرتا ہے۔مزید برآں انٹرنل آڈٹ کی تصدیق اسٹیٹ بنک آف پاکستان، دفتر خزانہ اور اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر سے بھی تہرے نظام کے تحت باقاعدگی سے کی جاتی ہے جبکہ موٹر کاروں کے ٹوکن ٹیکس کی وصولی محکمہ ڈاک کرتا ہے اور گاڑی کے مالکان اپنی گاڑیوں کی محکمہ ڈاک میں ادا شدہ ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کے بعد ثبوت متعلقہ ای ٹی او موٹر برانچ لاہور کو پیش کرتے ہیں جبکہ محکمہ ڈاک خانہ جات سے مستقل ربط کے ذریعے مجاز ڈاک خانہ جات سے جہاں موٹر کاروں کی ٹوکن ٹیکس ادائیگی کی سہولت حاصل ہے کمپیوٹرائزڈ اعداد و شمار باقاعدگی سے حاصل کئے جاتے ہیں اور انہیں موٹر برانچ لاہور اپنے کمپیوٹر سسٹم میں درج کر کے نادہندہ گاڑی مالکان کے خلاف مؤثر اور بھرپور کارروائی کرتا ہے۔مزید یہ کہ پچھلے مالی سال میں ماہ دسمبر تک ٹوکن ٹیکس کی مد میں مبلغ -/738,952,139 روپے وصول کئے گئے تھے جبکہ اس سال ٹوکن ٹیکس نادہندگان کے خلاف جاری مہم اور مؤثر حکمت عملی کے نتیجے میں ماہ دسمبر تک مبلغ -/840,354,221 روپے وصول کئے گئے ہیں جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں -/101,402,082 روپے زیادہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ کسی بھی قسم کی بے ضابطگی یا شکایت کی صورت میں فوری طور پر محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) موٹر برانچ میں تعینات ڈیٹا انٹری آپریٹرز و ایکسائز افسران کو ٹرانسفر پالیسی کے مطابق تبدیل کیا جاتا ہے۔مزید یہ کہ ٹوکن ٹیکس کے آڈٹ کے حوالے سے محکمہ ہذا میں AETO کی سطح پر

اندرونی جبکہ اے جی آفس کی سطح پر بیرونی آڈٹ کا بھی باقاعدہ نظام موجود ہے جبکہ کسی بھی بے ضابطگی کی صورت میں بلا تاخیر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔اس وقت درج ذیل ڈیٹا انٹری آپریٹرز اور ای ٹی اوز کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں۔

1- انکوائری آرڈر مورخہ 21-02-2011 کے تحت محمد فیصل نعیم ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف misconduct اور corruption کے الزامات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

2- انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت محمد فرحان ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

3- انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت وسیم عباس ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

4- انکوائری آرڈر مورخہ 29-10-2011 کے تحت Inefficiency, Misconduct اور Corruption کے الزامات کی بناء پر درج ذیل ملازمین کے خلاف joint محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(1) فرخ شیر گوندل، ای ٹی او
(2) محمد ارشد، انسپکٹر
(3) رفاقت علی، انسپکٹر
(4) طارق محمود، ڈیٹا انٹری آپریٹر

5- طارق محمود ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی ڈپلیکیٹ کاپی و تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری information کے مطابق جتنی بھی investigations ہیں، جن لوگوں کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے یعنی ان لوگوں پر اگر کوئی charges ہوں تو ان کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے اور پھر انہی لوگوں کو ایک ماہ یا دو مہینوں کے بعد محکمہ انہیں دوبارہ واپس لے آتا ہے۔آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے، مزید یہ کہ ٹرانسفر اور investigation کے حوالے سے محکمے کی پالیسی کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محکمے میں تبادلہ کے بارے میں clear پالیسی بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور انکوائری میں کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا تو ان کو واپس لے لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،اُن کو تو ضمنی سوال کرنے دیں جن کا سوال ہے اور جنہوں نے محنت کی ہے۔ محترمہ! آگے بڑھیں یا نہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس میں، میں نے جو گزارش کی تھی کہ اگر عملے کے کسی سٹاف ممبر پر allegation ہوتا ہے اور اگر ان پر کوئی انوسٹی گیشن چل رہی ہے تو کیا during investigation وہ بندہ دوبارہ اسی اسامی پر تعینات کیا جا سکتا ہے یعنی جس کی وجہ سے ان پر کوئی allegation لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی! ان کا سوال بڑا simple ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! اگر اس پر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی اور وہ بے گناہ پایا جاتا ہے تو پھر اسی سیٹ پر واپس آجاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا During investigation?

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جب investigation ہو رہی ہوتی ہے تو اس کو وہاں سے change کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انوسٹی گیشن تو ہوتی ہے لیکن اگر کسی کے خلاف پرچہ درج ہو جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میں محکمانہ انکوائری کی بات کر رہا ہوں۔ پرچے کی بات نہیں کر رہا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! یہاں پر جو جواب دیا ہوا ہے وہ درست نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Order please. I tell you there is a difference between investigation and inquiry. Inquiry is different thing and investigation is a different thing.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جی، میں انکوائری کی بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صفحہ 30 پر لکھا ہوا ہے کہ انکوائری چل رہی ہے، کارروائی چل رہی ہے اور اس سے اگلے صفحے پر بھی یہی لکھا ہوا ہے کہ انکوائری چل رہی ہے۔ میں یہ

پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس انکوائری کی duration کیا ہے اور انکوائری پر مزید کتنا عرصہ لگ جائے گا؟ انکوائری ہے کہ چلتی جا رہی ہے اور کہیں پر بھی یہ commit نہیں ہوا کہ کسی کو کوئی سزا ہوئی ہے یا نہیں۔ میرا سوال اب یہ ہے کہ اس وقت سات آٹھ انکوائریاں چل رہی ہیں جو اس سوال میں mentioned ہیں لہذا بتائیں کہ یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہوں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! انکوائری کا اپنا ایک طریق کار ہے وہ ہمارے یا آپ کے کہنے سے ایک دم تو مکمل نہیں ہو جاتی، محکمہ اس کو اپنے طریقہ سے کرتا ہے۔ جب انکوائری میں کسی کا کوئی جرم ثابت ہوتا ہے تو پھر اس کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی جاتی ہے یا پھر اس کو نوکری سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو مکمل موقع ملتا ہے۔ وہ یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! اس وقت مختلف انکوائریاں چل رہی ہیں اور انکوائریاں مکمل ہوتی بھی رہتی ہیں۔ اگر یہ کسی specific case کا پوچھنا چاہتی ہیں تو اجلاس کے بعد معزز ممبر مجھے بتادیں میں ان کو پوری تفصیل بتادوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی تعریف کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے انتہائی حاضر دماغی سے بات کی ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ حاضر دماغی کے ساتھ ساتھ کوشش بھی کریں کیونکہ انہیں خود بھی پتا نہیں کہ انکوائری کا کیا procedure ہے اور یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہونی چاہئے۔ میں اجلاس کے بعد بھی ان سے جواب لوں گی لیکن یہ بات بھی on record رہے کہ اتنی زیادہ چیزیں چل رہی ہیں لیکن انہیں نہیں پتا کہ کب سے چل رہی ہیں اور کہاں کی طرف جا رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): اجلاس کے بعد تفصیل سے بتادوں گا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گی کہ محکمہ نے جو جواب یہاں پر دیا ہوا ہے وہ درست نہیں ہے۔ میری اطلاع کے مطابق اس میں سے کچھ آفیسرز جن کی انکوائری چل رہی ہے اور during inquiry محکمے نے ان کو اسی جگہ پر تعینات بھی کیا ہوا ہے جہاں پر ان کے خلاف charges تھے آپ اسے check کر کے verify کر لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اگر کسی نے کوئی

غلطی کی ہے تو اس کو تاہی پر اس کو inquiry during ہی suspend ہونا چاہئے۔ یہ بات مناسب نہیں ہے کہ انکوائری کے دوران بھی وہ وہیں پر کام کرتا رہے، اس کو تبدیل بھی نہ کیا جائے اور محکمہ اس کی سرزنش بھی نہ کرے۔ آپ دیکھیں کہ بار بار جواب میں لکھا گیا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ اس انکوائری میں جتنا بھی وقت لگتا ہے اس دوران محکمانہ کارروائی کا procedure ضرور adopt کرنا چاہئے۔ وہ بندے وہیں پر کام کر رہے ہیں اور میں یہ بات بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گی کہ جب میں نے یہ سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروایا تو محکمہ کی طرف سے مجھے بہت زیادہ contact کرنے کی کوشش کی گئی کہ آپ یہ سوال واپس لے لیں ورنہ ہمیں نوکریوں سے جانا پڑے گا۔ مہربانی کریں اور اس طرح سے اس محکمہ کا ستیاناس نہ کریں کیونکہ یہ ایک sensitive issue ہے۔ جعلی نمبر پلیٹس والی گاڑیوں جیسے issues ہوں گے تو میرے خیال میں پھر دہشت گردی اور اس طرح کے دوسرے معاملات کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اگر ہم لوگوں کو کھلی چھوٹ دے دیں گے تو وہ جو مرضی کرتے رہیں گے اور معاملات زیادہ خراب ہو جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! معزز ممبر نے بڑی تفصیل کے ساتھ ساری بات بتا دی۔ اگر ان کے پاس کوئی specific نام یا کوئی ایسی چیز ہے تو اجلاس کے بعد یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں ہم اس معاملے کو resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بہتر بات ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! اس سوال میں House کی sense یہ ہے کہ ان کے پاس لاہور میں ستائیس ڈیٹا انٹری آپریٹر موجود ہیں۔ اگر ایک ڈیٹا انٹری آپریٹر ایک مہینہ میں پچاس انٹریاں بھی کرتا ہے تو اس طرح کئی ہزار انٹریاں بن جاتی ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ پہلے تو یہ ستائیس بندے ہی بہت زیادہ ہیں دوسرا اگر وہ جعلی اور wrong entry کر کے جعلی گاڑی کی ٹرانسفر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اگر ایک ایک سال سے انکوائری چل رہی ہے تو House کی sense یہ ہے کہ ایسی انکوائریوں پر تین مہینے میں ان کو فارغ کیا جائے اور ان پر پرچے درج کئے جائیں (نعرہ ہائے تحسین)
یہاں پر سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں، میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ commit کریں کہ ایسے کرپٹ لوگوں کو نکال کر ہم نئے لوگوں کو بھرتی کریں گے۔ ڈیٹا انٹری آپریٹر کون سا فرشتہ ہے جو پاکستان میں نہیں ملتا۔

جناب سپیکر:اگر according to rules انکوائری کی میعاد ختم ہو گئی ہے تو اس کی ذمہ داری جس آفیسر پر عائد ہوتی ہے اس آفیسر کے خلاف آپ کو کارروائی کرنا پڑے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! بالکل ٹھیک ہے۔ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: سوال نمبر 10641 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: موٹر برانچز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10641: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنی موٹر برانچز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں تعینات ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ج) کتنے اور کون کون سے ملازمین اس جگہ عرصہ تین سال سے زائد تعینات ہیں؟

(د) ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ان میں سے کس کس آپریٹر اور ای ٹی اوز کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی کہاں کہاں چل رہی ہے؟

(و) ان میں سے کس کس ملازم کو پچھلے پانچ سال کے دوران کیا کیا سزائیں کس کس بناء پر دی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف):

(الف) لاہور میں اس وقت دو موٹر وہیکل رجسٹریشن آفس (برانچز) کام کر رہے ہیں:۔

I) A-2 فرید کوٹ ہاؤس لاہور

II) 31-AXX بلاک خیابان اقبال ڈی ایچ اے، لاہور

(ب) موٹر برانچ لاہور میں ای ٹی اوز اور ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

عہدہ	گریڈ	تعداد
ای ٹی او (03 ای ٹی اوز BPS-16 (OPS)	17	04
ڈیٹا انٹری آپریٹر	BPS-11	27

(ج) موٹر برانچ لاہور میں کوئی بھی ای ٹی او تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات نہ ہے جبکہ 13 درج ذیل ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی تعیناتی موٹر برانچ لاہور میں عرصہ تین سال سے زائد ہو گئی ہے:۔

نام ڈیٹا انٹری آپریٹر	تاریخ تعیناتی
1۔خرم آفتاب	30-12-2006
2۔علی رضا	12-04-2007
3۔صبا اکرم	21-08-2007
4۔محمد عدیل ظہیر	21-08-2007
5۔عاطف محمود	21-08-2007
6۔قمر الزمان بابر	21-08-2007
7۔محمد عرفان اسلم	21-08-2007
8۔عبدالجبار	21-08-2007
9۔محمد شکیل	21-08-2007
10۔محمد فرحان	22-09-2007
11۔محمد عثمان مشتاق	17-10-2007
12۔محمد ذیشان رفیق	07-05-2008
13۔محمد زعیم	01-09-2008

(د) ڈیٹا انٹری آپریٹرز گریڈ 11 کے ملازمین چونکہ کم تنخواہ پانے والے چھوٹے ملازمین ہیں اس لئے ان کو دور دراز کے علاقوں میں ٹرانسفر کرنا مناسب نہ ہے۔البتہ ان کی مجاز اتھارٹی ان کو ایک ڈیسک سے دوسرے ڈیسک (Desk to Desk) مذکورہ دونوں دفاتر کے اندر تبادلہ کرتی رہتی ہے۔

(ہ) اس وقت درج ذیل ڈیٹا انٹری آپریٹرز اور ای ٹی اوز کے خلاف محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں:۔

1- انکوائری آرڈر مورخہ 21-02-2011 کے تحت محمد فیصل نعیم ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف misconduct اور corruption کے الزامات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

2- انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت محمد فرحان ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

3- انکوائری آرڈر مورخہ 04-11-2011 کے تحت وسیم عباس ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی تبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

4۔ انکوائری آرڈر مورخہ 29-10-2011 کے تحت Inefficiency, Misconduct اور Corruption کے الزامات کی بناء پر درج ذیل ملازمین کے خلاف joint محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(1) فرخ شیر گوندل، ای ٹی او

(2) محمد ارشد، انسپکٹر

(3) رفاقت علی، انسپکٹر

(4) طارق محمود، ڈیٹا انٹری آپریٹر

5۔ طارق محمود ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف گاڑی کی ڈپلیکیٹ کاپی وتبدیلی ملکیت جعلی دستاویزات کی بناء پر محکمانہ کارروائی چل رہی ہے۔

(و) پچھلے پانچ سال کے دوران جن ملازمین کو جو سزائیں دی گئیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! ملازمین تو اتنی زیادہ تعداد میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں لیکن محکمہ کی کارکردگی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی جس پر اب ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ اس کے علاوہ جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ موٹر برانچ لاہور میں کوئی بھی ETO تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات نہ ہے۔ میری اطلاع کے مطابق یہاں پر کئی ETOs ایسے ہیں جن کو تعینات ہوئے تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور وہ ابھی تک اسی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس کی detail پتا ہو تو وہ House کو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب والا! میں اپنی معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک ہی سیٹ پر کوئی بھی ETO تعینات نہیں ہے۔ اگر ان کے نوٹس میں کوئی ایسا شخص ہے تو یہ اجلاس کے بعد میرے ساتھ بیٹھ جائیں اگر کوئی ایسا شخص پایا گیا تو ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور۔پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی کی تفصیلات

*8231: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم اکٹھی ہوئی اس کی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ضلع لاہور کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے کتنے زونز میں تقسیم کیا گیا ہے، ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کے انچارج کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا سال وار ٹارگٹ بتائیں، کیا ٹارگٹ سے کم آمدن ہوئی یا زیادہ؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی غلط وصولی پر کارروائی ہوئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کس شرح سے فی مرلہ وصولی کی گئی، کم از کم کتنے مرلے پر پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع لاہور میں مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم اکٹھی ہوئی درج ذیل ہے:۔

	سال 09-2008 اور	10-2009 میں
وصولی	مبلغ -/1,124,967,717 روپے	مبلغ -/1,377,318,131 روپے

(ب) ضلع لاہور کو پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے 14 زونز میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے دفاتر کی تفصیل اور ان کے انچارج کا عہدہ، گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

دفاتر مع پتا	انچارج کا عہدہ	گریڈ
1-پراپرٹی ٹیکس زون 1 باغبانپور	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
2-پراپرٹی ٹیکس زون 2 باغبانپورہ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
3-پراپرٹی ٹیکس زون 3 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
4-پراپرٹی ٹیکس زون 4 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17
5-پراپرٹی ٹیکس زون 10 فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16

6۔پراپرٹی ٹیکس زون 11فرید کوٹ روڈ	اسیسنگ اتھارٹی (اے ای ٹی او)	16
7۔پراپرٹی ٹیکس زون 12فرید کوٹ روڈ	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17
8۔زون 5، 20-19ایم بلاک ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
9۔زون 6، 20-19ایم بلاک ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
10۔زون 7، 20-19ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
11۔توسیع علاقہ 1، 20-19ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
12۔توسیع علاقہ 11، 20-19ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
13۔زون 8، 19نرگس بلاک	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
14۔زون 9، 19نرگس بلاک	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17

(ج) مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کی وصولی کے ٹارگٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	ٹارگٹ	وصولی
2008-09	2,165,290,000روپے	1,124,967,000روپے
2009-10	1,627,594,000روپے	1,377,318,000روپے

دونوں سالوں میں کم آمدنی ہوئی جس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

2008-09	1,040,323,000
2009-10	250,276,000

(د) سال 09-2008 میں کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے درج ذیل چودہ ملازمین کے خلاف سال 11-2010 میں انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	گریڈ
1	امجد محمود وڑائچ	اے ای ٹی او	16
2	جاوید زمان نیازی	۔ایضاً۔	16
3	فیصل جاوید	۔ایضاً۔	16
4	رانا محمد عالم	۔ایضاً۔	16
5	جاوید خالد	انسپکٹر	14
6	یونس گوندل	۔ایضاً۔	14
7	برکت علی	۔ایضاً۔	14
8	محمد ارشد	۔ایضاً۔	14
9	اسلم پرویز	انسپکٹر (او پی ایس)	07
10	محمد ارشد چہل	اے ای ٹی او	16
11	محمد نعیم	انسپکٹر	14
12	نعیم محی الدین	۔ایضاً۔	14
13	اختر زمان سندھو	۔ایضاً۔	14
14	ہمایوں سعید	سینئر کلرک	09

(ہ) پراپرٹی ٹیکس سالانہ تشخیص کی بنیاد پر وصول کیا جاتا ہے۔رہائشی پراپرٹی کی صورت میں کم از کم پانچ مرلہ سے زیادہ اور کمرشل پراپرٹی کی صورت میں مبلغ-/1080روپے سے زائد سالانہ تشخیص ہونے کی صورت میں پراپرٹی ٹیکس لاگو ہوتا ہے۔مزید یہ کہ مبلغ-/20,000روپے سالانہ تشخیص پر پراپرٹی ٹیکس بحساب 20فیصد اور اس سے زائد سالانہ تشخیص پر25فیصد کی شرح سے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، موٹر رجسٹریشن برانچ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8251:رانا آصف محمود:کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع سیالکوٹ، موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹر کرنے کی شکایات ہیں ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) موٹر رجسٹریشن آفس میں تعینات ملازمین کو سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران کتنی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے ادا کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ کی موٹر رجسٹریشن برانچ میں نو ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے نام،عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1	- - - -	ETO	(سیٹ خالی ہے)
2	افتخار احمد	AETO	16
3	محمد اکرم	انسپکٹر	14
4	عبدالستار	انسپکٹر	14
5	غلام مجتبیٰ	ڈی ای او	11
6	محسن رضا	ڈی ای او	11
7	محمد اشرف ڈوگر	موٹر ٹیلیشن کلرک	07
8	محمد شبیر	موٹر ٹیلیشن کلرک	07
9	انور باجوہ	کانسٹیبل	05
10	پرویز	کانسٹیبل	05

(ب) ان میں سے کسی بھی ملازم کے خلاف کسی بھی بناء پر محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) کسی بھی ملازم کے خلاف جعلی کاغذات پر گاڑی رجسٹر کرنے یا جعلسازی سے گاڑی رجسٹر کرنے یا کروانے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(د)

سال	رقم تنخواہ	TA/DA
2009-10	مبلغ-/1,040,793روپے	مبلغ-/3,981روپے
2010-11	مبلغ-/1,293,146روپے	NIL

ضلع سیالکوٹ، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*8252: رانا آصف محمود: کیا وزیر آبکاری ومحصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں؟

(د) پراپرٹی ٹیکس کے کتنے لوگ نادہندہ ہیں 50ہزار اور زائد کے نادہندگان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(ہ) سال2009-10 اور2010-11 کے دوران اس ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن سال وار ہوئی ہے؟

وزیر آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کل24 ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1-	1-رانا انتخاب حسین	ETO	17
2-	2-افتخار احمد کھوٹ	AETO	16
3-	3-محمد آصف	انسپکٹر	14
4-	4-اسد محمود	انسپکٹر	14
5-	5-خضر حیات	انسپکٹر	14
6-	6-خالد سینئر	انسپکٹر	14

7-	7-ثاقب محمود	انسپکٹر	14
8-	8-عبدالقیوم	انسپکٹر	14
9-	9-خالد جونیئر	انسپکٹر	14
10-	10-محمد ریاض	انسپکٹر	14
11-	11-عمران سجاد	جونیئر کلرک	07
12-	12-کرامت شاہ	جونیئر کلرک	07
13-	13-سرفراز	جونیئر کلرک	07
14-	14-محمد انور	کانسٹیبل	05
15-	15-رشید احمد	کانسٹیبل	05
16-	16-محمد اصغر	کانسٹیبل	05
17-	17-محمد دین	کانسٹیبل	05
18-	18-احسان	کانسٹیبل	05
19-	19-نذیر احمد	کانسٹیبل	05
20-	20-منظور حسین	کانسٹیبل	05
21-	21-محمد رشید	کانسٹیبل	05
22-	22-محمد نواز	کانسٹیبل	05
23-	23-بشارت علی	کانسٹیبل	05
24-	24-محمد رزاق	کانسٹیبل	05

(ب) کسی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) ایک شکایت ثاقب محمود بھٹی ایکسائز انسپکٹر ڈسکہ کے خلاف موصول ہوئی ہے جس کی رپورٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر سیالکوٹ سے طلب کر لی گئی ہے۔

(د) پراپرٹی ٹیکس کے 378 لوگ نادہندہ ہیں اور 50 ہزار اور زائد کے 06 نادہندگان کے نام اور پتاجات درج ذیل ہیں:-

نام	پتا	پچاس ہزار سے زائد رقم
1-عبدالرزاق	مین بازار سیالکوٹ	مبلغ-/53,564 روپے (پراپرٹی کو حسب قانون seal کر دیا گیا ہے)
2-جی بی Pvt.Ltd	پسرور	مبلغ-/322,454 روپے (عدالت نے stay order جاری کر دیا ہے)
3-محمد اقبال	ڈسکہ	مبلغ-/59,229 روپے
4-محمد رفیق	کشمیر روڈ سیالکوٹ	مبلغ-/97,848 روپے
5-محمد سعید	خادم علی روڈ سیالکوٹ	مبلغ-/69,521 روپے
6-ندیم اقبال	ڈسکہ سٹی	مبلغ-/59,229 روپے

(ہ) سال10-2009اور11-2010 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں سال وار وصولی درج ذیل ہے:-

سال	2009-10	2010-11
آمدن	مبلغ-/78,746,170روپے	مبلغ-/82,658,793روپے

ضلع راولپنڈی، موٹر رجسٹریشن کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9193: **محترمہ نرگس فیض ملک**: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موٹر رجسٹریشن کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال10۔2009 اور11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں، آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان دفاتر میں ان سالوں کے دوران کتنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کی گئی اور ان سے کتنی آمدن کس کس مد میں ہوئی؟

(ہ) موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں موٹر رجسٹریشن کا صرف ایک دفتر22-اے سول لائنز میں ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کے دفتر میں تعینات 49ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل جھنڈی (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع راولپنڈی کے دفتر میں سال10-2009اور11-2010کی آمدن درج ذیل ہے:-

سال	آمدن
2009-10	مبلغ-/146,224,171روپے
2010-11	مبلغ-/191,889,079روپے

ذرائع آمدن

1۔ رجسٹریشن فیس
2۔ ٹرانسفر فیس
3۔ ٹوکن فیس

4۔ پروفیشنل ٹیکس
5۔ نمبر پلیٹ

تفصیل اخراجات

	2009-10	2010-11
1-تنخواہ الاؤنس	-/6,085,491روپے	-/6,311,400روپے
2-پی او ایل	-/50,000روپے	-/100,000روپے
3-مشینری	-/25,000روپے	-/10,000روپے
4-یوٹیلٹی بلز	-/25,000روپے	-/50,000روپے
5-فرنیچر	-/20,000روپے	-/10,000روپے
6-متفرق	-/80,000روپے	-/230,000روپے
ٹوٹل	-/6,285,491روپے	-/6,711,400روپے

(د) ضلع راولپنڈی کے دفتر میں ان سالوں کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن اور آمدن درج ذیل ہے:-

رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد

	2009-10	2010-11
موٹر سائیکل	34,125	42,923
موٹر کار	1,572	2,763
کمرشل و دیگر	1,499	2,182

تفصیل آمدن

مد	2009-10	2010-11
1-رجسٹریشن فیس	-/48,273,190روپے	-/69,208,352روپے
2-ٹرانسفر فیس	-/40,406,757روپے	-/42,956,897روپے
3-ٹوکن ٹیکس	-/43,093,674روپے	-/54,365,589روپے
4-پروفیشنل ٹیکس	-/602,600روپے	-/3,507,683روپے
5-نمبر پلیٹ	-/13,847,950روپے	-/21,850,550روپے
ٹوٹل	-/146,224,171روپے	-/191,889,079روپے

(ہ) ضلع راولپنڈی کی موٹر رجسٹریشن برانچ میں تعینات ملازمین کے خلاف PEEDA Act–2006 کے تحت درج ذیل انکوائریاں چل رہی ہیں:-

1- انکوائری آرڈر مورخہ 10-09-2011 (گاڑیوں کی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کی بناء پر)

1- محمد آصف، ای ٹی او راولپنڈی (سابقہ)
2- سرفراز عالم مغل، ای ٹی او راولپنڈی (سابقہ)
3- یوسف نجم، ای ٹی او راولپنڈی (ریٹائرڈ)

-4 احمد شہزاد وٹو، انسپکٹر راولپنڈی
-5 ملک ناصر، انسپکٹر، راولپنڈی
-6 شعیب انیس، انسپکٹر، راولپنڈی
-7 احتشام الحق شامی، انسپکٹر، راولپنڈی
-8 عامر مقصود بٹ، کلرک، راولپنڈی
-9 محمد عریب، کلرک، راولپنڈی
-10 احمد رضا چشتی، ڈی ای او، راولپنڈی
-11 کاشف زمان، ڈی ای او، راولپنڈی
-12 منصور احمد، ڈی ای او، راولپنڈی
-13 محمد شاہد، ڈی ای او، راولپنڈی
-14 اشتیاق کیانی، ڈی ای او، راولپنڈی

-2 انکوائری آرڈر مورخہ 15-09-2011 (گاڑی کی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کی بناء پر)
-1 سرفراز عالم مغل ای ٹی او، راولپنڈی (سابقہ)
-2 پرویز اختر، اسسٹنٹ ای ٹی او، راولپنڈی
-3 احتشام الحق انسپکٹر، راولپنڈی
-4 اشتیاق احمد کیانی، ڈی ای او راو، لپنڈی
-5 محمد عریب، کلرک، راولپنڈی

-3 انکوائری آرڈر مورخہ 12-10-2011 کے تحت گاڑیوں کی نمبر پلیٹس کے سٹاک کو درست نہ رکھنا، نئی رجسٹریشن کی فائلز کو زیر التوا رکھنا، آٹھ گاڑیوں کے معاملات میں خامیاں، سات رجسٹریشن فائلز کی گمشدگی، گاڑی نمبر RIZ-3012 کے ٹرانسفر کیس کے نمٹانے میں کوتاہی، دستیابی leaflets اور زیر التواء نئی رجسٹریشن کیسز کے سلسلے میں غلط بیانی، SOPs پر عملدرآمد نہ کرنا، متعدد بار ہدایات دینے کے باوجود Scanning of Q Matic System Updation of Token Tax, Documents اور FIR No.37 مورخہ 24-11-2010 کا انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ راولپنڈی میں رجسٹر ہونے کی بناء پر سرفراز عالم مغل، ای ٹی او راولپنڈی (سابقہ) کے خلاف انکوائری کی کارروائی چل رہی ہے۔

-4 انکوائری آرڈر مورخہ 07-01-2012 کے تحت گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس میں خورد برد کی بناء پر عامر شہزاد کیانی جونیئر کلرک کے خلاف انکوائری کی کارروائی چل رہی ہے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*9194: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ایکسائز کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں ملازمین کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے اخراجات مدوار بتائیں؟

(د) کتنے دفاتر کرایہ کی عمارت میں قائم ہیں اور کتنے سرکاری عمارت میں چل رہے ہیں؟

(ہ) کرایہ کے دفاتر کا ماہانہ کرایہ اور ان کے مالکان کے نام، پتاجات بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ایکسائز کے چار دفاتر ہیں۔

(ب) ان دفاتر میں ملازمین کی تعداد گریڈ وار درج ذیل ہے:۔

دفتر بمقام	عہدہ آفیسر	گریڈ	تعداد	کل تعداد
راولپنڈی	ڈائریکٹر	18	01	212
	ای ٹی او	17	03	
	سپرنٹنڈنٹ	16	02	
	اے ای ٹی او	16	11	
	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	40	
	ڈیٹا انٹری آپریٹر	12	05	
	سینئر کلرک	09	04	
	جونیئر کلرک	07	65	
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	71	
	ڈرائیور	05	03	
	مالی	02	01	
	چوکیدار	02	03	
	سویپر	02	03	
سب آفس مری	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	02	7
	جونیئر کلرک	07	01	
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	03	
	چوکیدار	02	01	
سب آفس گوجر خان	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	01	4
	جونیئر کلرک	07	01	
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	02	
سب آفس ٹیکسلا	ای اینڈ ٹی انسپکٹر	14	01	3
	ای اینڈ ٹی کانسٹیبل	05	02	

(ج) ان دفاتر کے سال10-2009اور11-2010 کے اخراجات کی مدوار تفصیل جھنڈی(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دو دفاتر ٹیکسلا (سب آفس) اور گوجر خان (سب آفس) کرایہ کی عمارت میں ہیں اور دو دفاتر (راولپنڈی اور مری) سرکاری عمارت میں چل رہے ہیں۔

(ہ) کرایہ کے دفاتر، ٹیکسلا سب آفس اور گوجر خان سب آفس کا ماہانہ کرایہ -/2000 روپے فی دفتر ہے۔ان کے مالکان کے نام، پتاجات مندرجہ ذیل ہیں:-

نام سب آفس	نام مالک	پتا
ٹیکسلا	ملک غلام سرور ولد گل دین	جائیداد نمبری R-102-1 ٹیکسلا موضع کولیاں ٹیکسلا راولپنڈی
گوجر خان	مرزا مظہر حسین ولد باغ علی	B III 18/369 تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

ضلع سرگودھا۔ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*9488: سردار کامل گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال10-2009اور11-2010 کے دوران ضلع سرگودھا میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا کتنا ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار کتنا پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر کتنے اخراجات آئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال10-2009اور11-2010 کے دوران ضلع سرگودھا میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا جو ٹارگٹ مقرر کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	ٹارگٹ
2009-10	مبلغ -/87,590,000 روپے
2010-11	مبلغ -/56,639,067 روپے

(ب) اس عرصہ کے دوران سال وار جو پراپرٹی ٹیکس وصول ہوا وہ درج ذیل ہے:-

2009-10	مبلغ -/54,865,077 روپے
2010-11	مبلغ -/58,344,538 روپے

(ج) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی پر جو اخراجات آئے وہ درج ذیل ہیں:-

سال	اخراجات
2009-10	مبلغ-/6,944,663 روپے
2010-11	مبلغ-/8,880,602 روپے

سال 2010-11 کے اخراجات میں اضافہ صرف اور صرف حکومت کی طرف سے تمام ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافے کی وجہ سے ہوا ہے۔

(د) اس عرصہ کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے متعین ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل لسٹ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا۔ رجسٹریشن کی مد میں آمدن و دیگر تفصیلات

*9489: سردار کامل گجر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران رجسٹریشن کی مد میں کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران مذکورہ ضلع میں کتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران کتنی گاڑیاں جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے پکڑی گئیں؟

(د) مذکورہ ضلع میں مذکورہ بالا عرصے میں کتنے ملازمین کے خلاف کارروائی کس کس بناء پر ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران رجسٹریشن کی مد میں درج ذیل آمدن ہوئی:-

سال	آمدن
2009-10	-/27,390,599 روپے
2010-11	-/30,830,523 روپے

(ب) ان سالوں کے دوران ضلع میں درج ذیل گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں:-

رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد

	سال 2009-10	سال 2010-11
موٹر سائیکل	27,636	33,695
کار/جیپ	153	163

ٹرک/پک اپ	37	24
بس	12	9
ٹریکٹر	912	1199
رکشہ	229	605
کل تعداد	28,979	35,695

(ج) ان دو سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں کوئی گاڑی جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرواتے ہوئے نہیں پکڑی گئی۔

(د) ضلع سرگودھا میں سال10-2009 اور11-2010 کے دوران جتنے ملازمین کے خلاف کارروائی جس جس بناء پر ہوئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال10-2009 کے دوران

نام	کس بناء پر کارروائی ہوئی	فیصلہ/سزا
حاجی محمد عارف انسپکٹر	غیر حاضری/آڈٹ رقم وصول	Censure
وقار سلیم پٹواری	غیر حاضری	ایک سالانہ ترقی بند ہوئی
وقار سلیم پٹواری	جعلی سند میٹرک	نوکری سے برخاستگی
عنصر اقبال ڈرائیور	غیر حاضری	ایک سالانہ ترقی بند ہوئی

سال11-2010 کے دوران

خاور منیر ڈار انسپکٹر(OPS)	دوران روڈ چیکنگ گاڑی بند پر شکایت	Censure
انجم رشید واسطی انسپکٹر	دوران روڈ چیکنگ گاڑی بند پر شکایت	Censure
خالد محمود انسپکٹر	غیر حاضری	Censure
محمد خان کلرک	چھٹی بروقت پیش نہ کی	Censure
ملک محمد جاوید کلرک	تفریحی ٹیکس بروقت پیش نہ کیا	Censure
محمد اشرف ڈرائیور	غیر حاضری	دو سالانہ ترقی بند ہوئی
محمد اشرف ڈرائیور	LTVڈرائیونگ لائسنس پیش نہ کیا۔	نوکری سے برخاستگی
عنصر اقبال ڈرائیور	جعلیLTVڈرائیونگ لائسنس پیش کیا۔	نوکری سے برخاستگی

ضلع سرگودھا۔ہوٹلوں سے ٹیکس وصولی کی تفصیلات

*9634: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ہذا کن ہوٹلوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے؟

(ب) محکمہ ان سے کس شرح سے ٹیکس وصول کرتا ہے؟

(ج) ان ہوٹلوں سے ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں،ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کن کن ہوٹلوں سے ٹیکس کی وصولی کرنا باقی ہے،ان کے نام اور ٹیکس کی رقم کی تفصیل بتائیں نیز یہ ٹیکس کب تک وصول کر لیا جائے گا؟

(ہ) ان ہوٹلوں سے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنا ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن درج ذیل 18 ہوٹلوں سے ٹیکس وصول کر رہا ہے:-

سیریل نمبر	نام ہوٹل	ایڈریس
1	سولو ہوٹل	ریلوے روڈ سرگودھا
2	کیوز ہوٹل	یونیورسٹی روڈ سرگودھا
3	الحیات ہوٹل	کچہری روڈ سرگودھا
4	سرگودھا ہوٹل	یونیورسٹی روڈ سرگودھا
5	مالبروز ہوٹل	کچہری روڈ سرگودھا
6	کلمار ہوٹل	مسلم بازار سرگودھا
7	کنگز ہوٹل	سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
8	پاک کانٹیننٹل ہوٹل	کلب روڈ سرگودھا
9	ابراہیم ہوٹل	یونیورسٹی روڈ سرگودھا
10	آج ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
11	ایگزیکٹو گیسٹ ہاؤس	لنک کلب روڈ سرگودھا
12	مغل ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
13	اعوان ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
14	رائل لاجز	A/66 سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا
15	گیسٹ اینڈ لسٹ ہوٹل	لنک کلب روڈ سرگودھا
16	رائل ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
17	ملک ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا
18	حاجی ہوٹل	جنرل بس سٹینڈ روڈ سرگودھا

(ب) محکمہ ہذا ان ہوٹلوں سے یومیہ کرایہ کا 8 فیصد کی شرح سے ہوٹل ٹیکس وصول کرتا ہے۔

(ج) ان ہوٹلوں سے ٹیکس کی وصولی کے لئے چار اہلکاران کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں:-

سیریل نمبر	نام	عہدہ	گریڈ
1	شیخ انیس حیدر	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	17
2	محمد اقبال فاروق بٹ	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
3	شاہد اسلام	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
4	رانا نثار ستار	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	05

(د) کسی بھی ہوٹل سے ٹیکس کی وصولی کرنا باقی نہ ہے۔

(ہ) ان ہوٹلوں سے سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران درج ذیل ٹیکس وصول کیا گیا۔

2009-10	2010-11
مبلغ -/607,436 روپے	مبلغ -/649,750 روپے

ضلع بہاولنگر: ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*10281: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں سال 2009-10 اور 2010-11 میں محکمہ ہذا کو کتنا ٹیکس کس کس مد میں وصول ہوا، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) محکمہ ایکسائز بہاولنگر نے مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی مالیت کی منشیات پکڑی اور کتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع بہاولنگر میں سال 2009-10 اور 2010-11 میں محکمہ ہذا کو جتنا ٹیکس جس جس مد میں وصول ہوا اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	2009-10	2010-11
پراپرٹی ٹیکس	-/15,238,676 روپے	-/16,592,339 روپے
موٹر ٹیکس	-/118,791,726 روپے	-/91,765,157 روپے
پروفیشنل ٹیکس	-/3,979,493 روپے	-/4,532,966 روپے
انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی	-/364,561 روپے	-/285,790 روپے
ایکسائز ڈیوٹی	-/613,810 روپے	-/822,795 روپے
ہوٹل ٹیکس	-/118,295 روپے	-/135,796 روپے
کاٹن فیس	-/44,979,172 روپے	-/42,803,419 روپے
کل میزان	-/184,085,733 روپے	-/156,938,262 روپے

(ب) محکمہ ایکسائز بہاولنگر نے سال 10-2009 کے دوران جتنی منشیات پکڑی اور جتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے، تفصیل درج ذیل ہے:۔

FIR نمبر	نام ملزم	مقدار منشیات	مالیت
1- 495/09	گلزار امین ولد اسرار احمد	60 گرام چرس	7200
2- 500/09	آصف امین ولد محمد امین	80 گرام چرس	9600
3- 503/09	عبدالشکور ولد محمد صدیق	50 گرام چرس	6000
4- 48/10	محمد سراج عرف کالا ولد فتح محمد	60 گرام چرس	7200
5- 118/10	عمران ولد خان محمد	160 گرام چرس	19200
6- 735/10	محمد عباس ولد غلام محمد	35 گرام چرس	4200
7- 293/10	اشرف عرف بگا ولد کریم بخش	05 لیٹر شراب	1250

سال 11-2010 کے دوران جتنی منشیات پکڑی اور جتنے افراد کے خلاف مقدمات درج ہوئے، تفصیل درج ذیل ہے:۔

FIR نمبر	نام ملزم	مقدار منشیات	مالیت
1- 270/10	محمد سلیم ولد محمد شریف	115 گرام چرس	13800
2- 322/10	عمران مسیح ولد یونس مسیح	04 لیٹر شراب دیسی	1000
3- 499/10	عبدالحفیظ ولد عبدالعزیز	150 گرام چرس	18000
4- 38/10	عبدالجبار عرف بارہ ولد مختار احمد	11 لیٹر شراب دیسی	2750
5- 511/10	محمد اعظم ولد محمد ایوب فوجی	30 گرام چرس	3600
6- 29/11	محمد اسلم فلک شیر	50 گرام افیون	5000
7- 41/11	محمد اکرم ولد باقر علی /مرسلین ولد محمد سرور	10 لیٹر شراب دیسی	1250
8- 50/11	بشیر احمد ولد فضل احمد	2600 گرام چرس	312000
9- 51/11	بشیر احمد ولد فضل دین	03 بوتل شراب دیسی	750
10- 09/11	محمد احمد ولد محمد اسماعیل	05 لیٹر شراب دیسی	1250
11- 73/11	امیر علی ولد فتح محمد	06 لیٹر شراب دیسی	1500

بہاولنگر: محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*10304: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولنگر میں محکمہ کے کتنے دفاتر ہیں، ان میں گریڈ ایک تا 17 کے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور کتنی خالی ہیں ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) ان دفاتر میں گریڈ16تا19 کے کتنے ملازمین ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں، ان کے ناموں و محکمہ جات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) سال2009-10 میں محکمہ کو بہاولنگر میں کتنی آمدنی ہوئی، آمدن کا ٹارگٹ کیا تھا اور اگر ٹارگٹ سے کم آمدنی ہوئی تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ کے چار دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1 ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس، بہاولنگر
-2 سب آفس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، تحصیل چشتیاں
-3 سب آفس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، تحصیل ہارون آباد
-4 سب آفس ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، تحصیل فورٹ عباس

اور ان میں گریڈ1 تا17 کے 50 ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) محکمہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 55 ہے ان میں سے پانچ اسامیاں خالی ہیں اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1 انسپکٹر (2)
-2 سٹینوگرافر (1)
-3 ہیڈ کلرک (1)
-4 جونیئر کلرک (1)

انسپکٹر کی اسامیوں کی بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو سفارش کر دی گئی ہے-

سٹینوگرافر اور جونیئر کلرک ڈائریکٹ بھرتی کی اسامیاں ہیں اور بھرتی پر پابندی ہے-آرڈر ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں-پابندی ختم ہونے پر یہ اسامیاں پُر کر لی جائیں گی-

ہیڈ کلرک کی اسامی پروموشن کوٹا کی ہے جو کہ سینئر کلرک میں سے پُر ہونی ہے جب بھی کوئی امیدوار اس پوسٹ کے اہل ہوا تو حسب ضابطہ پرموٹ کر دیا جائے گا-

(ج) اس دفتر میں گریڈ16تا19 کا کوئی بھی ملازم deputation پر کام نہ کر رہا ہے-

(د) سال 2009-10 میں محکمہ کو بہاولنگر میں جتنی آمدنی ہوئی، محکمہ کی آمدن اور ٹارگٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جو کہ دیئے گئے ٹارگٹ سے 1.27 فیصد زیادہ ریکوری کی گئی۔

	ٹارگٹ	آمدن
2009-10	182,243,417/- روپے	184,560,106/- روپے

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ ریحانہ حدیث

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست محترمہ ریحانہ حدیث ایم پی اے، ڈبلیو۔327 کی طرف سے ہے۔

"گزارش ہے کہ میں 19۔جنوری تا 11۔فروری 2012 تک ملک سے باہر ہوں جس کی وجہ سے میں پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتی۔ براہ کرم مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا ایم پی اے، پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I may please be granted one day leave i.e. Thursday 19th January 2012. I shall not be able to attend the Session."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) ایم پی اے، پی پی۔228 کی طرف سے ہے:

"میں20۔جنوری کے اجلاس میں بوجہ اشد ضروری فیملی مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا براہ مہربانی 20۔جنوری 2012 کے لئے میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں عطا محمد خان مانیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عطا محمد خان مانیکا، ایم پی اے، پی پی۔227 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں 19 اور 20۔جنوری 2012 کے اجلاس میں بوجہ خانگی مصروفیات شریک نہیں ہو سکا لہذا ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں ضروری سیاسی معاملات کی وجہ سے مورخہ 19اور 20۔جنوری2012 کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ براہ مہربانی میری ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد ارشد

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست چودھری محمد ارشد ایم پی اے،پی پی۔225 کی طرف سے ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:-

"Sir, I want to go to Germany in respect of an urgent work. Therefore, it is requested leave may kindly be granted for 13 days i. e 18th to 30 January 2012."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ عارفہ خالد پرویز

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے،ڈبلیو۔305 کی طرف سے ہے

"I am going out of country to see my children for twenty days please allow me."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے،پی پی۔66 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, due to a pressing commitment I could not attend the Assembly Session on 25th January 2012. I may kindly be granted leave for that day."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر اسد اشرف

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے،پی پی۔138کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, it is stated that I am going abroad for treatment of one of my relatives as a company doctor and I can not attend the Session from 19th to 28th January 2012. Kindly grant me leave for the said period."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری طارق محمود باجوہ

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست چودھری طارق محمود باجوہ،ایم پی اے،پی پی۔170کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے یکم فروری2012کو سعودی عرب جارہا ہوں بقیہ اجلاس کے دنوں میں شرکت نہیں کر سکتا اس لئے مجھے یکم تا11۔فروری2012تک کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب طاہر نوید

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست جناب طاہر نوید ایم پی اے،این ایم۔369کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I humbly beg to say that I have to go aboard and connection with a personal matter. Therefore, I will not be able to attend the Assembly Session. It is requested that ten days ex- Pakistan leave may please be granted with effect from 1st to 10th February 2012."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے،ڈبلیو۔333 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں ضروری کام کی وجہ سے 3۔فروری 2012 کو اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں از راہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا تنویر احمد ناصر

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست رانا تنویر احمد ناصر،ایم پی اے،پی پی۔168 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I have to attend the marriage ceremony of my real nephew at Chicha Watni on 3rd February 2012. So due to this reason, I can not attend the Assembly Session. Kindly allow me one day's leave."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی،ایم پی اے،پی پی۔73 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں سعودی عرب عمرہ کی ادائیگی کے لئے جا رہا ہوں ماہ ربیع الاول میں انشاء اللہ حرمین شریفین میں حاضری ہو گی۔ مورخہ 5تا16۔فروری2012کے دوران اگر اجلاس میں میرا کوئی بزنس پیش ہو تو اسے موخر کر دیا جائے اور مذکورہ دنوں کے لئے میری رخصت بھی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ روبینہ شاہین وٹو

سیکرٹری اسمبلی:آخری درخواست محترمہ روبینہ شاہین وٹو ایم پی اے،پی پی۔188 کی طرف سے ہے انہوں نے تحریر کیا ہے۔

"Sir, with due regard it is submitted that due to my domestic engagements. I could not attend the previous Session from 12th December 2011 to 9th January 2012 and 19th January 2012 to 6th February 2012. Kindly grant me leave for the said period and oblige."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔محمد اشرف سوہنا صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں پہلے بھی کھڑا ہوا تھا لیکن آپ نے کہا کہ درخواستوں کے بعد۔

جناب سپیکر: آپ کی درخواست بھی آئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب! بہت مہربانی۔ابھی بھی اگر اجازت دے دیں تو دو منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، relevant پوائنٹ آف آرڈر ہو this I tell you اور irrelevant ہو گا تو میں بالکل نہیں سنوں گا بلکہ وہ ریکارڈ کا حصہ بھی نہیں بننے دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! 24۔جنوری کو محکمہ صحت کے متعلق سوالات تھے اور سوال نمبر 4890 پر محکمے نے جواب دیا تھا کہ ایڈمن افسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پُر کرنے کے لئے DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔محکمے کی طرف سے House کے اندر یہ ایک commitment دی گئی تھی اور آج 28۔فروری ہو گئی ہے لیکن ابھی تک اس commitment کو پورا نہیں کیا گیا۔پھر اسی میں انہوں نے کہا کہ تمام اداروں کی خالی اسامیوں کے لئے Departmental Promotion Committee منعقد کرنے کے لئے خط لکھ دیا گیا ہے لیکن 28۔فروری تک DPC ہی نہیں ہوئی تو محکمے سے پوچھنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ House میں commitment دے کر اسے پورا کیوں نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر صاحب!۔۔۔چلیں پھر کسی دن پوچھتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! لاء اینڈ پارلیمانی امور کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں آپ ان کے سپرد کر دیجئے اور یہ کل جواب دیں۔کیا آپ ان کے سپرد کرنا پسند کریں گے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سعید الہیٰ صاحب کو کہیں کہ وہ کل ضرور House میں آئیں اور ان کا جواب آنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کا message convey کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو پابند کریں پھر بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل تک جواب دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ یہاں بیٹھے تھے اور دونوں سوالات آپ کے تھے اس وقت آپ کہاں گئے تھے؟

پنجاب حکومت کی ریٹائرڈ ملازمین پر بلا استحقاق نوازشات کی بھرمار

(---جاری)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سینیٹ کے الیکشن میں تھوڑا busy تھے ہائیکورٹ میں ایک رٹ پٹیشن لگی ہوئی تھی اس سلسلے میں وہاں گئے ہوئے تھے اور ابھی بھی وہاں سے واپس آئے ہیں۔اب گزارش یہ ہے کہ جو گاڑیاں misuse ہو رہی ہیں میں نے باقاعدہ ان گاڑیوں کے نمبر دیئے تھے جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ کل تک اس کی رپورٹ پیش کی جائے لہذا استدعا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب رپورٹ پیش کریں۔

جناب سپیکر: پتا کرتے ہیں۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں کہ اس میں کیا progress ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے ACS کو باقاعدہ فیکس کیا اور ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر سے بات بھی کی ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو serious allegation آیا ہے حکومت کی گاڑیاں ان آفیسرز کے استعمال میں ہیں، rules کے مطابق یہی ہے کہ بذریعہ ACS ان کی verification کرنے کے بعد آج یا کل تک ان کا جواب آ جائے گا۔بسراء صاحب میرے بھائی ہیں لیکن یہ تو کوئی نہیں کہ کوئی چیز myth لی ہے کہ

ابھی فوری طور پر۔۔۔procedure کے مطابق ACS through جواب آتا ہے اور ACS اسے verify کر کے بھجیں گے۔

جناب سپیکر: اجلاس ختم ہونے کے بعد آپ اور محترم بسراء صاحب بھی میرے پاس تشریف لائیں گے، ہم اس میں آپ کی progress بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ نے کیا progress کی ہے پھر اسے House میں لائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے جو فیکس کیا ہے اس کی رسید بھی رکھی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر یہ بات مان لی جائے کہ ہم نے ACS صاحب کو لسٹ فراہم کر دی ہے اور وہ ہمیں بتائیں گے لیکن میرا پوائنٹ اور ہے۔اگر یہ رپورٹ آ بھی جاتی ہے کہ یہ گاڑیاں ان کے استعمال میں نہیں ہیں۔میں نے آپ کو گاڑیوں کے نمبر اور ماڈل دیئے ہیں۔ میری گزارش سن لیں پھر اس کے بعد آپ جو حکم کریں میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: کچھ باتیں ایسی ہیں کہ اگر آپ وہ بات یہاں شروع کریں گے تو اس میں کوئی رکاوٹ آ جائے گی اس لئے ہم اسے نہیں دیکھنا چاہتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کر دیتا ہوں کہ یہ کسی کے باپ کا مال ہے نہ ہی وہ آئی جی کے باپ کا مال ہے کہ وہ پٹرول، ڈیزل اور گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔وہ گورنمنٹ کی property ہے۔

جناب سپیکر: کل یہ ساری بات ہو گئی تھی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میری عرض تو سن لیں۔یہ public property ہے۔

جناب سپیکر: میں بھی اس public property میں حصے دار ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کی جانب سے ایک allegation آیا ہے، یہ کوئی proved بات نہیں ہے۔یہ بھی وکیل ہیں اور میں بھی وکیل ہوں اس لئے ان کو پتا ہے۔

جناب سپیکر: let me proceed further میری بات سنیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):اگر ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی طرف سے یہ رپورٹ آجاتی ہے کہ یہ گاڑیاں ان کے استعمال میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ہم اندھے نہیں ہیں۔کیا یہ بات دیکھ کر ہم چپ کر جائیں گے ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):یہ بات بھی add کر لیں کہ خواجہ شریف صاحب جو ریٹائر ہوئے ہیں ان کے بارے میں بھی بتایا جائے۔یہ بھی بتایا جائے کہ کن کن سرکاری افسران کے پاس ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری رہائشیں موجود ہیں،کیا ان کی entitlement ہے یا یہ بھی نوازشات ہیں؟

جناب سپیکر: ساری رپورٹ آئے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اگر اس کی رپورٹ آ بھی گئی تو پھر بھی ہم نے انکوائری کرانی ہے اور انکوائری کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی بات کا پتا ہے۔پلیز آپ بیٹھ جائیں اور اس بات کو چھوڑ دیں کیونکہ ایسی باتیں فائدہ مند نہیں ہیں۔میں سمجھتا ہوں اور آپ اس بات پر خاموشی اختیار کریں،آپ بیٹھ جائیں ہم پوری طرح اس کی تحقیق کریں گے اور کوئی بات چھپی نہیں رہنے دیں گے Don’t worry about that

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):یہ commitment دیں کہ کل تک رپورٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں۔کل یا پرسوں کی بات نہ کریں۔میں نے آپ سے جو بات کی ہے کیا وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتی؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے سب کے فائدے کی بات کی ہے۔اس پر ساری بات ہو جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: جی،نہیں۔آپ بھی بیٹھ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب!صرف ایک منٹ دے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: نہیں، آپ پھر بات کو پتا نہیں کدھر لے کر جاتے ہیں اس لئے آپ بیٹھ جائیں۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ دونوں حضرات میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیں گے تو اسی پر عمل کریں۔ محمد اشرف خان سوہنا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 7 کو take up کرتے ہیں۔ سوہنا صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ایکسیئن پی ڈبلیو ڈی کی معزز ممبر سے غلط بیانی

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ سال محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر، ایم پی اے نے مبلغ تیس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک پارک کی تعمیر کے لئے پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کو وزیر اعظم پاکستان کے دفتر سے funds جاری کروائے اور مذکورہ پارک کی تعمیر کے لئے مجھے نگرانی کرنے کو کہا گیا۔ پی ڈبلیو ڈی آفس ساہیوال نے گزشتہ مالی سال کے آخری مہینے میں ٹھیکیدار کو ساڑھے سترہ لاکھ روپے کی مٹی بھرائی کی ادائیگی کر دی جبکہ بقایا تیرہ لاکھ روپے lapse ہو گئے جو کہ ابھی تک جاری نہ ہوئے۔

جناب سپیکر! میں مسلسل ایکسیئن، پی ڈبلیو ڈی سے کام مکمل کرنے کے لئے رابطہ کرتا رہا مجھے ایکسیئن جاوید نے فون پر بتایا کہ ٹھیکیدار کو جتنی ادائیگی ہوئی ہے اس نے ادائیگی کے مطابق کام کر دیا ہے جبکہ موقع پر موجود گڑھے میں کچھ ہی مٹی بھرائی کا کام کیا گیا تھا۔ ایکسیئن کی اس غلط بیانی پر مجھے شک ہوا تو میں نے اس سے کام کا تخمینہ مہیا کرنے کے لئے کہا تو معلوم ہوا کہ تخمینے میں مٹی بھرائی کا کام صرف دس لاکھ روپے کا ہے جبکہ ٹھیکیدار کو ساڑھے سترہ لاکھ روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ میں نے ڈائریکٹر جنرل پی ڈبلیو ڈی اور وفاقی سیکرٹری ہاؤسنگ سے ملاقات کر کے اس فراڈ کی نشاندہی کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ میں نے تحریری طور پر بھی ڈائریکٹر جنرل، پی ڈبلیو ڈی اسلام آباد کو آگاہ کیا جس کا آج تک جواب نہیں ملا۔ جون سے دسمبر تک پی ڈبلیو ڈی کے تمام متعلقہ حکام سے رابطہ کرتا رہا ہوں کوئی نتیجہ نہ نکلنے کے بعد میں نے دوبارہ ایکسیئن، پی ڈبلیو ڈی ساہیوال سے رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ بارہ فیصد کمیشن وفاقی وزیر کے رشتہ دار لے رہے ہیں، اٹھارہ فیصد کمیشن محکمہ کے افسران کی جیب میں جا رہی ہے جبکہ بہت سے ممبران اسمبلی بھی کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ٹھیکیدار کمیشن کی اس ادائیگی کے بعد وصول شدہ رقم کے

عوض کام کرنے کے لئے تیار نہ ہے۔ایکسیئن،پی ڈبلیو ڈی ساہیوال جاوید تقریباًچھ ماہ مجھ سے غلط بیانی کرتا رہا ہے۔اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جائے کیونکہ یہ fresh ہے اور اس میں کافی serious allegations لگائے گئے ہیں جن کا جواب آنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے،اس تحریک استحقاق کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!میں نے حقائق اور ریکارڈ کے مطابق ساری تفصیلات سے آگاہ کیا ہے۔اس محکمہ کے جو کارہائے نمایاں ہیں وہ اس وقت پاکستان کے ہر ایک شخص کو معلوم ہیں۔اس پراجیکٹ کے چیف انجینئر ملتان میں دس لاکھ روپے کی رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہیں۔یہ ایک بہت بڑا فراڈ کیا گیا ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔محکمہ کے لوگ میرے ساتھ جھوٹ بولتے اور غلط بیانی کرتے رہے ہیں۔اگر مجھے شروع میں حقائق بتا دیتے تو اب تک اس کا نتیجہ نکل آتا اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اشرف خان سوہنا صاحب!ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ نکالیں گے لیکن اسے ابھی استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔None should be condemned unheard. ہم پہلے اس تحریک کا جواب لیں گے،منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے اور اس کے بعد انشاء اللہ اچھا عمل ہو گا۔اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

چولستان کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر سابق ایم پی اے اور بااثر افراد کا ناجائز قبضہ

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں اس ایوان میں ایک لازوال corruption کی کہانی بیان کرنا چاہتا ہوں جو کہ میرے حلقے اور بہاولپور ڈویژن میں وقوع پذیر ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔
جناب سپیکر! آپ اور اس ایوان کو یاد ہو گا کہ جس وقت یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی، جب ہم سب اس اسمبلی میں آئے اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو elect کیا، میں اور یہاں پر بیٹھے ہوئے دوسرے معزز ممبران ان کے voters ہیں تو اس وقت چولستان کے حوالے سے ایک بات کی گئی تھی کہ وہاں پچھلے دس سالوں سے، 2008 سے پہلے دس سالوں میں وہاں پر قبضہ مافیا نے بہت زیادہ علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ لوگ اپنے قبضے کو بڑھاتے ہوئے حکومت پنجاب کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں جس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی مہربانی، شفقت کی اور stern action لیتے ہوئے ان تمام قبضہ گروپوں کو ختم کرنے کے لئے حکم نامہ جاری کیا۔ اس حکم نامہ پر عملدرآمد بھی ہوا۔ اس کے بعد تین سال تک کسی نے کوئی ناجائز قبضہ نہیں کیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں یہ ایک درخواست ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے دفتر میں دی گئی۔ جس پر وزیر اعلیٰ کے دفتر سے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کہا گیا کہ آپ اس معاملے کی investigation کر کے بتائیں کہ اس وقت کون کون سے قبضہ گروپس چولستان میں قبضہ کرنے میں involved ہیں۔ اس پر چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو کہ حکومت پنجاب کا ادارہ ہے، نے ایک report generate کی جس میں لکھا گیا ہے کہ چھ بہت بڑے گروپس چولستان میں قبضہ کر رہے ہیں جن میں ایک سابق ایم پی اے بھی شامل ہے۔ اس ادارے نے باقاعدہ ان کا نام دے کر report بھجوائی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وزیر اعلیٰ کے دفتر کو یہ بتایا کہ ہم نے ان قبضہ گروپوں کی بے دخلی کے احکامات جاری کئے ہوئے ہیں لیکن وہ بہت طاقتور لوگ ہیں اور ہم ان کو بے دخل نہیں کر سکتے۔ اس وقت میرے پاس یہ دو by name بے دخلی کے orders موجود ہیں جو کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے جاری کئے ہیں اور ان کی نقول وزیر اعلیٰ کے دفتر کو بھی بھجوائی گئی ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف سے اس درخواست پر ابھی تک کوئی action نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے میں کچھ اخبارات اپنے ساتھ لایا ہوں۔

(معزز ممبر نے اخبارات لہرا کر دکھائے)

ان اخبارات میں لکھا ہے کہ چولستان کی سینکڑوں مربع اراضی پر مافیا نے قبضہ کر لیا۔ پچھلے الیکشن میں وہاں پر مسلم لیگ(ن) کے جو ٹکٹ ہولڈر تھے یہ ان کی پریس کانفرنس کی خبریں چھپی ہوئی ہیں جس میں انہوں نے خود اس چیز کا حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان قبضہ مافیا گروپوں کو روکا جائے اور یہ ناجائز قبضے ختم کرائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان اور وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرے دل میں وزیر اعلیٰ کا بہت احترام اور تقدس ہے کیونکہ میں ان کا voter ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ آج ان کے احکامات کی دھجیاں ان کے اپنے صوبے میں بکھیری جا رہی ہیں۔ صرف اس لئے کہ اس سابق ایم پی اے نے مسلم لیگ(ن) کو join کر لیا ہے۔ کیا اس طرح سے مسلم لیگ(ن) کو join کرنے والوں کو رشوت دی جا رہی ہے یا چشم پوشی کر کے ان کو طاقتور بنایا جا رہا ہے تاکہ وہ پنجاب کے عوام کا خون چُوس سکیں؟ وزیر اعلیٰ نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر برملا یہ اظہار کیا تھا کہ میں قبضہ گروپوں کو پنپنے نہیں دوں گا اور انہوں نے تین سال تک ایسا ہی کیا۔ کیا تین سال گزرنے کے بعد اب پنجاب میں پالیسی تبدیل ہو گئی ہے اور کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے اس بیان سے انحراف کر لیا ہے؟ اس وقت مسلم لیگ(ن) کے پاس یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے کہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے زمینوں پر قبضہ کرنے کی اجازت دی جائے؟ یہ تو پنجاب کے غریب عوام کا استحصال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ کی بات سنی جا چکی ہے۔ اب آپ یہ سارے کاغذات پارلیمانی سیکرٹری قانون کو پہنچا دیں۔ وہ اس بارے میں رپورٹ منگوا لیں گے اور پھر ہم اس پر اپنے طور پر بات کریں گے۔ آپ یہ کاغذات ان کو دے دیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور مجھے ان پر اعتماد بھی ہے کیونکہ یہ بہت کام کرنے والے لوگ ہیں لیکن میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس کہاں گیا؟ اسی ایوان میں کھڑے ہو کر وزیر اعلیٰ نے اس کے خلاف حکم دیا تھا اور اب اس ایوان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب کبھی بھی غلط کام نہیں کرتے۔ آپ اس بارے میں فکر مند نہ ہوں اگر ان کے علم میں یہ بات آئے گی تو وہ اس کا ضرور نوٹس لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ پہلے بھی ڈینگی کی وجہ سے بہت لوگ لقمہ اجل بنے ہیں، ابھی بھی میڈیا میں یہ رپورٹ ہو چکا ہے کہ اب تک ڈینگی کے 72 کیس منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اس وقت مجھے یہ لگتا ہے کہ [*******]

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو سامنے وزراء نظر نہیں آتے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: یہ حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں کیونکہ آپ فضول بات کرتی ہیں۔ مجھے ایسی بات پسند نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جی، اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ محترمہ! آپ کو اب بیٹھنا پڑے گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، شیخ صاحب!

تھانہ شادمان کے قریب جیل روڈ لاہور پر ماں بیٹی کا قتل

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کل جیل روڈ پر دو خواتین کو قتل کر دیا گیا اُن میں ایک والدہ تھی اور اُس کی ایک جوان بیٹی تھی۔ آپ کو یہ سُن کر افسوس ہوگا بلکہ آپ کو بھی پتا چل گیا ہوگا کہ یہ واقعہ تھانہ سے صرف چند قدم کے فاصلہ پر ہوا اور پولیس دیکھتی رہی اور یقین کریں کہ پولیس نے یہ کہا کہ یہ ہمارے ایریا میں نہیں آتا۔ وہ دونوں ماں بیٹی ہسپتال سے نکل کر آ رہی تھیں وہ ایک بیمار عورت تھی جس کو ایک شخص نے گولی ماری۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملہ پر ایک کمیٹی بنائیں اور اس واقعہ کے بارے میں پوچھا جائے۔ وہاں پر ٹریفک سارجنٹ موجود تھے، شادمان تھانہ چند فٹ کے فاصلہ پر ہے اور اُس وقت پورا جیل روڈ بھرا ہوا تھا۔ لاء اینڈ آرڈر کی یہ حالت ہے، دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہم عوام کو کیا shelter دے سکتے ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے بات پوری نہیں کرنے دی گئی اس لئے میں ایوان سے واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئیں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! آپ جائیں اور محترمہ سیمل کامران کو منا کر ایوان میں واپس لے آئیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور شیخ صاحب نے دل ہلا دینے والی بات کی ہے تو آپ اس کا جواب دیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ سیمل کامران کو منانے کے لئے
ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کے دو طریقے ہیں۔ شیخ صاحب اس واقعہ پر توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں یا پھر آپ کی discretion ہے اگر آپ اس پر کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ واقعہ وزیر قانون کے نوٹس میں لائیں اور کل ایوان میں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس واقعہ کا جواب کل ایوان میں آ جائے گا اور متعلقہ افسر بھی یہاں پر موجود ہو گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ڈینگی چونکہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ میں صرف اُسی پر focus کرتے ہوئے درخواست کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھے صحیح بات بتائیں، کیا آپ ٹی وی نہیں دیکھتیں؟ میں ٹی وی پر دیکھ رہا تھا کہ کل انہوں نے پی سی ہوٹل میں انٹرنیشنل ماہرین بلائے ہوئے تھے۔ وہاں پر خواجہ صاحب نے بتایا کہ ابھی تک ڈینگی کا ایک کیس بھی رپورٹ نہیں ہوا۔ اُدھر ایک بی بی نے مجھے یہ بتایا کہ ڈینگی کے ایک سو ستر کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔ Which is wrong. جی، آپ فرمائیں!

صوبہ میں ڈینگی سے ہونے والی ہلاکتیں اور اس پر اٹھائے گئے حکومتی اقدامات کی روزانہ کی بنیاد پر رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بالکل ٹی وی دیکھتی ہوں۔ میں آپ کی بات کو ہی strengthen کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچ اور صحیح کو declare کرے۔ اس

وقت اس ایوان میں میری یہی ڈیمانڈ ہے کہ ڈینگی کی وجہ سے کوئی اموات ہوئی ہیں یا نہیں، death declarationصرف اور صرف حکومت اور اُس کے محکمہ کا حق ہے اور اُس سے تمام ابہام دور ہو جاتے ہیں۔ میڈیا کی وجہ سے پہلے ہی جھوٹی خبریں گردش کرتی ہیں اُس کو کم کرنا ہے لہذا میری استدعا یہ ہے کہ آپ اپنے پارلیمانی سیکرٹری صحت سے کہیں کہ وہ اس فورم سے حکومت کا point of view دیں تاکہ ہم اُس کی logical reason پر جائیں۔آپ یاد رکھیں کہ ڈینگی جس بھی ملک میں گیا ہے وہ وہاں سے نکلا نہیں۔ یہ short term strategy, yearly strategy, five-yearly strategy کے تحت یہ موذی مرض ہمارے ہاں آ پہنچا ہے اور یہ مچھر مختلف طریقوں سے آ رہا ہے اور اس کا سیزن بھی آ رہا ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب حکومت اپنی ذمہ داری ادا کرے، نہ کہ ہم یہ کہیں کہ فلاں این جی او کر رہی ہے اور فلاں میڈیا اس پر خبریں دے رہا ہے۔ میری مؤدبانہ استدعا ہے کہ ہماری ہی ذمہ داری ہے، ہم اپوزیشن میں ہوتے ہوئے آپ کو strengthen کرنے کے لئے یہ بات کہہ رہے ہیں، ہاتھ بڑھا رہے ہیں تاکہ ہم جا کر دنیا کو یہ بتا سکیں کہ ہمیں اپنے عوام کی صحت prioritized ہے، ہم نے بات کرنی ہے اور جو بات ہم نے کی وہ حق اور سچ ہے تاکہ یہ قیاس آرائیوں کا ماحول نہ ہو۔ یہ بہت بڑی وبا آ رہی ہے اور اس کو handle کرنے کے لئے میں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام ممبران اور اُن کی efforts پیش کرتی ہوں۔ ہمیں قیاس آرائیوں اور این جی اوز کی میٹنگز کی ضرورت نہیں بلکہ حکومت یہ ذمہ داری لے اور وہ declare کرے کہ ڈینگی کی وجہ سے کتنی اموات ہوئی ہیں اور بتائے کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر سبھی لوگ پوری طرح محنت کر رہے ہیں اور اس پر پوری قوم کے talent کو ضرور آنا چاہئے جس طرح آپ ڈاکٹر ہیں آپ کو بھی اس میں اپنا پورا حصہ لینا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہمیں اسمبلی میں پارلیمانی سیکرٹری صحت روزانہ کی بنیاد پر ایک رپورٹ بتائیں تاکہ ہم بھی اُسی strategy کو لے کر چلیں کیونکہ جان کی حفاظت کرنا ہمارا آئینی فرض ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! فاضل ڈاکٹر صاحبہ نے ڈینگی کے حوالہ سے جو بات کی ہے تو میں ان کو آج کے دن تک کی efforts بتانا چاہتا ہوں کہ تمام ممبران اور تمام محکمہ جات کو involve کر کے اس کی daily presentation ہو رہی ہے اور اس وقت تک ڈینگی کا کوئی کیس رپورٹ نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود

حکومت اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس معاملہ کو جہاد کی طرح لے رہی ہے تاکہ انسانی جانیں ضائع نہ ہوں۔ میں محترمہ کے good gesture کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کار خیر میں یہ بھی ہماری مدد کریں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: یہ پوری قوم کا معاملہ ہے اس میں پوری قوم کو contribute کرنا چاہئے۔اب ڈاکٹر زمرد یاسمین راناصاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 2056 ہے۔جی، سندھو صاحب!

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر نگرانی تعمیر کی گئی دیگر لیبر کالونیوں کی طرح مندرج لیبر کالونیوں کو بھی مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کی تحریک التوائے کار نمبر 2056 کا جواب آ گیا ہے۔لیبر کالونی کے پلاٹس اور گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے 1976 میں پنجاب پراونس ورکرز پلاٹس الاٹمنٹ ریگولیشن 1976 اور پنجاب پراونس ورکرز ہاؤسنگ الاٹمنٹ ریگولیشن 1976 برائے تتمہ لف ہے جس کے تحت لیبر کالونیز کے پلاٹس، فلیٹس اور گھر صنعتی مزدوروں کو مالکانہ حقوق پر الاٹ کئے گئے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے اپنی 51ویں میٹنگ منعقدہ 4۔جون 2002 میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ہاؤسنگ سکیم پالیسی 2002 منظور کی جس کے تحت لیبر کالونیز کے پلاٹس مالکانہ حقوق پر دیئے جانے قرار پائے لیکن تعمیر شدہ گھر اور فلیٹس کرایہ پر دیتے ہیں لہذا درج ذیل پانچ لیبر کالونیز میں تعمیر شدہ فلیٹس اور کوارٹرز کرائے پر الاٹ کئے گئے ہیں۔

1۔ شیر بنگال لیبر کالونی رانا ٹاؤن شیخوپورہ۔ اس میں 1341 کوارٹرز ہیں اور اس کی تاریخ الاٹمنٹ 02-09-15 اور 07-02-20 ہے۔

2۔ علامہ اقبال لیبر کالونی سیالکوٹ۔اس میں 504 فلیٹ ہیں جو 2005-04-01 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/150 روپے ہے۔

3۔ مدینہ لیبر کالونی گجرات۔اس میں 209 فلیٹ ہیں جو 2002-08-29 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/150 روپے ہے۔

4۔ لیبر کالونی میاں چنوں۔اس میں 169 کوارٹر ہیں جو 2007-9-11 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/200 روپے ہے۔

5۔ لیبر کالونی رحیم یار خان۔اس میں 246 کوارٹر ہیں جو 2006-12-22 کو الاٹ کئے گئے ان کا ماہانہ کرایہ -/200 روپے ہے۔

جناب سپیکر! درج بالا ہاؤسنگ سکیمیں پالیسی 2002 کی شق 7(سی) کے مطابق الاٹی ورکر کی فوتیدگی، ریٹائرمنٹ یا سروس سے برخاستگی یا مستقل معذوری کی صورت میں آجر ورکر یا اس کے ورثہ سے چھ ماہ میں گھر یا فلیٹ وغیرہ خالی کرا کے قبضہ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر کے حوالے کرے گا تاکہ دوسرے ورکرز کو گھر یا فلیٹ الاٹ کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2062/11 محترمہ راحت اجمل صاحبہ کی ہے۔اس کا جواب آنا تھا کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جواب آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھئے۔

کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ کی چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے ٹریکٹر ٹرالیوں کے حادثات میں قیمتی جانوں کے زیاں میں روز بروز اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کوٹ رادھا کشن تا رائیونڈ روڈ ضلع قصور زرعی علاقہ ہونے کی بنا پر بکثرت ٹریکٹر ٹرالیوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔چنانچہ بھوسہ سے loaded اور ایک لائٹ والے ٹریکٹر ٹرالیاں بعض اوقات حادثات کا باعث بنتی ہیں۔ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ 2011 میں ٹریفک پولیس قصور نے 60 عدد ٹریکٹر ٹرالیوں کے خلاف کارروائی کی ہے۔ جہاں تک رائیونڈ روڈ لاہور کا تعلق ہے تو رائیونڈ روڈ سیکٹر رائیونڈ اور خیابان جناح کی حدود میں ہے۔اس روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیوں کا داخلہ ممنوع ہے لیکن پھر بھی اس روڈ کے ساتھ چونکہ تمام علاقہ دیہاتی ہے اور مقامی لوگ اکثر ٹریکٹر ٹرالیاں لے کر مین روڈ پر آ جاتے ہیں جن کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔ ماہ دسمبر 2011 میں سیکٹر رائیونڈ اور خیابان جناح میں ٹریکٹر ٹرالیوں کے 85 چالان جبکہ چار

ایف آئی آر درج کرائی گئی ہیں تاہم سیکٹر انچارج صاحبان اور فیلڈ سٹاف کو سختی سے ہدایات کی گئی ہیں کہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے ٹریکٹر ٹرالیوں کے خلاف بلاامتیاز حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔جہاں تک مذکورہ سڑک کی کشادگی کا تعلق ہے تو یہ صوبائی حکومت کا اختیار ہے۔شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئر مین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئر مین: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔اس کا جواب آنا تھا کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئر مین! اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئر مین: تحریک التوائے کار نمبر 8/12 اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/12 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔اس کا جواب آنا تھا کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

صوبہ میں چوری ہونے والی گاڑیوں کا ریکارڈ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے چوری شدہ گاڑیوں کے کاروبار میں اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

بروئے رپورٹ ڈی ایس پی انٹی وہیکلز لفٹنگ سٹاف صدر ڈویژن لاہور، تحریر ہے کہ شعبہ AVLS صدر لاہور میں باقاعدہ کرائم کمپیوٹر سیکشن کا نظام موجود ہے جس میں روزانہ کی بنیاد پر نہ صرف لاہور سٹی سے چھینی اور چوری شدہ وہیکلز کا ریکارڈ مرتب رکھا جاتا ہے بلکہ دیگر اضلاع سے بھی چھینی و چوری شدہ وہیکلز کا ریکارڈ جو بذریعہ فیکس موصول ہوتا ہے اس کا بھی کرائم کمپیوٹر سیکشن میں اندراج کیا جاتا ہے۔دوران چیکنگ ناکہ بندی مسروقہ وہیکلز لیپ ٹاپ کمپیوٹر کے ذریعے کرائم کمپیوٹر سیکشن سے فوری اور بروقت ضروری کرائم ڈیٹا حاصل کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں CRO برانچ لاہور میں بھی چھینی و چوری شدہ وہیکلز کا ریکارڈ روزانہ کی بنیاد پر update ہوتا ہے۔ایسی گاڑیاں جو بذریعہ شعبہ

AVLS صدر لاہور بطور مشتبہ السرقت زیر دفعہ 550 ضابطہ فوجداری قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں کو بعد ملاحظہ فرانزک سائنس لیبارٹری گاڑیاں مناواں ویئر ہاؤس میں ترتیب وار کھڑی کی جاتی ہیں جہاں ان کی حفاظت کے لئے ایک سب انسپکٹر کی سرکردگی میں مع چار کس ملازمان گارد 24 گھنٹے ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں جو ان گاڑیوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں لہذا مقبوضہ پولیس گاڑیوں کے پرزہ جات کی چوری ہو کر فروخت ہونا ناممکن ہے۔ مقبوضہ پولیس گاڑیوں سے متعلق مجاز عدالت ہائے کی طرف سے سپرد داری موصول ہونے پر حسب ضابطہ فوری تقسیم عمل میں لائی جاتی ہے۔ گاڑیوں کا کھٹارہ بننا ممکن نہیں ہے زیادہ تر گاڑیاں چوری ہونے کے بعد میرانشاہ، مردان، صوابی، ڈیرہ اسماعیل خان و علاقہ غیر چلی جاتی ہیں جہاں لاہور سے سرقہ شدہ گاڑیوں کی واپسی کے لئے شعبہ AVLS کی ٹیمیں افسران بالا کی اجازت سے صوبہ خیبر پختونخواہ جاتی ہیں اور متعلقہ trace مقدمات کی مسروقہ گاڑیاں حسب ضابطہ ٹرانسفر کرا کر لاتی ہیں۔ علاوہ ازیں دوران چیکنگ مسروقہ وہیکلز بلاامتیاز کسی وڈیرہ یا جاگیر دار اور شہری علاقہ و دیہات قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ شعبہ AVLS صدر لاہور کے ذریعہ وہیکلز چھیننا، چوری کے انسداد اور تدارک کے لئے لاہور سٹی کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکہ بندی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مطابق ریکارڈ مسروقہ وہیکلز انجن و چیسی نمبران کی پڑتال بذریعہ کرائم کمپیوٹر عمل میں لا کر مشکوک گاڑیوں کو حسب ضابطہ قبضہ پولیس میں لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں روزانہ کی بنیاد پر لاہور کے پارکنگ سٹینڈز پارک ہائے، ہسپتال ہائے اور درباروں کے پارکنگ سٹینڈز کی surprise چیکنگ عمل میں لائی جاتی ہے جہاں پر مشکوک اور کپڑے سے ڈھکی ہوئی گاڑیوں کو بطور خاص چیک کیا جاتا ہے۔ سال 2011 میں شعبہ AVLS صدر لاہور نے جعلی کاغذات پر رجسٹریشن کرنے والے گینگ کے سرغنہ اعجاز علی خان ہمراہ ایک کس کو گرفتار کیا اور ان کے قبضہ سے چھ عدد ٹیوٹا کرولا کاریں tampered شدہ قبضہ پولیس میں لی تھیں اطلاع ملنے پر جعلی کاغذات تیار کرنے والے ایجنٹس کے خلاف بلاامتیاز قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اگر چاروں صوبوں کے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو آپس میں direct منسلک کر دیا جائے تو انجن و چیسی نمبر پر جعلی رجسٹریشن پر گاڑی دوبارہ رجسٹرڈ ہونا ناممکن ہو جائے گا، سرقیدگی وہیکلز میں خود بخود کمی واقع ہو جائے گی اور سرقہ شدہ وہیکلز کی بازیابی کے لئے بھی معاون ثابت ہوگا۔ کرائم کی شرح کے حساب سے شعبہ AVLS صدر لاہور کم نفری اور محدود وسائل کے باوجود اپنی تمام تر پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انسداد سرقیدگی وہیکلز و سرقہ شدہ وہیکلز کی زیادہ سے زیادہ برآمدگی کو یقینی بنانے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ سال 2011 تا آج تک شعبہ AVLS

صدر لاہور کی کارکردگی کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔ کل trace مقدمات 684، ضلع ہذا 423، ضلع غیر 261، گرفتار شدہ گینگز 20، تعداد ممبران گینگ گرفتار شدہ 56 علاوہ گینگ گرفتار سارقان وہیکلز 78 ہیں۔

بروئے رپورٹ ڈی ایس پی AVLS سٹی ڈویژن لاہور تحریر ہے کہ ایسی گاڑیاں جو دوران تلاش مسروقہ وہیکلز پکڑی جاتی ہیں ان کو حسب ضابطہ قبضہ پولیس میں لیا جاتا ہے اور جو tampered گاڑیاں مشکوک پا کر قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں ان کا فرانزک سائنس لیبارٹری سے ملاحظہ کرانے کے بعد جیسی صورت ہو کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور قبضہ میں لی گئی گاڑیوں کے کسی بھی قسم کے پرزہ جات تبدیل نہ کئے جاتے ہیں اور جس حالت میں گاڑی قبضہ میں لی جاتی ہے اسی حالت میں مدعی کو تقسیم کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں جب بھی کوئی ایسی گاڑی جو مشکوک یا tampered پا کر قبضہ پولیس میں لی جاتی ہے تو ایک خاص پروفارمہ پر جس میں گاڑی کی تمام conditioning report تحریر ہے اور از قبضہ سے گاڑی کی حالت کے متعلق جس میں گاڑی کے تمام پرزہ جات تحریر ہیں دستخط کئے جاتے ہیں تاکہ سپرددار کو اس کی حالت کا پتا ہو کہ گاڑی کس حالت میں قبضہ میں لی گئی تھی۔ مزید سرقہ شدہ گاڑیوں کے سراغ براری کے لئے ضلع لاہور کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکہ بندی کرانے کے ساتھ ساتھ لاہور کے ہسپتالوں اور پارکوں کے وہیکل سٹینڈ بھی check کئے جاتے ہیں اور پارکنگ سٹینڈ داتا دربار صاحب کو وقتاً فوقتاً check کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی مشکوک tampered گاڑی ملے تو اس کو حسب ضابطہ قبضہ پولیس میں لے کر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں یہ بات کہوں گی کہ آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ اس جواب میں کس حد تک سچائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ گاڑیاں برآمد کر لی جاتی ہیں بلکہ انہوں نے all is well کہہ دیا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کتنے مالکان کو یہ گاڑیاں دیتے ہیں؟ انہوں نے یہاں پر بات کی کہ گاڑیاں علاقہ غیر میں جاتی ہیں جو ہم مانتے ہیں مگر وہ کس طرح سے چلی جاتی ہیں، کیا یہاں پر ہماری حکومت کا کوئی check نہیں ہے کیونکہ اکثر گاڑیاں پارکنگ سے ہی چوری ہوتی ہیں اور گاڑیاں کبھی بھی اصلی حالت میں مالکان کو نہیں ملتیں؟ میرے خیال میں 80 فیصد گاڑیاں برآمد نہیں ہوتیں بلکہ غائب ہو جاتی ہیں اور مالکان روتے ہی رہتے ہیں باقی 20 فیصد مالکان کو جو گاڑیاں ملتی ہیں ان کے پرزہ جات نہیں ہوتے بلکہ آپ بلال گنج لاہور میں چلے جائیں وہاں پر آپ کو ہر گاڑی کا پرزہ مل جائے گا اور بیچنے والے بھی مل جائیں گے۔ اس میں محکمہ کی صرف چشم پوشی

ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب پڑھا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چاروں صوبوں کو link کر دیا جائے مگر میرا سوال یہ ہے کہ آخر link کس نے کرنا ہے اور اس میں بہتری کے لئے کیا ہم نے کچھ نہیں کرنا؟ میں آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ آپ میری اس تحریک کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں اور اس کی جو بھی رپورٹ آتی ہے وہ ایوان میں پیش ہو۔

جناب چیئرمین: اس پر بحث ہو سکتی ہے مگر کمیٹی کے سپرد نہیں ہو سکتی بلکہ محکمہ کے علم میں یہ مسئلہ آ گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! جو تحاریک ہم پیش کرتے ہیں کیا اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کا جواب آ جائے اور ہم خاموش اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں؟

جناب چیئرمین: محترمہ! اس پر discussion کے لئے ہی ٹائم رکھا جا سکتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! آپ اس پر discussion کے لئے ٹائم رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: اب حکومت کے علم میں آ گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! یہ کوئی غیر اہم issue نہیں ہے کہ آپ اس کو ایسے ہی dispose of کر دیں۔ آپ اس پر discussion کے لئے ٹائم رکھ دیں یا پھر کمیٹی کے سپرد کر دیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ dispose of ہو گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس کا مطلب یہی ہوا کہ تحاریک التوائے کار کا جواب لیں اور بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ حسن اتفاق سے اگلی تحریک التوائے کار میری اپنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):
جناب چیئرمین! اسے pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 78 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

گڑھی شاہو لاہور کے سیوریج کا ٹھیکہ غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے سے حکومتی خزانے کو کروڑوں روپے کا نقصان

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور،انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):
جناب چیئرمین! اس کا جواب یہ ہے کہ سیوریج کا مذکورہ منصوبہ جس غیر رجسٹرڈ فرم کو دینے کا ذکر کیا گیا ہے وہ منصوبہ 15 کروڑ مالیت کا نہ ہے بلکہ اس کی مالیت 2 کروڑ 16 لاکھ 47 ہزار 343 روپے اور 56 پیسے ہے جس کا ورک آرڈر نمبر XEN(O&M-II)/GBT/12012-18 مورخہ 19۔جولائی 2011 کو جاری کیا گیا۔ باہو بلڈرز کی رجسٹریشن محکمہ ہاؤسنگ نے مورخہ 02-01-2012 کو برائے سال 2010 تا 2012 بحال کر دی ہے۔ جولائی کے مہینے میں جب ٹینڈر جاری کئے گئے تو اس فرم کی رجسٹریشن گورنمنٹ کے بقایا جات جمع نہ کروانے کی وجہ سے معطل تھی لیکن بعدازاں محکمہ ہاؤسنگ و پبلک ہیلتھ پنجاب کی جانب سے جاری لیٹر مذکورہ بالا میں اسی سال 2011-12 کے لئے تجدیدی لیٹر جاری کیا گیا جس میں سابقہ دور کی یعنی 2011 کی تجدید بھی شامل ہے۔ تاہم محکمہ واسا میں اس مسئلہ پر ایک محکمانہ کارروائی شروع کر دی گئی ہے اور مذکورہ فرم کو تاحال کوئی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔ محکمہ واسا کنٹونمنٹ بورڈ کے علاقہ میں کام کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہے لہذا کنٹونمنٹ بورڈ کی جانب سے کوئی NOC درکار نہ ہے۔ علامہ اقبال روڈ پر شروع کیا گیا منصوبہ دراصل محکمہ کی short term planning ہے جس کا ڈیزائن third party یعنی نیسپاک جیسے اعلیٰ شہرت کے حامل ادارہ سے منظور کروایا گیا ہے اور یہ منصوبہ صرف بارشی پانی کی جلد نکاسی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس منصوبہ کے بارے میں ایک جامع انکوائری چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی نگرانی میں جاری ہے جو اس کے تکنیکی و تعمیراتی پہلوؤں کا جائزہ لے رہی ہے۔ کینٹ ڈرین (میاں میر ڈرین) محکمہ واسا کے زیر انتظام ہے اور واسا نے مفاد عامہ کے پیش نظر کئی اور مقامات پر بھی اس میں سیوریج کا پانی ڈالا ہوا ہے۔ یہ ڈرین ایک پرانی ڈرین

ہے اور یہ صرف بارشی پانی کے لئے استعمال نہیں ہوتی تاہم نیسپاک سے ڈیزائن کی منظوری کے بعد اس منصوبہ کو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے منظور کروایا گیا تھا۔ اس منصوبہ کی تکمیل بھی نیسپاک کی resident supervision میں کی جا رہی ہے تاکہ مستقبل میں اس منصوبہ کے قابل عمل ہونے اور ان کے فوائد عوام الناس تک پہنچانے کو یقینی بنایا جا سکے۔ شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے صرف یہ بات کہوں گی کہ جو باتیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کی ہیں یا جو work order کی تاریخ وغیرہ بتائی ہے وہ already میری تحریک میں موجود تھیں۔ اگر اس منصوبہ کی دو کروڑ روپے مالیت ہے تو میں صرف یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ جو master plan بنایا گیا تھا اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیوریج کا پانی بلندی کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھوں گی کہ کیا کسی اور کمپنی نے ٹینڈر جمع نہیں کروائے تھے، جو کمپنی اس وقت ڈیفالٹر تھی اسی کو دینا کیوں ضروری تھا یا کیا کوئی اور کمپنی اس وقت موجود نہیں تھی؟ دوسری بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ علامہ اقبال روڈ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے نام پر شروع کیا گیا مگر آنے والے وقت میں یہ نہ ہو کہ ایک مسئلہ بن جائے کیونکہ سیوریج کا پانی بغیر کسی planning کے بلندی کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ واسا نے جو کارروائی شروع کی ہے میں اس حوالے سے بھی پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کیا کارروائی کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جواب تسلی بخش ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! ہمارے سابق ساتھی ایم پی اے حفیظ اللہ خان نوانی جو موجودہ ایم پی اے سعید اکبر خان نوانی صاحب کے بھائی ہیں وہ رضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب چیئرمین: کل ان کے لئے دعا ہو گئی تھی۔آج کے ایجنڈے پر مندرجہ ذیل کارروائی مسودات قانون اور مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008. Ch. Aamar Sultan Cheema may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Mr. Chairman! I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREABMLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now, third reading starts. Ch Aamar Sultan Cheema!

CH AAMAR SULTAN CHEEMA: Sir I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

MR. CHAIRMAN: Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009. Ch Muhammad Asad Ullah may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2009

CH MUHAMMAD ASAD ULLAH: Sir I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

'That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now, third reading starts. Ch. Muhammad Asad Ullah!

CH. MUHAMMAD ASAD ULLAH: Sir I move:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: پہلے ہم مورخہ 24۔جنوری2012کے ایجنڈے سے زیر التوار کھی گئی قراداد لیتے ہیں۔یہ قرارداد جناب ضیاء اللہ شاہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں قبرستانوں کی چاردیواری تعمیر کرنے کا مطالبہ

جناب ضیاء اللہ شاہ: شکریہ۔جناب چیئرمین!میں یہ قرارداد پیش کرتاہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چاردیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادوٹونہ کرنے اورکفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چاردیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادوٹونہ کرنے اورکفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اوراب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں کے گرد چاردیواری کرنے کے ساتھ ساتھ قبرستانوں میں جادوٹونہ کرنے اورکفن چوری ہونے کے واقعات کے تدارک کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد ملک محمد جاوید اقبال اعوان کی ہے۔ وہ اپنی قرار داد پیش کریں۔

ضلع خوشاب کے شہر نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل) کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل) کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب چیئرمین: اس میں پوائنٹ آف آرڈر ہو نہیں سکتا، آپ oppose کر سکتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں اس کی support میں ہی بات کرنا چاہتا ہوں، آپ کی مہربانی ہو گی اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، کر لیں بات۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ ملک صاحب نے جو قرار داد پیش کی ہے مجھے پتا ہے کہ یہ rural area ہے اور semi hilly area ہے۔ بہت سارے لوگوں کو دور دراز سے آنا پڑتا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس کو صرف resolution کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ واقعی اس کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔ بہت مہربانی

جناب چیئرمین: یہ قرار داد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ وادی سون کے شہر نوشہرہ (سب تحصیل) کو ضلع خوشاب کی تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: دوسری قرار داد محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے وقت طلباء وطالبات سے پانچ سال لازمی سروس کا بیان حلفی لینے کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔جناب چیئر مین!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا Affidavit لیا جائے۔"

جناب چیئر مین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا Affidavit لیا جائے۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئر مین! I oppose it

جناب چیئر مین: جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئر مین!سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی تنخواہ ایک سینئر سٹاف سے کم ہے اور young ڈاکٹرز سڑکوں پر آرہے ہیں۔آپ نے اُن کو کتنا facilitate کیا ہے اور کیا criteria رکھا ہے کہ آپ اُن کو پانچ سال کے لئے Affidavit پر bound کرنا چاہتے ہیں؟ڈاکٹر تو پہلے ہی ملک چھوڑ کر جارہے ہیں۔اُن کا ایک period ہے کہ انہوں نے چھ ماہ ہاؤس جاب کرنی ہے اور وہ ایک قانون ہے۔جس کے ماں باپ میڈیکل کی لاکھوں روپے فیسیں دے کر اپنے بچے کو ڈاکٹر بناتے ہیں تو کون ہوگا جو اپنے آپ کو پانچ سال تک پابند کرے گا؟ پہلے آپ یہ طے کریں کہ آپ نے اُس کو کتنا facilitate کرنا ہے،اُس کی سینئر سٹاف سے زیادہ تنخواہ کرنی ہے تو پھر اُس سے Affidavit لیں۔یہ آپ شرطوں پر اس طرح نہ کریں، میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح تو کوئی ڈاکٹر بھی پاکستان میں نہیں رہے گا اور یہ نوجوانوں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے۔

جناب چیئر مین: محترمہ نگہت ناصر شیخ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں نے جو اپنی قرارداد پیش کی ہے وہ داخلے کے وقت کی ہے۔ میری بہن نے جیسے کہا تو ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کا پہلے ہی shortfall ہے اور اس کو اسی طریقے سے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ میں خصوصاً خواتین ڈاکٹرز کے حوالے سے بات کروں گی کہ اوپن میرٹ کی وجہ سے 70 فیصد سے زیادہ خواتین آ جاتی ہیں۔ جب وہ ڈگری حاصل کر لیتی ہیں تو گھر بیٹھ جاتی ہیں اور پریکٹس نہیں کرتیں۔ Shortfall کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے اور دوسرا جہاں تک تنخواہوں کا تعلق ہے تو یقیناً اس کو بہتر کیا جا سکتا ہے اور ڈاکٹروں کو facilitate کرنا چاہئے۔ ہمارے ڈاکٹرز جو تعلیم حاصل کرتے ہیں اور میڈیکل کالجوں میں آتے ہیں صرف ان کے والدین ہی فیسیں ادا نہیں کرتے بلکہ حکومت بھی ان پر بہت کچھ invest کرتی ہے۔ حکومت اس امید پر invest کرتی ہے کہ وہ ملک اور عوام کے لئے کام کریں گے لیکن رزلٹ یہ نکلتا ہے کہ وہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد یا تو باہر چلے جاتے ہیں، گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں یا شادی کروا لیتے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ کم از کم وہ پانچ سال ضرور کام کریں اور عوام کی خدمت کریں جس کے لئے وہ ڈگری حاصل کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی کہ اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ڈاکٹر حضرات میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عوام کی خدمت کریں گے، میڈیکل کالجز میں داخلہ کے وقت پانچ سال لازمی سروس کا Affidavit لیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب چیئرمین: تیسری قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے پچاس فیصد قرضے دینے کا پابند کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔"

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! I oppose it

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! I oppose it

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! I oppose it

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب چیئرمین! I oppose it

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! I oppose it

جناب چیئرمین: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! یہ کہتے ہیں کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔ آپ تو پابندیاں قرضے پر لگا رہے ہیں۔ چلیں، یہ بات تو ٹھیک ہے کہ قرضے دینا بڑی اچھی بات ہے مگر جب قرضے وصول کرنے ہوتے ہیں تو یہ تاجر حضرات اپنے قرضے معاف کرا لیتے ہیں، صنعت کار قرضے معاف کرا لیتے ہیں اور زراعت کسانوں کے حصے میں آتی ہے۔ کسان بے چاروں کو تو قرضے ملتے ہی نہیں ہیں بلکہ کسانوں کے نام پر بڑے بڑے زمیندار قرضے لیتے ہیں اور وہ معاف کروا لیتے ہیں اس لئے میں اس کی سخت مخالفت کرتی ہوں۔ یہ چیز نہیں ہونی چاہئے یہ وفاق کو چاٹنے کی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شیخ صاحب اپنے لئے راستہ ہموار کروا رہے ہیں قرضہ لینے کے لئے۔ (قہقہہ)

جناب چیئرمین: گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! معزز ممبر نے جو یہ Resolution پیش کی ہے اس کو ہم نے جس بنیاد پر oppose کیا ہے کہ اس ملک میں، میں تو پہلے یہ سمجھا کہ شاید زراعت کے لئے پابند کیا جا رہا ہے کہ قرضے دیئے جائیں کیونکہ ہماری agro based economy ہے بلکہ ہماری تمام برآمدات agro based ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس سلسلے میں صرف زراعت پر ایک Resolution آنی چاہئے تھی کیونکہ سوائے زرعی بنک کے کوئی اور بنک قرضہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور جہاں پر قرضے دیئے جاتے ہیں وہ بھی تاجروں کو ہی دیئے جاتے ہیں۔ جب کسانوں کی پیڈی

کر اپس اور گندم مارکیٹ میں آتی ہیں تو ان بنکوں کے قرضوں کے ذریعے آڑھتی اور مڈل مین مافیا کسانوں کو لوٹتا ہے۔اس میں ہماری یہ تجویز ہے کہ اس پر House کی sense لے کر amendment کی جائے اور اس کو صرف زراعت کی حد تک محدود کیا جائے کیونکہ ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے کہ جو بھی بنک سے loans write off ہوتے رہے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ بڑے بڑے تاجروں کے loans ہیں جو اس ملک کو sick industry اور بیمار یونٹس کے نام پر کھا رہے ہیں اور ہمیشہ وہی قرضے لے کر write off کرواتے ہیں۔جب بھی زرعی بنک کا قرضہ ہو یا کوئی زرعی قرضہ کسی اور کمرشل بنک نے دیا ہو تو ہمیشہ کسان پکڑا جاتا ہے۔بنکنگ کورٹس 10۔ارب یا 10 کروڑ روپے write off کروانے والے کسی big gun کو نہیں پکڑتی، سوائے مشرف حکومت کے شروع کے دنوں میں جب سرور روڈ پر کرپٹ لوگ پکڑے گئے تھے اور بعد میں ان کو بھی patriots میں شامل کر کے وزیر بنایا گیا تھا۔

جناب چیئرمین! ہماری یہ تجویز ہے کہ اس میں شیخ صاحب اپنے طور پر amendment لے کر آئیں اور اس میں صرف زراعت کو رکھا جائے۔جب آپ کا 70 فیصد شعبہ economy زراعت کے ساتھ linked ہے تو اس میں تجارت، صنعت اور زراعت کے نام پر ایک Resolution لائی گئی ہے۔ Whereas یہ قرضے پہلے بھی صنعت کو یا تاجروں کو ملتے ہیں جبکہ کسانوں کو پہلے کبھی قرضہ نہیں ملا اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک اور اس صوبہ کے بنک bank owners جنہوں نے پہلے مسلم کمرشل بنک اور اس طرح کے اور بنک خریدے بلکہ ان پر ڈاکے ڈالے انہی کو دوبارہ قرضے دیئے جائیں گے۔یہ حکومت بھی traders کی ہے اور ایک trader کے ذریعے دوبارہ ان کی monopoly قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس لئے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ پہلے ایک Industrial Development Bank تھا، ان قرضوں کی وجہ سے اس کا دیوالیہ ہو گیا اور اس کو بند کرنا پڑا۔ شیخ صاحب یہ قرارداد لائے، لیکن میں بھی میجر ذوالفقار علی صاحب کی بات کی تائید کروں گی کہ حکومتی سطح پر اگر کسانوں کو چھوٹے قرضے دے دیئے جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔اگر اس قسم کی Resolution agro based industry پر لاتے تو ہمارے ملک کے لئے بہتر ہوتا۔اگر آپ اس طرح کی Resolution بنکوں کے لئے لائیں تو یہ سیاسی بنیادوں پر قرضے لئے جائیں گے اور بعد میں قرضے معاف کروائے جائیں گے پھر خادم اعلیٰ

صاحب بھی آکر کہیں گے کہ لوگوں نے سیاسی بنیادوں پر قرضے معاف کروائے۔ میں سمجھتی ہوں خدا کے لئے ایسی قرارداد کو مت لائیں جس سے اس ملک کی اکانومی تباہی کے دہانے پر کھڑی ہو جائے۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، آپ نے oppose نہیں کیا۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! میں نے تو oppose کیا تھا۔

جناب چیئر مین: جی، میاں صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئر مین!۔۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، آپ بات نہیں کر سکتے جو oppose کرے گا صرف وہی بات کر سکتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میری آپ سے گزارش ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: شیخ صاحب! میاں صاحب کے بعد آپ بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میری بات سن لیں کہ آج آپ سب کو موقع دیں۔ وہ اس قرارداد پر بولیں پھر مجھے بھی موقع دیں اور میں آج حقائق بیان کروں گا کہ یہ بنیاد کیا ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: چلیں! اس کے بعد آپ کی باری آئے گی تو بات کر لینا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! اصل میں بات یہ ہے اور کہا تو یہ جاتا ہے کہ زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس ریڑھ کی ہڈی کو کبھی ریڑھ کی ہڈی نہیں سمجھا گیا بلکہ ریڑھ کی ہڈی کو توڑنے کے لئے سارا بوجھ اس پر ڈالا گیا ہے، جتنے بھی قرضہ جات اور ٹیکسز ہیں سارے ریڑھ کی ہڈی پر بوجھ ڈالے جاتے ہیں جبکہ ہمسایہ ملک بھارت میں جس کی میں مثال دینا چاہوں گا کہ وہاں چھ ایکڑ کے مالک پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، اس کو پانی مفت ہے اور اس کا کوئی ٹیکس یا آبیانہ نہیں ہے، وہاں پر بجلی مفت ہے اور بجلی کا کوئی بل نہیں ہے مزید وہاں پر ہر طرح کے ٹیکسز معاف ہیں۔ اس کے علاوہ زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے جو کھادیں اور سپرے وغیرہ ان کو ملتی ہیں وہ بھی سبسڈی ریٹ پر ملتی ہیں یعنی آدھی قیمت سے بھی کم پر ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی پنجاب سارے بھارت کو خوراک مہیا کرتا ہے اور وہاں سے روزانہ ٹماٹر، دیگر سبزیوں اور فروٹ کے 200 ٹرک واہگہ بارڈر پر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کا کسان خوشحال ہے اور اس کو facilitate کیا جاتا ہے۔ یہاں کے کسان کو قرضہ مہنگی شرح پر دیا جاتا ہے اور اگر وہ ادا نہیں کر سکتا تو پکڑا جاتا ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ قرارداد میں یہ amendment کر دی جائے کہ کسان

کو جو قرضہ دیا جائے وہ کم شرح پر دیا جائے تاکہ زراعت بھی promote ہو اور ہمیں باہر سے یا بھارت سے سبزیاں نہ منگوانی پڑیں۔ ہم اپنی خوراک اور زراعت میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ آمنہ بٹر!

ڈاکٹر آمنہ بُٹر: جناب چیئرمین! معزز ممبران جنہوں نے پہلے بات کی میں ان کی تائید کرتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ زراعت ہمارے ملک اور خاص طور پر پنجاب کی economy کا بہت اہم حصہ ہے اور ہماری اکانومی زراعت پر بہت زیادہ انحصار کرتی ہے۔ اس سے صنعت کار اور سرمایہ دار قرضے لے لیتے ہیں اور پھر وہ قرضے معاف کرا لیتے ہیں۔ اس قرارداد میں amendment کی جائے، اس کو نہ صرف قرارداد کے ذریعے لایا جائے بلکہ اس کو حکومتی سطح پر ایک regulation کے ذریعے سے بھی لایا جائے اور خاص طور پر قرضوں میں یہ بھی amendment کی جائے کہ جو قرضے دیئے جائیں وہ یا تو بلاسود دیئے جائیں یا بہت کم شرح سود پر ہوں اور incentive based قرضے ہوں، corporative farming کے لئے قرضے ہوں جو چھوٹے چھوٹے کسان مل کر ایک corporative بنائیں، اس کے لئے قرضے ہوں اور green house farming کے لئے incentive قرضے ہوں۔ non-traditional زراعت کے ذریعے سے per square foot کے حساب سے جو زراعت کی جاتی ہے اس کا incentive ان نوجوانوں کو دیا جائے جو یہ کام کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے قرضے دیئے جائیں۔ کیونکہ اگر ہم صرف قرضے لے لیں گے تو صرف سود دے دے کر بنکوں کو فائدہ دیں گے۔ تمام دنیا میں یہ بڑی عام بات ہے کہ جب قرضہ دیا جاتا ہے تو فائدہ سرمایہ دار اور بنک کو ہوتا ہے۔ غریب آدمی جو قرضہ لیتا ہے وہ قرضے کی لعنت تلے دب جاتا ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس میں amendment کی جائے اور اس کو بھرپور طریقے سے لایا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، نہیں۔ آپ نے oppose نہیں کیا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! میں ایک نکتہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیں! آپ بعد میں پیش کر لیجئے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! اس قرارداد میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔ میں اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کس چیز کا 50 فیصد؟ بنک تو overall 50 فیصد سے زیادہ قرضہ دیتے ہیں کیونکہ بنک کا کام ہی یہ ہے کہ وہ قرضے دے کر earn کرتے ہیں۔ جب یہ مبہم قسم کی ہماری قرارداد جائے گی تو وہ ridiculous ہو گی اس لئے اس کو تھوڑا سا amend کر دیں کہ ان کا مقصد کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ صرف تین منٹ کے لئے میری بات سن لیں۔ آج مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں بھی اس ایوان کا ایک ممبر ہوں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ میری بہن جو بیٹھی ہوئی ہیں اور فیصل آباد کی ہونے کی وجہ سے جس کی میں بڑی عزت کرتا ہوں۔[*******]

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! یہ کتنی بُری بات کر رہے ہیں اور یہ ہمیشہ اس طرح ہی کرتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں! آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ Chair سے مخاطب ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! یہ الفاظ حذف کروائیں۔

جناب چیئرمین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ چلیں! اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب مسئلہ یہ ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! اسے ہمیشہ عورتوں سے مسئلہ رہا ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اب میجر صاحب کو کہیں کہ ذرا بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: میجر صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ اب آپ بات سن لیں، اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، شیخ صاحب!

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین افسوس کی بات یہ ہے کہ میرے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ہمارا خیال تھا کہ شیخ صاحب کا مسئلہ شاید کوئی ایک خاتون ہی ہیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! انہوں نے تو House کے لئے مسئلہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: اب ان کو بات تو کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ پہلے میجر صاحب کو سن لیں۔

جناب چیئرمین: آپ پھر تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بیٹھتا ہوں آپ پہلے ان کو سن لیں۔

جناب چیئرمین: جی، میجر صاحب آپ فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے House کا یہ خیال تھا کہ ہماری صرف ایک معزز ممبر سے ہی ان کا personally clash ہے یا business کا مسئلہ ہے یا کوئی rivalry ہے لیکن آج یہ محسوس ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کو خواتین ممبران سے خاص طور پر اور generally خواتین سے ان کا کوئی مسئلہ ہے اور یہ کیوں ہمیشہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

Irrespective of the age وہ ہماری معزز ممبر ہیں اور فیصل آباد سے ان کا تعلق ہے۔ ان کو تمام خواتین سے مسئلہ کیوں پیش آتا ہے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! آپ بھی قرارداد پر بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں قرارداد پر ہی بات کرتا ہوں آپ مجھے بات کرنے کا موقع تو دیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایسے نہ کریں۔ میں جو کہہ رہا ہوں آپ ویسے کریں اور قرارداد پر بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے محترمہ کو۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ پہلے House کو order in تو کریں۔ میں نے ان کی بات سنی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بات تو کریں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے عزت سے بات کی ہے، ان کی respect کی ہے اور میں ان کو یہ جواب بھی نہ دوں، وہ میری بات تو سن لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! ان کو پنجاب کی خواتین سے کوئی مسئلہ ہے اور اپنے قرضے کے لئے بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ چاہ رہا تھا کہ میری بہن کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ انہوں نے ذاتی طور پر مجھ سے ایوان کے سامنے یہ بات کہی ہے کہ شیخ صاحب اپنے قرضے کے لئے بات کرتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: تو اور کیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب ان سے کہیں کہ یہ میری بات سن لیں۔ میں آج یہ بات کہہ رہا ہوں کہ یہ پورا ایوان جو 371 ممبران پر مشتمل ہے۔ میری بہن نے جو ابھی بات کی ہے ان 371 ممبران میں سے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ یہ مجھ پر ایک روپے کا قرضہ دکھادیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: ان کے راوی موٹر پر کتنا قرضہ ہے؟

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ قرارداد پر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ ایک روپے کا قرضہ دکھادیں تو میں صبح ہی resign کر دوں گا بلکہ آج ہی resign کر دوں گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ ابھی resign کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اب میں اگلی بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جن معزز ممبران نے اس مسئلے پر بات کی ہے آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ ان میں سے کسی کو بھی یہ پتا نہیں تھا کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟ اس ملک کے لئے Government

Securities کا پیسا بہت بڑا عذاب بنا ہوا ہے، حکومت جو قرضے لے رہی ہے میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی میجر ذوالفقار صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ گورنمنٹ کا اس وقت کمرشل بنکوں میں قرضہ کی percentage کیا ہے؟ یہ مجھے بتا دیں گورنمنٹ کا اس وقت قرضہ کتنا ہے میں ابھی resign کر دوں گا۔ جن کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں وہ اس پر بات کر رہے ہیں۔

(اذانِ ظہر)

MAJOR(RETD) ZAULFIQAR ALI GONDAL: Mr. Chairman! I am on a point of personal explanation.

جناب چیئرمین: میجر صاحب! اذان ہو رہی ہے۔ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ایوان کے ہر ممبر کو یہ سن کر اب دکھ ہوگا کہ اس وقت 2.7 ٹریلین کا قرضہ حکومت کمرشل بنکوں سے لے چکی ہے جس کی وجہ سے افراط زر بڑھ رہا ہے۔ پرسوں سٹیٹ بنک نے ایک انتہائی خطرناک رپورٹ دی ہے۔ میں ایک انتہائی اہم بات کر رہا ہوں خدا کی قسم مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ ہم جذبات میں سوچ رہے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ میں کہنا کیا چاہ رہا ہوں۔ سٹیٹ بنک نے کہا ہے کہ اگر گورنمنٹ نے کمرشل بنکوں سے قرضے لینے بند نہ کئے تو ہمیں کرنسی چھاپنی پڑے گی اور ہم کرنسی چھاپنے سے نہیں رک سکتے۔ اس وجہ سے ملک میں افراط زر بڑھ رہا ہے اور مہنگائی بھی بڑھ رہی ہے۔ اب میں اپنی بہنوں اور بھائیوں کو جنہوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے اور میرے بھائی جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں یہ بنکر بھی ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ equity کا مسئلہ نہیں ہے۔ پرائیویٹ انڈسٹری اور زراعت کو اس وقت صرف 18 فیصد کمرشل بنکوں سے قرضہ مل رہا ہے۔ 82 فیصد قرضہ بنکوں سے کیوں لیا جا رہا ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ وہ اس لئے لیا جا رہا ہے کہ "سکوک بانڈز" میں اور Government Securities میں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: گرین ٹریکٹر کے لئے کس نے قرضہ لیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان سے کہیں یہ میری بات سن لیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! Government Securities میں پیسا کیوں لیا جارہا ہے؟ وہ اس لئے لیا جارہا ہے کہ بنکوں میں اس وقت اس سے بڑا بزنس کوئی نہیں ہے، تین چار فیصد سود کا پیسا گورنمنٹ کو بارہ تیرہ فیصد پر لینا پڑ رہا ہے بلکہ چودہ اور پندرہ پر بھی لینا پڑ رہا ہے کیونکہ بنکوں کی یہ safe investment ہو رہی ہے اس لئے آپ کو بھی سن کر یہ افسوس ہوگا بلکہ ہر ممبر کو سن کر افسوس ہوگا کہ بنکوں کا average سالانہ منافع 20۔ارب روپے ہے۔ تین دن پہلے کی balance sheets اٹھا کر دیکھیں ایک بنک کا 22۔ارب روپے آیا ہے اور دوسرے بنک کا اٹھارہ 18۔ارب روپے آیا ہے۔ مجھے آج افسوس ہے کہ ہم سب بیٹھے ہوئے یہ دیکھ رہے ہیں اور ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ خدا کے لئے اس قرضے کو روکو، کمرشل بنکوں نے تو انتہا کر دی ہے۔ اس وقت پاکستان میں بہترین investment banks ہیں۔ کوئی بنک اس وقت ایسا نہیں ہے جس کا minimum average profit تمام خرچے نکال کر، دس دس اور پندرہ پندرہ لاکھ روپے کے بندے رکھ کر پھر بھی 20۔ارب روپے ہے اور یہ پیسا کس کی جیب سے جارہا ہے؟ میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ آپ یہ پیسا زراعت کو دیں یا تجارت کو دیں اور collateral پر دیں۔ اب آپ کو سن کر مزید افسوس ہوگا کہ صرف پچھلے سال بنکوں سے 5۔ارب روپے معاف کروائے گئے ہیں۔ اگر ابھی یہ بات کروں گا تو میرے بہت سے دوستوں کو تکلیف ہوگی کہ یہ کمرشل بنکوں کا قرضہ کس نے معاف کروایا ہے؟ ہمیں اگر واقعی الف ب کا پتا ہے میں کوئی بہت بڑا brain نہیں ہوں ادنیٰ سا ایک ممبر ہوں لیکن اگر کسی کو economy کا پتا ہے کہ ملک کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے، یہ bonds کس لئے جارہے ہیں، قرضہ کیوں لیا جارہا ہے اور expenses کنٹرول کیوں نہیں ہوتے؟ اگر کمرشل بنکوں سے قرضے کو روکا گیا تو ناجائز expenses رکیں گے۔ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو جانتے ہیں کہ میں نے کیا کہا ہے اور جو اوپر میرے بھائی بیٹھے ہیں وہ انتہائی learned ہیں ان کو پتا ہے کہ میں economy کے بارے میں کیا کہہ رہا ہوں اور ہو کیا رہا ہے؟ جس ملک کی banking spirit 10 percent سے بڑھ گئی ہو وہ ملک خاک ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام بنکوں کو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے کم از کم 50 فیصد قرضے دینے کا پابند کیا جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اللہ نے ہمارے ایوان کی عزت رکھ لی۔شکریہ

جناب چیئرمین: چوتھی قرارداد میجر ریٹائرڈ ذوالفقار علی گوندل کی ہے۔وہ اسے پیش کریں۔

ملک میں تیار ہونے والی ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کروانے کا مطالبہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جنرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جنرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔"

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! I oppose it

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! I oppose

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین! I oppose

جناب چیئرمین: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب چیئرمین! اس قرارداد کے حوالے سے دو تین پہلو ہیں ایک تو پاکستان میں free business enterprises ہے آپ اسے پابند نہیں کر سکتے کہ وہ international practices کے مطابق اپنا کاروبار نہ کر سکیں۔ہم نے پاکستان کے اندر انٹرنیشنل کمپنیوں کو لائسنس دیئے ہوئے ہیں جو بیسیوں سال سے اس ملک کے اندر انٹرنیشنل ادویات جو دنیا بھر میں market ہوتی ہیں وہ پاکستان میں manufacture کرتی ہیں اور پاکستان سے export بھی کرتی ہیں۔اگر ہم اس قرارداد کے ذریعے ان پر پابندی لگائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم وہ پابندی لگا سکیں گے اور نہ ہی اس کا رزلٹ حاصل کر سکیں گے۔اگر یہ قرارداد کو اس حد تک modify کر دیں کہ سرکاری ہسپتالوں کے اندر

ایلوپیتھک ادویات جنرک ناموں سے دی جائیں جس طرح کہ امریکہ میں بھی ہوتا ہے اور دوسرے بڑے بڑے ممالک میں بھی ہوتا ہے کہ branded medicines مہنگی ہوتی ہیں اور جو generic names کے ساتھ میڈیسن manufacture کروائی جاتی ہیں ان کی بھی specification وہی ہوتی ہے۔ اگر ملک بھر میں تمام میڈیسن کے بننے پر پابندی کو تبدیل کر دیا جائے تو میں اس حد تک اس قرار داد کو support کر سکتا ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں میں branded اور مہنگی دوائیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے وہاں پر جنرک ناموں سے اسی potency کی دوائیاں حاصل کریں تو ٹھیک ہے ورنہ یہ جو قرار داد ہے پاکستان کے اندر free business enterprises اور international contracts کی مخالفت کرتی ہے اس لئے میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ انہوں نے جو قرار داد پیش کی ہے اور رانا افضل صاحب نے مخالفت کی ہے اس کے دو پہلو ہیں ایک generic ہے اور دوسرا branded ہے۔ رانا افضل صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی ان کے ساتھ endorse کرتا ہوں کہ سرکاری ہسپتالوں میں ایک چیز پر ضرور پابندی لگائی جائے پھر اس کے بعد ہم ان کا ساتھ دیں گے وہ پابندی یہ ہے کہ سرکاری ہسپتال ہوں یا پرائیویٹ پریکٹیشنرز ڈاکٹر ہوں، پرائیویٹ کمپنیوں پر یہ پابندی لگائی جائے کہ وہ ڈاکٹروں کو جو incentive دیتے ہیں، incentive کی شکل میں جو ان کے اخراجات ہیں per head ہیں وہ کم کریں اور اپنی قیمتیں بھی کم کریں تاکہ مریضوں کو relief مل سکے۔ generic name سے mal practices کے بھی زیادہ chances ہیں ابھی دیکھ لیں کہ پی آئی سی میں جو ہوا ہے وہ generic کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ generic نہیں ہونی چاہئے بلکہ branded ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں مختصر سی بات کروں گا۔ ایک تو میرے بھائی کو یہ دیکھ لینا چاہئے تھا کہ 1976 کا جو ڈرگ ایکٹ ہے کیا اس کے ہوتے ہوئے یہ ممکن ہے؟ یہ ممکن ہی نہیں چونکہ یہ اس سے contradictory ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انڈیا میں Zantac کا پتا 6/- روپے کا اور پاکستان میں 88/- روپے کا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کمپنیوں کو marketing کی اجازت دی ہے وہ جتنی بھی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں وہ اپنے brand پر بیچتی ہیں۔ اگر آج یہ changes کریں گے تو پہلے یہ 1976 کے

ڈرگ ایکٹ میں amendment لائیں۔ جب تک اس میں amendment نہیں آئے گی تب تک generic name enter نہیں ہوگا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں چاہوں گا کہ اس قرارداد میں یہ ترمیم آنی چاہئے کہ جتنی ملٹی نیشنل کمپنیاں ادویات لاکر پاکستان میں فروخت کرتی ہیں بھارت کی طرح ان کو بھی پابند کیا جائے۔ بھارت میں اگر کوئی ملٹی نیشنل کمپنی دواساز ادارہ قائم کرنا چاہتی ہے تو بھارتی حکومت ان کو پابند کرتی ہے کہ وہ تین سال کے اندر raw material بھارت میں پیدا کریں گے اور وہیں پر اس کی production کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ صاحب نے جو مثال دی ہے کہ Zantac کا پتا وہاں -/6 روپے کا اور یہاں -/88 روپے کا ہے۔ وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں جو بھارت میں دواسازی کا کام کرتی ہیں وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان میں بھی فروخت کرتی ہیں چاہے وہ انسانی ادویات ہیں، ویٹرنری کی ہیں، کھادیں ہیں یا زرعی ادویات ہیں ان میں اتنا فرق اسی وجہ سے ہے کہ پاکستان میں آج تک کسی حکومت نے ان کو پابند ہی نہیں کیا کہ وہ پاکستان کے اندر raw material پیدا کریں اور یہیں پر production کریں۔ ان کے لائسنس پہ لائسنس تجدید کرتے چلے جاتے ہیں اور رشوت لے کر ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ادویات کی قیمتیں بڑھانے کی اجازت دیتے چلے جاتے ہیں اس لئے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند کیا جائے کہ پاکسان کے اندر ہی raw material پیدا کریں اور یہیں پر production کریں تاکہ ادویات کی قیمتیں انسانی پہنچ کے اندر رہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! میں یہاں پر سب سے پہلے تو بابائے سوشلزم شیخ رشید صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گی جنہوں نے generic name سے میڈیسن متعارف کرانے کی منظوری دی تھی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ جس طرح ایک دوائی بازار میں مختلف ناموں سے آتی ہے ایک سادہ دیہاتی جو گاؤں سے آتا ہے وہ دوائیاں اس کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔ دوائی ایک ہے لیکن اس کے نام بہت مختلف ہیں جس سے یہ ہوتا ہے کہ مریض مختلف کمپنیوں کی دوائیاں استعمال کرکے بجائے اس کے کہ اس کے مرض میں کوئی افاقہ ہو اس کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ مختلف کمپنیوں کو نوازنے کے لئے یا اپنے بندوں کو تحفظ دینے کے لئے مختلف قسم کی دوائیاں مارکیٹ میں آتی ہیں اس سے لوگوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اگر تمام میڈیسن generic names سے آجائیں اس سے ایک تو یہ ہوگا کہ وہ کم قیمت پر

ملیں گی اور دوسرا مریض کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو جائے گی اور اسے یہ پتا ہو گا کہ یہ دوائیاں کس کے لئے استعمال کرنی ہیں۔

جناب چیئرمین! پہلے پی آئی سی میں یہی ہوا ہے کہ ایک دوائی کو مختلف ناموں سے متعارف کرایا گیا، مختلف ناموں سے مریضوں کو دیا گیا اور اس غلط دوائی دینے سے اتنے زیادہ لوگوں کی اموات واقع ہوئی ہیں۔ مختلف کمپنیاں ایک دوائی کو مختلف ناموں سے مارکیٹ میں لاتی ہیں اس پر پابندی لگا دی جائے اور اس دوائی کو ایک generic name سے مارکیٹ میں لایا جائے تو اس سے فائدہ ہو گا۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ بہت اہم قرارداد ہے۔ جیسا کہ محترمہ صغیرہ اسلام نے کہا ہے کہ اس بارے میں بابائے سوشلزم شیخ رشید صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو تب generic names سے ادویات کو متعارف کرانے کے حوالے سے معاملہ زیر بحث آیا تھا۔ پوری دنیا میں ادویات کو generic names سے ہی متعارف کرایا جاتا ہے صرف پاکستان میں ایک آمر نے سرمایہ دار اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے generic names کو ختم کیا۔ پوری دنیا میں ڈاکٹر generic names سے ادویات کو جانتے ہیں جبکہ یہاں پاکستان میں ڈاکٹر generic names کو چھوڑ چکے ہیں اور trade name سے ادویات لکھی جاتی ہیں۔ یہ trade names ختم ہونے چاہئیں۔ میں حیران ہوں کہ پاکستان میں ایک ہی دوائی بیس بیس، تیس تیس ناموں سے بیچی جا رہی ہے۔ خاص طور پر سرکاری ہسپتالوں میں سفارشی طریقے سے یہ ادویات فروخت کی جا رہی ہیں۔ معزز ممبر میجر صاحب سے میری یہ درخواست ہے کہ اس قرارداد کو amend کیا جائے اور اس میں یہ بھی ڈالا جائے کہ پنجاب میں Regulatory Authority کو فعال کیا جائے۔ ابھی پچھلے دنوں پی آئی سی میں دل کی دوائی میں ملیریا کی دوائی کیسے شامل ہو گئی؟ اگر یہ Regulatory Authority فعال ہوتی تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔ بیس بیس ناموں سے ایک ہی دوائی کو بازار میں لانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بہت اہم بات ہے لہذا اس کو جتنا بھی emphasize کیا جائے وہ کم ہے۔ ایسا کرنے والے لوگوں اور کمپنیوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے اور ان کے لئے بہت زیادہ جرمانے رکھے جائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ اس سے تو فارماسیوٹیکل انڈسٹریز کی investment ختم ہو جائے گی اسی لئے میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔ میں اس میں یہ

اضافہ کرنا چاہوں گی کہ 1976 کا Regulatory Act انسانوں کا بنایا ہوا ہے اور اس میں ہم ترمیم کر سکتے ہیں۔اس کی کوئی Clause اگر غلط لگ رہی ہے تو ہم اس کو amend کر سکتے ہیں۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین!پی آئی سی کے scandal سے اس ملک کی بہت بدنامی ہوئی ہے۔ہمارے ملک کی ادویات افریقہ، سری لنکا اور سوڈان میں جاتی تھیں تو کیا اب وہ لوگ ہماری ادویات خریدیں گے ؟میں سمجھتی ہوں کہ پی آئی سی scandal کی وجہ سے ہماری معیشت کو 50۔ارب روپے کا سالانہ نقصان ہوا ہے۔یہ ایک اچھی قرارداد ہے لہذا اس کو carry ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین!پچھلے دنوں پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں ایک واقعہ ہوا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔بہت سارے بچے یتیم ہوئے اور خواتین بیوہ ہوئیں، گو کہ اس کی ذمہ داری کا تعین ہونا ابھی باقی ہے لیکن میرے علم کے مطابق وہاں پر مریضوں کو ایلفا کمپنی کی ایک دوائی Alfagrill administer کی گئی تھی جس کے contents میں arsenic copper موجود تھا اور اس کی وجہ سے ہمارے لوگوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔جب اس دوائی Alfagrill کا chemical examination ہوا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر!میں وضاحت کر دوں کہ یہ دوائی Alfagrill نہیں بلکہ افروز کی Isotab ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین!میں دعوے سے کہتا ہوں اور میرے پاس اس چیز کا ثبوت ہے کہ بہت سی ہلاکتیں ایسی بھی ہوئی ہیں کہ جن کو Isotab administer نہیں کی گئی تھی۔ایلفا ایک ایسے شخص کی ملکیت ہے کہ جس کا نام لیتے ہوئے میں تو نہیں ڈرتا لیکن ڈاکٹر صاحب ڈرتے ہیں اسی لئے اس chemical report کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔اس فیکٹری کا مالک حمزہ شہباز شریف ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین!یہ بڑی زیادتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ chemical report صرف ایک لیبارٹری سے نہیں منگوائی گئی بلکہ انگلینڈ اور فرانس کی مختلف لیبارٹریوں سے منگوائی گئی ہے۔گوندل صاحب غلط الزام لگا رہے ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! گوندل صاحب قرار داد کے محرک ہیں اور ان کی بات کے دوران بار بار مداخلت کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ ڈاکٹر صاحب کو بٹھائیں تاکہ گوندل صاحب اپنی بات مکمل کر سکیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب کس حیثیت سے بار بار مداخلت کر رہے ہیں؟ انہوں نے تو اس قرار داد کو oppose بھی نہیں کیا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میں نے اس قرار داد کو oppose کیا تھا۔ آپ نے شاید دیکھا نہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں اور ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! جب اس کا chemical examination ہوا تو پھر تخت لاہور کے ایوانوں میں تھر تھلی مچی کہ اس میں تو ایک بڑے شخص کے بیٹے کا نام آ رہا ہے تو اس کے لئے too holes ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی۔ اس پر کہا گیا، معلوم کیا جائے ایسی کون سی ادویات ہیں کہ جن کے اندر یہی contents پائے جاتے ہیں؟ تو اس کے لئے افروز کی Isotab گولی تلاش کی گئی اور گول مول chemical examination رپورٹ بنا کر اس کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا جبکہ ان ہلاکتوں کی ذمہ دار Alfagrill ہے اور جس فیکٹری میں یہ دوائی تیار ہوتی ہے وہ حمزہ شہباز شریف کی ملکیت ہے۔ اگر یہ medicine generic name سے ہوتی تو لوگوں کو معلوم ہوتا کہ arsenic copper کس دوائی میں پایا جاتا ہے اور کیا use کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ جہاں تک بڑی بڑی فارماسیوٹیکل، ملٹی نیشنل کمپنیوں کا تعلق ہے تو ان کو اپنا نام لکھنے سے کس نے منع کیا ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ medicines کی جو prescription ڈاکٹر تجویز کرے وہ generic name سے کرے۔ اگر اسی دوائی کے پتے یا ڈبی کے اوپر فارماسیوٹیکل کمپنی اپنا نام لکھنا چاہتی ہے تو ضرور لکھے ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ بے شک اس فارماسیوٹیکل کمپنی کا نام حمزہ شہباز رکھ دیا جائے تاکہ ان کے اپنے ڈاکٹر اس کو prescribe کریں لیکن میں یہ چاہتا ہوں اور یہ world over ہو رہا ہے، یہ یو۔کے اور یورپی یونین میں ہو رہا ہے کہ ادویات کی generic names سے sale ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک Act کے حوالے سے بات کی ہے۔ ہم یہ قرار داد وفاقی حکومت کو بھجوا رہے ہیں اس لئے اس متعلقہ Act میں amendment کرنا وفاقی حکومت

کی ذمہ داری ہوگی۔اس میں ان کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ قرارداد generic name کے ساتھ فاماسیوٹیکل کمپنی کا نام لکھنے سے منع نہیں کرتی۔ادویات پر generic names لکھنے سے لوٹ سیل ختم ہو جائے گی۔ڈسپرین کی گولی ایک روپے میں مل جاتی ہے جبکہ دوسرے نام سے ایک glittering قسم کے خاص پتے میں یہی گولی -/50 روپے میں ملتی ہے۔اس طرح سے عوام کو لوٹا جارہا ہے۔اگر یہ قرارداد پاس کرنے سے اس ملک میں لٹیروں کی investment بند ہوتی ہے تو ہو جائے لیکن غریب آدمی کو ان جعلی ادویات سے، glittering قسم کے wrappers میں بند ادویات سے لوٹا جارہا ہے اور اس کی جیب پر جو ڈکیتی ہو رہی ہے اس کو روکنا ہمارا فرض ہے۔میں یہ چاہوں گا کہ جو بھی باضمیر ممبران ہیں وہ اس قرارداد کو support کریں۔پاکستان میں پہلے generic names سے ہی ادویات sale ہوتی رہی ہیں لیکن جب ضیاءالحق کی ڈکٹیٹر شپ آئی تو اس کے حواری ان فاماسیوٹیکل کمپنیوں کے مالک تھے لہذا انہوں نے ہی generic name کو ختم کرایا تھا۔ضیاءالحق کی ڈکٹیٹر شپ کے symbol کو ختم کرنے کے لئے اور غریبوں کی جیبوں کو ان ڈاکوؤں سے بچانے کے لئے ادویات generic names کے ساتھ sale ہونی چاہئیں لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ میری اس قرارداد کو منظور فرمایا جائے۔شکریہ

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک بھر میں تیار کردہ ایلوپیتھکس ادویات کو جنرک ناموں سے متعارف کرایا جائے اور جنرک ناموں سے ہی اس کی تشہیر کی جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں کیونکہ House میں کورم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم نہ ہے۔پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 29۔فروری 2012 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

262

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔فروری2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود وترقی نسواں)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

"بجٹ13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے

پری بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی"

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

بدھ، 29۔فروری 2012

(یوم الاربعاء، 6۔ربیع الثانی 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قد افلح المؤمنون (1) الذين هم في صلاتهم خاشعون (2)
والذين هم عن اللغو معرضون (3) والذين هم للزكوة فاعلون (4)
والذين هم لفروجهم حافظون (5) الا على ازواجهم او ما ملكت
ايمانهم فانهم غير ملومين (6) فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون (7)
والذين هم لامانتهم وعهدهم راعون (8) والذين هم على صلوتهم يحافظون (9)
اولئك هم الوارثون (10) الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون (11)

سورة المؤمنون 1 تا 11

بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے(1) جو نماز میں عجزو نیاز کرتے ہیں(2) اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں(3) اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں(4) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں(5) مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں(6) اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں(7) اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں(8) اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں(9) یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں(10) (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے(11)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلو علیہ و آلہ

تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد وہ دلنشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

صلو علیہ و آلہ

یہی آرزو جو ہے سرخرو ملے دوجہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوا آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

صلو علیہ و آلہ

میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا مجھے عشق احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور کی آل کا صلو علیہ وآلہ
جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

صلو علیہ و آلہ

تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آپ محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Mr Speaker! Answer may be taken as read. On her behalf Question No. 4718.

(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا، ترقی خواتین کے منصوبوں کی تفصیلات

*4718: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ترقی خواتین کے لئے مالی سال09۔2008 اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم سال وار مختص کی گئی ہے؟

(ب) ان دو سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں ترقی خواتین کے لئے کون کون سے منصوبے مکمل ہوئے اور کون سے زیر تکمیل ہیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان منصوبہ جات سے کتنی خواتین نے استفادہ کیا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع سرگودھا میں ترقی خواتین کے لئے محکمہ سوشل ویلفیئر سرگودھا کے تحت مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں جن کے لئے مختص کی گئی رقم / بجٹ کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ادارہ	2008-09	2009-10
1	صنعت زار سرگودھا	-/3,032,000روپے	/3,246,000روپے
2	دارالامان، سرگودھا	-/1,846,000روپے	-/1,924,000روپے
3	دارالفلاح، سرگودھا	-/1,321,000روپے	-/5,960,000روپے

4	کاشانہ سرگودھا	-/1,752,000روپے	-/2,276,000روپے
5	ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین	-/1,215,000روپے	-/1,231,000روپے
6	دستکاری سکول برائے خواتین	-/179,500روپے	-/157,900روپے

(ب) وزارت ترقی خواتین حکومت پاکستان اسلام آباد کی طرف سے دیئے گئے فنڈز سے GRAP کے پروگرام کے تحت مندرجہ ذیل منصوبے شروع کئے گئے۔

نمبر شمار	نام سکیم	لاگت (روپے)
1	جینڈر ریسورس سنٹر برائے خواتین سکل ڈویلپمنٹ کوٹ فرید سرگودھا	0.463 M
2	تعمیر ڈسٹرکٹ ریسورس سنٹر برائے خواتین کمپنی باغ سرگودھا	2.161 M

(ج) ان ادارہ جات سے مندرجہ ذیل تعداد میں خواتین مستفید ہو رہی ہیں:۔

نمبر شمار	نام ادارہ	2008-09	2009-10
		لاگت ملین روپے	لاگت ملین روپے
1	صنعت زار سرگودھا	1795ملین روپے	2582ملین روپے
2	دارالامان، سرگودھا	264ملین روپے	287ملین روپے
3	دارالفلاح سرگودھا	15ملین روپے	19ملین روپے
4	کاشانہ سرگودھا	77ملین روپے	56ملین روپے
5	ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین	62ملین روپے	51ملین روپے
6	دستکاری سکول برائے خواتین	504ملین روپے	540ملین روپے
7	جینڈر ریسورس سنٹر برائے خواتین سکل ڈویلپمنٹ کوٹ فرید، سرگودھا	50ملین روپے	60ملین روپے

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! معزز وزیر موصوف نے جز(الف) کے جواب میں سیریل نمبر 6 پر دستکاری سکول برائے خواتین کا ذکر کیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ضلع سرگودھا کی حدود میں جو دستکاری سکول ہے وہ کہاں پر واقع ہے اور اس کے علاوہ تحصیل بھلوال جو سرگودھا کی سب سے بڑی تحصیل ہے کیا وہاں پر دستکاری سکول موجود ہیں اور اگر ہیں تو ان سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب والا! جہاں تک جز(الف) کی بات کی گئی ہے۔ اس میں تو 09-2008 اور 10-2009 کے حوالے سے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی بابت پوچھا گیا ہے اور جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ دو سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں خواتین کے لئے کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے؟ اس کے علاوہ زیر تکمیل منصوبوں کے تخمینہ لاگت کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ بھلوال کے حوالے سے ان کا جو مکمل ایڈریس ہے اس بارے میں تو ہم نے ان کو پہلے ہی بتایا ہے کہ صنعت زار سرگودھا میں واقع ہے۔ ایک دارالامان ہے جو کہ سرگودھا میں واقع ہے، ایک

دار لفلاح ہے جو سرگودھا میں واقع ہے اس کے علاوہ کاشانہ ہے وہ بھی سرگودھا میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں ایک ورکنگ وومن ہاسٹل بھی سرگودھا میں واقع ہے،اس کے ساتھ ساتھ دستکاری سکول بھی موجود ہے یعنی یہ چھ چیزیں ضلع سرگودھا واقع ہیں۔ معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ ان کا مکمل ایڈریس بھی بتایا جائے اس کے لئے اگر یہ مجھے fresh question دے دیں تو ہم اس کا proper mailing address بھی ان کو مہیا کر دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے ان سے address نہیں پوچھا اگر معزز وزیر صاحب میرا سوال سن لیتے تو شاید ان کو اتنی detail دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی، یہ ساری detail تو میں نے بھی پڑھی ہے۔ یہ سوال میں نے اس لئے پوچھا تھا اور اس کا میں نے ذکر بھی کیا ہے کہ بھلوال سرگودھا کی سب سے بڑی تحصیل ہے، پورے سرگودھا کے لوگ جانتے ہیں کہ وہاں پر skill بہت زیادہ ہے۔ خواتین وہاں پر چھوٹے چھوٹے کمروں میں ایک ایک بلب کی روشنی میں بیٹھ کر دستکاری کرتی ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہاں پر بہت ساری skills ایسی ہیں جن کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے اور اس سے revenue بھی generate کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کے لئے ان کو کوئی proper platform مل جائے تو بہت بہتر ہو گا۔ انہوں نے جو فنڈ مختص کیا ہے اس کو دیکھ کر تو مجھے یہ لگتا ہے کہ وہاں پر صرف ایک دستکاری سکول موجود ہے۔ ایک لاکھ 57ہزار 9سو روپے صرف ایک سکول کے لئے ہی استعمال ہو سکتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ معزز وزیر صاحب اس کو consider کریں۔ مجھے نہیں پتا کہ وزیر موصوف کے جانے کے بعد اس ڈیپارٹمنٹ کا کیا ہو گا لیکن میری ان سے گزارش ہو گی کہ اس کی تعداد کو بڑھایا جائے، اس سے صوبے کا ہی بھلا ہو گا اور ان خواتین کا بھی بھلا ہو گا جو اپنے گھر والوں کے لئے اپنے بچوں کے لئے روزگار پیدا کرتی ہیں۔ میرا وزیر موصوف سے دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ضلع سرگودھا کے ڈویلپمنٹ پروگرام کا ذکر کیا ہے، میں پھر یہ پوچھنا چاہوں گی کہ GRAP جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ بہت سارے فلاحی کام کر رہا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ہی GRAP فلاحی کام کر رہا ہے۔ میں پھر یہی گزارش کروں گی کہ بھلوال سرگودھا کی بہت بڑی تحصیل ہے وہاں پر کوئی ایسا specific programme ہوا ہے جس سے خواتین کو facilitate کیا جا سکے یا وہاں پر ان کی skill develop کرنے کے لئے کوئی initiative لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بنیادی طور پر GRAP ایک attached Department ہے، یہ ادارہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور اس کے لئے funding وفاقی حکومت کی طرف سے کی جاتی تھی۔ جب کوئی چیز ضلع کی سطح پر ہوتی ہے تو تمام تحصیلیں اس کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ تحصیل کی سطح پر کوئی ایسا ہیڈکوارٹر موجود نہیں ہے لیکن یہ ضلع کی سطح پر ہے جس میں نہ صرف بھلوال بلکہ سرگودھا سے جڑی دیگر تحصیلیں بھی مستفید ہو رہی ہیں۔ معزز ممبر نے تحصیل بھلوال کے حوالے سے جو نشاندہی کی ہے ہم کوشش کریں گے کہ بھلوال کو focus کریں اور اسے عملی جامہ پہناتے ہوئے بھلوال کی سطح پر ایسا دستکاری سکول یا ان کی تعداد بڑھا سکیں۔ میں صنعت زار کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ صنعت زار ہمارا واحد ایسا ادارہ ہے جس سے نہ صرف ہنر مند خواتین کو stipend ملتا ہے، وہ اس سے مستفید ہوتی ہیں بلکہ اس سے revenue بھی generate ہوتا ہے اور اس مد میں پیسا اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں یہ بھی بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیشہ تمام سیاسی جماعتیں خواتین کی empowerment کی بات کرتی ہیں لیکن جب تک خواتین کو economically independent نہیں کیا جائے گا اس وقت تک انہیں empower نہیں کیا جا سکتا۔ صنعت زار میں خواتین ضرور رہ سکتی ہیں لیکن دستکاری سکول میں انہیں skills دی جاتی ہیں اور وہ بچیاں جو پڑھائی لکھائی نہیں کر سکتیں ان کے والدین afford نہیں کر سکتے یا جو بھی reason ہے ان کے پاس ہنر ہوتا ہے تو وہ اپنی زندگی احسن طریقے سے گزار سکتی ہیں اس لئے میری بڑی humble request ہے کہ اسے consider کیا جائے کیونکہ جس علاقے میں، جس تحصیل میں اس کی ضرورت ہے وہاں پر اس کا بننا بہت ضروری ہے۔ شکریہ

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، final ایک سوال ہو گا اور آپ ہی کریں گے اس کے بعد کوئی سوال نہیں ہو گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب iii میں دارالفلاح سرگودھا پر پچھلے سال بجٹ میں تقریباً 60 لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور جز (ج) کے جواب میں اس سے 19 خواتین مستفید ہوئیں یعنی تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ فی خاتون اس ادارے کا خرچہ ہے جبکہ اس سے پچھلے سال میں پندرہ

خواتین مستفید ہوئیں اور 80ہزار روپے فی خاتون خرچہ نکلتا ہے۔وزیر صاحب بتائیں کہ یہ دارالفلاح میں کیا خدمات دے رہے ہیں اور جو خواتین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ per head کے حساب سے مستفید ہو رہی ہیں کیا یہ اس ادارے کی کارکردگی سے مطمئن ہیں ؟ اسی طرح جز(ج) کے v میں ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ مہینہ گرانٹ ہے اور صرف پچاس یا اکیاون خواتین مستفید ہوئی ہیں، مستفید ہونے والی ایک خاتون پر تقریباً چو بیس ہزار روپیہ ماہانہ خرچہ ہے۔کیا وزیر صاحب مطمئن ہیں کہ حکومت پنجاب کا پیسا ٹھیک خرچ ہو رہا ہے اگر ہو رہا ہے تو بتائیں کہ وہاں کیا کام ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!یہ دارالفلاح خاص طور پر widows کے لئے بنایا گیا ہے۔یہاں پر widows ٹھہرتی ہیں وہاں نہ صرف ان کی نگہداشت کی جاتی ہے بلکہ ان کو ہنر مند بنانے کے projects پر بھی کام کیا جاتا ہے۔میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس بابت اشارہ کیا ہے کہ یہاں پر کس طریقے سے کام ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو رقم بتائی گئی ہے ان اداروں یعنی دارالفلاح وغیرہ کو upgrade کیا جاتا ہے وہاں پر جو لوگ رہتے ہیں ان کی فلاح و بہبود کے ساتھ بلڈنگ کو بھی upgrade کیا جاتا ہے اور یہ اخراجات اس مد میں شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت 19 فیملیز وہاں پر رہائش پذیر ہیں، ان کے لئے نیا فرنیچر بیڈ وغیرہ، سردیوں میں ہیٹر ہوتے ہیں پھر ان کے لئے indoor تفریحی سہولیات، indoor activities کے لئے فنڈز generate کرتے ہیں۔جب ہم کسی انسان کی نگہداشت کی بات کرتے ہیں تو ہم انہیں indoor activities بھی provide کرتے ہیں، ان کے رہن سہن کا طریقہ اچھا بناتے ہیں۔انہیں اس طرح کا ماحول نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو قیدی محسوس کریں بلکہ ایک آزادانہ ماحول میں ان کی growth ہوتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: No supplementary on it now دیکھیں مجھے آگے بھی چلنا ہے آپ ایسے نہ کیا کریں۔جن کا سوال ہے وہ اپنی بات کر لیتے تو ٹھیک تھا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پچھلے سال اسی دارالفلاح میں 13 لاکھ کا بجٹ تھا اس سال 60 لاکھ کا بجٹ ہے۔وزیر موصوف بتائیں کہ وہاں جو حکومت کا چھ گنا خرچہ بڑھ گیا ہے وہاں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے؟

یہ tax paid پیسے ہیں۔ حکومت کے پاس پہلے ہی پیسے نہیں ہیں۔، ہم oversight exercise کرتے ہیں کہ یہ محکمے صحیح چل رہے ہیں یا نہیں ؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چھوٹے اضلاع میں جو دفاتر ہوتے ہیں جنہیں وہ کنٹرول کرتے ہیں اس مد میں تو پہلا بجٹ تھوڑا رکھا گیا تھا لیکن جب آپ تمام ڈیپارٹمنٹ کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور اسے ڈسٹرکٹ کی سطح پر لاتے ہیں جس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نہیں بلکہ وہ ادارے بھی شامل ہوتے ہیں جو directly پنجاب حکومت کے under ہوتے ہیں۔ آپ ہمارے ڈی جی آفس لے لیں اس کے تمام اخراجات بھی اسی مد میں ہیں۔ جب چھوٹے level پر کام ہوگا تو اس کا بجٹ بھی تھوڑا ہوگا لیکن جب اسے پنجاب کے ساتھ منسلک کر دیا جائے گا تو پھر اس کا بجٹ بھی بڑھ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 5509 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے -

ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں بے سہارا لوگوں کے لئے رہائشی اداروں کی تفصیلات

*5509: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت نے ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں بے سہارا خواتین و مرد حضرات کے لئے کوئی رہائشی ادارے قائم کئے ہیں، حکومت نے ان اداروں کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں کتنی گرانٹ دی؟

(ب) سال 09۔2008 میں مذکورہ اداروں میں کتنے مرد و خواتین کو تحفظ فراہم کیا گیا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں خواتین کے لئے دارالامان کے نام سے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ ان اداروں کو سال 08-2007 اور 09-2008 میں دی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	گوجرانوالہ	حافظ آباد
2007-08	-/1333636روپے	-/1190755روپے
2008-09	-/1710939روپے	-/1369051روپے

(ب) سال 09-2008کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں 237خواتین اور 150بچوں، ضلع حافظ آباد میں 84خواتین اور 28بچوں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! سوال پوچھا گیا تھا کہ بے سہارا خواتین و مرد حضرات کے لئے کوئی رہائشی ادارہ قائم ہے یا نہیں؟ جو دارالامان کی بات کی گئی ہے یہ صرف خواتین کو تحفظ فراہم کرتا ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کوئی old home بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں بوڑھے بے سہارا مردوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ جس طرح یورپ میں ہوتا ہے کہ جن بوڑھوں کا کوئی سہارا نہیں ہوتا انہیں old home تمام facilities دیتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ہمیں پاکستان میں اس چیز کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ کیا ہماری حکومت اس بات کا ارادہ رکھتی ہے کہ بزرگ بوڑھے مردوں کے لئے کوئی ایسا ادارہ قائم کرے؟

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں اور اب سنیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بہبود خواتین کا ادارہ تو بالخصوص خواتین اور بچوں سے related ہے لیکن old homes exist کر رہے ہیں اور مزید بھی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جیسے جیسے required budget ملتا چلا جائے گا ہم old homes بناتے جائیں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ حکومت نے کوئی منصوبہ شروع کیا ہے یا صرف ارادہ ہی رکھتے ہیں چار سال ہو گئے ہیں اور ایک سال رہ گیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ حکومت نے صرف ارادہ ہی رکھا ہے یا کوئی کام شروع بھی کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! old homes موجود ہیں اور already ان پر کام ہو رہا ہے بلکہ old homes پر ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی زیر نگرانی کام ہو رہا ہے۔ میں یہاں پر معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ ہم old homes میں ان بوڑھے حضرات کو ترجیح دیتے ہیں جن کی عمر ساٹھ سال ہو اور جنہیں کوئی اچھوتی بیماری نہ ہو۔ ہماری یہ دو conditions ہیں اگر کوئی ان conditions پر پورا اترتا ہے تو ہم اسے old home میں جگہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! معزز ممبر نے ارشاد فرمایا ہے کہ خواتین کے لئے تو old home ہے لیکن مردوں کے لئے کوئی نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ بوڑھے مردوں کے لئے کوئی old homes نہیں بنا رہی ہاں ایک فریضہ بڑے اہم اور احسن طریقے سے کر رہے ہیں کہ ان کو گرایا جا رہا ہے جس طرح گوشہ امن Old Home تھا اسے 10۔جنوری کو گرایا گیا ہے۔کیا وزیر صاحب کے پاس کوئی جواب ہے کہ بجائے بنانے کے یہ گرانے کا کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سوال نہیں ہے۔اسے چھوڑ دیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بتا دیں!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بڑے وثوق سے بات کی تھی اور آج بھی کر رہا ہوں کہ یہ جس بابت بار بار گرانے کا اشارہ کرتے ہیں اور گوشہ امن کی بات کر رہے ہیں already وزیر اعلیٰ نے یہ اعلان کر دیا ہے اور اس پر implement ہو رہا ہے، ابھی Saturday کو گوشہ امن کی سمری تیار ہو گئی ہے اور ہم اسے Catholic Dices کے سپرد کر رہے ہیں۔اس میں دوسری رائے کی کوئی بات ہی نہیں ہے، اس میں غلط بیانی معزز ممبر کی طرف سے آئی تھی جو کہ ایک کمیٹی کے ممبر تھے اور اس کمیٹی میں کوئی این او سی جاری نہیں کیا گیا تھا۔انہوں نے ہی لوگوں کو ورغلایا کہ این او سی جاری کیا گیا ہے اور یہ کامران مائیکل صاحب کی زیر قیادت ہوا ہے۔یہ بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے اگر کمیٹی نے کیا ہے تو یہ بھی ہمارے ساتھ مکمل ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس میں اور بھی آرڈر کیا ہوا ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے denotify کر کے انتقال اپنے نام کس طرح کرا لیا؟ لیکن جب میں نے question raise کیا تو چوتھے دن ہی اسے demolish کروا دیا۔

جناب سپیکر: اب آپ کا معاملہ ادھر چل رہا ہے، میں آپ کو بتاؤں گا۔جی، گجر صاحب! ضمنی سوال پر ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! جز(الف اور ب) تقریباً ملتے جلتے سوال ہیں میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ گداگری کا جو سسٹم ہے red light پر چوک میں بچے، بوڑھے اور خواتین آ جاتی ہیں۔ کیاان کا سد باب کرنے کے لئے محکمے نے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کس سوال پر بول رہے ہیں؟

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! Sorry

جناب سپیکر: چلیں چھوڑ دیں۔ جب وہ آئے گا پھر کر لینا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے یہ بتادیں کہ ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں خواتین کے کتنے دارالامان ہیں؟ دوسرا جواب کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ "ضلع گوجرانوالہ میں 237 خواتین اور 150 بچوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ بچے دارالامان میں ہی خواتین کے ساتھ رہتے ہیں یا ان کے لئے کوئی الگ ادارہ ہے اور کیا اس ضلع میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کام کر رہا ہے یا نہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں ایک ایک دارالامان ہے جو کہ حکومت کی سربراہی میں چل رہے ہیں۔ جب یہ جواب آیا تھا تو اس وقت دارالامان گوجرانوالہ میں خواتین کی تعداد 237 تھی جبکہ 150 بچے تھے۔ میں معزز ممبر کو latest figure بتانا چاہوں گا کہ اس وقت، آج گوجرانوالہ میں 183 خواتین اور 74 بچے رہ رہے ہیں۔ اسی طرح ضلع حافظ آباد میں اس وقت 81 خواتین اور 19 بچے رہائش پذیر ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جو چھوٹے بچے ہوتے ہیں وہ تو اپنی والدہ کے ساتھ رہتے ہیں لیکن بڑے بچوں کو ہم انڈسٹریل ہوم بھجوا دیتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ "دارالامان گوجرانوالہ کے لئے سال 08-2007 کے اندر -/1333636 روپے کے funds دیئے گئے ہیں" اس رقم میں سے انہوں نے ملازمین کی تنخواہیں، 237 خواتین، 150 بچوں کو رہائش اور کھانا بھی فراہم کیا ہے۔ منسٹر

صاحب ذرا مجھے اس کا بجٹ بنادیں کہ 387افراد کو ایک سال کا کھانا، رہائش کے اخراجات اور عملہ کی تنخواہیں یہ سب کچھ انہوں نے اس رقم سے کس طرح پورا کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کر دوں کہ خواتین اور بچوں کی یہ تعداد پورا سال ہمارے پاس نہیں رہتی بلکہ خواتین دارالامان میں آتی ہیں اور پھر دوسرے یا تیسرے روز چلی جاتی ہیں۔ پورا سال اتنی تعداد میں خواتین وہاں رہائش پذیر نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمر دیاسمین رانا: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5510 (معزز خاتون ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمر دیاسمین رانا: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔گداگری کی لعنت کو ختم کرنے کے اقدامات

*5510: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں خصوصاً لاہور میں گداگری کا پیشہ عروج پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر کے چوک میں گاڑی ریڈ لائٹ پر کھڑی ہونے پر چھوٹے بچے اور بوڑھے مرد و خواتین لوگوں کی گاڑیوں پر ہلہ بول دیتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض پیشہ ور لوگ ان بچوں اور بوڑھوں کو مانگنے پر مجبور کرتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گداگری کی لعنت کو ختم کرانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ پنجاب بھر خصوصاً لاہور میں گداگروں کی ایک کثیر تعداد سڑکوں پر بھیک مانگتے ہوئے نظر آتی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے۔گداگروں کی ایک کثیر تعداد شہر کے مختلف چوراہوں پر بھی نظر آتی ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں محکمہ کے پاس کوئی ٹھوس شواہد نہ ہیں۔

(د) محکمہ سماجی بہبود لاہور میں گداگری کے خاتمہ کے لئے ایک جامع منصوبہ بندی کر رہا ہے اور اس سلسلے میں سال 2011-12 کے ترقیاتی بجٹ میں welfare home قائم کرنے کے لئے فنڈ مختص کر دیئے ہیں۔امید کی جاتی ہے welfare home قائم ہونے کے بعد اس سماجی برائی کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! محکمہ سماجی بہبود نے گداگروں کے حوالے سے بتایا ہے کہ "اس سلسلے میں سال 2011-12 کے ترقیاتی بجٹ میں Welfare Home قائم کرنے کے لئے funds مختص کر دیئے گئے ہیں" گداگروں کا مسئلہ باقی اضلاع میں بھی درپیش ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا باقی اضلاع کے لئے بھی اسی طریقے سے funds مختص کئے جائیں گے یا یہ منصوبہ صرف لاہور کے لئے ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ لاہور پنجاب کا سب سے بڑا ضلع ہے اور یہاں گداگروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔آپ کو یہاں لاہور میں ہر شاہراہ اور چوک پر گداگر نظر آتے ہیں تو اس لئے ہم نے یہاں سے اس کا آغاز کیا ہے اور اس کے لئے 15 ملین روپے کی گرانٹ منظور ہو چکی ہے۔اس سکیم پر کام شروع ہو چکا ہے اور یہ ایک Welfare Home بنایا جا رہا ہے۔یہ سکیم صرف لاہور تک محدود نہیں رہے گی بلکہ ایسے Welfare Homes ہم دوسرے شہروں میں بھی بنائیں گے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ارے گداگر مجبور نہیں ہوتے بلکہ کچھ گداگر عادتاً بھیک مانگ رہے ہوتے ہیں۔Welfare Home میں ان کو definitely خوراک تو مہیا کی جائے گی لیکن ان کی rehabilitation کے لئے کوئی ہنر بھی سکھایا جائے گا یا نہیں؟ دوسرا کیا ان کی کوئی psychological treatment بھی ہو گی یا نہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! Vagrancy Act,1958 کے تحت گداگروں کو ہم اس طرح سے سزا نہیں دے سکتے۔ ہمارا ادارہ انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ گداگروں کو بھی معاشرے کا اچھا شہری بنائیں۔ Welfare Homes اسی لئے بنائے جائیں گے تاکہ ان گداگروں کی psychological treatment کی جائے، ان کو ہم mentally تیار کریں گے، ان کو صاحب روزگار بنائیں گے اور ان کو ہنر مند بنائیں گے تاکہ وہ اپنے لئے عزت کی روزی کما سکیں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "اس سلسلہ میں محکمہ کے پاس کوئی ٹھوس شواہد نہ ہیں۔" سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ بعض پیشہ ور لوگ ان بچوں اور بوڑھوں کو مانگنے پر مجبور کرتے ہیں؟" میرا وزیر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ گداگر کہاں رہتے ہیں یہ پتا چلانا کوئی مشکل کام ہے؟ لاہور کے تمام overheads کے نیچے یہ گداگر رہتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس کا جز (د) دیکھیں جس میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ سماجی بہبود لاہور میں گداگری کے خاتمہ کے لئے جامع منصوبہ بندی کر رہا ہے۔" میں کہتا ہوں کہ کیا صرف تین mobile vans ہمیشہ کے لئے ان کی گداگری ختم کر سکتی ہیں؟ منسٹر صاحب ذرا بتا دیں کہ محکمہ کیا منصوبہ بندی کر رہا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! پولیس نے مختلف اوقات میں ان گداگروں کو گرفتار کیا، چوکوں سے اٹھایا لیکن پولیس انہیں اپنے پاس نہیں رکھ سکتی تھی اس لئے پولیس والوں نے ان گداگروں کو ایدھی ہوم والوں کے پاس drop کر دیا۔ اب ایدھی ہوم والوں نے بھی ان گداگروں کو ایک دو دن رکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔ بنیادی طور پر ہوتا یہ ہے کہ ان گداگروں کے خلاف رپورٹ پولیس کے پاس درج ہوتی ہے، محکمہ کے پاس کبھی کوئی شخص نہیں آتا کہ اس کو روکیں یا اسے پولیس سٹیشن میں بند کرائیں۔ پولیس معاشرے کی اس برائی کا توڑ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان گداگروں کی معاشرتی، اخلاقی، سماجی اور ذہنی تربیت کرنی پڑے گی تب جا کر یہ لوگ اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے۔ Welfare Homes کا قیام بھی اسی عمل کی طرف پہلا قدم ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس لعنت کو ختم کیا جائے اور ان گداگروں کو اس معاشرے کا ایک اچھا اور فعال شہری بنایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ذرا منسٹر صاحب کے جواب پر غور کریں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان گداگروں کو پکڑ کر پولیس کو دے دیتے ہیں۔ اگر پولیس نے یہ کام کرنا ہے تو پھر اس محکمہ کو بند کر دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کی اس بات پر بھی وہ غور کر لیں گے۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی حل نہیں ہے کہ اگر کوئی گداگر ہے تو اسے پولیس بلا کر گرفتار کروا دیں یا تین mobile vans جائیں اور ان گداگروں پر ظلم و ستم ڈھائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ اس کو اس دنیا میں رہنے کا حق دیا جائے۔ اگر اس کے پاس پیسا نہیں، رہنے کے لئے جگہ نہیں اور کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے تو پھر یہ ہمارا فرض ہے کہ انہیں ہنر مند بنائیں تاکہ وہ معاشرے میں اپنا مقام حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ 12-2011 کے ترقیاتی بجٹ میں ویلفیئر ہومز کے لئے جو پیسے مختص کئے گئے تھے اُن میں سے ابھی تک کتنے پیسے خرچ کئے گئے ہیں اور جو ویلفیئر ہوم بن رہے ہیں وہ کہاں تک پہنچے ہیں، میرا مطلب ہے کہ یہ صرف کاغذوں میں ہیں یا ان کے اوپر عملی طور پر کوئی کام بھی ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ 15 ملین روپے کی گرانٹ منظور ہو چکی ہے اور منظوری کے بعد 12-01-13 کو اس کی ڈی ڈی سی بھی ہو چکی ہے۔ اب ٹینڈر ہونے کے بعد اس پر کام شروع ہونے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا Question No. 5670 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-بھکاریوں کے خلاف آپریشن کی تفصیلات

*5670:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد بار بھکاریوں کے خلاف آپریشن کئے گئے مگر اس کے باوجود شہر کے مختلف چوراہوں میں بھکاری مرد و خواتین نظر آتے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو لاہور شہر میں سال 2009 میں کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے بھکاریوں کے خلاف فی الحال کوئی آپریشن نہ کیا ہے۔

(ب) چونکہ فی الحال کوئی آپریشن نہ کیا گیا ہے لہذا اس بات کا جواب دینا ممکن نہ ہے کہ کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! گداگری محکمہ سماجی بہبود کا مسئلہ ہے، یہ پولیس یا کسی اور محکمہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ کوئی گاڑی کسی چوک میں رُکتی ہے یا کوئی شخص پیدل جارہا ہوتا ہے تو گداگر فوج کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں۔ میں نے سوال کیا تھا کہ محکمہ سماجی بہبود نے پولیس سے مل کر یا اپنے طور پر کوئی آپریشن کیا ہے تو اس کا جواب یہ آیا ہے کہ فی الحال کوئی آپریشن نہیں کیا ہے۔ جز (ب) میں بھی یہی جواب دیا گیا ہے کہ چونکہ فی الحال کوئی آپریشن نہ کیا گیا ہے۔ یہ سوال جنوری 2010 میں کیا گیا تھا اور اس کا جواب جنوری 2012 میں آیا ہے تو وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فی الحال سے اُن کی مراد 2010 ہے یا 2012 ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اپنے مؤقف پہ قائم ہوں کہ ہم گداگروں کے خلاف کوئی آپریشن نہیں کرتے۔ محکمہ ان کو سدھارنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کئے ہوئے ہے۔ ہمارا چائلڈ پروٹیکشن بیورو پولیس کے ساتھ attach ہے اور وہ اس ضمن میں یہ معاملات دیکھتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ پہلے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم نے آپریشن کیا ہے اور اب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا بھکاریوں کے خلاف کوئی آپریشن کیا گیا ہے؟ اُن بھکاریوں میں بچے، عورتیں اور جوان بھی آتے ہیں۔ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو ہمارا ایک ضمنی ادارہ ہے اُس ادارہ نے پولیس کے ساتھ مل کر آپریشن کیا تھا تو میرا مؤقف یہی ہے کہ مختلف سوالات کے جوابات میں contradictions آتی ہیں اور غلط جوابات آتے ہیں اور محض ایک جملے کا جواب دے کر اپنا دامن بچا لیا جاتا ہے کہ فی الحال کوئی آپریشن نہیں کیا گیا، چونکہ فی الحال کوئی آپریشن نہیں کیا گیا تو لہذا اس بات کا جواب دینا ممکن نہ ہے کہ کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ House میں بار بار ایسی چیزیں آتی ہیں تو کوئی واضح رولنگ دی جائے اور اگر پھر مستقبل میں کوئی ایسی بات ہو تو کارروائی بھی کی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ ویلفیئر ہومز کا قیام عمل میں نہیں آیا۔ جب ویلفیئر ہومز بنیں گے تو ہم بالکل ان پر آپریشن کریں گے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ایک وزیر کے لئے یہ بہت embarrassment ہے کہ ابھی پچھلے سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے کہا کہ ہم نے یہ آپریشن کئے اور وہ ناکام ہوئے، یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور اب محکمہ یہ جواب دے رہا ہے کہ آپریشن نہیں کیا۔ یہ تو بہت embarrassing ہے اگر اس House کی کوئی value نہیں ہے اور اس طرح کی conflicting statements دی جا رہی ہیں---

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جو بات فرما رہی ہیں یہ بات پھر پورے House کی توہین کے مترادف ہو جاتی ہے اس لئے آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ یہ آپریشن پولیس نے کیا تھا، ہمارے ادارے نے یہ آپریشن نہیں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ہی ہمارے یہ ویلفیئر ہومز تیار ہو جائیں گے پھر ادارہ خود آپریشن کر کے ان لوگوں کو ان ہومز میں لے آئے گا۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ وضاحت کریں کہ گداگری سے نپٹنے کے لئے کوئی قانون ہے اور اگر پولیس آپریشن کرتی ہے تو کس قانون کے تحت کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! Vagrancy Act 1958 میں گداگروں کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ اُن کے خلاف کارروائی کی جائے، اُنہیں اس لعنت سے بچایا جائے اور اُن کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گداگری ایک منفعت بخش پیشہ ہے اور میں دعویٰ کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ گداگر ہر ماہ وزیر موصوف سے بھی زیادہ آمدنی کماتے ہیں اس لئے گداگری کے پیشہ کو ختم کرنے کے لئے کوئی چارہ جوئی نہیں کی جا رہی۔ اس سے مجھے یہ لگتا ہے کہ کیا محکمہ جات اُن گداگروں سے کوئی بھتہ تو وصول نہیں کرتے کہ یہ پیشہ چلتا رہے۔ وزیر موصوف اس پر روشنی ڈالیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ممبر موصوف محکموں کی کرپشن کی بات کر رہے ہیں تو یہ الزام تراشی والی بات ہے۔ یہ کوئی سوال تو نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے یہ زمینی حقائق ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Question No. 6379 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور / سرگودھا۔ رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تعداد و تفصیل

*6379: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور اور سرگودھا میں سماجی بہبود کی تنظیموں کی کل رجسٹرڈ تعداد کیا ہے، دونوں اضلاع کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے ؟

(ب) جو سماجی تنظیمیں بیرون ملک سے براہ راست امداد لیتی ہیں کیا محکمہ ان کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے ؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ سماجی بہبود کی تنظیموں کی تعداد 1055 ہے اور ضلع سرگودھا کی رجسٹرڈ تنظیموں کی اب تک کل تعداد 315 ہے۔

(ب) ضلع لاہور اور ضلع سرگودھا کی کوئی بھی تنظیم جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر سے رجسٹرڈ ہے بیرون ملک سے امداد نہ لیتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 2010 میں کیا تھا اور آج ماشاء اللہ دو سال کے بعد جنوری 2012 میں اس سوال کا جواب آ رہا ہے۔ میں نے اس سوال میں پوچھا تھا کہ ضلع لاہور اور سرگودھا میں این جی اوز کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائیں۔ انہوں نے یہاں پر جو اعداد و شمار دیئے ہیں مجھے ایک تو ان کا updated reply دے دیں اور میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بعد میں کرتی ہوں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! سماجی بہبود کے حوالہ سے پہلے لاہور میں رجسٹرڈ تنظیموں کی تعداد 1055 بتائی گئی تھی اور آج کے دن کے حوالہ سے ان تنظیموں کی تعداد 1114 ہے۔ ضلع سرگودھا کی رجسٹرڈ تنظیموں کی تعداد جواب میں 315 تھی لیکن اس وقت سرگودھا میں 458 مختلف سماجی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ این جی اوز بیرون ممالک سے امداد نہیں لیتیں۔ میں اس جواب کو چیلنج کرتی ہوں کیونکہ یہ جواب غلط ہے۔ این جی اوز کو پاکستان سے کچھ نہیں ملتا اور اس بات کو وزیر موصوف بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں کہ بہت سی این جی اوز ایسی ہیں جن میں بڑے بڑے نام ہیں اور وزیر موصوف نے پچھلے سوال کے جواب میں خود کچھ نام لئے تھے وہ ہمارے سکولوں میں ہمارا انفراسٹرکچر استعمال کرتے ہیں، ہماری حکومت سے پیسے بھی لیتے ہیں، اُس کے بعد ہمارے بچوں کے چہرے دکھا کر باہر کے ملکوں سے بھی پیسے لیتے ہیں تو وزیر موصوف کے علم میں جب یہ سارا کچھ ہے تو محکمہ نے کیوں غلط جواب دیا ہے، اس کی مجھے ذرا وجہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ضلع لاہور اور ضلع سرگودھا کی سماجی تنظیموں کے بارے میں جو محکمہ سوشل ویلفیئر میں رجسٹرڈ ہیں ان کے بارے میں یہ پوچھا گیا ہے

کہ وہ بیرون ممالک سے امداد لیتی ہیں یا نہیں؟ ہم نے یہ بات کی ہے کہ جو سماجی تنظیمیں محکمہ سوشل ویلفیئر میں رجسٹرڈ ہیں وہ تو اپنا ہر سال آڈٹ کراتی ہیں۔ان کا سالانہ آڈٹ ضروری ہے اور وہ اپنے آڈٹ کی کاپی ہمیں جمع کراتی ہیں تو اس کے بعد ان کی نئے سال کی رجسٹریشن renew ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تنظیمیں جن کی بابت پوچھا گیا ہے تو جو تنظیمیں ہمارے پاس رجسٹرڈ ہیں ان میں سے کوئی تنظیم بیرونی امداد نہیں لیتی۔ وہ تنظیمیں جو بیرونی امداد لیتی ہیں وہ محکمہ انڈسٹری کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ وہ جتنی بھی رقوم وصول کرتی ہیں اور جس جس مد میں جو رقوم آتی ہیں ان کے کوائف وہاں پر جمع کراتے ہیں۔اس کے علاوہ جو سماجی تنظیمیں اور N.G.Os محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس رجسٹرڈ ہیں وہ بیرونی امداد وصول نہیں کرتیں اور وہ اپنا ہر سال آڈٹ بھی کراتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر صاحب جو بات کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ وہ تنظیمیں محکمہ انڈسٹری کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں تو ایسا کوئی criteria نہیں ہے۔ان کے محکمہ سوشل ویلفیئر کے جو قواعد ہیں، جب کوئی N.G.O رجسٹرڈ ہوتی ہے تو ان میں بھی ایسا کوئی criteria نہیں کہ اگر آپ سوشل ویلفیئر کے پاس رجسٹرڈ ہو رہے ہیں تو آپ کوئی فنڈز نہیں لیں گے۔ جب بھی کوئی N.G.O کسی فنڈ کے لئے apply کرتی ہے چاہے وہ بیت المال کا ہو تو محکمہ سوشل ویلفیئر کے ذریعہ سے apply کرتی ہے۔اس کا جو فارم بنا ہوتا ہے اس میں categorically پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ نے اس سے پہلے اتنے عرصے میں کہیں سے فنڈ لیا ہے؟ اس بارے میں منسٹر صاحب بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جن N.G.Os کے بارے میں، میں بات کر رہی ہوں وہ بالکل بیرونی امداد پر چلتی ہیں اور وہ بیرونی امداد لیتی ہیں۔ یہ کہنا کہ وہ محکمہ انڈسٹری کے پاس رجسٹرڈ ہوتی ہیں بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی بات غلط ہو رہی ہے تو اس کو مان لینا میرے خیال میں بہت بڑی بات ہے بجائے اس کے کہ آج میں بطور وزیر یہاں پر respond کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لوں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ سوشل ویلفیئر میں جن N.G.Os کی رجسٹریشن ہوتی ہے وہ بیرونی امداد وصول نہیں کرتیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ criteria نہیں ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جن سماجی تنظیموں کی بابت معزز ممبر بات کر رہی ہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بیرونی امداد لینے والی N.G.Os محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس

رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ ہمارے پاس وہ N.G.Os رجسٹرڈ ہیں جو بیرونی امداد وصول نہیں کرتیں اور ہر سال اپنا آڈٹ کراتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر ایسی N.G.Os جو بیرونی امداد بھی لیتی ہیں اور ان کے پاس رجسٹرڈ بھی ہیں تو پھر منسٹر صاحب ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ بتا دیں وہ notice لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ on the floor of the House بتا دیں۔

جناب سپیکر: وہ ضرور notice لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلے وقفہ سوالات میں جو باتیں کی گئی تھیں آج تک ان کا notice نہیں لیا گیا تو پھر میں کیسے مان لوں کہ خالی notice ہی لیا جائے گا یا کچھ کیا بھی جائے گا؟

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ جاتے جاتے کوئی ایسی تاریخی مثال رقم کر کے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، کر کے جائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔ انہوں نے جو تاریخ آج رقم کی ہے کیا آپ کو وہ یاد نہیں؟ ماشاء اللہ اب یہ سینیٹر بن گئے ہیں۔ اب وہ فرما ہی سکتے ہیں کہ نہیں سکتے۔ انشاء اللہ وہاں بھی یہ اچھا کام کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6511 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور۔ دستکاری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6511: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں خواتین کے لئے کل کتنے دستکاری سکول ہیں، ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) اس وقت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے ضلع لاہور میں کیا کیا منصوبے زیر غور ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کرانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں خواتین کے لئے رفاہی ادارہ جات کی زیر نگرانی 40 دستکاری سکول کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ محکمہ سماجی بہبود کے زیر سایہ ایک صنعت زار بھی کام کر رہا ہے جہاں پر خواتین کو سلائی کڑھائی، بیوٹیشن، کوکنگ، پینٹنگ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) اس وقت ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود اور رفاہی ادارہ جات کے تعاون سے مزید 10 منی صنعت زار کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جہاں پر خواتین کو مختلف ہنر سکھائے جائیں گے اس سلسلہ میں جگہ کا تعین کر لیا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ 40 دستکاری سکول کام کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2008 سے اب تک کتنے نئے دستکاری سکول بنائے گئے ہیں اور ان میں کتنی خواتین کو سلائی کڑھائی کی تعلیم دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت ضلع لاہور میں ہمارے محکمہ کے زیر نگرانی خواتین کے لئے جو رفاہی ادارے کام کر رہے ہیں وہ 40 دستکاری سکول ہیں۔ محکمہ سماجی بہبود کے زیر سایہ ایک صنعت زار بھی ہے جہاں پر خواتین کو سلائی کڑھائی، بیوٹیشن، کوکنگ، پینٹنگ وغیرہ کا کام سکھایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ادارہ صنعت زار علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ہے۔ اس کے علاوہ سوال میں 2008 سے اب تک کا پوچھا گیا ہے تو اس دوران صرف ایک نیا سکول بنایا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ مزید 10 صنعت زار کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ یہ سوال تقریباً دو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد آیا ہے تو اس عرصہ کے دوران اس منصوبے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جز (ب) میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہاں پر مزید 10 منی صنعت زار کا قیام عمل میں لانے کا بتایا گیا ہے۔ اس حوالے سے N.G.Os 10 جو ہمارے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں ہم نے ان کی support شروع کی ہے کہ وہ ان اداروں کو ساتھ لے کر چلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان

10 منی صنعت زار کا قیام عمل میں آ گیا ہے۔ انہوں نے جس بابت پوچھا بھی ہے تو جو نیا سکول قائم کیا گیا ہے وہ گڑھی شاہو میں قائم کیا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جن کا ذکر کیا ہے کیا وہ ادارے کام کرنا شروع ہو گئے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! N.G.Os 10 کے ساتھ معاہدے ہو گئے ہیں یہ جلد working position میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7489 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: محکمہ سماجی بہبود کے اداروں کی تفصیلات

*7489: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گجرات میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے کتنے ادارے قائم کئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں مقیم بے سہارا بزرگ شہریوں کو کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور ان اداروں میں داخلے کا معیار کیا ہے؟

(ج) آئندہ کس کس ضلع میں مزید ادارے قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور اگر کوئی منصوبہ تیار نہیں کیا گیا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام بزرگ شہریوں کے لئے کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) چونکہ بزرگ شہریوں کے لئے ضلع میں کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے لہذا اس میں دی گئی سہولیات کی تفصیل دینا ممکن نہ ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام اس وقت ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بزرگ شہریوں کے لئے عافیت کے نام سے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں ان اداروں کی تکمیل کے بعد دوسرے شہروں میں یہ ادارے قائم کرنے کے لئے منصوبہ بنایا جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں کہا ہے کہ گجرات میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام بزرگ شہریوں کے لئے کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا تو اس پر میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا گجرات میں ایسا کوئی ادارہ بنانے کا ارادہ ہے؟ اس کے علاوہ انہوں نے جز(ج) میں ذکر کیا ہے کہ ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عافیت کے نام سے بزرگ شہریوں کے لئے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ اس سوال کو بھی دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے ان دو سالوں کے اندر ان منصوبوں میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام اس وقت ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بزرگ شہریوں کے لئے عافیت کے نام سے ادارے مکمل ہو چکے ہیں ان میں سروسز جاری کر دی گئی ہیں اور یہ تینوں ادارے functional ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے ایک بزرگ شہری ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہیں ان کا بھی خیال کیجئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میاں صاحب جب چاہیں ہم ان کو welcome کہیں گے۔ ہم ان کا after retirement wait کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی آپ کی سفارش کر دی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کے علم میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں عافیت کے نام سے جو اولڈ ہوم بنایا گیا ہے۔ اس میں جو recruitment کی گئی ہے اس کی constituency سارے پنجاب کو بنایا گیا ہے حالانکہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہی لوگوں کو وہاں پر بھرتی ہونا چاہئے تھا۔ انہوں نے ماسیوں اور پھپھیوں کے بیٹے بھرتی کرنے کے لئے ایسا کیا اور باہر سے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس معاملے کو آپ خود دیکھیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو یہ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اس معاملہ کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 7570 اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ترقی خواتین کے لئے مختص بجٹ و دیگر تفصیلات

*7570: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال10۔2009 اور 11۔2010 کے بجٹ میں ترقی خواتین کے لئے کتنی رقم سال وار مختص کی گئی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنے منصوبے مکمل ہوئے؟

(ج) ان سالوں کے دوران خواتین کے لئے کتنے نئے سکول سلائی کڑھائی کے کھولے گئے؟

(د) موجودہ مالی سال کے دوران کتنے ایسے سکول حکومت کہاں کہاں کھولنا چاہتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) سال10-2009 کے ترقیاتی بجٹ میں خواتین کے منصوبوں کے لئے کل 259.448 ملین روپے اور سال 11-2010 میں 99.161 ملین روپے کی رقم خواتین کے منصوبوں کے لئے مختص کی گئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران خواتین کی ترقی کے منصوبوں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) خواتین کے لئے کوئی نیا سلائی کڑھائی کا سکول نہیں کھولا گیا ہے۔

(د) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ خواتین کے لئے کوئی نیا سلائی کڑھائی کا سکول نہیں کھولا گیا ہے۔ ہم نے یہ سوال 2009 میں دیا تھا اور اب 2012 ہے۔ یہ بتائیں کہ اس وقت ضلع سرگودھا میں ایسے کتنے ادارے صنعت زار کے طور پر کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ جز(ج) کا جواب پوچھ رہی ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جز (ج) میں خواتین سے related جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا یہی جواب آیا ہے کہ سلائی کڑھائی کا ہم نے کوئی نیا سنٹر نہیں کھولا۔ سلائی کڑھائی کے سنٹر سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ خود سے نہیں کھول رہا بلکہ یہ محکمہ جن N.G.Os کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے وہ N.G.Os وہاں پر کام کرتی ہیں لیکن صرف ایک ادارہ جو ان تین سالوں میں نیا کھولا گیا ہے وہ سرگودھا میں کھولا گیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! صنعت زار ادارے آپ کی نمائش ہوتے ہیں اور صنعت زار علاقوں میں سلائی کڑھائی کی خاص چیزیں بھی بنا کر پوری دنیا میں بھیجی جاتی ہیں۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہی ہوں کہ کیا کوئی صنعت زار وہاں پر کام کر رہا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ سرگودھا سے متعلقہ ہی سوال ہے اور سرگودھا میں صنعت زار کام کر رہا ہے جہاں پر ان کو بیوٹیشن، کوکنگ، پینٹنگ، سلائی کڑھائی، کینڈل میکنگ وغیرہ جیسے کورس سکھائے جاتے ہیں جن سے وہ مستفید ہوتی ہیں۔ نہ صرف ان کو اس کا stipend دیا جاتا ہے بلکہ ہم ان products کی عالمی منڈیوں تک رسائی کو یقینی بناتے ہوئے exhibitions کرتے ہیں اور exhibitions میں ہم ان products کو متعارف کرواتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ سوشل ویلفیئر کی رجسٹرڈ N.G.Os میں جو Industrial Homes ہوتے ہیں وہ سرگودھا میں کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا وہاں پر Industrial Homes ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ ضلع کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو ضلع سرگودھا میں ایک Industrial Home ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ جواب بھی آیا ہے کہ فی الحال ایسا ادارہ بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ضلع سرگودھا کے لئے صرف ایک Industrial Home کافی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ضلع میں ایک ادارہ قائم ہے جو exist کر رہا ہے جس سے کافی لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر ضرورت پڑی تو کیا مزید بھی بنا دیں گے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ availability of sources پر depend کرتا ہے۔ اگر ہمارے پاس sources آئیں گے تو یہ اس محکمہ کا حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ کام محکمہ سوشل ویلفیئر میں ہونا چاہئے۔ اگر زیادہ بجٹ آئے گا تو ہم اس پر مزید کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! sources پر نہیں بلکہ آبادی کے حساب سے ہوتا ہے۔ پورے ضلع کے لئے ایک Industrial Home بالکل ناکافی ہے اور منسٹر صاحب بالکل غلط جواب دے رہے ہیں۔ خواتین اور ان بچیوں کے ساتھ زیادتی ہے جو کام کرنا چاہتی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر کم سے کم ایک ادارہ ہونا چاہئے۔ آپ منسٹر صاحب سے کہیں کہ کم از کم اس منصوبہ کو زیر غور تو لائیں جبکہ وہ جواب دے رہے ہیں کہ ہم اس بات پر غور بھی نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز ممبر کی بات کو ہم ensure کرتے ہیں کہ جس ضلع کی بات کی گئی ہے اسے ہم priority base پر لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: سوال نمبر 7648 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ترقی خواتین کے لئے چلنے والے پروگراموں کی تفصیلات

*7648: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ میں ترقی خواتین کے کتنے پروگرام چل رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان میں سے کون کون سے پروگرام Foreign Aid کے تحت چل رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ج) Foreign Aid کے تحت چلنے والے پروگرام کے لئے سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ان پروگرام کے تحت خواتین کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ پنجاب کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق پر مبنی گورنمنٹ کی پالیسیوں پر عملدرآمد کے لئے طریق کار وضع کرنا، ان پالیسیوں کا جائزہ لینا اور ان پالیسیوں پر اپنی آراء سے آگاہ کرنا اور بسااوقات ان پالیسیوں پر مبنی اپنی تجاویز بھی بھجوانا شامل ہیں۔

(ب) Foreign Aid کے تحت بھی کوئی پروگرام تاحال نہیں چل رہا ہے۔

(ج) جیسا کہ درج بالا جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ ادارہ کا کوئی پروگرام Foreign Aid کے تحت چل رہا ہے اور نہ ہی کوئی رقم وصول ہوئی ہے۔

(د) ادارہ کا تمام تر بجٹ حکومت پنجاب فراہم کرتی ہے جس کے تحت خواتین کے حقوق پر مبنی آگاہی کے لئے سیمینار اور ورکشاپ کا انعقاد، حکومتی اداروں میں پانچ فیصد کوٹا برائے خواتین پر عملدرآمد، بین الصوبائی گروپ وزراء، ترقی خواتین کی تشکیل نو، خواتین کے خلاف تشدد کی تمام اقسام کے خاتمے پر کنونشن کے لئے صوبائی کمیٹی کا قیام، فاطمہ جناح ایوارڈ کا انعقاد اور گھریلو خواتین کارکنان کے لئے پالیسی سازی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں کسی ادارے کے متعلق نہیں پوچھا بلکہ صوبہ میں خواتین کی ترقی کے لئے چلنے والے پروگراموں کے بارے میں پوچھا ہے جس کا محکمہ نے جواب میں اپنا ڈائریکٹوریٹ بتادیا ہے۔ مجھے منسٹر صاحب ذرا تفصیل سے بتادیں کہ کون سے پروگرام ہیں جو صوبہ بھر میں خواتین کی ترقی کے لئے چل رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! صوبہ بھر میں خواتین کی ترقی کے لئے کون سے منصوبہ جات چل رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ڈائریکٹوریٹ آف وومن ڈویلپمنٹ ادارے کا بنیادی مقصد خواتین کے حقوق پر مبنی حکومت کی پالیسیوں پر عمل درآمد کرانا اور طریقہ وضع کرنا ہے۔ یہ ایک attached Department ہے جو محکمہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور attached Departments ہمیشہ محکمے کی پالیسیوں کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ Gender Reform Action Plan کو متعارف کرایا ہے جو وفاقی حکومت کے اشتراک سے چاروں صوبوں میں کام کر رہا تھا۔ حالانکہ دیگر تینوں صوبوں میں GRAP کی وساطت سے چلنے والے تمام پروگراموں کو بند کر دیا گیا ہے لیکن ہم نے پنجاب میں اس کو 2013 تک extend کیا ہے تاکہ Gender Reform Action Plan کو آگے بڑھایا جا سکے اور خواتین کی خوشحالی، ترقی اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے تگ ودو میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادارے کا تمام تر بجٹ حکومت پنجاب فراہم کرتی ہے جس کے تحت خواتین کے حقوق پر مبنی seminars and workshops کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ فیصد کوٹا خواتین کے لئے مختص ہے جس کو utilize کیا جاتا ہے۔ تمام اداروں میں ہمارے Gender Specialists کام کرتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند باتیں ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خواتین کی تشکیل نو، خواتین کے خلاف تشدد کے تمام اقسام کے خاتمے پر convention کے لئے ہماری صوبائی کمیٹی کا قیام، گھریلو خواتین اور کارکنوں کے لئے پالیسی سازی اور تمام تر معاملات کو یہ ادارہ دیکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کے قیام کا عمل موجودہ وقت کے پیش نظر ضروری تھا جس کی وجہ سے ہمیں بڑے سیر حاصل نتائج ملے ہیں اور اس ادارے کی وجہ سے خواتین میں کافی شعور بیدار ہوا ہے بالخصوص وہ خواتین جو دیہی علاقوں میں رہتی ہیں۔ ہمارے Gender Specialists نے دیہی علاقوں میں جا کر workshops and seminars کروا کر awareness campaign کے ذریعے اپنی اپنی خدمات سرانجام دی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی مگر میں پھر بھی کہوں گی کہ میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ Gender Reform ایک پروگرام ہے لیکن باقی domestic violence جیسے پروگراموں کے لئے صرف seminars ہوتے ہیں یا کوئی پروگرام چل رہے ہیں؟ مجھے اس کا جواب بتایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! violence against women کے لئے Bill draft ہو چکا ہے اور بہت جلد ہم اسمبلی کے Floor پر پیش کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہو گی۔ ہم اس Bill کو اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل اپنی خواتین ایم پی ایز سے مشاورت بھی لیں گے۔ ہم اس کے لئے ایک seminar کروانے جا رہے ہیں جس میں ہم ان خواتین کی مشاورت شامل کریں گے اور انہیں پہلے draft دکھائیں گے۔ اس کے علاوہ وہ تنظیمیں جو کہتی ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق کی علمبردار ہیں اُن کو بھی مدعو کریں گے تاکہ کسی قسم کے تحفظات اس Bill میں نہ رہ جائیں۔ اس کے علاوہ آٹھ مارچ کو خواتین کا عالمی دن ہے اُس دن ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف خواتین کے اجتماع سے خطاب کریں گے اور وہ صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے ایک بہت بڑے package کا بھی اعلان کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ Foreign Aid سے کوئی ایسا پروگرام نہیں چلتا لیکن میں نشاندہی کروں گی کہ UNICEF اور USAID خواتین کے بہت سے پروگرام چلا رہے ہیں، کیا حکومت پنجاب کا اس سے کوئی تعلق ہے؟ اس کے علاوہ Mother and Child Health ہے، Population کے پروگرام ہیں اور خواتین میں Awareness کے پروگرام ہیں جو میڈیا میں آج کل عام ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جواب میں پھر جھوٹ لکھا گیا ہے کہ Foreign Aid سے ایسا کوئی پروگرام نہیں چلتا۔

جناب سپیکر: انہوں نے پہلے بھی بتا دیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے وومن ڈویلپمنٹ ادارے کی بابت جو نشاندہی کی گئی ہے اس سے related کوئی بھی کام ہم Foreign Aid سے نہیں کر رہے۔ UNICEF کی بات کی گئی ہے تو وہ صرف بچوں کے لئے کام کرتا ہے اور اس کا اپنا ایک نظم و نسق ہے جو صرف پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں کام کر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ہمارے محکمہ کا تعلق ہے تو ہم Foreign Aid پر depend نہیں کرتے بلکہ ہم اپنے فنڈز خود generate کرتے ہیں، حکومت پنجاب سے فنڈز لیتے ہیں اور ضلعی حکومتوں کی مدد سے اس منصوبے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کو پالیسی سازی میں شامل کیا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ جو تجاویز لی جاتی ہیں وہ کن سے لی جاتی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نے ایک Bill draft کر لیا ہے اور اس قانون میں ہم سب کو شامل کریں گے تب ہی اسے اسمبلی میں پیش کریں گے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں بلکہ ہم آپ کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ پہلے آپ کی مشاورت شامل ہو گی اور آپ کے تحفظات کا خاتمہ ہو گا تب ہی وہ Bill اسمبلی کے floor پر پیش ہو گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے کہنے پر ایک خاتون ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار کو بھی ضرور شامل کریں جو اچھی تجاویز دیں گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال بھی محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال نمبر 7667 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین کے لئے دارالامانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7667: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے شیلٹر ہوم (دارالامان) برائے خواتین ہیں؟

(ب) لاہور شہر کے دارالامانوں کے نام کیا ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) لاہور کے ان اداروں میں کتنی خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں اگر گنجائش سے زیادہ ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) لاہور کے دارالامانوں کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں نیز ان میں رہائش رکھنے والی خواتین سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) لاہور کے دارالامانوں کی نگرانی کے لئے مامور عملہ کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل35 شیلٹر ہوم برائے خواتین ہیں، صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ماسوائے ننکانہ صاحب، دارالامان کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور میں سوشل ویلفیئر کے زیر کنٹرول ایک ہی دارالامان کام کر رہا ہے جو کہ بند روڈ نزد تھانہ نواں کوٹ واقع ہے۔

(ج) دارالامان سٹی ڈسٹرکٹ ضلع لاہور میں خواتین کو رکھنے کی گنجائش 50 ہے جبکہ اس وقت ادارہ ہذا میں کل 31 خواتین اور 07 بچے رہائش پذیر ہیں۔

(د) 2009-10 کے کل اخراجات -/4,996,289 روپے اور 2010-11 کے مئی 2011 تک کل اخراجات -/33,00,000 روپے ہوئے ہیں ادارہ ہذا میں رہائش پذیر خواتین سے کسی بھی قسم کا کوئی خرچہ وصول نہیں کیا جاتا۔ خواتین کو تمام سہولیات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ مفت مہیا کرتی ہے۔

(ہ) لاہور کے دارالامانوں کی نگرانی کے لئے مامور عملہ کے نام، عہدہ اور گریڈ

نام	عہدہ	گریڈ
1۔آمنہ بٹ	سپرنٹنڈنٹ	17
2۔فرزانہ کوثر	ہینڈی کرافٹ انسٹرکٹر	08
3۔ارم ستارہ	ہینڈی کرافٹ انسٹرکٹر	08
4۔شکیلہ عبید	ریلیجس انسٹرکٹر	08
5۔ملک عاصم	کمپیوٹر آپریٹر	12
6۔شاہد رفیق	ڈرائیور	05
7۔شاہد شفیع	اسسٹنٹ	14
8۔محمد جمیل	نائب قاصد	02
9۔عامر حسین	چوکیدار	02
10۔گوگا مسیح	سویپر	02

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے سوال میں دارالامانوں کی تعداد پوچھی تھی جو محکمہ نے بتائی ہے لیکن اس میں کچھ ایسے Shelter Homes ہیں جو حکومت پنجاب نے اٹھارہویں ترمیم کے بعد بند کر دیئے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے علاوہ 4 کروڑ 99 لاکھ 6 ہزار 289 روپے کس مد میں خرچ کئے گئے

ہیں جبکہ سٹاف تو اتنا کم ہے اور صرف 31 خواتین لاہور کے دارالامان میں ہیں۔منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ پیسے کہاں پر خرچ کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں شیلٹر ہوم یا دارالامان کی کل تعداد 35 ہے اور جن کی بابت ہماری معزز بہن نے نشاندہی کی تو وہ رقم میرے ساتھ مل کر پڑھ لیں تو بہتر ہو گا کیونکہ یہ چار کروڑ نہیں ہے بلکہ 49 لاکھ 96 ہزار روپے ہے۔یہ رقم لاکھوں میں ہے کروڑوں میں نہیں ہے۔میں اپنے معزز ممبران سے کہوں گا کہ اس کی تصحیح کر لیں کہ یہ کروڑوں کی رقم ہم پر نہ لادیں۔یہ لاکھوں کے اخراجات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے تمام اخراجات کی بابت نشاندہی کی ہے جو کہ 10-2009 کے اخراجات ہیں اور یہاں پر رہائش پذیر خواتین سے ہم کسی طرح کا خرچہ نہیں لیتے بلکہ وہ free of cost رہتی ہیں اور انہیں ہم stipend دیتے ہیں۔وہاں پر مقیم خواتین کو ضلعی حکومتیں سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ رقم اگر 31 خواتین پر خرچ کی گئی ہے تو یہ کس زمرے میں خرچ کی گئی ہے اور سات بچے ہیں۔ٹھیک ہے اگر میں نے figures غلط بتائے ہیں تو وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! پورے سال کی خوراک اور ان کے رہنے کے انتظامات جس میں یوٹیلٹی بلز اور وہاں پر کام کرنے والے سٹاف کی تنخواہیں بھی اس میں شامل ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17 کی ہے باقی سارے گریڈ آٹھ سے کم کے ہیں اور اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے کے باوجود بھی دارالامان کی حالت ویسی کی ویسی ہی ہے۔وہاں پر جو خاتون جاتی ہے وہ توبہ توبہ کر کے آتی ہے اور یہ اس کی بہتری کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر کوئی شکایت ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں اس شکایت کا ازالہ ضرور کروں گا اور میں اپنی بہن سے کہوں گا کہ ہم مل کر وہاں کسی دن visit کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔وہاں پر

جو مسائل ہیں، انہیں دیکھیں گے بھی اور پرکھیں گے بھی اور موقع پر جو خامی ہوئی اسے دور کر کے آئیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 8884 ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر۔محکمہ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8884: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ سماجی بہبود کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کل ملازمین کی تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(ج) اس ضلع کا محکمہ ہذا کا سال 10۔2009 اور 11۔2010 کا بجٹ بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم غرباء، مساکین اور اپاہج لوگوں میں تقسیم کی گئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد اور نام بتائیں؟

(و) محکمہ کن کن این جی اوز کو گرانٹ فراہم کر رہا ہے ان دو سالوں کے دوران جن این جی اوز کو گرانٹ دی گئی ان کے نام اور گرانٹ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر و ومن ڈویلپمنٹ اینڈ بیت المال ضلع بہاولنگر میں کام کرنے والے دفاتر کا انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے:-

1- ڈسٹرکٹ آفس سوشل ویلفیئر، بہاولنگر

2- مینجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) بہاولنگر

3- سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم (دارالامان) بہاولنگر

4- چھ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر، بہاولنگر

5- پانچ میڈیکل سوشل آفیسرز، بہاولنگر

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل و تعداد تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر کا سال 10-2009 اور 11-2010 کا بجٹ حسب ذیل ہے:-

سال 10-2009	سال 11-2010
-/24022416 روپے	-/25231712 روپے

(د) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر نے سال 10-2009 اور 11-2010 میں چونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہوئی ہے لہذا ضلع بھر میں کوئی امداد تقسیم نہ کی ہے۔

(ہ) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر نے کل 128 این جی اوز رجسٹر کی ہیں جو ضلع بہاولنگر میں اپنے وسائل کے مطابق رفاہی کام سرانجام دے رہی ہیں۔

(و) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر کے تحت رجسٹرڈ این جی اوز کو سال 10-2009 اور 11-2010 میں کوئی امداد محکمہ ہذا کی طرف سے فراہم نہ کی گئی ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ "دو سال ضلعی بیت المال کمیٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے" میرا ضمنی سوال ہے کہ تقریباً چار کروڑ بانوے لاکھ روپے کہاں خرچ ہوئے اور اب کمیٹیوں کے بننے کے بعد ان دو سالوں کے درخواست گزاروں کو رقوم کی تقسیم کے وقت ترجیح دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ پہلے بیت المال کی کمیٹیاں موجود نہ تھیں اب یہ کمیٹیاں perform کر رہی ہیں اور وہ functional ہیں اس لئے میں figure بھی دینا چاہتا ہوں کہ آج دن تک مستحقین کی تعداد ایک ہزار چھتیس ہے جن میں چوہتر لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو روپے تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ باقی رقم کمیٹیوں کے پاس ہے جو تیس جون سے قبل تک تقسیم کریں گی۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! حکومت کی نااہلی کی وجہ سے دو سال کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہو سکی اور اس دوران جن غریب لوگوں نے درخواستیں دیں تھیں تو کیا انہیں رقوم کی تقسیم کے وقت prefer کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر! جن لوگوں نے بھی درخواستیں دی ہیں، ہم سب کو consider کرتے ہیں اور یہ دو سال کا gap ضرور رہا ہے لیکن اس دوران بھی وزیراعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ سے جن لوگوں کی فوری امداد ضروری تھی جس میں medication کے cases تھے، کو فوری امداد دی گئی تھی اور اب جو pending cases بھی تھے ہم نے انہیں prioritize کیا ہے اور اس چیز کو ensure کرتے ہیں کہ مستحق افراد کا کوئی بھی case ہم رد نہیں کریں گے بلکہ ان کا حق ان کی دہلیز تک پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 8927 ہے۔اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2010، دار الفلاح میں رکھے گئے بچوں و خواتین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8927: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دار الفلاح لاہور، سیالکوٹ، ملتان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی میں سال 2010 میں کتنے بچے اور خواتین رکھے گئے ہیں، کتنے بچے اور خواتین پچھلے سالوں سے چلے آرہے ہیں ان شہروں کے دار الفلاح کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ان پر کتنے اخراجات ہوئے اور ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

(ج) کیا حکومت صوبے کے دوسرے بڑے شہروں میں دار الفلاح کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود پنجاب کے چھ اضلاع میں دار الفلاح قائم کئے گئے ہیں۔ان میں سے ہر ایک کے اندر تیس خواتین مع بچوں کی رہائش کی گنجائش ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

ضلع	2010 کے دوران رہائش پذیر خواتین اور بچوں کی تعداد	پچھلے سال کے دوران رہائش پذیر خواتین و بچوں کی تعداد
لاہور	17عورتیں15بچے	22عورتیں10بچے
راولپنڈی	18عورتیں اور25بچے	15عورتیں15بچے
ملتان	17عورتیں16بچے	16عورتیں10بچے
سرگودھا	20عورتیں10بچے	18عورتیں15بچے
سیالکوٹ	15عورتیں15بچے	10عورتیں15بچے
بہاولپور	20عورتیں15بچے	20عورتیں10بچے

(ب) سال2010 کے دوران مندرجہ ذیل ترقیاتی اور غیر ترقیاتی فنڈز کا اجراء مندرجہ ذیل اضلاع کے دارالفلاح میں ہوا۔

ضلع	ترقیاتی فنڈز	غیر ترقیاتی فنڈز
لاہور	3.088 M	0.645 M
راولپنڈی	2.024 M	0.427 M
ملتان	1.985 M	3.391 M
سرگودھا	2.607 M	0.657 M
سیالکوٹ	2.936 M	0.574 M
بہاولپور	0.645 M	0.477 M

قیام کے دوران ان خواتین کو مفت رہائش کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم اور دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے ادارے میں رہائش پذیر بچوں کے لئے ادارے کے اندر نرسری بھی بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رہائش پذیر خواتین کو -/3000 سے -/3500 روپے رقم بطور ماہانہ وظیفہ بھی دی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود کا فی الحال پنجاب کے کسی بھی دوسرے ضلع میں دارالفلاح کے قیام کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: میں نے سوال کیا تھا کہ دارالامان لاہور، سیالکوٹ، ملتان اور بہاولپور وغیرہ میں کتنی خواتین اور بچے رکھنے کی گنجائش ہے مگر جواب تھوڑا سا مبہم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ لاہور میں سترہ خواتین اور پندرہ بچے، ہر ایک میں تیس خواتین مع بچے رہائش کی گنجائش ہے۔ تیس خواتین یعنی بچے اور خواتین ملا کر اتنی گنجائش ہے یا خواتین تیس ہوں اور اس کے علاوہ ان کے جتنے بھی بچے ہیں، اس کی وضاحت کر دی جائے؟

جناب سپیکر: انہوں نے لکھ دیا ہے کہ تیس خواتین مع بچوں کی رہائش کی گنجائش ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ تیس خواتین ہیں اور اگر ایک خاتون کے ساتھ دو دو، تین تین بچے ہیں تو رہائش کی گنجائش تو پچاس ساٹھ ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: بچوں سے مراد شیر خوار بچہ ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جب تیس خواتین اور بچوں کی بات ہوتی ہے تو خواتین جو بچوں کے ساتھ ہیں، تیس families count ہوتی ہیں یعنی ہم تیس families کو accommodate کر سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا دارالامان میں خواتین کو مفت میڈیکل اور لیگل ایڈ فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ منسٹر صاحب یہ بھی فرما دیں کہ کیا دارالامان میں خواتین اندر باہر آزادانہ آ جا سکتی ہیں اور کیا انہیں موبائل فون بھی استعمال کرنے کی سہولت ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! چونکہ دارالامان میں عدالتوں کی طرف سے بھی کچھ خواتین کو بھیجا جاتا ہے یا تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کو این جی اوز دارالامان میں چھوڑ کر جاتی ہیں تو ہم بالکل ان کے لواحقین سے ان کا رابطہ کرواتے ہیں اور ٹیلی فون کی سہولت محکمہ خود فراہم کرتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ وہ اپنے لواحقین، اپنے گھر والوں، اپنے بچوں یا والدین کے ساتھ بات نہیں کر سکتیں بلکہ ہمارا یہ فرض ہوتا ہے کہ ہم انہیں آگاہ کریں کہ آپ کی بیٹی اور بہو ہمارے پاس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی دوسری رائے والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ کے زیرانتظام چمن گھروں کی تفصیلات

*8941: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ کے زیرانتظام قائم کردہ چمن گھر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) متذکرہ چمن گھروں سے 2008 سے سال 2011 تک کتنے بچے مستفید ہوئے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ کے زیرانتظام ذہنی طور پر معذور بچوں کی بحالی کے لئے چمن کے نام سے ایک ادارہ سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ لاہور میں کام کر رہا ہے۔

(ب) "چمن" سے سال 2008 سے 2011 تک کل 1,056 بچے مستفید ہوئے۔

ضلع لاہور۔محکمہ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*9007: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور محکمہ سماجی بہبود کو سال 11۔2010 کے دوران کتنی رقم ملی؟

(ب) کتنی رقم اس محکمہ کو کس کس دیگر ذرائع سے موصول ہوئی؟

(ج) اس محکمہ کی آمدن کے کوئی ذرائع ہیں، اگر ہاں تو ان ذرائع سے کتنی آمدن ہوئی؟

(د) محکمہ اپنی آمدن بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ کے کون کون سے ادارے کہاں کہاں چل رہے ہیں ان اداروں کے نام کیا ہیں؟

(و) ان اداروں کے موجودہ سال کے اخراجات بتائیں؟

(ز) اس ضلع میں محکمہ کے کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، کتنی اور کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور محکمہ سماجی بہبود کو ملنے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے	صوبائی گرانٹ سے
383011535/-	1643000/-

(ب) اس محکمہ کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور پنجاب گورنمنٹ سے فنڈز ملتے ہیں۔

(ج) اس محکمہ کے جن اداروں سے آمدن وصول ہوتی ہے ان میں ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) لاہور اور ہاسٹل فار ورکنگ وومن لاہور ہیں اور ان سے سال 11-2010 کے دوران موصول ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)	ہاسٹل فار ورکنگ وومن لاہور
4849418/- روپے	363000/- روپے

(د) گورنمنٹ کی ہدایت کے پیش نظر خواتین کے روزگار کی سکیم کو بڑھایا جا رہا ہے۔

(ہ) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام لاہور میں چلنے والے اداروں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
2- ہاسٹل فار ورکنگ وومن گلشن راوی لاہور
3- ڈے کیئر سنٹر وحدت روڈ لاہور
4- ماڈل آرفنیج (orphanage) (انجمن سلیمانیہ) سمن آباد لاہور
5- دارالامان بند روڈ یتیم خانہ لاہور
6- کاشانہ ٹاؤن شپ لاہور
7- نگہبان سنٹر لاہور
8- سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور
9- پناہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
10- ڈسٹرکٹ جیل لاہور۔

(و) ان اداروں کے موجودہ سال کے اخراجات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) اس ضلع میں محکمہ کے کل 293 ملازمین کام کر رہے ہیں اور سات اسامیاں خالی پڑی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ادارہ کا نام	اسامی	سکیل	تاریخ
دارالامان لاہور	ڈرائیور	05	01-04-2011
کاشانہ لاہور	وارڈن	11	10-02-2009
	جونیئر کلرک	07	13-02-2011
نگہبان سنٹر	چوکیدار	02	10-05-2010

ہاسٹل فار وومن لاہور	باورچی	02	20-04-2010
ڈسٹرکٹ آفس سوشل ویلفیئر لاہور	چوکیدار	02	26-01-2011

ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام چلنے والے اداروں کے سال 11-2010 کے اخراجات کی تفصیل

اداروں کے نام	11-2010 کے اخراجات
ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)	-/4633041روپے
ہاسٹل فار ورکنگ وومن	-/1477232روپے
ڈے کیئر سنٹر	-/1654824روپے
شیلٹر ہوم (دارالامان)	CDGL -/3623765روپے Provincial-/220000روپے
کاشانہ	-/5005936روپے
ماڈل آرفینیج (چلڈرن ہوم)	-/2606568روپے
نگہبان سنٹر	-/2618079روپے
سنٹرل جیل، لاہور	-/556634روپے
پناہ	-/571425روپے
ڈسٹرکٹ جیل، لاہور	Provincial -/650000روپے

ضلع لاہور۔محکمہ کے تحت ہونے والے فلاحی منصوبوں کی تفصیلات

*9008: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر سماجی بہبود لاہور کا سال 09۔2008 اور 10۔2009 کا کل بجٹ سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کس کس عوامی فلاح کے منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم غیر ترقیاتی اخراجات پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور کے کل 47 دفاتر ہیں جن کی سال 09-2008 اور 10-2009 کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	بجٹ
2008-09	-/67,150,509روپے
2009-10	-/83,134,104روپے

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی رقم صرف غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے تھی۔

(ج) غیر ترقیاتی اخراجات پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	تنخواہ	دیگر اخراجات	کل خرچ
2008-09	48,606,650/-روپے	15,319,825/-روپے	64,015,575/-روپے
2009-10	55,788,767/-روپے	2,395,187/-روپے	79,742,954/-روپے

صوبائی دارالحکومت کی سڑکوں پر نوجوان بچیوں کے بھیک مانگنے کی تفصیلات

*9108: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیروز پور روڈ، جیل روڈ اور صوبائی دارالحکومت کی دیگر اہم سڑکوں پر نوجوان لڑکیاں بھیک مانگتے نظر آتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نوجوان بچیوں کے یوں سرعام بھیک مانگنے پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) Vagrancy Ordinance Act 1958 کے تحت نہ صرف نوجوان بچیوں بلکہ کسی بھی عمر اور جنس کے افراد کا بھیک مانگنا منع ہے۔چونکہ فی الحال Welfare Home for Beggars جو کہ محکمہ سماجی بہبود نے قائم کرنا تھا وہ قائم نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اس سماجی برائی کے خاتمہ کے لئے فی الحال کوئی ٹھوس اقدامات نہ ہو سکے ہیں۔تاہم حکومت پنجاب نے مالی سال 2011-12 کے ترقیاتی بجٹ میں welfare home قائم کرنے کے لئے فنڈز مختص کر دیئے ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ welfare home قائم ہونے کے بعد اس سماجی برائی کے تدارک میں مدد ملے گی۔

ضلع چنیوٹ، رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9276: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں کتنی رجسٹرڈ این جی اوز کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان این جی اوز کو حکومت کی طرف سے 2009-10 میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور ان این جی اوز نے سال 2009-10 میں کیا کیا خدمات انجام دیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا محکمہ ان این جی اوز کو دیئے گئے فنڈز کو چیک کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع چنیوٹ میں کل 73 رجسٹرڈ این جی اوز اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

(ب) سال 10-2009 کے دوران ضلع چنیوٹ میں N.G.Os کو حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہ ملے ہیں ضلع چنیوٹ میں این جی اوز ایجوکیشن، وومن ویلفیئر، ماحولیات، سپورٹس، معمر کی بہبود، چائلڈ ویلفیئر، بیوگان کی مالی امداد، بھٹہ پر کام کرنے والے مزدوروں کی بہبود کے لئے سروسز فراہم کر رہی ہیں۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود ان این جی اوز کو (Voluntary Social Welfare Agency (R&C)Ordinance 1961 کی شق 9 کے تحت ان این جی اوز کے حسابات کو چیک کرنے کا اختیارات رکھتا ہے۔

ضلع چنیوٹ، دارالامان کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9277: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع چنیوٹ میں کتنے دارالامان ہیں، ان میں کتنی کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں، ان میں سے کتنی خواتین کے کیس عدالتوں میں pending ہیں ان کیسز میں حکومت ان خواتین کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

ضلع چنیوٹ میں 09-07-01 سے ایک دارالامان منظور ہو چکا ہے۔ ضلعی حکومت چنیوٹ کی جانب سے فرنیچر، مشینری اور گاڑی کی عدم فراہمی کی وجہ سے یہ ابھی تک فنکشنل نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ابھی تک کوئی خاتون دارالامان چنیوٹ میں داخل نہ ہوئی ہے۔

ضلع جھنگ۔ محکمہ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9294: محترمہ آصفہ فاروقی: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں سماجی بہبود کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ضلع جھنگ میں محکمہ کے تحت کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ج) ضلع ہذا میں ایسے اداروں کی تفصیل بتائیں جن میں خواتین کو ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے اور کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) اس ضلع میں ترقی خواتین کے لئے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل سال وار اور منصوبہ وار بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع جھنگ میں سماجی بہبود کے کل 09 دفاتر ہیں۔

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے کل 02 ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ج) محکمہ کا صرف ایک ادارہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم صنعت زار ہے جس میں خواتین کو ہنر کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے جس میں سلائی کڑھائی، فیشن ڈیزائن، میشن اینڈ فیلڈ ایمبرائیڈری، فلاور میکنگ، وڈ ورک، اڈا ورک، بیوٹیشن، فیبرک پرنٹنگ، کوکنگ کلاسز، انگلش زبان، کمپیوٹر جبکہ دارالامان میں بھی خواتین کو عارضی قیام کے دوران مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں۔

(د) ضلع میں خواتین کے لئے دو ادارے صنعت زار اور دارالامان کام کر رہے ہیں ان اداروں پر سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران خرچ کی گئی تفصیل درج ذیل ہے:۔

صنعت زار:

کل بجٹ 2009-10	اخراجات 2009-10
33,25,990/- روپے	29,09,846/- روپے
کل بجٹ 2010-11	اخراجات 2010-11
42,54,000/- روپے	30,46,793/- روپے

دارالامان:

کل بجٹ 2009-10	اخراجات 2009-10
20,95,000/- روپے	18,72,620/- روپے
کل بجٹ 2010-11	اخراجات 2010-11
25,08,000/- روپے	16,33,665/- روپے

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے تحت کام کرنے والے ادارے و دیگر تفصیلات

*9452: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ہذا کے تحت کون کون سے ادارے غریبوں، بیواؤں اور بوڑھے افراد کے لئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں اس وقت کتنے افراد / عورتیں ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان اداروں میں کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ ہذا کے تحت غریب، بیواؤں، اور بوڑھے افراد کے لئے مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں۔

عافیت: بوڑھے افراد کی فلاح کا ادارہ

دارالفلاح: بیواؤں و غریب عورتوں کا ادارہ

کاشانہ: بچوں کی فلاح کا ادارہ

نگہبان: گمشدہ بچوں کی فلاح و بحالی کا ادارہ

گہوارہ: بچوں کی فلاح کا ادارہ

(ب) ان اداروں میں اس وقت موجود افراد کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

نام ادارہ	مرد	عورتیں	بچے
عافیت	22		
دارالفلاح		23	48
دارالامان		42	10
کاشانہ		51	
نگہبان			02
گہوارہ			25

(ج) ان اداروں کے مذکورہ سالوں کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نام ادارہ	سال 11-2010	سال 12-2011
عافیت	-/2,534,948 روپے	-/2,298,157 روپے
دارالفلاح	-/2,786,440 روپے	-/1,830,195 روپے
دارالامان	-/3,300,000 روپے	-/2,487,990 روپے
کاشانہ	-/3,519,000 روپے	-/3,218,862 روپے
نگہبان	-/1,197,219 روپے	-/2,537,423 روپے
گہوارہ	-/3,109,247 روپے	-/2,537,423 روپے

(د) ان اداروں میں خوراک، رہائش، ادویات، تعلیم اور تفریحی سہولیات دی جاتی ہیں۔

ضلع بہاولنگر: کمیونٹی سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10286: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں کتنے کمیونٹی سنٹرز ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی تعداد اور تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت ضلع بہاولنگر میں مزید کمیونٹی سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ سماجی بہبود کے پاس دو کمیونٹی سنٹرز ہیں جن میں سے ایک تحصیل بہاولنگر اور دوسرا تحصیل چشتیاں میں ہے۔ تحصیل بہاولنگر کے کمیونٹی سنٹر میں اس وقت صنعت زار کام کر رہا ہے جبکہ تحصیل چشتیاں کا کمیونٹی سنٹر سر سید ویلفیئر سوسائٹی جو کہ ایک این جی او ہے اس کے پاس ہے اور اس میں اس وقت ایک دستکاری سکول چل رہا ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کا فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہ ہے۔

ضلع ملتان: خواتین کی بھلائی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*10312: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت نے ضلع ملتان میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 2008 سے اب تک کیا کیا بنیادی اقدامات اٹھائے؟

(ب) حکومت نے مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ملتان میں کتنے فنڈز فراہم کئے اور وہ کن کن مدات میں خرچ کئے گئے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع میں دستکاری سکھانے کے لئے خواتین کو کتنی سلائی مشینیں فراہم کی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ سوشل ویلفیئر وومن ڈویلپمنٹ اینڈ بیت المال ملتان کے تحت درج ذیل ادارہ جات خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مع استفادہ کنندگان کی تعداد درج ذیل ہے:-

سال	دارالامان	دارالفلاح	صنعت زار	ہاسٹل فار ورکنگ وومن	ٹوٹل
2008-09	174	1152	147	64	1537
2009-10	268	1172	147	45	1632
2010-11	311	71	174	47	603
2011-12	1164	149	171	43	1527

(ب) ضلع ملتان میں حکومت کی طرف سے دیئے گئے فنڈز اور جن مدات میں خرچ کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	دارالامان	دارالفلاح	صنعت زار	ہاسٹل فار ورکنگ وومن	ٹوٹل
2008-09	2,635,000/- روپے	2,581,200/- روپے	3,567,900/- روپے	1,173,100/- روپے	9,957,200/- روپے
2009-10	2,838,120/- روپے	2,212,000/- روپے	3,737,065/- روپے	1,317,095/- روپے	10,104,280/- روپے
2010-11	3,414,180/- روپے	4,817,281/- روپے	4,845,340/- روپے	1,800,360/- روپے	14,877,161/- روپے
2011-12	3,689,000/- روپے	5,249,000/- روپے	495,000/- روپے	1,800,000/- روپے	1,563,000/- روپے

مذکورہ عرصہ کے لئے رقم ملازمین کی تنخواہوں اور خدمات کے عوض فراہم کی گئی۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران خواتین کو ضلع میں کوئی دستکاری مشین فراہم نہ کی گئی ہے۔

ضلع ملتان: رجسٹرڈ این جی اوز کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*10313: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ کے تحت کتنی رجسٹرڈ این جی اوز کام کر رہی ہیں؟

(ب) یہ این جی اوز کس کس فیلڈ میں کام کر رہی ہیں، ان این جی اوز نے 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی خواتین کی فلاح کے لئے کیا کیا کام کئے، این جی اوز وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان این جی اوز میں سے محکمہ نے کس کس این جی اوز کو کتنی مالی امداد فراہم کی اور جن این جی اوز کو مالی امداد فراہم نہیں کی گئی اسکی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع ملتان میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 255 ہے۔

(ب) یہ این جی اوز وومن ویلفیئر، یوتھ ویلفیئر، چائلڈ ویلفیئر، ایجوکیشن، ہیلتھ، اویئرنیس (آگاہی) کی فیلڈز میں کام کر رہی ہیں ان میں 117 این جی اوز خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہیں چونکہ زیادہ تر این جی اوز خواتین کے حقوق کی آگاہی وغیرہ کا کام کرتی ہیں لہذا این جی اوز وار فلاح و بہبود کے کام کی تفصیل دینا ممکن نہ ہے۔تاہم ان این جی اوز کے مختلف پروگراموں سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کل 55395 خواتین نے شرکت کی۔

(ج) محکمہ ان این جی اوز کو براہ راست کوئی مالی امداد فراہم نہ کرتا ہے۔تاہم پنجاب سوشل سروسز بورڈ جو کہ خود مختار ادارہ ہے اس نے محکمہ کے توسط سے جو امداد فراہم کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	ہادی ویلفیئر سوسائٹی ملتان	-/20,000روپے
-2	خان ویلفیئر سروس ملتان	-/30,000روپے
-3	پاکستان یوتھ لیگ ملتان	-/25,000روپے
-4	ذکریا ویلفیئر ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن ملتان	-/30,000روپے
-5	دیہی ترقیاتی پراجیکٹ مٹوٹلی، شجاع آباد ملتان	-/25,000روپے
-6	جذبہ وومن اینڈ چلڈرن ویلفیئر سوسائٹی ملتان	-/25,000روپے

جو این جی اوز گرانٹ فراہم کرنے والے اداروں کی طرف سے متعین کردہ طریق کار کو پورا نہیں کر پاتیں ان کے کیس مسترد کر دیئے جاتے ہیں۔

ضلع قصور: خواتین کی بہبود کے اداروں کی تفصیلات

*10319: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں خواتین کی بہبود کے لئے محکمہ کے زیر کنٹرول کام کرنے والے ادارہ جات کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا خواتین کی ویلفیئر اور بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں محکمہ ہذا کے پاس خواتین کی بہبود کے لئے کام کرنے والے دو ادارہ جات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) برائے خواتین

2- شیلٹر ہوم (دارالامان) برائے خواتین

(ب) ضلعی سطح پر ایسی کوئی نئی تجویز زیر غور نہ ہے-تاہم ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم قصور اس مقصد کے لئے فعال کردار ادا کر رہا ہے-

ضلع قصور: بزرگ شہریوں اور بیوہ خواتین کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے ادارہ جات قائم کرنے کی تفصیلات

*10320: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت ضلع قصور میں بزرگ شہریوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے عافیت نام کا ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ ضلع میں بے روزگار بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے لئے دارالفلاح نام کا کوئی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع قصور میں ایسی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے-

(ب) ضلع قصور میں ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے-

جناب سپیکر: سینیٹ کے انتخابات کے حوالے سے اعلان ہے۔ تمام معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سینیٹ کی جنرل نشستوں کے لئے انتخاب پرسوں یعنی جمعتہ المبارک مورخہ 2-مارچ 2012 کو ہو گا۔ پولنگ بلا کسی وقفے کے صبح 9 بجے سے شام چار بجے تک جاری رہے گی۔ پولنگ اسمبلی بلڈنگ کے کمیٹی روم B میں ہو گی۔ الیکشن میں ووٹ ڈالنے کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ سے جاری کردہ شناختی کارڈ لازمی ہے لہذا تمام معزز ممبران کے لئے گزارش ہے کہ وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ شناختی کارڈ ساتھ لائیں۔ اگر کسی معزز ممبر کے پاس کارڈ موجود نہیں ہے تو وہ فوری طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ سے کارڈ جاری کروالیں۔ مزید یہ کہ پولنگ والے دن معزز ممبران کے علاوہ کسی بھی شخص بشمول وزراء کے ذاتی عملہ کے ممبر یا کسی مہمان کو اسمبلی میں داخلے کی ہرگز اجازت نہ ہو گی۔ پولنگ والے دن میری جانب سے آپ کے لئے دوپہر کے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف: کیا یہ کھانا صرف حکومت کے لئے ہے؟

جناب سپیکر: یہ سب کے لئے ہے مجھ سے ایسی بات نہ کیا کریں۔ جب میں House کے بارے میں بات کر رہا ہوں تو یہ گورنمنٹ یا اپوزیشن کی بات نہیں ہوتی بلکہ اس معزز House کی بات ہوتی ہے۔ جس دن پولنگ ہوگی اسمبلی کا اجلاس بھی جاری رہے گا۔ اعلان ختم ہوا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر حضرت صاحب آ گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک کی تحریک ہے ان کی درخواست آج کی تاریخ کے لئے تھی۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جاوید حسن گجر کی طرف سے ہے۔ اس تحریک کو بعد میں take up کرتے ہیں پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیتے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں اکثر آگ لگا دی جاتی ہے۔ حالات یہ ہیں کہ اب دو یا تین سال کی لکڑی بھی نظر نہیں آ رہی ہے۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ ایسا ہوا کہ اللہ دتہ نامی ایک شخص جو وہاں ملازم تھا اُس کے گھر سے سو من لکڑی برآمد ہوئی۔ اُس کو suspend کیا گیا لیکن وہ دو دن کے اندر نہ صرف بحال ہوا بلکہ اس کو وہیں لگا دیا گیا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ایک کمیٹی بنا دیں، میں پہلے بھی اس معاملے کو دو تین مرتبہ Floor پر اٹھا چکا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی میں، میں اور آپ ہیں۔ آپ میرے پاس آ جائیں ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ اس کے لئے صرف دو دن کا ٹائم دیں۔ چونکہ آپ بہت مصروف ہیں آپ کمیٹی بنا دیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ چھانگا مانگا کو تباہ کیسے کیا گیا ہے۔ وہاں نہ صرف میرا اور آپ کا حلقہ ملتا ہے بلکہ یہ ایک قومی ورثا تھا جو تباہ ہو گیا ہے۔ اس کے لئے کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔ جی، جاوید حسن گجر!

ایم ایس شیخ زید میڈیکل کالج و ہسپتال رحیم یار خان کا معزز ممبر سے ناروا سلوک

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں سخت بیمار تھا اور میرے ساتھ میرا قریبی مریض بھی تھا۔ میں اپنا اور اپنے مریض کا چیک اپ کرانے شیخ زید میڈیکل کالج و ہسپتال رحیم یار خان میں ایم ایس ڈاکٹر (کیپٹن) مشتاق کے پاس گیا جنہوں نے مجھے ڈاکٹر عرفان احمد کے پاس refer کر دیا۔ جب میں ڈاکٹر الیاس اور اپنے مریض کے ہمراہ ڈاکٹر عرفان کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے دیکھتے ہی کرسی پر بیٹھنے کا موقع ہی نہ دیا اور نہایت بدتمیزی، بداخلاقی اور غصے سے مخاطب ہوتے ہوئے ڈاکٹر الیاس سے کہا کہ ان کو دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔ جس پر میں نے بہت تحمل اور ڈاکٹر عرفان کی عزت رکھتے ہوئے اپنے مریض کو ساتھ لیا اور دوسرے کمرے میں گیا جو کہ تالا بند تھا۔ تالا کھولا گیا تو وہاں "ہو" کا عالم تھا۔ کمرے میں بے شمار مٹی اور جالے لگے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے یہ کمرہ دو ماہ سے مقفل ہے۔ وہاں ہماری سانس بند ہو رہی تھیں جس پر میں وہاں سے فوراً نکلا اور اپنے مریض کے ہمراہ گھر واپس آ گیا۔ یاد رہے کہ یہ ڈاکٹر مشتاق کی مجھے کسی دوسرے کے پاس بھیجنے کی پہلی حرکت نہیں تھی بلکہ وہ متعدد مرتبہ میرے ساتھ ایسا ناروا سلوک کر چکا ہے لہذا میں گاڑی میں بیٹھا اور گھر چلا گیا اور ڈاکٹر الیاس کو کہہ دیا کہ ایم ایس کو بتا دینا۔ بعد ازاں میں نے 26,27۔ نومبر 2011 تک ایم ایس اور پرنسپل کے response کا انتظار کیا۔ پھر میں نے میڈیکل کالج کے پرنسپل کو بذریعہ درخواست اس معاملہ کی شکایت کی کہ وہ اس معاملے کو حل کرے لیکن میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سعید احمد کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور میری بات سنی ان سنی کر دی۔ اس کے بعد بھی معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لئے بذریعہ ایس ایم ایس میڈیکل کالج کے پرنسپل کو یادداشت بھجوائی۔ نتیجتاً ایک ہفتہ بعد ٹیلی فون پر پرنسپل نے مجھے دھمکایا کہ اگر آپ نے راست اقدام اٹھایا تو بہت لاشیں اٹھیں گی۔ میں اس استحقاق کا قانونی حق رکھتا ہوں جو آئین پاکستان نے مجھے دیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو Privileges Committee کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو Privileges Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔
جناب جاوید حسن گجر: بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 256/11 رانا تنویر احمد ناصر کی ہے۔ وہ میٹنگ میں گئے ہیں لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 262/12 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: اب سانس تو آپ لینے نہیں دیں گے نہ آپ سانس لیں گے اور نہ مجھے لینے دیں گے۔ مجھے لگتا ایسے ہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو تیس سال پرانی کہانی ہے۔

جناب سپیکر: وہ پرانی کہانی تو یہاں آ ہی نہیں سکتی، یہ آپ پڑھیں تو سہی۔

ڈاکٹروں کو دوسرے ممالک میں ملازمت کے لئے این او سی جاری کرنے سے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 400 مزید ڈاکٹروں کو سعودی عرب ملازمت کے لئے NOC جاری کر دیئے گئے ہیں۔ قوم کا حقیقتاً اوسطاً ایک ڈاکٹر پر 30 لاکھ روپیہ خرچ آ رہا ہے۔ ملک میں عمومی اور پنجاب میں خصوصی طور پر ڈاکٹروں کی شدید قلت ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ستمبر 2011 میں میڈیکل میں داخلہ ٹیسٹ کے لئے لاہور کے دو سنٹروں میں 3146 لڑکے اور 6973 لڑکیاں شامل ہوئیں۔ لڑکوں کے لئے ایم بی بی ایس کے داخلے کے لئے یہ تعداد الارم کی وہ گھنٹی ہے جو اوپن میرٹ پالیسی کی وجہ سے قوم پر 1996 سے مسلسل بج رہی ہے اور کوئی پرسان حال نہ ہے۔ ہر سال ڈاکٹروں کے مختلف ممالک کے علاوہ

خلیجی ممالک کے لئے بلاسوچے سمجھے این او سی جاری کئے جارہے ہیں۔ان میں پوسٹ گریجویٹ، سینئر رجسٹرار، کنسلٹنٹ اور پروفیسر بھی شامل ہیں۔ پنجاب میں ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے چین، کرغزستان، ازبکستان اور نا معلوم کہاں کہاں سے ڈاکٹروں کو لے کر کام چلایا جا رہا ہے اور اپنے ڈاکٹر غیروں کی خدمات کرنے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔آج سرکاری ہسپتال میں کہیں پر بھی کوئی مثالی صورت نہ ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے لڑکیوں کی ایم بی بی ایس میں گریجویشن کی تعداد زیادہ ہونے اور ان میں سے بیشتر کے شادی کے بعد کام نہ کرنے کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہو چکا ہے اگر تعلیمی سال 2012-13 سے بھی اس کا کچھ تدارک کیا جائے تو اگلے دس سالوں میں بھی یہ خلاء شاید پورا نہ ہو سکے گا۔ ہر گزرنے والے سال کے ساتھ یہ انتہائی اہم عوامی مسئلہ بد سے بدتر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ محرک یہاں پر معزز ایوان کے سامنے Pakistan Medical Association کا ایک بیان جو مریضوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ جس میں انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب سے انسداد عطائیت کا سختی سے خاتمے کا مطالبہ کیا ہے۔کیا P.M.A کے ارباب اختیار نے اپنی ڈاکٹرز کمیونٹی کو کبھی کہا کہ جس قوم نے آپ کے ڈاکٹر بننے پر 30 لاکھ لگائے، عزت دی اس قوم کے لئے کم از کم پانچ یا سات سال معقول معاوضے کے عوض تو کام کر لیں لیکن P.M.A کو کبھی ایسی توفیق ہوئی اور نہ ہو گی۔ کیا P.M.A نے کبھی خواتین ڈاکٹرز کو دیہی علاقوں میں ڈیوٹی کرنے کے لئے کہا؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں۔ جس کی وجہ سے آج حالات یہ ہیں کہ کسی عورت کے پوسٹ مارٹم کے لئے بھی کئی کئی دن لیڈی ڈاکٹر کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کاش لیڈی ڈاکٹروں کی تعداد بڑھنے سے خواتین کو فائدہ ہو جاتا لیکن ایسا نہ ہو سکا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 264/11 بھی آپ کی ہے۔

پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی جانب سے پلاٹوں کی رجسٹریشن میں

جعلی اشٹام پیپرز کے استعمال سے حکومت کو ماہوار کروڑوں روپے کا نقصان

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام تر حکومتی دعوؤں کے باوجود جعلی Stamp Papers کی فروخت کو ختم نہ کیا جا سکا ہے۔ اربوں روپے کے جعلی اشٹام پیپر ہر سال چھاپے جا رہے ہیں اور منظم گروہ اس کی فروخت سے حکومتی خزانے کو ناقابل تلافی نقصان مسلسل پہنچا رہے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ لاہور کی کچھ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز جن میں واپڈا ٹاؤن، ویلنشیا ٹاؤن، نشیمن اقبال، ایئر ایونیو، PIA, NFC وغیرہ کی بے شمار رجسٹریاں جعلی Stamp Papers پر کر دی گئی ہیں۔ یہ تمام Stamp Papers اشٹام فروش حضرات جن میں ایک حسنین صاحب بھی ہیں نے فروخت کئے ہیں لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ ان تمام Stamp Papers پر رجسٹری کی تمام قانونی کارروائیاں کیسے پوری کر دی گئیں۔ متاثرین کے لئے پریشانی کی صرف ایک مثال اس طرح ہے کہ واپڈا ٹاؤن کے رہائشیوں کو واپڈا ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ کے ایڈمن آفیسر کی طرف سے نوٹس دیئے گئے ہیں کہ فوری طور پر جعلی اشٹام کی مالیت کے برابر رقم جو فی پلاٹ اوسطاً 80ہزار سے ایک لاکھ روپے بن رہی ہے جمع کروائی جائے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں پلاٹ کی ملکیت منسوخ کر دی جائے گی۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اگر Capital Value Tax کی جمع شدہ رقم کو اشٹام کی فروخت کی رقم سے monthly basis پر reconcile کیا جائے تو ہر ماہ کا net difference بتا دے گا کہ معاملہ کیا ہے۔ محرک نے پہلے بھی یہ بات ایوان میں پیش کی تھی کہ Stamp Papers کی فروخت صرف اور صرف بنک پے آرڈر کے ذریعے کی جائے تو یہ اہم عوامی مسئلہ نہ صرف حل ہو جاتا بلکہ ایسا کرنے سے حکومت کو کروڑوں روپے کا ماہوار فائدہ بھی ہوتا۔ یہ اہم معاملہ جس سے نہ صرف حکومت کو اربوں روپے سالانہ نقصان ہو رہا ہے اور دوسری طرف بے شمار لوگ جعلی اور سابقہ تاریخوں کے Stamp Papers کی دستیابی کی وجہ سے unending litigation کا شکار ہو رہے ہیں۔ حیران کن امر یہ ہے کہ اس اہم معاملے کا علاج صرف بنک پے آرڈر کے ذریعے Stamp Papers کی فروخت پر عمل کرنے میں کیا امر معنی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 264 ہے اور اس کا جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اس طرح سے ہے کہ Private Housing Societies Development Authorities پر بذریعہ فنانس ایکٹ 2008 سٹیمپ ڈیوٹی عائد کی گئی ہے۔ تمام Private Housing Societies پلاٹوں کی ٹرانسفر خود کرتی ہیں۔ تاہم الاٹی حضرات کی طرف سے 2 فیصد کے حساب سے سٹیمپ ڈیوٹی کی مد میں رقم بذریعہ چالان نیشنل بنک/اسٹیٹ بنک آف پاکستان میں جمع کروائی جاتی ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اور چالان فارم پر دفتر خزانہ سے اتنی ہی مالیت کے اشٹام پیپرز نکلوا کر متعلقہ سوسائٹی کے دفتر میں جمع کروا دیئے جاتے ہیں جو کہ متعلقہ الاٹی کی ٹرانسفر فائل کے ساتھ منسلک کر دیئے جاتے ہیں اس لئے ان Private Housing Societies میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کے لئے رجسٹریشن آفس میں رجسٹری نہ ہوتی ہے۔ Housing Societies کے ریکارڈ کی چیکنگ کے دوران یہ پایا گیا کہ لاہور میں واقع متعدد Private Housing Societies کے دفاتر میں جو اشٹام استعمال کئے گئے تھے وہ دفتر خزانہ لاہور سے جاری نہیں ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں دفتر خزانہ نے رپورٹ کیا کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق یہ اشٹام traceable نہ ہیں لہذا بورڈ آف ریونیو کے حکم کے پر Additional District Collector لاہور نے تین رکنی کمیٹی تشکیل دی جو کہ سب رجسٹرار، داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور نائب خزانہ آفیسر زلاہور اور انسپکٹر آف سٹیمپس بورڈ آف ریونیو پنجاب پر مشتمل ہے جو کہ معاملہ کی چھان بین کر کے اپنی سفارشات ڈسٹرکٹ رجسٹرار کو پیش کرے گی۔ اس سلسلے میں تھانہ لوئر مال میں 19 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور متعلقہ ادارے اپنا کام قانون کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے یہ observe کیا ہے کہ اس میں انہوں نے ایک تو یہ detail نہیں بتائی کہ اس ریکارڈ کی کب چیکنگ ہوئی تھی اور جن Societies کے ریکارڈ میں یہ پایا گیا کہ وہاں پر جعلی اشٹام پیپرز استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی نے کیا اقدام کیا، یہ جو کمیٹی بنی ہے اس کمیٹی کو بنے ہوئے کتنا عرصہ ہوا، اس پر ابھی تک اپنی رپورٹ پیش کی ہے یا نہیں کی اور ان 19 مقدمات کا کیا ہوا؟ اس سلسلے میں، میں یہ چاہوں گا کہ آپ اس کو next week تک

کو میں متعلقہ رجسٹرار کو آپریٹو سوسائٹی اور متعلقہ کمیٹی Tuesday یا Monday فرمادیں۔ pending کے ممبران کو بلا کران سے میٹنگ کروں گا کہ یہ جو 19 مقدمات بتارہے ہیں کہ یہ درج ہوئے ہیں، اس کے بعد ان کا کچھ نہیں بتایا گیا کہ بعد میں ان کا ہوا کیا ہے؟ یہ سارا ریکارڈ چیک کر کے اس پر مزید کچھ فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 264/11 کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب سے بھی میں گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں اس میٹنگ کو join کریں اور ان کے پاس جو information ہیں وہ ساری فراہم کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن میں صرف ایک بات add کرنا چاہتا ہوں کہ 2009 میں بھی آپ نے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی مہربانی کی تھی۔ اس وقت بھی یہ کہا گیا تھا اور بورڈ آف ریونیو کے لوگوں کو بلایا گیا تھا۔ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ جعلی اشٹام پیپرز قوم کے لئے کتنا بڑا عذاب ہیں، جعلی اشٹام پر یتیم اور بیوائیں رل جاتی ہیں۔ آج بھی آپ 1896 کا جعلی اشٹام پیپر لے سکتے ہیں اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے تو صرف ایک منٹ کا کام ہے کہ اس کو پے آرڈر سے منسلک کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی suggestion بھی سن لی، تحریک التوائے کار نمبر 265/11 بھی آپ کی ہے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 265/12 بھی آپ ہی کی ہے۔

لاہور میں فوڈ سٹریٹ کے قیام سے طبقاتی کشمکش میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج عوام جس مہنگائی، بے روزگاری اور لوڈشیڈنگ کا سامنا کر رہے ہیں کے ہوتے ہوئے لاہور میں ایک اور فوڈ سٹریٹ کا قیام عمل میں آگیا ہے یہ فوڈ سٹریٹ لاہور کے Red Light Area یا Fort Road پر زرکثیر خرچ کر کے بنائی گئی ہے اور اس کو لاہور کی ثقافت کا نام دیا گیا ہے جہاں پر روایتی کھانے اور گانے

بچانے کے تمام لوازمات مہیا کئے گئے ہیں اس عظیم کارنامے کا ذکر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر اس طرح کیا گیا کہ جیسے ہم نے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ آج ایک عام آدمی جس کی تنخواہ 10 ہزار روپے اوسطاً ہو اور کم از کم دو بچے بھی ہوں کیا اس فوڈ سٹریٹ میں اپنی جائز آمدنی سے ایک سال میں بھی ایک وقت بچوں کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے۔ پھر عوام کو ان کی محرومیوں کا احساس دلانے کے لئے آخر وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو طبقاتی کشمکش اور نفرت پھیلانا چاہتے ہیں۔ حقیقتاً لاہور پہلے ہی مختلف کلاسز میں بٹ چکا ہے۔ ڈیفنس، ماڈل ٹاؤن، گلبرگ اور مین کینٹ کا لاہور اور ہے اور اندرون شہر، مزنگ، شادباغ، دھرم پورہ اور وسن پورہ کا لاہور اور ہے۔ اور وہ لاہور جس کے ہر محلے میں مل جل کر روزانہ گھر میں پکا کھانا exchange ہوتا تھا کہیں تاریخ کی گرد میں گم ہو چکا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ within Lahore معیار زندگی اور اشیاء خورد ونوش کی قیمتوں کو کسی حد تک balance میں رکھا جاتا لیکن آج تک اس پر شروعات بھی نہ ہو سکی ہیں۔ ایک طبقے کا -/1500 روپے کلو بھیڈو کا گوشت کھانا اور ہر وقت کھانا اور دوسری طرف ایک عام آدمی اب شاید بکرے کا گوشت عید پر ہی کھا سکتا ہے۔ یہ فوڈ سٹریٹز لوگوں کی food habits کی تباہی کا باعث بن چکی ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ آج لاہور میں تقریباً تمام ہی جگہوں پر 24 گھنٹے کھانا، ٹکاٹک اور کھٹا کھٹ میسر ہے لیکن کیا ایوان کا ہر معزز ممبر ایک Guardian کی حیثیت سے سوچ سکتا ہے کہ عوام کو یہ food streets اور food habits صحت کی تباہی کے ساتھ ساتھ مالی زیر باریوں کا باعث بن چکی ہیں۔ بڑھتے ہوئے Heart Attacks، معدے کی تکالیف اور بے شمار ایسی تکالیف جو کم سونے، مرغن کھانا کھانے سے پیدا ہو چکی ہیں کا سدباب کرنا پہلی حکومتی ذمہ داری ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک ایسی ثقافت جس کا لاہور سے کوئی تعلق سوائے سکھ دور حکومت کے کہیں نہیں ملتا۔ آج اس پر فخر کیا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کسی بات کو تو چھوڑ دیں۔ کھانے پر بھی آپ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری بات سنیں چوبیس گھنٹے کھانا لاہور میں ملتا ہے اور رات ایک بجے کے بعد نصف قیمت پر ملتا ہے۔ لوگوں کی food habits تباہ کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میں ابھی پوچھ لیتا ہوں اگر اس کا question put کر دیا گیا تو میرے خیال میں یہ بات آپ کے لئے فائدہ مند نہیں رہے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر فرض کریں معزز ممبران اس کو نہیں مانتے تو مجھے خوشی ہو گی میں نے اپنا کام کر دیا ہے، تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ جو کچھ ہو رہا ہے آپ وہ بھی تو دیکھیں، -/1500 روپے کلو کا گوشت کھانے کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ میں موٹا ہو رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب! اس کا کوئی جواب آپ کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بشمول اس تحریک کے باقی تحریکوں کے بھی نوٹس ابھی موصول ہوئے ہیں اس لئے ان کے جواب موصول نہیں ہوئے۔ ان تمام تحاریک کو اگر آپ اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں تو پھر ان کے جواب موصول ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب تحریک التوائے کار نمبر 266/12 بھی آپ کی ہے۔

مری روڈ راولپنڈی کی انتہائی قیمتی سرکاری اراضی کی غیر قانونی الاٹمنٹ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی شہر کی انتہائی قیمتی کمرشل علاقے مری روڈ پر اربوں روپے کی سرکاری اراضی غیر قانونی طور پر الاٹ کر دی گئی ہے۔ 99-1998 میں جبکہ مری روڈ زیر تعمیر تھی تو شمس آباد کے علاقہ میں پنجاب حکومت نے مری روڈ کے متاثرین کو متبادل اراضی دینے کی ہدایت کی جس پر محکمہ C&W نے محکمہ زراعت کی مین مری روڈ پر انتہائی قیمتی 6 کنال زمین پہلے اپنے نام کروائی اور پھر جعلی متاثرین کو الاٹ کر دی۔ بیشتر ایسے لوگ بھی جن کا کوئی claim ہی سرے سے نہ تھا لیکن انہوں نے بھی وہاں قبضہ کر کے پلازے اور شوروم بنا لئے۔ قانون کے تحت کسی صورت بورڈ آف ریونیو Section 4 کی کارروائی کے نتیجہ میں acquire کے بدلے میں acquire کی ہوئی زمین کے عوض کوئی زمین نہیں دے سکتا۔ محرک پوری ذمہ داری سے معزز ایوان کے سامنے مع ثبوت ثابت کر سکتا ہے کہ ایسا قانوناً ناممکن ہے اور تھا لیکن آخر وہ کون سے خفیہ جناتی ہاتھ تھے جنہوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بھی ابھی نہیں آیا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/267 بھی آپ ہی کی ہے۔

صوبوں میں بجلی اور گیس کی تقسیم کے لئے بنائی گئی کمیٹی کے فیصلے سے پنجاب کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے جو کمیٹی سیکرٹری پانی و بجلی امتیاز قاضی کی سربراہی میں صوبوں کے درمیان بجلی کی تقسیم کے لئے بنائی تھی نے جو مجوزہ ترامیم 2002 کی حکومتی پالیسی میں فوری تبدیلی کرنے کے لئے منظور کی ہیں اور جس کی بنیاد یہ ہے کہ جو صوبہ بجلی پیدا کرتا ہے اس کو بجلی کے استعمال پر (Priority Right) ہوگا۔ عام الفاظ میں پنجاب جو 30 فیصد بجلی پیدا کرتا ہے لیکن 60 فیصد استعمال کرتا ہے سب سے زیادہ متاثر ہوگا۔ ترمیم کے مطابق جہاں بجلی گھر قائم ہیں اس صوبہ اور علاقہ کو بجلی کی فراہمی ترجیحی بنیادوں پر کی جائے گی۔ مقام افسوس ہے کہ کمیٹی میں پنجاب کے نمائندے نے اس ترمیم کی مخالفت نہیں کی۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت گیس پیدا کرنے والے صوبے کو استعمال کے لئے Priority Right ملنے کی وجہ سے پنجاب میں گیس کا شدید بحران ہے اور حقیقتاً پنجاب کی انڈسٹری کو بدترین حالات کا سامنا ہے جس کے نتیجے میں سینکڑوں کارخانے بند ہو گئے ہیں اور لاکھوں افراد بے روزگار ہو چکے ہیں۔ محرک یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں پنجاب نے اپنا حق گیس کے استعمال پر کیوں فراموش کیا؟ خدانخواستہ ایسی ہی صورتحال بجلی کی دستیابی میں بھی ہونے جارہی ہے جو پنجاب بھر کے لئے لمحہ فکریہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے مجھے یہ تحاریک پیش کرنے دیں ان کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

پیدائش اور اموات کے اندراج میں محکمہ صحت کی بے جا مداخلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا

جناب ضیاء اللہ شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 مورخہ 14۔اگست 2001 کو نافذ ہوا تھا۔ اس آرڈیننس کے شیڈول ششم کے رول 82 کے تحت یونین ایڈمنسٹریشن کو اپنے اپنے مقامی علاقوں میں پیدائش و اموات کی رجسٹریشن کے مکمل اختیارات تفویض ہوئے ہیں۔ اسی طرح پیدائش و اموات کے تاخیر سے اندراج کے متعلق بھی اسی آرڈیننس کے شیڈول ہشتم میں تاخیر اندراج کو جرم قرار دے دیا گیا ہے جس کا ذکر اس شیڈول کے نمبر شمار 40 پر تحریر ہے اور اس کی مصالحت فیس مبلغ -/500 روپے مقرر کرتے ہوئے سیکرٹری یونین ایڈمنسٹریشن کو بااختیار بنا دیا گیا ہے کہ مقررہ فیس کے وصول ہونے پر اندراج کی اجازت دے دے۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں یہی چند ایسی provisions ہیں جن سے عوام کو اپنے ہی علاقے میں سہولیات دستیاب ہوئی ہیں لیکن بیوروکریسی کو پسند نہ آئیں۔

حکومت پنجاب کے محکمہ ہیلتھ نے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کا مطالعہ کئے بغیر نوٹیفکیشن نمبری SO(H&D)8-3/2001 مورخہ 14۔جولائی 2004 جاری کیا جس میں قیام پاکستان سے پہلے کی ایک میڈیکل مینوئل کا حوالہ دے کر اچھے بھلے پیدائش و اموات کی رجسٹریشن کے چالو سسٹم کو ناکارہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ میڈیکل مینوئل سال 1925 میں جاری ہوئی تھی۔ محکمہ ہیلتھ نے دانستہ طور پر اس کے اجراء کا سال نہیں بتایا تاکہ ان کی نالائقی کا بھید چھپا رہے۔ یہ میڈیکل مینوئل اب کسی صورت میں بھی نافذ العمل نہ ہے لیکن مذکورہ بالا

نوٹیفکیشن جاری کرتے ہوئے حکومت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے یہ سوچنا بھی گوارا نہ کیا کہ اس میڈیکل مینوئل کا تعلق کس طرح سے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا نوٹیفکیشن میں پیدائش و اموات کی تاخیر سے اندراج کے لئے متعلقہ فرد ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کو درخواست دے گا، وہ اپنی تسلی کے بعد یہ درخواست ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (مال) کو بھیجیں گے جو اس معاملہ میں انکوائری کے لئے تحصیلدار کے عہدہ کے ایک افسر سے انکوائری کرائیں گے۔انکوائری رپورٹ واپس آنے پر معاملہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ہیلتھ) کو ارسال ہو گا اور وہ اپنی حتمی سفارشات کے ساتھ کیس یونین ناظم کو بھیجیں گے اور یونین ناظم اپنا پورا نام، دستخط کے ساتھ اندراج کرائیں گے اور لال سیاہی سے کونے میں ریفرنس کا حوالہ بھی دیں گے۔یہ ایک طویل اور پیچیدہ طریق کار ہے اور عوام الناس کو کئی دفتروں کے چکر لگانے پڑتے ہیں جس میں کئی کئی ماہ لگ جاتے ہیں۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 ایک مکمل قانون ہے اور اس قانون کی مندرجہ ذیل شق ہائے کسی دوسرے قانون کو اپنے امور میں شامل کرنے یا مداخلت کی اجازت سے ممنوع قرار دیتا ہے۔

Punjab Local Government Ordinance 2001 Section 3: The provisions of this ordinance shall have effect notwithstanding anything contained in any other law for the time being enforced.

اسی طرح آرڈیننس ہذا کے سیکشن 196 سب سیکشن۔2 بھی ایسے کسی قانون کو چاہے وہ پہلے نافذ العمل تھا یا اب ہے، اس آرڈیننس کی provisions کے مطابق نہ ہو تو اسے تسلیم نہیں کیا جاتا۔ پنجاب میڈیکل مینوئل اور نوٹیفکیشن مورخہ 14۔جولائی 2004، آرڈیننس ہذا کی ہدایات کے منافی ہے۔ مذکورہ بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ زیر بحث نوٹیفکیشن، پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 سے متصادم ہے لہذا مفاد عامہ میں اسے

فوری طور پر کالعدم قرار دیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending till next week اگلی تحریک التوائے کار محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی طرف سے ہے!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! وہ نماز پڑھنے گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی تحریک التوائے کار بھی pending till next week کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر کے لئے درخواست کی تھی۔

جناب سپیکر: ابھی منظور نہیں ہو رہی۔ اس کے لئے بڑا short time ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: No, after this. اگلی تحریک التوائے کار محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ اور سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا pending till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 291 انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں لہذا یہ بھی pending till next week اگلی تحریک التوائے کار محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کیا fate ہونی چاہئے؟ اس کو بھی pending کیا جاتا ہے یہ سب pending till next week کی جاتی ہیں۔ ہوتیانہ صاحب کی بھی تحریک التوائے کار ہے سب کو pending till next week کر دیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا اب ہم عام بحث لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔First listen to me، ہم نے prebudget پر بحث کے لئے چار دن رکھے تھے لیکن افسوس کہ پتا نہیں کیا الٹ پلٹ ہوتا رہا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آج اس پر ضرور بحث ہونی چاہئے ابھی میرے پاس پانچ نام ہیں جن میں احسان الحق نولاٹیا صاحب، میاں محمد شفیع آرائیں صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن راناصاحب، میاں محمد رفیق صاحب، جی مزید نام بھی آئے ہیں رانامنور غوث صاحب، محمد نویدانجم صاحب، محمد محسن خان لغاری صاحب، مخدوم ارتضیٰ صاحب، پہلا نمبر نولاٹیاصاحب کا ہے۔ جی، پہلے محسن لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے، اب وہ سینیٹ آف پاکستان کے candidate ہیں اس لئے ہمیں ذرا ان کا خیال کرنا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے سب بہنوں اور بھائیوں کے علم میں ہو گا کہ میں سینیٹ کے الیکشن میں ایک candidate کے طور پر کھڑا ہوں۔آج ایوان کے اندر ایک کاغذ تقسیم کیا گیا ہے جو کہ میرے خیال میں ووٹرز / ممبران کو confuse کرنے کے مترادف ہے۔ میں اس میں سے آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ جناب! آپ کی توجہ چاہئے ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اندر صرف general seats پر الیکشن ہو رہے ہیں لیکن ہمیں ہدایات کا جو کاغذ دیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ بیلٹ پیپر پر آپ کو جنرل نشست اور ٹیکنوکریٹ بشمول علماء کی مخصوص نشستوں پر چناؤ کے لئے دو علیحدہ پیپر جاری کئے جائیں گے۔ہمارے ہاں یہاں پر ٹیکنوکریٹس کے الیکشن نہیں ہو رہے یہ confuse کرنے کے لئے لکھا گیا ہے، یہ ہدایات غلط ہیں، یہ ہدایات ووٹرز کو confuse کرنے کے لئے ہیں۔پھر اس کے بعد لکھا ہوا ہے کہ آپ دونوں بیلٹ پیپر حاصل کریں گے حالانکہ دونوں نہیں بلکہ پنجاب میں صرف ایک بیلٹ پیپر ہو گا۔ آپ دونوں بیلٹ پیپر پر علیحدہ علیحدہ نشان لگائیں گے پنجاب میں صرف general seats پر الیکشن ہو رہا ہے اس لئے یہاں دو علیحدہ علیحدہ نشان نہیں لگائے جائیں گے۔ یہ جان بوجھ کر ووٹرز کو confuse کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔آپ سے میری گزارش ہے کہ اس کی تصحیح کرائیں اور الیکشن کمیشن کو یہ چیز لکھ کر بھیجیں کیونکہ اس House کے Custodian آپ ہیں، ان سارے ووٹرز کا well being آپ کے پاس ہے۔آپ ان کو یہ لکھ کر بھیجیں کہ پنجاب اسمبلی میں جو ہدایات تقسیم کی گئی ہیں وہ ووٹرز کو

confuse کرنے کے لئے کی گئی ہیں اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ایک نمبر کے علاوہ کوئی اور نمبر لکھیں گے تو آپ کا ووٹ کینسل ہو گا۔یہ بھی نہیں ہوتا آپ الیکشن کے rules میں اپنی ترجیحات ایک دو تین چار پانچ تمام لکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے کتنی لکھنی ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے لکھنے یا نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔مہربانی کر کے بات کو seriously لیں، میرے لکھنے نہ لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، یہ غلط ہدایات ہیں اور ووٹرز کو confuse کرنے کے لئے ہیں لہذا آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس کا notice لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس میں ممبران قومی اسمبلی ہیں، صوبائی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: پھر یہاں کیوں تقسیم کئے گئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: میجر صاحب! قومی اسمبلی میں بھی ٹیکنوکریٹس کی سیٹیں ہو گئی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میں وہی کہہ رہا ہوں کہ یہ ہدایات ہمیں کیوں دی گئی ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ confuse کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔اب بحث ہونی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس پر کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں ان کو کہہ رہا ہوں اور یہ الیکشن کمیشن سے رابطہ کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پریس کو بھی بتا رہا ہوں اور آپ کو بھی کہ prebudget پر بحث کے لئے میرے پاس نام آ چکے ہیں۔آپ کو تو یہ پتا نہیں کہ House میں کیا کارروائی ہوئی ہے اور کیا نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: مجھے یہ شروع کروا لینے دیں۔چودھری صاحب! میری بات سنیں۔محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں مجھے پہلے ان کی بات سننے دیں۔اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: اس کے بعد تو کورم نہیں رہنا۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔جی، محترمہ! شرمین عبید چنائے

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! ایک بہت اہم خبر ہے جس پر میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے behalf پر اور تمام خواتین کے behalf پر شرمین عبید چنائے جن کو بہت بڑا آسکر ڈ ایوارڈ دیا گیا ہے کو مبارکباد دیتی ہوں۔پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ پاکستانی فلم ڈائریکٹر کو آسکر ایوارڈ ملا ہے۔ہم ان پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، یہ پاکستان کا ایک soft image پیش کیا جا رہا ہے کہ یہاں پر صرف دہشت گردی ہی نہیں بلکہ یہاں پر خواتین empowered ہیں اور ایسی film makers ہیں جنہیں پوری دنیا میں سب سے best consider کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: کسی کو بات بھی سن لینے دیا کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کسی کو بات سننے دیا کریں۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ خاتون رخسانہ جس پر اس کے خاوند نے acid throw کیا تھا اس کی کہانی اس فلم میں highlight کی گئی ہے۔اس خاتون کو بھی میں مبارکباد دیتی ہوں۔ ہمیں ایسی ہمت والی خواتین کی ضرورت ہے۔اتنے worst تشدد کے باوجود وہ اپنی کہانی کو سامنے لے کر آئی۔اس خاتون کا بیان ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو پلاسٹک سرجن بنانا چاہتی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے درخواست ہے کہ ہمیں رخسانہ بی بی جن کا تعلق مظفر گڑھ سے ہے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئی مالی مدد کرنی چاہئے۔وہ اپنے بیٹے کو تعلیم دلانا چاہتی ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ وہ اسے پلاسٹک سرجن بنائے۔ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ ان کے بیٹے کی تعلیم کے لئے انتظامات کرنے چاہئیں۔ میں ایک دفعہ پھر تمام خواتین اور اس ایوان کی طرف سے شرمین عبید اور رخسانہ بی بی کو مبارک دیتی ہوں۔ میں اس پاکستانی نژاد پلاسٹک سرجن جو اپنے ذاتی خرچ پر پاکستان آکر ایسی خواتین کا علاج کرتے ہیں کو بھی مبارکباد دیتی ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہم سب ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ابھی نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بہت اہم بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات ضرور سنوں گا لیکن ابھی تشریف رکھیں۔آپ نے جو کام کیا ہے میں اس پر بڑا خوش ہوں۔ذرا تھوڑی دیر تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کیا میں کوئی سیاست کر رہا ہوں؟ یہاں عوام کے خون پسینے کی کمائی پر ریٹائرڈ بیوروکریٹس عیاشی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ سیاست کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو دو دفعہ بلایا ہے۔ Prebudget بحث ہو رہی ہے اس لئے آپ ذرا ان کی بات پہلے سن لیں۔میں آپ کو بعد میں فلور دوں گا اور بات سنوں گا۔جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا کہ پاکستان میں سب سے پہلے صوبہ پنجاب نے Rules of Procedure میں amendment کر کے Prebudget discussion پر کارروائی کا آغاز کیا ہے جس پر میں پاکستان مسلم (ن)، پاکستان مسلم لیگ (ق) اور پیپلز پارٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔بجٹ پیش کرنے سے پہلے ممبران اسمبلی سے feedback لینا کہ ہمارے آنے والے سالوں کے لئے عوام الناس اپنے نمائندوں کے ذریعے اسمبلی کو پیغام دیں کہ ہم اپنے بجٹ کو اس انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں۔اس کے بعد میں Seventh National Finance Commission Award پر تمام پارلیمنٹ کو مبارکباد دیتا ہوں۔پاکستان کی پارلیمنٹ کے اندر تمام سیاسی پارٹیاں جن کی اسمبلیوں کے اندر نمائندگی موجود تھی وہ مضبوطی اور یکسوئی کے ساتھ National Financial Commission Award پر اکٹھی ہوئیں اور چھوٹے صوبوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق دینے پر متفق ہو گئیں۔میں اس پر وفاقی حکومت کو خاص طور پر اور صوبائی حکومتوں کو عمومی طور پر مبارکباد دیتا ہوں۔پہلے مرکز کے پاس 58 فیصد وسائل ہوتے تھے اب اس کو ختم کر کے 57 فیصد سے زیادہ وسائل صوبوں کو دیئے گئے ہیں اور 42 فیصد وسائل مرکز استعمال کرے گا۔یہ سب اقدامات Provincial Autonomy کو ensure کرنے کے لئے اٹھائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے جس بات پر افسوس ہے میں اس کی طرف نشاندہی کروں گا۔آج پاکستان کا سب سے زیادہ خوشحال، سب سے بڑا اور سب سے زیادہ productive صوبہ پنجاب ہے۔ہم اپنے بجٹ کا 30 فیصد حصہ خود collect کرتے ہیں اور 70 فیصد حصہ ہمیں مرکز سے ملتا ہے۔میرا خیال ہے کہ اس کے اندر وسیع پیمانے پر بہتری کی گنجائش موجود ہے اور ہمیں اس کے لئے تگ و دو کرنی

چاہئے۔دوسرا پہلو میں جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر جو tax collection ہوتی ہے اس میں میرے اندازے کے مطابق 80 فیصد lapses ہیں اور ہم 20 فیصد tax collect کر کے اس صوبے کو چلا رہے ہیں۔اس 80 فیصد ٹیکس چوری کی نشاندہی کے لئے میں تین چار مدات کا ذکر کروں گا۔

جناب سپیکر! اس بات کا کس کو علم نہیں کہ لاہور میں پانچ پانچ کروڑ روپے کی مالیت کے گھر کی ایک کروڑ یا پچاس لاکھ روپے کی مالیت کے حساب سے رجسٹری ہوتی ہے۔اسی طرح Stamp Paper Fee اور انتقال فیس کے اندر بھی چوری کی جاتی ہے۔اس بات کو کون نہیں جانتا کہ چھ چھ سال تک زرعی زمینوں کے انتقال ہو جاتے ہیں، بیچنے اور خریدنے والا انتقال کی فیس پٹواری، قانون گو یا محکمہ مال کو ادا کر دیتا ہے لیکن جب تک محکمہ آڈٹ نہیں کرتا اس وقت تک ہر ضلع کے اندر چالیس چالیس یا ایک ارب کے قریب pendency of recoveries پڑی رہتی ہیں۔جب کوئی آڈٹ کرنے جاتا ہے تو تین سال کے بعد وہ recovery اکٹھی کی جاتی ہے۔یہ اس صوبے کے غریب عوام کے پیسے کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔اگر tax collection کو بہتر کر لیا جائے، اگر محکمہ ریونیو کو بہتر کر لیا جائے، محکمہ مال کی ان recoveries کے تعین میں rules کو مدنظر رکھا جائے اور ان pending recoveries کو recover کر لیا جائے تو صوبے کی معاشی حالت بہت بہتر ہو سکتی ہے۔اس وقت واسا کی recovery صرف لاہور کے اندر 70 کروڑ روپے سے زیادہ pending ہے۔باقی چار شہروں کا تذکرہ میں نہیں کرتا۔جب میں نے واسا حکام سے پوچھا کہ اتنی بڑی amount میں یہ recoveries کیوں pending پڑی ہوئی ہیں تو ایک آفیسر نے بڑے خوبصورت انداز میں کہا کہ پانچ فیصد لوگ وہ ہیں جو کہ واسا کی recovery نہیں دے سکتے اور 98 فیصد وہ لوگ ہیں کہ جن سے ہم recoveries نہیں لے سکتے۔جب تک صوبے کے اندر اس انداز سے یہ recoveries pending پڑی رہیں گی تو یقیناً صوبے کی financial health کو بہتر کرنے کے دعوے تو کئے جا سکتے ہیں لیکن صوبے کی financial health کو بہتر نہیں کیا جا سکتا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے رولز آف پروسیجر کے اندر budget making process کے لئے amendment کی جانی چاہئے۔میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ صوبے کے اندر کسی law میں amendment کرنے کے لئے میں بھی کسی چیز کو move کر سکتا ہوں لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جب تک حکمران طبقہ کسی rule کو amend کرنے کے لئے move نہیں کرتا تو اس وقت تک کوئی amendment منظور نہیں ہوتی۔اگر یہاں پر مجالس قائمہ

کو budget process کے اندر ایک ذمہ داری دے دی جائے تو میرا خیال ہے کہ عوام الناس کی رائے کو budget process کے اندر شامل کرنے کے لئے بہتر انداز سے تگ ودو کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر! صوبے کے اندر bad governance سب سے بڑا مسئلہ ہے جو کہ tax collection کے اندر بہت زیادہ hurdles create کرتا ہے۔افسوسناک بات یہ ہے کہ جب تک صوبے کو rules اور آئین کے مطابق نہ چلایا جائے، محکمہ جات کو rules, regulations and policy کے تحت نہ چلایا جائے تو کوئی tax recovery ہوتی ہے اور نہ ہی حکومت اور صوبے میں بہتری آتی ہے۔یہاں ہمارے وزیروں کے کام سیکرٹریوں سے لئے جا رہے ہیں اور کابینہ کا کام Association of Provincial Secretaries سے لیا جا رہا ہے۔مجالس قائمہ کا جو کام House کے اندر بیٹھے ہوئے عوام الناس کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ہونا چاہئے وہ ہمارے خادم اعلیٰ task forces کے ذریعے کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔اس august House کے اندر rules کے مطابق ایک سینئر ممبر کو چیف وہپ کے طور پر کام کرنا چاہئے لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے House میں کوئی چیف وہپ نہیں ہے بلکہ وزیراعلیٰ کے پرنسپل سیکرٹری یہاں پر کورم پورا کرنے کے لئے دروازے پر کھڑے ہو کر ممبران کی تعداد کو ensure کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں جو کہ اس House کی توہین ہے۔اے ڈی پی کی نگرانی کے لئے اضلاع کے اندر جتنے ممبران اسمبلی ہیں ان سے feedback لینے کی بجائے ہمارے خادم اعلیٰ ڈی سی او اور کمشنروں کے ذریعے feedback لے کراے ڈی پی کو prepare کرتے ہیں۔سیاسی جماعتوں کے پاس ایک setup ہوتا ہے، وہ عوام الناس کے اندر موجود ہونے کی وجہ سے ان کے مسائل کی بہتر طور پر نشاندہی کر سکتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کے اندر جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں انہوں نے سیاسی پارٹیوں اور political organizations کو مضبوط کرنے کے لئے وہ تگ ودو اور کوشش نہیں کی کہ جس کا وقت تقاضا کرتا ہے۔ان سیاسی پارٹیوں اور political organizations کے ذریعے عوام الناس کے feedback آنے کی بہت زیادہ توقع ہے۔

جناب سپیکر! ایک اور بات کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ جب تک ہمارے صوبے کے اندر legislation اچھے انداز سے نہیں کی جائے گی اُس وقت تک گورننس ٹھیک نہیں ہو گی اور گورننس ٹھیک کرنے کے لئے recoveries better کبھی نہیں آ سکیں گی۔میں صرف دو چیزوں کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ ہمارے House کے اندر کیا قانون سازی کی جاتی ہے کہ یہاں پر لوکل گورنمنٹ

آرڈیننس پیش کیا گیا تو فرمایا گیا کہ ڈی سی او کی تقرری کے لئے بیسویں گریڈ کی شرط کو ختم کر دیا جائے گا۔ اب اس رول کے مطابق لاہور کے کسی چوکیدار کو آپ ڈی سی او مظفر گڑھ لگانا چاہئیں تو کوئی رول اور قانون آپ کے آڑے نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی مثال ہے کہ کوئی چوکیدار ڈی سی او لگا ہو؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاہور کا ڈی سی او کس قانون کے مطابق لگا ہوا ہے؟ آپ نے اکیسویں گریڈ کی پوسٹ پر اٹھارہویں گریڈ کے بندے کو انیسویں گریڈ میں promote کر کے لگا دیا اور جب لوگ ہائیکورٹ میں گئے تو ہائیکورٹ کو جواب دینے کے لئے اور ایک فرد کو legitimate کرنے کے لئے آپ نے پورے House کو چار مہینوں کے لئے پھانسی پر لٹکائے رکھا کہ ایک بندہ جس کو آپ ڈی سی او لاہور رکھنا چاہتے ہیں اُس کے لئے ترمیم کر دی گئی۔ قانون سازی کے اندر ترمیم یہ ہوتی ہے کہ آپ بیسویں گریڈ کو انیسویں میں کر دیں، بیسویں گریڈ کو اکیسویں گریڈ میں کر دیں یا سترہویں گریڈ میں کر دیں۔ پوری قانون سازی کی تاریخ کے اندر یا پورے ترقی یافتہ ممالک کے اندر مجھے کہیں بتا دیں کہ کسی فرد کو پوسٹ کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ کے اختیار میں بیسویں گریڈ کی شرط کو ختم کر دیں، وہ دوسرے گریڈ کا لگا دیں، پانچویں گریڈ کا لگا دیں یا نویں گریڈ کا لگا دیں۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اندر آپ نے یہاں سے جو ترمیم پاس کروائی ہے کوئی شرط نہیں ہے کہ ایک وزیر اعلیٰ اگر اپنے ڈرائیور کو ڈی سی او لگا دیں تو کوئی قانون اس کے آگے رکاوٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر یہ گریڈ سترہ کی طرف جائیں گے تو پھر آپ کا کیا جواب ہوگا؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کے لئے تو House کی sense لی جائے کہ گریڈ سترہ کا ہو، گریڈ اٹھارہ کا ہے یا گریڈ انیس کا ہو۔ اب یہ کہنا کہ اُس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کل کو آپ یہ کہیں کہ چیف سیکرٹری کے لئے گریڈ سترہ کا آفیسر لگا دیں گے یا آئی جی (پی) کے لئے گریڈ سترہ کا آفیسر لگا دیں گے تو اس House کی اس سے بڑی اور کیا توہین ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! ہمارے قائد ایوان کی بہت زیادہ فراخدلی کا نتیجہ دوسری قانون سازی ہے جو بڑی قابل توجہ ہے۔ ایک پیڈا ایکٹ طے ہوا تھا جس کے لئے انہوں نے House کے اندر بل پیش کر دیا ہے لیکن اُس پر ابھی تک قانون سازی نہیں ہوئی اور اس سے بڑی مضحکہ خیز قانون سازی کبھی نہیں ہوئی۔ اس کے اندر انہوں نے کہا ہے کہ پیڈا ایکٹ کے تحت سرکاری ملازمین کی انکوائری کی جائے گی لیکن پولیس پیڈا ایکٹ سے ماوراء تصور کی جائے گی اور دوسری بات کیا کہی گئی ہے کہ وہ محکمہ جس کے بارے میں

وزیر اعلیٰ محترم چاہیں گے اُس محکمہ پر پیڈا ایکٹ لاگو نہیں ہوگا۔ کیا گڈ گورننس اسی کا نام ہے کہ تمام اختیارات کو centralized کر کے ایک وزیر اعلیٰ کے اختیارات کے اندر رکھ دیا جائے۔ پیڈا ایکٹ کسی سرکاری ملازم کی غلط کاریوں کے لئے ایک efficient طریقہ ہے۔ یہاں ایک بڑا اہم رول جو بنتا ہے روز questions, answers کے اندر آتا ہے کہ چھ سالوں سے انکوائری چل رہی ہے، دو سالوں سے انکوائری چل رہی ہے۔ میں نے قانون سازی کا حوالہ کیوں دیا ہے؟ وہ حوالہ اس لئے دیا ہے کہ جب آپ betterment of recoveries کرنا چاہتے ہیں تو ایک ڈی سی او کی اچھی پوسٹنگ کے ذریعے سے کروڑوں روپے کی ریکوری بہتر ہو سکتی ہے اور اُس کے مقابلے میں جب آپ inefficient لوگوں کی تقرری کر دیں گے تو بجٹ کے لئے ریکوری کے طریق کار کو کبھی بھی بہتر نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! میں اے ڈی پی کے حوالہ سے آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا۔ ہماری اس چار سالہ حکومت نے اے ڈی پی کو Annual Diner Programme کے طور پر لے لیا ہے۔ انہوں نے یہ Annual Diner Programme ایسے کیا ہے کہ مجھے یہ بتا دیں کہ لاہور کے رنگ روڈ کے آٹھوں انٹر چینجز کا ہارٹیکلچر ٹینڈر کتنا ہے؟ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ لاہور کے رنگ روڈ کے صرف آٹھ انٹر چینجز کا ہارٹیکلچر کا خرچہ 2۔ارب روپے سے زیادہ ہے اور پورے جنوبی پنجاب کے اندر ایک سال کی releases،2۔ارب روپے کے قریب نہیں ہیں۔ آپ جب اس انداز سے بجٹ کے اندر 5۔ارب روپیہ ظاہر کر کے ایک ارب روپے کی بھی releases نہیں کریں گے تو پھر پسماندہ اضلاع کو شکایات ضرور ہوں گی۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے اسی چیز کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے قائد ایوان، اگر ہمارے خادم اعلیٰ اپنے طور اطوار کو ٹھیک کر لیں، centralization of powers کو ختم کر کے devolution of powers کی طرف چلے جائیں کہ جو اختیار جس کا جس رول کے مطابق ہے وہ اُس کو exercise کرنا چاہئے تو شاید یہ توقع کی جا سکے کہ اس بجٹ کی بہتری کے ساتھ عوام الناس کی بہتری آ سکے گی ورنہ یہ وہ خواب ہے جو ہمارے قائد ایوان ہمیشہ صبح کے وقت دیکھتے رہتے ہیں۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا ہے۔ Prebudget proposals بڑی اچھی exercise ہے جو یہاں

پر شروع کی گئی ہے لیکن اس اجلاس کے پہلے دن حکومتی اور اپوزیشن ممبران نے جناب کامران مائیکل کو سینیٹر بننے پر مشترکہ طور پر خراج تحسین بھی پیش کیا تھا اور وہاں سے نوٹیفکیشن ہونے کے بعد یہ سینیٹ میں تشریف لے جائیں گے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہماری تجاویز کے نوٹس لے کر بڑا اچھا کام کر رہے ہیں، کیا یہ ان تجاویز کا استعمال سینیٹ میں کریں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ سینیٹر ہوں گے تو اس پورے House میں شیر علی صاحب، شیخ علاؤالدین، ندیم خادم صاحب اور رانا ارشد صاحب بیٹھے ہیں تو کیا یہ سارے دوست اس قابل نہیں ہیں کہ یہ ہماری تجاویز کے نوٹس ہی لے سکیں۔ ان کو عارضی طور پر یہ ہدایات دے کر بٹھا دیا جائے کہ آپ Prebudget proposals کے نوٹس لیں۔ آپ براہ مہربانی ایک تو اس چیز پر غور کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے تو پچھلے تین دن حکومت اپنی یہ ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہی ہے اُس وجہ سے پچھلے تین دن ضائع ہوئے ہیں اور کل سینیٹ کی preparation کے حوالہ سے تمام سیاسی پارٹیوں کی میٹنگز ہیں اُس کے اگلے دن سینیٹ کے الیکشن ہیں۔ میری درخواست ہے کہ pre-budget discussions, next Thursday تک جاری رہنی چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اگر میری آواز سُن رہے ہوں تو ذرا House میں تشریف لائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ اور بات ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سارا بجٹ discretionary funds میں اپنے پاس رکھ لیں گے لیکن ہم کم از کم اپنی عوام کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے اپنے اضلاع کے لئے اور اپنے حلقہ کے عوام کے لئے اپنی آواز بلند کی تھی اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی آپ کے اور ہمارے سب کے interest میں ہے کہ کم از کم اُن تک ہماری آواز پہنچنی چاہئے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس discussion کو کم از کم next Thursday تک prolong کیا جائے۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم بدھ والے دن funds release کریں گے اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ شاید وزیر اعلیٰ صاحب خود آکر ان فنڈز کا اعلان کریں لیکن آپ اشتہار دیں گے تو شاید وزیر اعلیٰ صاحب آئیں گے، ویسے وہ نہیں آئیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ آج کے وعدہ کی بنا پر ہم نے اپنا احتجاج آج تک کے لئے موخر کیا تھا لہذا آج ہمیں اس بارے میں بتایا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی لاء منسٹر صاحب تشریف لاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔آپ ان کو بلوائیں اور ہمیں اس بات کا جواب دیا جائے نہیں تو پھر ہم اپنا حق استعمال کریں گے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اِس وقت جو لوگ House میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کوئی بات نہیں کر سکیں گے اور ہم بائیکاٹ بھی نہیں کریں گے۔ اگر ہمارے مائیک بند بھی کر دیئے جائیں گے تو ہم اتنا احتجاج کرنا جانتے ہیں کہ پھر کارروائی نہیں چل سکے گی۔اس بات کا پہلے جواب دیا جائے اس کے بعد کارروائی کو آگے چلایا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب اگر اپنے چیمبر میں تشریف فرما ہیں تو جلد از جلد آ جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! انہیں طلب کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، انہیں طلب کر لیا ہے۔ ہم ابھی ان سے جواب لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وہ آ جائیں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جناب سپیکر: ان سے کہیں کہ جہاں کہیں بھی ہیں آ جائیں ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور رہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کس بارے میں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے ابھی آپ کو floor نہیں دیا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! گاڑیوں کو misuse کیا جا رہا ہے جو چیف منسٹر کی مرضی سے ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ آ گئے ہیں۔ آپ ابھی تشریف رکھیں۔ آپ نے ابھی کوئی بات نہیں کرنی پہلے لاء منسٹر راجہ صاحب کی بات کا جواب دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب! راجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کا آج تک کا وعدہ تھا۔ آپ کی اور ان کی بات ہوئی تھی جو اس House میں ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل وعدہ تھا اور آج صبح ٹیلیفون پر میری راجہ صاحب سے بات بھی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے یہی عرض کیا ہے کہ آج صبح چیف منسٹر صاحب سے میری فنڈز کے حوالے سے بات ہوئی ہے کیونکہ بعض اضلاع اور ڈویژنز میں فنڈز کے ٹینڈر وغیرہ ہو گئے ہیں بعض جگہوں پر تو سکیمیں بھی execute ہو گئی ہیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ ان سے list لے

لیں کہ جہاں جہاں پر problem ہے تو وہاں وہاں پر اسے resolve کرایا جائے لیکن جب میری بعد میں راجہ صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے یہ فرمایا کہ آپ بہاولپور ڈویژن چھوڑ کر تمام ڈویژنل کمشنرز کو یہ instruction pass کر دیں کہ وہ پیپلز پارٹی یا اپوزیشن کے ممبران کے فنڈز میں further proceed کریں یا اگر کہیں کوئی سکیموں کا سروے، ٹینڈر یا process execution ہونا ہے تو ان کو proceed کریں۔ میں جونہی اجلاس سے فارغ ہوتا ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ میں یہ direction convey کراؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ صبح میری ان سے بات ہوئی تھی۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ بہاولپور ڈویژن ایک واحد ڈویژن ہے جہاں پر یہ فنڈز ملے ہیں باقی پورے پنجاب میں کسی جگہ یہ فنڈز نہیں ملے۔ آپ کمشنر صاحبان کو فون کرا دیں کہ وہ فوری طور پر DCO صاحبان کو کہیں کہ یہ فنڈز release کئے جائیں اور ٹینڈر لگائے جائیں لیکن یہ بات ہوئے بھی تقریباً تین گھنٹے ہو گئے ہیں ابھی تک کسی کمشنر کو اس قسم کی ہدایت جاری نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: یہ تو ادھر اجلاس میں تھے۔ یہ ابھی یہاں سے اٹھ کر گئے تھے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہوں نے تو فون نہیں کرنا۔ انہوں نے تو چیف منسٹر صاحب کے سیکرٹری کو ایک پیغام دینا ہے کہ وہ فون کرائیں۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی کریں کہ آج یا کل اس پر عمل ہو جائے گا تو اس سے ایک اچھا پیغام جائے گا۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ بہت اچھی بات ہے۔ میں نے ایک بات کرنی ہے کہ تمام ایم پی ایز کے لئے پرسوں دوپہر کا کھانا میری طرف سے ہو گا، ایم پی ایز کے علاوہ باقی تمام سٹاف کا داخلہ اسمبلی چیمبر میں بند ہے کسی کا کوئی مہمان نہیں آئے گا، سپیکر کا کوئی مہمان ہو گا، ڈپٹی سپیکر کا ہو گا اور نہ آپ مہمان بلا سکیں گے۔ اس کے علاوہ جن صاحبان کے پاس اسمبلی کا کارڈ نہیں ہو گا وہ ووٹ نہیں ڈال سکیں گے۔ میری گزارش ہے کہ جن صاحبان کے پاس اسمبلی کارڈ نہیں وہ فوری طور پر میرے office سے رابطہ کریں اور کل تک اپنے کارڈ بنوا لیں۔ یہاں ایک اور معاملہ سامنے آیا ہے کہ ایک سینیٹ کے امیدوار کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کمیشن نے دو بیلٹ پیپر جاری کئے ہیں جو زیادتی کی گئی ہے اس بارے میں تو میں نے office کو کہہ دیا ہے

کہ وہ اس کو چیک کریں اور ان سے بات کر کے مجھے بتائیں۔ پرسوں اجلاس بھی ہو گا، اجلاس بھی چلتا رہے گا اور آپ اپنا ووٹ بھی ڈالتے رہیں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے اس دن گزارش کی تھی کہ ہمارا یہ ایوان بڑا مقدس ہے اور آپ اس کے Custodian ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ رُکیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے Prebudget discussion کا آغاز تو کر دیا ہے اگر اس کو next Thursday تک pending کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! next Thursday تک آپ کسی اور کو وزیر خزانہ بھی بنا دیں گے اور ہمارے ممبران کو بھی موقع مل جائے گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ کہہ رہے ہیں کہ Prebudget discussion کو تھوڑا extend کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سیکرٹری خزانہ اور ان کا عملہ کے لوگ افسران کی گیلری میں موجود ہیں۔ جناب کامران مائیکل وزیر خزانہ بھی ایوان میں موجود ہیں۔ ممبران جو تجاویز دیں گے ان پر محکمہ عمل کرتے ہوئے next budget proposals کو مرتب کرے گا۔ اگر یہ next Thursday کو بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر آج کوئی صاحب بات کرنا چاہتا ہے یا کل بات کرنا چاہتا ہے تو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ بات کر لیں کیونکہ ہم کل بھی کوئی legislation نہیں لا رہے۔

جناب سپیکر: آپ کل بھی بحث کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ پھر next Thursday تک Prebudget discussion کو ایجنڈے پر رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! next week میں ہمیں صرف ایک دن legislation کے لئے چاہئے ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ بدھ کا دن لے لیں باقی دن ہم رکھ لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ میں اس دن آپ کے علم میں یہ بات لایا تھا کہ ---

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ بڑے civilized بندے بن کر اچھے طریقے سے اپنی بات کو پیش کریں جو اس House اور صوبہ کے لئے بہتر ہو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہم لوگ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ آپ کا تجربہ ہم سے بہت زیادہ ہے آپ جانتے ہیں کہ نوکر شاہی اور بیوروکریسی ہمارے ساتھ فیلڈ میں کیا سلوک کرتی ہے تو عام عوام کا کیا حال ہوگا؟ یہاں کل ایک سیکرٹری صاحب تشریف لائے تھے میں ان کا نام بھی ضرور لوں گا کہ جب وہ سیکرٹری صحت تھے تو بہ نعوذ باللہ جب ان کے دفتر میں ایم پی اے جاتے تھے تو ان کے ساتھ جو ہوتی تھی وہ بھی سب کو معلوم ہے۔ اس کے بعد ان کو allegation پر remove کیا گیا پھر اس سیکرٹری صاحب کو دوبارہ انعام سے نوازا گیا اور انہیں ایکسائز کے محکمہ میں لگا دیا گیا ہے۔ میری contentions صرف دو چار ہیں۔ جب آپ ان کے دفتروں میں چلے جائیں تو توبہ نعوذ باللہ یوں لگتا ہے جیسے کسی وائسرائے کے دفتر میں ہم لوگ گئے ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ ان کے دفتروں کے باہر دربان کھڑے ہیں، نوکر چاکر کھڑے ہیں اور ٹوپیاں پہن کر باادب ہو کر کھڑے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ایک ایس ایچ او کی کیا حیثیت ہے جن کے خلاف یہاں پر تحاریک استحقاق جمع پڑی ہیں۔ جب ایس ایچ او ایک منتخب نمائندے کو humiliate کرے گا تو بتائیے کہ اس کی کیا position ہوگی؟ میرا اصل contention یہ ہے کہ جب یہ سرکاری دفتروں میں بیٹھے ہوتے ہیں اُس وقت توبہ نعوذ باللہ یہ کیا ہوتے ہیں مگر ریٹائرمنٹ کے بعد بھی عوام کے خون پسینے کی کمائی کو چوس رہے ہیں۔ یہاں لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں نے باقاعدہ گاڑیوں کے نمبر دیئے ہیں لیکن میرا point of view صرف یہ ہے کہ تین سال سے بیوروکریٹ سرکاری گاڑیاں اور رہائشیں استعمال کر رہے ہیں جن کے متعلق نیب کو کیس بھیجے جائیں یا House کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو House کو enlighten کرے کہ وہ کون سے IGs یا Additional IGs ہیں؟ میں نے رانا مقبول کا نام لیا تھا جس کے پاس آج بھی دو گاڑیاں ہیں جن کے نمبر بھی میں نے بتائے تھے۔ ایک جہانزیب برکی اور پرویز

راٹھور صاحب ہیں جن کے زیر استعمال گاڑیوں کے نمبر چونکہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ آج ہم ان serving لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ ہم لوگ ان کے رعایا ہیں، یہ ہمارے حاکم ہیں اور یہی ہمارا مقدر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ صرف میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یقین مانئے میں کوئی سیاست نہیں کر رہا۔

MR SPEAKER: They are public servants and you are public representatives.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو fact ہے اس کو آپ جھٹلا سکتے ہیں اور نہ میں جھٹلا سکتا ہوں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ ہم ایک ٹیلیفون کرتے ہیں تو سیکرٹری صاحبان ایک ایک ہفتہ response ہی نہیں دیتے۔ سیکرٹری تو بہت اوپر والا level ہے مگر آپ نچلے level کی طرف دیکھیں تو ایک ایک ہفتہ یا دس دس دن تک ہماری کسی بھائی کی بات ہی نہیں سنتے۔ اگر ان کی گاڑیوں کی entitlement ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں بڑے دکھے دل کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین چودھری ظہیر الدین صاحب جن کی entitlement ہے مگر دو سال سے ان کو گاڑی نہیں ملی۔ میں ان غلیظ افسران کا نام بھی اپنی زبان پر لانا اپنی توہین سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو یہ pose کرتے ہیں کہ ہم شاید بہت ایماندار لوگ ہیں جن کے بچے ایچی سن کالج یا امریکہ میں پڑھتے ہیں۔ آپ کسی بھی چینل پر دیکھیں تو ہم بے چارے ایم پی ایز پر دن رات اس طرح بمباری ہو رہی ہوتی ہے جیسے ہم لوگ بہت کھاتے ہیں مگر ان لوگوں کے متعلق بات کیوں نہیں ہوتی؟ اس ملک کو جرنیل اور بیوروکریٹ لوٹ کر کھا گئے مگر کیا قصور صرف اور صرف سیاستدانوں کا ہے، کیا ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم لوگ چوبیس گھنٹے service دیتے ہیں، کیا ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم لوگ صبح سے لے کر رات تک دھکے کھاتے ہیں اور ہماری accountability یہ ہے کہ ہم نے پھر عوام کی طرف واپس لوٹ کر جانا ہے مگر اُن کو کون پوچھنے والا ہے؟ آج اس ایوان کے تقدس کے لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان افسران کو عبرت کا نشان بنایا جائے، ان پر مقدمات درج کرائے جائیں اور انہوں نے جو سہولیات enjoy کی ہیں ان سے recovery کی جائے تاکہ آئندہ عوام اور میڈیا کو بھی پتا چلے کہ اصل چور کون

ہیں؟ ہمیں دن رات ڈاکو اور چور کہا جاتا ہے لیکن میں بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کو منطقی انجام تک ضرور پہنچائیے گا کیونکہ آج یہ بات on the floor of the House with proof کہی گئی ہے۔ دو تین دن سے لاء منسٹر صاحب نہیں تھے لیکن آج میں ان کے گوش گزار کرتا ہوں کہ اگر ہم ان ریٹائرڈ افسران کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو یقین مانئے گا کہ آنے والی نسل اور آنے والے ہمارے بچے ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ جب تک اس بیوروکریسی اور نوکر شاہی کو ہم نے عوام کا خادم نہ بنایا، اگر عوام کی حکمرانی ہم نے قائم نہ کی تو ہم زبانی جمہوریت کا نام تو لیتے ہیں مگر پاکستان میں جمہوریت کبھی ترقی نہیں کر سکے گی لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میں نے جو گاڑیوں کے نمبروں کے ساتھ facts and figures دیئے ہیں ان کے متعلق House کو بتایا جائے اور House کی کمیٹی بنا کر متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: ممبر زہوں گے تو کمیٹی بنے گی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو point بسراء صاحب نے raise کیا ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جو information انہوں نے seek کی ہے اسے پوری سنجیدگی کے ساتھ collect کیا جا رہا ہے اور اگلے ایک دو روز میں جب complete information after verification آ جائے گی تو وہ میں House کے سامنے رکھوں گا جس پر معزز ایوان جو بھی فیصلہ کرے گا یا اس information کے مطابق جو بھی complications ہوئیں ان کے مطابق deal کیا جائے گا۔ میں یہاں پر یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی segments of society ہیں چاہے وہ بیوروکریسی ہو، سیاستدان ہوں، صحافی ہوں یا جوڈیشری کے لوگ ہوں ہر جگہ پر اچھے اور بُرے لوگ موجود ہیں بلکہ ہماری سوسائٹی کے تناسب سے لوگ اچھے بھی ہیں اور بُرے بھی ہیں اس لئے کسی بھی segment of society کو مکمل طور پر بُرا نہیں کہا جا سکتا۔ بیوروکریسی کو بُرا کہنا، سیاستدانوں کو بُرا کہنا، صحافیوں، وکلاء یا کسی ایک آدمی کی individual بات پر پوری سوسائٹی کو بُرا کہنا نہ صرف مناسب بلکہ اس معزز ایوان کے بھی شایانِ شان نہیں ہے۔ بیوروکریسی میں لوگ اچھے بھی ہیں، بُرے بھی ہیں اور یہی حال segment of society کا بھی ہے۔ ہم خود اس بات کا گلہ کرتے ہیں بلکہ بسراء صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اس بات کا گلہ کیا کہ سیاستدانوں کو بُرا کہا جاتا ہے اور میڈیا سے بھی اس بات کا گلہ ہے۔ یہ حق بجانب ہیں کہ جب وہ کسی ایک فرد کی بات کرتے ہیں تو وہ پورے سسٹم اور تمام سیاستدانوں کو involve کر دیتے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ جب ہم اس بات کو کسی دوسری

جگہ پر ہونے کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے، سیاستدانوں کے متعلق اگر سب کو گالی دی جائے اور بُرا کہا جائے تو یہ بھی غلط ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہئے کہ ہم کسی بھی

segment of societyکوas a whole blameنہ کریں اور وہ افراد جو اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ جسsegmentمیں موجود ہیں اس کے لئے بدنامی اور برائی کا سبب بن رہے ہیں تو میرے خیال میں اس کوweed outکیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اچھی تجویز آ گئی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے بہت اچھی بات کہی ہے۔ اگر میں نے پوریcommunityکو کہنا ہوتا تو میںname outنہ کرتا۔ اس میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں بلکہ میں تو ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ ایک مچھلی پورے تالاب کو گندا کر دیتی ہے۔ Exceptionsہر جگہ پر ہیں لیکن میں نے بطورcommunityیا ادارہ ان کا نام نہیں لیا بلکہ میں نے باقاعدہname outکئے ہیں۔

جناب سپیکر: پیچھے سے جوcommentsآ رہے ہیں وہ بھی سن لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری دوسری بات سن لیں کہ ابھی لاء منسٹر صاحب نے کہا کہinformation gatherکر رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب میرے ساتھ چلے چلیں، میں ان کو خواجہ شریف صاحب کے گھر لے جاتا ہوں جو ریٹائرمنٹ کے بعد گزشتہ کتنے عرصہ سے کسreasonپر سرکاری گھر میں رہ رہے ہیں لہذا اسinformationکی ضرورت ہی نہیں ہے۔ صفدر جاوید سید صاحب کے گھر لے چلتا ہوں جو سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو رہے ہیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب کہیں تو کچھ گاڑیوں کے نمبر بھی میرے پاس آ گئے ہیں وہ بھی میں بتا دیتا ہوں جو پرسوں ان کےpoolمیں جمع ہو گئی ہیں۔ میں نے عجب تماشا دیکھا ہے کہ جس دن میں نےon the floor of the Houseجن گاڑیوں کے نمبر اور افسران کے نام لئے تھے تو ہمارے ایک دوست جو بڑےactiveصحافی ہیں ان کا مجھے فون آیا اور کہا کہ "بسراء صاحب!اگر گڈیاں دی سپیڈ ویکھنی اے تے ذرا ایدر آؤ" میں وہاں چلا گیا۔ میں آپ سے یہ بات اس لئے کہنا چاہتا ہوں تاکہ ساری بات آپ کے علم میں آ جائے۔ چونکہ جس دن میں نےon the floor of the Houseگاڑیوں کے نمبر لے کر بتائے تھے تو میں نے اپنی گناہ

گا ر آنکھوں سے چار گاڑیاں دیکھی ہیں جن میں دو پراڈو اور دو ٹیوٹا کرولا تھیں۔ ان گاڑیوں میں سے ایک رانا مقبول صاحب کی گاڑی تھی۔۔۔ مجھے گزارش کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ سننے کی ہمت رکھیں کیونکہ آپ نے جواب دینا ہے۔ اس طرح نہ کریں اور cross talk نہیں ہونی چاہئے۔ بہت مہربانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):
جناب سپیکر! میں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کیونکہ میں کسی کو بھی blame نہیں کر رہا بلکہ میرا تو مقصد صرف یہ ہے کہ وہ گاڑیاں میں نے اپنی آنکھوں سے Transport Pool میں جمع ہوتی دیکھی ہیں جواب وہاں پر کھڑی ہیں۔ اب جہاں تک میں افسران کی بات کر رہا ہوں اور سرکاری گھروں کو occupy کیا گیا ہے وہ آج بھی موجود ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے وہ افسران جوان لوگوں سے کہتے تھے کہ ہم پتا نہیں دیانت کے علمبردار ہیں جن کی وجہ سے بطور ادارہ وہ بھی بدنام ہو، یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ اگر ہم نے اس پر مصلحت اختیار کی اور ہم نے اس پر کارروائی نہ کی تو اس ایوان کا تقدس بھی پامال ہوگا اور یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اصل حکمران وہ ہیں اور ہم ان کی رعایا ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: differ اس بات کو ختم کریں جو آپ رعایا کی بات کرتے ہیں یہ نہیں ہے کیونکہ یہاں پر بادشاہت نہیں ہے بلکہ جمہوریت ہے اور نہ وہ نوکر شاہی ہے۔ شاہ تو اس ملک سے جا چکے ہیں اور اب یہاں اس ملک میں جمہوریت ہے۔ یہ جمہوری ادارہ ہے اور آپ اس جمہوری ادارے کے ماشاء اللہ ایک معزز ممبر ہیں اور وہ جن کی آپ بات کر رہے ہیں وہ public servant ہیں۔ ایسی بات نہ کریں، ان میں اچھے، بہت اچھے لوگ موجود ہیں اور بہت برے بھی ہوں گے۔

DR. MUHAMMAD ASHRAF CHOHAN: Mr Speaker! Point of observation.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ observation دینا چاہتا ہوں کہ میں دو ہفتے انڈیا رہ کر آیا ہوں۔ سیاست کے علاوہ ہمارے اوپر اس ملک کو بچانے اور اس ملک کے مستقبل کی

بھی ذمہ داری ہے۔ میں نے ان کے ممبران سے دو چیزیں پوچھیں کہ ایک تو سرکاری ادارے میں ایمبیسیڈر کار جو local ہے جس کی قیمت صرف سات لاکھ روپے ہے، اس کے علاوہ وزیر اعظم بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ انڈیا کی اکانومی کا بھی دنیا کو پتا ہے اور وہاں کی جمہوریت کا بھی پتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو سب سے ضروری میں نے ان سے پوچھی وہ یہ ہے کہ کرپشن وہاں بھی سنی جاتی ہے اور ممبران کے خلاف وہاں بھی گفتگو ہوتی ہے لیکن اگر کوئی منتخب نمائندہ کسی سرکاری ملازم کے بارے میں اطلاع دے کہ وہ اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہا ہے یا گاڑی غلط استعمال کر رہا ہے تو وہ بات ہر level پر investigate ہوتی ہے۔ جس طرح آپ فرما رہے ہیں سرکاری ملازمین کا بہت زیادہ احترام ہے کیونکہ وہ مشینری ہیں اور وہ حکومت چلاتے ہیں لیکن جو آدمی ڈیڑھ لاکھ ووٹ لے کر آتا ہے، اصل مقدس تو وہ ایک غریب آدمی ریڑھی والا ہے جو اپنا ووٹ استعمال کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! correction کر لیں کہ وہ حکومت چلاتے نہیں ہیں بلکہ حکومت آپ چلاتے ہیں اور وہ مشینری ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! چلیں، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہم چلاتے ہیں لیکن کچھ ایسے ہیں جو نہیں بھی چلاتے اور جو عام آدمی ہے، یہ سارا کچھ اس کی وجہ سے ہے اور جب ڈیڑھ لاکھ عام آدمی اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کی آواز بن کر ایک ایم این اے یا ایم پی اے بنتا ہے اور اس کی آواز سننی بڑی ضروری ہے۔ اگر غلط ہے تو اسے reject کر دیا جائے اور اگر کوئی ممبر چاہے وہ دوسرے بنچوں سے ہے، کیونکہ سرکاری ملازمین کی accountability صرف اور صرف منتخب نمائندے ہی کر سکتے ہیں اور ہماری public accountability کرتی ہے، میڈیا کرتا ہے اور ہماری accountability ہر پانچ سال بعد ہوتی ہے۔ ہم میں سے اکثر ایک ڈیڑھ سال کے بعد یہاں نہیں ہوں گے لیکن میں نے بھی سی ایس ایس کا امتحان اور ریکارڈ پاس کیا ہوا ہے۔ میں بھی ان کی صف میں شامل ہو کر اس طرح کی جگہ پر جا سکتا تھا لیکن میں نے رزق حلال کو ترجیح دی اور آج بھی کام کرتا ہوں۔ اگر اس ملک کو آگے لے کر جانا ہے تو یہ بڑا ضروری ہے کہ اگر ممبران کسی کی اطلاع دیں کہ سرکاری ملازم جس طرح آپ نے فرمایا کہ وہ servant بھی ہیں لیکن وہ سفید ہاتھی بھی نہیں بن سکتے اور مقدس گائے بھی نہیں بن سکتے۔ ان میں جو غلط ہیں، ان کی اگر نشان دہی کی جائے تو انہیں ان کے عہدوں سے ہٹانا اور انہیں ایک ایسی سزا دینا ضروری ہے تاکہ ان کے باقی ساتھی اس سے careful ہوں۔ شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی یہ روایت ہے اور جمہوری روایات بھی ہیں کہ کوئی بھی debate شروع کرنے سے پہلے قائد حزب اختلاف debate open کرتے ہیں جبکہ ہمیشہ یہ وزیر اعلیٰ کو مطعون کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے اجلاس میں بھی وزیر اعلیٰ کو بُلا کر ایوان میں ان کے خلاف باتیں کرتے رہے کہ پی آئی سی میں ہونے والی اموات کے متعلق بیان دیں حالانکہ debate کو شروع کرنا معزز قائد حزب اختلاف کا فرض ہے۔ آپ معزز قائد حزب اختلاف کو بلائیں کہ وہ debate open کریں اور اس کے بعد بحث جاری رہے۔

جناب سپیکر: میں انہیں کیسے پکڑ کر لا سکتا ہوں یہ آپ کیا کرتے ہیں، کیا انہیں زبردستی لایا جا سکتا ہے؟ انہوں نے اپنے ساتھی کو اختیار دے دیا ہے اور وہ بات کر چکے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تجاویز ہیں debate نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف ہی اسے wind up کریں گے۔

جناب سپیکر! بہت اچھی باتیں سامنے آ گئیں اور میری صرف اتنی گزارش ہے کہ ابھی آپ فرما رہے تھے کہ اصل حکمرانی ہماری ہے۔ اگر وارث کلو صاحب یہاں پر تشریف فرما ہوتے کہ ان کے پاس جو تحاریک استحقاق پڑی ہیں، آپ یقین کریں کہ ابھی بہت سارے ممبران اس لئے تحریک استحقاق نہیں لے کر آتے کہ یہاں پر ان کا تمسخر اڑایا جائے گا اور ان کی رہی سہی عزت بھی خراب ہو جائے گی۔ یقین مانیں کہ میں یہاں پر کھڑا ہو کر دل کی بات بتا رہا ہوں۔ یہ آفیسرز نہیں جو یہاں پر بیٹھے ہیں بلکہ اصل حکمران وہ ہیں جو فیلڈ میں بیٹھے ہیں اور اصل نوکر شاہی وہ ہے۔ وہ توبہ نعوذ باللہ توبہ نعوذ باللہ، وہاں پر ہم ایم پی ایز، وہ تو ہم کہتے ہیں نا کہ ہماری اوقات، وہاں پر عام آدمی کی کیا اوقات ہے کہ ڈی سی او صاحب کے آگے دو گاڑیاں اور دو گاڑیاں پیچھے اور ان کے گھر جا کر دیکھیں ذرا، کیا تک بنتا ہے کہ ایک ڈی سی او دس ایکڑ کے گھر میں رہے۔ ضلع بہاولنگر کے ڈی سی او صاحب کا دفتر ملاحظہ کیجئے، ان کا گھر ملاحظہ کیجئے، ڈی پی او آفس ملاحظہ کیجئے اور ان کی شان و شوکت اور شاہ و جلال دیکھئے۔ میں تو بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ایم پی ایز کا یہ استحقاق نہیں ہے کہ جس نے legislation کرنی ہے اور ہمارے پاس کام کرنے کے لئے کوئی بندہ ہونا چاہئے لیکن ہمارے پاس تو وہ بھی نہیں ہے۔ میں ابھی اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے صرف آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں تک لاء منسٹر صاحب نے ایک دو دن میں کہا ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ آپ نے جو باتیں یہاں Chair پر بیٹھ کر کہی ہیں، انشاء اللہ ان

کو public servant یہ اسمبلی بنا کر چھوڑے گی وگرنہ جب تک وہ آئین اور قانون کے تابع نہیں ہو جاتے ہم یہ جہاد کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! صرف ایک بات بہت اہم ہے جو لاء منسٹر صاحب کے لئے چھوڑی ہوئی تھی وہ کر دوں کہ آج کل پی آئی اے میں ریفرنڈم ہو رہا ہے جہاں پر دو بڑی تنظیمیں پیپلز یونٹی اور ائر لیگ ہیں۔ وہاں پر بڑی زیادتی ہو رہی ہے کہ ایک شخص احمد سلیم بٹ نامی خود کو وزیر اعلیٰ پنجاب کا پروٹوکول آفیسر کہتا ہے اور وہاں پر اس نے اتنی غنڈہ گردی کی ہے کہ پیپلز یونٹی کے لوگوں کے خلاف تھانہ سرور روڈ میں مقدمات درج کروا دیئے ہیں۔ میرے پاس ایف آئی آر نمبر 12 / 34 موجود ہے چونکہ الیکشن بہت نزدیک ہے تو لاء منسٹر صاحب اس پوائنٹ کو seriously take up کر لیں کیونکہ اس بندے کے خلاف درخواستوں میں نام ہے اور وہ بندہ ائرپورٹ پر دندناتا پھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کا پروٹوکول آفیسر ہوں اور وہاں پر باقاعدہ غنڈے لے جا کر تین آدمی جن کے نام حاجی وارث، اقبال اور اعجاز ولد قدیر احمد کے خلاف پہلے ایک ایف آئی آر درج ہوئی اور پھر پیپلز یونٹی کے ان بندوں کو گھر سے اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات سن لی ہے اور اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایف آئی آر بھی دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ ان سے مل لیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی پری بجٹ بحث پر بات کرنے سے پہلے آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر محکمہ صحت میں ہونے والی ڈی پی سی کے متعلق commitment اس House میں دی گئی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آج اس کے متعلق House کو بتانا تھا تو وہ آپ کے notice میں لانا ہے کہ اس کے متعلق ابھی نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب آج تو آئے نہیں ہیں اور آپ کا notice ہمارے پاس ہے تو انہیں بلا لیں گے۔ آپ پری بجٹ بحث پر بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پری بجٹ بحث پر آتا ہوں۔ میں نے پچھلی تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ یہ جو پری بجٹ تجاویز ہیں یہ بہت constructive اور purposeful exercise ہے بشرطیکہ اس پر عملدرآمد ہو۔ میں آج آپ کی وساطت سے جو افسران، ممبران یا جو وزیر

اس کے لئے مختص ہیں میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین سالوں میں جو تجاویز پری بجٹ میں دی گئیں ان میں سے کسی ایک پر بھی عملدرآمد ہوا ہے یا یہ محض ایک exercise ہے؟ حالانکہ یہ بہت ہی constructive اور productive ہو سکتی تھی لیکن اس کو محض eye watch بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اس پر وقت صرف کیا جاتا ہے، حکومت کا پیسا خرچ ہوتا ہے تو خدارا اس سے کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کیجئے اور کسی نہ کسی تجویز پر عملدرآمد ضرور کیجئے۔ بجٹ میں دو چیزیں بہت ضروری ہوتی ہیں۔ ایک political vision دوسرا administrative decisions۔ بجٹ صرف ایک ٹریک پر چلتا ہے کہ اس کو ہر ڈیپارٹمنٹ میں افسران بناتے ہیں، سیکرٹری صاحبان اس کو دیکھتے ہیں اور کتاب کی صورت میں اسمبلی میں پیش ہو کر پاس ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ضمنی بجٹ آتا ہے وہ بھی پاس ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد re appropriation of accounts آتی ہے وہ بھی پاس ہو جاتی ہے۔

جناب والا! بہت دیر سے یہ مطالبہ ہے کہ اگر ہر ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ سٹینڈنگ کمیٹی جو اسمبلی کی ہے اس کے through approve ہو، کمیٹی کی نظر سے گزرے، اُن کی تجاویز شامل ہوں تو میرا خیال ہے کہ یہ House جو عوام کے نمائندوں کا ہے ان کا بھی حق ادا ہو جائے گا۔ اس طرح بجٹ ایک تعمیری اور constructive بجٹ ہو گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس پر کوئی خرچ ہے یا کوئی نقصان ہے لیکن پھر بھی اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ میں تو ایک step آگے جاؤں گا کہ اگر یہی بجٹ ہر تین سال کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی ہر ڈیپارٹمنٹ کا review کرے تو جو excess surrender اور ضمنی بجٹ والا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا۔ ضمنی بجٹ اور reappropriation of accounts میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کمزور financial discipline کی نشاندہی ہے جس سے ہمیں چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسمبلی پاس کرتی ہے کہ محکمہ تعلیم پر چالیس کروڑ روپے خرچ ہو گا، محکمہ تعلیم 42 کروڑ روپے خرچ کر کے اسمبلی میں آجاتا ہے کہ یہ بجٹ پاس کر دیں۔ آج تک کبھی نہیں ہوا کہ وہ زائد خرچ کیا ہوا پیسا پاس نہ ہوا ہو یعنی کہ ڈیپارٹمنٹ اور سرکاری افسران نے اس اسمبلی کو ایک ربڑسٹیمپ بنا دیا ہے کہ وہ جو کچھ بھی کر کے آجائیں گے اسمبلی اس کو پاس کر دے گی یا پی اے سی اس کو پاس کر دے گی۔ یہ پریکٹس ختم ہونی چاہئے تاکہ ملک میں financial discipline نہ ہونے کی وجہ سے جو معیشت کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اس میں کمی آئے۔ وہ محکمے جن پر ہمیں کم خرچ کرنا چاہئے ہم اُن پر اپنا خرچ بڑھاتے جا رہے ہیں۔ مثلاً پولیس کا محکمہ، جیل خانہ جات کا محکمہ اور عدالتیں۔ ہر تہذیب یافتہ اور پڑھے لکھے معاشرے میں تعلیم اور صحت کی نسبت ان محکموں پر کم خرچ ہوتا ہے جبکہ یہاں پر ہم ہر سال زیادہ

سے زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ میری سفارش یہ ہے کہ پنچائیت سسٹم کو رائج کیا جائے۔ یہی (ن) لیگ کی حکومت جو آج موجود ہے انہی کے وقت میں پہلے "خدمت کمیٹی" کا سسٹم معرض وجود میں آیا تھا جہاں پر چھوٹے مقدمات کو نپٹا دیا جاتا تھا۔ پولیس اور جیل خانہ جات پر load کم ہو گیا تھا۔ قانون میں جن کی سزائیں پانچ سال یا سات سال ہیں وہ مقدمات پہلے پنچائیت کے پاس جائیں اور وہیں پر حل ہو جائیں۔ اس طرح پولیس کا load کم ہو گا، عدالتوں کا load کم ہو گا اور جیل خانہ جات کا load بھی کم ہو گا۔ جیل خانہ جات کے لئے اگر آپ deferred punishment کا سسٹم رائج کر دیں تو بہتر ہو گا۔ اب ہوتا کیا ہے کہ ایک آدمی دانستہ یا غیر دانستہ طور پر پہلی دفعہ ایک چھوٹا سا جرم کرتا ہے لیکن جب وہ جیل میں جاتا ہے تو وہاں سے وہ عادی مجرم اور پکا مجرم بن کر نکلتا ہے۔ ان کو بچانے کے لئے اور حکومت پر خرچہ کم کرنے کے لئے میں یہ سفارش کرتا ہوں کہ جیل خانہ جات میں deferred punishment کو ترجیح دی جائے تاکہ حکومت پر خرچے کا load کم ہو۔

جناب سپیکر! ساری دنیا کے اندر یہ priority ہے کہ preventive care پر خرچ زیادہ اور curative پر خرچ کم ہوتا ہے۔ جب آپ preventive care پر زیادہ خرچ کریں گے تو خواہ مخواہ curative پر خرچ کم ہو گا۔ ہمارے ہاں preventive پر خرچ نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ہمیں curative پر خرچ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ میری یہ سفارش ہے کہ اس بجٹ میں ایک دانستہ کوشش کی جائے کہ preventive care پر زیادہ پیسا مختص کیا جائے تاکہ لوگ بیمار ہونے سے پہلے ہی بیماری سے بچ سکیں۔ ہمارے ملک میں ایک وباء ہیپاٹائٹس پھیل رہی ہے جس کی طرف ہمارا خاطر خواہ دھیان نہیں ہے۔ یہ مرض جب شروع ہونے سے دس یا پندرہ سال بعد اپنا اثر دکھاتا ہے۔ کروڑوں کی تعداد میں وہ لوگ جو معاشرے کا ایک فعال حصہ ہونے چاہئیں وہ معاشرے پر اس بیماری کی وجہ سے ایک بوجھ بنتے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے خاندانوں پر بوجھ ہیں، اپنے والدین اور بہن بھائیوں پر بوجھ ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا موذی مرض ہے کہ جس کا خرچہ ایک عام آدمی اپنی جیب سے برداشت نہیں کر سکتا۔ war footing پر محکمہ صحت اور حکومت کو اس کی طرف توجہ دینا ہو گی۔ میں ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں اور کسی کے کہنے سننے پر نہیں کر رہا ہوں۔ میرے اپنے حلقے میں تیس فیصد سے زیادہ لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں جو اپنا علاج کرانے سے قاصر ہیں۔ اگر ہم نے اس تعداد پر توجہ نہ دی تو میرے خیال میں بہت جلد پوری قوم اس موذی مرض میں مبتلا ہو سکتی ہے، اللہ نہ کرے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ حکومتیں نقد امداد دینے پر زیادہ یقین رکھتی ہیں۔ میری دانست میں جب آپ زکوٰۃ کی نقد رقم دیتے ہیں، بیت المال سے نقد رقم دیتے ہیں یا کسی بھی ذریعے سے مالی مدد دیتے ہیں تو آپ قوم کو بھکاری بنا رہے ہیں اور ان کو ہاتھ پھیلانے کا عادی کر رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اس سے بچنے کے لئے پنجاب میں ایک poverty survey کیا جائے اور یہ identify کیا جائے کہ مستحق کون ہے؟ اگر ہم رعایت دیتے ہیں تو سب کو دیتے ہیں۔ مثلاً حکومت نے ہسپتالوں میں کار سٹینڈ پر فیس معاف کر دی جس سے لاکھوں روپے آمدن ہوتی تھی۔ جو شخص پندرہ بیس لاکھ روپے کی گاڑی رکھ سکتا ہے وہ پارکنگ فیس کیوں نہیں دے سکتا؟ گاڑی والے کو بھی معاف کر دیا اور سائیکل والے کو بھی معاف کر دیا گیا۔ جب دوائی مفت ملتی ہے تو وہ بھی سب کو ملتی ہے۔ اگر میں ہسپتال جاتا ہوں تو مجھے بھی مفت ملتی ہے اور مستحق کو بھی مفت ملتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ poverty survey کیا جائے، مستحقین کو کارڈ جاری کئے جائیں اور انہی کو مدد دی جائے۔ جو آدمی pay کر سکتا ہے اس سے وصول کیا جائے اس کو نہ چھوڑا جائے اس لئے ان مراعات کی درجہ بندی ہونی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب چیئرمین! میری تجویز ہے کہ زکوٰۃ اور بیت المال سے نقد پیسے دینے کی بجائے اگر اُسی پیسے سے ہم انڈسٹری لگائیں اور اس انڈسٹری میں ان مستحقین کو جن کے کارڈ بن جاتے ہیں نوکریاں دیں اور اسی انڈسٹری کے شیئر ان کو دے دیں تاکہ وہی اس انڈسٹری کے مالک ہوں اور وہی اس انڈسٹری میں لیبر کا کام کریں تو میرا خیال ہے کہ ہم اس ملک کے اندر معیشت کو بھی بہتر کر سکیں گے، انڈسٹری کا پہیہ بھی چلے گا اور لوگوں کو روزگار بھی مل سکیں گے۔ یہ جو نقد پیسا دیتے ہیں اس کا رواج ختم ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے ہاں، ہمارے صوبہ میں دو چیزیں جو وباء کی صورت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں beggar یعنی فقیر سڑکوں پر پھرتے ہیں اور دوسرا addicts، اگر ہم نے ان کو کنٹرول نہ کیا تو یہ ہمارے معاشرے کے لئے ناسور ثابت ہو رہے ہیں اور مزید ثابت ہوں گے اس لئے ضروری ہے کہ اگلے بجٹ کے اندر beggars homes بنانے کے اقدامات کئے جائیں اور ان beggars homes کے اندر ان کو psychologically treat کر کے معاشرے کا فعال حصہ بنایا جائے۔ اسی طرح addicts کا مسئلہ ہے، اب addicts کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ ہر چھوٹے جرائم میں ملوث ہیں، سٹریٹ کرائم کے اندر ملوث ہیں کیونکہ چوری کرنا، پیسے کمانا اور جا کر

ہیروئن کی پڑی خریدنا ان کی جسمانی ضرورت بن جاتی ہے۔ ان کو پولیس بھی ہاتھ نہیں ڈال رہی کیونکہ پولیس کہتی ہے کہ ہمیں تو ان کو ہیروئن کی پڑی لاکر دینی پڑے گی، نہیں تو یہ مر جائیں گے اور ہمارے سر پڑیں گے اس لئے ضروری ہے کہ ہم addicts کے لئے سپیشل ہسپتال بنائیں جہاں پر ان کو treat کیا جائے اور معاشرہ کا ایک فعال حصہ بنایا جائے کیونکہ ہماری حکومت کا اس طرف دھیان نہیں ہے اور یہ ناسور بڑھتا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میری اگلی تجویز ہے کہ بجٹ کے اندر ہم لوگ A.D.P تو رکھتے ہیں کیونکہ اس سے حکومت اور معزز ممبران جو elect ہو کر آتے ہیں ان کے نمبرز بنتے ہیں۔ پچھلے دور میں بجٹ کے اندر C.C.B کے لئے 25 فیصد رقم مختص کی گئی تھی اور اس کو mandatory قرار دیا گیا تھا کہ وہ کہیں اور خرچ نہیں ہو سکتی تو کیا ایسا ہی قانون A.D.P Budget کے اندر maintenance کے لئے نہیں بن سکتی؟ کیونکہ پنجاب کی مثال ہے کہ "اگا دوڑ تے پچھا چوڑ" نئی سڑکیں تو ہم بناتے جا رہے ہیں لیکن پرانی سڑکوں کی کوئی دیکھ بھال نہیں کر رہا، سوائے لاہور کی مال روڈ کے جو کہ ہر دفعہ کارپٹ ہو جاتی ہے لیکن میرے گاؤں کو جانے والی سڑک پچھلے 30 سال سے اس پر blacktop بھی نہیں آ سکی اس لئے ضروری ہے کہ پچھلی چیزیں جن پر ہم نے A.D.P میں سے پیسا خرچ کیا ہے ان کی maintenance لازمی ہونی چاہئے اور 25 فیصد بجٹ جو O & M کے لئے رکھا جائے وہ کہیں اور ٹرانسفر نہ ہو سکے تب جا کر گلیوں اور سڑکوں کی مرمت ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین! بہت ضروری چیز ہے کہ administrative اخراجات کم کئے جائیں۔ مجھے بتائیے کہ گورنر ہاؤس میں کون سا غریب آدمی آتا ہے، کون سائیکل یا رکشا پر آتا ہے؟ سب گاڑیوں پر آتے ہیں۔ گورنر ہاؤس لاہور سے دس کلو میٹر باہر چلا جائے تو کیا ہو گا؟ اگر اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس دس کلو میٹر باہر چلا جائے تو کیا ہو گا، سول سروس اکیڈمی باہر چلی جائے تو کیا ہو گا، چیف منسٹر صاحب پانچ کی بجائے ایک آفس استعمال کریں تو کیا ہو گا؟ بچت ہو گی، administrative اخراجات کم ہوں گے اور ان جگہوں پر سرکاری دفتر بنائیں، سرکاری رہائشیں بنائیں جن کے لئے آپ اربوں روپے میں کوٹھیاں کرائے پر لے کر افسروں کو دیتے ہیں۔ آپ دفتر بناتے ہیں اور ایک باہر سے آنے والا آدمی گاڑی دوڑا رہا ہے کہ ایک سیکرٹری کو سیکرٹریٹ میں ملنا ہے، دوسرے سیکرٹری کو ملنا ہے تو وحدت کالونی چلے جائیں اور تیسرے سیکرٹری کو ملنا ہے تو شادمان کالونی چلے جائیں۔ اگر یہی دفاتر ان جگہوں پر آ جائیں جو میں نے

نشاندہی کی ہے تو میرا خیال ہے کہ ٹریفک کا flow بھی کم ہوگا،pollution بھی کم ہوگی اور administrativeاخراجات بھی کم ہوں گے۔

جناب چیئرمین! جی او آر کے اندر جو بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں اگر ان کوٹھیوں کو ختم کر کے آپ فلیٹس سسٹم رائج کریں تو میرا خیال ہے کہ لاہور کے تمام سرکاری افسران وہاں پر accommodate ہو سکتے ہیں اور آپ جوان کو کروڑوں روپے کی شکل میں ہاؤس رینٹ دیتے ہیں تو وہ بچت کی صورت میں حکومت کسی تعمیری کام کے سلسلے میں استعمال کر سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے شروع میں ذکر کیا ہے کہ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے، ہم نے آگے جانا ہے تو محکمہ تعلیم کا بجٹ آپ کو دگنا کرنا چاہئے اور محکمہ تعلیم میں ایمرجنسی نافذ کر کے اگلے تین سال کے لئے ہمیں ضروری اقدامات کرنے ہوں گے لیکن بدقسمتی سے میں نے یہ دیکھا ہے کہ محکمہ تعلیم کے اندر capacity نہیں ہے جو بجٹ ان کو already دیا جاتا ہے وہ خرچ کرنے کی بھی capacity نہیں ہے اس لئے ان کی capacity بڑھانے کی ضرورت ہے، بجائے اس کے کہ آپ کے جو دوسرے محکمے ہیں ان پر زیادہ بجٹ خرچ کریں۔ اگر آپ نے اگلی نسل کو تہذیب یافتہ اور پڑھی لکھی بنانا ہے تو محکمہ تعلیم کے اندر آپ کو بجٹ کو دگنا یا تین گنا کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ آپ کو جہاں پر تعلیم ضروری ہے وہاں پر ایک صحت مند آدمی بھی ضروری ہے کیونکہ صحت مند آدمی سے صحت مند معاشرہ بنے گا۔ اس کے بعد دوسری ترجیح بجٹ میں محکمہ صحت کو ملنی چاہئے نہ کہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ یا اداروں کو،

جناب چیئرمین! شہروں کے اندر یوٹیلٹی سٹور کھلے ہوئے ہیں جو مقرر قیمت پر لوگوں کو اشیاء مہیا کرتے ہیں اور گاؤں کی 70 فیصد آبادی اس سہولت سے محروم ہے۔ میری یہ سفارش ہے کہ پنجاب حکومت ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک کوآپریٹو سٹور کھولے، یہاں پر ان کو ضروریات کی اشیاء مل سکیں، بشمول کھاد اور زرعی اجناس جو کہ زراعت کے لئے ضروری ہیں۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ جب ان کی مارکیٹ میں مانگ بڑھتی ہے تو وہ مارکیٹ میں اس کو black کر کے مہنگے داموں بیچتے ہیں۔ اگر کوآپریٹو سٹور پر سہولت مہیا ہوگی تو یہ کم از کم اوپن مارکیٹ کے ساتھ competition ہوگا اور بروقت اور ٹھیک قیمت پر چیزیں مل سکیں گی۔ اس سے بڑی چیز یہ ہے کہ میں چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب کو ایک ماڈل صوبہ بنانے کے لئے ہر سرکاری دفتر جو یونین کونسل کی حدود میں ہے وہ یونین کونسل کے دفتر کے اندر آنا چاہئے، چاہے وہ پٹواری کا دفتر ہے، چاہے وہ بجلی کا شکایت سیل کا دفتر ہے، چاہے سوئی گیس

کا دفتر ہے اور چاہے وہ زراعت کا دفتر ہے۔اس کے علاوہ ہم نے جو یونین کونسلوں کے اندر سیکرٹریز fill in the blank کئے ہوئے ہیں یہ زیادتی ہے اور یہ یونین کونسل کے سسٹم کو فیل کرنے کے مترادف ہے۔انڈیا میں چلے جائیں وہاں پر یونین کونسل level کے ادارہ کا سیکرٹری گریڈ 17 کا افسر ہوتا ہے کیونکہ ہر وہ دفتر جو اس کی باؤنڈری کے اندر رہوتا ہے تاکہ وہاں پر ایک ون ونڈو سروس کے ذریعے وہاں کی یونین کونسل کے رہائشی کو جو بھی مسئلہ درپیش ہو،وہاں پر اس کا مسئلہ حل ہو سکے بجائے اس کے وہ جگہ جگہ دفتروں کو ڈھونڈتا پھرے۔اس طرح اہلکاروں کی حاضری بھی ضروری ہو جاتی ہے اور good governance کے لئے بھی یہ قدم ضروری ہے کہ اگر ان یونین کونسلوں کو مضبوط کر کے تمام دفاتر بشمول کوآپریٹو سٹور وہاں پر بنا دیئے جائیں تو وہ اس علاقے کی تمام آبادی کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز جو good governance کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہر ضلع اور ہر تحصیل کی سطح پر تعین کر لیں کہ کتنی آبادی ہونی چاہئے اور اس آبادی کی حد سے ضلع یا تحصیل کی آبادی کو نہ بڑھنے دیا جائے۔آپ کراچی کا حال دیکھیں کہ وہ بے ہنگم طریقے سے right & left اور آگے پیچھے بڑھتا گیا اور اس کے مسائل بھی اسی طرح بڑھتے گئے۔اب مسائل اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کا کوئی حل کسی کے پاس نہیں ہے۔کیا ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے شہر بھی اتنے بڑے بڑے ہوتے جائیں ؟لاہور تقریباً اتنا پھیل چکا ہے کہ اس وقت کراچی جن حالات کا مقابلہ کر رہا ہے اور شاید لاہور کسی وقت ان کے برابر ہی پہنچ جائے اس لئے ضروری ہے کہ ضلعوں اور تحصیلوں کی درجہ بندی کی جائے،آبادی کی تعداد متعین کی جائے تاکہ اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو ایک نیا شہر آباد کریں تاکہ لوگوں کے مسائل within control رہیں۔اسی طرح اب ہمارے صوبہ کے اندر کوئی بھی اصول وضع نہیں ہے کہ کس تحصیل کو ضلع بنانا ہے۔جہاں پر سیاسی پریشر آتا ہے چاہے وہ تحصیل اس چیز پر پورا اترتی ہے یا نہیں قانونی طور پر اس کو ضلع بنا دیا جاتا ہے جبکہ جہاں پر سیاسی پریشر نہ ہو،جیسے میری تحصیل جڑانوالہ ہے۔وہاں پر پندرہ لاکھ کی آبادی ہے اور پندرہ لاکھ کی آبادی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پنجاب کے دس اضلاع میں اس کی آبادی زیادہ ہے لیکن اس کا درجہ تحصیل کی سطح تک ہے۔کیا وہاں کے پندرہ لاکھ لوگوں کا قصور یہ ہے کہ ان کا تعلق جڑانوالہ سے ہے،جبکہ دوسرے اضلاع جیسے ننکانہ صاحب،چنیوٹ،منڈی بہاؤالدین اور پاک پتن کی آبادی کتنی ہے؟ میرے خیال میں دس لاکھ سے بھی کم ہے لیکن ان کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے کیونکہ لوگوں کو اس سے سہولیات میسر آتی ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے متعلق کوئی قانون وضع ہے،کیا اس کے متعلق کوئی legislation ہوئی،کیا اس کے متعلق کوئی اصول

وضع ہے؟آئیے اس بجٹ میں ان اصولوں کا تعین کر دیں کہ جب کوئی تحصیل اتنی آبادی سے زیادہ ہو جائے گی تو اس کو ضلع کا درجہ دے دیا جائے گا اور اس کے نیچے نئی تحصیلیں بنا دی جائیں گی۔

جناب والا!میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں گنگا الٹی بہتی ہے۔جہاں پر پہلے ہی مراعات ہیں وہاں پر مراعات دیتے جائیں جہاں پر نہیں ہیں تو آپ ان کا گلا گھونٹتے جائیں۔دیہی علاقوں میں مراعات نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ شہروں کے اندر پہلے ہی مراعات موجود ہیں اور شہروں میں مزید investment کی جا رہی ہے اس لئے دیہاتی علاقوں سے شہری علاقوں کی طرف migration ہو رہی ہے جو کہ ایک پیچیدہ مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔شہر اسی لئے choke ہوتے جا رہے ہیں،شہروں میں اسی لئے ٹریفک کا مسئلہ درپیش ہے،شہروں میں اسی لئے pollution problem ہوتا جا رہا ہے، شہروں میں اسی لئے space کا problem پیدا ہو رہا ہے۔آئیے یہ بجٹ ایک ایسا بجٹ بنائیں جس میں دیہی علاقوں کو مراعات زیادہ دیں اور شہری علاقے کی جو مراعات ہیں میں یہ بھی نہیں کہتا کہ آپ ان کو کاٹ دیں لیکن ان کو ایک جگہ پر لا کر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ آبادی بڑھنے سے پہلے اس کو کنٹرول کریں۔اس شہر کو وہاں پر cease کر دیں تاکہ لوگ اپنے اپنے rural areas کے اندر ٹھہریں اور وہ اسی وقت وہاں پر ٹھہریں گے جب ان کو وہاں پر مراعات حاصل ہوں گی۔اسی کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اجازت چاہتا ہوں۔بہت مہربانی

جناب چیئرمین:شکریہ۔میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میری استدعا ہے کہ میرا نام کل پر رکھ لیا جائے۔

جناب چیئرمین:میاں محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین!میری کچھ تجاویز ہیں،میری یہ خواہش ہے کہ ان کو اگلے بجٹ میں شامل کیا جائے اور عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔سب سے پہلے میری ایجوکیشن سیکٹر میں کچھ تجاویز ہیں،وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے دو سالوں میں پنجاب کے لڑکیوں اور لڑکوں کے ہائی سکولوں میں آئی ٹی لیب provide کی ہیں جس کا بڑا اچھا impact آیا ہے۔اس سے students کی ratio بہت زیادہ بڑھی ہے،parents کا سرکاری سکولوں پر اعتماد بڑھا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ فزکس،کیمسٹری اور بائیو کی labs بنانے کے لئے اس بجٹ کے اندر handsome amount رکھی جائے جیسے دو سال پہلے رکھی گئی تھی۔ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے یہ funds execute نہیں ہو سکے اس سال اسے بجٹ میں reflect کر دیا جائے تاکہ ہمارے بیٹے اور بیٹیاں

سائنس اور ٹیکنالوجی کو ساتھ لے کر چل سکیں۔فزکس کیمسٹری اور بائیو پر بہترین پریکٹیکل کر سکیں،اس کے علاوہ ان کے ٹیچر بھی پورے کئے جائیں۔ ٹیچروں کا سکولوں میں فقدان ہے اگر کہیں پر سائنس لیب ہے تو سائنس سبجیکٹ جیسے کیمسٹری،فزکس، بائیو اور حساب کے proper Teachers available نہیں ہیں۔میری گزارش ہو گی کہ بجٹ کے اندر اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ جہاں پر ٹیچر نہیں ہیں وہاں پر فوری طور پر teachers کے لئے posts create کر کے انہیں بھرتی کیا جائے۔اگر پوسٹیں پہلے سے موجود ہیں تو ان کے ٹیچر فوری طور پر depute کئے جائیں تاکہ ہمارے بیٹوں اور بیٹیوں کو پڑھنے کے بہترین مواقع میسر آ سکیں اور وہ بہترین سائنس دان بن سکیں۔میری ایک اور رائے بھی ہے کہ آرٹس پڑھنے پر ایک حد تک پابندی لگا دی جائے دس فیصد کے علاوہ باقی نوے فیصد لوگ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم ہی حاصل کر سکیں۔اس کے لئے مواقع بھی provide کئے جائیں۔اسی طرح میری ایک تجویز ہے کہ اس بجٹ میں گیسولین ٹیکنالوجی کو پڑھانے کے لئے بھی بجٹ رکھا جائے۔ میرے وطن میں یہ کہیں نہیں پڑھائی جاتی پنجاب میں دو جگہ پر اور وہ بھی پرائیویٹ سیکٹر میں یہ ٹیکنالوجی استعمال کی گئی ہے۔ایک فیکٹری قصور کے قریب، دوسری فیکٹری کالا شاہ کاکو میں یہ ٹیکنالوجی استعمال کر رہی ہے اور انہی دنوں میں وہ یہ ٹیکنالوجی اپنے استعمال میں لائے ہیں۔یہ کوئلے سے گیس بناتے ہیں، کوئلے سے ڈیزل نکالتے ہیں، کوئلے سے فرنس آئل نکالتے ہیں اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس ٹیکنالوجی کو پڑھانے کے لئے TEVTA کے بجٹ کے اندر رقم مختص کی جائے تاکہ ہمارے بیٹے اور بیٹیاں اس فیلڈ کے اندر سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے نکل سکیں۔میرا وطن کوئلے سے اپنی ملکی ضروریات کو پورا کر سکے۔ہمارا ڈیزل کی مد میں، پٹرول کی مد یا فرنس آئل کی مد میں جو کثیر زر مبادلہ دوسرے ممالک کو چلا جاتا ہے اسے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میری دوسری suggestion Health Sector کے لئے ہے۔لاہور میں جو بڑے ہسپتال ہیں وہ ایک ہی جگہ پر یا آٹھ سے دس کلومیٹر کے اندر موجود ہیں۔جیسے میو ہسپتال، سروسز ہسپتال، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی،گنگا رام ہسپتال، جناح ہسپتال ہیں یہ سب دس سے بارہ کلومیٹر کی range میں پائے جاتے ہیں۔ان کے قریب قریب ہونے کی وجہ سے لاہور کی سڑکوں پر بھی بہت زیادہ رش ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ان کو لاہور کے مضافاتی ایریاز میں بنایا جائے۔آپ کے پاس زمین بھی موجود ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ نئے ہسپتال بنائے جائیں تاکہ لوگوں کو صحت کی سہولیات میسر آ سکیں۔اس کے علاوہ میری یہ بھی suggestion ہے کہ

ہمارے پہلے سے موجود جو ڈسپنسریاں ہیں جو دو کنال یا پانچ کنال سے زیادہ ہیں انہیں پانچ بیڈ یا دس بیڈ کے زچہ بچہ کے سنٹر میں convert کر دیا جائے اور وہاں پر ایم بی بی ایس زنانہ اور مردانہ ڈاکٹروں کو تعینات کیا جائے تاکہ delivery کے جو معاملات ہیں وہ لوکل سطح پر حل کئے جا سکیں۔ اس سے بھی ہمارے بڑے ہسپتالوں میں load کم ہو جائے گا اور اس کے علاوہ معاشیات کے اوپر بھی load کم ہو گا۔ یہ میری suggestions ہیں اور میری یہ خواہش ہے کہ ان کو اگلے بجٹ کے اندر reflect کیا جائے۔ دھرم پورہ کے اوپر آج سے پندرہ اٹھارہ سال پہلے انجینئرنگ یونیورسٹی کے طالب علموں نے دھرم پورہ کی نہر کے پانی سے بجلی پیدا کرنے کا پلانٹ لگایا تھا۔ میری گزارش ہے کہ پورے پنجاب کی تمام نہروں پر ان انجینئروں کو دوبارہ واپس لائیں اور اس پراجیکٹ کے لئے پیسے بھی مختص کریں جو نہر سے بجلی پیدا کریں۔ اس سے لوگوں کو بجلی کی قریب ترین سہولیات میسر ہوں گی اور اس کے علاوہ ہمارا بجلی کا جو shortfall ہے اس پر قابو پانے میں مدد مل سکے گی۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اب صوبوں کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بجلی اپنے sources سے پیدا کر سکتے ہیں۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ اس مد میں بھی خاطر خواہ بجٹ رکھا جائے۔ بڑی نہروں پر بڑے پن بجلی کے منصوبے شروع کئے جائیں اور چھوٹی نہروں پر چھوٹے منصوبے شروع کئے جائیں۔ کالا باغ ڈیم کے متعلق پورے ملک میں ایک confusion create ہے، اگر ہم اس ڈیم کو نہیں بنا سکتے اور قوم اس پر متفق نہیں ہے، جب تک متفق نہیں ہوتی تب تک میری خواہش ہے کہ کالا باغ ڈیم کے مقام پر water flow بہت زیادہ ہے اس لئے وہاں پر ٹربائین لگا دی جائیں تاکہ بجلی پیدا کی جا سکے اور بجلی کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ کالا باغ ڈیم کے مقام پر جو ریت ہے اس کے اندر 55 فیصد سے بھی زیادہ ore پائی جاتی ہے۔ ore سے سٹیل مل چلتی ہے۔ اس وقت ہماری سٹیل مل کی ore باہر سے امپورٹ کی جاتی ہے۔ میری suggestion ہے کہ اس ore کو بھی قابل عمل لانے کے لئے وہاں پر کوئی بڑا منصوبہ شروع کیا جائے تاکہ ہمارے اپنے ملک کے اندر پائی جانے والی ریت میں جو ore ہے اس سے ہم چادر بنا سکیں اور ہمارے ملک کی انڈسٹری بھی آگے پنپ سکے۔

جناب والا! میری یہ بھی suggestion ہے کہ موبائل ٹیکنالوجی نے ہمارے وطن میں بہت ترقی کی ہے۔ اس وقت تقریباً 200۔ارب کے قریب پیسا باہر جا رہا ہے۔ گورنمنٹ کی سطح پر ایسے آئی ٹی پارک بنائے جائیں جہاں پر موبائل اسمبل کئے جائیں۔ انہیں وہ ساری سہولتیں provide کی جائیں جس سے ہم مختلف اقسام کے موبائل بنا سکیں۔ اس وقت ہمارا جو 200۔ارب روپے وطن سے باہر جا رہا ہے ہم اس کو روک سکیں۔ اگر ہم اس کو بنائیں گے تو۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب چیئرمین! اگر ہم اسے بنائیں گے تو اس پر بہت زیادہ خرچ نہیں آئے گا اگر دو، اڑھائی ارب روپے کی investment کر کے ایسی Pak Industry لگائی جائے جو موبائل manufacturing کے لئے کام کرے تو اس سے ہم اپنے وطن، اپنے لئے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے کثیر زرمبادلہ بچا سکتے ہیں۔ میری ایک اور تجویز ہے جیسے میرے بھائی نے بھی مجھ سے پہلے کہا کہ شہر بڑے بے ہنگم طریقے سے بڑھتے جا رہے ہیں، جس ڈیلر کا جہاں دل چاہتا ہے وہاں دس بیس ایکڑ زمین خرید کر ایک کالونی بنا دیتا ہے جب وہ ہاؤسنگ کالونی بناتا ہے تو اس کے سیوریج کا pressure پہلے existent سیوریج پر آتا ہے۔ ان کی پانی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے جب پہلے پانی سے پانی لیتے ہیں تو جو اس سے پہلے پانی لے رہے ہوتے ہیں ان کا بھی ختم ہو جاتا ہے لہذا میری تجویز ہے کہ شہری حدود کا تعین کیا جائے، پورے پنجاب کے اندر ہماری سبزی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے زمینیں بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہیں۔ ہماری agro based economy ہے، اس لئے اسی بجٹ کے اندر اس بڑھتے ہوئے بے ہنگم شہروں کی حدود کا تعین کیا جائے تاکہ مزید ہاؤسنگ کالونیاں نہ بن سکیں اور لوگ پہلی existent کالونیوں میں رہائش کی ضروریات پوری کر سکیں۔ میری استدعا ہے کہ اس کے لئے قانون سازی بھی کی جائے اور بجٹ کے اندر بھی ان معاملات کو حل کرنے کے لئے پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میری آخری تجویز ہے کہ پنجاب کا بالعموم اور لاہور کا بالخصوص واٹر لیول نیچے سے بڑی تیزی سے گرتا جا رہا ہے جتنی بھی رپورٹیں آئی ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہم جو زیر زمین میٹھا پانی نکال کر پیتے ہیں وہ ہر سال تین سے چار فٹ نیچے گرتا جا رہا ہے۔ اس کے لئے کوئی بڑا منصوبہ شروع کیا جائے تاکہ ہمارا واٹر لیول گرنے سے روکا جا سکے۔ ہمارے ڈکٹیٹر پنجاب کے دریا بیچ چکے ہیں، تین بیچ گئے ہیں اور دو پر انڈیا نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ اگر ہم نے اس کا کوئی تدارک نہ کیا تو sewerage water کی mixing کی complaints تو پہلے ہی بہت زیادہ ہیں اور یہ میٹھا پانی بھی ہمیں نایاب ہو جائے گا اس لئے اس کے لئے فوری طور پر کوئی ایسی جھیلیں بنائی جائیں تاکہ ہمارا جو واٹر لیول نیچے گر رہا ہے اسے روکا جا سکے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اگلے مکرر جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں تقریر سے پہلے اپنے بھائی نوید انجم صاحب کی تصحیح کر دوں کہ انڈیا کے ساتھ ہمارا جو Indus Water Treaty Water Accord ہے،

اس نے ہمارے لئے پانی کو بچایا ہے، اب being upper riparian وہ سارے دریا لے سکتے تھے اور ہم نے negotiate کر کے تین دریا لئے ہیں۔ انڈیا کے ہی دیئے گئے پیسے کے ساتھ ہم نے تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم اور لنک کینالز کا نیٹ ورک بنایا ہے جس کی وجہ سے ہمارا قابل استعمال پانی دگنا ہوا ہے۔ پانی بہہ جایا کرتا تھا، یہ تربیلا اور منگلا ڈیم اسی Indus Water Treaty کے ہی حصے سے بنے ہیں اور یہ جو لنک کینالز بنی ہیں جو کہ پاکستان کے ساؤتھ پنجاب کے بہاولپور اور سارے علاقوں میں پانی لے کر جاتی ہیں جس میں چشمہ جہلم لنک کینال سب سے بڑی نہر ہے جو کہ بیس ہزار کیوسک لے کر جاتی ہے۔ یہ اسی معاہدے کی صورت میں بنے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بجٹ کتنی اہم چیز ہے اور ہم نے اس کے لئے اپنی financial منصوبہ بندی کیسے کرنی ہے۔ بہت ساری باتیں ہو چکیں اور بہت ساری باتیں میرے دوست کریں گے لیکن ایک چیز جو میں نے پچھلے بجٹ کی تقریر میں بھی گزارش کی تھی وہ پھر دوبارہ آپ کے سامنے عرض کروں گا وہ ہے ہمارے صوبے کی growing debt crisis اس وقت ہمارے صوبے اور ہمارے ملک پر قرضوں کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے اور جب قرضے بڑھتے جاتے ہیں تو وہ اپنی ہی ایک life farm لے لیتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو feed کرنے کے لئے آپ کو اور قرضے لینے پر مجبور کرتے رہتے ہیں اور ہم ایک never ending cycle کے اندر پھنس جاتے ہیں اور قرضوں پر قرضے لیتے جاتے ہیں کیونکہ ہم نے پرانے قرضوں کے سود اتارنے ہیں، ہم نے پرانے قرضوں کی قسطیں اتارنی ہیں اس لئے ہم مزید قرضے لیتے ہیں۔ اگر مجھے صحیح نمبر یاد آ رہے ہیں تو پچھلے سال کی جو ہمارے بجٹ کی سٹیٹمنٹ تھی اس کے مطابق 492 بلین روپے کا پنجاب کا debt تھا اور اس کے بعد پہلی سہ ماہی کے اندر سٹیٹ بنک کا figures تھا کہ ہم نے 42 بلین روپے کا مزید overdraft لے لیا ہے۔ مزید overdraft کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنے debt کو بڑھا لیا ہے۔ اس وقت اندازاً تقریباً 500،515۔ ارب روپے کا پنجاب پر debt ہے۔ ہم نے پچھلے سال اپنی debt management کے لئے 52 بلین روپے رکھے تھے یہ میرے نمبر نہیں بلکہ پچھلے بجٹ کے document کے نمبر کہتے ہیں۔ اگر ہم نے اس سال مزید قرضے لے لئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا debt مزید بڑھ گیا ہے۔ ہم سب کو یہ شوق ہوتا ہے، اس میں، میں بھی شامل ہوں اور کسی پر اعتراض کرنا مقصد نہیں ہے کہ میرے نام کی تختیاں لگی ہوئی ہوں کہ میں نے یہ والا منصوبہ بنا دیا ہے اور یہ والا بنا دیا ہے۔ ہم نئے منصوبے بنانے کی دوڑ میں یہ بھول جاتے ہیں کہ ان منصوبوں کا خرچہ کہاں سے آئے گا، ہم

ان کے لئے پیسے کہاں سے لائیں گے ؟ اور کیا وہ wise financial decisions ہیں بھی ہیں کہ نہیں ؟ اور ان نئے منصوبوں کی دوڑ کے اندر ہمارا جو پرانا infrastructure ہے اس کی maintenance کو بھول جاتے ہیں اور ہم سب جو دیہات کے ممبران یہاں بیٹھے ہیں ہم سب کو پتا ہے کہ کس طرح ہماری farm to market roads اتنے عرصے کے اندر تباہ ہو گئی ہیں لیکن ان کی maintenance کے لئے ضلعی حکومتوں نے کچھ کیا اب تو ضلعی حکومتوں کے پاس اختیارات ہی کوئی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے لئے پنجاب کی طرف سے کچھ کیا گیا ہے۔ ایک crude سی مثال دیتے ہیں کہ اگے دوڑ تے پچھے چوڑ، آگے بھاگتے جا رہے ہیں، نئے نئے منصوبے اور بڑے بڑے high profile چیزوں پر جا رہے ہیں لیکن زندگی کی جو بنیادی ضروریات ہیں ان سے اس وقت صحیح انصاف نہیں کر رہے۔

جناب چیئرمین! میں اس بات میں بڑا formally believe کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کی اکانومی ایک agriculture based economy ہے اور جب تک ہم agriculture کے لئے کچھ نہیں کریں گے تو ہمارے ملک کی اکانومی کہیں نہیں جائے گی۔ یہ صرف ہماری بات نہیں ہے بلکہ فرانس جو کہ دنیا کا اتنا ترقی یافتہ ملک ہے اس کی بھی agriculture based economy ہے، ہالینڈ بھی اپنے پھولوں سے جتنے پیسے کما لیتا ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے، وہاں سے جمبو جیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں اور ساری دنیا میں ان کے tulips لے کر جاتے ہیں۔ ہم اپنے agriculture sector کو اہمیت نہیں دیتے وہ ہمارے لئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے، agriculture sector کی بہتری کے لئے میری کچھ تجاویز ہیں کہ ہم کھاد بیج یہ چیزیں تو باہر سے منگواتے ہیں لیکن وہ چیزیں جو ہم یہاں پر خود پیدا کر سکتے ہیں پانی زراعت کی سب سے اہم ضرورت ہے اور آہستہ آہستہ پاکستان ایک water deficient ملک بنتا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس جو محدود پانی ہے اس کا بہتر استعمال ہمارے لئے لازم ہے اور میں پچھلے کئی سالوں سے گزارش کر رہا ہوں اور اس پر تھوڑی تھوڑی رقمیں بھی رکھی جاتی ہیں کہ بہتر پانی کا استعمال ہو گا جب ہم اپنی canals کی lining کریں گے، جب ہم اپنی زمینوں کی laser leveling کریں گے اور جب ہم modern irrigation کی جو techniques ہیں یعنی ہم drip irrigation اور sprinkler system کے ساتھ irrigation کریں گے، جب ہم تھوڑے پانی کے ساتھ زیادہ رقبے کو سیراب کر سکیں گے تو ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑا advantage ہو گا۔

جناب چیئر مین! ہمارے کاشتکار کو سب سے بڑا مسئلہ اپنی productکی مارکیٹنگ کا ہوتا ہے، اگر اس بجٹ کے اندر اپنی ترجیحات کے اندر یہ چیز شامل کر لیں کہ ہم منڈیوں کو promoteکریں گے تاکہ farm سے منڈی تک کسان کا accessآسان بنائیں۔ میں سب کو ایک مثال دیتا ہوں جو میرے سامنے ہوئی تھی بات تھوڑی سی لمبی ہو جائے گی میرے دادا گاؤں میں بیٹھے تھے وہاں ہمارا لیموں کا درخت تھا انہوں نے وہ اتروائے اور نوکر کو بلایا، نوکر نے ایک ریڑھی بھر لی اور اسے کہا کہ جاؤ منڈی میں بیچ آؤ۔ نوکر جب واپس آیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ نہ بتاؤ کہ کتنے پیسوں کے بکے ہیں اب بازار جا کر انہی پیسوں سے لیموں لے کر آؤ۔ تو وہ لیموں جو گدھا گاڑی بھر کے گئے وہ منڈی کا چکر لگا کر واپس ایک لفافے میں آئے۔ منڈی میں کسان کی جو exploitationہے اس کی وجہ یہ ہے کہ منڈیوں کا access limitedہے۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! منڈیوں کا access limitedہے ، منڈیاں، ایگریکلچر، اجناس کی منڈیاں، commodities markets وہ ہمیں availableکرنے کی ضرورت ہے۔ میری ایک اور گزارش ہو گی کہ ہماری ایک معزز ممبر کسان کو interest free facilities, credit facilities دینے کے لئے بہت کام کر رہی ہیں کیونکہ کسان بے چارہ زرعی ترقیاتی اور آڑھتی کے سود کے cycle کے اندر پھنسا ہوا ہے۔ ہمیں کسان کو اس سے نکالنا ہے۔ اس صوبے کی تقریباً 60/70 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور جس کا ذریعہ معاش زمین کی پیداوار سے ہے۔ ہمیں ان کی زندگیاں آسان کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان کو جو بھی سہولتیں دے سکیں وہ ہمیں دینی چاہئیں۔ میں دیہی علاقے کا رہنے والا ہوں اور پچھلے کئی سالوں سے requestکر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب نے اس حوالے سے نشاندہی کی ہے اور میں بھی اسی کی نشاندہی کروں گا کہ اگر ہر یونین کونسل کے اندر ایک complexبنا دیا جائے جس میں یونین کونسل کا تھانہ، پٹوار خانہ، ہسپتال، بوائے ہائی سکول، گرلز ہائی سکول موجود ہو اور وہ سنٹر حکومت وقت کی نمائندگی کرے۔ لوگوں کو علم ہو کہ اگر ان کے حکومت پنجاب سے متعلق کوئی مسائل ہیں تو اس one window operation سے انہیں سہولت مل سکتی ہے۔ حکومت کا کام اپنے عوام کی زندگی کو آسان بنانا ہوتا ہے اور اسی کے لئے تمام حکومتیں کام کرتی ہیں۔ یہ سارا اتنا بڑا نظام اور بیوروکریسی کا setup عوام کو سہولتیں فراہم کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ ہم جو نئی سڑکیں، ہسپتال، سکول یا کالج بنا رہے ہیں یہ

صرف اسی ایک end goal کے لئے بنا رہے ہیں کہ لوگوں کی زندگی کو آسان کیا جائے اور ان کے لئے سہولتیں پیدا کی جائیں۔ دیہات کے سب لوگ تھانے، سکول، ہسپتال اور medical facility کے مناسب طور پر میسر نہ ہونے کی وجہ سے دربدر پھرتے رہتے ہیں تو ان کو سب سے زیادہ اپنی حکومت سے یہی شکایت ہوتی ہے کہ ان کو کوئی سہولت properly نہیں ملتی۔ جب ہمیں کوئی سہولت نہیں ملتی تو پھر ہمیں ٹیکس دینا بہت مشکل لگتا ہے کہ میں کس بات کا ٹیکس دوں، اس کے بدلے میں مجھے مل کیا رہا ہے؟ اگر حکومت انہیں سہولتیں دے گی تو ان سے ٹیکس لینا بھی آسان ہو گا۔ بجٹ کے اندر دو چیزیں ہوتی ہیں۔ آمدنی کہاں سے ہو گی اور خرچ کہاں پر کیا جائے گا؟ ہمیں اپنی آمدنی کے وسائل بڑھانے کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ اخراجات کے بارے میں تو ہم سب بھائی اور بہنیں یہاں پر بیٹھ کر بار بار یہ کہتے ہیں کہ میرے حلقے میں یہ سکول، کالج یا سڑک بنا دو لیکن ہمیں اس چیز پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم وہ آمدنی کہاں سے لائیں گے، وہ آمدنی کہاں سے ہو گی جس کو ہم خرچ کریں گے؟ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے بڑے شہر بجٹ کا اکثر حصہ لے جاتے ہیں تو ہمیں local big city کی بنیاد پر taxation کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ خرچ یہاں بڑے شہروں پر ہو رہا ہے۔ میں اگر لاہور میں رہ رہا ہوں اور لاہور کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہوں تو مجھے لاہور کی سہولتوں کا فائدہ اٹھانے کے عوض اضافی ٹیکس بھی دینا چاہئے۔ اگر میں راجن پور کے کسی چھوٹے سے گاؤں میں بیٹھا ہوا ہوں اور مجھے وہ سہولتیں نہیں مل رہیں جو کہ لاہور میں رہنے والے لوگوں کو مل رہی ہیں تو پھر میرے لئے ٹیکس دینا مشکل ہو گا اور میں tax evasion کی طرف جاؤں گا اور ٹیکس نہیں دوں گا۔ اس لئے سہولتوں کے ساتھ ساتھ ان کے لئے taxation بھی ہونی چاہئے۔ اگر ہم نے لاہور کے اندر رنگ روڈ کو finance کرنا ہے تو ہمارے لاہور کے بھائی اور بہنیں جو اس سے daily basis پر مستفید ہوں گے وہ اس کے لئے funds بھی generate کریں۔ ہمارے لوگوں کے دل بہت بڑے ہیں۔ ہمارے پاس سیالکوٹ کا ایئرپورٹ بہت بڑی مثال ہے، اسے وہاں کے لوگوں نے مل کر بنایا ہے۔ نشتر میڈیکل کالج اور ہسپتال ملتان کے لوگوں نے حکومت کے ساتھ contribute کر کے بنایا ہے۔ شوکت خانم ہسپتال ایک بہت بڑا ادارہ ہے جو کہ ہم لوگوں نے مل کر بنایا ہے۔ اگر credibility ہو گی تو ہمارے لوگ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے لوگ ٹیکس دیں گے اور اپنے اس ملک، صوبے اور شہر کو سنواریں گے۔ صرف ان کو یہ confidence دینے کی ضرورت ہے کہ یہ رقم تمہاری بہتری کے لئے اکٹھی کی جا رہی ہے اور تمھیں اس کے بدلے میں سہولتیں ملیں گی۔ بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئر مین! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئر مین! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں پبلک سروس کمیشن نے اسلامیات کے لیکچرار بھرتی کرنے کے لئے اشتہار دیا۔اس کے بعد ان امیدواروں کا تحریری امتحان ہوا۔اس امتحان میں غیر مسلم امیدواروں کو بھی کامیاب قرار دیا گیا ہے اور ان کے ناموں کے آگے non-Muslim لکھا بھی گیا ہے تو جو آدمی اسلامیات کو جانتا نہیں ہے وہ کس طریقے سے قرآن و حدیث پڑھائے گا؟ یہ مسلم امیدواروں کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں پچھلے اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی لیکن وہ lapse ہو گئی تھی۔ چونکہ ابھی ان لیکچرار کی بھرتی ہونی ہے لہذا ان امیدواروں کا مطالبہ ہے کہ ہمارے حقوق ہمیں دلوائے جائیں۔ میری درخواست ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: آپ اپنی وہ تحریک التوائے کار دوبارہ لے آئیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئر مین! میں نے وہ تحریک التوائے کار کل دوبارہ جمع کرا دی ہے۔آپ اس کو out of turn take up کرنے کے احکامات صادر فرمادیں۔

جناب چیئر مین: چلیں، اس کو کل دیکھ لیں گے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب چیئر مین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب چیئر مین! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے اور میرا حلقہ ضلع سرگودھا کی تحصیل سلانوالی ہے۔ میرے حلقے میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں۔ایک تو وہاں پر Mines and Minerals کی پہاڑیاں ہیں جس سے crushing materials پورے پنجاب میں supply کیا جاتا ہے۔اس سے پورے پنجاب میں تعمیراتی کام ہوتا ہے، عمارتیں اور سڑکیں بنتی ہیں۔ سال 2001 سے 2005 تک جب میں سلانوالی کا تحصیل ناظم تھا تو میں نے اس وقت Mines and Minerals کے سیکرٹری اور ڈی جی سے مل کر ان کو یہ تجویز دی تھی کہ آپ یہاں پر سڑکیں، ہسپتال، ٹراما سنٹر اور مزدوروں کے بچوں کے لئے کالج بنائیں تو انہوں نے اس وقت اس علاقے میں بڑی اچھی سڑکیں بنوائیں۔اس وقت ان سڑکوں کی مرمت ہونی والی ہے۔ میں

کئی دفعہ چیئرمین P&D، چیف سیکرٹری، اور Secretary Mines and Minerals سے مل چکا ہوں کہ آپ نے ان سڑکوں پر کروڑوں روپے خرچ کئے ہیں تو اب تھوڑے سے پیسے لگا کر ان کی مرمت ہو سکتی ہے لیکن تاحال اس طرف توجہ نہیں دی گئی۔ میں آپ اور اس ایوان کی وساطت سے حکومت پنجاب، محکمہ P&D اور محکمہ Mines and Minerals تک یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ لاکھوں روپے لگا کر کروڑوں روپے سے بننے والی ان سڑکوں کو بچایا جا سکتا ہے۔یہ سڑکیں Mines and Minerals کے funds سے بنائی گئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ سلانوالی میں جو handicraft کا کام ہو رہا ہے وہ پوری دنیا میں جا رہا ہے لیکن اس کو privilege دینے کے لئے حکومت پنجاب کوئی توجہ نہیں دے رہی تو اس لئے میری گزارش ہے کہ handicraft کو promote کرنے اور اس کو privilege دینے کے لئے حکومت پنجاب خصوصی اقدامات اٹھائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ یکم مارچ 2012 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

363

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم مارچ2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب، 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب، 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب، 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) پری بجٹ بحث

بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

365

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعرات، یکم مارچ2012

(یوم الخمیس، 7۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ
كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ‌ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ‌ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ
دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ
يَّـكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ‌ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ‌ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ
لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثٰلَ لِلنَّاسِ‌ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ
عَلِيۡمٌ ۙ‏ ﴿35﴾

سورۃ النُّور آیت35

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارہ ہے اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔(ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور اللہ نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے۔اور خدا ہر چیز سے واقف ہے(35)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ہم بھی اُن کے دیار جائیں گے
جائیں گے بار بار جائیں گے
اُن کے دَر پر نثار کرنے کو
لے کے اشکوں کے ہار جائیں گے
خاکِ طیبہ کی خاک ہونے کو
ہم بھی مستانہ وار جائیں گے
جس پہ دورِ خزاں نہیں آتا
دیکھنے وہ بہار جائیں گے
وہ ظہوری عجب سماں ہو گا
جب سرِ کوئے یار جائیں گے

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ دو نو منتخب ممبران میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا، پی پی۔18 اور جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی، پی پی۔44 حلف لینے کے لئے ایوان میں موجود ہیں۔ میں اُن سے کہتا ہوں کہ حلف لینے کے لئے اپنی اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں۔ اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا اور
جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی نے حلف لیا)

جناب سپیکر: آپ کو اس House کے تمام ممبران اور میری طرف سے مبارک ہو۔ اب آپ دستخط کرنے کے لئے یہاں تشریف لائیں گے اور حلف رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں گے۔

(اس مرحلہ پر میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا، ایم پی اے اور
جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی، ایم پی اے نے حلف رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائے)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آرکیالوجی و سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آرکیالوجی و سیاحت (رانا محمد ارشد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور ہم عوامی نمائندے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں عوام پر مہنگائی کا جو پٹرول بم آسمان سے گرایا گیا ہے میں اس کا ذمہ دار وفاقی حکومت کو سمجھتا ہوں اور اسے چاہئے کہ وہ عوامی issues کو resolve کرے اور جس طرح انہوں نے پٹرول، ڈیزل اور دیگر مصنوعات مہنگی کی ہیں تو اس سے عوام بے حد متاثر ہوں گے۔۔۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کی معزز ممبران اسمبلی محترمہ ساجدہ میر، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار اور محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑی ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگیں)

جناب سپیکر: جی، نہیں پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اور آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں اور ایسا نہ کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پنجاب میں کون سی دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آرکیالوجی و سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں کم ہو رہی ہیں لیکن پاکستانی عوام پر قیمتوں میں اضافہ کر کے بوجھ کیوں ڈالا جا رہا ہے اور عوام کا کیا قصور ہے؟ یہ ہمیں جمہوریت سکھاتے ہیں لیکن یہ عوامی issue ہے۔ میں عوام کے ووٹ لے کر آیا ہوں اس لئے میں نے یہ بات کرنی ہے کہ یہ پاکستانی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس حوالے سے کوئی لکھ کر لائیں ایسے بات نہیں بنے گی اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اتنا اہم issue ہے اس لئے اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے۔ وفاقی حکومت عوام کے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہے اور کیا پٹرول بم گرا کر ان کے منہ سے روٹی کا نوالہ بھی چھیننا چاہتی ہے؟ یہ عمل پاکستانی عوام کے ساتھ چور مچائے شور والی بات ہے۔ یہ پاکستانی قوم کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے اور اب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سب کو بعد میں موقع دوں گا اس وقت آپ ضرور بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر انہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا ہے تو ہمیں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: پہلے نئے ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا جائے اس کے بعد آپ کو بھی ضرور موقع دیا جائے گا اور آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر ہمیں پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کرنے دی جائے گی تو ہم واک آؤٹ کریں گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی مرضی ہے اس طرح سے ایوان کی کارروائی نہیں چلے گی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور محترمہ رفعت سلطانہ ڈار ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: اب میں نئے منتخب ہونے والے معزز ممبران اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ملک محمد اعظم خان گھیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا بے حد مشکور ہوں جس کی خاص مہربانی سے میں آج ممبر صوبائی اسمبلی منتخب ہوا۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت میاں محمد نواز شریف، لیڈر آف دی ہاؤس میاں محمد شہباز شریف اور چودھری نثار علی خان کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ میں یہاں پر اپنے حلقہ کے عوام کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میرے خاندان پر ہمیشہ اعتماد کیا۔ مجھ سے پہلے میرے دادا نوابزادہ سرفراز حسین خان کو اسی ایوان کا ممبر منتخب کیا اور 1970 کے الیکشن میں میرے چچا نوابزادہ ملک فتح خان کو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اسی ایوان کا ممبر منتخب کیا۔ اس کے بعد میرے بڑے بھائی ملک عطا محمد خان کو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ پر منتخب کیا گیا اور آج میرے بھائی چودھری شیر علی خان اور ملک اعتبار خان کی کاوشوں کی بدولت مجھے پارٹی کی نمائندگی کرنے کا اور اپنے حلقہ کے عوام کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں آخر میں قیادت کو یہ مبارکباد پیش کروں گا کہ 2008 کے الیکشن میں میرے حلقے کی غلطی تھی کہ انہوں نے صوبائی سیٹ پر پی پی پی کو اور قومی سیٹ پر چودھری پرویز الٰہی کو منتخب کیا لیکن آج مجھے منتخب کر کے اس غلطی کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، روکھڑی صاحب!

جناب عادل عبداللہ خان روکھڑی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر اور قابل احترام ممبر حضرات! السلام علیکم۔ میں سب سے پہلے تو خدا کا شکر ادا کروں گا کہ اتنی کم عمر میں مجھے الیکشن میں کامیاب کیا اور پھر میں میاں نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بھی شکر گزار ہوں

کہ انہوں نے مجھے اپنی پارٹی کا حصہ بنایا۔ مجھے بڑا فخر ہے کہ جس طرح میرے باپ دادا مسلم لیگی تھے اور آج میں بھی ایک مسلم لیگی ہوں۔ میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ کے عوام نے مجھ سے جو expect کیا ہے تو میں ان کی expectations پر پورا اتروں گا اور انشاء اللہ ان کی آواز کو اسمبلی تک پہنچاؤں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی محمد اسحاق صاحب! ہماری دو بہنیں ناراض ہو کر گئی ہیں انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے آپ ان کو منا کر لائیں۔

حاجی محمد اسحاق: جناب سپیکر! آپ کے حکم کی بجا آوری کروں گا لیکن رانا ارشد صاحب کو بھی چاہئے کہ وہ فضولیات کی باتیں نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کے ساتھ جو کچھ کر لیا ہے وہ آپ نے سن لیا ہو گا۔

حاجی محمد اسحاق: شکریہ

اعلان

سینیٹ کے انتخاب کے حوالے سے اعلان

جناب سپیکر: سینیٹ کے انتخاب کے حوالے سے اعلان ہے۔ جیسا کہ کل بھی اعلان کیا گیا تھا کہ سینیٹ کی جنرل نشستوں کے لئے انتخاب کل یعنی جمعۃ المبارک 2۔ مارچ 2012 کو ہو گا۔ پولنگ اسمبلی بلڈنگ کے کمیٹی روم (بی) میں صبح 9 بجے سے شام 4 بجے تک بلا تعطل جاری رہے گی۔ الیکشن میں ووٹ ڈالنے کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ سے جاری کردہ شناختی کارڈ لازمی ہے لہذا تمام معزز ممبران کے لئے گزارش ہے کہ وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ شناختی کارڈ ساتھ لائیں۔ اگر کسی معزز ممبر کے پاس کارڈ موجود نہیں ہے تو وہ فوری طور پر اسمبلی سیکرٹریٹ کی سکیورٹی برانچ سے شناختی کارڈ جاری کروا لے۔ پولنگ بوتھ یعنی کمیٹی روم (بی) میں موبائل فون لے جانے کی مکمل پابندی ہے۔ معزز ممبران اپنا موبائل فون ایوان کی دائیں لابی کے باہر حاضری پر مقرر افسران کے پاس جمع کروائیں گے اور ووٹ ڈالنے کے بعد واپس وصول کر لیں گے۔ مزید یہ کہ پولنگ والے دن معزز ممبران اور candidates کے علاوہ کسی بھی شخص کو بشمول وزراء کرام کے ذاتی عملے کے کسی ممبر یا مہمان کو بلڈنگ میں داخلے کی اجازت نہ ہو گی۔ میری جانب سے کل آپ کو دوپہر کا لنچ ہو گا۔ اعلان ختم ہوا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار اور محترمہ ساجدہ میر واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئیں)

MR SPEAKER: Welcome back.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی دعوت میں کون کون شامل ہوں گے؟

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اسمبلی کے تمام ممبران شامل ہیں۔ میں نے کسی ایک کے لئے نہیں کیا۔ آبپاشی سے متعلقہ سوالات اور ان کے جوابات۔ پہلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 6245 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔نہروں، راجباہوں میں سیوریج کا پانی ڈالنے کی تفصیلات

*6245: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں نہروں، راجباہوں میں سیوریج کا پانی غیر قانونی طور پر ڈالا جا رہا ہے جس سے انسانوں، مویشیوں اور فصلوں پر انتہائی مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سر والا راجباہ اور ڈھڈی والا راجباہ فیصل آباد جو کہ شہر کے اندر سے گزرتے ہیں اور دیہی علاقوں کی فصلات کو بھی سیراب کرتے ہیں، میں کئی مقامات پر غیر قانونی طور پر سیوریج کا گندا پانی ڈالا جا رہا ہے؟

(ج) اس غیر قانونی فعل کو روکنے کے لئے متعلقہ محکمہ نے سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور اب تک کتنے چالان کئے گئے، تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) فیصل آباد اندرون شہر سے گزرنے والی دو نہریں (راجباہ ڈھڈی اور راجباہ ٹل) والی میں گلی محلوں اور واسا کا پانی پڑتا ہے جس کے نکاس کی ذمہ داری تحصیل میونسپل ایجنسی اور واسا فیصل آباد کی ہے۔

(ب) راجباہ سروالا، اور راجباہ ڈھڈی والا جو کہ اندرون شہر اور مضافات سے گزرتے ہیں دیہی علاقوں کے رقبہ جات کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ صرف راجباہ ڈھڈی والا میں گھروں کی نالیوں اور واسا کا پانی پڑتا ہے۔ جس کی نکاسی کی ذمہ داری محکمہ نہر کی نہ ہے اور فیصل آباد واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی (واسا) نے راجباہ سروالا کے ساتھ ساتھ علیٰحدہ سیور لائن ڈال دی ہے اور واسا کا پانی راجباہ سروالا میں نہیں ڈالا جاتا ہے۔

(ج) راجباہ ڈھڈی والا اور ٹل والا پر تاحال واسا فیصل آباد نے گندے پانی کی نکاسی کا خاطر خواہ بندوبست نہ کیا ہے مزید یہ کہ تمام راجباہ جات سال 09-2008 اور 10-2009 میں پیڈا کے نظام کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ تھے۔ واسا اور میونسپل ایجنسی کو بار بار refer کر رہے ہیں کہ وہ اس کا بہتر انتظام کریں تاکہ آئندہ سیوریج کا پانی ٹل والا مائنر اور ڈھڈی والا مائنر میں بند کیا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ فیصل آباد میں نہروں اور راجباہوں میں سیوریج کا پانی غیر قانونی طور پر ڈالا جا رہا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ پانی کی ذمہ داری تحصیل میونسپل ایجنسی اور واسا فیصل آباد کی ہے جبکہ پوچھا یہ گیا تھا کہ غیر قانونی طور پر سیوریج کا پانی ڈالا جا رہا ہے یا نہیں؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے تحت وہ کون سی شق ہے جس کے تحت ان کو اجازت دی گئی؟ انہوں نے آگے یہ بتایا ہے کہ یہ سارا نظام PIDA Act کے تحت چل رہا ہے۔ کیا کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے ہوتے ہوئے PIDA Act آنے سے کیا

PIDA Actاس پر حاوی ہو جائے گا یا کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ پر ہی عملدرآمد ہو گا۔ اس کے جرمانے کی سزا کیا ہے، کیوں غیر قانونی طور پر ان کو اجازت دی گئی اور اجازت کس قانون کے تحت دی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہوں نے ایک ہی سوال میں کئی سوال پوچھے ہیں۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ ایک ٹل والا مائنر ہے، دوسرا سر والا اور تیسرا ڈھڈی والا ہے۔ یہ تین مائنر کے بارے میں سوال پوچھا گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہم نے کارروائی کرائی اور 3۔ فروری کو چیف انجینئرز کی آپس میں میٹنگ کرائی گئی جس کے بعد ان کو سختی سے ختم کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ ٹل والا مائنر پر تین پمپ تھے لیکن بارش سے مکمل طور پرdiscontinue ہو گئے ہیں اور ان کو بند کر دیا گیا ہے۔ دوسرا سر والا مائنر تھا اس میں کوئی سیوریج کا پانی نہر میں نہیں آ رہا ہے۔ تیسرا ڈھڈی والا ہے۔ یہ تین مائنر ہیں جو فیصل آباد سے گزرتے ہیں جن کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ سیوریج کا پانی کینال میں جاتا ہے۔ دو کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے، واسا کو سختی سے ہدایات دی گئی ہیں اور notice بھی دیئے گئے ہیں۔ اب ڈھڈی والا میں واسا نے اپنا موقف دیا ہے کہ ہم وہاں پر ٹرنک سیور ڈال رہے ہیں اور اس پر چالیس کروڑ روپے لاگت آ رہی ہے۔ یہ سیوریج آٹھ کلو میٹر پر ڈالے گئے۔ چھ ماہ کے بعد یہ کام شروع کر دے گا اور اس کوdiscontinue کر دیں گے۔ جہاں تک پوچھا گیا کہ کون سی دفعہ لاگو ہوتی ہے تو کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ 1873 کی دفعہ 70 کے تحت کارروائی ہوتی ہے۔ میرے پاس ایکٹ کی کتاب بھی ہے، میں وہ پڑھ کر سنا بھی دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر سنائیں یا نہ سنائیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ۔۔۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اُدھر ہی آ رہا ہوں۔ اس ایکٹ کے مطابق پانی نہیں ڈالا جا سکتا۔ انہوں نے سزا بھی پوچھی ہے تو اس کی سزا پندرہ ہزار روپے جرمانہ اور ایک سال قید ہے۔ چونکہ محکمہ آبپاشی بھی ایک سرکاری محکمہ ہے اور واساF.D.A کےunder کام کرتا ہے وہ بھی ایک محکمہ ہے۔ ان کو باقاعدہnotice دیئے گئے ہیں اور یقین دہانی کرائی ہے کہ جو میں نے دو مائنر بتائیں ہیں وہاں سیوریج کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر صرف چند آبادیاں ہیں جہاں پر نالیوں اور گلیوں کا پانی ڈھڈی والا راجباہ میں آ رہا ہے۔ اس میں ایک کوٹ عمر فاروق ہے، عثمان ٹاؤن ہے، محمد علی ٹاؤن ہے اور چک 214 اور 215 کا پانی آ رہا ہے۔ آبادی میں کوئیdisposal کا انتظام نہ تھا۔ ٹی ایم او کوnotice دے دیئے گئے ہیں اور یہ جلد ہی انشاء اللہ تعالیٰdiscontinue ہو جائے گا۔ ہر جگہ محکمہ نے ہدایت کر دی ہے کہ جہاں

کہیں بھی سیوریج کا پانی نہر میں جارہا ہے اس کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جائے۔ میں نے متلقہ افسران کو شوکاز نوٹس بھی جاری کر دیئے ہیں اور جو انہوں نے بند کئے ہیں۔اس حوالہ سے میں نے چیف انجینئر سے سرٹیفکیٹ بھی منگوالیا ہے کہ وہاں پر سیوریج کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے اس پر یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ PIDA Act پر حاوی ہے یا PIDA Act اس پر حاوی ہے؟ انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا کیونکہ انہوں نے بتایا کہ PIDA Act کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ ہی حاوی ہے۔اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ وہ منتخب لوگ ہوتے ہیں اگر انہوں نے کوئی کارروائی نہیں کی تو ڈیپارٹمنٹ کارروائی کرے گا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کینال ایکٹ حاوی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اب انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ محکمہ اس پر کارروائی کرے گا اور انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ کینال اینڈ ڈرینیج ایکٹ کی دفعہ 70 کے تحت پندرہ ہزار روپے جرمانہ اور ایک سال کی سزا ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دونوں سرکاری محکمے ہیں تو کیا ایک سرکاری محکمہ کا دوسرے سرکاری محکمے پر قانون لاگو نہیں ہوتا، کیا وہ قانون سے آزاد ہوتے ہیں، کیا وہ قانون پر عملدرآمد کرنے کے پابند نہیں ہیں؟ اس پر محکمہ سے اجازت بھی نہیں لی گئی۔آج جب سوال پوچھا گیا تو انہوں نے یہ کارروائی کی ہے۔انہوں نے بحیثیت وزیر اس سے پہلے اس پر عملدرآمد کیوں نہیں کرایا، کیا ایک محکمہ کا دوسرے محکمہ پر قانون حاوی نہیں ہے اور قانون پر عملدرآمد کے لئے اس پر پابندی نہیں ہے اس کی وضاحت کی جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اس کی تفصیل بتائی ہے۔ چیمہ صاحب بھی پچھلے دور میں آبپاشی کے وزیر رہے ہیں اور یہ اُس وقت سے چل رہے تھے ہم نے تو بند کرا دیئے ہیں۔ میرے پاس سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر: وہ سرٹیفکیٹ لے کر بیٹھے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ سرٹیفکیٹ آ چکا ہے کہ وہ بند ہو چکے ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ وہ بند ہو گئے ہیں۔ اگر جواب پڑھیں تو انہوں نے سوال کی جز (ج) میں کہا ہے کہ 10-2009 میں پیڈا کے نظام کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ تھے، واسا اور میونسپل ایجنسی کو بار بار refer کر رہے ہیں کہ وہ اس کا بہتر انتظام کریں تاکہ آئندہ سیوریج کا پانی ٹل والا مائنر اور ڈھڈی والا مائنر میں نہ ڈالا جائے یعنی انہوں نے جز (ج) میں تو اسے تسلیم ہی نہیں کیا اور اب یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے قانون کے تحت انہیں اجازت دی ہے۔ کیا یہ محکمہ واسا اور تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو جرمانہ کریں گے یا ان کے ذمہ داران کو جو سزا ہوئی ہے، اس پر عملدرآمد کریں گے جو کہ قانونی طور پر کینال Canal and Drainage Act کے تحت بنتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ ایک جگہ نہیں ہے، لاہور میں بھی ایسے ہی تھا اور ہر جگہ پر قانونی کارروائی جاری ہے۔ یہ کیس پہلے سے چل رہے تھے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاری ہے۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ واسا بھی ایک سرکاری ادارہ ہے اور TMA بھی ایک سرکاری ادارہ ہے کیونکہ جہاں پر بڑے بڑے شہر ہیں وہاں پر آبادیاں بڑھی ہیں اور وہاں پر نکاسی آب کے لئے کروڑوں روپے درکار ہوتے ہیں۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ ابھی چالیس کروڑ روپے کی لاگت سے وہاں پر سیوریج لائن بچھائی جا رہی ہے۔ اب پورے فیصل آباد میں کسی نہر میں سیوریج کا پانی نہیں ڈالا جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب! ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ 09-2008 اور 2010 میں پیڈا نظام کے تحت تمام معاملات منتخب شدہ کسان تنظیموں کے ذمہ تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب بتائیں کہ دونوں نہروں کے 09-2008 اور 2010 میں کسان تنظیموں کے صدر کون تھے؟

جناب سپیکر: جی، یہ تو آپ کا سوال بنتا ہی نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کی بات ہو رہی ہے اور مختلف نہروں کے مختلف چیئرمین ہوتے ہیں۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں سوال کا جواب غلط ہے، اس وقت یہ تنظیمیں موجود نہیں تھیں اور انہوں نے سارا بوجھ صرف کسان تنظیموں پر ڈال دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دونوں نہروں کی تنظیموں کے صدور کے نام بتائے جائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ محکمے کی غلطی سے سوال میں تھوڑی سی confusion create ہوئی ہے اور میں نے یہ correct کروادی ہے۔ جس طرح معزز ممبر نے کہا ہے کہ کینال سسٹم میں سرکل پر جو F.O ہوتے ہیں وہ F.O پورے پنجاب کے ہیں لیکن میں نے یہ کہا ہے کہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ کام محکمہ نے کرنا تھا اور محکمہ کروا رہا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ تھا کہ ان دونوں نہروں ڈھڈی والا اور راجباہ سروالا کی F.O کے President کون تھے اگر وہاں تنظیمیں موجود تھیں لیکن میرے خیال میں اس وقت یہ تنظیمیں موجود نہیں تھیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پہلے موجود تھیں لیکن ابھی وہاں پر نہیں ہیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ابھی تو موجود ہیں لیکن اُس وقت یہ تنظیمیں نہیں تھیں۔ یہ جواب غلط ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ اس کی انکوائری کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے انکوائری کروالیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ سوال یہ ہے کہ کیا وزیر آبپاشی یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ان متذکرہ نہروں میں سیوریج کا پانی 2008 کے بعد سے ڈالا جا رہا ہے یا پہلے سے ڈالا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس بارے میں پہلے بتا دیا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پہلے سے پانی ڈالا جا رہا تھا اور ہم تو اسے بند کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6311 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں بھرتی کی تفصیلات

*6311: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں MSc اور Ph.D افراد کو ہی بھرتی کیا جاتا ہے؟

(ب) متذکرہ ادارے میں کل کتنے افراد M.Sc/Ph.D بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ج) متذکرہ ادارے میں کل کتنے افراد میٹرک پاس اور ایف ایس سی بھرتی کئے گئے ہیں یا کام کر رہے ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ سروس رولز کے تحت ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی سے کم کوالیفکیشن کے افراد بھی بھرتی کئے جا سکتے ہیں تاہم ریسرچ افسران کی براہ راست میرٹ پر بھرتی کے لئے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی یا سول انجینئرنگ ہونا ضروری ہے۔

(ب) اس ادارے میں دو پی ایچ ڈی اور 29 ایم ایس سی آفیسر کام کر رہے ہیں۔

(ج) متذکرہ ادارے میں میٹرک پاس اور ایف ایس سی پاس بھرتی افراد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تعلیمی قابلیت	تعداد افراد
میٹرک	73
ایف اے/ایف ایس سی	17

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے چھوٹا سا سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت کتنے ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں، مجھے مختصراً پہلے ان کی تعداد بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال تو ان ملازمین کے بارے میں تھا کہ M.Sc اور Ph.D کتنے تعینات تھے لیکن یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ 1924 میں قائم کیا گیا تھا اور اس کے دو کام Hydraulic اور دوسرا۔۔۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مجھے مختصراً صرف یہ جواب دلوادیں کہ اس وقت کتنے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ بتا رہا ہوں کہ اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ایک شعبہ Hydraulic کے تحت دریاؤں، بیراجوں، پُلوں اور بند کے ماڈل اور ڈیزائن بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ غازی بروتھا ہائیڈرل پاور پراجیکٹ، قادر آباد پراجیکٹ، مرالہ رسول بیراج، تربیلا ڈیم اور منگلا ڈیم کی model study بھی اسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ ٹھوکر نیاز بیگ میں ہے اس کا شعبہ fesses 1954 میں شروع ہوا۔ اس کے دو شعبہ جات لاہور اور نندی پور میں ہیں لیکن اس وقت وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے تعداد پوچھی تھی لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے لاہور اور نندی پور کے بارے میں بتا دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! مجھے figure میں بتا دیں کہ کتنی تعداد ہے تاکہ مجھے کچھ سمجھ آجائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو انسٹیٹیوٹ کی تعداد بتا دیں کہ کتنی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ہیڈ آفس کا دفتر main سیکرٹریٹ میں اریگیشن کے دفتر میں ہے۔ اس کا نندی پور اور ٹھوکر نیاز بیگ میں بھی چھوٹا سا ریسرچ سنٹر ہے، اس کے دو function hydraulic اور phases ہیں، ان کے ذمہ جو کام ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اور میں نے بتا بھی دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ ٹھوکر نیاز بیگ پر واقع ریسرچ سنٹر کو کیوں بند کیا جارہا ہے؟ میرا سوال یقیناً افسران کے متعلقہ تھا اور اگر ریسرچ سنٹر کو بند نہیں کیا گیا تو وہاں پر کون کون سے منصوبے اس وقت جاری ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریسرچ انسٹیٹیوٹ ایک پورا ادارہ ہے، جو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہا ہے۔ ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک چھوٹا سا سٹیشن تھا جس کے کچھ علاقے میں اریگیشن کی کالونی تعمیر ہوئی ہے، وہاں پر بلڈنگ موجود ہے اور سٹاف کا تھوڑا عملہ بھی موجود ہے۔ جب سیلاب آتے ہیں اور کٹاؤ ہوتا ہے تو اُن پر ریسرچ Study Research Centre میں ہوتی ہے، جہاں پر فوری کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر یہ کام کرتے ہیں۔ اس کے متعلق definitely یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ کتنے کام ہو رہے ہیں لیکن ریسرچ کے جتنے بھی کام ہوتے ہیں اس میں پہلے model study ہوتی ہے اور research study ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ہوتی ہے۔ اس کا ہیڈ آفس اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہے، اس ریسرچ سنٹر کو بند نہیں کر رہے بلکہ اس پراجیکٹ کے لئے کچھ فنڈز کا مسئلہ ہے لیکن وہ کام کر رہا ہے اور functional ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال اُدھر سے آرہا ہے جب آپ کی طرف سے آئے گا تو پھر آپ کو موقع دیں گے۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میری اطلاع کے مطابق اس ریسرچ سنٹر میں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ضمنی سوال کرنا کسی بھی معزز ممبر کا استحقاق ہوتا ہے وہ کسی طرف سے بھی ضمنی سوال کر سکتا ہے۔ آپ نے کہا کہ سوال اس طرف کا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ایڈوائزری کمیٹی میں نہیں ہوتے تو میں کیا کروں؟ مجھے آپ پر افسوس ہی ہو سکتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ ٹھیک ہے میں کمیٹی میں نہیں ہوتا، آپ کے والد بھی اس House میں رہے ہیں اور میں بھی اس وقت موجود تھا مگر جو House practice میں چلتی رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! دیکھیں، جب کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو اس میں سارا کچھ consider کیا جاتا ہے۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر کمیٹی میں دو تین ممبران پورے House کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو یہ زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، پھر آپ ان کو Leader of the Opposition نہ بنائیں؟ یہ بہتر نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں ruling دے دوں گا، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کمیٹی rules کو violate نہیں کر سکتی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، rules کو violate نہیں کرتی ہے لیکن یہ ہمارا متفقہ طور پر فیصلہ ہوا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کمیٹی House کے اختیارات کو کم نہیں کر سکتی۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ابھی اس پر ruling دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ruling دینے کا پابند نہیں ہوں۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! House کے اختیارات کم کرنے والی ایڈوائزری کمیٹی کون ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے ساتھ تکرار نہ کریں، آپ بزرگوں کی جگہ پر ہیں اور میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، جس طرح آپ کرتے ہیں تو اس سے میرا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں آپ کو ایسا کچھ کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا ایڈوائزری کمیٹی rules کو violate کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ اس پر اپنا فیصلہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر فیصلہ دیتا ہوں لیکن مجھے پہلے ان کی بات کا جواب لینے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ مہربانی کر کے اس طرح نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کمیٹی House کے اختیارات کو violate نہیں کر سکتی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ اپنی قیادت پر اعتماد نہیں کرتے؟ آپ لوگوں نے انہیں Leader of the Opposition کیوں بنایا ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! rules تو House کے violate ہو رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پھر اس کمیٹی میں خود جایا کریں، قائد حزب اختلاف کو کہیں کہ وہ نہ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: Rules کو معزز سپیکر بھی violate نہیں کر سکتا معزز Chair بھی نہیں کر سکتی، چیف منسٹر بھی نہیں کر سکتا اور قائد حزب اختلاف بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایڈوائزری کمیٹی کون ہوتی ہے؟ rules کو follow کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں rules کو follow کرتا ہوں۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میرے پاس رولز آف پروسیجر کی کتاب موجود ہے۔ آپ مجھے اس سلسلے میں rules بتا دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہیں میری بات اچھی نہیں لگتی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! اگر دوستوں کو میرے ضمنی سوال پر اعتراض ہے تو میں اپنے ضمنی سوال کا right اپنے دوستوں کو دے دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: ہمیں آپ کے ضمنی سوال پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ اسمبلی کا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: ضمنی سوال ایک ممبر کا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: ان کا بولنا حق ہے، جی، آپ ان سے بات نہ کریں۔ آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! پہلے تو آپ اجازت دے دیتے تھے۔

جناب سپیکر: مجھے ان کا سوال سننے دیں اس کے بعد میں دیکھوں گا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب والا! میرے سوال کے بعد یہ اپنا سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پوری دنیا کے اندر ریسرچ پر بہت زیادہ concentrate کیا جاتا ہے اور میری اطلاع کے مطابق محکمہ آبپاشی صوبے کا بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے۔

MR. SPEAKER: No cross talk.

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب والا! ریسرچ سنٹر کو ختم کر کے وہاں پر پتا نہیں کون کون سی بلڈنگیں کس کس کے لئے بنائی جارہی ہیں۔ ریسرچ سے متعلق جو پراجیکٹ چل رہے تھے ان کو بغیر کسی وجہ سے کیوں drop کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کی بات کا جواب دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کوئی ریسرچ انسٹیٹیوٹ بند نہیں کیا جارہا۔ محکمہ آبپاشی کا وہاں پر آفس ہے اور وہاں پر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کام کر رہا ہے۔ اس کے آگے نندی پور اس کا sub station ہے، ٹھوکر نیاز بیگ پر چھوٹا سا sub station ہے۔ اس کے علاوہ اس ادارے نے وہاں پر جو کام کیا ہے وہ بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ اس ادارے میں ایران، یمن، لیبیا کے پراجیکٹ کی بھی سٹڈی کی گئی ہے۔ یہ ریسرچ سنٹر زیر زمین پانی کی پوزیشن بتاتا ہے، اسی طرح ٹیوب ویل کے فلٹر کے ڈیزائن، آبپاشی کے طریقے اور اس کے علاوہ جتنے بھی ماڈل بنے ہیں پیسے غازی بروتھا پراجیکٹ بنا ہے، رسول پراجیکٹ بنا ہے تو ان سب کا اسی ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام ہو رہا ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ

اس ریسرچ کنسٹیٹیوٹ کو بند نہیں کیا جارہا بلکہ ایک ٹھوکر نیاز بیگ پر ایک یونٹ ہے جو کہ فنڈ کی وجہ سے اس وقت functional نہیں ہے وہاں پر بھی سٹاف موجود ہے اور ہر قسم کا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ ریسرچ سنٹر کی زمین ہے اس پر مزید کون سی بلڈنگیں بنائی جارہی ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے منصوبوں کو کیوں drop کر دیا گیا ہے اور وہاں پر بلڈنگ کس کے لئے اور کن کن مقاصد کے لئے تعمیر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ٹھوکر نیاز بیگ میں محکمہ نہر کا کافی بڑا کیمپس تھا اس کے پاس ہی ایک خالی پلاٹ تھا، حالات کے تحت نئی بلڈنگیں بھی بنتی ہیں، اس میں ردوبدل بھی ہوتا ہے اس میں کوئی انہونی بات نہیں ہے وہاں پر ایک سو کنال کا پلاٹ تھا آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں پر ایک فلائی اوور برج بھی بنا ہے کچھ زمین اس میں آگئی ہے اور کچھ محکمہ آبپاشی کے ملازمین کی رہائش کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ اس کی مین بلڈنگ اور مین آفس سیکرٹریٹ میں موجود ہے۔ نندی پور میں بھی موجود ہے، ٹھوکر پر بھی موجود ہے اسے بند کیا جارہا اور نہ ہی کسی اور محکمہ کو اس کی جگہ دی جارہی ہے۔ اگر کوئی سفید زمین جو فالتو پڑی ہوئی تھی وہاں پر اگر کوئی عمارتیں بنی ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کی عمارتیں بنی ہیں کسی اور کو وہ جگہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ میرا سوال آخر میں ہے آپ نے پہلے بھی مہربانی فرمائی تھی اور اب بھی فرمادیں کیونکہ یہ میرے حلقے کا معاملہ ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ تین ضمنی سوالات سے زیادہ کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال آ گے آ رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اس طرح معاملات چلتے جائیں گے تو پھر میرے سوال کے لئے ٹائم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ تین ضمنی کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf. Question No. 7119 اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور۔ محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی و دیگر تفصیلات

*7119: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کے رقبہ کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ریسٹ ہاؤس قابل رہائش اور کتنے بند پڑے ہیں؟

(ج) کتنے ریسٹ ہاؤسز کی اراضی پر کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں، ان کے زیر قبضہ اراضی کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(د) اپریل 2008 سے اپریل 2010 تک جو ریسٹ ہاؤسز اس ضلع میں نیلام کئے گئے ہیں، ان کے نام اور رقم کی تفصیل نیز جن افسران کی زیر نگرانی نیلام کئے گئے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولپور کی حدود میں کل 24 ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کے رقبہ کی ریسٹ ہاؤس وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

ورکنگ کنڈیشن	خستہ حالت	ٹوٹل
20	04	24

(ج) درج ذیل ایک عدد ریسٹ ہاؤس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے۔

اسرانی رقبہ 07ایکڑ

(د) اپریل2008 سے اپریل2010 تک ضلع بہاولپور میں کوئی ریسٹ ہاؤس نیلام نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جز (ج) کا سوال اور جواب پڑھ دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! سوال یہ ہے کہ کتنے ریسٹ ہاؤسز کی اراضی پر کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں، ان کے زیر قبضہ اراضی کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے؟

(ج) جناب والا! یہاں پر اسرانی ریسٹ ہاؤس ہے جس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے اور کل سات ایکڑ زمین ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اس کا مطلب یہ ہے کہ On the floor of the House منسٹر صاحب اور ان کا ڈیپارٹمنٹ اور اس کے علاوہ جتنے بھی لوگ ہیں وہ یہ commit کر رہے ہیں کہ آرمی کا ناجائز قبضہ اس اسرانی ریسٹ ہاؤس پر موجود ہے۔ کیا اس کا یہی مطلب ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): یہ مطلب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے جواب دیا ہے وہی آپ کو انہوں بتا دیا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ کوئی لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ریسٹ ہاؤس وہاں کینٹ کے قریب ہے ان کے زیر تصرف ہے قبضہ کی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! سوال میں واضح طور پر یہ لکھا گیا ہے کہ کتنے ریسٹ ہاؤسز پر کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں ان کے زیر قبضہ اراضی کی تفصیل ریسٹ ہاؤس وار فراہم کی جائے۔ محکمہ نے اور وزیر صاحب نے On the floor of the House یہ جواب دیا ہے کہ درج ذیل ایک عدد ریسٹ ہاؤس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے۔ سوال ناجائز قابضین کے متعلق ہو رہا ہے اور انہوں نے یہ کہا

ہے کہ آرمی کا اس پر قبضہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں اب اس پر یہ کیا قانونی چارہ جوئی کریں گے ؟ ان لوگوں نے کہہ دیا ہے کہ پاک آرمی کا اس ریسٹ ہاؤس پر ناجائز قبضہ ہے جس کا رقبہ سات ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ناجائز کا لفظ نہیں لکھا بلکہ قبضہ ہی لکھا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! قبضہ لکھا ہوا ہے اور سوال بھی واضح طور پر پڑھا گیا ہے۔ میں اس سوال کو دوبارہ پڑھ دیتی ہوں کہ کتنے ریسٹ ہاؤسز میں کون کون سے لوگ کب سے ناجائز قابض ہیں ؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ایک عدد ریسٹ ہاؤس پر پاک آرمی کا قبضہ ہے جس کا رقبہ سات ایکڑ ہے۔ چلیں، انہوں نے جرأت کر کے ایک بات کہی ہے، میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس پر انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے اور کیا ایکشن لیا جا سکتا ہے، پاک آرمی سے متعلق انہوں نے کیا چارہ جوئی کی ہے ؟

جناب سپیکر: اس ریسٹ ہاؤس کے بارے میں آپ نے کیا قانونی چارہ جوئی کی ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! منیس صاحب میں اتنی جرأت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ منیس صاحب نہیں ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں نے وزیر صاحب کہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ریسٹ ہاؤس کینٹ کے قریب تھا فوج کے اپنے strategic معاملات ہوتے ہیں اس وجہ سے ان کے زیر استعمال ہے۔ جہاں تک ناجائز قابضین کا تعلق ہے اور ہمیں زمین کی جو لسٹ دی گئی ہے اس کے مطابق اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! ان میں اتنی جرأت نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس کی تفصیل بتا رہا ہوں۔ ہمارے پاس پنجاب میں جو ٹوٹل ریسٹ ہاؤس ہیں ان کی تعداد 498 ہے، 75 ریسٹ ہاؤس surrender کئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں سردار ذوالفقار علی کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے جس میں ہمارے دو معزز ایم پی اے بھی شامل ہیں اس کے علاوہ فنانس سیکرٹری بھی اس میں شامل ہیں۔ چیئرمین پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انہیں فروخت کیا جا رہا ہے بلکہ جو خستہ حال ہیں انہیں بھی فروخت کیا جا رہا ہے باقی زیر استعمال ہیں۔ یہ ریسٹ ہاؤس 1998 سے ان کے زیر استعمال ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھے وزیر موصوف پر رحم آ رہا ہے، ترس آ رہا ہے کہ جب ان کے ڈیپارٹمنٹ نے categorically ایک بات کا جواب ایک جملے میں دے دیا ہے تو زیر استعمال کہہ کر اس کی ownership سے کیوں ہٹ رہے ہیں؟ سوال بالکل واضح ہے ایک جملے میں سوال ہے اور ایک ہی جملے میں اس کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ آرمی اس پر قابض ہے۔ اب ان کے پاس کچھ کہنے کے لئے نہیں ہے۔ انہیں اور ان کے ڈیپارٹمنٹ کو اب اخلاقی طور پر کیا کرنا چاہئے، آپ ہی مجھے بتادیں کہ انہیں اب کیا کرنا چاہئے؟ آرمی نے اگر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے جو 1998 سے یا 1970 سے ہے۔ جب یہ جواب دے چکے ہیں اور On the floor of the House ایک بات commit کر چکے ہیں، انہوں نے اپنے منہ سے جواب پڑھ کر سنا دیا ہے تو پھر اب ڈر کیوں رہے ہیں اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے اور اتنا خوف زدہ کیوں ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال برائے سوال ہے۔ میں نے بڑا واضح بتایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال برائے سوال نہیں ہے۔ یہ کہہ دیں کہ میں ڈر رہا ہوں، میں کانپ رہا ہوں، میں منسٹر ہونے کے باوجود آرمی کے سامنے تھر تھر کانپ رہا ہوں اور میں اس سے آگے نہیں بول سکتا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب انہوں نے admit کر لیا ہے کہ آرمی کا قبضہ ہے۔ کیا ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہے کہ یہ ان سے واگزار کرائیں گے؟

جناب سپیکر: قانونی طریقے سے کرائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس کے لئے time limit بتادیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پاکستان کی آرمی کے زیر استعمال ہے۔ یہ کینٹ ایریا میں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سننے دیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ کینٹ ایریا میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ کینٹ ایریا میں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): اور ان سے واگزار کرانے کے لئے کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر جی، قانونی طریقے سے کارروائی کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کارروائی کریں لیکن اس کے لئے time limit بتا دیں اور اس کی رپورٹ اس House میں دے دیں کہ کب تک یہ خالی کروالیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، اب وہ کہہ رہے ہیں کہ قانونی کارروائی کی رپورٹ House میں دے دیں۔ منسٹر صاحب! میں آپ سے جواب لے رہا ہوں کہ آپ قانونی طریقے سے کارروائی کریں گے ؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انہیں vacate کرنے کا notice دے کر جو قانونی طریقہ ہو گا وہ اختیار کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ایک تو یہ کہا ہے کہ پاکستان کی آرمی، میں نے تو کہا ہی نہیں تھا کہ انڈیا کی آرمی نے آکر اس ریسٹ ہاؤس پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ پاکستان کی آرمی نے قبضہ کیا ہے، کل چودھری نثار نے بھی آرمی کے خلاف ایک بڑی جرائتمندانہ پریس کانفرنس کی ہے، آج یہاں پر بھی منسٹر صاحب نے بڑی جرأت سے کہا ہے کہ میں ناجائز قبضہ چھڑاؤں گا۔ میں یہ بات on record لانا چاہ رہی ہوں۔ اگر یہ لے کر نہ آئے۔۔۔

جناب سپیکر: بس اب آپ بات چھوڑیں، جو قانونی طریقے ہیں وہ اختیار کریں گے۔ بڑی مہربانی۔ No supplementary on it now اس پر تین سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 7120 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور۔ محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*7120: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ انہار کی ملکیتی اراضی کی تفصیل موضع وار فراہم کی جائے؟
(ب) اس اراضی کی سالانہ آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(ج) محکمہ انہار کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے قبضہ میں ہے ان کے نام اور اراضی مع موضع کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(د) حکومت محکمہ انہار کی اراضی ان ناجائز قابضین سے کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ انہار کی ملکیتی اراضی 113 ایکڑ 04 کنال اور 10 مرلے ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) محکمہ کی اراضی پر کوئی رقم خرچ ہو رہی ہے اور نہ ہی آمدن ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے رقبہ کی نیلامی پر پابندی لگا رکھی ہے۔
(ج) ضلع بہاولپور میں محکمہ کی ملکیتی 31 ایکڑ 07 کنال اور 09 مرلے اراضی جو کہ فورڈ بہاول فیڈر کے لئے درکار تھی رابطہ نہروں کی تعمیر کے بعد یہ فیڈر بنجر ہو گیا اور اس زمین پر کچی آبادی کے مکینوں نے قبضہ کر لیا تفصیل ناجائز قابضین ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) محکمہ ہذا نے ڈی سی او بہاولپور اور ڈی پی او بہاولپور کے نام بمعہ لسٹ ناجائز قابضین بذریعہ لیٹر نمبر 79۔1476 مورخہ 09۔03۔11 نمبر 4134 مورخہ 09۔07۔17 کے ذریعے آگاہ کیا ہوا ہے اس اراضی کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: اب آپ کھڑے ہوئے ہیں؟ آپ اتنی late کھڑے ہوتے ہیں انہوں نے پہلے کھڑے ہو کر کہہ دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ کی اراضی پر کوئی رقم خرچ ہو رہی ہے اور نہ ہی آمدن ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے رقبہ کی نیلامی پر پابندی لگا رکھی ہے۔

اس میں سوال یہ ہے کہ یہ ساڑھے چار مربع رقبہ ہے اور اریگیشن کی جتنی بھی زمینیں ہوتی ہیں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ موگہ جات ہوتے ہیں۔اب یہ زمین بھی ہے، نہروں میں پانی بھی ہے اور موگہ جات بھی ہیں لیکن آمدن کوئی نہیں ہے۔ذرا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمادیں کہ ساڑھے چار مربع کسی نہ کسی کے ناجائز قبضہ میں ہے اور یہ فرما رہے ہیں کہ اس سے کوئی آمدن نہیں ہے؟ شکریہ

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ اراضی زیر کاشت نہیں ہے، جب ستلج ویلی پراجیکٹ بنا تھا، جو ڈویلپمنٹ کا کام ہوتا ہے اس میں تمام تر مشینری، تمام مٹیریل محکمہ خود تیار کرتا ہے اور وہ محکمہ انہار کی زمین پر ہی ہوا تھا، وہاں پر کلائنٹ تھے بھٹہ جات تھے اس وجہ سے فورڈ بہاول کے پاس یہ بنائی گئی تھی۔ فورڈ بہاول کی جگہ پر چکوک ہیں جو اس میں لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ لمبی چوڑی بات چھوڑیں بلکہ یہ بتائیں کہ اس سے آپ کو کوئی آمدن ہو رہی ہے یا نہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! وہاں کوئی زمین زیر کاشت نہیں ہے بلکہ وہاں کچی آبادی اور محکمہ BOR کو surrender کر رہا ہے تاکہ نئی پالیسی کے تحت اسے کچی آبادی declare کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اس میں ناجائز قابضین ہیں اور اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں تاریخ کو فلاں فلاں لیٹر کے ذریعے آگاہ کیا گیا ہے کہ اس اراضی کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے گا۔یہ سوال آج سے بیس مہینے پہلے پوچھا گیا تھا یہ تقریباً پونے دو سال بنتے ہیں۔انہوں نے پونے دو سال پہلے یہ کہا تھا کہ خالی کرایا جائے گا لہذا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ان پونے دو سالوں میں یہ کارروائی کہاں تک پہنچی ہے، انہوں نے کتنا رقبہ خالی کروالیا ہے اور کتنا کروا لیں گے؟ ان پونے دو سالوں میں ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرنے کی جو محکمے کی کارکردگی ہے کیا انہوں نے دس فیصد کر لی، نوے فیصد کر لی یا مکمل کر لی ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ زمین زیر کاشت نہیں تھی، یہ دو نہروں کے درمیان جگہ پڑی تھی وہاں ایک لنک نہر بہتی تھی جب دو نہریں بن گئیں تو اسے بند کر دیا گیا چونکہ وہ abandoned تھی اس میں چھوٹے چھوٹے غریب لوگ قابض تھے، پہلے یہی کہا گیا کہ

واگزار کرائیں گے اور اس کے لئے notice جاری کئے ہوئے ہیں لیکن ابھی جب میں نے ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ لی ہے تو سیکرٹری اور باقی ڈیپارٹمنٹ موجود تھا انہوں نے کہا کہ یہ زمین کسی کے استعمال کی نہیں ہے ہم اسے واپس ریونیو بورڈ کو surrender کر دیتے ہیں تاکہ وہ کچی آبادی declare ہو جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! خود محکمہ لکھتا ہے کہ ہم خالی کروا رہے ہیں، کرالیں گے اور یہ بیس مہینے پہلے کہا گیا تھا۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ انہوں نے ان بیس مہینوں میں اب تک کتنا رقبہ خالی کرالیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! latest position بتادیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ بتادیں کہ اب تک کتنا رقبہ خالی کرا چکے ہیں یا یہ صرف سوال میں لکھا ہی تھا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! latest position بتادیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ایک انچ رقبہ بھی خالی نہیں کروا سکے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں کہ محکمہ اریگیشن بیس مہینوں میں ایک انچ رقبہ بھی خالی نہیں کروا سکا۔یہ میری exact report ہے۔سارا محکمہ بیٹھا ہے اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو بتادے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ہوتا یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے نہ بتائیں۔ مجھے ان سے پوچھنے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو سمجھانے کے لئے generally بتا رہا ہوں۔

MR SPEAKER: Order please, Order please. Order in the House.

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے تمام محکموں کی ایسی اراضی لیز پر دی جاتی تھی لیکن 2005 میں اس پر پابندی لگ گئی تھی اور BOR کا لیٹر بھی میرے پاس ہے 163/CLI/No.700۔۔۔

جناب سپیکر: گپ شپ کے لئے لابی ہے۔ آپ ادھر گپ شپ لگا سکتے ہیں۔ محترمہ! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریونیو بورڈ نے 2005 میں زمین لیز پر دینے پر پابندی لگا دی۔اس پابندی کے بعد وہ لیز پر نہیں دی جا سکتی تھی لہذا وہاں پر جو کچی آبادی بیٹھی تھی تو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان غریب لوگوں کو کچی آبادی کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں اس لئے یہ کچی آبادی میں شامل کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب یہ کچی آبادی میں شامل ہو چکی ہے۔جناب محمد شفیق خان صاحب!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں ابھی پہنچی ہوں، میں معذرت خواہ ہوں کہ میں تھوڑی تاخیر سے پہنچی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب تو میں آپ کے سوال سے آگے جا چکا ہوں۔بتائیں اب میں کیا کروں؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، بڑی ہمت سے بعد میں آئی ہیں ان کو ضمنی سوال کر لینے دیں۔جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں۔جواب کے جز (د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ ہذا نے ڈی سی او بہاولپور اور ڈی پی او بہاولپور کے نام مع لسٹ ناجائز قابضین بذریعہ لیٹر نمبر 147679 مورخہ 11۔مارچ 2009 وغیرہ کے ذریعے آگاہ کیا ہوا ہے، اس اراضی کو ناجائز قابضین سے خالی کرایا جائے۔میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اگر 2009 میں یعنی آج سے تین سال پہلے انہوں نے لیٹر دیا ہوا ہے تو اب تک اس سلسلہ میں کیا کارروائی ہوئی ہے؟ کیا ابھی تک وہ لیٹر سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں اور کس چیز کے انتظار میں ہیں کہ وہ اس ناجائز قبضے سے اچھی طرح فائدہ اٹھا لیں، حکومت اور عوام کو بھی نقصان پہنچا لیں۔میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ اس لیٹر پر کب عملدرآمد ہوگا؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر efforts کی گئی تھیں لیکن law & order کا مسئلہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے یہی فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ یہ زمین محکمہ آبپاشی کے کسی استعمال میں نہیں ہے، lease پر دینے پر پابندی ہے اور یہ زمین خالی پڑی ہے اس لئے اسے dispose of کرنے کے لئے ڈی او آر کو لکھا جا رہا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتا دیں کہ یہ زمین ناجائز قابضین سے کب خالی کرائی جائے گی، تین سال پہلے لیٹر لکھا جا چکا ہے تو منسٹر صاحب ذرا اس کی تفصیل بتا دیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ وہاں پر لوگوں کی آبادی ہے۔ پہلے یہ زمین lease پر دی جاتی تھی لیکن 2005 سے lease پر پابندی لگ چکی ہے۔ یہ خالی زمین تھی جس پر غریب لوگ بیٹھے ہیں۔ جب انہیں وہاں سے بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی تو امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو گیا چنانچہ اب اس زمین کو ڈی او آر کو surrender کر کے کچی آبادی میں convert کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کا جواب تو آ گیا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب نے جواب تو دے دیا ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میری تسلی نہیں ہوئی۔ امن وامان تو ویسے ہی پورے پاکستان میں نہیں ہے۔ میں تو یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس زمین کو ناجائز قابضین سے کب خالی کرایا جائے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس زمین کو کچی آبادی میں convert کیا جا رہا ہے۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں ایسے قابضین ہیں، illegal occupants ہیں اور اس زمین کو کچی آبادی declare کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ اس زمین کو غریبوں کے لئے کچی آبادی declare کیا جا رہا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7121 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی، زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کی تفصیلات

*7121: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجر خان ضلع راولپنڈی میں زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے کیا حکومت چھوٹے ڈیمز اور بند باندھ کر پانی جمع کرنے کے منصوبے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کیا حکومت پانی اکٹھا کرنے کے لئے موجودہ تالابوں کو گہرا کرنے اور sides پختہ کرنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ برسات کا پانی اکٹھا کر کے پانی کی روزمرہ ضرورت کو پورا کیا جاسکے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے گوجر خان ضلع راولپنڈی میں زیر زمین پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے چار عدد ڈیمز مالی سال 1971 سے 2008 تک (ڈونگی، نرالی، جمال، اور پھلینہ ڈیم) تعمیر کئے ہیں اور ایک عدد ڈیم گہان زیر تعمیر ہے جو کہ 30-06-2012 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک عدد ڈیم موہڑا اشرا کے نام سے PSDP پروگرام کے تحت تجویز کیا ہوا ہے فنڈز کی فراہمی کی صورت میں یہ سکیم فوراً شروع ہو سکتی ہے تاحال فنڈز دستیاب نہ ہیں۔

(ب) تالابوں کو گہرا کرنا محکمہ ہذا کے دائرہ کار میں نہیں ہے اور اب تک جو ڈیمز بن چکے ہیں تاحال انہیں گہرا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں تین چھوٹے dams کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سوال 8 جون 2010 کو دیا گیا اور اس میں پوچھا گیا تھا کہ گوجر خان ضلع راولپنڈی میں کون سے چھوٹے dams بنائے گئے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "سال 1971 سے 2008 تک ڈونگی، نرالی، جمال اور پھلینہ ڈیم تعمیر کئے گئے ہیں جو کہ 20-06-2012 کو مکمل ہو جائیں گے۔" میری اطلاع کے مطابق ان dams کو بنا کر وہاں پر خوبصورت سیرگاہیں تعمیر کر دی گئی ہیں لیکن ان کا بنیادی مقصد پورا نہیں ہوا یعنی یہاں سے زمینداروں کو آبپاشی کے لئے پانی مہیا نہیں کیا جا رہا تو وزیر صاحب مجھے بتا دیں کہ کیا یہاں سے زمینداروں کو آبپاشی کے لئے پانی فراہم کیا جا رہا ہے، اگر کیا جا رہا ہے تو اس کا کتنا آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سوال گوجر خان کے حوالے سے ہے۔ گوجر خان میں ڈونگی، نرالی، جمال اور پھلینہ ڈیمز پہلے بن چکے ہیں۔ ابھی وہاں پر گہان ڈیم بن رہا ہے۔ یہ ڈیم 2012 کے آخر میں مکمل ہونا ہے۔ جہاں 8100 کیوسک پانی store ہو گا جس سے تین ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہو سکے گا۔ اس پر 425 ملین روپے لاگت آ رہی ہے اور اس کا 83 فیصد کام ہو چکا ہے۔ ڈیم اور سپل وے کا کام مکمل ہے۔ حصول اراضی میں کچھ مشکلات آ رہی ہیں کیونکہ یہ زمین حساس حلقے میں پڑتی ہے۔ پہلے

feasibility بنتی ہے کہ یہ ڈیم کتنے area کو سیراب کرے گا اور کتنے علاقے کے لوگوں کو پینے کا پانی ملے گا۔ جب یہ ڈیم مکمل ہو جائے گا تو تین ہزار ایکڑ زمین کو سیراب کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس سوال کو پورا پڑھ چکی ہوں اور میں نے categorically معزز وزیر صاحب سے ان dams کے بارے میں پوچھا ہے جو کہ تعمیر ہو چکے ہیں جن میں ڈونگی، نرالی، جمال اور پھلینہ ڈیمز شامل ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ PSDP پروگرام کے تحت تجویز ہوئی ہے اور اس کے funds نہیں ہیں۔ جس ڈیم کا منسٹر صاحب ذکر کر رہے ہیں میں اس بارے میں نہیں پوچھ رہی بلکہ میں ان dams کے متعلق پوچھ رہی ہوں جو کہ 1971 سے 2008 تک تعمیر کئے گئے ہیں۔ مجھے منسٹر صاحب بتائیں کہ ان dams کا command area کتنا ہے اور ان کا کتنا آبیانہ لیا جارہا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پھلینہ ڈیم 2008 میں مکمل ہوا اور یہ 2200 ایکڑ زمین سیراب کرے گا۔ اس میں 5250 ایکڑ فٹ پانی store ہوگا۔ سیرابی کے لئے نہریں بنائی جارہی ہے اور ابھی ان نہروں کو چلانے کے لئے انتظامات کئے جارہے ہیں۔ اس کا تجویز شدہ command area تقریباً 2200 ایکڑ ہے لیکن فی الحال یہ 500 ایکڑ کو سیراب کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ میری information بالکل صحیح ہے کہ ابھی یہ dams صرف سیر گاہیں ہی ہیں۔ یہ 2008 سے مکمل ہو چکے ہیں اور آج 2012 ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یکم مارچ 2012 کو یہ سوال کر رہی ہوں اور آج بھی یہی جواب دیا جارہا ہے کہ ہو جائے گا، کر دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمینی حقائق کچھ بھی نہیں ہیں اور عملی طور پر ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ اب اس حکومت کے جانے کے دن آ گئے ہیں تو مہربانی کر کے اس حوالے سے کوئی ایک تاریخ دے دیں اور کوئی ایک time period بتا دیں کہ کب تک یہ dams زمینوں کو سیراب کرنا شروع کر دیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اچھی دعا مانگا کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر یہ حکومت کسانوں کے لئے بھی کچھ کر جائے تو وہ بڑی دعائیں دیں گے۔ پانی کسانوں کی lifeline ہے۔

جناب سپیکر: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔ اللہ خیر کرے گا۔

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!issue یہ ہے کہ small dams پوٹھوہار کے علاقے میں ہیں۔جہاں پر زمین پہاڑی اور ناہموار ہے۔یہ کسانوں پر depend کرتا ہے کہ وہ اس سے پانی حاصل کریں۔محکمہ آبپاشی کا کام small dams بنانا ہے آگے زمین کو سیراب کرنے کے لئے پانی farmers لے کر جاتے ہیں۔اس کے لئے ہم نے ایک سکیم بنائی ہے اور Water Management کے ذریعے ہم انہیں نالے بناکر دیتے ہیں لیکن وہاں پر پہلے سے practice یہ چل رہی ہے کہ زمیندار خود پانی لے کر جاتے ہیں۔جب زمینداروں کو پانی کی ضرورت ہوگی تو وہ پانی لے جائیں گے۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!موگے زمیندار نے نہیں بنانے،اس کا command area زمیندار نے طے نہیں کرنا۔زمیندار نے ڈولوں اور بالٹیوں میں پانی لے کر نہیں جانا۔منسٹر صاحب یہ کس طرح کا جواب دے رہے ہیں؟ کھالہ جات زمیندار نے نہیں بنانے۔یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور منسٹر صاحب بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔آپ نے ابھی کہا ہے کہ "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ"میں یہ کہتی ہوں کہ اس حکومت کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا۔یہ صرف زبانی کلامی اور کاغذی کارروائی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

جناب سپیکر:زبانی کلامی نہیں بلکہ یہاں جو بات ہوگی وہ مکمل ہوگی۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!کسانوں اور زمینداروں کو اس حکومت کی طرف سے تو صاف جواب ہے۔

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس سال پوٹھوہار کے علاقے کے لئے نئے dams اور نہریں بنانے کے لئے 75 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ:جناب سپیکر!میں ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ پھلینہ ڈیم تحصیل گوجر خان میں نہیں بلکہ یہ تحصیل کلر سیداں میں واقع ہے جو کہ میرا حلقہ ہے۔میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جوابات لگاتار غلط آرہے ہیں۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے بھی dams کا جواب میں ذکر کیا گیا ہے ان کا command area develop کرنے کے لئے ان کو کتنا عرصہ درکار ہے؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اس حوالے سے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے شیر علی خان صاحب بھی ممبر ہیں۔اس کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق command area کو develop کرنے

کے لئے علیحدہ سے projects بنائے جا رہے ہیں اور پانی مہیا کرنے کی غرض سے Water Management کے تحت نالے بنانے میں زمینداروں کی مدد کی جائے گی۔اس منصوبے پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب شیر علی خان: کتنے عرصہ تک یہ کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): انشاء اللہ تعالیٰ اس منصوبے پر جلد ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7357، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، بارانی و بنجر رقبہ کو آباد کرنے کی تفصیلات

*7357: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں نہری نظام رقبہ کے حساب سے ناکافی ہے؟

(ب) کیا حکومت بارانی رقبے کو آباد کرنے یا زرخیز بنانے کے لئے کوئی نہری پانی کا انتظام کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جزوی درست ہے۔ ضلع گجرات میدانی اور پوٹھوہاری رقبہ پر مشتمل ہے جبکہ نہری نظام صرف میدانی علاقہ اور خاص طور پر نہری کمانڈ ایریا کے لئے بنایا گیا ہے

(ب) بارانی رقبہ کے لئے نہری پانی کے انتظام کرنے کا کوئی منصوبہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) کے حوالے سے ہے کہ ضلع گجرات میں میدانی علاقے اور نہری command area کے کتنے رقبے کو نہری پانی کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: Order please. گپ شپ کے لئے آپ لابی میں تشریف لے جائیں۔ منسٹر صاحب محترمہ کا ضمنی سوال نہیں سُن سکے۔ محترمہ! آپ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ ضلع گجرات میں میدانی علاقے اور نہری command area کے کتنے رقبے کو نہری پانی کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع گجرات میں کل رقبہ 793000 ایکڑ ہے جبکہ 116682 ایکڑ رقبے کو نہری پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور باقی غیر نہری زمین 676000 ایکڑ ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات کے ہزاروں ایکڑ رقبہ کو نہری پانی نہ مل رہا ہے۔ کیا حکومت مذکورہ رقبہ کو نہری پانی فراہم کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے اگر حکومت کوئی منصوبہ بندی نہیں کر رہی تو وہ کیوں نہیں کر رہی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اپر جہلم کینال سے ضلع گجرات کے ایک لاکھ سولہ ہزار چھ سو بیاسی ایکڑ رقبہ کو نہری پانی سے سیراب کیا جا رہا ہے۔ کل اکیس نہریں ہیں جن میں سے دس نہریں سالانہ ہیں اور گیارہ ششماہی ہیں۔ ضلع گجرات کی ان کمانڈز زمین چھ لاکھ ستر ہزار ایکڑ ہے چونکہ وہ پوٹھوہار کا علاقہ ہے، زمین اونچی ہے۔ 2004 میں جب منگلا ڈیم کی raising ہو رہی تھی تو اُس وقت وفاقی حکومت نے مرالہ منگلا لنک کے نام سے ایک proposal بنائی تھی جس سے پچاس ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہونا تھا لیکن وہ تجویز اُس وقت قابل عمل نہ تھی اس لئے اُس سکیم پر عملدرآمد نہیں ہوا اور ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے یہ سکیم ڈراپ ہو گئی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ حکومت اگلے بجٹ میں ضلع گجرات کے چھوٹے کسانوں کے لئے پانی کی کمی کو پورا کرنے اور اُنہیں فائدہ پہنچانے کی غرض سے کوئی سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب! اس کی feasibility دیکھیں اگر ہو سکتا ہے تو پھر ضرور بنائیں۔

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ علاقہ نہر سے دوسری طرف ہے اس لئے وہاں پر اپر جہلم کینال سے پانی نہیں جا سکتا البتہ لنک کینال بنانی پڑے گی لیکن اُس کے لئے وفاقی حکومت نے وسائل فراہم کرنے ہیں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! یہاں پر نہری پانی کی کمی کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی۔ شجاع آباد اور جلال پور پیروالا ضلع لودھراں کے کڑوے پانی کے ایریا میں آج کل ششماہی نہروں میں پانی نہیں دیا جا رہا اور وہاں پر بارش بھی نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے وہاں پر جانور مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Water Accord 1991 کے مطابق پانی کے shares تمام صوبوں کے درمیان ہو چکے ہیں۔ تمام کینال سسٹم کے پانی مقرر شدہ ہیں اُس میں تو کوئی ردوبدل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ارسا کا function ہے تاہم ممکن ہوا تو ان ششماہی نہروں میں پانی چھوڑا جائے گا۔

جناب سپیکر: .Question Hour is over now

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع اوکاڑہ، چک عمر سکھالادھو کا میں وارابندی میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*7384: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک عمر سکھالادھو کا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں لالو گڈر اجباہ نہری پانی کی وارابندی کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اریگیشن کے عملہ نے بااثر زمینداروں سے ملی بھگت کر کے چھوٹے کسانوں کا پانی کاٹ کر بڑے زمینداروں کو دے دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں کے افسران اور موجودہ پٹواری کی وارابندی میں بے قاعدگیوں کی وجہ سے چھوٹے کسانوں کا ہر سیزن میں پانی کاٹ دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ اریگیشن کے عملہ نے کسی سے ملی بھگت نہ کی ہے اور نہ ہی کسی زمیندار کا پانی کاٹا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کسی بھی زمیندار کا پانی نہ کاٹا گیا ہے اگر کوئی اہلکار ایسے کسی فعل کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف قانونی تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سرگودھا۔ڈرینیج سسٹم کی بحالی کی تفصیلات

*7565: چوہدری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل و ضلع سرگودھا کی ڈرینیج سسٹم کی بحالی کی درج ذیل سکیمیں 09۔08۔08 کو منظور ہوئی تھیں اور سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 11۔2010 میں ان سکیموں کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

نام منصوبہ جات

1- ری ماڈلنگ موناڈرینیج سسٹم تحصیل و ضلع سرگودھا

2- بحالی ڈرینیج سسٹم سرگودھا زون

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں پر کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان سکیموں پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ کب شروع ہو گا اور ان کی تکمیل کب تک ہو سکے گی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیمیں سال 10۔2009 میں منظور ہوئیں اور فنڈز ترقیاتی پروگرام برائے سال 11۔2010 میں مذکورہ سکیموں کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے مذکورہ سکیموں کا کام جاری ہے۔

(ج) دونوں سکیموں کا کام شروع ہو چکا ہے جو کہ دو سالوں پر محیط ہے امید ہے کہ مذکورہ سکیمیں فنڈز کی فراہمی کی صورت میں ممکنہ طور پر جون 2012 تک مکمل ہو سکیں گی۔

سال 10-2009، دریاؤں کے بند/پشتہ جات کی تعمیر و مرمت کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

*7574: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال10-2009 کے دوران حکومت نے بجٹ میں کس کس دریا پر بند/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت کے لئے فنڈز مختص کئے تھے؟

(ب) ان بند/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت کب مکمل ہوئی ہر بند/پشتہ جات پر کتنی رقم علیحدہ علیحدہ خرچ ہوئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان بندوں/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایت موصول ہوئی؟

(د) ناقص مٹیریل کی شکایت پر کیا انکوائری کی گئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال10-2009 کے دوران حکومت نے بند/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت کے لئے مندرجہ ذیل فنڈز مختص کئے تھے۔

نام دریا	روپے (ملین)
(ا) دریائے سندھ	162.279
(۲) دریائے جہلم	8.613
(۳) دریائے چناب	98.500
(۴) دریائے راوی	42.200
(۵) دریائے ستلج	3.000

(ب) ان بند/پشتہ جات کی تعمیر و مرمت10-2009 میں مکمل ہوئی ہر بند/پشتہ جات پر علیحدہ علیحدہ جو رقم خرچ ہوئی اسکی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے ان بندوں/پشتہ جات کی تعمیر/مرمت میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی۔

(د) ناقص مٹیریل کی کوئی شکایت موصول ہوئی اور نہ ہی کوئی انکوائری کی گئی۔

ضلع سرگودھا-ڈرین اور سیلابی نالوں کی تفصیلات

*7577: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنی ڈرین اور سیلابی نالے ہیں ان کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان ڈرین اور سیلابی نالوں کی سال09-2008 اور10-2009 کے دوران صفائی اور کھدائی پر کتنی رقم سال وار خرچ ہوئی؟

(ج) ان میں سے کس کس ڈرین اور نالے کی پوزیشن کس وجہ سے خراب ہے ؟

(د) حکومت ان ڈرین اور نالوں کی کھدائی اور صفائی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل 158 ڈرین ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں سال 09-2008 اور 10-2009 میں ڈرینوں کی صفائی و کھدائی کے لئے درج ذیل رقم خرچ کی گئی

مالی سال	رقم
2008-09	-/32759112 روپے
2009-10	-/30536136 روپے
کل اخراجات	-/63295248 روپے

(ج) سال 09-2008 اور 10-2009 میں جن سیم نالوں کی صفائی و کھدائی کرائی گئی تھی ان کی پوزیشن بارشوں کی وجہ سے خراب ہوئی تھی جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں جن سیم نالوں کی کھدائی و صفائی کی اشد ضرورت تھی تفصیل جز(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کی باقاعدہ ورک پلان کی منظوری کے بعد اور فنڈز کی دستیابی پر بذریعہ ایکسیویٹر مشین محکمہ انہار مشینری سرکل لاہور سے کھدائی و صفائی کرا دی گئی۔

ضلع شیخوپورہ، سیم نالہ پر پل کی تعمیر کا معاملہ

*8225: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں سیم نالہ از کھوڑی (100 موریہ پل) تا ڈیک نالہ بمقام رہائشی ڈیرہ کرڑ برادری برلب سیم نالہ مذکور برجی نمبر 2 مفاد عامہ کے لئے پل منظور ہو گیا ہے ؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ پل کے لئے کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے ؟

(ج) اگر فنڈ مختص کیا گیا ہے تو کب تک متذکرہ پل بنا دیا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ سیم نالہ ازکھوڑی تا ڈیک نالہ (تنگل سادھاں ڈرین) کی برجی نمبر 0+000اور 4+000 پر ایک میل میں پہلے ہی دو پل موجود ہیں۔

(ب) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے

سرگودھا ڈویژن، ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ و دیگر تفصیلات

*8320: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا ڈویژن محکمہ آبپاشی کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے بجٹ میں کتنی رقم ترقیاتی، غیر ترقیاتی سالانہ پروگرام اور R&M کے لئے مختص کی گئی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی کتنی surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ملازمین / افسران کے ٹی اے / ڈی اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خریداری پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیلات ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
1-سرگودھا ڈویژن لوئر جہلم کینال سرگودھا میں ترقیاتی فنڈز مختص نہ ہوا	Nil	Nil	Nil
2-غیر ترقیاتی کل بجٹ مختص ہوا	50.480	62.240	104.573
3-جو M&R میں کل بجٹ مختص ہوا	29.945	31.227	61.172

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
1-غیر ترقیاتی فنڈ کی مد میں خرچ ہونے والی رقم	49.111	62.240	111.351
2- M&R کی مد میں خرچ ہونے والی رقم	29.945	31.227	61.172
3-بجٹ کی مد میں surrender ہونے والی رقم	Nil	Nil	Nil

(ج) تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر کل رقم خرچ ہوئی	45.461	50.583	96.044

(د) تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
کل رقم ملازمین/افسران کے ٹی اے/ڈی اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی	0.786	0.959	1.745

(ہ) سال 2008-09 اور سال 2009-10 میں کوئی گاڑی نہ خریدی گئی ہے۔

(و) تفصیل درج ذیل ہے:

تفصیل	2008-09	2009-10	کل رقم (ملین)
کل رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی	1.404	1.651	3.055

(ز) سال 2008-09 اور سال 2009-10 میں ترقیاتی منصوبوں پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

صوبہ میں بھل صفائی کے لئے رکھی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*8849: چوہدری ظہیر الدین خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 2009-10 میں صوبہ میں بھل صفائی کے لئے کتنی رقم رکھی گئی تھی اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کن کن ڈویژن میں بھل صفائی کا کام مکمل کیا گیا اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال 2009-10 میں صوبہ میں بھل صفائی کے لئے کل مختص رقم 178.397 ملین روپے رکھی گئی جن میں سے 154.712 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ب) صوبہ پنجاب میں جن زون میں بھل صفائی کی گئی ان کی تفصیل ڈویژن وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع مظفر گڑھ، تحصیل علی پور قصبہ لنگر واہ کے بند کو دوبارہ تعمیر کرنے کا معاملہ

*9141: سردار عامر طلال گوپانگ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کے قصبہ لنگر واہ کے فلڈ بند کو2010میں آنے والا سیلاب بہا کر لے گیا تھا جس کی بناء پر ہزاروں کی تعداد میں آبادی بے گھر ہو گئی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بند کو دوبارہ تعمیر کرنے کا فی الفور ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اب تک جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ یہ ایک زمیندارہ بند تھا جس کا محکمہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

(ب) مذکورہ بند محکمہ آبپاشی کی ملکیت نہیں تھا پرائیویٹ طور پر زمینداروں نے محکمہ کے ڈیزائن پیرامیٹر کے بغیر ڈاول کی صورت میں تعمیر کرایا تھا اب ڈی جی خان اریگیشن زون کا ایک مشترکہ PC-1 بعنوان Restoration of Flood Bund damaged during flood 2010 میں اس کو اریگیشن کی specification کے مطابق شامل کیا ہوا ہے جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب میں زیر غور ہے۔

راولپنڈی ڈویژن، محکمہ آبپاشی کے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9152: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی ڈویژن کو سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) کتنا بجٹ کس کس مد میں خرچ ہوا؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کو تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی ڈویژن میں سمال ڈیمز آرگنائزیشن کو سال 10-2009 کے دوران مبلغ 1062.725 ملین روپے اور 11-2010 میں مبلغ 812.962 ملین روپے بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ب) سال 10-2009 اور 11-2010 میں فراہم کئے گئے فنڈز اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	نئے ڈیمز کی تعمیر	انویسٹیگیشن / فزیبلٹی خرچ	ملازمین کی تنخواہیں	ٹی اے / ڈی اے	ڈیمز کی سالانہ مرمت	پٹرول	ٹرانسپورٹ / مرمت
فراہم کئے گئے فنڈز (2009-10)	955.838	29.203	55.126	2.819	19.524	4.819	2.396
اخراجات (2009-10)	955.220	29.203	50.741	2.727	19.466	4.681	2.272
فراہم کئے گئے فنڈز (2010-11)	698.400	7.000	72.546	3.378	23.465	6.013	2.160
اخراجات (2010-11)	334.903	6.999	71.722	3.283	21.747	5.849	2.158

(ج) سال 10۔2009 میں کوئی نیا منصوبہ مکمل نہ ہوا جبکہ سال 11۔2010 میں ڈھوک جھنگ ڈیم مبلغ 217.50 ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہوا۔

(د) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر سال 10۔2009 کے دوران 50.741 ملین روپے، ٹی اے ڈی اے کی مد میں 2.727 ملین روپے خرچ ہوئے۔ سال 11۔2010 کے دوران تنخواہوں پر 71.722 ملین روپے، ٹی اے ڈی اے پر 3.283 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر سال 10۔2009 کے دوران 2.272 ملین روپے اور پٹرول پر 4.681 ملین روپے خرچ ہوئے۔ سال 11۔2010 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر 2.158 ملین روپے اور پٹرول پر 5.849 ملین روپے خرچ ہوئے۔

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ آبپاشی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*9505: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کی ضلع گوجرانوالہ میں کتنی اراضی کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر کون کون ناجائز قابض ہے ناجائز قابضین کے نام اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کتنی اراضی محکمہ کی طرف سے کن کن لوگوں کو لیز / پٹہ / ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

(د) محکمہ کی اس ضلع کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن اور اخراجات سال وار بتائیں، آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کی کل اراضی 153.67 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	موضع	رقبہ
1	ابدال	08 ایکڑ
2	گاکیوالی	12 ایکڑ

3	ونیہ والا	47ایکڑ
4	کوٹلی ادو	4.58ایکڑ
5	راہوالی	05ایکڑ
6	پپلی والا	7.02ایکڑ
7	کوٹ باقر	9.38ایکڑ
8	کوروٹانہ	17.22ایکڑ
9	رتوکی	18.08ایکڑ
10	رکھ ساہیانوالی	17.33ایکڑ
11	لالوپور بنگلہ	4.54ایکڑ
12	سادھوکی بنگلہ	3.52ایکڑ

(ب) اولڈ کینال یو سی سی واقع رقبہ 67 ایکڑ، مواضعات، ابدال، گاگیوالی، ونیہ والا اور 03 کنال رقبہ سادھوکی بنگلہ میں افواج پاکستان کے زیر استعمال ہے۔

کوٹلی ادو میں واقع 4.58 ایکڑ رقبہ، ڈی آئی جی پولیس گوجرانوالہ کے زیر استعمال ہے جبکہ راہوالی میں 05 ایکڑ رقبہ محکمہ ایجوکیشن کے پاس ہے جہاں گورنمنٹ کالج فار بوائز بن چکا ہے۔

(ج) کوئی اراضی لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر نہ دی گئی ہے، کیونکہ حکومت پنجاب نے لیز پر پابندی لگا رکھی ہے۔

(د) کوئی آمدن نہ ہوئی ہے۔

بہاولنگر۔نہر میں شگاف پڑنے سے سینکڑوں ایکڑ اراضی کے تباہ ہونے کی تفصیلات

*9507: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر کے موضع چوغطہ ارائیاں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی جس پر گندم کی حالیہ فصل کھڑی تھی وہ نہر کے ٹوٹنے سے تباہ ہو گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کو بروقت مطلع کرنے کے باوجود اس کا کوئی عملہ یا افسر موقع پر نہ پہنچا اور اس گاؤں کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت نہر کا شگاف پر کرنے کی کوشش کی؟

(ج) اس نہر کے ٹوٹنے سے اس موضع کی کتنے ایکڑ اراضی جس پر فصلیں تھیں، زیر آب آئی ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(د) اس کے ذمہ دار کون کون ملازم ہیں، ان کو کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے متذکرہ نہر کے ٹوٹنے سے صرف 34.87 ایکڑ رقبہ زیر آب آیا تھا جس کا زیادہ حصہ غیر آباد تھا تاہم گندم کی فصل کا کوئی نقصان نہ ہوا تھا۔

(ب) درست نہ ہے بوجہ بارش نہر ٹوٹی تھی محکمہ نے خود نہر کا شگاف پر کیا تھا۔

(ج) صادقیہ کینال ڈویژن کے جالوالہ سب ڈویژن سیکشن FO جالوالہ میں اس نہر کے ٹوٹنے کی وجہ سے صرف 34.87 ایکڑ اراضی زیر آب آئی تھی مالکان رقبہ کے نام درج ذیل ہیں۔

(1)	محمد حنیف ولد عبدالرحمٰن	(2)	غفور احمد ولد عبدالرحمٰن
(3)	رانا عباس ولد محمد انور	(4)	منظور احمد ولد عبدالرحمٰن
(5)	صدیقہ حفیظ بیوہ محمد حفیظ	(6)	راشد صدیق ولد محمد صدیق
(7)	جمیل احمد مانڈل		

(د) بارش ہونے کی وجہ سے نہر میں شگاف پڑا تھا کسی ملازم کی غفلت یا لاپرواہی کی وجہ سے نہر نہیں ٹوٹی تھی۔

آر کیو لنک کینال رسول قادر آباد لنک کینال کے کناروں کو مضبوط بنانے کے اقدامات

*9609: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر کیو لنک (رسول قادر آباد لنک کینال) کا منظور شدہ ڈسچارج 18 ہزار کیوسک ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کی سب سے بڑی رابطہ نہر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے اس نہر کے کنارے انتہائی خستہ اور پانی کا دباؤ برداشت کرنے کے قابل نہ ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر سے ہر سال سیلاب کے دنوں میں کافی جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بابت وزیر اعلیٰ اور سیکرٹری آبپاشی کو درخواستیں دی گئی تھیں اور انہوں نے اس کے کناروں کو مضبوط بنانے کے لئے سال 11-2010 کے ADP میں رقم بھی مختص کی تھی؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 2010-11 ختم ہو گیا ہے لیکن اس سکیم پر ابھی تک کام شروع نہ ہوا ہے جبکہ سیلاب کا موسم سر پر ہے؟

(ز) کیا حکومت اس نہر کے سابقا سیلاب سے ہونے والے نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے کنارے جلد از جلد مضبوط بنانے کی سکیم پر کام شروع کروانے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے آر کیو لنک کا منظور شدہ پانی 19000 کیوسک ہے۔

(ب) درست نہ ہے صوبہ کی سب سے بڑی رابطہ نہر بی ایس لنک ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست ہے سال 11-2010 کی ADP نمبر 2233 کے تحت 50 ملین روپے allocate کئے گئے تھے تاہم فنڈز جاری نہ ہوئے۔

(و) درست ہے۔

(ز) مالی سال 12-2011 میں سکیم نمبر 1363 کے تحت سکیم Protecting Banks of R.Q Link from RD. 129-145256/Tail کا PC-I جس کی مالیت 86.62 ملین روپے ہے، منظور ہو چکا ہے جس کے لئے 50 ملین روپے release ہو گئے ہیں جس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

نہر ایل بی ڈی سی کے رقبہ پر قبضہ کی تفصیلات

*9735: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر ایل بی ڈی سی کے ساتھ کافی سرکاری رقبہ عوام کے زیر قبضہ ہے؟

(ب) اگر ہے تو کتنا رقبہ زیر قبضہ ہے؟

(ج) حکومت اس رقبہ کو خالی کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور کیا یہ بھی ارادہ رکھتی ہے کہ ایسے رقبے کو پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کے ذریعہ نیلام کر دیا جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) ایل بی ڈی سی نہر کے ساتھ ساتھ ملحقہ تقریباً 697.26 ایکڑ رقبہ پر مختلف لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے۔

(ج) حکومت کی ہدایات کے مطابق محکمہ مال اور پولیس اتھارٹیز کے تعاون سے ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کرانے کی متواتر کوشش کی جا رہی ہے۔ بیشتر قابضین نے مختلف عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر کے اس رقبہ پر اپنا ناجائز قبضہ جمایا ہوا ہے۔ یہ رقبہ strip area ہے جو کہ محکمہ کی پیشہ وارانہ ضروریات کے لئے مخصوص ہے چونکہ ایل بی ڈی سی کی ری ماڈلنگ کا کام شروع ہو چکا ہے لہٰذا اس رقبہ کو نیلام نہیں کیا جا سکتا۔

سرپلس اراضی کو پٹہ پر دینے پر پابندی کی تفصیلات

*9736: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے سرپلس اراضی کو پٹہ پر دینے پر پابندی لگا رکھی ہے، یہ پابندی کب سے لگائی گئی ہے؟

(ب) پابندی لگائے جانے کے بعد اس اراضی کو کس طریقہ سے استعمال کیا گیا اور حکومت کو کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ پابندی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سرپلس اراضی کو پٹہ پر دینے پر پابندی لگا رکھی ہے اور یہ پابندی بذریعہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نوٹیفکیشن CLI-700/2005-834 مورخہ 16-03-2005 لگائی گئی۔

(ب) حکومت کی پالیسی کے تحت سرپلس زمینیں بورڈ آف ریونیو پنجاب کے حوالے کر دی گئی ہیں اور کوئی آمدن نہ ہوئی۔

(ج) پالیسی میٹر ہے۔

صوبہ میں نہروں کی لائننگ کی تفصیلات

*9815: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لئے نہروں کی لائننگ ایک اہم قومی معاملہ ہے؟

(ب) کیا محکمہ انہار نے صوبہ میں مالی سال 11-2010 میں نہروں کی لائننگ کا کوئی پراجیکٹ شروع کیا ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ نہری پانی کے ضیاع کو روکنے کے لئے نہروں کی لائننگ ایک اہم ذریعہ ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ انہار نے صوبہ میں مالی سال 11-2010 میں نہروں کی لائننگ کا پراجیکٹ شروع کیا ہے۔

ضلع بہاولنگر: منظور شدہ نہری پانی کی تفصیلات

*9879: چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر کا منظور شدہ نہری پانی کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر کو منظور شدہ پانی سے کم مقدار میں پانی مہیا کیا جارہا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کم مقدار میں پانی مہیا کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر کا منظور شدہ نہری پانی 10267 کیوسک ہے۔

(ب) اگست 2011 تک پانی پورا ملتا رہا اور اب نہروں کا بیڈ سلٹ اپ ہونے کی وجہ سے کم پانی مل رہا ہے۔

(ج) نہروں کا بیڈ سلٹ اپ ہونے کی وجہ سے نہریں پانی کم لے رہی ہیں۔ سالانہ بندی کے دوران بھل صفائی کرنے سے نہریں بمطابق حق پانی لے سکیں گی۔

ضلع بہاولنگر: نہروں کی بھل صفائی کی تفصیلات

*9880: چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں نہروں کی بھل صفائی آخری بار کب کروائی گئی؟

(ب) اس بھل صفائی پر کل کتنا خرچ آیا؟

(ج) کون کون سی نہروں کی بھل صفائی کروائی گئی، ان نہروں کی لمبائی علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر میں آخری بار بھل صفائی 11-2010 میں کروائی گئی۔

(ب) اس بھل صفائی پر 3.331 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) بہاولنگر کینال سرکل میں دوران سال 11-2010 میں آٹھ نہروں کی بھل صفائی کروائی گئی جن کی تفصیل (Annex-J) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور۔ زرعی اراضی کو پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*9962: محترمہ انیلہ اختر چوہدری: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے رقبہ کو محکمہ کی طرف سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کی لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی پانی کی عدم فراہمی کی وجہ سے بے کار پڑی ہے؟

(ج) حکومت نے پچھلے تین سالوں کے دوران اس ضلع کی تمام زرعی اراضی کو پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں 668133 ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

(ب) جزوی متعلقہ نہ ہے البتہ نہری نظام کی حدود میں پانی کی عدم فراہمی کی وجہ سے کوئی زرعی اراضی بے کار نہ پڑی ہے.

(ج) ضلع قصور میں نہری نظام کی حدود میں واقع رقبہ جات کو بمطابق حق پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

ضلع سرگودھا۔پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*9964: سردار کامل گجر: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھامیں11-2010 میں محکمہ نے پانی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے، کتنے مقدمات زیر التواء ہیں اور کتنے مقدمات کا فیصلہ ہو چکا ہے-اس ضمن میں تاوان کی مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

(ب) پانی چوری روکنے کے لئے حکومت نے پچھلے تین سالوں میں کیا کیااقدامات اٹھائے، ان اقدامات کے نتیجہ میں پانی چوری میں کتنے فیصد کمی واقع ہوئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیرآبپاشی(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھامیں11-2010میں پانی چوری کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تعداد مقدمات	تعداد فیصلہ	زیرالتواء	وصولی تاوان
2079	797	1282	1,52,20,371(ایک کروڑباون لاکھ بیس ہزار تین سو اکہتر)

(ب) ضلع سرگودھامیں پانی چوری کی روک تھام کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے جس کی وجہ سے پانی چوری میں کمی واقع ہوئی۔

1۔ عملہ محکمہ نہروں پر سخت کنٹرول

2۔ اندراج مقدمات پانی چوری

3۔ فیصلہ کیس ہائے تاوان

4۔ زیادہ پانی چوری کے علاقوں میں پولیس کی تعیناتی

سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	(2008)	(2009)	(2010)	(2011)
کیس ہائے پانی چوری	3418	2547	2415	1197
فیصد کمی	-	25%	29%	65%

ضلع سرگودھا۔نہروں کا منظور شدہ پانی و بھل صفائی کی تفصیلات

*9965: سردار کامل گجر: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا کی کن کن نہروں، راجباہوں اور مائنرز میں ان کے منظور شدہ کوٹا سے کم پانی فراہم کیا جارہا ہے، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان انہار، مائنرز اور راجباہوں کی سال 11-2010 کے دوران مرمت اور بھل صفائی پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) اس مرمت اور بھل صفائی کے اقدامات اٹھانے سے مزید کتنی اراضی کو پانی فراہم کیا گیا؟

(د) مذکورہ ضلع میں اس عرصہ کے دوران محکمہ نے پانی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے اور ان سے تاوان کی مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا کی نہروں اور راجباہوں میں کوٹا سے کم پانی نہ فراہم کیا جاتا ہے۔تاہم منگلا ڈیم میں سے دستیاب پانی کو باقاعدہ وارہ بندی پروگرام کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں سال 11-2010 کے دوران انہار، مائنرز اور راجباہوں کی مرمت اور بھل صفائی پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مرمت و بھل صفائی کا کام مزید رقبہ جات کو پانی دینے کے لئے کرایا جاتا ہے، نہروں و راجباہوں کی مرمت و بھل صفائی کا کام ٹیل تک منصفانہ پانی کی تقسیم کو یقینی بنانے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ جو رقبہ جات پانی حاصل کر رہے ہیں پانی سے محروم نہ ہوں۔

(د) ضلع سرگودھا میں محکمہ نے اس دوران پانی چوری کے کل 734 مقدمات درج کروائے اور 75,77,985/- روپے کا تاوان لگایا جس کی وصولی محکمہ مال کے ذمہ ہے۔

ضلع قصور۔بھل صفائی کی تفصیلات

*9968: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں سال 11-2010 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے کلو میٹر بھل صفائی کی گئی اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) اس ضلع میں بھل صفائی کے نتیجہ میں کتنے ایکڑ مزید اراضی کو پانی فراہم کیا گیا؟

(د) کیا حکومت اس ضلع کے لئے 12-2011 کے بجٹ میں بھل صفائی کی مد میں فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں مالی سال 11-2010 کے دوران بھل صفائی کے لئے 3.320 ملین روپے رقم مختص کی گئی۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں 121.90 کلو میٹر بھل صفائی کی گئی اور اس پر 2.7 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ج) ضلع قصور میں بھل صفائی کے نتیجے میں 379296 ایکڑ رقبہ کو پانی کی بہتر سہولت میسر آئی۔

(د) ضلع قصور میں مالی سال 12-2011 میں 3.560 ملین روپے بھل صفائی کی مد میں رکھے گئے۔

تحصیل قصور۔پانی سے محروم رقبہ کو پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*9969: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل قصور میں محکمہ کے کون کون سے راجباہ، مائنز اور انہار واقع ہیں، ان کے نام اور ان کے پانی کا ڈسچارج کتنا ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سے اس تحصیل کا کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے اور کتنے ایکڑ رقبہ پانی سے محروم ہے؟

(ج) پانی سے محروم رقبہ کو پانی فراہم کرنے کے لئے حکومت نے پچھلے تین سالوں میں کیا کیا اقدامات اٹھائے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سے 100808 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے اور کوئی رقبہ پانی سے محروم نہ ہے۔

(ج) ضلع قصور میں نہری نظام کی حدود میں واقع رقبہ جات کو بمطابق حق پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔

ضلع شیخوپورہ و لاہور: بھل صفائی کی تفصیلات

*9971: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ و لاہور میں سال 11-2010 کے دوران بھل صفائی کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں انہار کی کتنے کلو میٹر بھل صفائی کی گئی اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے؟
(ج) ان اضلاع میں بھل صفائی کے نتیجہ میں کتنے ایکڑ مزید زمین کو پانی فراہم کیا گیا؟
(د) کیا صوبہ میں بھل صفائی باقاعدگی سے ہر سال کروائی جاتی ہے؟

وزیر آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع شیخوپورہ اور لاہور میں سال 11-2010 کے دوران بھل صفائی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ضلع	مختص رقم (ملین روپے)	خرچ کردہ رقم (ملین روپے)	بھل صفائی لمبائی (کلو میٹر)
1	شیخوپورہ	9.650	10.88	437
2	لاہور	3.500	3.40	205

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) بھل صفائی کے نتیجے میں تقریباً 3,92,000 ایکڑ رقبہ کو بہتر طور پر پانی فراہم کیا گیا۔ بھل صفائی کا مقصد نہروں کے اندر جمع شدہ مٹی کو نکالنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے ڈیزائن کے مطابق ڈسچارج لے سکیں۔

(د) صوبہ میں بھل صفائی باقاعدگی سے ان نہروں کی کروائی جاتی ہے جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا حکم بالکل بجا اور آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن آج آپ غور کر لیں میں نے آپ کے چیمبر میں بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ صرف شیخ علاؤالدین کے سوالات ہی آخری صفحہ پر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں۔ کیا میں اور آپ اس House کے ممبر ہیں، باقی ممبر نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وارابندی کے بارے میں سوالات آتے ہیں لیکن اُن کے جوابات کی باری نہیں آتی۔ اگر پٹواری سے ملے ہوئے ہیں تو پانی ملتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر زراعت / آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شیخ صاحب اس کی وضاحت کریں میں اُن کے خلاف کارروائی کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو کیا بتانا ہے۔ میں آپ کو صرف اپنے حلقہ میں لے کر چلتا ہوں وہاں پر محکمہ آبپاشی کتنا بڑا ظلم کر رہا ہے اور مسلسل کر رہا ہے۔ میرے سوالات جان بوجھ کر آخری صفحہ پر آتے ہیں تاکہ میں اس معاملہ پر بات نہ کر سکوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! گزارش یہ ہے کہ سوالات نمبر کے حساب سے آتے ہیں اور آپ کا جہاں نمبر آتا ہے وہیں پر آپ کا سوال آئے گا۔ آپ کی طرف سے میرے بارے میں اس قسم کی بات کرنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی بات بالکل نہیں کر رہا۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ ان سوالات کے نمبرز کون لگاتا ہے؟ ان سوالات کے نمبرز آپ نہیں لگاتے۔ آپ سوالات کے نمبرز لگا دیں اور چاہے اس سے بھی آگے لگا دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس معاملہ کی انکوائری کرواتے ہیں آپ اس میں شامل رہیں۔ اگر آپ اس کو غلط ثابت کریں گے تو میں اس کے خلاف نوٹس ضرور لوں گا اور عملی طور پر کارروائی کی جائے گی۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سابق وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی (مرحوم) کی جمہوریت کے لئے کی گئی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا جانا

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آل پاکستان میناریٹیز الائنس کے بانی چیئرمین شہید شہباز بھٹی کو خراج تحسین پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ شہید قائد شہباز بھٹی اقلیتوں کے ایک جرائتمند اور دلیر قیادت تھے جن کا وژن اقلیتوں کو uplift کرنا اور اقلیتوں کو حقیقی معنوں میں قومی دھارے میں شریک کرنا تھا۔ ہمیں اپنے شہید قائد پر فخر ہے جن کی بدولت آج اقلیتیں اس قابل ہوئی ہیں کہ پاکستان میں اُنہیں وقار حاصل ہوا ہے، اُنہیں عزت ملی ہے اور اُنہیں احترام ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ شہید قائد پاکستان کے سپوت تھے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے سافٹ امیج کو بین الاقوامی سطح پر پیش کیا اور ہمیشہ پاکستان کی بات کی۔ شہید قائد نے وہ کوشش کی جو پاکستان کے اندر

کچھ ایسی قوتیں ہیں جو نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں بھائی چارہ ہو، interfaith harmony ہو لیکن شہید قائد نے interfaith harmony کے لئے اس ملک کے اندر ہر طرح کے تعصب کو ختم کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج شہید قائد شہباز بھٹی کو اسی جدوجہد اور اسی کوشش کے عوض پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے ایک full-fledge وفاقی وزیر بنایا اور یہ کریڈٹ شہباز بھٹی شہید کے اُس کردار کو جاتا ہے کہ جس کی بدولت اُسے recognized کیا گیا۔ اُن کی جدوجہد سے ہمارے ملک کے اندر جو کامیابیاں ہوئیں، انہوں نے اقلیتوں کے لئے جو کوششیں کیں، اُن سے پہلے بھی بہت سارے ممبر آئے جنہوں نے لفظی کارروائیاں کیں لیکن شہید قائد ایک باعمل اور باکردار سیاستدان تھے۔ ان کے اس کردار کی وجہ سے پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے recognized کیا اور اُن پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے اُن کے ساتھ الائنس کیا۔ آج ہمیں اپنی قیادت پر فخر ہے کہ جنہوں نے عملی طور پر یہ ثبوت پیش کیا کہ پاکستان کے اندر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی وہ واحد لیڈرشپ تھی جنہوں نے تریسٹھ سال میں ہماری اقلیتوں کے ساتھ جو ناانصافی ہوتی رہی انہوں نے ہمارے مطالبات کو بھرپور طریقے سے پیش کیا اور انہیں منوایا اس لئے کہ ان میں حقیقی معنوں میں لیڈرشپ تھی۔ شہید قائد نے اقلیتوں کے دیرینہ مطالبات کو پورا کیا اور اُن کی بدولت ایسے کام ہوئے جنہیں تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے 5 فیصد کوٹا جو تمام ملازمتوں کے اندر ہو یہ شہید قائد کا منشور تھا۔ انہوں نے اسے پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت میں عملی جامہ پہنایا اور اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا مختص کرایا۔

جناب سپیکر! 11۔ اگست کا دن اقلیتوں کے لئے ان کی recognition کا دن ہے جسے اقلیتوں کے لئے declare کرایا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ شہید قائد کے تاریخی اقدام ہیں۔ سینیٹ جو ہمارے لئے no go area تھا شہید قائد کی کوششوں اور جدوجہد سے آج سینیٹ کے اندر چار سیٹیں اقلیتوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ میں یہاں پر کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہیں آج شہید قائد کی کوششوں کی بدولت ہی یہ نصیب ہوا کہ آج وہ بلامقابلہ پنجاب سے سینیٹ کے لئے بطور کرسچین ممبر منتخب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ نے ایک منٹ کے لئے کہا تھا۔ اب آپ مہربانی کریں اور بات ختم کریں۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! شہید قائد نے یہ بھی ثابت کیا کہ اقلیتیں اس ملک کے اندر کوئی اماوس نہیں، نہ یہ باہر سے آئی غیر ملکی ہیں بلکہ پاکستان کا حصہ ہیں اور پاکستان کے ساتھ ہی ان کا جینا مرنا ہے۔ شہید قائد نے اپنی جان کی قربانی دے کر اپنے ملک کے ساتھ وفاداری کا عملی ثبوت دیا۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر شہید قائد کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور اس عہد کی تجدید کرتی ہوں کہ ہم ان کے مشن کو لے کر آگے بڑھیں گے۔ ان کے اس مشن کو جس میں پاکستان کا وہ چہرہ ہو جس میں پاکستان کے اندر وہ معاشرہ ہو جو تعصب اور مذہبی انتہا پسندی سے پاک ہو، جس میں چھوت چھات نہ ہو، جس میں انصاف ہو، تمام لوگوں کو مساوی اور یکساں حقوق حاصل ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ

اب وہ سلسلہ ناز رکھ نہیں سکتا
مجھے وہ سچ کہنے سے باز رکھ نہیں سکتا
وہ میرے حالات کو ناساز کر سکتا ہے
وہ میرے حالات کو ناساز رکھ نہیں سکتا

جناب سپیکر! شہباز بھٹی صاحب میرے class fellow تھے۔ ہم سات سال اکٹھے ایک ہی ہاسٹل میں رہے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کی بہتری کے لئے بات کی چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے، پارٹیاں اپنی جگہ ہوتی ہیں لیکن سب سے پہلے اسٹیٹ ہے کیونکہ اسٹیٹ ماں ہے اور ماں کے خلاف کوئی شخص بھی غداری نہیں کر سکتا۔ انہوں نے پاکستان کے وقار کے لئے اور پاکستان کے image کو بہتر بنانے کے لئے جو کوششیں اور کاوشیں کی تھیں میں بھی ان پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اگر میرے بھائی اور بہنیں غصہ نہ کریں تو میں ایک سچی بات کرنا چاہتا ہوں یہاں میری بہن اور بھائی دونوں بیٹھے ہیں جن کا تعلق APMA کے ساتھ ہے انہیں بھی معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ انہیں ایسی کچھ قوتوں سے خطرہ ہے جو گورنمنٹ کے اندر ہیں۔ انہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی معلوم ہے اگر ہم اس جگہ پر جھوٹ بولیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خدا ہمیں دیکھتا ہے۔ آج ان کی کوششوں اور کاوشوں کی وجہ سے اقلیتوں کی سینیٹ میں سیٹیں مخصوص کی گئیں جس کا مطالبہ انہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب سے کیا تھا۔ آج کامران مائیکل صاحب پنجاب سے

اقلیتوں کی سیٹ پر سینیٹر منتخب ہوئے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو شہباز بھٹی شہید نے کی ہیں لیکن اب اس سے آگے بڑھ کر میرا یہ مطالبہ ہے اور میرے بھائی اور بہنیں جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ بھی میرے ساتھ اس مطالبے میں شامل ہوں گے اور APMA کے دونوں ساتھی بھی شامل ہوں گے کہ وہ جب بھی بات کرتے تھے کہ انہیں ایک Interior Minister سے خطرہ ہے۔ وہ ہمیشہ کہتے تھے کہ مجھے یہ نہ تو bullet proof گاڑی دیتے ہیں اور نہ Ministers Enclave میں گھر دیتے ہیں۔ ہمارے اور بہت سارے اقلیتی رہنما جو پاکستان کا حصہ ہیں جن کا پاکستان کے بننے میں بڑا کردار ہے اسی سیٹ پر جہاں پر آپ تشریف فرما ہیں دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے Boundary Commission کے سامنے بھی قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا تھا، اقلیتوں نے پاکستان کا ساتھ دیا تھا اور ہمیشہ دیں گے۔ میرا وفاقی حکومت سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ شہباز بھٹی شہید کے اصلی قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ میں انتہائی افسوس سے کہتا ہوں کہ آج تک ان کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ میری وفاقی حکومت اور خاص طور پر رحمان ملک صاحب سے جو بہت اعلیٰ مقام تک پہنچ چکے ہیں، ان سے التماس ہے کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور جناب شہباز بھٹی شہید کے اصل قاتلوں کو گرفتار کریں۔ انہیں معلوم ہے اور وہ اکثر کہتے ہیں کہ مجھے سب کے قاتلوں کا پتا ہے۔

جناب سپیکر! Pakistan Penal Code میں ایک section ہے جس کے تحت اگر آپ کسی گواہی کو چھپاتے ہیں تو اس کے لئے بھی تعزیری سزا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو اور شہید شہباز بھٹی کے قاتلوں کا پتا ہے۔ اگر وہ اس بات کو چھپاتے ہیں تو اس بات کو چھپانا نہیں چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ وہ کورٹ میں جا کر تمام قاتلوں کو بے نقاب کریں۔ میں صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا اور یہ شہباز بھٹی شہید کے لئے ہے کہ:

کھیتوں پر آ پہنچی پھر سرسوں کی رُت
آج اُسے بِن دیکھے پورا سال ہوا

بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک منٹ شہید شہباز بھٹی کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ

چلا گیا مگر اپنے خواب چھوڑ گیا
سیاہ رات میں روشن کتاب چھوڑ گیا
ہزار جبر ہوں لیکن یہ فیصلہ ہے اٹل
وہ ذہن ذہن میں انقلاب چھوڑ گیا

جناب سپیکر! آج آپ نے مجھے شہید حق قائد تحریک چیئرمین APMA شہباز بھٹی کی پہلی برسی کے موقع پر لب کشائی کا موقع دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی اور اس ایوان کی اقلیتوں کے ساتھ اور اُس محب وطن پاکستانی شہید حق شہباز بھٹی کے ساتھ اظہار یکجہتی ہے۔ میں APMA اور پنجاب کی اقلیتوں کی طرف سے آپ کا مشکور ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ:

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
کہ سارے شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

جناب سپیکر! میں خلیل طاہر سندھو صاحب کا شکر گزار ہوں لیکن ہمارے یہ خدشات اور تحفظات ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں پاکستان کو قائد اعظم کے افکار کے مطابق ڈھالنے کے لئے، پاکستان میں انسانی حقوق کی بحالی کے لئے اور پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ ہونے والے ظلم و ناانصافیوں کے خلاف جتنی جدوجہد شہباز بھٹی شہید نے کی ہے اب ہر محب وطن پاکستانی کا مطالبہ ہے کہ ان کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی اقلیتیں، پاکستان کے محب وطن پاکستانی اور ان کا کا ممبر ہونے کے ناتے میں آج اس ایوان میں اس ایوان کی وساطت سے یہ عہد کرتا ہوں کہ ہماری جان تو جا سکتی ہے لیکن شہید شہباز بھٹی قائد تحریک کی جدوجہد میں کوئی رکاوٹ نہیں آنے دیں گے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ چودھری نثار صاحب جو قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہیں انہوں نے جمہوری اور منتخب صدر کے خلاف جو زبان استعمال کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ غیر اخلاقی اور غیر جمہوری ہے۔ جس کی میں بھرپور مذمت کرتی ہوں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: آپ کی پارٹی کے ممبران قومی اسمبلی میں بھی ہیں وہ یہ معاملہ وہاں پر اٹھائیں۔ یہاں یہ بات نہیں ہو سکتی۔ آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آج وزیر داخلہ / وزیر اعلیٰ صاحب چیمبر میں سینیٹ الیکشن کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں لیکن اس لسٹ میں اُن کا نام وزیر داخلہ ہے لہذا توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب وزیر داخلہ خود آ کر دیں ورنہ میں نہیں پڑھوں گی۔

جناب سپیکر: میں بھی قانون کے مطابق چلنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے نہیں پڑھنا لہذا وہ یہاں آ کر توجہ دلاؤ نوٹسوں کا جواب دیں۔ ہمارے وزیر داخلہ یہاں اسمبلی میں آئے ہوئے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ rules کو violate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ بات آپ غور سے سنیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ آپ کی دی ہوئی لسٹ ہے کہ چیف منسٹر صاحب وزیر داخلہ ہیں اور رانا ثناء اللہ صاحب جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: کیا ان کا notification آپ کے پاس ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ محکمہ ان کے پاس ہے آج وہ اسمبلی چیمبر میں موجود ہیں لہذا وہ میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دیں گے۔

MR SPEAKER: He can appoint any of the Ministers.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹسوں کا جواب چیف منسٹر صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ Rules of Procedure کی کتاب میں Rule 65 کے اندر لکھا ہے کہ:

> **65. Mode of raising the question.** Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned]

اس کا جواب چیف منسٹر صاحب دیں گے یا متعلقہ منسٹر دیں گے کیونکہ اس کے متعلقہ منسٹر بھی ہوم منسٹر ہیں۔

جناب سپیکر: Executive power وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے اور اسی power کے مطابق لاء منسٹر راناثناء اللہ صاحب کا notification جاری ہوا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ Rules کی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو overrule کرتا ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا آپ مجھے بات نہیں کرنے دیں گے؟

MR. SPEAKER: Have you read all Rules?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات تو مکمل کر لینے دیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر: آپ اپنا کام کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے جو بات کرنی ہے اُس کا تو ابھی Rule بھی نہیں پڑھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ Rule 65 کے اندر موجود ہے کہ:

65. Mode of raising the question.– Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned]

جناب سپیکر: کیا آپ توجہ دلاؤ نوٹس کو نہیں پڑھنا چاہتے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات تو مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بتا دوں کہ اس کا ٹائم ختم ہو رہا ہے کیونکہ اس کے لئے صرف پندرہ منٹ ہوتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ مجھے bulldoze کرنا چاہتے ہیں یا سننا چاہتے ہیں؟ اس Rule میں لکھا ہوا ہے کہ:

> Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the [1][Chief Minister or the Minister concerned] may answer the question on the same day or on any other day fixed by the Speaker.

یعنی چیف منسٹر اور متعلقہ منسٹر کی definition اسی توجہ دلاؤ نوٹس کے Rule 62 میں بھی دی ہوئی ہے۔ Rule 62 میں واضح لکھا ہوا ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس لاء اینڈ آرڈر کے متعلق ہوگا۔ اب لاء اینڈ آرڈر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت آتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ چیف منسٹر جواب دے گا یا ہوم منسٹر جواب دے گا کیونکہ ہوم منسٹر کا charge بھی ہمارے قائد ایوان خادمِ اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے پاس ہے۔ اگر چیف منسٹر جواب دینا چاہتے ہیں تو پھر بھی ان کو یہاں آنا چاہئے اگر ہوم منسٹر نے جواب دینا ہے تو پھر بھی انہیں آنا چاہئے۔ آمریت کے دور میں یہ amendment کی گئی تھی جس میں چیف منسٹر کے لفظ کے ساتھ یہ لفظ درج کیا گیا تھا کہ concerned Minister بھی جواب دے سکتا ہے ورنہ 65 سالہ تاریخ میں یہ روایت اور Rules بھی رہے ہیں کہ توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب ہمیشہ صوبہ کے چیف ایگزیکٹو وزیر اعلیٰ پنجاب دیا کرتے ہیں۔ اب اس سے بھی آگے بڑھ کر ہمارے خادمِ اعلیٰ صاحب نے یہ کیا ہے کہ وہ اسمبلی میں اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں جو سینیٹ کے ووٹوں کے لئے آئے ہیں لیکن اگر وہ آ ہی گئے ہیں تو پھر انہیں House میں آ کر ان Rules کی violation سے اسمبلی کو بچانا چاہئے اور توجہ

دلاؤنوٹسوں کا جواب دینا چاہئے۔اسی طرح concerned Minister کی definition Rule 62کے اندر موجود ہے۔

جناب سپیکر:اب آپ بیٹھ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rule 62 میں بڑا clear لکھا ہوا ہے کہ:

> **62. Procedure regarding calling attention.-** (1) A member may, with the consent of the Speaker, call the attention of the Chief Minister to any matter involving the law and order situation in the Province, through a "Call Attention Notice".

جناب سپیکر!توجہ دلاؤنوٹس کی definition یہ ہے کہ لاء اینڈآرڈر کی صورتحال کے متعلق اسمبلی کے اندر جو سوال کیا جاتا ہے وہ توجہ دلاؤنوٹس کی مد میں آتا ہے اور لاء اینڈآرڈر کی صورتحال ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت آتی ہے۔اس کا جواب چیف منسٹر صاحب یا ہوم منسٹر صاحب دیں گے۔چیف ایگزیکٹو کے پاس یہ اختیار موجود نہیں ہے کہ وہ جب چاہیں اسمبلی کے اندر جواب دینے کے لئے کوئی notification جاری کر دیں۔میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ اگر کسی بھی دیگر مقصد کے لئے ہمارے قائد ایوان اس اسمبلی بلڈنگ میں آ ہی گئے ہیں تو یہ House ان کا چہرہ مبارک دیکھ لے گا جس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر:کیا آپ اُن کو پابند کر سکتے ہیں اور کیا یہ اتھارٹی آپ کے پاس ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!وہ اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اگر وہ چند قدموں کے فاصلے پر ان rules کو violate ہونے سے بچا سکتے ہیں تو آ جائیں۔

جناب سپیکر:آپ کے پاس یہ اتھارٹی نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نرگس فیض ملک:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:مجھے جواب لینے دیں۔محترمہ!آپ تشریف رکھیں اور آرام سے بات کیا کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ابھی Rules کی بات رہتی ہے۔

جناب سپیکر: جو question raise ہوا ہے مجھے اس پر بات سننے دیں اور پڑھنے دیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب کو Rules کو interpret کرنے کا بڑا شوق ہے اور میرے خیال میں اسی شوق میں وہ طاقت آزمائی کر رہے تھے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شوق کوئی غلط تو نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگر یہ نہیں ہے تو غلط شوق کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ایسے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں۔ رانا صاحب! آپ کے الفاظ کا چناؤ بہت بہترین ہونا چاہئے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ آپ relevant بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! الفاظ کا چناؤ بھی بہت احتیاط سے ہونا چاہئے، الفاظ کا مطلب بھی احتیاط سے سمجھنا چاہئے اور بیٹھے بیٹھے بات بھی نہیں کرنی چاہئے۔ Rules and Laws کے مطابق صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کسی بھی کابینہ کے ممبر کو اسمبلی بزنس سونپ سکتے ہیں۔ House کے بزنس کا محکمہ داخلہ سے متعلقہ notification اسمبلی سیکرٹریٹ کے ریکارڈ میں موجود ہے لہذا میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کی کاپی نولاٹیا صاحب کو فراہم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب کو کاپی پہنچا دی جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ House کی بدقسمتی ہے کہ 65 سالہ تاریخ میں جس وزیر قانون کی گفتگو کو سب سے زیادہ House کی کارروائی سے کاٹا گیا ہے وہ ہمارے معزز وزیر قانون صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سب سے زیادہ کارروائی سے جو الفاظ حذف کئے گئے ہیں اس کا اعزاز بھی ہمارے لاء منسٹر صاحب کو حاصل ہے۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

This is according to rules and law and nothing is against the law and rules.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر Rules کے اندر یہ کہہ دیا جائے کہ اس توجہ دلاؤنوٹس کے متعلق جواب وزیر اعلیٰ یا متعلقہ وزیر دیں گے تو پھر چیف ایگزیکٹو کے پاس اس Rule کو violate کرکے اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی فرد کو مقرر کریں۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہاں پر interpreter ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ Rules کی violation ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ violation نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کیا چیف ایگزیکٹو اس Rules book کے پابند ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: میں بھی پابند ہوں اور آپ بھی پابند ہیں۔ یہ سب کچھ Rules کے مطابق ہی ہے۔ rules کے مطابق بات کریں اور ایسے ہی ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ یہ آپ ہی کے توجہ دلاؤنوٹسز ہیں اور کیا آپ ایسے ہی وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Question Hour اور باقی بزنس کے جوابات دینا یا بزنس کو handle کرنا کابینہ کی collective responsibility ہوتی ہے۔ اگر Question Hour میں ایک منسٹر موجود نہ ہو تو کوئی بھی منسٹر اس کا جواب دے سکتا ہے لیکن جب Rules of Procedures میں ایک specific in black & white کوئی چیز دی گئی ہے تو اسے اس کے ساتھ mix up یا گڈ مڈ نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بالکل نہیں کیا جا سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے آپ کے ذریعے اس ایوان میں بہت requests کیں کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائیں اور پچھلے دنوں ہمارے

صوبے کے اندر بہت سارے مسائل پیش آئے جن کے متعلق ہمیں اور اسمبلی کو اعتماد میں لیں۔ ہم نے اس کے لئے بعض اوقات اشتہارات بھی دیئے لیکن وہ تشریف نہیں لائے اگر آج وہ تشریف لائے ہیں تو اس اسمبلی کو grace دینے کے لئے نہیں آئے۔ ہمارا یہ strong conviction ہے کہ وہ سینیٹ کے الیکشن کے سلسلے میں، جو پہلے انہوں نے 47 لوٹے ایجاد کئے تھے، انہیں مزید پالش کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم ان کے اس غیر جمہوری روّیے کے خلاف، اس لوٹا سازی میں ان کے اپنے اس rule کے خلاف اور اس ایوان کو عزت نہ دینے کے روّیے کے خلاف آج کے اس اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کسی کو پابند کر سکتے ہیں یا کیا کسی ممبر کو اس ایوان میں آنے کے لئے پابند کیا جا سکتا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules میں ہے کہ۔۔۔

MR SPEAKER: No, you are wrong and you are hundred percent wrong.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم اس پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مرضی ہے۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی کے معزز ممبران ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہوئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹسز کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں وفاقی حکومت نے ہوشربا اضافہ کر دیا ہے جبکہ عالمی مارکیٹ میں اڑھائی ڈالر فی بیرل کمی واقع ہوئی ہے۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں اور جب تک ان کی بات مکمل نہیں ہو جاتی اس وقت تک آپ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور ان کی بات مکمل ہونے کے بعد آپ کی بات سنیں گے۔ جی، اعجاز صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! عالمی مارکیٹ میں اڑھائی ڈالر فی بیرل تیل کی مصنوعات کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی ہے تو ہم وفاقی حکومت کی طرف سے عوام پر گرائے گئے پٹرول بم کی مذمت کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! بڑی مہربانی۔ آپ نے مذمت کر لی ہے تو اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری پوری بات تو سن لیں کہ مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ ہم یہاں پر۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے اب ان کی بات سننی ہے اس لئے اپنی بات جلد مکمل کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ایوان کی کارروائی معطل کر کے مجھے یہاں پر قرارداد لانے کی اجازت دی جائے کیونکہ وفاقی حکومت اور اس سے منسلک ادارے یہاں پر ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں جو اپنے بجٹ کا خسارہ عوام پر پٹرول بم گرا کر پورا کرنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ اس قرارداد کے ذریعے ان کے چہرے بے نقاب ہو سکیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اس لئے اب ایوان کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وفاقی حکومت کی طرف سے عوام دشمن پالیسی کے تحت پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں اضافہ کی مذمت کے لئے rules کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے اس کی اجازت دی جائے کیونکہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں اڑھائی ڈالر فی بیرل ریٹ کم ہوئے ہیں۔ وفاقی حکومت ایک طرف تو صبح و شام کرپشن کر رہی ہے اور دوسری طرف عوامی پیسا کو ضائع کر رہی ہے۔ اپنا بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لئے پٹرولیم مصنوعات میں ہر مہینے اضافہ کر رہی ہے لہذا یہ ایک عوام دشمن پالیسی ہے جس کی مذمت کی جانی چاہئے اور صوبہ کی عوام بلکہ پاکستان بھر کی عوام کی طرف سے وفاقی حکومت کو پیغام جانا چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ جب پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم ہوتا ہے تو آپ گم ہو جاتے ہیں۔ آپ کہیں گم سُم رہتے ہیں اور جب کارروائی شروع ہوتی ہے آپ ایک دم کہیں سے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے نکل آتے ہیں۔ I will not allow anybody یہ تحریک رانا تنویر احمد ناصر کی ہے جس کا نمبر 256/12 ۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آ چکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ خدیجہ عمر اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی ہے۔ ان میں سے کوئی تشریف فرما ہیں؟ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending till next week ۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ آمنہ الفت کی ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں یہ بھی next

week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کی ہے جس کا نمبر 304/12 ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 313/12 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔ یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 321/12 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

ٹریفک چالانز کی وصولی جرمانہ اور کاغذات کی واپسی کے طریق کار کو آسان بنانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹریفک چالانز کے وصولی جرمانہ اور گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے کاغذات کی واپسی کا انتہائی پیچیدہ طریق کار عوام کے لئے مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ٹریفک قوانین کی کسی بھی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس اہلکاران چالان کرنے کے ساتھ ہی گاڑی کے کاغذات، ڈرائیونگ لائسنس اور شناختی کارڈ لے لیتے ہیں۔ اس طرح دیکھا گیا ہے کہ بچوں اور خواتین کے ساتھ اور خاص طور پر وہ لوگ جو لاہور سے باہر دوسرے شہروں سے آئے ہوتے ہیں عجیب پریشانی کے عالم میں سڑکوں پر خوار ہو جاتے ہیں۔ انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ پہلے بنک میں جا کر جرمانہ جمع کراؤ پھر کاغذات مخصوص چوکی یا ٹریفک pickets سے جا کر دھوپ، بارش میں کھڑے ہو کر حاصل کرو۔ یہ انتہائی بے رحمانہ طریقہ جو کسی صورت عوام کے مفاد میں نہ ہے اور اکثر اوقات اسی وجہ سے لوگ مجبوراً مک مکا کر کے جان چھڑاتے ہیں اور اس طرح جرمانے کا ایک بڑا حصہ کہاں جاتا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کوئی راکٹ سائنس درکار نہ ہے۔ فوری طور پر وصولی جرمانہ کا طریق کار آسان اور فول پروف بنانا چاہئے جس میں عوامی سہولت کو مدنظر رکھا جائے اور اس کے لئے آسان یہ ہو گا کہ جس طرح موبائل فونز کے ذریعے یوٹیلٹی بلوں کی رقم ٹرانسفر کی سہولت موجود ہے کو مؤثر بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ Credit Card Machine سسٹم کو پورے نیٹ ورک میں track monitoring کے ذریعہ چلایا جائے۔ مزید ہر مین روڈ پر تقریباً ایک کلومیٹر فاصلہ پر کولیکشن بوتھ بھی بنائے جائیں جو daily basis پر جرمانہ وصول کریں اور

وہیں سے کاغذات کی واپسی بھی ممکن ہوا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے صرف ایک فقرے کا اضافہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ پڑھی گئی ہے اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بحث نہیں کر رہا ہوں بلکہ add کرنا چاہتا ہوں۔ لاہور میں اور خاص طور پر جو میرے حلقے میں شہر آتے ہیں وہاں ٹریفک کا نظام تباہ ہو گیا ہے اسے بھی اس کے اندر لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے next week کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اسے next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، یہ بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادی پنجاب مصدرہ 2012 لیتے ہیں۔ لاء منسٹر!

مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce the Punjab Kachi Abadis (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Colonies for report within one month.

The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 Minister for Law to introduce the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce:

"The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within one month.

The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012. Minister for Law to introduce the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) کورٹ آف وارڈز پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce:

"The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012."

MR SPEAKER: The Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue Relief and Consolidation for report within one month.

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، اب شیخ علاؤالدین صاحب مجلس خصوصی نمبر 20 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 1774/11 میں جعلی پیروں کی مشکوک مجرمانہ سرگرمیوں سے متعلق اٹھایا جانے والا معاملہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No.1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spirituals.

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No.1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spirituals.

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The matter raised in Adjournment Motion No.1774/11 moved by Ms Azma Zahid Bukhari, (W-342) regarding the alleged criminal activities of fake spirituals.

کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، next چودھری عرفان الدین صاحب مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 776/10 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion No.776/2010 moved by Mian Tariq Mehmood MPA(PP-113)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No.776/2010 moved by Mian Tariq Mehmood MPA(PP-113)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No.776/2010 moved by Mian Tariq Mehmood MPA(PP-113)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 10 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، next جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون نصاب تعلیم، درسی کتب کی نگرانی و تعلیمی معیارات کی نگہداشت پنجاب مصدرہ2012اور نشان زدہ سوالات نمبر3435اور 3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"1. The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and maintenance of standard of Education Bill 2012(Bill No. of 2012); and

2. Starred Question No. 3435 and 3436.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"1. The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and maintenance of standard of Education Bill 2012(Bill No. of 2012); and

2. Starred Question No. 3435 and 3436.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"1. The Punjab Supervision of Curricula, Textbooks and maintenance of standard of Education Bill 2012(Bill No. of 2012); and

2. Starred Question No. 3435 and 3436.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال11-2010اور2012کے بارے میں مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008،50,31,28,23 اور 57 بابت سال2009،21,10,5اور38 بابت سال2010،,2,9,13,16,23,24,25,28 48,53,56,64,67,69,70,71,72,75,76اور77 بابت سال2011،1 اور 3 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008،50,31,28,23 اور 57 بابت سال2009،21,10,5اور38 بابت سال2010،,2,9,13,16,23,24,25,28 48,53,56,64,67,69,70,71,72,75,76اور77 بابت سال2011،1 اور 3 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

""تحاریک استحقاق نمبر 51 بابت سال 2008،50,31,28,23 اور 57 بابت سال2009،21,10,5اور38 بابت سال2010،,2,9,13,16,23,24,25,28 48,53,56,64,67,69,70,71,72,75,76اور77 بابت سال2011،1 اور 3 بابت سال2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

بحث

بجٹ13-2012کے لئے ممبران سے تجاویز لینے
کی غرض سے پری بجٹ بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ13-2012 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز ہو چکا ہے، آج بھی بحث جاری رہے گی اور آج بحث کے لئے اس وقت میرے پاس بائیس ممبران کے نام موجود ہیں جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ میں معزز اپوزیشن ممبران سے بھی کہتا ہوں جو کہ باہر بیٹھے ہوں گے وہ ایوان میں آکر اس بحث میں ضرور حصہ لیں۔ جی، پہلا نام میاں محمد شفیق صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں۔ جی، اب اگلا نام شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ اس کے بعد میاں محمد رفیق صاحب آپ تیار رہیں، رانا منور غوث صاحب نہیں ہیں، افسوس کی بات ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اربوں روپے مختلف محکموں کو عوام کی بہتری کے لئے دیئے جا رہے ہیں لیکن جہاں تک ان روپوں یا ان فنڈز کے استعمال کا تعلق ہے تو اس میں اس چیز کی سخت ضرورت ہے کہ اسے اس طریقے سے scrutinize کیا جائے کہ ہر روپیہ اور ہر پیسا عوام کی بہتری کے لئے درست سمت میں خرچ ہو۔ میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ صحت کا بجٹ اربوں روپے میں ہے لیکن میڈیسن اور medical equipments کی purchases میں جو طریق کار اپنایا جاتا ہے، جس طرح specific companies کو orders دیئے جاتے ہیں اور tenders کے اندر پری کوالیفائی کا جو طریق کار ہے اصل میں اس سے ایک بہت بڑے گھپلے کا دروازہ کھلتا ہے جس سے بچنا چاہئے تاکہ فنڈز جس محکمے کو بھی ملیں وہ پورے کے پورے درست سمت میں استعمال ہوں۔

جناب سپیکر! صحت پر اتنا پیسا خرچ ہو رہا ہے لیکن یہ کوئی غور نہیں کر رہا کہ اس وقت لاہور میں پانچ فیصد دودھ خالص مہیا نہ ہے۔ جیسا کہ شاید آپ کے بھی علم ہو کہ رینالہ خورد ایسی جگہ ہے جو کہ internationally اس معاملے میں مانی جاتی ہے کہ وہاں پر کیمیکل سے پانچ لیٹر دودھ کو پانچ ہزار لیٹر بنا دیا جاتا ہے اور آج تک اس کو نہیں پکڑا گیا۔ یہی وہ دودھ ہے جو لاہور کے علاوہ پنجاب کے دوسرے

شہروں میں بھی لوگوں کی صحت کو تباہ کر رہا ہے، شیر خوار بچے اور ماں باپ مجبور ہیں کہ وہ وہی دودھ پلائیں جس کے اندر یہ ملاوٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر! شراب پر جو ایکسائز ڈیوٹی کا مسئلہ ہے، luckily اس وقت ایکسائز منسٹر بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایکسائز منسٹر صاحب! آپ کے متعلق بات ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شراب کی بات انہیں اچھی نہیں لگی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کا breakage allow کرنے کا اختیار ختم ہونا چاہئے، اسے جواز بنا کر 100 میں سے 20 بوتلیں breakage کے اندر دی جاری ہیں جبکہ خود Christian community چاہتی ہے کہ ہمیں لائسنس نہیں چاہئیں تو ان Licenses کو ختم کر دینا چاہئے کیونکہ شراب اصل نرخ سے تین چار گنا زیادہ پر فروخت ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کے خزانہ میں کوئی پیسا نہیں آ رہا۔ جہاں تک حکومت کی خریداریوں کا تعلق ہے تو ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ واسا نے جو cranes تقریباً ساڑھے سات کروڑ روپے کی خریدی تھیں آپ کو سن کر یہ افسوس ہو گا کہ ان میں سے کوئی بھی crane ایسی نہیں ہے جو یہاں پر کام کر سکتی ہو اور وہ تمام کی تمام cranes ویسے ہی کھڑی ہیں۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ میں TMAs کے تحت، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تحت اور دوسرے محکموں کے تحت کرپشن کا ریٹ چالیس فیصد ہے یعنی اگر آپ سو روپے ڈویلپمنٹ کے لئے دیتے ہیں اور اس میں سے ساٹھ روپے بھی لگ جائیں تو بڑی بات ہے۔ میں یہ بات بھی ثابت کر سکتا ہوں کہ اس وقت جس ریٹ پر فی مربع فٹ کے حساب سے عمارتیں بنائی جا رہی ہیں اس کا پرائیویٹ سیکٹر سے ریٹ ملا لیں تو آپ کو خود ہی پتا چل جائے گا۔ سرکاری سیکٹر میں تین گنا ریٹ پر سکولوں اور ہسپتالوں کی buildings بن رہی ہیں۔ اس وقت قوم کو educate کرنے کی سخت ضرورت ہے، اٹھارہ کروڑ عوام میں سے ایک ایسا طبقہ جس کی تعداد زیادہ سے زیادہ ساٹھ یا ستر لاکھ کے قریب ہو گی وہ ایسی purchases کر رہا ہے جس پر ملک کا بیشتر زر مبادلہ ضائع ہو رہا ہے۔ میں صرف ایک مثال سے اپنی بات کو واضح کروں گا کہ پچھلے دنوں لاہور ایکسپو سنٹر میں ہندوستان کی مصنوعات کی exhibition ہوئی جس میں سونے کے زیورات اور لیڈیز ملبوسات کی نمائش ہوئی۔ آپ سوچیں کہ پچیس تیس لاکھ روپے کا ہار اور دو سے اڑھائی لاکھ روپے کا سوٹ رکھا گیا، آخر وہ کونسا طبقہ ہے جو یہ چیزیں خرید رہا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ایک خاص بجٹ مختص کیا جائے جس سے قوم کو educate کیا جائے کہ خدا کے لئے آپ

زرمبادلہ ضائع کر کے ایسی چیزیں مت خریدیں جو صرف ایک ایسے طبقے کو feed کرتی ہیں جس کا اصل میں اس ملک کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ ایک عام پاکستانی ایک عام انسان جس طرح سے رہ رہا ہے اسے بھی چاہئے کہ وہ ایسے رہیں، اس کے لئے بھی education کی ضرورت ہے اور وہ جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس سے پاکستانیت پیدا ہو جس سے پتا لگے کہ یہ پاکستانی ہے۔ آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ پانچ دن پہلے پاکستان میں پہلی دفعہ کیلے کی consignment انڈیا سے آ گئی ہے اور اس میں estimated sales price تقریباً 220 روپے فی درجن رکھی گئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ قوم کو educate کیا جائے۔ کیا انڈین کیلا کھائے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تھا، کیا انڈین بھنڈی توری کھائے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تھا؟ یہ پیسا قوم کو foreign exchange کو کس طریقے سے کھائے گا؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ پاکستانی جو اپنے بیوی بچوں سے دور رہ کر اس ملک کو زرمبادلہ دے رہے ہیں، وہ تقریباً 11۔ارب ڈالر ہے۔ سٹیٹ بنک کے گورنر نے ابھی کل ہی کہا ہے کہ یہ اب بڑھ کر 12۔ارب ڈالر ہو جائے گا۔ میں کہتا ہوں یقیناً ہو جائے گا لیکن وہ سرمایہ آخر کہاں پر ضائع ہو رہا ہے؟ یہ education قوم کو دینے کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! دوسری طرف ہم ہندوستان سے دوستی کرتے پھرتے ہیں trade کرتے پھرتے ہیں لیکن پرسوں انڈین سپریم کورٹ نے ایک judgement دی ہے جو ہماری قوم کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔ judgement یہ دی ہے کہ ہندوستان کے تمام دریاؤں کو ایک mixture dam کے ذریعے ملایا جائے اور mixture dam اس طریقے سے بنائے جائیں کہ پاکستان کے حصے میں جو آئے ہوئے دریا ہیں ان کے پانی کو tunnels کے ذریعے اس سے ملا دیا جائے۔ میں آج اپنے ہر پاکستانی بھائی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان جو پاکستان کے پانی کو بند کر رہا ہے اب سپریم کورٹ کا نام لے کر وہ ہمیں mixture کے ذریعے پانی سے محروم کرتا چلا جا رہا ہے۔ ہماری دوستی اس کے ساتھ کیا رنگ لائے گی؟ آنے والی نسلیں ہمیں نہیں بخشیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے آٹھ نو مہینے میں اب تک Indian trade سے ڈیڑھ ارب ڈالر کا خسارہ ہو چکا ہے۔ کیا ہم اپنی قوم کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کے لئے آپ صرف پاکستانی چیزیں استعمال کریں؟

جناب سپیکر! مردار گوشت عام بک رہا ہے اور صحت کے لئے مردار گوشت کا استعمال انتہائی مضر ہے۔ جو ظلم انسانوں کے ساتھ اور پاکستانیوں کی صحت پر ہو رہا ہے، افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ قانون جو مردار گوشت کے بیچنے پر پابندی لگاتا ہے وہ اس قدر کمزور ہے کہ اگر کوئی آدمی اس کی

violation کرتے ہوئے پکڑا بھی جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ ہزار دو ہزار روپے جرمانہ ادا کر کے اسے وہیں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ TMAs کی جعلی مہریں لگائی جاتی ہیں اور تمام قصائی محکمے کے ساتھ مل کر جس ریٹ پر اس قوم کی صحت سے کھیل رہے ہیں ان کے خلاف فوری طور پر بجٹ میں کوئی ایسا طریق کار وضع کرنا چاہئے کہ یا تو یہ محکمہ ہی ختم کر دیا جائے جس کو ہم اتنا پیسہ دے رہے ہیں یا انہیں پابند کیا جائے کہ اگر کہیں سے مردار گوشت برآمد ہوتا ہے تو کم از کم محکمہ کے ان ذمہ داران کو محکمہ سے نکال دے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ پچھلے چار پانچ سال سے سکولوں کی buildings تیار ہیں لیکن آج تک وہاں پر عملہ نہیں پہنچ سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان buildings میں جانور باندھے جا چکے ہیں یا وہاں پر شادیاں ہو رہی ہیں۔ اب وہ شادی ہال بھی پرائیویٹ شادی ہال کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ ساتویں این ایف سی ایوارڈ میں پنجاب کو وفاق نے یہ کہا کہ ہم آپ کو بائیس فیصد ادائیگی کم کریں گے اس لئے کہ ہماری collection کم ہے۔ آپ زرعی اور جائیداد کے ٹیکس پر ریٹ کو بڑھائیں کیونکہ ترقیاتی اخراجات میں یہ کہا گیا کہ تیس فیصد کم کئے جائیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو یہ چاہئے تھا کہ نئے create resources کئے جاتے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ عطائیت قوم کی صحت کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اور جاہل عطائی لوگوں کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کر رہے ہیں لہذا ان کے لئے بھی کوئی خاص ایسا عمل کرنا چاہئے کہ عطائیت سے اور خاص طور پر rural areas میں عطائیت جو ظلم کر رہی ہے اسے ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! محکمہ زراعت کو ہم کروڑوں روپے کا بجٹ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ محکمہ زراعت جعلی زرعی ادویات کو کنٹرول کرنے میں قطعی طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ دھڑلے سے جعلی زرعی ادویات بکتی ہیں اور آپ یقین کریں کہ کسان بے چارہ روتا رہتا ہے اور میرے پاس اس بات کے ثبوت ہیں کہ جب وہ ان زرعی ماہرین کے پاس جاتا ہے اور جا کر یہ کہتا ہے کہ یہ زرعی دوائی میں نے فلاں جگہ سے خریدی تھی تو اس کو اتنے چکر دیے جاتے ہیں کہ وہ اپنے نقصان کو بھول جاتا ہے اور مزید نقصان اس کی قسمت میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کچھ تجاویز دوں گا اور بنیادی تجویز یہ ہے اور میں چاہوں گا کہ حکومت اس پر بہت سختی سے غور کرے۔

میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اڑھائی فیصد ٹیکس لے کر general immunity دے دی جائے، اس وقت لوگوں کے پاس جتنا سرمایہ ہے پنجاب حکومت مرکزی حکومت سے بات کرے کہ one time immunity دی جائے تا کہ یہ blocked capital جو بنکوں میں پڑا ہے یا لوگوں کے پاس

تجوریوں میں ہے اسے mainstream economy میں لایا جائے اور ان سے اڑھائی فیصد ٹیکس لے لیا جائے۔ انڈسٹری کو declare normalized کئے بغیر کچھ نہیں ہو گا، آپ حیران ہوں گے کہ لوگوں نے چاردیواریوں کے اندر انڈسٹری لگائی ہوئی ہے، undeclared income پر پنجاب حکومت کو کوئی آمدنی نہیں ہو رہی، باہر کوئی بورڈ نہیں ہے اور اندر انڈسٹری چل رہی ہے، میں نے جو تجویز دی ہے اسے اس line سے سوچا جائے کہ اگر آپ اس پر عمل کرتے ہیں تو وہ انڈسٹری declare ہو گی اور میں یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی آمدنی دگنی تگنی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! environment ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر لوگوں کو educate کرنا ضروری ہے، جو شوگر ملیں بغیر scrubber کے چل رہی ہیں انہیں فوری طور پر بند کرنا چاہئے۔ یہ شوگر ملیں لوگوں کو سانس کی problem دے رہی ہیں جو ultimately پنجاب حکومت کے خزانے پر bar ثابت ہوتی ہیں اور اس سے بہت بڑا فنڈ ضائع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! تمام سرکاری سکولوں اور کالجوں میں performance کی بنیاد پر ترقیاں دی جانی چاہئیں۔ یہ ترقیاں محض سالانہ بنیادوں پر دی جا رہی ہیں اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ایسے کالجز اور سکولز بھی ہیں جہاں صرف بارہ سٹوڈنٹس اور سولہ استاد ہیں۔

جناب سپیکر! ملک صاحب سے میری دشمنی ہے۔ میں جناب کی توجہ چاہوں گا کہ پنجاب میں جتنی رجسٹریاں ہو رہی ہیں ان کا automatic انتقال ہونا چاہئے لیکن پٹواری اور تحصیلدار جان بوجھ کر کئی کئی سال ان رجسٹریوں کا انتقال ریونیو ریکارڈ میں نہیں چڑھاتے جس وجہ سے unending litigation ہو رہی ہے اور لوگوں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے لہذا میں یہ تجویز دوں گا کہ تمام رجسٹراروں کو یہ کہا جائے کہ جس دن رجسٹری ہو اس کے اڑتالیس گھنٹے کے اندر رجسٹری بمع انتقال کے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے اور
ممبران نے ڈیسک بجا کر انہیں خوش آمدید کہا)

جناب سپیکر: welcome جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس دن sale deed کی جائے اسی دن یا زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں اس زمین یا پراپرٹی کا انتقال ریونیو ریکارڈ میں ہونا چاہئے۔ ایک طرف تو اس سے ریونیو میں بہت زیادہ اضافہ ہو گا اور دوسری طرف لوگ unending litigation سے بچ سکیں گے۔ لاہور اور پنجاب

کے دوسرے بڑے شہروں میں بے شمار گیسٹ ہاؤسز بن چکے ہیں ان میں سے بہت کم ایسے گیسٹ ہاؤسز ہیں جو ٹیکس دیتے ہیں یا رجسٹرڈ ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ان تمام گیسٹ ہاؤسز اور وہ گیسٹ ہاؤسز جن کے باہر کوئی signboard نہیں ہے اور ان تمام ہوٹلوں کو جو لاہور کے پوش ایریا میں ہیں لیکن جن کے باہر ایک 2x2 کا بھی بورڈ نہیں ہے ان تمام کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے۔ شادی ہالوں پر capacity کے لحاظ سے ٹیکس لگایا جائے۔ تمام بیوٹی پارلرز پر ٹیکس لگایا جائے اس میں یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ بیوٹی پارلر کس ایریا میں ہے بلکہ اس میں تین categories بنادی جائیں اور تمام بیوٹی پارلر کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے۔ گورنمنٹ کی تمام ڈویلپمنٹ سکیموں کی اس طریقے سے scrutiny کی جائے کہ جتنے فنڈز دیئے تھے کیا وہ موقع پر لگے ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ ،رانا صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب Chief Executive of the Province تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ کچھ بات کرنا چاہیں تو ہمیں بتائیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی بے حد نوازش کہ آپ نے وقت عنایت فرمایا، حالیہ دنوں میں اس ملک کے اندر کئی قسم کے challenges آئے اور صوبہ پنجاب میں بھی، بلوچستان کے حوالے سے ابھی کل آپ نے اخبارات میں پڑھا کہ کوہستان میں 19 بیگناہ مسلمانوں کو، پاکستانیوں کو شہید کر دیا گیا، آپ نے دیکھا کہ ایک اور جگہ ایک چینی خاتون کو ہلاک کر دیا گیا، بد قسمتی سے کوئی ایک ماہ پہلے خانپور میں 17 لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ امریکہ میں بلوچستان کے حوالے سے ایک قرارداد لانے کی کوشش کی جارہی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا عمل تھا جس سے پاکستان کو یہ بتانے کی کوشش کی جارہی تھی کہ سیدھے ہو جاؤ ورنہ ہم اس حد تک جا سکتے ہیں۔ امریکی حکومت کی جو سٹیٹمنٹ ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں، لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا حکومتی پارٹی کی منشا اور مرضی کے بغیر کوئی حکومتی پارٹی کا ممبر اس طرح کی قرارداد لانا چاہے جو کہ اپنے مسائل تو دور کی بات ہے دوسرے ممالک کے بارے میں اور وہاں پر بھی ایک صوبے کے بارے میں بات کی جائے یہ عقل سے بالاتر ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں باہر کی قوتوں کے بارے میں بات کرنے سے پہلے اپنا ضمیر جھنجھوڑنا ہوگا اور اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا۔ میں اس بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور یہ

تاریخ کا ایک عجیب جبر ہے، اور حالات کی عجیب سنگینی ہے جسے انگریزی میں Irony of fate کہتے ہیں کہ جب سے پاکستان بنا اگر کسی ایک صوبے کے اوپر فوج کشی ہوئی تو وہ بد قسمتی سے صوبہ بلوچستان ہے۔چاہے وہ ایوب خان کا دور تھا، چاہے ایک سیاسی دور تھا، ایک پولیٹیکل پارٹی کا دور تھا، چاہے وہ ایک اور آمر کا دور تھا اور پھر دوبارہ چاہے وہ مشرف آمر کا دور تھا جب حدوں کو پھلانگ دیا گیا اور بغیر کسی قصور کے، بغیر کسی وجہ کے اکبر بگٹی کو مار کر اسے یقیناً بلوچوں کے لئے بھی اور عام پاکستانی کے لئے بھی ہیرو بنایا گیا اور آج خیبر سے کراچی تک پوری قوم اکبر بگٹی کے قتل کے بارے میں انصاف چاہتی ہے اس لئے میں نے کل کہا تھا کہ اب APC,PCA یا CAP نہیں چلے گا بلکہ ان چونسٹھ سالوں میں بلوچوں کے ساتھ جو ظلم و زیادتی ہوتی رہی ہے اور زیادتیوں کے ادوار میں majority فوجی حکمرانوں، فوجی ڈکٹیٹرز کے زمانے میں رہی لیکن ایک سیاسی دور بھی تھا جس زمانے میں وہاں پر چڑھائی کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا زخم پاکستان کے جسم کے اوپر ہے کہ جہاں سے خون برابر رس رہا ہے اور اگر ہم نے proper and strong antibiotics نہ دیئے، ہم نے اس کا علاج تلاش نہ کیا اور ہوش مندی سے کام نہ لیا تو خاکم بدہن پھر خدانخواستہ، خدانخواستہ بہت زیادہ نقصان ہو جائے گا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان ہزار میل دُور تھا جبکہ بلوچستان مغربی پاکستان کا حصہ ہے وہ بہت بڑی بُھول میں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وقت ضائع کئے بغیر اس کے اوپر پوری توجہ دینی چاہئے لہذا میں یہاں پر آپ کی وساطت سے اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان کے مسئلہ کے اوپر ہمیں بھرپور آواز اٹھانی چاہئے کیونکہ بلوچستان اور پنجاب پاکستان ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا، چونکہ آپ House کے Custodian ہیں اس لئے آپ براہ کرم ایک کمیٹی تشکیل دیں جو کہ اس House کے اندر تمام نمائندہ political parties کی بنیاد پر ہو۔ میری گزارش ہے، فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ وزیر قانون اس کمیٹی کو head کریں۔ وہ کمیٹی ایک ہمہ گیر اور جامع قرارداد لے کر آئے۔ اس قرارداد میں ان ادوار کی بھرپور مذمت کی جائے کہ جن میں بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں پر فوج کشی کی گئی جس کے بھیانک نتائج آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں چند ماہ پہلے عطاء اللہ مینگل صاحب کو خود کراچی میں ملا تھا انہوں نے کہا شہباز شریف صاحب! اب آپ میرے پاس کیا لینے آئے ہیں؟ میری یہ داڑھی سفید ہو چکی ہے اور پیرانہ سالی ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ ہمارے بلوچ نوجوان اب ہماری بات بھی نہیں سنتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ وفاق کے نمائندے ہیں، آپ نے ہماری بات نہیں کی اور ہماری آواز نہیں اٹھائی اس لئے اب ہم اپنا فیصلہ

خود کریں گے۔ جب حالات اس دہانے پر پہنچ جائیں تو پھر فوری طور پر اس بارے میں سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان کیا ہے؟ پاکستان بلوچستان ہے، پاکستان سندھ ہے، پاکستان خیبر پختون خواہ ہے، پاکستان آزاد کشمیر ہے، پاکستان پنجاب اور گلگت بلتستان ہے۔ مجھے بتائیں کہ اگر جسم کا کوئی حصہ، کوئی ایک عضو خوانخواستہ ناکارہ ہو جائے تو کیا وہ جسم کارآمد ہوتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مشرقی پاکستان سے ایک سبق حاصل کرنا چاہئے جو کہ ہم آج تک نہ کر سکے۔

جناب سپیکر! ابھی میں حالیہ دنوں میں برلن جرمنی گیا تھا۔ میں یہ بات آپ اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ممبران کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کیونکہ آپ تاریخ سے اچھی طرح واقف ہیں کہ عالمی جنگ دوئم میں جرمنی کو نیست و نابود کر دیا گیا تھا۔ انگریزی میں کہتے ہیں کہ It was raised to ground یعنی Berlin, Frankfurt, Bonn اور دوسرے تمام شہروں میں ہر جگہ وہاں پر تباہی کے آثار تھے اور کروڑوں لوگ لقمہ اجل بن گئے تھے۔ اس وقت جرمنی کو مکمل طور پر شکست فاش ہو چکی تھی اور اس کے جسم کا آدھا حصہ روس کے تسلط میں دے دیا گیا جسے مشرقی جرمنی کہا گیا۔ میں یہ facts تاریخ کے حوالے سے بتا رہا ہوں۔ روس نے اس بات کا انتظام کیا اور پچاس ساٹھ سالوں تک روسی زبان مشرقی جرمنی کی کلاسوں میں by force پڑھائی جاتی رہی۔ حالات کا دھارا دیکھیں کہ صرف پچاس سال میں وہی مغربی جرمنی جس کو شکست فاش ہو چکی تھی، پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم میں بھی اسے شکست فاش ہوئی تھی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ بالکل مایوس ہو کر دنیائے ہستی سے مٹ جاتے مگر انہوں نے شکست نہیں مانی، ہمت نہیں ہاری اور انہوں نے اپنی اس شکست کو محنت، امانت اور دیانت میں بدلا اور پچاس سال بعد مغربی جرمنی دنیا کے نقشے پر ایک بہت بڑی معاشی طاقت بن کر سامنے آیا۔ بیس سال پہلے ستم ظریفی اور حالات کا جبر دیکھئے کہ اگر بہن مشرقی جرمنی میں ہے تو بھائی مغربی جرمنی میں ہے، اگر والدہ مشرقی جرمنی میں ہے تو بیٹا مغربی جرمنی میں ہے، اگر داماد مشرقی جرمنی میں ہے تو بہو مغربی جرمنی میں ہے یعنی خاندان بٹے ہوئے تھے۔ وہاں پر روس نے Berlin Wall تعمیر کی تھی اور جب خون کے رشتے میں تڑپ آتی تھی اور وہ اس طرف آنے کی کوشش کرتے تھے تو ان میں سے کسی کو گولی لگتی، کوئی راستے میں مر جاتا تھا اور کوئی بہت ہی خوش قسمت آگے نکل سکتا تھا۔ ان تمام تر مشکلات اور مسائل کے باوجود مغربی جرمنی پچاس سال کے اندر دنیا کے نقشے پر ایک عظیم طاقت بن کر اُبھرا۔ بیس سال پہلے مارگریٹ تھیچر جو اس وقت برطانیہ کی وزیراعظم تھیں ان کی شدید مخالفت کے باوجود، روس کی شدید مخالفت کے باوجود مغربی

اور مشرقی جرمنی کو اکٹھا ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکی۔ دیوار برلن بغیر گولی چلائے زمین بوس ہو گئی۔ آج جرمنی دوبارہ اکٹھا ہو چکا ہے اور پورے یورپ کے اوپر اس کا تسلط ہے۔ آج بھی یورپ کی economy تباہی سے دو چار ہے جبکہ جرمنی کی معاشی حالت پر دنیا عش عش کر اُٹھتی ہے۔ یہ کوئی جادو یا ٹونا نہیں تھا، یہ کوئی نوری یا ناری علم نہیں تھا بلکہ یہ صرف اور صرف دیانت، امانت اور مسلسل محنت کا نتیجہ ہے کہ جرمنی کے لوگ پوری دنیا کو شکست فاش دے کر آگے نکل گئے ہیں۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ جس ملک کو توڑا اور کاٹا گیا وہ پچاس سال بعد جُڑ گیا۔ ہم نے قائد کی عظیم تحریکوں، علامہ اقبال کے فرمودات، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، آپ اور اس معزز ایوان کے ممبران کے بزرگوں اور دوسرے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی قربانیوں سے یہ وطن حاصل کیا تھا۔ لاکھوں ماؤں کے دوپٹے و آنچل پھٹے اور پھر جا کر پاکستان معرض وجود میں آیا لیکن صرف پچیس، تیس سال بعد اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تیس، پینتیس سال گزرنے کے باوجود ہم نے ہوش کے ناخن نہیں لئے اور ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ ادھر جرمنی کو کاٹ دیا گیا تھا لیکن وہ پھر اکٹھا ہو گیا اور ہمارے بزرگوں نے اس ملک کو بنایا لیکن ہم اپنے ہی ہاتھوں اس ملک کا ایک حصہ گنوا بیٹھے۔ آج بلوچستان میں جو شورش برپا ہے اگر ہم نے اس بارے میں مزید غفلت برتی تو پھر تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ پھر یہی ہوگا کہ "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی وقت ہے کہ اگر ہم نے اقوام عالم میں باوقار پاکستانی کے طور پر زندہ رہنا ہے، اگر ہم نے اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنا ہے، آنے والی نسلوں کے آگے ہم نے شرمندہ نہیں ہونا، بھکاری نہیں بننا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے تو پھر ہمیں بلوچستان کے مسائل کو حل کرنا ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں ان کے پاؤں پڑنا پڑے تو وہ بھی کریں گے اور پاکستان کو بچائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس اور دکھ ہوتا ہے کہ ایک آمر مشرف نے کہا تھا کہ جب میں ان کو ماروں گا تو انہیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ کہاں سے میزائل آیا ہے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ اکبر بگٹی قتل ہو جاتا ہے، اس سے پہلے کوئٹہ کے ایئرپورٹ پر اس کو پانچ گھنٹے بٹھایا جاتا ہے کہ آپ کی چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مشرف سے ملاقات ہو رہی ہے اور پھر پانچ گھنٹے بعد اسے کہا جاتا ہے کہ جہاز خراب ہو گیا ہے اس لئے اب آپ چلے جائیں۔ وہ شرمندگی سے واپس اپنے گھر کو چل پڑتا ہے اور ابھی وہ ایئرپورٹ سے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھتا ہے تو جہاز takeoff کر کے دوبارہ اسلام آباد روانہ ہو جاتا ہے۔ اس سے

بڑی اخلاق سے گری ہوئی اور کیا حرکت ہو سکتی ہے؟اس سے بڑی اپنے ملک کی جڑوں کو کاٹنے کی قبیح حرکت اور کیا ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر!آپ کو یاد ہے کہ چاروں صوبوں نے وفاق کے ساتھ مل کر ابھی ڈیڑھ سال پہلے بھائی چارے سے نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کا فیصلہ کیا اور میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس کا کریڈٹ ہے اسے ملنا چاہئے۔پورے پاکستان میں اس کی دھوم مچی، لوگوں نے کہا کہ واقعی کوئی کام ہوا ہے۔ مشرف گیارہ سال تک اس ملک کے اوپر غیر آئینی طور پر مسلط رہا لیکن اپنی توپ، اپنی بندوق، اپنی چھڑی اور اپنے مکے کے باوجود بھی اس ایوارڈ پر فیصلہ نہ کرا سکا۔اس ایوان اور باقی ایوانوں نے اور ان کی قیادتوں اور وفاق کی قیادت نے مل کر یہ ایوارڈ طے کیا اور آپ جانتے ہیں کہ پنجاب نے اس ایوارڈ میں 11۔ارب روپے کی قربانی دی اور اس کا ہم کسی پر احسان نہیں جتاتے یہ ہمارا فرض تھا۔پاکستان جو چار صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان پر مشتمل ہے اگر پاکستان کی ترقی و خوشحالی اور پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے پنجاب کے عوام اور پنجاب کے بھائیوں اور بہنوں کو بڑی سے بڑی قربانی بھی دینا پڑے گی تو ہم اس سے گریز نہیں کریں گے اور انشاء اللہ پاکستان کو بچائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ نے دیکھا کہ اس نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے باوجود بلوچستان میں کوئی سیاسی سیٹلمنٹ نہیں ہوئی، اُن کے دکھوں اور زخموں کے اوپر کسی نے مرہم رکھا نہ کسی نے وہاں پر جا کر انہیں دلاسہ دیا۔ وہ بلوچ قوم ہے اُن کی اپنی traditions ہیں۔ صرف زبانی جمع خرچ ہوتا رہا، کاغذی کارروائی ہوتی رہی، اسلام آباد میں بیٹھ کر بیانات داغے جاتے رہے مگر اندر سے کچھ نہیں ہوا۔ میں اس ایوان اور آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ فی الفور ایک کمیٹی تشکیل دیجئے گا، اُس کمیٹی کو لاء منسٹر ہیڈ کریں اور ایک جامع قرارداد لے کر آئیں جس کے ذریعے ہم عملی طور پر بلوچ بھائیوں اور بہنوں کو ایک بہت طاقتور پیغام دے سکیں، ایک محبت بھرا پیغام دے سکیں اور اپنے دلی جذبات میں ایثار اور قربانی کا ملا ہوا پیغام دے سکیں کہ ہم بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہیں، اُن کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کی تلافی کرانے کے لئے پورا پنجاب جو ایک majority Province ہے پوری طاقت سے آواز اُٹھائے گا اور جب تک ہم بلوچستان کی تسلی کے مطابق اُن کے مسائل حل نہ کروا لیں ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔آپ کا بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ہم اس پر headed by Law Minister کمیٹی بنائیں گے اور ہم اُس کمیٹی میں اِدھر کے ساتھیوں کو بھی شامل کریں گے۔ جی، لغاری صاحب!آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک Ethnic Baloch ہوں۔ میرا حلقہ اور میری قوم پنجاب اور بلوچستان کے بارڈر پر واقع ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے ابھی یہاں پر نواب اکبر خان بگٹی کی بات کی۔ نواب اکبر خان بگٹی Mother کی سائیڈ سے میرے دادا کے first cousin تھے۔ اُن کی والدہ اور میرے دادا کی والدہ کھیتران قبیلے سے تھیں۔ اُن میں سے ایک بہن کی شادی بگٹی سردار کے بیٹے کے ساتھ ہوئی تھی اور دوسری بہن کی شادی میرے پردادا کے ساتھ ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! نواب اکبر خان بگٹی اسی لاہور کے ایچی سن کالج میں پڑھتے رہے، جب وہ یہاں پر پڑھے اور سب لوگوں کے ساتھ اُن کے interactions ہوئے تو اُن کے اندر ملک، قوم اور پاکستان کے لئے feelings پیدا ہوئیں کیونکہ اس سکول میں اُن کا interaction سب لوگوں کے ساتھ ہوا۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے چیف منسٹر صاحب سے میری گزارش ہوگی کہ اگر ہم بلوچستان کے بچوں کو اپنے صوبے کے تعلیمی اداروں کے اندر داخلہ دیں اور انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ interaction کا موقع ملے تو اُن کے ذہن اس طرح بنیں گے کہ وہ ملک، قوم اور پاکستان کے لئے سوچنا شروع کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے اس Indian Sub-Continent کے اوپر انگریزوں نے سو سال سے زیادہ حکومت کی اور اس Indian Sub-Continents پر Role کرنے کے لئے انگریز جو باتیں لکھ گئے ہیں .And they were very successful administrators ہم سب لوگ مانیں گے کہ Colonial Rulers جتنی اچھی administrations کر گئے ہیں ہم شاید ایسی کبھی بھی نہ کر سکیں۔ انہوں نے ہر علاقہ پر Role کرنے کے لئے جو فارمولے بنائے تھے، انہوں نے بلوچوں کے لئے لکھا تھا، "Respect Baloch"۔ بد قسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے اُن کو threat کرنے اور دبانے کی کوشش کی۔ وہ پہاڑوں میں رہنے والے لوگ غیرت والے ہیں انہیں خریدا نہیں جا سکتا، وہ بھوکے مر جاتے ہیں لیکن انہیں خریدا نہیں جا سکتا۔ اُن لوگوں کو respect کے ساتھ deal کرنے کی ضرورت تھی لیکن بد قسمتی سے اتنے سالوں میں کسی نے انہیں respect کے ساتھ deal نہیں کیا۔ ایک اور Colonial Commissioner لکھ گئے تھے "You give respect to Baloch and he will respect you back in return." ہمارے ہاں یہ کوشش کی گئی کہ تمہارے لئے یہ سڑک بنا دی، یہ ہسپتال بنا دیا، یہ ائیرپورٹ بنا دیا اور اُن کو اس ترقی کی بات کر کے کہا گیا کہ تمہارے مسائل کو حل کیا گیا ہے۔ اُن لوگوں کو آواز نہیں دی گئی، اُن کو اپنائیت نہیں دی گئی بلکہ اسے

محکوموں کی طرح سلوک کیا گیا جیسے چیف منسٹر صاحب نے فرمایا، وہاں پر فوج کشی ہوئی۔ ایوب خان کے زمانے میں باقاعدہ ملٹری آپریشن ہوا اور مسٹر چیف منسٹر! 1970 میں ہماری ایئر فورس نے stepping کر کے لوگوں کو مارا اور اسی مری قبیلہ کے لوگ ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے کیونکہ وہاں پر اُن کا جینا مشکل کر دیا گیا تھا۔ ڈویلپمنٹ حل نہیں ہوتا، اپنائیت حل ہوتا ہے، پیار حل ہوتا ہے اور محبت حل ہوتی ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ سے سبق نہیں سیکھتے اور وہی غلطیاں بار بار دُہراتے ہیں۔ اگر ڈویلپمنٹ اور اچھی ایڈمنسٹریشن حل ہوتا تو Colonial Rulers نے یہاں پر جتنی ڈویلپمنٹ کی ہے، جو ہمیں نہری نظام دے کر گئے ہیں، جو ہمیں ریل گاڑیوں کا نظام دے کر گئے ہیں، وہ یہاں پر جتنی چیزیں بنا کر گئے ہیں پھر ہم اُن سے آزادی نہ چاہتے، پھر ہم اپنی self respect کے لئے کہتے کہ مجھے پنجرے میں رکھا ہوا ہے اور مجھے چوریاں کھلائی جا رہی ہیں۔ ہر انسان کو self respect چاہئے ہوتی ہے اور self respect بادشاہ کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے اور ایک فقیر کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں رہنے والے بلوچ کو بھی self respect کی اتنی ہی ضرورت ہے اور پنجاب کے اندر رہنے والے ایک کسان کو بھی اتنی ہی ضرورت ہے۔ سندھ کے ایک ہاری اور پختونخواہ کے ایک پٹھان کو بھی اتنی ہی عزت نفس کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کو دبایا جائے گا، کسی کو خریدنے کی کوشش کی جائے گی، کسی کو threat کرنے کی کوشش کی جائے گی تو اُس کا resolve اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ میں اپنے سارے دوستوں اور بھائیوں کی خدمت میں عرض کروں کہ میں نے آپ سب کی عزت کی خاطر ایک سٹینڈ لیا اور سینیٹ کے کاغذات جمع کرائے اور اللہ گواہ ہے کہ مجھ پر کس کس قسم کے پریشر نہیں ڈالے گئے۔ ڈرایا گیا، دھمکایا گیا، لالچ دیئے گئے لیکن عزت اور پیار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنے بلوچستان والے بھائیوں کو عزت، پیار اور اپنائیت دینی ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان بہت بڑا ہے اور اُس کے بہت سارے اندرونی مسائل ہیں لیکن امرتسر کا ایک سکھ اور کلکتہ کا ایک بنگالی جن میں کوئی چیز common نہیں ہے، اُن کی زبان، اُن کا مذہب، اُن کی خوراک، اُن کا لباس، اُن کی ثقافت اور اُن کی روایات ایک جیسی نہیں ہیں۔ اگر اُن سے پوچھا جائے .I am who are you? Indian وہ اپنے آپ کو بھارتی کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اگر ہمارے ہاں یہاں کسی سے پوچھا جائے تو کچھ عرصہ پہلے تک یہ کہا جاتا تھا کہ میں پنجابی ہوں، میں بلوچ ہوں، میں پٹھان ہوں اور اب یہ تفریقیں یہاں تک آ گئی ہیں کہ میں راجپوت ہوں، میں ارائیں ہوں، میں کشمیری ہوں۔ ہم اس حد تک fragment ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر ایک دوسرے کے لئے برداشت کا مادہ نہیں، ایک دوسرے کے لئے respect نہیں، ایک دوسرے

کے لئے ہمارے دلوں میں جگہ نہیں ہے، ہم نے اپنے دل چھوٹے کر لئے ہیں۔ آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب سے میری گزارش ہو گی کہ جیسے آپ نے سردار اختر مینگل کی کوٹیشن دی واقعی وہاں پر یہ حال ہے۔ میں اُن کا ہمسایہ ہوں اس لئے اُن لوگوں کے ساتھ interaction رہتا ہے۔ وہاں پر اب کسی ایک آدمی یا کسی ایک سردار کے ساتھ بات کر کے آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، وہاں پر وہ نوجوان جنہوں نے تعلیم حاصل کی اور missing persons کی لسٹ میں ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں، پڑھے لکھے لڑکے ہیں جو آج missing persons ہیں اس لئے کہ انہیں لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ پاکستان ہمیں اپنا نہیں سمجھتا۔ ہم نے انہیں یہ احساس دلانا ہے کہ تم ہمارے بھائی ہو، ہم تمہارے دکھ درد اور مسائل کے اندر برابر کے شریک ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے بہت مناسب باتیں فرمائی ہیں میں صرف ایک بات جو تاریخ کا واقعہ ہے اس میں شاید لغاری صاحب کی کوئی ذاتی contribution نہیں ہو گی کہ بلوچوں پر جب چڑھائی کی بات ہوتی ہے تو مشرف اس میں پیش پیش ہے۔ نواب اکبر بگٹی کو قتل کرنے والا شخص جنرل مشرف ہے۔ مجھے علم نہیں کہ اس وقت لغاری صاحب اس پارٹی میں تھے یا نہیں تھے۔ یہ تاریخ کا ایک واقعہ ہے اس میں کسی کے برا منانے کی بات نہیں ہے میں ان کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پنجاب کے سکولوں میں بلوچ بچوں کی تعلیم کے لئے میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے محسن لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ ہم نے نہ صرف صوبہ بلوچستان بلکہ پاکستان کے باقی صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کا بھی جو طلباء کا کوٹا تھا اسے پنجاب میں نہ صرف ڈبل کیا ہے بلکہ Punjab Education Endowment Fund سے بھی ان تمام بچوں کو وظائف مل رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ لغاری صاحب کا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے وہاں پر بھی اب دانش سکول بن رہا ہے۔ اگر یہ جا کر چشتیاں، حاصل پور اور رحیم یار خان میں دانش سکولوں کو دیکھیں وہاں پر بے شمار بلوچ بچے اور بچیاں بہترین تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کے باقی صوبوں سے جتنے طلباء گورنمنٹ

کے ادارے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں چاہے وہ میڈیکل کالج ہیں یا انجینئرنگ یونیورسٹیاں ہیں یا دوسری یونیورسٹیاں ہیں ان تمام بچوں کو وہاں پر ہم Laptop بھی دے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جب بھی پنجاب سے shining stars کا کوئی delegation آکسفورڈ، کیمبرج، استنبول اور تہران کی یونیورسٹیوں میں جاتا ہے تو پنجاب حکومت اس بات کا خصوصی انتظام کرکے باقی صوبوں سے بھی بچوں کو اس delegation میں شامل کرتی ہے تاکہ وہاں پر پنجاب کی نہیں بلکہ پاکستان کی نمائندگی ہو۔ ہم یہ انتظام کئے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے ایک بہت اہم بات کی ہے کہ عزت نفس غریب کی بھی ہوتی ہے اور امیر کی بھی ہوتی ہے، وہ کالے کی بھی ہوتی ہے اور گورے کی بھی ہوتی ہے، وہ مسلمان کی بھی ہوتی ہے اور غیر مسلم کی بھی ہوتی ہے، وہ ایک یتیم غریب کی بھی ہوتی ہے اور ایک بڑے ساہوکار کی بھی ہوتی ہے لہذا جو عزت، وقار اور غربت کا کہا جاتا ہے تو غربت صرف پیسے کی غربت نہیں ہوتی بلکہ غربت عزت کی بھی ہوتی ہے اور عزت نفس کی بھی غربت ہوتی ہے۔ میں بالکل ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ بلوچوں کی عزت نفس کو ہم نے جو ٹھیس پہنچائی اور جو زیادتی کی ہے اگر ہم دل کھول کر اس کا ازالہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سب پر مہربانی کرے گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان سے اتفاق کرتے ہیں بلکہ یہ بھی آپ سے تمام معاملات میں اتفاق کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال اراضی (سردار شیر علی گورچانی): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال اراضی (سردار شیر علی گورچانی): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس وقت بگٹی صاحب کے خلاف آپریشن ہو رہا تھا اور جس طرح سردار لغاری صاحب نے فرمایا ہے اسی طرح ہمارا قبیلہ بھی بالکل ڈیرہ بگٹی کے ساتھ منسلک ہے۔ ہمارے ان کے ساتھ شادی اور غمی کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ بگٹی صاحب کے خلاف جب آپریشن ہو رہا تھا تو اس وقت کے نائب مشرف ڈی جی رینجرز جنرل (ریٹائرڈ) حسین مہدی کے کہنے پر ایک بریگیڈیر جو حاضر سروس ہے میں اُس کا نام نہیں لینا چاہتا۔ میرے والد گھر میں سوئے ہوئے تھے وہ پانچ سو بندوں کے ساتھ میرے گھر کو گھیرا دے کر میرے والد صاحب کو ساتھ لے گیا۔ میرے والد صاحب کا قصور یہ تھا کہ ہمارے بگٹی صاحب کے ساتھ شادی غمی کی حد تک اچھے تعلقات تھے۔ وہ ہماری شادی غمی پر آتے تھے اور ہم ان کے پاس جاتے

تھے۔ میرے والد صاحب کو 3 ماہ 12 دن نامعلوم جگہ پر رکھا گیا اور وہ missing persons میں تھے۔ اس وقت کے وزیر خزانہ ایک سردار دریشک تھے، لغاری صاحب بھی اس حکومت کا حصہ تھے وہ میرے پاس آئے کہ جنرل گارنٹی مانگتا ہے کہ آپ مسلم لیگ (ن) چھوڑ دیں خدا کی قسم یہ on record ہے اور دوسرا آپ بتائیں گے کہ آپ کے بگٹی کے ساتھ کیا terms ہیں۔ میں نے کہا کہ نواب اکبر بگٹی بہت محب وطن انسان ہے ہمارا ان کے ساتھ بزرگوں اور بھائیوں والا تعلق ہے۔ وہ میرے والد صاحب سے بہت پیار کرتے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہمارے علاقے قریب ہیں ہمیں صحیح صورتحال معلوم ہوتی ہے وفاقی حکومت یا ان کی طرف سے جب یہ statement چلتی ہے کہ بلوچستان میں کوئی آپریشن نہیں ہو رہا تو ایسا نہیں ہوتا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ جس گھر میں نواب اکبر بگٹی رہتا تھا آج بھی وہاں اس گھر میں اس کے سب سے بڑے مخالف اور اس کے بیٹے کے قاتل بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا سوئی میں جو محل تھا جہاں پر وہ رہتے تھے وہاں پر میسوری قبیلہ جس نے ساری زندگی نواب اکبر بگٹی کی مخالفت کی ہے اسے ایجنسیوں نے وہاں پر بٹھا دیا ہے۔ براہ مہربانی اس قرارداد میں وفاقی حکومت کو یہ بھی بتایا جائے کہ خدارا اُن کے گھر تو انہیں واپس کئے جائیں۔ پتا نہیں اُن کی عورتیں اور بچے کہاں دربدر ہو رہے ہیں۔ انہیں پہلے ان کے گھر تو واپس کئے جائیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خواجہ سلمان رفیق: جناب سپیکر! میں لغاری صاحب سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ سلمان رفیق صاحب!

خواجہ سلمان رفیق: جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب انتہائی seasoned اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں اور ہم سب ان کی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پچھلا وقت جو ایک برطرف جرنیل کی حمایت میں گزارا جس نے بلوچستان پر فوج کشی کی اور جس نے اکبر بگٹی صاحب کا target murder کیا۔ یہ آج اس گزرے ہوئے دور کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ ماضی کو بھول جائیں اور روشن مستقبل کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ ایسی بحث میں پڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے خیال میں خواجہ صاحب نے مجھ پر ایک چوٹ لگانے کی کوشش کی ہے۔ خواجہ صاحب پچھلی اسمبلی میں نہیں تھے جو ممبران پچھلی اسمبلی میں میرے colleagues تھے وہ مہربانی کر کے آج یہ گواہی دیں، میں رانا صاحب سے گواہی چاہوں گا کہ میں اوپر والے بنچوں پر اکیلا بیٹھتا تھا کیونکہ جس طرح اس وقت ملک چل رہا تھا اس سے میں agree نہیں کرتا تھا۔

جناب سپیکر! مجھے یہاں رانا صاحب کی گواہی کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت خواجہ صاحب اس House میں نہیں تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے وہ بات درست ہے کہ اس دور میں کچھ لوگ تو جنرل مشرف کے دست و بازو تھے اور کچھ لوگوں نے اس دور میں ان اقدامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا جن کی وجہ سے آج ملک اس نوبت کو پہنچا ہے۔ یہ حقیقت پوری قوم کے سامنے ہے کہ وہ لوگ جو جنرل مشرف کی A ٹیم میں تھے بلکہ +A ٹیم میں تھے وہ اب کسی کے اشارے کے اوپر تمام کے تمام ایک ہی سیاسی جماعت میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وہ سارا کباڑ اور سارا گند ایک ہی جماعت میں اکٹھا ہو رہا ہے۔ اس گند کو اکٹھا کر کے اس جماعت کا سربراہ کہہ رہا ہے کہ میں اس ملک میں change لاؤں گا اور میں اس ملک میں انقلاب لاؤں گا۔ اس طرح سے change آتی ہے اور نہ انقلاب آتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے جو 5 سال اپوزیشن میں گزارے اور جس قسم کا اس وقت کی حکومت کا روّیہ تھا، میں صرف ایک بات کروں گا کہ اس دور میں جب مجھے ایجنسی کی طرف سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تو مجھے ہسپتال میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی صاحب جو آج بڑی بڑھکیں لگاتے ہیں اور ایسا show کرتے ہیں کہ ان جیسا کوئی دلیر اور مضبوط وزیر اعلیٰ نہیں تھا، انہوں نے مجھے خود فون کیا اور کہا کہ "رانا صاحب! ایس گل وچ اسیں شامل نہیں تے ایس گل وچ ساڈا کوئی قصور نہیں" یعنی اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی یہ حیثیت تھی لیکن اس دور میں بھی محسن لغاری صاحب نے ہمیشہ صحیح بات کی اور صحیح بات کا ساتھ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: صبح الیکشن ہے۔ (قہقہہ)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے اور وہ ابھی اس کے ممبر کے طور پر بیٹھے ہیں۔ اگر (ق) لیگ کے لوگوں کے ضمیر نے اُن کو دستک دی اور کسی گند کے مقابلے میں ایک اچھے انسان کو انہوں نے ترجیح دی تو اس میں میرا کیا

قصور ہے، میں تو اس میں کچھ نہیں کر سکتا؟ لغاری صاحب نے درست بات کی ہے اور پچھلے چار سال سے آپ کے سامنے ہے کہ انہوں نے ہمیشہ Rules اور قوانین کے مطابق House میں صحیح بات کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ دیکھیں کہ آج چیمبر میں وزیر اعلیٰ پنجاب قائد ایوان موجود تھے اور وہ اسی لئے موجود تھے کہ وہ آج House میں آ کر اُن سب باتوں کا جواب دیتے جن کا اپوزیشن جواب چاہتی تھی لیکن انہوں نے صرف point scoring کی اور ایک point اٹھا کر بھاگ گئے۔ اس کے باوجود محسن لغاری صاحب اپوزیشن کا حصہ ہیں مگر House میں موجود ہیں۔ انہوں نے بات کی ہے جس کا قائد ایوان نے جواب دیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب آف ٹوبہ ٹیک سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تاریخی ریکارڈ کے مطابق ایک بات کرنا چاہوں گا۔ جناب قائد ایوان نے جو باتیں کی ہیں ان سے کلی طور پر اتفاق ہے اور محسن خان لغاری صاحب نے بھی بالکل درست بات کی ہے۔ ہم ایک polarized Nation بن چکے ہیں، تقسیم شدہ قوم جسے قومی فرقہ واریت اور مذہبی فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور صوبائی لسانی تعصبات موجود ہیں جس کی تمام تر وجہ یہ ہے کہ آج مینارِ پاکستان پر جا کر اگر قراردادِ پاکستان کو پڑھ لیا جائے تو اس میں صوبائی خود مختاری کا ذکر ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین مہر اشتیاق احمد کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: اگر سابقہ حکمران صوبوں کو صوبائی خود مختاری دے دیتے تو مشرقی پاکستان بھی علیحدہ نہ ہوتا، آج دیگر صوبوں میں بھی علیحدگی کی سوچ پیدا نہ ہوتی اور بلوچستان بھی زخم خوردہ نہ ہوتا۔ یہ محض سابقہ حکمرانوں کی سیاسی غلطیاں اور بد دیانتی پر مبنی ہیں کہ انہوں نے صوبوں کو صوبائی خود مختاری نہ دے کر پاکستان کو انتہائی نقصان پہنچایا ہے اور تمام صوبوں کو قومی فرقہ واریت، صوبائی لسانی تعصبات اور مذہبی فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ سابقہ حکمرانوں کے سارے زخم اسی وجہ سے لگائے ہوئے ہیں کہ قراردادِ پاکستان پر کلی طور پر عمل نہیں ہوا جس کے مطابق صوبائی خود مختاری نہیں دی گئی اور آج بھی اگر صوبائی خود مختاری صوبوں کو نہ دی گئی تو خدشات ہیں کہ پاکستان کے اندر پھر کوئی مشرقی پاکستان نہ بن جائے۔ ہمیں ان زخموں کو دھونا ہوگا اور قومی اتفاق رائے کو پیدا کرنا ہوگا۔ آج پاکستان کی ساری قوم کے اندر قومی سوچ نہیں ہے حالانکہ قومی سوچ ہی ایک بہت بڑی طاقت اور گیدڑ سنگھی ہے جو پاکستان کو بچا سکتی ہے۔ میرے دوست محسن خان لغاری صاحب نے بھارت کی مثال دی ہے کہ امرتسر کے سکھ یا

بنگالی اپنے آپ کو بھارتی کہہ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ میں آپ کو بھارت کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر قومی سوچ بن چکی ہے، وہاں پر بے شمار صوبے، بے شمار زبانیں اور بے شمار مذاہب ہیں جبکہ وہاں پر غریبی، مفلسی اور بے روزگاری بھی ہے لیکن national issues پر پوری قوم اکٹھی ہے مگر ہمارے ہاں جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو اُس پر اختلاف رائے فوراً بھڑک اٹھتا ہے کیونکہ ہماری قومی سوچ ہی نہیں رہ گئی۔ میں اب بھارت کے اناہزارے کا نام لیتا ہوں کہ وہاں پر کرپشن کے خلاف اناہزارے نے اقدام اٹھایا تو ایک ارب بیس کروڑ لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن یہاں پر ایک سو آدمی بھی اکٹھے نہیں ہوتے حالانکہ یہاں مہنگائی، بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی، بے روزگاری اور عوام کا استحصال ہے لیکن ایسا کوئی احتجاج نہیں ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ قوم اور سیاسی جماعتوں میں قومی اتفاق رائے نہیں ہے اور ایک دوسرے کے خلاف بات سننا، اچھی باتوں پر عمل نہ کرنا یا نقائص کو دُور کرنے کی سوچ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئر مین! میں نے قائد ایوان اور محسن خان لغاری صاحب کے جواب میں صوبائی خود مختاری کا یہ تاریخی حوالہ دیا ہے ورنہ میرا پری بجٹ پر بحث کرنے کا حق محفوظ ہے۔ میں نے سپیکر صاحب کو یہ بات لکھ کر دے دی تھی کہ میرے گلہ میں شدید تکلیف ہے اور ڈاکٹر نے مجھے بولنے سے روکا ہے کہ میں کم بولوں یا بالکل نہ بولوں۔ چونکہ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ مجھے اگلے ہفتہ میں بولنے کا وقت دے دیا جائے۔

جناب چیئر مین: لیکن آپ نے آج ڈاکٹر کی advice نہیں مانی۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! میں نے ایک تاریخی حوالہ دینا تھا جس کا شاید کسی کو معلوم ہی نہیں ہے اور یہاں صوبائی خود مختاری کا کسی نے حوالہ نہیں دیا۔ اگر آج بھی صوبوں کو صوبائی خود مختاری نہ دی گئی تو مشرقی پاکستان بننے کے خدشات موجود رہیں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! کیا اگلے ہفتے بھی بحث جاری رہے گی؟

جناب چیئر مین: میرے خیال میں چار دن ہی تھے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! اگلی جمعرات تک کہا گیا تھا۔

جناب چیئر مین: چلیں، دیکھ لیں گے۔ احمد خان بلوچ صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! اگر اگلے ہفتے بحث ہو گی تو مجھے ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ بات کرنا چاہیں گے تو بعد میں ٹائم دے دیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میرا یہی استفسار رہے گا کہ اگر اگلے ہفتے بحث نہیں ہو گی تو مجھے آج ہی موقع دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ آج ہی بات کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ پری بجٹ تجاویز لینا بہت اچھا اقدام ہے جس سے بہت فائدہ ہے اور اس سے پتا چل جاتا ہے کہ ممبران کو اپنے حلقے میں عوام کے لئے کس کس چیز کی ضرورت ہے تاکہ اُن پر عمل کیا جائے لیکن میں جناب کی وساطت سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر کوئی نہیں بیٹھا تو تجاویز کون note کر رہا ہے، کس کو دینی ہیں اور کس کو نہیں دینی؟ میرے خیال میں دو تین معزز ممبران وہ بیٹھے ہیں جنہوں نے تقریر کرنی ہے مگر تجاویز لکھنے یا لکھانے والا کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ بہر حال جناب نے حکم فرمایا ہے اس لئے میں بات کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین! اس میں ایک یقینی عمل بنانا چاہئے کہ جو ممبران اچھی تجاویز دیتے ہیں اُن پر عمل ہونا چاہئے ورنہ اگر اچھی تجاویز پر عمل نہیں کرایا جاتا تو پھر چار یا آٹھ دن بحث کے لئے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ایم پی اے صاحبان سے یہ کہلوانا کہ فلاں چیزیں ہونی چاہئے مگر اُن پر عمل نہیں ہوتا تو پھر یہ اچھا اقدام نہیں ہے۔ اچھا اقدام یہ ہے کہ اگر کسی ممبر کے پاس عوام کے مفاد میں ہے اچھی تجویز ہے تو اُس پر عمل ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ایم پی اے کو جاری کی جانے والی گرانٹ اپنے حلقوں کے لئے دی جاتی ہے کہ جن ایم پی اے صاحبان کے حلقوں میں جو ضروریات ہیں چاہے تعلیم، سڑکوں یا واٹر سپلائی کے لئے ضرورت ہے تو وہ صرف منصوبے دے سکتے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ سال 11-2010 میں ایم پی اے کو جو گرانٹ دی گئی اس سے سیکٹر مقرر کر دیئے گئے اور سیکٹر کے حوالے سے بھی کہا گیا کہ حلقہ کی ضرورت کی بابت آپ نئے سکول دے سکتے ہیں، اپ گریڈ کر سکتے ہیں، پرائمری سے مڈل بنا سکتے ہیں اور نہ ہی مڈل سے ہائی سکول بنا سکتے ہیں۔ اگر پابندی لگانی ہے تو پھر جو صاحبان یہ پابندی لگا رہے ہیں وہ پھر خود ہی تجویز دے دیں۔ ہمارے حلقے میں جس چیز کی ضرورت ہو گی ہم تو اپنی عوام کے لئے وہی منصوبے دیں گے جن کی انہیں ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ مہربانی کر کے کم از کم ایم پی ایز گرانٹ میں سیکٹر کی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ آزادی ہونی چاہئے کہ

ایم پی اے کے جس حلقے میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ آزادانہ طور پر دے سکتا ہے، ہسپتال کی ہے، سکول کی ہے، اپ گریڈیشن کی ہے یا roads کی، وہ دے سکتا ہے اس پر پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ ایم پی اے کو جو گرانٹ دیں اس میں واضح ہو کہ جو ضروریات علاقے کی ہیں اور عوام کے مفاد میں ہیں، وہ ایم پی اے دے سکتا ہے لہذا یہ پابندی ختم ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی بہت مہربانی ہے کہ واٹر سپلائی سکیم ہمیں دی جاتی ہے لیکن جہاں پر کڑوا پانی ہے وہاں پر سو میں سے نوے فیصد بیماریاں اس پانی سے ہوتی ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے واٹر سپلائی سکیم پر گرانٹ دی ہے مگر میری گزارش ہے کہ اس میں کروڑوں روپے ضائع ہو رہے ہیں اور اگر اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیں تو یہ کروڑوں روپے بچ سکتے ہیں۔ کروڑوں روپے سے سکیم بن جاتی ہے لیکن وہ چل نہیں سکتی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اسے Users کمیٹی چلائے۔ کمیٹی سیاست میں پڑ جاتی ہے اور پارٹی بازی میں پڑ جاتی ہے اور وہاں پر واٹر چارجز کی وصولی صحیح نہیں ہوتی، بجلی کا بل ادا نہیں کیا جاتا، مرمت نہیں ہوتی اور ہوتا یہ ہے کہ کروڑوں روپے کی واٹر سپلائی سکیم چند مہینے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ میری اس حوالے سے یہ تجویز ہے کہ مہربانی کریں کہ جہاں پر کروڑوں روپے دیئے جاتے ہیں تو وہاں اسی محکمے یعنی پبلک ہیلتھ کو کہیں کہ اپنا ایک نمائندہ بنا دے جو اس علاقے، اس موضع اور اس بستی سے پیسے وصول کرے اور وہ بنک میں جمع کرائے۔ بجلی یا کوئی اور بل ہو تو وہی جمع کرائے کیونکہ وہ ایک غیر جانبدار آدمی ہو گا چونکہ بستی میں مقامی لوگ پارٹی بازی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے سکیمیں ناکام ہو جاتی ہیں جس سے ہوتا یہ ہے کہ چند شر پسند لوگ وہ نہیں دیتے اور جو شریف لوگ پیسے دے رہے ہوتے ہیں اور ہمیشہ وقت پر بل متواتر جمع کرانے والے بھی میٹھے پانی سے محروم ہو جاتے ہیں اور ان کا پانی بھی چلا جاتا ہے لہذا ان سکیموں کو کامیاب کرنے کے لئے محکمہ کا ایک کلرک مقرر کر دیں جسے تمام لوگ پیسے دیں گے۔

جناب چیئرمین! ایجوکیشن کے لئے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب بھی دوبارہ کہتا ہوں کہ خدارا ایم پی اے گرانٹ پر پابندی نہ لگائیں اور ایجوکیشن میں جہاں کہیں نئے پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے انہیں بننے دیں اور اپ گریڈیشن بھی ہونے دیں۔ اگر ایک بستی میں پرائمری بوائز یا گرلز سکول کی ضرورت ہے اور ان کے مطالبہ پر ہم وہ نہیں دے سکتے تو ان غریب لوگوں کے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکیں گے اور انہیں کہیں کہ دور جا کر اپنے بچوں کو پرائمری سکول میں بھیجیں جبکہ بستی سے بھی ہم زبردستی سمجھا سمجھا کر بھجواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں

پرائمری سکول نہ بنایا جائے بلکہ چار کلومیٹر دور پرائمری سکول میں جاؤ لیکن چھوٹے بچے وہاں نہیں جا سکتے تو مہربانی کر کے نئے پرائمری سکول بنانے کی اجازت ہونی چاہئے جس سے تعلیمی شرح میں اضافہ ہوگا اور تقریباً غریب امیر کا بچہ تعلیم یافتہ تب ہوگا جب نزدیک نزدیک مواضع میں کم از کم پرائمری سکول ہوں گے لہذا یہ ضرور ہونے چاہیئں جبکہ یونین کونسل تک ایک ہائی سکول ضرور بنا دیں، یونین کونسل میں کم از کم ایک گرلز اور بوائز ہائی سکول ہونا چاہئے۔ اس لحاظ سے اگر ایم پی اے کے مشورے سے بنایا جائے گا تو ایم پی اے ان کو زمین کا بندوبست بھی کر کے دے گا اور ان سے مزید بھی تعاون کرے گا جبکہ تعلیم بھی عام ہوگی۔

جناب چیئرمین! زراعت کے معاملے میں بھی میری تھوڑی سی گزارش ہے اور ایک تجویز ہے کہ کاشتکار طبقہ ہی ہے جس کے لئے ہمارے زرعی ملک میں زراعت کے لئے اور کاشتکار کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا۔ کاشتکار اگر بے حال ہوگا تو ملک بھی خوش حال نہیں ہوگا۔ کاشتکار کی حالت یہ ہے کہ جب وہ محنت سے کوئی بھی جنس پیدا کرتا ہے، گندم پیدا کرتا ہے تو گندم لینے والا کوئی نہیں ہوتا، کاٹن پیدا کرے تو اب حال یہ ہے کہ امسال کاٹن لینے والا کوئی نہیں ہے اور کاٹن یونہی کاشتکار کے گھر میں پڑی ہے۔ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں کہ وہ گندم میں کھاد اور پانی دے سکے۔ جس طرح بھارت کرتا ہے کہ جو جنس ہوتی ہے وہ زیادہ ہو یا کم، گورنمنٹ اسے لینے کے لئے پابند ہے اور اس کا فائدہ یہ ہو رہا ہے کہ بھارت جو کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہے -/500 روپے یوریا کی بوری اور ایک ہزار روپے کی ڈی اے پی کھاد کی بوری کسانوں کو دی جا رہی ہے جبکہ ہمارے ہاں پانچ ہزار روپے تک ڈی اے پی جبکہ دو ہزار روپے تک یوریا کھاد کی بوری پہنچ گئی ہے۔ جب ہماری جنس تیار ہوتی ہے تو اسے لینے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے گزارش ہے کہ اس جنس کو خریدنے اور کھاد کو کنٹرول کرنے کے لئے مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئرمین! سیڈ مافیا بھی کاشتکاروں کو لوٹ رہا ہے خدا کے لئے اس پر کنٹرول کریں۔ میری یہ بھی ایک تجویز ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے میں کاٹن کا بیج فروخت ہو رہا ہے لہذا اس پر یہ پابندی لگائیں کہ کوئی آدمی جب تک سیڈ کارپوریشن یا محکمہ زراعت کے ریسرچ ونگ سے اس بیج کی ورائٹی چیک نہیں کرائے گا اور اس کا ریٹ حکومت مقرر کرے گی تو وہ کوئی پرائیویٹ آدمی سیڈ فروخت نہیں کر سکے گا اور اگر کوئی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے لئے سخت سزا مقرر کی جائے۔ مختلف ورائٹیوں اور جعلی ورائٹیوں کا نام دے کر کاشتکار کو لوٹ رہے ہیں لیکن انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کاشتکار لٹ رہا ہے تو اسے لٹنے سے بچایا جائے اور سیڈ مافیا پر کنٹرول کیا جائے۔

جناب چیئرمین! گرین ٹریکٹر سکیم پچھلے بجٹ سے بند کر دی گئی ہے میری استدعا ہے کہ اس سکیم کو بند نہ کریں کیونکہ چھوٹے کاشتکار اور غریب آدمی کو ٹریکٹر کم قیمت پر ملتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔ پچھلے دو بجٹ سے گرین ٹریکٹر سکیم بند کر دی گئی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ گرین ٹریکٹر کے بدلے کہا گیا تھا کہ سولر انرجی والے ٹیوب ویل لگا کر دیں گے لیکن وہ تو کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ جب اربوں روپے کی سب سڈی والے ٹریکٹر کاشتکار کے گھر پہنچتے تھے تو وہ خوش ہوتے تھے لیکن اس کے بدلے میں سولر انرجی ٹیوب ویل کہیں لگا ہوا نظر نہیں آیا تو میری گزارش ہے کہ مہربانی کر کے گرین ٹریکٹر سکیم جو غریب لوگوں کی خوشی ہے اور چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد میں ہے اس لئے اس سکیم کو دوبارہ اس بجٹ میں رائج کیا جائے۔

جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تو بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ میں ہر سال اور ہر مہینے جب بھی یہاں اجلاس ہوتا ہے تو میں یہ ضرور کہتا ہوں خدارا پولیس آرڈیننس 2002 کو تبدیل کیا جائے کیونکہ عوام بہت پریشان ہے کیونکہ یہاں پر ایک ایڈیشنل آئی جی پورے صوبے کی investigation change کرتا ہے۔ خدارا ایک غریب آدمی رحیم یار خان سے پہلے لاہور میں آتا ہے پھر وہ درخواست دیتا ہے جس پر کہتے ہیں کہ اسے بورڈ میں بھیج دیا گیا ہے اور آپ واپس دوبارہ رحیم یار خان جائیں۔ وہاں پر مہینے بعد بورڈ بیٹھتا ہے اور پھر وہ واپس ایڈیشنل آئی جی کے پاس رپورٹ آتی ہے اور کم از کم اسے تین چار مہینے لگ جاتے ہیں اور اس دوران لوٹنے والا ایس ایچ او پیسے لے کر ملزمان کو چھوڑنا ہو تو چھوڑ دیتا ہے اور بے گناہوں کو جیل بھیجنا ہو تو انہیں جیل بھیج دیتا ہے اور ہماری investigation چکروں میں ہے کہ کبھی ایڈیشنل آئی جی اور کبھی ڈی آئی جی اور کبھی ڈی پی او کے پاس بورڈ بیٹھتے ہیں۔ خدارا پولیس کے اس rules کو change کرائیں کیونکہ عوام اس سے بہت تنگ ہے۔ پہلے اجلاس سے لاء منسٹر صاحب کہتے رہے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلدی ہو جائے گا لیکن پانچ سال ہو گئے ہیں اور کچھ نہیں ہوا تو کم از کم انوسٹی گیشن والا معاملہ تو خود وزیر اعلیٰ صاحب کر سکتے ہیں تو اسے کم از کم مقامی ڈی پی او اور ڈی آئی جی کو اجازت دی جائے کہ اگر کوئی انوسٹی گیشن والا بیگناہ آدمی آتا ہے تو وہاں اس کا مسئلہ حل کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب چیئرمین کہ پری بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کے لئے مجھے بھی اجازت دی گئی۔ دانشوروں نے کہا ہے کہ تمام مسائل کا حل تعلیم ہے کیونکہ جتنی تعلیم زیادہ ہو گی اتنے ہی

مسائل کم ہوں گے اسی لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبہ بھر میں تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور نئے سکول تعمیر کروائے خاص طور پر دانش سکول، لیپ ٹاپ اور غربا، مستحق اور اعلیٰ دماغ والے بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور دوسرے ممالک تک بھیجنے کے لئے انہیں فیسیں فراہم کیں اور بجٹ دیا جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ چنیوٹ کے دورہ کے موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے چار سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا وعدہ کیا تھا جو کہ تاحال تشنۂ تعبیر ہے۔ ہمارے ہاں پڑھنے کے لئے سکول کی جگہ بہت تنگ ہے کیونکہ بچے اور بچیاں بہت زیادہ ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ تعلیمی میدان میں جتنی زیادہ سے زیادہ سہولتیں عوام کو فراہم کی جائیں وہ تھوڑی ہیں لہذا ہمارے ضلع پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے معاملے پر بہت ساری تجاویز آئیں۔ ایک بڑی چیز نظر آتی ہے کہ جب بھی کوئی نیا منصوبہ یا تحقیقاتی شعبہ کہیں سے آتا ہے اور کوئی نئے وارڈ بننے ہوتے ہیں تو انہیں لاہور یا بڑے شہروں میں جہاں پہلے ہی بہت سہولتیں ہوتی ہیں ان شعبوں کو انہیں ساتھ attach کیا جاتا ہے۔ بے شک یہاں کے لوگوں کی ضرورتیں ہیں لیکن پورے صوبہ کی ضرورتیں بھی ہیں۔ یہاں جب ایک ہی ہسپتال کے ارد گرد بہت سارے شعبہ جات قائم کئے جاتے ہیں تو آنے والوں کا رش بڑھتا ہے، ٹریفک کا ہجوم ہوتا ہے اور مسائل بڑھتے جاتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس قسم کے شعبوں کو چھوٹے اور دور دراز شہر، اضلاع اور تحصیلوں تک پھیلایا جائے۔ ہمارے چنیوٹ کے ڈسٹرکٹ ہسپتال کی صورتحال یہ ہے کہ سوائے بچوں کے سپیشلسٹ کے علاوہ کسی مرض کا کوئی سپیشلسٹ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آپریشن کرنے ہوتے ہیں لیکن ہمیں انتھیسیا کا ڈاکٹر بھی میسر نہیں ہے۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو اس وقت الائیڈ ہسپتال سے وہ ڈاکٹر منگوانا پڑتا ہے۔ آج صبح ایکسیڈنٹ میں ایک ماں بیٹا فوت ہو گئے ہیں۔ بچے کو الائیڈ ہسپتال لے جانا پڑا۔ اگر چنیوٹ میں یہ وسائل موجود ہوتے تو شاید ان کی زندگی بچ جاتی۔ ہمارے دور دراز شہروں میں یہ شعبہ جات قائم کئے جائیں۔ ہارٹ کا مسئلہ بڑا serious ہے، اسی طرح شوگر کا مرض ہے اور گردوں کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ ہمارے ہاں گردوں کا شعبہ ویسے تو قائم ہو چکا ہے لیکن heart کے لئے ابھی تک کوئی ڈاکٹر میسر نہیں ہے۔ اسی طریقے سے شوگر کے مرض کے لئے تحقیقات کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ چنیوٹ سمیت تمام دور دراز شہروں کے ہسپتالوں کو یہ سہولتیں فراہم کی جائیں۔ بجلی کے مسئلے نے اس وقت پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ خاص طور پر امریکہ جو نہیں چاہتا کہ ہمارے ملک کی معیشت مضبوط ہو اور یہاں کے مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ وہ حیلے بہانوں سے کچھ لوگوں کو یہاں support کرتا ہے جو ہمارے بجلی کے

منصوبہ جات پر قدغن لگانے کے لئے کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم پر بلاوجہ اعتراضات اٹھائے گئے۔ اس کا بڑا انجینئر خود نوشہرہ کا تھا اس نے کہا تھا کہ یہاں کالا باغ ڈیم بنانے سے نوشہرہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک کے ساتھ دشمنی ہے کہ کالا باغ ڈیم کو روکا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم ہو یا اس کے علاوہ جتنے اور ڈیم جو زیر غور ہیں ان کی feasibility رپورٹیں آچکی ہیں ان کی فی الفور تعمیر شروع کی جائے۔ ابھی متبادل کے طور پر غالباً ڈیڑھ دو مہینہ پہلے ٹی وی پر ایک پروگرام چل رہا تھا۔ ہمارے آئٹم اور سائنس کے ماہرین نے دعوے سے کہا تھا کہ ہم آٹھ یونٹ کوئلے سے چلانا چاہتے ہیں اور ان یونٹوں سے اتنی بجلی پیدا ہوگی کہ ہمارے ملک میں کوئی کمی باقی نہیں رہے گی صرف فنڈ کی کمی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں تھر میں کوئلہ بہت وسیع مقدار میں پایا جاتا ہے۔ وہاں کوئلے سے بہت ساری چیزیں اور بھی بن سکتی ہیں لیکن اس وقت ہمیں سردست بجلی کی ضرورت ہے۔ اس کوئلے سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ماہرین کے مطالبے کے مطابق انہیں فنڈز مہیا کئے جانے چاہئیں۔ اسی طرح سے لکڑی ہمیں اچھی انرجی دیتی ہے خاص طور پر سردی کے موسم میں انرجی مہیا کرتی ہے۔ پہلے زمانے میں مشہور تھا کہ جب کوئی چیز سستی ہوتی تھی تو لوگ کہتے تھے کہ بھائی یہ چیز تو بالن کے بھاؤ لے لو۔ یعنی لکڑی بالکل فری سمجھی جاتی تھی اور وہ چند روپوں میں فی من ملتی تھی لیکن آج جلانے کی لکڑی -/500 روپے فی من مل رہی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا شہر چنیوٹ لکڑی کے فرنیچر میں بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ اسی طریقے سے صوبہ میں گجرات اور دیگر اضلاع میں لکڑی کا کافی کام ہوتا ہے۔ لکڑی ہماری مختلف جگہوں پر کام آتی ہے اور جلانے کے بھی کام آتی ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ انرجی کرائسز کو کم کرنے کے لئے سڑکوں اور نہروں کے کنارے زیادہ سے زیادہ درخت کاشت کئے جائیں۔ اب چونکہ موسم بھی ہے اور جیسے باہر بینر لگے ہوئے ہیں کہ ایک بڑا درخت 36 ننھے بچوں کو آکسیجن مہیا کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور درخت لگانا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ گوشت کی کمی کو دور کرنے کے لئے اور اس کی ایکسپورٹ کو بڑھانے کے لئے ماہی پروری اور گوشت دینے والے جانوروں کی زیادہ سے زیادہ افزائش ہونی چاہئے۔ ایسے لوگ جو جانور پالتے ہیں انہیں فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب سپیکر! حکومتی رپورٹ کے مطابق چنیوٹ میں لوہے کے بہت وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اگر ان کو نکالا جائے اور چنیوٹ میں سٹیل مل لگا دی جائے تو وہ لوہا پورے ملک کی 120 سالہ ضروریات کے لئے کافی رہ سکتا ہے۔ اس سے ہماری ملکی معیشت پر بہت اچھے

اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس سلسلے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ بھی گزارش ہے کہ جلد از جلد چنیوٹ میں سٹیل مل لگانے کے امر کو یقینی بنایا جائے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ وہاں سے لوہا نکالنے کی صورت میں ہمارے صوبہ پنجاب کے لئے اور ملک بھر کے لئے انشاء اللہ بڑے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

جناب والا! ابھی صوبہ بلوچستان کے متعلق بات ہو رہی تھی تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ صوبہ بلوچستان بڑا ہی قابل قدر اور مذہبی اقدار کا حامل صوبہ ہے۔ میں نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو اُس زمانے میں بلوچستان کے راجہ اور سردار تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کی سربراہی میں ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ بلوچستان کا تحفہ اجرک اور ساگوان کی لکڑی تھی وہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجی۔ آپ ﷺ نے اس ساگوان کی لکڑی سے چارپائی بنوائی اور ساری زندگی اسے استعمال کیا۔ آپ ﷺ کا جنازہ مبارک بھی اسی چارپائی پر اٹھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچ بھائیوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے چونکہ بلوچستان میں سونے اور دیگر قیمتی معدنیات اور دھاتوں کے وسیع ذخائر ہیں۔ ان کے ٹھیکے غیر ملکی کمپنیوں کو دینے کی بجائے اپنے ملک کی کمپنیوں کو دیئے جائیں۔ وہاں سے ہمیں اربوں کھربوں ڈالر کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی طریقے سے ڈیرہ غازی خان، چکوال اور سندھ کے علاقوں میں تیل کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ اس وقت میری معلومات کے مطابق ملک میں ایک درجن سے زائد تیل تلاش کرنے والی کمپنیاں موجود ہیں۔ ایک کمپنی کی رپورٹ یہ ہے کہ ہم نے آج تک جتنا تیل تلاش کیا ہے اگر ہماری رپورٹس پر عمل کر لیا جاتا تو ملک کو ایک بیرل تیل بھی باہر سے خریدنا نہ پڑتا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ کمیشن مافیا جو ہمیں دوسری دنیا سے تیل خرید کر دیتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اگر پاکستان کے اندر سے ہی تیل نکلنا شروع ہو گیا تو ہماری کمیشنیں ٹھپ ہو جائیں گی اس لئے وہ ناجائز حیلے بہانے اور طریقے استعمال کر کے ان رپورٹوں پر عمل نہیں کرنے دیتے۔ میری گزارش ہے کہ وفاقی حکومت سے گزارش کی جائے کہ کمیشن مافیا کو ختم کروا کر اپنے ملکی وسائل سے استفادہ کریں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی عادت ڈالی جائے۔ تعمیراتی منصوبوں پر بات ہوئی ہے تو میری اس سلسلے میں رائے یہ ہے کہ تعمیراتی منصوبے واقعتاً ہماری ضرورت ہیں ان کو بروقت پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے متعلقہ محکموں کو سختی سے ہدایت کی جائے اور بلاوجہ رکاوٹوں کی وجہ سے ٹھیکیدار بھی بددل ہو جاتے ہیں۔ Price variation کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہے، ٹھیکیدار کو پہلے

فنڈز مہیا نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے سکیمیں delay ہو جاتی ہیں جب وقت زیادہ گزر جاتا ہے تو اشیا کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں، ان کو ریٹ نہیں ملتے تو پھر ٹھیکیدار مایوس ہو کر کام چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں کہوں گا کہ ہمارے ضلع چنیوٹ کو بنے تین سال ہو گئے ہیں لیکن تاحال ڈسٹرکٹ کمپلیکس اور ڈسٹرکٹ ہسپتال کے لئے کوئی زمین مہیا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ہمیں بہت سارے مسائل درپیش ہیں۔ میری درخواست ہے کہ حکومت پنجاب کو چاہئے کہ ڈسٹرکٹ کمپلیکس کے منصوبہ کے لئے زمین کو جلدازجلد acquire کیا جائے اور وہاں پر ترقیاتی منصوبے شروع کئے جائیں۔ اس وقت افسران کرائے کی عمارتوں میں رہ رہے ہیں اور بہت تکلیف کا سامنا کر رہے ہیں، چنیوٹ میں خاص طور پر فرنیچر سازی کا کام ہوتا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ وہاں پر سمال انڈسٹری کا قیام بہت بڑا ضروری ہے۔ ایسے ہی چنیوٹ میں جنرل بس سٹینڈ اور منڈی مویشیاں اندرون شہر واقع ہیں جن کی وجہ سے کئی حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ہمارے "ٹی ایم اے" نے ایک سال ہو گیا ہے اس کے لئے جگہ بھی تلاش کر لی ہے لیکن ابھی تک منڈی مویشیاں اور نہ ہی جنرل بس سٹینڈ کو شفٹ کیا گیا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جنرل بس سٹینڈ اور منڈی مویشیاں چونکہ ایک ہی جگہ پر ہیں جب وہ وہاں سے شفٹ ہو جائیں تو وہاں پر ایک منی سٹیڈیم بنایا جائے تاکہ ہماری کھیلوں کی ضروریات پوری ہو سکیں اور اس کے نیچے ایک بہترین قسم کی مارکیٹ بن جائے گی۔ اس سٹیڈیم سے ہمارے ہونہار بچوں کو کھیل کود میں اپنی صلاحیتوں کو آگے بڑھانے کے لئے بڑے مواقع ملیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ

الحاجی محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں لاہور چنیوٹ روڈ کی 110 فٹ توسیع کی منظوری ہو چکی ہے اور تقریباً کچھ کام بھی شروع ہو چکا ہے لیکن وہاں پر جو ریلوے پھاٹک کی چوڑائی صرف 24 فٹ ہے جب پیچھے سے ٹریفک کا لوڈ بڑھتا ہے، جب بڑے بڑے ٹرالے گزرتے ہیں تو وہاں پر پھاٹک تنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ میں نے وفاقی وزیر ریلوے کو درخواست دی تھی اور جنہوں نے اس کے لئے کوئی 48 لاکھ روپے کی سکیم بنا کر بھیجی، میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ چنیوٹ لاہور روڈ سے بہت دور دراز علاقوں اور مختلف صوبوں کی ٹریفک وہاں سے گزرتی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کا بڑا لوڈ رہتا ہے لہذا ملکی مفاد کے پیش نظر اس پھاٹک کے منصوبہ کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ جلد از جلد اس پھاٹک کی توسیع کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جی، بہت شکریہ۔next جہانزیب وارن!

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ آج چیف منسٹر صاحب نے بلوچستان کے حوالے سے جس محبت اور یکجہتی کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس چیز کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں development کے لئے تو بڑا ٹائم چاہئے لیکن یہاں پر ہمارے تمام معزز ممبران اسمبلی نے بلوچوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ممبران صوبائی اسمبلی کا وفد بلوچستان جائے اور بلوچستان اسمبلی کے اندر اس چیز کا اظہار کرے کہ اگر کسی ڈکٹیٹر نے یا کسی ایسے جابر اور فرعون حکمران نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ اپنے ملک، صوبہ اور گھر سے در بدر ہیں ہم ان سے معافی مانگتے ہیں، وہ اپنے گھروں میں آئیں، وہ اپنے صوبہ بلوچستان میں آئیں اور وہ اپنے پاکستان میں آئیں۔ انہوں نے تقریباً آج سے 64 سال پہلے جو قربانیاں دیں اور اس ملک کی خاطر انہوں نے جدوجہد کی ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہم سب پاکستانی ایک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت ایک ایسا عمل ہے جس سے تمام قومیں اکٹھی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: میرا خیال ہے اب آپ پری بجٹ تقریر پر آ جائیں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب چیئر مین! میں سمجھتا ہوں جس وقت سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے تو اس میں آج بڑی اچھی تقریریں ہوئی ہیں تو میں ان پر تھوڑا سا اظہار خیال کرنا ضروری سمجھتا ہوں لیکن بجٹ بھی لوگوں کی خاطر بنائے جاتے ہیں، صوبوں اور پاکستان کی خاطر بنائے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب آدمی اپنے گھر بیٹھا ہوتا ہے تو بالکل خوش ہوتا ہے، اسے پھر سڑکیں، نہریں اور بجلی بھی اچھی لگتی ہے اور اسے سارا بجٹ بھی اچھا لگتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اب ہم انہیں گھر لے کر آئیں اور اس کے بعد ان کی جتنی بھی چیزیں ہیں انہیں ہم نے ان کے گھر جا کر دینی ہیں۔

جناب چیئر مین! اب میں چند گزارشات اپنے حلقے ضلع بہاولپور کے حوالے سے کروں گا۔

جب پاکستان بنا تو پہلے مہینہ کا بجٹ بہاولپور کے ہمارے نواب سر صادق محمد خان نے دیا تھا اور یہ تاریخ کی بات ہے۔ میں یہ احسان نہیں جتلا رہا کہ ہم نے کیا کیا ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو بہاولپور کا حق ہے اسے ملنا چاہئے، جو بہاولپور کے حصے کا پانی ہے اسے ملنا چاہئے، جو بہاولپور کے ترقیاتی کام ہیں وہ باقی اضلاع اور باقی ڈویژن کی طرح ہمیں اپنا جائز حق دیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گزشتہ چار سال سے جب سے یہ اسمبلی بنی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب یا ہمارے قائد محترم میاں نواز شریف نے جتنے وہاں پر visit اور جلسے کئے ہیں اور جتنا بجٹ بہاولپور کو دیا ہے۔ وہ پچھلے ساٹھ

سالہ ادوار میں نہیں دیا گیااور اس کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور اچھی چیزوں کو appreciate کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو تین دانش سکولز چل رہے ہیں اور ان میں کام ہو رہا ہے جن میں چشتیاں، حاصل پور اور یار حیم یار خان ہیں۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب، تمام اسمبلی ممبران، سپیکر صاحب اور تمام حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ کام بہاولپور کی محرومی کو ختم کرنے کے لئے کیا، چاہے وہ موبائل ڈسپنسری کے حوالے سے ہو کیونکہ میرے خیال میں موبائل ڈسپنسریاں تقریباً ہر ضلع میں دے دی گئی ہے اور یہ کام بھی قابل ستائش ہے۔اس کے ساتھ ہی اگر لیپ ٹاپ کا مرحلہ آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہاولپور میں۔۔۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: بہاولپور میں ساڑھے سات ہزار لیپ ٹاپ تقسیم ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے غریب طلباء میں جو ایک احساس محرومی تھی وہ بھی ختم ہوئی ہے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے اور منصوبے جو ابھی اس بجٹ میں آرہے ہیں جو ہمارے قائد محترم نے یہ کہا ہے کہ اس دفعہ ہم نے جتنے بھی دیہات ہیں اور جتنا rural area ہے اسے focus کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ملک اور قوم کی خاطر، خاص طور پر جو لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں ان کے دل کے اندر جو خواہشات تھیں وہ انشاء اللہ پوری ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ ہمیں کوئی ایسا کام کرنا چاہئے کہ ہمیں اپنے عمل سے بولنے سے، چلنے سے، پھرنے سے ہم نمائندے جو دو دو، تین تین لاکھ لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آتے ہیں ہمیں کوئی اچھی اچھی تجاویز دینی چاہئیں۔

جناب چیئر مین: پھر کوئی تجاویز دیں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ پاکستان کے اندر جتنا پانی ہے اسے برابر تقسیم کر دیا جائے۔ پاکستان کے اندر جتنی سڑکیں ان کو بھی برابر تقسیم کر دیا جائے۔ایک ڈویژن میں اگر آپ نے بہت زیادہ رقم رکھ دی ہے اور دوسرے میں کم رکھ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی تھوڑا سا سوچنا چاہئے اور سڑکیں بھی برابری کی سطح پر تعمیر ہونی چاہئیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے چنیوٹی صاحب کہہ رہے تھے ہیلتھ کے حوالے سے جو لوگ چولستان میں رہتے ہیں یا اسلام آباد میں رہتے ہیں سب پاکستانی ہیں اس لئے سب کو یہ حقوق ملنے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کچھ national level پر بھی سوچنا چاہئے ہمیں پاکستانی سوچ رکھنی چاہئے کہ ہم پاکستان کو ترقی

کیسے دے سکتے ہیں؟ جب برابری کی سطح پر ہر چیز تقسیم ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چھوٹے چھوٹے issues خود بخود resolve ہو جائیں گے۔ یہ چھوٹے لوگ اور اللہ معاف کرے میں توبہ استغفار کہتا ہوں جو سونامی سونامی کہتے ہیں اللہ کرے ان کے گھر کے اوپر آئے، ہماری پاکستانی قوم کے اوپر نہ آئے۔ یہ طوفان ان کے اوپر برپا ہوں انہوں نے ملک کو تباہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہوں کہ ہمارے قائد محترم اور ہماری جماعت کی یہ سوچ ہے اور ہم نے ہمیشہ رحمت کی طلب کی ہے، ہم پاکستان کی خاطر رحمت مانگتے ہیں کہ یااللہ ہمارے پاکستان پر رحمت فرما، یااللہ جو ہمارے مسائل ہیں اللہ کے فضل وکرم سے حل ہوں۔ یہ جو سونامی والوں نے لوٹے اکٹھے کئے ہوئے ہیں جس طرح ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان کہہ رہے تھے کہ یہ جو "کچرا" اکٹھا کر کے طوفان لا رہے ہیں ان کے گھروں پر بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کے گھروں پر بھی نہ آئے۔ بہر حال ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی سوچ اچھی کرے ہماری سوچ یہی ہے کہ پاکستان ترقی کرے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب محمد سعید مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب چیئرمین! ابھی میں نے اپنا نام دیا تو جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ آپ کو کل ٹائم ملے گا۔

جناب چیئرمین: آپ کل بات کرنا چاہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، میں کل بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ بات کرنا چاہیں گے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے گلے میں اس وقت تکلیف ہے ڈاکٹر کی طرف سے مجھے کم بولنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آج کے اجلاس کا وقت اب ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 2۔ مارچ 2012 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

469

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 2-مارچ 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

بجٹ 13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے

پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

471

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،2-مارچ2012

(یوم الجمع،8-ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9بج کر25منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ﴿٩﴾

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِي

يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٣﴾

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ بَلْ

تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٧﴾ إِنَّ

هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿١٩﴾

سُوْرَۃُ الأعلی آیات9تا19

سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو (9) جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت پکڑے گا (10) اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا (11) جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہو گا (12) پھر وہاں نہ مرے گا اور نہ جئے گا (13) بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا (14) اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (15) مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو (16) حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے (17) یہ بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے (18) (یعنی) ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں (19)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یامصطفیٰ خیرالوریٰ تیرے جیا کوئی نہیں
کنوں کھواں تیرے جیا تیرے جیا کوئی نہیں
چولی وچ لے کر سرکار نوں سوہنے مٹھن منٹھار نوں
آکھے حلیمہ سعدیہؓ تیرے جیا کوئی نہیں
اقصیٰ دے وچ آقا میرے پڑھ کے نماز پچھے تیرے
نبیاں نے وی ایہو کیہا تیرے جیا کوئی نہیں

اعلان

سینیٹ کے الیکشن کے لئے اجلاس کی بقیہ کارروائی کا ملتوی کیا جانا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آج سینیٹ کے الیکشن کے لئے پولنگ ہو رہی ہے، ممبران اسمبلی کو ووٹ ڈالنے کی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے اجلاس کی باقی کارروائی نہیں ہو پائے گی لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 5-مارچ2012 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

475

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ5۔مارچ2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

بجٹ13-2012کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے

پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

477

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

سوموار،5۔مارچ2012

(یوم الاثنین،11۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر45منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾

سورۃ النِّسَاء آیت36

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں)اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(36)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تم ہی تو ہو
جلتے ہیں جبرائیلؑ کے پَر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تم ہی تو ہو

تعزیت

معزز خاتون ممبر محترمہ طیبہ ضمیر کے بیٹے کی وفات پر فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس سے پیشتر کہ کارروائی کا آغاز کیا جائے مولانا صاحب سے کہوں گا کہ محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ کے بیٹے قضائے الٰہی سے انتقال کر چکے ہیں لہذا ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ کے بیٹے کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میری بات سنیں کہ rules سب کے لئے برابر ہیں۔ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو ضرور موقع دوں گا لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محمد نوید انجم صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3150 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3150: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب میں کل کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں؟

(ب) سال2008میں پنجاب میں کتنی نئی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا؟

(ج) پنجاب میں سال2008میں لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنا کتنا ٹارگٹ حاصل کیا، تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب کے35اضلاع میں اس وقت 45747لیڈی ہیلتھ ورکرز لوگوں کو ان کے گھر کی دہلیز پر خاندانی منصوبہ بندی و بنیادی صحت کی خدمات بہم پہنچا رہی ہیں۔

(ب) پنجاب میں سال2008میں 2241لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔

(ج) لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنے(covered area) میں مندرجہ ذیل اہداف حاصل کئے۔

- خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والوں کی شرح جو کہ 2007میں42فیصد تھی بڑھ کر 2008میں43فیصد ہو گئی۔
- ماؤں کی شرح اموات جو کہ 2007میں ایک لاکھ زندہ پیدائش پر 141تھی کم ہو کر2008میں ایک لاکھ زندہ پیدائش پر140ہو گئی۔
- ایک سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات جو کہ 2007میں ایک ہزار زندہ پیدائش پر 44تھی کم ہو کر2008میں ایک ہزار زندہ پیدائش پر37ہو گئی۔
- حاملہ ماؤں کو تشنج کے حفاظتی ٹیکوں کا کورس مکمل کرنے کی شرح جو کہ 2007میں 90فیصد تھی بڑھ کر2008میں91فیصد ہو گئی۔
- بچوں کے حفاظتی ٹیکوں کی شرح جو کہ 2007میں 93فیصد تھی بڑھ کر 2008میں 94فیصد ہو گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تنخواہوں کا مسئلہ چل رہا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتادیں کہ کیا ان کی تنخواہیں دے دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محکمہ صحت کے حوالے سے آپ کی اجازت سے ایک شعر پیش کرتا ہوں:

جہاں بھونچال فصیل و در میں رہتے ہیں
ہمارا حوصلہ دیکھو ہم ایسے گھر میں رہتے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لیڈی ہیلتھ ورکرز کی جنوری 2012 تک کی تنخواہیں ادا کر دی گئی ہیں چونکہ یہ پروگرام وفاقی حکومت کی گرانٹ سے چلتا ہے اور وفاقی حکومت اس کے پیسے ہمیں بھیج دیتی ہے لیکن پچھلے ماہ کی 20 تاریخ کو ہونے والی میٹنگ میں طے ہو گیا ہے کہ باقی تنخواہیں بھی وفاقی حکومت ہمیں بھیج دے گی اور فروری کی تنخواہیں رہ گئی ہیں جو اگلے ماہ انشاء اللہ انہیں ادا کر دی جائیں گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ "لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنے cover area میں جو اہداف حاصل کئے ہیں، اس میں بتایا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والوں کی شرح جو کہ 2007 میں 42 فیصد تھی بڑھ کر 2008 میں 43 فیصد ہو گئی" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی سال میں ان علاقوں میں آبادی کی شرح کتنی رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! اس میں ایک فیصد improvement جو ہے وہ International standards کے مطابق ہے اور آبادی کی شرح تقریباً 2.9 فیصد ہے لیکن ہمارے اہداف میں جیسے ایم ایم آر، آئی ایم آر اور فیملی پلاننگ کے تینوں پروگراموں میں ایک فیصد improvement ہوئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پولیو کی مہم کی supervision لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کرتی ہیں جبکہ آپ کے علم میں ہے کہ پاکستان میں پولیو کے cases بڑی تعداد میں سامنے آ رہے ہیں اور اس میں fault یقیناً ان کی campaign میں ہی ہے کیونکہ یہ properly door to door جا کر قطرے نہیں پلاتیں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پولیو مہم پنجاب میں بڑی کامیابی سے جاری ہے اور اب تک پنجاب میں صرف ایک case ہمارے notice میں آیا ہے اور اس کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ہماری آبادی کا پورا data base موجود نہیں ہے۔ چونکہ ہمارے پاس

کمپیوٹرائزڈ data نہیں ہوتا، although پنجاب میں 97 فیصد کمپیوٹرائزڈ لوگ ہیں جن کے شناختی کارڈ بھی ہیں لیکن افغان مہاجرین یا جن لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے یا وہ لوگ جو رجسٹرڈ نہیں ہیں اور move کرتے رہتے ہیں، ان کی وجہ سے ہمیں اہداف حاصل کرنے میں مشکل ہوتی ہے اور اس پر بھی ہمارے department میں Cell موجود ہے جسے ہم نے direction دی ہے کہ جو لوگ move کر رہے ہیں یا stationed نہیں ہیں، ان کے لئے بھی strategy evolve کی جائے تاکہ ایک ایک آدمی تک ہم پہنچ سکیں اور پولیو کے قطرے effectively پلا سکیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اتفاق نہیں کرتی کہ پنجاب میں ایک پولیو case report ہوا ہے۔ "ڈیلی ڈان" میں کچھ دن پہلے ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی کہ رحیم یار خان اور دیہی علاقوں میں کئی cases سامنے آئے جبکہ لاہور میں بھی ایک case سامنے آیا ہے جو کہ کافی تشویشناک بات ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر یہ کہہ کر جان چھڑا رہے ہیں کہ مہم بڑے اچھے طریقے سے جاری ہے، میں سمجھتی ہوں کہ ایسا نہیں ہے تو اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس سال ہمیں جو کیس رپورٹ ہوا ہے وہ ایک ہے۔ جو پچھلے سال کے کیس ہیں شاید یہ اُن کی بات کر رہی ہیں وہ 35 کے قریب تھے۔ اس کی campaign پورے ملک میں ہوتی ہے، یہ وفاقی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی ہوتی ہے۔ تین روزہ پولیو campaign میں جن کا یہ ذکر کر رہی ہیں لیڈی ہیلتھ ورکرز اس کا حصہ ہوتی ہیں اس کے علاوہ volunteers بھی ہوتے ہیں اور لوگوں کو payment پر بھی رکھا جاتا ہے۔ مختلف محکمے جن میں ہائی وے پولیس، موٹروے پولیس اور ٹیچروں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس کو ہم پورے effective طریقے سے enforce کر رہے ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہو رہی ہے۔ حکومت، محکمہ صحت، ڈی جی آفس اور ای پی آئی یہ سارے مل کر بڑے effective طریقے سے campaign چلا رہے ہیں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میرا یہ سوال ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب محکمہ صحت وفاق سے devolved ہو کر صوبوں کو چلا گیا تو کیا لیڈی ہیلتھ ورکر پروگرام بھی صوبوں کے حوالے کیا جا چکا ہے یا ابھی تک وفاق کے پاس ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایک ہی سوال کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو پروگرام ہیں، اس کے لئے بیرونی امداد آتی ہے جو فیڈرل گورنمنٹ کو ملتی ہے اور وہ quarterly صوبوں کو منتقل کرتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات پوچھی ہے وہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): وہ صوبوں کو منتقل اس حد تک ہوئی ہے کہ ان کا سٹاف ہمارے پاس کام کر رہا ہے لیکن ان کا بجٹ، تنخواہیں سب کچھ فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہے اور ہم آگے اس کو disburse کرتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب کے 35 اضلاع میں 45747 لیڈی ہیلتھ ورکرز ہیں۔ ایک حلقہ انتخاب ایم پی اے میں تقریباً ڈیڑھ سو لیڈی ہیلتھ ورکر بنتی ہیں۔ مجھے تو اتنی نظر نہیں آئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو کیسے monitor اور manage کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو تعداد بتا رہے ہیں میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ جو فنڈز دیتی ہے اس کے مطابق ہم بھرتی کرتے ہیں اور ان کے باقاعدہ انچارج ہیں۔ MNCH پروگرام اور دیگر لوگ ان کی supervision کرتے ہیں۔ ان کے علاقے کے جو انچارج ہیں اُن کو آپ کا نام دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلے سوال کی تیاری کریں اس میں اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ 35 اضلاع ہیں۔ کیا35 ہیں یا36 اضلاع ہیں؟

جناب سپیکر: 36اضلاع ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3464 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولیات کی تفصیلات

*3464: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کے کن ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے جن ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولت ہے، انہیں مختلف زونوں میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ لوگوں کو کم مشکلات درپیش ہوں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے ان میں تھانوں کی حدود مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ تھانوں کی تعداد بھی مقرر کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) لاہور میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی / میو ہسپتال لاہور اور علامہ اقبال میڈیکل کالج / جناح ہسپتال لاہور کے شعبہ جات طب شرعی میں ضلع لاہور کے متعلقہ کیسز کے پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور میں جن دو مقامات پر پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے انہیں دو زونوں میں تقسیم کیا گیا تا کہ لوگوں کو کم مشکلات پیش ہوں۔

(ج) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا جن دو مقامات پر پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے ان میں تھانوں کی حدود اور تعداد مقرر کی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کو پوسٹ مارٹم کے لئے جو دو زون میں تقسیم کیا گیا ہے کیا یہ کافی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج سے پہلے صرف کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں یہ سہولت میسر تھی لیکن موجودہ حکومت نے ایک سال سے جناح ہسپتال علامہ اقبال میڈیکل کالج میں بھی یہ سہولت میسر کر دی ہے۔ دو پوسٹ مارٹم سنٹر کام کر رہے ہیں جن میں تھانوں کے لحاظ سے allocation کر دی گئی ہے۔ یہ بخوبی اپنا کام کر رہے ہیں اور ایمرجنسی میں بھی پوسٹ مارٹم ہوتا ہے اس میں بھی کوئی تاخیر نہیں ہوتی۔ پورے شہر لاہور کے لئے یہ دو ادارے کافی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تھانوں کے حساب سے تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اس میں لاہور کے بے شمار تھانے ہیں جو mention نہیں ہیں اس کے بارے میں مجھے بتادیں، میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ جن خواتین کی پوسٹ مارٹم کے لئے لیڈی ڈاکٹرز نہیں ملتیں اور کئی کئی دن گزر جاتے ہیں لیڈی ڈاکٹر available نہیں ہوتی اس کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جو تھانوں کی بات بتائی ہے اس میں ہم نے پوری تفصیل دے دی ہے کہ north اور south میں شہر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور تقریباً ڈیڑھ سو تھانے ہیں۔ ستر ستر تھانے اپنے اپنے علاقے میں پوسٹ مارٹم کراتے ہیں۔ خواتین کے پوسٹ مارٹم کے لئے دونوں مقامات پر خواتین میڈیکل آفیسرز موجود ہیں اور خواتین کے تمام پوسٹ مارٹم سپریم کورٹ کے آرڈر کے تحت اب خواتین ہی کرتی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! تھانوں کا ذکر کیا گیا کہ لاہور کو دو زونوں میں تقسیم کیا گیا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک خاتون جس کا murder ہوتا ہے اور پولیس چالان میں تاخیر کرتی ہے۔ وہ عورت بے چاری Dead House میں ہی پڑی رہتی ہے اسے چاہے تین دن لگ جائیں یا چار دن لگ

جائیں۔ کیا حکومت کوئی ایسا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ تھانوں کو ensure کرے کہ وہ ایک دن میں ہی اس کا چالان پیش کرے۔۔۔

جناب سپیکر: چالان ایک دن میں نہیں ہو سکتا۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جب ایک عورت قتل ہوتی ہے جب تک پولیس نہیں آتی اس کا پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا اور اس کی dead body وہیں پڑی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھ گئے ہیں۔ ان خواتین کا کیا قصور ہے وہاں ڈاکٹر بھی موجود ہوتے ہیں لیکن وہ بے چارے بے یار ومددگار بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تھانیدار چالان لے کر آئے گا تو ہم پوسٹ مارٹم کریں گے اس کے لئے آپ نے ایف آئی آر میں کیا تبدیلی لانی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ چالان چودہ دن کے ریمانڈ کے بعد ہی پیش ہو سکتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کے لئے لواحقین کی اجازت کی ضرورت ہے اور پولیس جا کر پوسٹ مارٹم کروا دیتی ہے۔ خواتین پوسٹ مارٹم آفیسر موجود ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے چالان کی ضرورت نہیں ہے صرف لواحقین کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو چوبیس گھنٹے میں پوسٹ مارٹم ہو جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میو ہسپتال میں دو تین واقعات ایسے ہوئے ہیں۔ اسی طرح جناح ہسپتال میں بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ خواتین کی dead bodies پڑی ہوئی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سراسر خواتین کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا کیوں ہو گی زیادتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر کوئی specific واقعہ ایسا ہوا ہے تو اس کا نام بتا دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوئی نام نہیں بتایا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس سے متعلقہ ہی ہے کہ کیا پوسٹ مارٹم کی timings بھی ہوتی ہیں کیونکہ دیہات میں اکثر شام کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! normally پوسٹ مارٹم sunset کے بعد نہیں کرتے اس سے پہلے ہی کرتے ہیں لیکن اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو اس کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرے علاقے میں ایک بچی کا murder ہوا، اس کے ماموں نے اس کو قتل کیا لیکن اس کی ایف آئی آر کٹوانے والا کوئی نہیں تھا تو اس کی dead body دو دن پڑی رہی اور آخر کار ہمسایوں نے اس کا پوسٹ مارٹم کرایا۔ پولیس کی منتیں کرتے رہے اور پولیس کہے کہ اس کا کوئی مدعی بنے۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ نہیں ہے اور میں کہتی ہوں کہ ہے اور ایسا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ لکھ کر دے دیں اس کی رپورٹ منگوا لیتے ہیں انشاء اللہ حکم کی تعمیل ہوگی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3910 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*3910: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) خاص کر گائنی کی اسامیاں کب سے خالی ہیں، کیا حکومت یہ اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں 17، 18 اور 19 سکیل کی ہیں۔

(ب) میڈیکل آفیسرز کی خالی اسامیوں کو بذریعہ PPSC پُر کیا جا رہا ہے۔ خالی اسامیوں کی تفصیل محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہے۔

(ج) ایضاً

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سوال پوچھنے والے بھی ڈاکٹر صاحب ہیں اس لئے ذرا سوچ سمجھ کر سوال سنئے اور سوچ سمجھ کر جواب دیجئے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جز (ج) میں پوچھا گیا کہ خاص کر گائنی کی اسامیاں کب سے خالی ہیں، کیا حکومت یہ اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، یہ سوال 2009 میں گیا تھا اور اس کا جواب 2011 میں آیا ہے۔ اس کی recent position نہیں بتائی گئی کہ یہ خالی اسامیاں محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہیں؟ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ان اسامیوں کے لئے امتحان ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے، اسامیاں پُر ہوئیں یا نہیں ہوئیں؟ دو سال بعد بھی اس کا proper جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے سارا کچھ بتایا تو ہے۔ میرا خیال آپ نے پوری طرح پڑھا نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جیسا کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ وہاں پر گائناکالوجسٹ کی دو اسامیاں خالی ہیں لیکن وہاں چار WMOs کام کر رہی ہیں جو گائنی کے کیسز کو پوری طرح perform کر رہی ہیں۔ آج کل ہمارے جو PPSC کے امتحانات ہو رہے ہیں اس میں تقریباً ساڑھے چار سو خواتین کی اسامیاں چلی گئی ہیں جن کے انٹرویو ہو رہے ہیں جس میں گائناکالوجسٹ بھی شامل ہیں۔ گائناکالوجسٹ جب بھی میسر ہوں گی وہ تمام جگہوں پر تعینات کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ پبلک سروس کمیشن کے امتحانات ہر سال ہوتے ہیں، دو سالوں میں کیوں نہیں ہوئے، اگر ہوئے ہیں تو بھرتیاں کیوں نہیں کی گئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! 1994 سے لے کر 2008 تک پبلک سروس کمیشن کا امتحان نہیں ہوا اور اس دوران Special Selection Board کے ذریعے بھرتیاں ہوتی رہی ہیں جنہیں PPSC کا اختیار تھا لیکن 2008 کے بعد جب سے ہماری حکومت آئی ہے تو

ہم ہر سال PPSC کے امتحان کروا رہے ہیں۔ ہر سال تقریباً 400 سے 500 افراد select ہوتے ہیں اور appoint کر دیئے جاتے ہیں لیکن خصوصی طور پر آپ THQ بورے والا کی بات کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں لوکل EDOs کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ walk in interview کریں اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق ایڈہاک بھرتی کر لیں لیکن جب لوگ PPSC سے select ہو کر آئیں گے تو پھر ان کو فارغ کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! PPSC ineffective ہے اور دو parallel systems چل رہے ہیں یعنی ایک Select Committee کے ذریعے selections ہو رہی ہیں اور۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اختیار "ای ڈی اوز" ہیلتھ کو دیا ہے کہ اگر آپ کو فوری ضرورت ہو تو ایڈہاک پر بندے appoint کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں، میں تھوڑی سی درستی کر دوں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ پچھلے پندرہ سال تک PPSC کا امتحان نہیں ہوا اور اس کی غیر موجودگی میں Special Selection Boards کے پاس یہ اختیار تھا لیکن 2008 کے بعد Special Selection Boards ختم کر دیئے گئے ہیں اور تمام بھرتیاں گریڈ 17 سے لے کر گریڈ 19 تک PPSC کے ذریعے میرٹ پر ہو رہی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال کی جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ میڈیکل افسروں کی خالی اسامیوں کو بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن پُر کیا جا رہا ہے اور خالی اسامیوں کی تفصیل محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے یہ جوابات محکمہ صحت کی طرف سے پنجاب اسمبلی کو وصول ہوئے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کون سا محکمہ صحت ہے جس کو محکمہ صحت پنجاب نے یہ خالی اسامیاں بھیجی ہیں؟ دوسرا یہ کہ سوال کے جواب کا وقفہ دو سال کا ہے اس دوران جبکہ ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ہم ڈاکٹروں کی بھرتی کر سکتے ہیں تو ان سالوں کے اندر یہ اسامیاں ایڈہاک پر fill کیوں نہیں کی گئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! کل یعنی 5 تاریخ کی latest list ساتھ لگی ہوئی ہے، اس میں ایڈہاک اور مستقل ملازمین کی تفصیل درج ہے جس میں ساری پوزیشن واضح ہے۔ اگر معزز ممبر چاہیں تو میں ان کو یہ latest list دے دیتا ہوں لیکن یہ latest list ان کے ساتھ لگی ہوئی ہے آپ اس کو دیکھ لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ پانچ تاریخ کی لسٹ ہے لیکن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ 31۔جولائی 2009 کو سوال کیا گیا تھا اور جواب 18۔اکتوبر 2011 کو آیا تو اس دوران جو اسامیاں خالی ہوئیں تو اس کے اندر کیوں reflect نہیں ہوئیں اور جو اسامیاں ایڈہاک پر fill کی گئیں وہ کیوں reflect نہیں ہوئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پانچ تاریخ کو latest جواب منگوالیا ہے، اس کی لسٹ ساتھ لگی ہوئی ہے وہ آپ دیکھ لیں اس میں ساری صورتحال واضح کر دی گئی ہے کہ کون سی اسامی کس دن fill کی گئی ہے اور کون سی خالی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3917 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں موجود طبی مشینری و دیگر تفصیلات

*3917: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں کون کون سی طبی مشینری ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کے لئے کون کون سی مشینری ہے؟

(ج) اس ہسپتال کو کون کون سی طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(د) موجودہ مشینری میں کون کون سی مشین کب سے بند پڑی ہے،اس کی بندش کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیاحکومت بند مشینری کو چالو کرنے اوراس ہسپتال کی ضرورت کے مطابق مزید طبی مشینری فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا میں موجود طبی مشینری کی تفصیلی فہرست (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہسپتال ہذا میں مریضوں کے ٹیسٹوں کے لئے ایکسرے،ای سی جی،الٹرا ساؤنڈ،مائیکرو ویلیب سینٹری فیوجنگ مشین موجود ہیں۔

(ج) ہسپتال ہذا میں الیکٹروکارڈیک مانیٹر،ڈائیلسز مشین،آپریشن لائیٹ،الٹراساؤنڈ وانستھزیا مشین موجود ہیں۔

(د) کوئی بھی مشینری بند نہ پڑی ہے سبھی مشینیں استعمال میں ہیں۔

(ہ) جی،ہاں!ہسپتال کی ضرورت کے مطابق مشینری موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر!ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جز(ب)میں لکھا ہوا ہے کہ اس ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کے لئے کون کون سی مشینری ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ dry Chemistry جس میں بلڈ کے ٹیسٹ ہوتے ہیں اس میں مائیکرو ویلیب کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ کون سی مائیکرو ویلیب ہے اور کیا یہ ٹیسٹ dry Chemistry کے ذریعے ہوتے ہیں یا wet Chemistry کے ذریعے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر!یہ سوال کیونکہ مشینری کے بارے میں پوچھا گیا ہے اور اس کے make کے بارے میں سوال نہیں تھا اور جو مشین ہمارے پاس

available ہے ان کی تفصیل دے دی گئی ہے۔ اگر آپ ان کے make کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو ہم رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ابھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تحصیل کی سطح پر ہم نے اتنی مشینری دی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ کی سطح پر بھی حکومت کے پاس اتنی مشینری نہیں ہے۔ آپ لاہور کے میوہسپتال، جنرل ہسپتال، گنگارام ہسپتال اور جناح ہسپتال میں دیکھیں کہ Dialysis کے لئے لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں کوئی بورے والا سے آیا ہوا ہے اور کوئی کامونکی سے آیا ہوا ہے۔ اگر حکومت نے تحصیل سطح پر سہولت دی ہوئی ہے تو پھر لاہور میں لوگوں کی لائنیں کیوں لگی ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ لائنوں کی بات ہو رہی ہے تو لائنیں تو دنیا کے ہر ملک میں لگی ہوئی ہیں۔ میڈیکل علاج کے لئے امریکہ اور برطانیہ میں بھی لائن لگی ہوئی ہے لیکن اس حکومت میں 64 سال میں پہلی دفعہ 44 جگہ پر فری Dialysis ہو رہے ہیں اور اس سے ہزاروں لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ ہم نے سینکڑوں لوگوں کو Dialysis machines چلانے کے لئے trained کیا ہے اور اس وقت صرف لاہور کے جنرل ہسپتال میں 80 مشینیں کام کر رہی ہیں جس میں چالیس مشینیں Hepatitis کے مریضوں کے لئے ہیں اور چالیس non-Hepatitis کے مریضوں کے لئے ہیں۔ اسی طرح تمام بڑے ہسپتالوں میں Dialysis کے لئے تمام کٹس، ادویات، داخلہ اور دیگر تمام سہولتیں فری ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ جہاں پر 100 لوگ ہوں گے تو ان کو ٹوکن باری کے مطابق ملتا ہے لیکن انکار کسی کو نہیں ہوتا اور سب کا فری Dialysis ہو رہا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ ایک دن ایک counter میوہسپتال، ایک دن جناح ہسپتال اور ایک دن جنرل ہسپتال میں لگائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تحصیل کی سطح پر اور دوسرے اضلاع سے کتنے لوگ لاہور علاج کے لئے آتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب لائنوں کی تو بات کرتے ہیں لیکن یہ کیوں نہیں مانتے کہ ہم تحصیل

اور ضلعی سطح پر علاج نہیں دے سکتے کیونکہ ان لوگوں کو اپنے ضلعوں میں سہولتیں نہیں ہیں تو وہ لوگ لاہور آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں تو تین دن پہلے میو ہسپتال اور جنرل ہسپتال سے ہو کر آیا ہوں لیکن یہ جو لائنوں کی بات کی گئی ہے تو اس سلسلے میں، میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ دنیا کے تمام ملکوں میں باری باری لوگ اپنا علاج کراتے ہیں، ایک مہذب قوم کی طرح آتے ہیں، رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور علاج کراتے ہیں لیکن وہاں لائن کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو طبی سہولتیں فراہم نہیں ہو رہیں۔ یہاں پر جتنے لوگ آتے ہیں ان کے علاج کے لئے ڈاکٹرز اور نرسیں بھی بیٹھی ہوئیں ہیں اور ادویات بھی میسر ہیں۔ حکومت پنجاب نے پورے صوبہ میں پہلی بار فری ادویات کی provision کے لئے 7۔ارب روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں فرمایا ہے کہ ہم نے تحصیل سطح پر بھی Dialysis کا بندوبست کیا ہوا ہے تو ضلع چکوال میں تحصیل سطح پر تو دور کی بات ہے لیکن ضلع کی سطح پر بھی یہ سہولت میسر نہیں ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کیونکہ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے، یہ سارے معزز ممبران سن رہے ہیں اور اخباروں میں publish ہو گا تو اس لئے یہ تحصیل سطح پر Dialysis Centre کا بندوبست کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع چکوال میں تحصیل اور ضلعی سطح پر بھی Dialysis Centre نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ دنیا میں کہیں بھی تحصیل سطح پر Dialysis نہیں ہوتا اور یہ ہمیشہ سنٹرز ہوتے ہیں۔ میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارے ٹیچنگ ہسپتال جو کہ بیس کے قریب ہیں، 36 ڈی ایچ کیو ہیں، ہم 44 جگہوں پر free Dialysis

کر رہے ہیں، تحصیلوں کے لوگ ضلع میں آکر Dialysis کرواتے ہیں اور یہ تحصیل سطح پر ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہتے ہیں کہ پورے ضلع چکوال میں Dialysis کی سہولت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں ضلع چکوال کو چیک کر لیتا ہوں کہ اگر ضلع چکوال میں Dialysis کا انتظام نہیں ہے تو جلد شروع کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3999 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈرگ کے نمونہ جات کی رپورٹ میں تاخیر کی تفصیلات

*3999: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈرگ ایکٹ 1976 کی رو سے ڈرگ کے نمونہ جات وصول ہونے کے بعد ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا 60 دن کے اندر رپورٹ کرنا لازمی ہے اگر ہاں تو کیا یہ مدت زیادہ نہ ہے اور حکومت اس مذکورہ ایکٹ میں ترمیم کروا کر کم کرنے کے لئے تیار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عموماً لیبارٹری ٹیسٹ کی رپورٹ میں تاخیر ہو جاتی ہے جس سے مریضوں کو ادویات کی فراہمی نہیں کی جا سکتی، اگر ہاں تو اس کے حل کے لئے حکومت کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ بات درست ہے کہ ڈرگ ٹیسٹنگ ایکٹ 1976 کے سیکشن بائیس کی رو سے ٹیسٹنگ لیبارٹری سیمپل (نمونہ) وصول ہونے کے 60 دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ کرنے کی

پابند ہے، یہ مدت زیادہ نہ ہے کیونکہ دوائی کے تجزیہ کے آفیشل طریق کار کے مطابق یہ مدت انتہائی ضروری ہے لیکن بعض اوقات کچھ ادویات کا مائیکرو بائیولوجیکل تجزیہ کے لئے اس سے زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی رپورٹ میں تاخیر کی وجہ سے مریضوں کو ادویات کی سپلائی میں مشکل ہو جاتی ہے، کیونکہ ہسپتال میں مناسب مقدار میں ادویات موجود ہوتی ہیں۔ جس وقت نئی سپلائی کے لئے آرڈر دیئے جاتے ہیں ان ادویات کے نمونے تجزیے کے لئے لیبارٹری بھیجے جاتے ہیں۔ تمام ہسپتال اس بات کے پابند ہیں کہ وہ کسی بھی میڈیسن کی سپلائی کا آرڈر اس وقت دے دیں جب ان کے پاس تقریباً تین ماہ کی ضروریات پورا کرنے کا سٹاک موجود ہو۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس جواب میں contradiction پر بات کرنے سے پہلے ایک بات کا اعتراف اور appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں الحمدللہ جتنے اچھے ڈاکٹرز، جتنے اچھے ہسپتال، جتنا اچھا paramedics اور جتنی free medicines ہیں دنیا کے کسی خطے میں نہیں ہیں۔ I really appreciate. لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کو اپنی چیزیں سراہنے کی عادت نہیں ہے۔

We must appreciate Doctors and Paramedics as well as our Government that is providing all the medical facilities free of cost.

لیکن اس میں جو contradictions ہیں میں وہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے purchase سے پہلے جو drugs testing کا سسٹم بتایا ہے یعنی کہ کچھ ادویات کے testing کے لئے ساٹھ دن چاہیئں یا کچھ ادویات کے لئے زیادہ دن بھی چاہیئں۔ اگر Purchase Manual کو اس طرح سے ترتیب دیا جائے، Drugs Testing Labs اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہیں اور ڈرگ انسپکٹر بھی اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں تو ہمیں انہیں purchase سے پہلے ساٹھ دن دینے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے جبکہ کوئی بھی دوائی testing کے بغیر کسی فیکٹری سے باہر نہیں آسکتی اگر وہ automatically صحیح کام کر رہے ہیں تو وہ ہمیں rightly available کیوں نہیں ہوتی؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم

Purchase Manual میں یہ چیز بھی شامل کر لیں کہ جو فنڈز ہم ڈسٹرکٹ کو دیتے ہیں اور اگر ان کو یہ فنڈز timely release کر دیئے جائیں تو اس میں بہت بڑی قباحت سے بچ سکتے ہیں اور ہماری بہت بڑی saving ہو سکتی ہے کیونکہ جب فنڈز late release ہوتے ہیں تو وہاں پر LP purchase ہوتی رہتی ہے، Local Purchase سے یہ ہوتا ہے کہ ریٹس بہت زیادہ لگتے ہیں لیکن جب فنڈز کی release چھ چھ ماہ کے بعد کی جاتی ہیں تو اس وقت تک ملین میں نقصان ہو چکا ہوتا ہے۔ اگر altogether پنجاب کو consider کریں تو یہ اربوں میں نقصان جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی suggestions آ گئی ہیں، میں آپ کو ضمنی سوال کا کہہ رہا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ہماری Drugs Testing Labs regularly کام کر رہی ہے تو ہمیں ان کو یہ ساٹھ دن purchasing میں دینے کی ضرورت کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! اس سوال کے دو حصے ہیں، ڈرگ ٹیسٹنگ لیب کے دو کام ہیں، ایک تو جو ادویات ہم خریدتے ہیں ان کو ٹیسٹ کرواتے ہیں اور اس کی رپورٹ آنے کے بعد دوائیاں ہسپتال میں فراہم کی جاتی ہیں اس کے لئے درج ہے کہ تین مہینے کی دوائی موجود ہو تو ٹیسٹنگ کے لئے بھیج دی جاتی ہے۔ جب اس کی رپورٹ آ جاتی ہے تو اس کے بعد ہم اگلی خریداری کرتے ہیں۔ نوے دن کا وقفہ موجود ہوتا ہے تاکہ ہمارے پاس سٹور میں دوائیاں موجود رہیں۔ اس کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جن ادویات کے مختلف میڈیکل سٹوروں سے samples لیتے ہیں ان کو ٹیسٹ کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ میڈیکل سٹوروں اور پرائیویٹ ہسپتالوں کی ٹیسٹنگ کا علیحدہ procedure ہے جس کے لئے ساٹھ دن چاہئیں۔ ساٹھ دن both types کے لئے mandatory ہیں، ایک خریداری کے لئے اور دوسرا انسپکشن کے لئے، اس میں جہاں تک تاخیر کا تعلق ہے وہ اس لئے ہوتی ہے کہ burden بڑھ جاتا ہے یا کچھ ٹیسٹ ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے اڑتالیس گھنٹے سے لے کر بہتر گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ Scientifically کام کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اور خاص طور پر پی آئی سی کے واقعہ کے بعد چیف منسٹر نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جس میں تمام ترامیم، ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا procedure اس کے علاوہ establishment of new Drugs Testing Laboratories اور Accreted Lab دوائی کی خریداری کے لئے کمیٹی بنا دی

گئی ہے جو چند دنوں میں وہ اپنی رپورٹ پیش کر دے گی تاکہ اس میں جو lacunas ہیں ان کو پورا کر دیا جائے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے مگر میں یہ بات پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہمارا regular system properly کام کر رہا ہو تو ہمیں purchase کرتے وقت دوبارہ ٹیسٹنگ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ ہمارا system regularly کام نہیں کر رہا یہی وجہ ہے کہ ہر purchase سے پہلے اپنی ادویات کو دوبارہ ٹیسٹنگ کے لئے بھیجتے ہیں۔ میرا سوال صرف اتنا ہے بلکہ میری اپنے بھائی سے humble request ہے کہ ہم اپنے ڈیپارٹمنٹ کی اس ورکنگ کو بہتر بنا کر نہ صرف ٹائم بچا سکتے ہیں بلکہ۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب والا! اگر یہ ڈرگ ٹیسٹنگ سسٹم ٹھیک تھا تو پھر ان جعلی ادویات کی وجہ سے پنجاب میں سینکڑوں لوگوں کی اموات کیوں ہوئیں اور ان کی ٹیسٹنگ کہاں سے ہوئی تھی اور میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر لاہور میں ہی سارا سسٹم موجود ہے تو پھر بیرون ملک ان ادویات کے sample کیوں بھجوائے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! یہ blood testing نہیں ہے بلکہ drug testing ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب والا! میں نے drug testing ہی کہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! دنیا کی تمام ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جب کوئی sample check کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے تو اس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ آپ نے کیا کیا رپورٹ دینی ہے، active ingredient کے بارے میں رپورٹ دینی ہے یا کوئی اور رپورٹ دینی ہے؟ جب ان ادویات کو ٹیسٹ کے لئے بھیجا گیا تھا تو active ingredient کے بارے میں report positive آئی تھی لیکن جب باہر کے ملکوں میں بھیجا گیا تو inactive ingredient کے بارے میں بھی پوچھا گیا کیونکہ باقی چیزیں جو دوائی کا حصہ ہوتی ہیں جیسے base ہے، oil ہے، paint ہے اس کا cover ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں mixture ہوتی ہیں ان کو ٹیسٹ کرنے کے لئے باہر بھیجا گیا جس کی اڑتالیس گھنٹے کے اندر رپورٹ آ گئی۔ اگر ہم وہی سوال کر کے لوکل لیبارٹری، سنٹرل

لیبارٹری کراچی،NIHاسلام آباد یا پنجاب کی کسی لیبارٹری میں بھیجیں تو ان کا جواب بھی وہی ہوگا جو بیرون ملک لیبارٹری کی طرف سے آیا ہے۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: نہیں آپ تشریف رکھیں۔ میں نےfloorان کو دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جو عملہ تعینات ہے اس کی qualification کیا ہے؟

جناب سپیکر: کس کی qualification کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب والا!ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جو عملہ کام کرتا ہے اس کی کیا qualificationہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا!ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں میں جو لوگ لگائے جاتے ہیں وہ بنیادی طور پر فارماسسٹ ہوتے ہیں اور ان کا ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کے مختلف سیکشنوں میں کام کرنے کا تجربہ ہوتا ہے۔ ملتان، لاہور اور اس کے علاوہ بھی جہاں جہاں یہ لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں وہاں پر وہ لوگ تعینات ہیں جن کا دس سے لے کر پچیس سال تک اس فیلڈ میں تجربہ ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور میں نے بتایا ہے کہ ان کو upgrade کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنی ہے جو اس میں ترامیم تجویز کر رہی ہے تاکہ ان کو دنیا کی بہترین لیبارٹریاں بنایا جاسکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! On his behalf.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf. Question No. 4000

جناب سپیکر: آپ خود ہی فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! شیخ صاحب! پہلے بات کر لیں۔

جناب سپیکر: پہلے وہ تھے؟

جناب اعجاز احمد خان: پہلے تو جو بھی تھا، میں نے گزارش کی ہے کہ شیخ صاحب پہلے بات کر لیں۔ سیکنڈ سپلیمنٹری پر بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری میں بات نہیں ہو گی بلکہ ضمنی سوال ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس کا جز (ج) دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4000 (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ صاحب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

سرکاری سطح پر ادویات خریدنے کا طریق کار

*4000: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت میں ادویات خریدنے کا کوئی طریق کار مقرر ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ب) کیا خریدی گئی ادویات ضلع میں ہسپتال میں سٹوریج کی جاتی ہیں اگر ہاں تو کیا مذکورہ سٹور ایئر کنڈیشنڈ ہوتے ہیں؟

(ج) کیا ادویات کی پے منٹ ڈرگ کی رپورٹ آنے کے بعد کی جاتی ہے یا پہلے نیز پے منٹ کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جی، ہاں! محکمہ صحت ادویات خریدنے کے لئے پنجاب پرچیز مینوئل میں وضع کردہ قوانین اور طریق کار پر سختی سے کاربند ہے، پرچیز مینوئل میں وضع کردہ طریقہ کار کا خلاصہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) خریدی گئی ادویات متعلقہ ضلع کے ہسپتال میں سٹور کی جاتی ہیں، مگر عمومی طور پر ضلع کے ہسپتالوں میں سٹور ائیر کنڈیشنڈ نہیں ہوتے۔ تاہم temperature sensitive ادویات کو مناسب درجہ حرارت پر رکھنے کی ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

(ج) محکمہ صحت ادویات کی خریداری کے سلسلے میں صوبائی سطح پر ادویات بنانے والی اور سپلائی کرنے والی فرمز کے ساتھ پنجاب پرچیز مینوئل کے مطابق ریٹ کنٹریکٹ کرتا ہے، جسے پورے صوبے کے اضلاع میں سرکولیٹ کر دیا جاتا ہے۔ متعلقہ ضلعی حکومتیں ریٹ

کنٹریکٹ کے مطابق پرچیز آرڈر issue کرتی ہیں اور بعد ازاں payment کرتی ہیں۔ محکمہ صحت کسی بھی ضلعی حکومت کے لئے پرچیز آرڈر issue کرتا ہے اور نہ ہی payment کرتا ہے، البتہ مروجہ طریق کار کے مطابق ادویات کی خریداری کی بابت payment ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی رپورٹ آنے کے بعد کی جاتی ہے، Financial Rules کے مطابق 500 روپے سے زیادہ کی payment بذریعہ cross cheque یا Pay order کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا اس سوال کا جز (ج) دیکھیں محکمہ صحت ادویات کی خریداری کے سلسلے میں صوبائی سطح پر ادویات بنانے والی اور سپلائی کرنے والی فرموں کے ساتھ Punjab Purchase Manual کے مطابق rate contract کرتا ہے جسے پورے صوبے کے اضلاع میں سرکولیٹ کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ جو محکمہ rate contract کرتا ہے وہ purchase نہیں کرتا اور حقیقت یہ ہے کہ جب وہ purchase نہیں کرتا بلکہ صرف rate کرتا ہے تو میرے اور آپ کے ضلع میں بھی دوائیاں اس ریٹ پر نہیں ملتیں جو یہاں پر یہ rate contract کیا جاتا ہے۔ پورے صوبے میں ان کمپنیوں کے جتنے بھی Head Offices ہیں وہ لاہور میں ہیں۔ جب یہ rate contract کرتا ہے تو یہ central purchase کیوں نہیں کرتا اور کیا وجہ ہے کہ اضلاع کو ادویات بروقت نہیں ملتیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): اس میں دو چیزیں ہیں، ایک تو اس وقت جو PPRA Rules ہیں وہ supreme rules ہیں، جتنی بھی purchase ہو رہی ہے وہ PPRA Rules کے تحت ہو رہی ہے اور جو ہمارا سنٹرل میڈیکل ڈپو ہے اس میں ہم کچھ دوائیاں سنٹرل ریٹ کے تحت خریدتے ہیں اور ابھی اس وقت بھی خریدی جا رہی ہیں۔ جہاں جہاں PPRA Rules کے تحت خریداری ہو رہی ہے، rate contract پہلے ہوتا تھا آج کل نہیں ہو رہا اور اگر کر بھی دیا جائے تو وہ ایک ریٹ لکھ کر بھیج دیتے ہیں جو best rate ہوتا ہے اس کو سرکولیٹ کر دیا جاتا ہے تاکہ اضلاع اگر خریدنا چاہیں تو خرید لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے ان کو بات مکمل کر لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں نے ان کی بات سمجھ لی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی اہلیت پر کوئی شبہ نہیں ہے لیکن PPRA Rules اس میں کہاں سے آ گئے ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ PPRA Rules منع کرتے ہیں کہ central purchase نہ کی جائے، مجھے صرف اس کا جواب دے دیں کہ PPRA Rules ان کو کہاں منع کرتے ہیں کہ central purchase نہ کی جائے؟ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اضلاع میں وہ purchase اس لئے نہیں کرتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہاں پر ان ریٹ پر ادویات نہیں ملتیں۔ یقین کریں اور میں ثابت بھی کر سکتا ہوں کہ میرے اور آپ کے ضلع میں بے شمار جگہوں پر ادویات available نہیں ہیں، اس کی availability کی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اضلاع کو اختیارات دے دیئے ہیں، funds دیئے ہیں لیکن contract یہاں لاہور میں ہوتا ہے یا تو contract بھی خود کریں اور اپنی purchases بھی خود ہی کریں۔ یہاں پر contract کی discretion ان کی ہے اور purchases انہوں نے کرنی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ طریق کار کیوں تبدیل نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ پچھلی حکومت میں جب devolution ہوئی تھی تو صحت کے سارے اختیارات EDOs اور DCOs کو دے دیئے گئے تھے۔ وہاں پر Purchase Committees موجود تھیں اور وہ اپنی خریداری کرتی تھیں۔ اب چونکہ یہ سسٹم ختم ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی EDOs کو فنڈ فراہم کر دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کے مطابق خریداری کر سکتے ہیں۔ یہ جو فرما رہے ہیں کہ ریٹ کی کوئی پابندی نہیں ہے اگر اس سے کم ریٹ پر ان کو میسر ہے تو وہ خریداری کر سکتے ہیں۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے جو ریٹ ہم نے fix کئے ہیں اس کے مطابق لیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! کم ریٹ کی میں بات ہی نہیں کر رہا، جس ریٹ پر یہ contract کر رہے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! Rules میں contract کا ریٹ موجود ہی نہیں ہے، ریٹ کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ PPRA تو صرف یہ کہتا ہے کہ transparency رکھی جائے۔ اب ہوا کیا ہے، میرے ضلع میں تین لاکھ سرنجیں چاہئیں تھیں، انہوں نے مجھے کہا کہ ہمیں سرنجیں نہیں مل رہیں میں نے اس کا لاہور سے arrangement کیا لیکن وہ اس سسٹم کے تحت خرید نہیں سکے۔ سوال یہ ہے کہ اس کو بہتر کیوں نہیں کر لیتے یا تو پھر یہ central purchase کر لیں۔ جہاں تک پارلیمانی سیکرٹری صاحب EDOs کا کہہ رہے ہیں یہ بھی EDOs پر vary کرتا ہے۔ اگر EDO اچھا آدمی ہے تو purchases ہو رہی ہیں ورنہ اس وقت چھانگا مانگا میں ایک ڈسپنسری ہے جہاں پر ڈاکٹر موجود ہیں، نرسیں موجود ہیں سب کچھ ہے لیکن پچھلے ایک سال سے کوئی دوائی موجود نہیں ہے۔ کل DFO خود میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے لیٹر دکھایا کہ کوئی دوائی نہیں ہے اور عملہ بلاوجہ کی فیسیں لے رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے تو اس کو بہتر کیوں نہیں بنایا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت rate contract نہیں ہو رہا یہ ختم ہو چکا ہے۔ حکومت پنجاب یا محکمہ صحت rate contract نہیں کرتے بلکہ PPRA Rules کے مطابق DCOs اور EDOs Health کے علاوہ ضلع میں ایک پوری کمیٹی موجود ہوتی ہے جو PPRA Rules کو follow کرتے ہوئے خریداری کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں اگر کوئی شکایت ہے تو یہ ہمیں بتائیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو دور کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پھر وہی بات کر رہے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ central purchase کرنے میں کیا حرج ہے؟ بہاولپور سے لے کر اٹک تک کے لئے یہاں سے purchase order issue کیوں نہیں ہوتا؟ کیوں نہ ان کو کہا جائے کہ آپ یہاں سے ادویات لے لیں، دوائیاں ان کو ملتی نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! انہوں نے جو بات کی ہے پہلے central rate ہوتا تھا اس میں چونکہ بہت بڑی خریداری ہوتی تھی اس لئے اس میں بے ضابطگیاں ہوئیں اور سنٹرل سٹور میں بھی بے ضابطگیاں ہوئیں، اس کی جب distribution ہوتی تھی اس کو جب transfer کرتے تھے تو اس میں بھی شکایات تھیں اس لئے اب central purchase بند کر دی گئی ہے لوکل لوگوں کو authorize کیا گیا ہے اور وہاں پر ایک transparent procedure ہے جس میں باقاعدہ ٹینڈر ہوتا ہے lowest price کو دیکھا جاتا ہے PPRA Rules کو follow کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اضلاع کو authorize کیا گیا ہے اور وہاں پر اس کمیٹی کو responsible بنایا گیا ہے جس میں DCOs,EDOs اور DDO(H) شامل ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے اضلاع میں سے صرف ننکانہ کو ہی اٹھا کر دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے rules follow کئے ہیں؟ میں اب قصور کی بات بھی نہیں کرتا تاکہ آپ پھر یہ نہ کہیں کہ میں biased ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب والا! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ننکانہ کی بات کی ہے اس کی ہم انکوائری کروا لیتے ہیں اگر اس میں کوئی بے ضابطگی ہو گی اور قوانین سے روگردانی ہو گی تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا، ہم نے جو procedure طے کیا ہے وہ transparent ہے اگر کوئی اس کی violation کر رہا ہے تو اس کے لئے قانون میں سزا موجود ہے انشاء اللہ اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: ضمنی سوال۔

MR SPEAKER: Supplementary Question from Mr Ijaz Ahmad Khan.

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے جز (ج) میں بتایا کہ ہے کہ ضلعی حکومتیں ادویات پرچیز کرتی ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلعوں کے درمیان ادویات کی خریداری کے لئے جو فنڈز release کئے جاتے ہیں وہ آبادی کی بنیاد پر ہیں یا ہسپتالوں کی تعداد پر ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ آبادی کا تناسب رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! آبادی کے مطابق ہی فنڈز ملتے ہیں، جو بڑا ضلع ہے اس کو زیادہ ملیں گے اور چھوٹے ضلع کو کم ملیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری کے پاس 36 اضلاع کے حوالے سے کوئی سٹیٹمنٹ موجود ہے کہ کس ضلع کو کتنے فنڈز جاری کئے گئے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ This is fresh question

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس کی رپورٹ منگوا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ رپورٹ چھوڑیں۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑی important بات ہے انہوں نے جو بات کی ہے کہ آبادی کی بنیاد پر اضلاع کے اندر فنڈز تقسیم کئے جاتے ہیں یہ مفروضے کی بنیاد پر ہے۔ یہ کہاں پر لکھا ہے، صوبائی حکومت کی یہ کون سی پالیسی ہے جس کے تحت ضلعوں کے درمیان ادویات کی خرید اور تقسیم آبادی کی

بنیاد پر ہے؟ یہ arbitrarily ہے اور یہ بالکل gray area ہے اس پر کوئی rules موجود نہیں ہیں اگر ہیں تو ایوان کو اعتماد میں لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بالکل clear بات ہے کہ جتنے لوگوں کو دوائی چاہئے، جتنے لوگ وہاں پر medical health care service utilize کرنا چاہتے ہیں ان کو اتنے فنڈز دیئے جائیں گے اور ان کو وہی سہولتیں میسر کی جائیں گی۔ معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اگر آبادی زیادہ ہے اور فنڈز کم دیئے جائیں تو ان کو کیسے دوائیاں ملیں گی۔ یہ مجھے اس کا فارمولا سمجھادیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کو اس طرح نہ لیں کہ میں نے کہا ہے کہ جہاں پر آبادی زیادہ ہوگی وہاں فنڈز کم، میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کیا ہے کہ یہاں پر بہت سارے اضلاع کے اندر ادویات کی عدم فراہمی ہے حالانکہ حکومت کی ایک قابل ستائش پالیسی ہے کہ پہلی دفعہ یہاں پر مفت ادویات کی فراہمی کی گئی ہے جس کے لئے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے اور پارلیمانی سیکرٹری بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ صحت ادویات کی تقسیم کے لئے ایک واضح پالیسی بنانا چاہتا ہے جس کے تحت اس arbitrary فیصلے کا خاتمہ ہو سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں بڑی clear strategy اور پالیسی ہے کہ ہم نے 2009 میں مفت ادویات کی فراہمی شروع کی اس وقت یہ کام 2- ارب روپے سے شروع ہوا تھا جو اب 7- ارب روپے پر پہنچ گیا ہے۔ ہم تمام ہسپتالوں کو لیٹر لکھتے ہیں کہ وہ اپنے patients کی تعداد، اپنی requirements اور جو فنڈز چاہئیں اس کی detail ہمیں بھیج دیں۔ جب وہ detail مل جاتی ہے تو ہم اس کے مطابق ان کو funds allocate کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو مفت ادویات مل سکیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4055 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹس کی تفصیلات

*4055: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے کن سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹ موجود ہیں؟

(ب) کیا موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد لاہور میں کوئی نیا برن یونٹ قائم کیا گیا ہے اگر ہاں تو کب اور کہاں؟

(ج) یکم جنوری 2008 سے لے کر آج تک جلنے کے کتنے مریض سروسز ہسپتال میں لائے گئے، کتنے صحت یاب ہوئے، کتنے جاں بحق ہوئے اور کتنے ابھی زیر علاج ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) جلے ہوئے مریضوں کو حکومت کی طرف سے کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) لاہور میں میو ہسپتال میں برن یونٹ موجود ہے اور جناح ہسپتال لاہور میں جدید اور مثالی برن یونٹ زیر تعمیر ہے اور بہت جلد مکمل ہو جائے گا جو کہ 65 بیڈز پر مشتمل ہے اور اس میں تمام سہولتیں موجود ہیں۔

(ب) موجودہ حکومت ہی لاہور کے جناح ہسپتال میں برن یونٹ کو جلد مکمل کروا رہی ہے جو کہ زیر تعمیر ہے۔

(ج) لاہور کے سروسز ہسپتال میں 210 جلے ہوئے مریضوں کو لایا گیا ان میں 176 مریضوں کو فوری طور پر طبی امداد دے کر فارغ کر دیا گیا ہے۔ 34 مریضوں کو داخل کیا گیا جن میں سے 7 کی اموات ہوئیں، باقی صحت یاب ہوئے۔

(د) جلے ہوئے مریضوں کو تمام طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں اور اگر جلے ہوئے مریض کو پلاسٹک سرجری کی ضرورت ہو تو اس کی پلاسٹک سرجری بھی کی جاتی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں برن یونٹ موجود ہے اور جناح ہسپتال لاہور میں جدید اور مثالی برن یونٹ

زیر تعمیر ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب بننا شروع ہوا اور کب تک مکمل ہو جائے گا کیونکہ 2009 میں یہ سوال کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! برن یونٹ کے بارے میں بتائیں کہ کب functional ہو گا یا ہو چکا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ تقریباً ڈیڑھ ارب کا منصوبہ تھا، اس میں پچاس فیصد وفاقی حکومت نے دینا تھا اور پچاس فیصد صوبائی حکومت نے دینا تھا۔ صوبائی حکومت نے پچاس فیصد ادا کر دیا ہے وہ کام مکمل ہو چکا ہے لیکن ڈیڑھ سال سے وفاقی حکومت نے اپنا share نہیں دیا تھا لیکن ابھی وزیر اعظم سے جو میٹنگ ہوئی ہے اس میں انہوں نے تقریباً 113 کروڑ روپیہ release کیا ہے وہ ہمیں مل جائے گا اور یہ برن یونٹ انشاء اللہ اسی سال کام شروع کر دے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ جناح ہسپتال میں برن یونٹ جلد مکمل کروا دیا جائے گا جو زیر تعمیر ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کی کیا deadline ہے، یہ کب مکمل ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): یہ جناح ہسپتال کی ہی بات ہو رہی ہے چونکہ میو ہسپتال میں تو پہلے ہی برن یونٹ کام کر رہا ہے۔ جناح ہسپتال میں ایک نیا برن یونٹ بن رہا ہے جس کے بارے میں نے گزارش کی ہے کہ اس میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کا 50/50 share تھا وہ دے دیا گیا ہے اور انشاء اللہ یہ اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 4056 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اخبارات میں حکیموں و ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کی جانب سے دیئے جانے والے اشتہارات کی تفصیلات

*4056: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام اخبارات کے اتوار کو شائع ہونے والے میگزینز میں مختلف حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی جانب سے بڑے بڑے متاثر کن اشتہارات شائع کروائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اسناد کو چیک بھی کیا جاتا ہے اگر ہاں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو ادویات اشتہارات کے ذریعے فروخت کرنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں، ان کا محکمہ صحت لیبارٹری ٹیسٹ کرواتا ہے اگر ہاں تو مضر صحت ادویات بنانے اور فروخت کرنے والے افراد کو کس قانون کے تحت کیا سزا دی جاتی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) کیا صوبہ پنجاب میں کوئی بھی شخص ادویات بنا کر اشتہارات کے ذریعے انہیں فروخت کر سکتا ہے؟

(ہ) مضر صحت ادویات بنانے اور اشتہارات کے ذریعے فروخت کرنے والوں کے خلاف حکومت کیا حکمت عملی بنا رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) بعض میگزینز میں مختلف حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی جانب سے اشتہارات شائع کروائے جاتے ہیں۔

(ب) حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اسناد چیک کرنے کا صوبائی محکمہ صحت کے پاس کوئی طریق کار نہیں ہے۔

(ج) اگر یونانی ہربل یا ہومیوپیتھک ادویات کے بارے میں یہ شکایت آئے کہ ان میں ایلوپیتھک ادویات کے اجزاء استعمال کئے جارہے ہیں تو ان کے نمونہ جات تجزیہ کے لئے ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری بھجوائے جاتے ہیں، اگر لیبارٹری سے اس امر کی تصدیق ہو جائے تو یہ ادویات بنانے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف ڈرگز ایکٹ 1976 کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس جرم کی سزا کم از کم تین سال اور زیادہ سے زیادہ دس سال اور ایک لاکھ روپے جرمانہ ہے۔

(د) ادویات کو اشتہارات کے ذریعہ فروخت کرنے کے لئے وفاقی وزارت صحت کا اجازت نامہ لازمی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے صوبہ کے تمام ڈرگز انسپکٹروں PEMRA اور ڈائریکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب کو غیر قانونی اشتہارات روکنے کے لئے قانونی کارروائی عمل میں لانے کی ہدایات دی ہیں اور اس غیر قانونی کام میں ملوث لوگوں کے خلاف ڈرگز ایکٹ 1976 کی دفعہ 24 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔ کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) کا جواب دیا ہے کہ حکیموں اور ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی اسناد چیک کرنے کا صوبائی محکمہ صحت کے پاس کوئی طریق کار نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی طریق کار نہیں ہے تو ان ادویات کے استعمال سے جو جانی نقصان ہوتا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے چونکہ ہماری آبادی کا بیشتر حصہ ہومیوپیتھک اور حکیموں کے پاس جاتا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! حکیموں اور یونانی طریق کار کو check کرنے کا اختیار صرف طبی کونسل یا ہومیوپیتھک کونسل اسلام آباد کے پاس ہے لیکن ہم جو نیا law لا رہے ہیں اس میں alternate medicine کو cover کر رہے ہیں اور ہمارا جو ہیلتھ کیئر کمیشن ہے اس میں بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ہومیوپیتھک، یونانی اور ہربل کو کنٹرول کر سکیں لیکن فی الحال آج تک ہمارے پاس کوئی ایسا قانون نہیں تھا جس کے تحت ہم چیک کر سکیں لیکن اس کے باوجود بھی 1976 کے ایکٹ کے آرٹیکل 23,24,26 کے تحت ہم نے پچھلے تین چار مہینوں سے activity کی ہے جس کے نتیجے میں تقریباً تین سو افراد گرفتار ہوئے ہیں تین سو چالان ہوئے ہیں پندرہ سو جگہوں پر ہم نے raid کیا ہے اور اس میں کافی جرمانہ بھی وصول کیا ہے۔ جو قوانین موجود ہیں اس کے تحت ہم پچھلے تین ماہ سے یہ کارروائی کر رہے ہیں تاکہ ان کو کنٹرول کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، خواجہ اسلام صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ بیٹھیں ڈاکٹر صاحب کو ضمنی سوال کر لینے دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اسی سوال میں ضمنی سوال ہے کہ دیواروں پر بہت بڑی بڑی چاکنگ نظر آتی ہے اور بڑے جدت پسندانہ جملے، مایوسی گناہ، کھوئی ہوئی جوانی واپس، پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ جو کشتہ جات اور اس طرح کی چیزیں دیتے ہیں اس میں کافی سارے لوگوں کے گردے تباہ ہو جاتے ہیں۔ وال چاکنگ تو صوبائی حکومت کا محکمہ ہے کم از کم اس پر تو پابندی لگانی چاہئے۔ اخبارات اور ریڈیو پر جو پروگرام چلائے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات غور سے سنیں پھر آپ نے جواب بھی دینا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ریڈیو پر جو پروگرام چلائے جاتے ہیں، اخبارات میں بڑے بڑے اشتہار دیئے جاتے ہیں اور دیواروں پر لکھا جاتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبائی محکمہ ہے ان کو تو کنٹرول کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ جو اشتہارات ہیں، جو billboards ہیں ہم نے ان کے خلاف بھی کارروائی کی ہے جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس میں 1976 کے ڈرگ ایکٹ کے سیکشن 24 کے تحت پانچ سال سزا ہو سکتی ہے اور پچاس ہزار روپے جرمانہ ہے۔ میں نے اس سلسلے میں گزارش کی ہے کہ ہم نے پچھلے تین ماہ میں 1593 جگہوں پر raid کیا ہے، اس میں 296 ایف آئی آر ہوئی ہیں جن کے اشتہار لگے ہوئے تھے ہم نے وہ 306 کلینکس seal کئے ہیں اور 195 افراد بھی گرفتار ہیں۔ پنجاب حکومت اس پر کام کر رہی ہے اور آپ کی ماہرانہ رائے پر بھی عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عبداللہ یوسف صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال ہے کہ کیا یونانی، ہربل اور ہومیوپیتھک ادویات محکمہ صحت کے ماتحت نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اتنی دیر بات ہوئی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ سوال کریں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! کیا یونانی اور ہومیوپیتھک محکمہ صحت کے ماتحت ہیں، کیا ان کو محکمہ صحت کنٹرول کرتا ہے اگر محکمہ صحت انہیں کنٹرول نہیں کرتا تو کون کرتا ہے؟

جناب سپیکر: یونانی، ہربل یا ہومیوپیتھک۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ایلوپیتھک کے علاوہ جتنے پندرہ بیس طریقہ علاج ہیں جنہیں دنیا میں alternate medicine کہتے ہیں اور دنیا میں انہیں کنٹرول کرنے کے لئے مختلف قوانین موجود ہیں۔ہمارے ملک میں اس کے قانون کے لئے بل تیار ہے لیکن پاس نہیں ہوا اس کے باوجود بھی ہم نے کمیٹی form کی ہے تاکہ ہم alternate medicine کے لئے قانون سازی کر کے یونانی، ہربل اور ان تمام کو کنٹرول کر سکیں۔اس کمیٹی کے چیئرمین حاجی احسان الدین قریشی ہیں وہ کمیٹی اپنی رپورٹ دے گی۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے دنیا کا نہیں پوچھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ یونانی اور ہومیوپیتھک ادویات دینے سے جو casualties ہوتی ہیں ان کا جوابدہ کون ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میرے خیال میں پاکستان دنیا میں ہی ہے، دنیا سے باہر نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! تشریف رکھیں، ان کا جواب سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پچھلے چونسٹھ سالوں میں اس پر کوئی قانون سازی نہیں کی گئی جواب کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ اگلے تین مہینوں میں انہیں قابو کرنے کے لئے قانون بن جائے گا اور اس کمیٹی کے انچارج وزیراوقاف احسان الدین قریشی صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: کیا احسان الدین قریشی صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جی، ہاں۔ یہ کُشتہ جات وغیرہ اور حکیموں کو control کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنی ہے اور احسان الدین قریشی کو اس کا چیئرمین بنایا گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نہایت ہی اہم سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ سارے سوالات ہی اہم ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا سوال اگر اہم نہ ہوا تو آپ بے شک allow نہ کیجئے گا۔ جواب کے جز(د) میں کہا گیا ہے کہ "ادویات کو اشتہارات کے ذریعہ فروخت کرنے کے لئے وفاقی وزارت صحت کا اجازت نامہ لازمی ہے۔" وفاقی وزارت صحت ایسے اشتہارات شائع کرنے کی اجازت کیسے دے دیتی ہے، جوانی دو دن میں واپس یا اسی طرح کے دیگر اشتہارات کی اجازت کیوں دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ایسے اشتہارات خود کیوں پڑھتے ہیں؟ (قہقہے)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے یہ اشتہارات نہیں پڑھے بلکہ ابھی میرے دوست ڈاکٹر اختر ملک صاحب نے ان اشتہارات کے حوالے سے بات کی ہے تو اسی سے میرا ضمنی سوال پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے یہ اشتہارات ضرور پڑھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! .Hearsay is no evidence میرے خیال میں اب اس سوال کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام کا ہے۔ خواجہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

خواجہ محمد اسلام: سوال نمبر 4062، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*4062: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی؟

(ب) آج تک اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کتنی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس بلڈنگ کی تعمیر میں ناقص میٹیریل کی شکایات پائی گئی ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی تعمیر میں ایک خطیر رقم خورد برد کرنے کا انکشاف بھی ہوا ہے؟

(و) کیا حکومت نے ناقص تعمیرات کرنے اور خطیر رقم خُورد بُرد کرنے کی انکوائری کروائی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):
(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تعمیر مورخہ 05-09-26 کو شروع ہوئی۔
(ب) اس کی تعمیر پر 732.320 ملین روپے خرچ ہوئے۔
(ج) اس بلڈنگ پر 97 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔
(د) جی ہاں! حکومت کے علم میں ہے۔
(ہ) یہ درست نہ ہے ٹھیکیداروں کو ادائیگی ان کے کام کے مطابق کی گئی ہے، البتہ اس بارے میں محکمہ انٹی کرپشن نے انکوائری کی ہے۔
(و) انکوائری سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے مکمل کر دی ہے اور ذمہ داروں کو سزا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری، ڈاکٹر سعید الٰہی نے کچھ دیر پہلے ایک شعر پڑھا تھا تو میں ان کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

جو تُو نے کہا کبھی سُنا ہوتا، کبھی دیکھا ہوتا
مگر جس معصومیت سے کہہ رہے ہو یہی سوچ لیا ہوتا

جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے بالکل مطمئن ہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد میں ایک بہت ہی خوبصورت اضافہ ہے۔ وہاں پر روزانہ نو سو سے زیادہ مریضوں کا علاج ہوتا ہے اور 65 کے قریب open surgeries ہوتی ہیں۔ اس پر میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بہت شکر گزار ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس F.I.C کے ساتھ ڈاکٹروں کی رہائش کے لئے بھی ایک بلاک بننا تھا جس کے لئے جگہ بھی مختص کر دی گئی تھی تو اس کی تعمیر کی کیا position ہے اور یہ بلاک کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی یہ priority ہے، وزیر اعلیٰ کی یہ خواہش ہے کہ چار بڑے ادارہ قلب فیصل آباد، لاہور، ملتان اور راولپنڈی کو state of art centres بنایا جائے۔ فیصل آباد کے حوالے سے ابھی تھوڑے دن پہلے ہماری ایک میٹنگ ہوئی جس میں فیصلہ ہوا ہے کہ باہر سے آئے ہوئے highly qualified لوگوں کو ایڈہاک بنیادوں پر بھرتی کیا جائے گا جو کہ ایک Rota کے تحت فیصل آباد جایا کریں گے تاکہ وہاں پر لوگوں کے لئے سرجری اور

علاج کی سہولتوں کو double کیا جا سکے۔اسی طرح ہم وہاں پر رہائش اور ٹرانسپورٹ کی سہولتیں بھی مہیا کر رہے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد میں جو انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ہے وہاں پر بہت زیادہ غریب لوگ علاج کے لئے آتے ہیں لیکن پچھلے ایک مہینے سے دل کے مریضوں کو ادویات نہیں مل رہیں۔ڈاکٹر صاحبان لکھ کر دیتے ہیں کہ آپ باہر سے ادویات خرید لیں۔ہسپتال کی طرف سے غریب مریضوں کو ادویات مہیا نہیں کی جاتیں اور بازار سے خریدنے کی وہ سکت نہیں رکھتے تو میں اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اب مریضوں کو ادویات ملنا شروع ہو گئی ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جب ادویات سے reaction ہوا تھا تو اس کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے تمام ادویات روک دی گئی تھیں۔اس دوران بھی stopgap arrangement کے طور پر ہسپتالوں کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ادویات local purchase کر کے لوگوں کو دیں۔اب چونکہ ساری ادویات clear ہو گئی ہیں، سوائے ایک دوائی کے تو ان کی فراہمی ہسپتالوں میں کر دی گئی ہے اور اب لوگوں کو ادویات مل رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بات sure short کہہ رہے ہیں، کیا میں باہر جا کر ابھی فون کر کے معلوم کر لوں؟

جناب سپیکر: انہوں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر کوئی ایسی شکایت ہے تو بتا دیں اگر کوئی دوائی نہیں ملی تو محترمہ اس کا نام بتا دیں ہم چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ پتا کریں اور اگر کوئی شکایت ہے تو ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب کے نوٹس میں لائیں۔اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4069، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4069: رانا آصف محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) یہ ہسپتال کتنے وارڈز پر مشتمل ہے، ہر وارڈ میں کتنے بیڈز ہیں اور یہ ہسپتال کتنے بیڈز کا ہے؟

(ج) اس ہسپتال کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

(د) ان سالوں کے دوران ہسپتال ہذا میں کون کون سی تعمیرات ہوئیں ان پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران ہسپتال ہذا میں کوئی نیا وارڈ بنایا گیا تو اس کی تخمینہ لاگت بتائیں؟

(و) حکومت اس ہسپتال میں مزید کتنے وارڈ کتنے بیڈز کے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ 47 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ ہسپتال 400 بیڈز پر مشتمل ہے، وارڈز اور بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام وارڈ	تعداد بیڈز
1	میڈیکل وارڈز (مردانہ و زنانہ)	40 بیڈز
2	سرجیکل وارڈز (مردانہ و زنانہ)	60 بیڈز
3	گائنی وارڈ و میٹرنٹی وارڈ	25 بیڈز
4	ای این ٹی وارڈ	25 بیڈز
5	آئی وارڈ	25 بیڈز
6	چلڈرن وارڈ	50 بیڈز
7	سکائٹیری وارڈ	20 بیڈز
8	ٹی بی وارڈ	36 بیڈز
9	کارڈیالوجی وارڈ	20 بیڈز
10	فیملی وارڈ	32 بیڈز
11	ایمرجنسی	13 بیڈز
12	نیورو وارڈ	20 بیڈز
13	آرتھو وارڈ	20 بیڈز
14	برن یونٹ	14 بیڈز

(ج) ہسپتال ہذا کو ان سالوں میں یہ رقم فراہم کی گئی۔

سال	رقم
2007-08	102,240,000/۔ روپے
2008-09	132,726,000/۔ روپے

(د) ان سالوں کے دوران ہسپتال میں کوئی تعمیر نہیں ہوئی۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران ہسپتال ہذا میں کوئی نیا وارڈ نہیں بنایا گیا۔

(و) حکومت ہسپتال ہذا میں مندرجہ ذیل وارڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

نمبر شمار	نام وارڈ	تعداد بیڈز
1	ICU وارڈ	06 بیڈز
2	یورالوجی وارڈ	20 بیڈز
3	برن یونٹ	12 بیڈز
4	ڈائیلیسز یونٹ	06 بیڈز
5	کارڈیالوجی CCU	10 بیڈز

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! سوال کے جز (و) میں پوچھا گیا ہے کہ "حکومت اس ہسپتال میں مزید کتنے وارڈ اور کتنے beds بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "حکومت ہسپتال ہذا میں مندرجہ ذیل وارڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس میں آئی سی یو وارڈ، یورالوجی وارڈ، برن یونٹ، ڈائیلیسز یونٹ اور کارڈیالوجی سی سی یو شامل ہیں۔" یہ سوال 31۔ جولائی 2009 میں دیا گیا تھا اور اس کا جواب 18۔ اکتوبر 2011 کو آیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں اب تک کیا progress ہوئی ہے یعنی اس کی latest position بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! حکومت نے سیالکوٹ میں نیا میڈیکل کالج شروع کیا ہے جس کا نام خواجہ صفدر میڈیکل کالج رکھا گیا ہے اور یہ سو سیٹوں پر مشتمل میڈیکل کالج ہے۔ اس کے لئے 1.3 بلین روپے کی رقم رکھی گئی تھی جس میں سے تقریباً 400 ملین روپے وہاں پر خرچ ہو چکے ہیں۔ ہسپتال کو upgrade کر دیا گیا ہے اور اس کی PMDC سے inspection کرائی گئی ہے جس کے مطابق اب وہ ٹیچنگ ہسپتال declare ہو گیا ہے۔ وہاں پر جو کمی تھی وہ پوری کر دی گئی ہے۔ برن یونٹ اور کارڈیالوجی وارڈ بن رہے ہیں۔ وہاں پر گیارہ specialties بن چکی ہیں جبکہ

تین زیر تعمیر ہیں۔انشاءاللہ جون تک یہ بہترین ہسپتال بن جائے گا جو کہ ٹیچنگ ہسپتال کی تمام requirementsپوری کرے گا۔

محترمہ دیبا مرزا:میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون سی تین specialtiesزیر تعمیر ہیں؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس میں برن یونٹ،یورالوجی وارڈ اور کارڈیالوجی وارڈ شامل ہیں اور یہ تینوں وارڈز نئے بنائے جارہے ہیں۔پرانے وارڈوں میں bedsکم تھے،پہلے وہاں پر صرف چھ چھ bedsتھے جن کو بڑھا کر اب ہم وہاں پر بیس bedsکر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ:جناب سپیکر!اس میڈیکل کالج کے پرنسپل کی کیا positionہے؟جواب کے جز(ہ)میں کہا گیا ہے کہ "اس عرصہ کے دوران ہسپتال ہذا میں کوئی نیا وارڈ نہیں بنایا گیا" جبکہ جز(و)میں کہا گیا ہے کہ "حکومت ہسپتال ہذا میں مندرجہ ذیل وارڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے" تو یہ وارڈ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر!اس میڈیکل کالج میں ڈاکٹر تنویر پرنسپل تھے جو کہ کچھ دن پہلے ریٹائر ہو گئے ہیں۔اس حوالے سے تین لوگوں کے ناموں کا ایک panel وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جا چکا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی وہاں پر نئے پرنسپل تعینات ہو جائیں گے۔یہ جواب پہلے آ گیا تھا اور میں نے latest position بتائی ہے کہ یہ کالج اور ہسپتال PMDC سے recognizedہے،یہ ٹیچنگ ہسپتال اور میڈیکل کالج ہے۔

جناب سپیکر:جی،محترمہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ:جناب سپیکر!وہاں پر بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تو مجھے بتایا جائے کہ کب تک وہاں پر پرنسپل تعینات کر دیا جائے گا؟پرنسپل نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر discipline میں خرابی آ رہی ہے۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):وہاں پر بچوں کی تعداد سو ہے،زیادہ نہیں ہے۔وہاں پر صرف سو بچے داخل کئے گئے ہیں، مجھے معلوم نہیں کہ زیادہ کب ہو گئے ہیں؟ ہمیں ہر سال سو بچے داخل کرنے کی اجازت ملی ہے اور سو ہی وہاں پر داخل کئے گئے ہیں۔ڈاکٹر تنویر صاحب کو ریٹائر ہوئے ابھی کچھ دن ہوئے ہیں اور میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ انشاءاللہ within a month وہاں پر نیا پرنسپل تعینات کر دیا جائے گا۔

محترمہ نرگس فیض ملک:جناب سپیکر! سیالکوٹ کے حوالے سے ایک ضمنی سوال ہے۔ہم نئے ہسپتال بنانے کی ہر گز مخالفت نہیں کرتے لیکن وہاں پر پہلے سے موجود سول ہسپتال کی حالت بہت بُری ہے۔وہاں پر ڈسپرین یا اسپرو کی گولی بھی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

محترمہ نرگس فیض ملک:جناب سپیکر! میں سیالکوٹ کے سول ہسپتال کی بات کر رہی ہوں۔آپ بڑے ہسپتال بنائیں، ضرور بنانے چاہئیں لیکن جو ہسپتال پہلے سے موجود ہیں ان کو upgrade کون کرے گا؟

جناب سپیکر: جی، ان کو بھی upgrade کریں۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی):جناب سپیکر! آپ ایک کمیٹی بنا کر ان کو ساتھ بھیج دیں اور یہ وہاں پر جا کر معائنہ کر لیں۔محترمہ راولپنڈی میں رہتی ہیں اور بات سیالکوٹ کی کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4317 ہے۔

ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کی تفصیلات

*4317: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دی پنجاب پیور فوڈ ایکٹ 2009، کے تحت ملاوٹ کرنے والوں کے لئے سزا مقرر کی گئی تھی، اگر ہاں تو کتنی، ہر کیٹیگری کی سزا علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قانون پر عملدرآمد کرانے والے اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دے رہے جس کے باعث ملاوٹ کا دھندا زوروں پر ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالت عظمیٰ نے حال ہی میں ایک فیصلہ کے ذریعہ حکومت کو ہدایت جاری کی ہے کہ مذکورہ ایکٹ میں بیان کی گئی سزا ناکافی ہے اور اسے بڑھایا جائے تاکہ اس گھناؤنے جرم پر قابو پایا جاسکے نیز قانون پر عملدرآمد کرانے والے عملہ کو activate کیا جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ایکٹ میں عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کی روشنی میں ضروری ترامیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس 1960 کی دفعہ 23 میں ملاوٹ کرنے والوں کے لئے سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ قانون پر عملدرآمد کرانے کے لئے پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس 1960 کی دفعہ 15 کے تحت یہ ڈیوٹی لوکل اتھارٹی کی ہے۔

(ج) محکمہ صحت سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) محکمہ صحت سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں پنجاب پیور فوڈ آرڈیننس 1960 کی دفعہ 23 کی کاپی نکال کر دی ہے جبکہ جز (ج) اور جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ سوال ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔ رولز کے مطابق اگر کسی سوال کے زیادہ تر جز اُس محکمہ سے متعلقہ نہ ہوں تو وہ سوال متعلقہ محکمہ کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے لیکن افسران کا اسمبلی کے سوالات کے حوالہ سے دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ سوال کے تقریباً ہر جز کے سامنے "محکمہ صحت سے متعلقہ نہ ہے" لکھ کر جواب کو ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پیور فوڈ ایکٹ 1960، پیور فوڈ ایکٹ 2009 اور اب 2011 میں اس ایکٹ میں ترامیم ہوئی ہیں اُس کے تحت ابھی تک ای ڈی او (ہیلتھ) اُس کو دیکھ رہے ہیں لیکن جب نئے رولز بن جائیں گے اُس کے بعد یہ محکمہ فوڈ کو ٹرانسفر ہو جائے گا اور اُمید

ہے کہ ایک مہینے کے بعد ان سارے سوالات کے جوابات محکمہ خوراک دے گا۔ اس وقت تک ای ڈی او (ہیلتھ) اس کو look after کر رہے ہیں اور انہی قوانین کے مطابق مختلف ایکشن لے رہے ہیں۔ محترمہ نے سزاؤں کے حوالہ سے پوچھا تھا تو اس میں first time offence کی سزا ایک سال ہے اور جرمانہ 2 ہزار روپے ہے۔ Second time offence کی صورت میں تین ماہ سے دو سال تک سزا ہے اور جرمانہ 10 ہزار روپے تک ہے۔ Third time offence کی صورت میں پانچ سال تک سزا ہے اور جرمانہ ایک لاکھ روپیہ تک ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب اگلا اور میرے خیال میں آخری سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4610 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹرز کی ترقیوں کی تفصیلات

*4610: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صحت پنجاب میں گریڈ سترہ میں بھرتی ہونے والے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کو گریڈ اٹھارہ میں ریگولر ترقی کے لئے اوسطاً کتنے سال کا عرصہ لگتا ہے؟

(ب) محکمہ صحت پنجاب میں ایسے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کی تعداد کتنی ہے جنہیں گریڈ سترہ میں کام کرتے ہوئے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور ان کی گریڈ اٹھارہ میں ریگولر ترقی نہیں ہو سکی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) محکمہ صحت پنجاب میں سروس رولز کے مطابق گریڈ سترہ میں بھرتی ہونے والے ایم بی بی ایس ڈاکٹرز کو گریڈ اٹھارہ میں ریگولر ترقی کے لئے کم از کم پانچ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ صحت پنجاب میں 577 کے لگ بھگ ایم بی بی ایس ڈاکٹرز جنہیں گریڈ 17 میں کام کرتے ہوئے دس یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ محکمہ صحت کو درکار کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ ڈاکٹرز کی گریڈ 18 میں ترقی نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جیسا کہ اکثر ہوتا آیا ہے کہ "سوال گندم، جواب چنا"۔ میرے سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ محکمہ صحت میں گریڈ 17 میں بھرتی ہونے والے ڈاکٹرز کو گریڈ 18 میں ریگولر ترقی کے لئے اوسطاً کتنے سال کا عرصہ لگتا ہے۔ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ کم از کم پانچ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ یہاں پر repeatedly اس طریقہ سے جواب دیئے جاتے ہیں کہ سوال کی اصل رُوح ختم ہو جاتی ہے۔ اردو کی عام شُدبُد رکھنے والا شخص جانتا ہے کہ اوسطاً اور کم از کم میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ صحت میں 577 کے لگ بھگ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ایسے ہیں جنہیں گریڈ سترہ میں کام کرتے ہوئے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ محکمہ صحت کو درکار کاغذات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ ڈاکٹرز کی گریڈ 18 میں ترقی نہ ہو سکی۔" 577 ڈاکٹرز کو گریڈ سترہ میں دس سال سے اوپر عرصہ ہو گیا ہے یہ دس سال سے اوپر کا عرصہ تو تکلفاً کہہ رہے ہیں ان میں سے بہت سے ڈاکٹرز کو پندرہ اور بیس سال بھی ہو گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ درکار کاغذات کی نوعیت کیا ہے، کیا وہ کوئی مخصوص رنگ دار کاغذات درکار ہیں یا کوئی عام محکمانہ کاغذات درکار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ہمارے پاس گریڈ سترہ کے میڈیکل آفیسرز کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ 1994 کے بعد چونکہ ڈاکٹرز کی بھرتی نہیں ہوئی اور ڈاکٹرز کو کنٹریکٹ پر لگایا گیا اس لئے اُن کی سنیارٹی کا تعین نہیں ہو سکا۔ 09-2008 میں چیف منسٹر پنجاب نے تقریباً اڑھائی ہزار میڈیکل آفیسرز کو ریگولرائز کیا جو چودہ سال سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کی سنیارٹی لسٹ بن گئی ہے اور 2011 & 2010 ,2009 میں ہر سال تقریباً پانچ سو سے ہزار ڈاکٹرز کو ترقی دی گئی ہے۔ جن درکار کاغذات کی بات ہو رہی ہے کچھ میڈیکل افسر ایسے ہوتے ہیں جن کی اے سی آرز اور دیگر رپورٹیں مکمل نہیں ہوتیں۔ محکمہ صحت پندرہ روزہ ڈی پی سی کر رہا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کی رپورٹیں مکمل کرا کر پانچ ہزار ڈاکٹرز کو گریڈ اٹھارہ میں ترقی دے سکیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوالات کے جوابات دیکھ لئے ہیں میں ان سے مطمئن ہوں اس لئے میں ڈاکٹر سعید الٰہی اور اُن کے محکمہ کی کارکردگی کو سراہتا ہوں وہ آج بڑی محنت کر

کے آئے ہیں اور بڑا زبردست کام کر رہے ہیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صوفی تبسم صاحب کے پوتے جو دبئی میں بڑے اعلیٰ پائے کے ڈاکٹر ہیں وہ یہاں پر لابی میں موجود ہیں ہم اُن کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہم بھی ڈاکٹر صوفی تبسم کے ڈاکٹر پوتے کو یہاں تشریف لانے پر welcome کرتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2556: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ، لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں کل27پوسٹوں پر بھرتی ہوئی جن میں ایک پروفیسر،6ایسوسی ایٹ پروفیسر اور20اسسٹنٹ پروفیسرز کی اسامیاں شامل ہیں۔تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مذکورہ ادارہ میں سینئر رجسٹرار کی کوئی پوسٹ منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) یکم جنوری2007 سے آج تک پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں کل27افراد کو بھرتی کیا گیا جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل(ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پوسٹ گریجویٹ میڈیکل کالج میں کل 27 پوسٹوں پر بھرتی کے لئے 83 افراد نے درخواستیں دیں جن کی تفصیل(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) میرٹ لسٹ(د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔میرٹ بنانے والے افراد کے نام،عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

I)	ڈاکٹر محمد اقبال، پروفیسر آف سرجری	گریڈ20
ii)	ڈاکٹر عبدالحئی، ایسوسی ایٹ پروفیسر اپتھلمالوجی	گریڈ19
iii)	ڈاکٹر الطاف قادر خان، ایسوسی ایٹ پروفیسر سائیکاٹری	گریڈ19

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد وضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2557:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2007 سے آج تک علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظر انداز کر کے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور میں کل 100 پوسٹوں پر بھرتی ہوئی جن میں 5 ایسوسی ایٹ پروفیسر، 18 اسسٹنٹ پروفیسرز اور 77 سینئر رجسٹرارز کی اسامیاں شامل ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2007 سے آج تک علامہ اقبال میڈیکل کالج میں کل 100 افراد کو بھرتی کیا گیا جن کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ادارہ میں کل 100 پوسٹوں پر بھرتی ہوئی جبکہ 324 افراد نے درخواستیں دیں جن کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) میرٹ لسٹ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ بنانے والے افراد کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد و ضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

گوجرانوالہ، بی ایچ یو گرمولہ ورکاں کی تفصیلات

*4630: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بی ایچ یو گرمولہ ورکاں (نوشہرہ ورکاں) ضلع گوجرانوالہ کب تعمیر کیا گیا؟
(ب) اس بی ایچ یو میں کتنی بلڈنگز ہیں؟
(ج) اس بی ایچ یو میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل بتائیں؟
(د) اس بی ایچ یو کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟
(ہ) ان سالوں کے دوران اس بی ایچ یو کو کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں؟
(و) اس بی ایچ یو میں کون کون سی طبی مشینری ہے؟
(ز) اس بی ایچ یو میں روزانہ کتنے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) B.H.U گرمولا ورکاں 91-1990 میں تعمیر ہوا۔
(ب) B.H.U کی بلڈنگ سات کمروں پر مشتمل ہے، ڈاکٹر کی رہائش موجود ہے، پیرامیڈیکل سٹاف کے لئے چار رہائشی کوارٹر درجہ چہارم کی رہائش کے لئے تین رہائشی کوارٹر موجود ہیں۔
(ج) اس B.H.U میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ڈومیسائل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ شہزاد احمد، BS-17SH&NS ڈومیسائل گوجرانوالہ
2۔ فوزیہ رشید BPS-9LHV ڈومیسائل گوجرانوالہ
3۔ محمد اسلم ورک، ویکسینٹر BPS-6 ڈومیسائل گوجرانوالہ
4۔ محمود رضا ڈسپنسر، BPS-6 ڈومیسائل گوجرانوالہ
5۔ عبدالرزاق سینٹری انسپکٹر، BPS-8 ڈومیسائل گوجرانوالہ
6۔ یسمین خورشید، مڈوائف BS-4 ڈومسائل شیخوپورہ
7۔ نسیم بٹ، مڈوائف BPS-4 گوجرانوالہ
8۔ عطامحمد، نائب قاصد BPS-02 ڈومیسائل گوجرانوالہ
9۔ سکندر علی سویپر، BPS-1 ڈومیسائل گوجرانوالہ
10۔ محمد ریاض، چوکیدار، BPS-1 ڈومیسائل گوجرانوالہ

(د) متذکرہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007-08 18,21,638/- روپے
2008-09 19,04,829/- روپے

(ہ) مذکورہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی ادویات کی مالیت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007-08 3,00,000/- روپے
2008-09 3,45,450/- روپے

(و) ایگزامینیشن کاؤچ ،سیٹتھوسکوپ ،ڈلیوری ٹیبل ،سرجیکل لائیٹ ،سرجیکل آلات، سرجیکل ٹیبل ،بی پی آپریٹس ،سٹریچر ،فٹ سکر، آکسیجن سیلنڈر، وہیل چیئر، سٹریلائزر، ENTکٹ، ایکسرے ویور، باتھ روم سکیل، سپرے پمپ، آٹو کلیو۔

(ز) اسB.H.Uمیں روزانہ تقریباً70۔60مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں انسنریٹر فراہم کرنے کی تفصیلات

*4648:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے صوبہ میں صرف ایکincineratorہے جو کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں ہے؟

(ب) کیاحکومت صوبہ کے دیگر ہسپتالوں کوincineratorفراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت لاہور میں چلڈرن ہسپتال میںhospital wasteکو تلف کرنے کے لئے incinerator کام کررہا ہے ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ایک عدد incinerator شالامار ہسپتال میں نصب ہے۔ لاہور کے تمام ہسپتالوں کاwasteان دوہسپتالوں کے incineratorمیںdisposal کے لئے بھجوایاجاتاہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت کے تعاون سے ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت19 اضلاع میںincinerator نصب کردیئے ہیں۔ جن میں سے 17اضلاع میں یہ incinerator کام کررہے ہیں ۔ مزید برآں حکومت پنجاب کے پاس مزید 17 ضلعی ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں incinerator نصب کرنے کے لئے فنڈز موجود ہیں اور انکی تنصیب کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام ہورہا ہے۔

پنجاب میں غیر معیاری کھانے پینے کی اشیاء کی فروخت روکنے کی تفصیلات

*4795:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں غیر معیاری کھانے پینے کی اشیاء کی فروخت روکنے کے لئے فوڈانسپکٹرز کی تعداد کتنی ہے، کیا یہ تمام فوڈانسپکٹرز مطلوبہ اہلیت کے مالک ہیں؟

(ب) کھانے پینے کی اشیاء کے معیار کو پرکھنے کے لئے صوبہ میں کتنی لیبارٹریز کام کر رہی ہیں کیا یہ ناکافی نہیں ہیں حکومت کب تک اور کہاں کہاں نئی لیبارٹریز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) پبلک اینالسٹ لیب عام طور پر کتنے دنوں میں بھیجے گئے سیمپل کے معیاری یا غیر معیاری ہونے کا تعین کر دیتی ہے اور کیا تمام رپورٹس کی ترسیل بروقت ہو جاتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پیور فوڈ رولز2011 کے تحت ای ڈی او (ہیلتھ) ضلع بھر میں ان رولز کو execute کرنے کے لئے Local Authority ہے۔ ان قوانین کے تحت ای ڈی او (ہیلتھ) پر لازم ہے کہ وہ ہر پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے کم از کم ایک فوڈ انسپکٹر بھرتی کرے۔ اس بھرتی کے لئے قوانین میں تعلیمی قابلیت و تجربہ بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے صوبہ میں تعینات فوڈ انسپکٹرز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

(i) حکومت پنجاب نے کھانے پینے کی اشیاء کے معیار کو پرکھنے کے لئے صوبہ بھر میں جدید طرز پر تعمیر کردہ لیبارٹریاں قائم کی ہیں، اس ضمن میں دو لیبارٹریاں، لاہور اور ملتان میں کام کر رہی ہیں۔ GPA لیبارٹری لاہور کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے کا کام جاری ہے۔ رواں مالی سال میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ اس upgradation کے لئے 11.045 ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) راولپنڈی، فیصل آباد اور بہاولپور سے بھی جدید GPA لیبارٹریز قائم کی جا رہی ہیں۔ اس ضمن میں مختص کئے گئے، فنڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پیور فوڈ رولز2011 کے رول نمبر(3)39 کے تحت پبلک اینالسٹ لیبارٹری سیمپل کو پروسس کر کے 40 دنوں میں متعلقہ اتھارٹی کو واپس بھجوا دینے کی پابند ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں مزید میڈیکل کالجز بنانے کی تفصیلات

*4954: چوہدری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری میڈیکل کالجز کم ہونے کی وجہ سے ہر سال ہزاروں طلبا ڈاکٹر بننے سے محروم ہو رہے ہیں؟

(ب) صوبے میں کتنے سرکاری میڈیکل کالجز ہیں اور ان میں سیٹوں کی تعداد کتنی ہے نیز پرائیویٹ کالجز میں تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کو حل کرنے کے لئے مزید میڈیکل کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر سال ہزاروں طلباء entry test برائے داخلہ MBBS اور BDS میں شرکت کرتے ہیں اور سیٹوں کی تعداد محدود ہونے کی وجہ سے داخلوں سے رہ جاتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب میں 12 سرکاری میڈیکل کالجز ہیں جن میں ہر سال 3549 طلباء و طالبات داخلہ لیتے ہیں۔اسی طرح 16 پرائیویٹ میڈیکل کالجز میں 2018 طلباء و طالبات داخلہ لیتے ہیں۔

(ج) پنجاب حکومت نے پچھلے سال صوبہ میں چار نئے میڈیکل کالجز کھولے ہیں۔اس کے علاوہ اور PGMI میں میڈیکل کالج PMDC سے منظور ہو چکا ہے۔ابھی مزید میڈیکل کالجز کھولنے کا پروگرام نہ ہے۔

فزیوتھراپسٹ کی سروسز کو ریگولر کرنے کا مسئلہ

*5039: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں Physiotherapist کو ریگولر کرنے کے لئے کوئی آئینی باڈی موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی ایک جعلی فزیوتھراپسٹ معصوم شہریوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں؟

(ج) ان کوالیفائیڈ فزیوتھراپسٹ کے خاتمہ کے لئے اور کوالیفائیڈ فزیوتھراپسٹ کو رجسٹر کرنے اور اس شعبہ کو باقاعدہ regulate کرنے کے لئے حکومت کون سے خصوصی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! یہ درست نہ ہے۔حکومت پنجاب نے فزیوتھراپسٹ کے سروسز رولز بنائے ہوئے ہیں جس کے مطابق 90 فیصد فزیوتھراپسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر بھرتی

کئے جاتے ہیں۔اور 10 فیصد کوٹا اسسٹنٹ فزیو تھراپسٹ کی پروموشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ سروسز رولز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔حکومت پنجاب نے محکمانہ کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں ایڈیشنل سیکرٹری (ایڈمن) محکمہ صحت (چیئرمین)، ڈپٹی سیکرٹری (ریگولیشن)ایس اینڈ جی اے ڈی (ممبر)اور ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن) محکمہ صحت (ممبر) ہیں۔

(ب) درست نہ ہے ۔ صوبہ میں تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں کوالیفائیڈ فزیو تھراپسٹ کام کر رہے ہیں جن کی تعلیم بی ایس سی (فزیو تھراپی) ہے۔

(ج) محکمہ صحت نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے جس کے چیئرمین ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب، ایم پی اے ہیں۔یہ ٹاسک فورس تمام نان کوالیفائیڈ فزیو تھراپسٹ کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دے رہی ہے۔

لاہور میں غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ ٹیسٹنگ لیبارٹریوں کی تفصیلات

*5066: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں متعدد غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ testing لیبارٹریاں ہیں جن کے پاس ضروری سامان ہے، نہ اور وہ عملہ بغیر لائسنس کے کام کر رہی ہیں اگر ہاں تو ایسی تمام لیبارٹریوں کے نام، location اور چلانے والوں کے نام، پیشہ اور ماہانہ آمدنی کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) لیبارٹری قائم کرنے کے لئے کس قانون کے تحت کون سی شرائط پوری کرنا ضروری ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ نام نہاد لیبارٹریوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کی تشکیل سے پہلے لیبارٹریز کو رجسٹرڈ / ریگولیٹ کرنے کا کوئی قانون موجود نہ تھا۔اس لئے کسی لیبارٹری کی کوئی رجسٹریشن نہ کی جاسکتی تھی۔ تاہم پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت اب تمام لیبارٹریز کو اس بات کا پابند بنایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی رجسٹریشن کروائیں۔

(ب) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے مطابق متعلقہ رولز، شرائط بنائے جارہے ہیں جن پر سختی سے عملدرآمد ہوگا۔

(ج) حکومت مذکورہ نام نہاد لیبارٹریوں کے قلع قمع کے لئے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت سختی سے عملدرآمد کروائے گی۔

کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں مالی بے ضابطگیوں کی تفصیلات

*5080: چودھری شہباز احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں 2005 سے 2009 تک ایم ایس کون تھے، ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا 09-2008 کے دوران مذکورہ ہسپتال میں مالی بے ضابطگیوں کے کیس سامنے آئے تھے؟

(ج) کیا ان مالی بے ضابطگیوں میں ملوث اہلکاران و افسران بشمول ڈاکٹر حضرات کے خلاف محکمانہ کارروائی کے علاوہ محکمہ انٹی کرپشن میں بھی کیس کا اندراج کروایا گیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن میں الزام ثابت ہونے کے بعد اہلکاران بشمول ڈاکٹر حضرات کی گرفتاری عمل میں لائی گئی تھی؟

(ہ) کیا محکمہ صحت کی جانب سے بھی پیڈا ایکٹ کے تحت ان کرپٹ ملازمین کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کوٹ خواجہ سعید ہسپتال میں 2005 سے 2009 تک مندرجہ ذیل ایم ایس تعینات رہے۔

نام ایم ایس	عرصہ تعیناتی
ڈاکٹر شفاقت علی	11-12-2004 تا 04-05-2006
ڈاکٹر محمد افضل	04-05-2006 تا 30-07-2007
ڈاکٹر افتخار احمد لکھن	1-08-2007 تا 21-04-2008
ڈاکٹر مرزا فرخ حسین بیگ	21-04-2008 تا 31-05-2008
ڈاکٹر افتخار احمد لکھن	31-05-2008 تا 20-05-2009
ڈاکٹر محبوب احمد پاشا	30-05-2009 تا 08-07-2009
ڈاکٹر مرزا فرخ حسین بیگ	09-07-2009 تا 28-10-2010

(ب) جی ہاں! 09-2008 کے دوران کوٹ خواجہ سعید ہسپتال میں مالی بے ضابطگیوں کا ایک کیس سامنے آیا تھا۔

(ج) جی، ہاں! ان مالی بے ضابطگیوں میں ملوث اہلکاران، افسران بشمول ڈاکٹر حضرات کے خلاف محکمانہ کارروائی کے علاوہ انٹی کرپشن میں بھی اس کا اندراج کیا گیا تھا۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ کیس اندراج ہونے کے بعد اس میں ملوث اہلکاران بشمول ڈاکٹر حضرات کی گرفتاری عمل میں لائی گئی تھی۔

(ہ) جی ہاں! محکمہ صحت نے مجاز اتھارٹی کے حکم کے بعد پیڈا ایکٹ کے تحت انکوائری کی تھی اور الزام ثابت ہونے پر مجاز اتھارٹی نے پیڈا ایکٹ کے تحت گنہگار افراد کو سزائیں سنائی تھیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی تفصیلات

*5084: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی عمارت کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ب) یہ ہسپتال کتنے بیڈز و بلاکس پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں ڈاکٹر و دیگر سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں، خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد کی تعمیر پر 772.002 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد 202 بیڈز اور ایک بلاک پر مشتمل ہے۔

(ج) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 1095 ہے جن کی گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد میں 247 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے بھرتی کا عمل جاری ہے اور جلد ہی یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*5088: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) چلڈرن ہاسپیٹل کمپلیکس ملتان کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی، آج تک اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنی عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(ب) اس ہسپتال کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس میں خالی اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کی تعمیر 1998 میں شروع ہوئی تھی، دی چلڈرن ہسپتال اینڈ انسٹیٹیوٹ آف چائلڈ ہیلتھ ملتان کی عمارت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک سول ہسپتال کی پُرانی عمارت ہے جس کو مالی سال 01-2000 سے 04-2003 تک 31.813 ملین روپے کی لاگت سے تزئین و آرائش کے بعد 150 بستروں کو چالو کر دیا گیا ہے جبکہ مزید 150 بیڈز کا توسیعی منصوبہ حکومت پنجاب سے بحوالہ چٹھی نمبری (SO(Dev-I)36-4/2006(P-I بتاریخ 18-08-08 منظور ہوا اور اس پر تعمیراتی کام 09-2008 میں شروع ہوا اور اس پر مالی سال 12-2011 تک 235.563 ملین روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

(ب) مذکورہ ہسپتال کو سال 08-2007 میں کل 211.286 ملین روپے فراہم کئے گئے جن میں سے 112.221 ملین روپے غیر ترقیاتی کاموں اور 99.065 ملین روپے ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کئے گئے۔ سال 09-2008 میں کل 164.384 ملین روپے فراہم کئے گئے جن

میں سے 159.384ملین روپے غیر ترقیاتی اور 5ملین روپے ترقیاتی کاموں کے لئے فراہم کئے گئے۔

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کل122اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی کل12اسامیاں خالی ہیں، گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) خالی اسامیوں پر ایڈہاک بنیادوں پر تقرری کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں جیسے ہی کوئی موزوں امیدوار دستیاب ہوگا، خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کو فنڈز کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*5089: جناب عبدالوحید چودھری: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کو سال08-2007 اور09-2008کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) اس ہسپتال میں کتنے بیڈز ہیں؟

(ج) اس ہسپتال میں ایم ایس، اے ایم ایس اور ڈی ایم ایس کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر کون کون ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں؟

(د) اس ہسپتال میں کس کس طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(ہ) اس ہسپتال کو کتنے بیڈز کی مزید ضرورت ہے؟

(و) اس ہسپتال میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ز) کیا حکومت اس ہسپتال کی تمام missing facilities پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چلڈرن ہسپتال کمپلیکس ملتان کو مالی سال08-2007کے دورن کل211.286ملین روپے فراہم کئے گئے تھے جن میں سے112.221ملین روپے نان ڈویلپمنٹ اور 99.065ملین روپے ڈویلپمنٹ کے لئے فراہم کئے گئے تھے۔ مالی سال09-2008کے

دوران کل164.384 ملین روپے فراہم کئے گئے جن میں سے159.384 ملین روپے نان ڈویلپمنٹ ہیڈ میں جبکہ5.000 ملین روپے ڈویلپمنٹ کے لئے فراہم کئے گئے تھے۔

(ب) اس ہسپتال میں150 بیڈز چالو ہیں اور150 بیڈز کے توسیعی منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے جو کہ تین سال تک مکمل ہو جائے گا۔

(ج) متذکرہ بالا ہسپتال میں ایم ایس اور ڈی ایم ایس کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔
ایم ایس (بی ایس۔19) کی ایک اسامی منظور شدہ ہے جس پر ڈاکٹر رانا آفتاب احمد خان کام کر رہے ہیں جبکہ اے ایم ایس کی سیٹ منظور شدہ نہ ہے۔ڈی ایم ایس (بی ایس۔18) کی تین اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے ایک اسامی خالی ہے جبکہ دو اسامیاں پُر ہیں جن پر ڈاکٹر محمد صدیق اور ڈاکٹر عبدالمجید گل فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(د) ہسپتال کے لئے درکار مشینری کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس ہسپتال کو مزید150 بیڈز کی ضرورت ہے جن کے لئے ایک منصوبہ سال10۔2009 میں منظور ہو چکا ہے جس کی کل مالیت1367.732 ملین روپے ہے۔ منصوبہ پر کام بھی شروع ہو چکا ہے جو کہ تین سال میں مکمل ہو جائے گا۔

(و) اس ہسپتال میں درج ذیل missing facilities ہیں۔

(i) OPD Service Department Block
(ii) Consultant Chambers
(iii) Prevention Pediatric Department Block
(iv) Patients Waiting Lodge
(v) Thalassemia centre & Blood Bank
(vi) Trainee/Doctor Hostel
(vii) Nursing Hostel
(viii) Residence of Gazetted and Non-Gazetted Staff
(ix) Nursing School
(x) Paramedical School
(xi) Nursing Vans
(xii) Patients Attendant Motel
(xiii) Parking Areas
(xiv) Security Services Infrastructure
(xv) Expansion of Emergency Block Building/Human Resources/Logistics/ Purchase of Land.

(ز) جی ہاں! حکومت چلڈرن ہسپتال ملتان کی تمام باقی ماندہ سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن پر مالی وسائل کی دستیابی پر مرحلہ وار کام شروع کیا جائیگا۔

سال 2009، پنجاب کے ہسپتالوں میں ایئر کنڈیشنز و جنریٹر لگانے کی تفصیلات

*5186: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے سال 2009 کے دوران پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں تقریباً 2۔ارب روپے کی لاگت سے 8029 ایئر کنڈیشنز اور 184 جنریٹرز نصب کئے؟

(ب) لاہور کے کن کن ہسپتالوں میں سال 2009 کے دوران ایئر کنڈیشنز اور جنریٹرز نصب کئے، ہسپتالوں کے نام بتائے جائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں 8220 ائیر کنڈیشنز اور 201 جنریٹرز نصب کئے گئے ہیں۔

(ب) لاہور کے مندرجہ ذیل سرکاری ہسپتالوں بشمول DHQ اور THQ ہسپتالوں میں حکومت پنجاب کی طرف سے ائیر کنڈیشنز اور جنریٹرز نصب کر دیئے گئے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میو ہسپتال، سر گنگارام ہسپتال، جناح ہسپتال، لاہور جنرل ہسپتال، سروسز ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لیڈی ولنگڈن ہسپتال، لیڈی ایچی سن ہسپتال، ڈینٹل ہسپتال، مینٹل ہسپتال، DHQ-I میاں منشی ہسپتال، DHQ-II کوٹ خواجہ سعید ہسپتال اور THQ ہسپتال مزنگ

چک نمبر 254، ایچ ایل، فورٹ عباس رورل ہیلتھ سنٹر کی تفصیلات

*5193: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 254 ایچ ایل میر گڑھ چولستان تحصیل فورٹ عباس میں ایک بلڈنگ برائے رورل ہیلتھ سنٹر چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے تعمیر کیا تھا جسے محکمہ صحت نے اپنی تحویل میں بھی لے لیا تھا اور اس میں عملہ تعینات ہوا مگر نامکمل؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں عملہ مکمل نہ ہونے کیوجہ سے اہل دیہہ کو دور دراز کا سفر کرکے علاج معالجہ کے لئے فورٹ عباس جانا پڑتا ہے؟

(ج) محکمہ صحت نے مذکورہ سنٹر پر جو عملہ تعینات کیا ہے اس کی تعداد کیا اور کس کس سکیل میں تعینات ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سنٹر میں محکمہ عملہ پورا کرنے اور اسے حاضر رہنے کا پابند کرنے کو تیار ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چک نمبر 254ایل ایچ یونین کونسل قلعہ میر گڑھ چولستان تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ایک بلڈنگ برائے بنیادی مرکز صحت تعمیر کی ہے۔ رورل ہیلتھ سینٹر نہیں۔ یہ بلڈنگ آج تک محکمہ صحت کی تحویل میں نہ دی گئی ہے۔ جہاں تک عملہ کا تعلق ہے تو وہاں کے عوام کو طبی سہولت پہنچانے کے لئے محکمہ صحت ضلعی حکومت بہاولنگر نے ایک ڈسپنسر اور ایک سینٹری پٹرول جنرل ڈیوٹی پر مامور کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ دور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ چک نمبر HL/254 تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال سے صرف 8 کلومیٹر کی مسافت پر ہے اور برلب پختہ سڑک ہے۔

(ج) محکمہ صحت نے ایک ڈسپنسر سکیل نمبر 6 اور ایک سینٹری پٹرول سکیل نمبر 1 عارضی طور پر جنرل ڈیوٹی پر تعینات کیا ہوا ہے۔

(د) چونکہ جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے محکمہ صحت ضلع بہاولنگر عملہ پورا نہیں کر سکتا۔ گزارش ہے کہ جونہی مذکورہ B.H.U باضابطہ طور پر ضلعی حکومت محکمہ صحت بہاولنگر کی تحویل میں دیا گیا تو عملہ کی منظوری کے لئے کارروائی کی جائے گی۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال کی تفصیلات

*5205: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال ساہیوال کی عمارت کب تعمیر ہوئی؟

(ب) مذکورہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں؟

(د) خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) اس ہسپتال میں مریضوں کے لئے کتنے بیڈز ہیں یہ بیڈز کب خرید کئے گئے تھے اس وقت کتنے بیڈز صحیح حالت میں اور کتنے ناقابل استعمال ہیں؟

(و) اس ہسپتال میں کتنی ایمبولینس، ایکسرے مشین اور دیگر کون کون سی طبی مشینری ہے اس میں کون کون سی کب سے خراب ہے؟

(ز) اس ہسپتال میں missing facilities کا جائزہ لیا گیا ہے اگر ہاں تو حکومت کب تک اس کی یہ missing facilities مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ساہیوال کی عمارت 1960 میں تعمیر ہوئی۔

(ب) مذکورہ ہسپتال 438 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز کی کل منظور شدہ اسامیاں 94 ہیں جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں 354 ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈاکٹروں کی اسامیاں جلد از جلد پر کرنے کے لئے واک ان انٹرویو کے ذریعے مقامی سطح پر بھرتی ہوتی ہے اور مناسب اہلیت رکھنے والے خواہش مند ڈاکٹروں کو فوری طور پر تعینات کیا جاتا ہے، تاہم بعض اوقات مناسب امیدوار نہ ملنے یا ڈاکٹروں کے اپلائی نہ کرنے کی وجہ سے خالی اسامیاں پُر کرنے میں کچھ وقت زیادہ لگ جاتا ہے۔ حکومت کی بھرپور کوشش سے بھرتی کا عمل مستقل بنیادوں پر جاری رکھا جاتا ہے، جب تک کہ تمام خالی اسامیاں مناسب اہلیت والے ڈاکٹروں سے پُر ہو جائیں۔

(ہ) 250 بیڈز 2009 میں خریدے گئے تھے جبکہ تقریباً 400 بیڈز 1960 تا 1983 میں خریدے گئے۔ مزید 200 بیڈز خریدنے سے تمام بیڈز نئے ہو جائیں گے۔

(و) دو نئی ایمبولینس ہیں۔ ایک نئی ڈیجیٹل ایکسرے 500 مشین لگا دی ہے۔ جبکہ تین پرانی کام کر رہی ہیں۔ طبی مشینری کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) missing facilities مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس ہسپتال میں طبی مشینری کو ترجیحی بنیادوں پر ٹھیک کروایا جا رہا ہے۔ جو مشینری خراب ہو چکی ہے اس کی جگہ

نئی لگائی جارہی ہے۔ حال ہی میں نئی ڈیجیٹل ایکسرے مشین لگادی ہے۔آپریشن تھیٹر ٹیبل اور جدید انستھزیا مشین بھی لگادی گئی ہے۔

لاہور-پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5272: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں سکیل 1 تا16 کے ملازمین تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جو تین سال سے زائد عرصہ سے اس ہسپتال میں تعینات ہیں؟

(ج) 2004 سے 2006 تک (گریڈ 1 تا16) کے کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے، ان کے نام وعہدہ سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئیں میرٹ کا criteria کیا تھا ان کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا اگر ہاں تو اشتہار کی کاپی لف کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں سکیل 1 تا سکیل 16 کے ملازمین کی تعداد 90 ہے۔

(ب) تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کی تعداد 65 ہے۔

(ج) 2004 سے 2006 تک ہسپتال ہذا میں گریڈ 1 تا گریڈ 16 میں کل 9 ملازم بھرتی کئے گئے جن کے نام اور عہدہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	وسیم احمد	جنرل ڈیوٹی مکینک
2	عامر دلاور	جونیئر کلرک
3	فرحان افضل خان	سٹور کیپر
4	معظم رضا	سٹور کیپر
5	عبدالوحید	وارڈ اٹنڈنٹ
6	حافظ آصف اعجاز	وارڈ اٹنڈنٹ
7	کاشف حسین	لیب اٹنڈنٹ
8	ذیشان محمود	لیکچر تھیٹر اٹنڈنٹ
9	شوکت علی	او۔ٹی۔اے

(د) تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئیں ۔criteria اور اشتہار کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

لاہور-پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں ایکسرے ودیگر مشینری کی تفصیلات

*5273: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں ایکسرے ودیگر کون کون سی مشینری موجود ہے یہ کب خرید کی گئی؟

(ب) یہ مشینری کتنی لاگت سے خریدی گئی اور اب کس حالت میں ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ مشینری وار لاگت و حالت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس طبی مشینری کو 2006 سے اب تک کتنی بار مرمت کروایا گیا اور اس پر کتنا خرچہ آیا مشینری وار خرچہ سے آگاہ فرمائیں؟

(د) اس وقت کتنے طبی آلات جراحی ودیگر مشینری خراب حالت میں ہیں ان کو کب تک مرمت کروالیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہسپتال ہذا میں خریدی گئی مشینری کی قیمت خرید و تاریخ خرید کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس مشینری کی کل لاگت تقریباً چار کروڑ اسی لاکھ روپے ہے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سالانہ مرمت کی گئی تھی اور خرچہ کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 15 تا 20 سال پہلے خریدے گئے 91 ڈینٹل یونٹس میں سے چھ ڈینٹل یونٹ گورنمنٹ میڈیکل اکوئیپمنٹ ریپئر ورکشاپ کی وساطت سے مرمت ہو چکے ہیں۔

چھ ڈینٹل یونٹس کی مرمت کی ریکوزیشن گورنمنٹ میڈیکل ورکشاپ سے موصول ہو چکی ہے جس پر کام جاری ہے۔ موجودہ بجٹ کی پروؤژن وڈیلیگیشن آف فنانشل پاور 2006 کی لمیٹیشن میں بوقت ضرورت اکوئیپمنٹ کی سالانہ ریپئر و مینٹیننس کا کام ہوتا رہتا ہے۔

لاہور۔پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5279: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں روزانہ کتنے مریض چیک اپ کے لئے آتے ہیں ان پر روزانہ اندازاً کتنے اخراجات ہوتے ہیں، آگاہ کریں؟

(ب) 2008۔09 اور 2009۔10 میں مذکورہ ہسپتال کو کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، مد وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں کتنے مریضوں کو مفت دوائیاں فراہم کی گئیں؟

(د) مذکورہ عرصہ میں دوائیوں کے لئے کل کتنا بجٹ تھا، اس میں سے کتنا خرچ ہوا اور کتنا lapse ہو گیا، آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں روزانہ 300 تا 400 مریض چیک اپ کے لئے آتے ہیں اور ان پر روزانہ تقریباً بتیس ہزار روپے خرچ ہوتا ہے۔

(ب) 2008۔09 میں دوائیوں اور ڈینٹل مٹیریل کا بجٹ مبلغ پچاس لاکھ روپے تھا جبکہ جنوری 2009 میں سپلیمنٹری بجٹ کے طور پر مبلغ پچیس لاکھ روپے اور اپریل 2009 میں مبلغ ایک کروڑ پچیس لاکھ ستر ہزار روپے کے فنڈز فراہم کے گئے ہیں۔

(ج) تمام مریضوں کے لئے ادویات بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال 2009 میں 4792 سرکاری ملازمین کا علاج کیا گیا۔

سال 2009 میں سرکاری ملازمین کے علاوہ 4193 باقی مریض جن کا علاج کیا گیا۔

(د) 2008۔09 میں ڈینٹل مٹیریل / دوائیوں کا ریگولر بجٹ مبلغ پچاس لاکھ روپے تھا جبکہ سپلیمنٹری بجٹ کے طور پر جنوری 2009 میں مزید مبلغ پچیس لاکھ روپے اور اپریل 2009 میں سپیشل فنڈز ایک کروڑ پچیس لاکھ ستر ہزار روپے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مریضوں کو مفت علاج اور دوائیوں کے لئے دیئے گئے۔

سال 2009۔10 میں ڈینٹل مٹیریل / دوائیوں کا ریگولر بجٹ پچانوے لاکھ روپے ہے۔

31۔01۔10 تک چالیس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور باقی بجٹ 30۔جون تک خرچ ہو جائے گا۔

لاہور-پنجاب ڈینٹل ہسپتال کی تزئین وآرائش اور مرمت ودیگر تفصیلات

*5280: ملک محمد عامر ڈوگر: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ پانچ سال میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کی تزئین وآرائش ومرمت کا کام کس ایم ایس / پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے دوران کیا گیا؟

(ب) اس کی مرمت وتزئین وآرائش پر کل کتنا خرچہ آیا؟

(ج) کیا2002تا2006ہسپتال کاآڈٹ ہوااگر ہواتواس کی رپورٹ سال وارلف کریں؟

(د) کیاآڈٹ میں گھپلوں کی نشاندہی کی گئی اگر جواب اثبات میں ہے توکیااس کی انکوائری ہوئی انکوائری میں کس کس کوکیاکیاسزاہوئی،آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزشتہ پانچ سال میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کی تزئین وآرائش ومرمت کاکام درج ذیل ایم ایس / پراجیکٹ ڈائریکٹر کی زیر نگرانی ہوا۔

نام ایم ایس	دورانیہ
ڈاکٹر محمد رفیق چٹھہ	2004-07-1تا2005-06-30
ڈاکٹر محمد رفیق چٹھہ	2005-07-01تا2006-05-15
ڈاکٹر سہیل عباس خان	2006-05-16تا2006-10-26
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2006-10-27تا2007-06-30
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2007-07-01تا2008-06-30
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2008-07-01تا2008-11-27
ڈاکٹر عبدالستار اختر	2008-11-28تا2009-03-31
ڈاکٹر شاہینہ نصرت	2009-04-01تا2010-01-31

(ب) 2004-07-01تا2010-1-31مبلغ-/83,26,600روپے خرچہ آیا۔

(ج) جی ہاں!2002تا2006ہسپتال ہذاکاآڈٹ ہوچکاہے جس کی سالانہ رپورٹ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 2002تا2006کے دوران کسی قسم کی بھی گھپلوں کی نشاندہی نہیں ہوئی۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں انٹرنیشنل معیار کی طبی مشینری فراہم کرنے کی تفصیلات

*5284: محترمہ مائزہ حمید: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور ایشیا کا سب سے بڑا ہسپتال ہے؟

(ب) 10۔2009 میں اس کے لئے کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں انٹرنیشنل ہسپتال کے معیار کی سہولتیں فراہم نہیں کی جارہی ہیں؟

(د) انٹرنیشنل معیار کے مطابق ایسی کون کون سی مشینری ہے جو اس ہسپتال کو ابھی تک فراہم نہیں کی گئی اس مشینری کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت ہسپتال کے لئے مذکورہ بالا مشینری فوری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور، ایشیاء کا سب سے بڑا ہسپتال نہیں ہے۔

(ب) مالی سال 10۔2009 کے دوران پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کے لئے مبلغ۔/9,95,23,500 روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔

(ج) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں انٹرنیشنل معیار کے مطابق سہولتیں مہیا کی جارہی ہیں۔

(د) (CAD-CAM) مشین ابھی تک دستیاب نہ ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب بین الاقوامی معیار کا فاطمہ جناح انسٹیٹیوٹ آف ڈینٹل سائنسز قائم کر رہی ہے جس پر تیزی سے کام جاری ہے اس منصوبہ کی کل مالیت 3448.210 ملین روپے ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد مذکورہ بالا مشین مہیا کر دی جائے گی۔

سال 2008-09، پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کو رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*5285: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 09۔2008 میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کے لئے کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(ب) اس میں سے کتنا بجٹ ڈاکٹرز، پروفیسرز کی تنخواہوں پر خرچ ہوا اور کتنا دیگر ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنا بجٹ دوائیوں کے لئے رکھا گیا اور کتنی رقم سے طبی آلات جراحی خریدے گئے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی دفعہ کون کون سی مشینری کو ٹھیک کروایا گیا اور اس پر کتنے اخراجات ہوئے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 09-2008 میں پنجاب ڈینٹل ہسپتال کو کل 8 کروڑ، 18 لاکھ 80 روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ب) اس میں سے ایک کروڑ 6 لاکھ 37 ہزار 603 روپے ڈاکٹروں کی تنخواہوں پر جبکہ دیگر ملازمین کی تنخواہوں پر ایک کروڑ 36 لاکھ 18 ہزار 322 روپے خرچ ہوئے جبکہ پروفیسرز حضرات اپنی تنخواہ ڈی ماؤنٹ مورنسی کالج آف ڈینٹسٹری کے بجٹ سے لیتے ہیں۔

(ج) 09-2008 میں دوائیوں اور ڈینٹل مٹیریل کے لئے مبلغ 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ جبکہ ایک کروڑ 78 لاکھ 59 ہزار 132 روپے کے طبی آلات جراحی خریدے گئے تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس دوران ڈینٹل یونٹ، ائیر کمپریسر، ائیر کنڈیشنز، آفس مشینری اور دیگر آلات کی مرمت پر 4 لاکھ 97 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور-پی پی 144 میں غیر رجسٹرڈ ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5474: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی-144 لاہور میں بہت سے پرائیویٹ ہسپتال بن چکے ہیں ان میں اکثر رجسٹرڈ نہ ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی پی-144 کے ان پرائیویٹ ہسپتالوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو رجسٹرڈ نہیں اور ان میں علاج مناسب فیس پر نہ کرتے اور ایم بی بی ایس پاس ڈاکٹر نہ رکھتے ہیں نیز حکومت اس حلقے میں ہسپتال تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! پی پی-144 لاہور میں اس وقت 5 پرائیویٹ ہسپتال بن چکے ہیں۔

(ب) پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کی تشکیل سے پہلے پرائیویٹ ہسپتالوں کو رجسٹرڈ ریگولیٹ کرنے کا کوئی قانون موجود نہ تھا۔ اس لئے کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال کی کوئی

رجسٹریشن نہ کی جا سکتی تھی۔ تاہم پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت اب تمام پرائیویٹ ہسپتالوں کو اس بات کا پابند بنایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی رجسٹریشن کروائیں۔ حکومت اس حلقہ میں فی الحال کوئی نیا ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔

سال2009، پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ایئر کنڈیشنرز و جنریٹرز نصب کرنے کی تفصیلات

*5535: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2009 کے دوران پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں کے جنرل وارڈز میں کتنے ائر کنڈیشنرز اور جنریٹرز نصب کئے گئے؟

(ب) ان جنریٹرز پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں کے جنرل وارڈز وغیرہ کے لئے 8220ائر کنڈیشنرز اور 201جنریٹرز نصب کئے گئے۔

(ب) ان ائر کنڈیشنرز اور جنریٹرز کے خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	AC	Generators
ٹیچنگ ہسپتال و خصوصی ہسپتال	568.904ملین روپے	655.475ملین روپے
ڈسٹرکٹ و تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتال	400.869ملین روپے	406.787ملین روپے
ٹوٹل خرچہ	969.773ملین روپے	1062.262ملین روپے
دونوں کا کل خرچہ	2032.035ملین روپے	

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے اگلے دن بھی پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے بات کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر نہیں ہیں تو آج پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر موجود ہیں تو وہ میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! راناصاحب کی بات سُننے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! 24۔جنوری2012 کو محکمہ صحت کے وقفہ سوالات میں سوال نمبر 4890 تھا۔ اس سوال کے جواب میں محکمہ صحت نے جواب دیا تھا کہ ایڈمن افسر کی اسامیوں کو بذریعہ ترقی پُر کرنے کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے لیکن یہ ڈی پی سی ابھی تک نہیں ہوئی۔ اُس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ خالی اسامیاں پُر کرنے کے حوالہ سے ڈی پی سی منعقد کرنے کے لئے تمام اداروں کو خط لکھ دیا گیاہے۔ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی سفارش پر قواعد وضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ2012 تک یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ابھی تک یہ ڈی پی سی نہیں ہوئی تو محکمہ صحت کی طرف سے اس ایوان میں مارچ کے اندر یہ اسامیاں پُر کرنے کی جو commitment دی گئی ہے وہ کیسے پوری ہو سکتی ہے اور 6۔فروری کی commitment کیوں پوری نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ نے بات کر لی ہے۔ ابھی توجہ دلاؤنوٹس کا وقت ہے توآپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو جواب لے کر دیتاہوں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ کاتوجہ دلاؤنوٹس ہے۔ موجود نہیں ہیں اور میرے پاس اُن کی طرف سے کوئی اطلاع بھی نہیں ہے لہذااس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤنوٹس نمبر 1181 ہے۔

لاہور۔ منصورہ بازار میں 15 لاکھ روپے کی ڈکیتی اور دیگر تفصیلات

1181: محترمہ ساجدہ میر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ مورخہ یکم مارچ2012 روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق منصورہ بازار، لاہور میں ڈاکوؤں نے یٰسین جیولرز اور عبدالطیف جیولرز سے 15 لاکھ روپے مالیت کا سونالے لیااور سکیورٹی گارڈ پر تشدد کے بعد اُس کی رائفل چھین کر فرار ہو گئے؟

(ب) کیااس واقعہ کا مقدمہ درج ہو چکا ہے؟

(ج) اس واقعہ کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ چکا ہے۔

(الف) درست ہے۔

(ب) وقوعہ جات کی بابت مقدمہ نمبر 147/12 مورخہ 12-02-29 بجرم 392 ت پ تھانہ ہنجروال لاہور اور مقدمہ نمبر 148/12 مورخہ 12-03-01 بجرم 392 ت پ تھانہ ہنجروال لاہور درج ہیں۔ مقدمات درج ہو کر تفتیش بذریعہ محمد لطیف سب انسپکٹر انوسٹی گیشن تھانہ ہنجروال لاہور اور محمد صدیق انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن تھانہ ہنجروال لاہور عمل میں لائی جا رہی ہے۔ ملاحظہ موقع جات کر کے CRO میں گزٹ کرایا گیا ہے اور البم جن میں ملزمان کی تصاویر ہوتی ہیں وہ شناخت کے لئے مدعیان کو دکھائی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں دو لوگوں کو شناخت کیا گیا ہے۔ اس وقوعہ میں ایک موبائل فون جو snatch ہوا تھا اس کے EME نمبر کو بھی monitor کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر یہ cases workout ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جو 15 لاکھ روپے کا سونا لوٹا گیا ہے، کیا اس کی recovery کی توقع کی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ پیشرفت ہو رہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈاکو تین مہینے بعد اپنے گھروں میں آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے دو ڈاکو پکڑے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ڈاکو تین مہینے میں باہر آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ملزمان کو سزا عدالتیں دیتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ملزمان کو جیل میں رکھنا حکومت یا پولیس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ یہ عدالت کی صوابدید ہوتی ہے کہ وہ ضمانت دو مہینے یا دو سال بعد دے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔اشرف سوہنا صاحب کی تحریک استحقاق ہے، آج اس کا جواب آنا تھا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اسے بدھ تک pending کر لیا جائے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا ہے۔ گجرات میں گورنمنٹ زمیندارہ کالج میں ایک واقعہ ہوا ہے کہ پولیٹیکل سائنس کے ایک پروفیسر نے ایک جواں سال طالبہ کے منہ پر تھپڑ مارا ہے اور اس کے بعد کالج کے حالات یہ ہیں کہ ہفتہ کو سارے طلباء نے ہڑتال کی، انہوں نے ساری سڑکیں block کیں، آج بھی انہوں نے کچہری چوک کو block کئے رکھا اور ڈی سی او کے دفتر تک لانگ مارچ کیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایم اے پولیٹیکل سائنس کی کلاس میں سہیل نامی ایک طالبعلم ہے جو اپنے والد کی وفات کی وجہ سے اپنی حاضریاں پوری نہ کر سکا۔ اس کے ساتھیوں نے پروفیسر ریاض صاحب سے درخواست کی کہ اس کا داخلہ بھجوایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کا داخلہ نہیں بھجواؤں گا آپ پرنسپل صاحب کے پاس چلے جائیں۔ وہ طلباء پرنسپل صاحب کے پاس چلے گئے انہوں نے کہا کہ آپ درخواست بنا کر لائیں، انہوں نے ایک درخواست بنائی اور پرنسپل کو دی انہوں نے پڑھ کر کہا کہ میری تو power نہیں ہے یہ کام تو پروفیسر ریاض ہی کریں گے۔ طلباء پھر پروفیسر ریاض کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھی سہیل کا داخلہ بھیجیں۔ یہ ایم۔اے کا امتحان دینا چاہتا ہے، یہ غریب ہے اور ہم اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر پروفیسر ریاض بہت غصے میں آ گیا اور اس نے طلباء کو گالیاں دینا شروع کر دیں، ایک بچی جس نے کہا کہ آپ بہت زیادتی کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ اس طرح behave نہ کریں۔ اس پر پروفیسر ریاض نے کھڑے کھڑے اس طالبہ کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اب میں کسی کا بھی داخلہ نہیں بھیجوں گا اور کہا کہ تم کیا ہو، فلاں کیا ہے اور ننگی گالیاں دیں۔

جناب والا! اگر ایک کالج میں ایک پروفیسر اس طرح ایک بچی کے ساتھ behave کرے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ اسے تحریر میں لائیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں نے تحریک بھجوادی ہے۔ میں صرف یہ درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب ڈی سی او کو فون یا فیکس کر دیں اور اس معاملہ کی حقیقت معلوم کریں کہ اُس پروفیسر جس نے کلاس یا کالج میں ایک لحاظ سے ایک جواں سال بیٹی کے سر سے چادر اتاری ہے اس کے خلاف جلد از جلد action لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تحریک دے دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار بھجوادی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بہت دفعہ محنت کی اور بار بار کہا کہ شوگر ملوں کی طرف سے ادائیگیاں ہونی چاہیئں۔ اب برادر شوگر مل نے 22۔جنوری کے بعد ادائیگی نہیں کی اور یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ شوگر ملیں ادائیگیاں کر رہی ہیں۔ میں رات کو واپس آیا ہوں کل سارا دن چونیاں میں ہاہاکار پڑی ہوئی تھی کہ مل ادائیگیاں نہیں کر رہی۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ ہر دس من پر ایک من کٹوتی لینے کے بعد 13 فیصد تک ایڈوانس بلنگ۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 37 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جنرل کونسل میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کو پنجاب کا بلا مقابلہ صدر منتخب کر لیا گیا۔ 12- اکتوبر 1999 میں پاکستان میں ایک آمر نے جو شب خون مارا تھا، یہاں پر جمہوریت اور آئین کا قتل کیا تھا۔ اُس دن سے لے کر 18- فروری 2008 تک مسلم لیگ (ن) مسلسل جدوجہد کرتی رہی جس میں لیڈر شپ کے اصولی موقف کے پیچھے پوری قوم نے لبیک کہا اور 2002 کے انتخابات میں بھی مسلم لیگ (ن) کو عوام کی طرف سے واضح پذیرائی ملی۔ پھر 2008 میں یہاں پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت معرض وجود میں آئی۔ اس کے بعد جس طرح خادم پنجاب نے صبح و شام۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب تقریر تو نہیں ہوتا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا عرض کرتا ہوں۔ 2008 سے لے کر آج تک جس طرح خادم اعلیٰ پنجاب نے صوبہ پنجاب کے عوام کی خدمت کی ہے اس کے صلہ میں آج پنجاب بھر کے مسلم لیگیوں نے انہیں بلا مقابلہ صدر منتخب کیا ہے۔ کسی طرف سے کوئی nomination papers نہیں آئے لیکن میں ایک بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ 2008 میں ملک کے اندر جمہوریت ضرور آئی ہے۔ پاکستان کو جو چیلنجز آمریت کے دور میں در پیش تھے آج جمہوریت کے دور میں بھی وہی چیلنجز در پیش ہیں۔

جناب سپیکر: میں اس کی اجازت اب نہیں دوں گا، بڑی مہربانی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اور صوبہ پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف کی شب روز محنت کے نتیجہ میں انشاللہ وہ وقت دور نہیں جب تمام challenges meet ہوں گے، اس ملک کے اندر لوڈ شیڈنگ اور کرپشن کا خاتمہ ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 1976 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحب کی طرف سے پڑھی گئی تھی۔ اس کا جواب آ گیا ہے؟

ملتان ڈویژن کے اکثر کالجوں میں پرنسپل کی اسامی خالی ہونے سے طلباء و طالبات کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1976 کا جواب اس طرح سے ہے کہ پنجاب میں مردانہ اور خواتین کالجوں کی کل تعداد 491 ہے جس میں 289 کالجوں میں regular Principals تعینات ہیں، 80 کالجوں میں DDOs تعینات ہیں اور 122 کالجوں میں Acting Principals تعینات ہیں۔ تمام directors کالجز کو تحریری اور زبانی حکم دیا گیا ہے کہ جن کالجوں میں Acting Principals تعینات ہیں یا جن کالجوں میں سینئر آفیسرز کو DDOs powers دی گئی ہیں ان کالجوں میں regular Principals کی تعیناتی کے لئے پینل بھجوائے جائیں، بذریعہ پینل ان کالجوں میں پرنسپلز کی تعیناتی کا عمل جاری ہے اور اس process کو جلد از جلد مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس میں یعنی متعلقہ گریڈ، seniority اور qualifications کے حامل لوگوں کے متعلق تھوڑی سی مشکلات ہیں لیکن بہر حال جیسے جیسے لوگ میسر ہو رہے ہیں تو اس process کو مکمل کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ .Not pressed and disposed of جی، next تحریک التوائے کار نمبر 2051 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، .pending till next week جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2052/11 بھی ان کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آنا تھا۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناقص سکیورٹی انتظام کی وجہ سے دو طلباء تنظیموں میں تصادم سے سینکڑوں طلباء زخمی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 2052 کا جواب اس طرح سے ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں جہاں 30 ہزار سے زیادہ طالبعلم اور طالبات زیر تعلیم ہوں اور ایک ہزار کے لگ بھگ اساتذہ تعلیمی سرگرمیوں میں ہمہ وقت مصروف ہیں جس کے ساتھ لڑکوں کے 20 بوائز ہاسٹل اور لڑکیوں کے 10 گرلز ہاسٹل ہیں۔ جہاں تقریباً 5 ہزار سے زیادہ students رہائش پذیر ہیں۔ چند مخصوص سیاسی جماعتوں کی نمائندہ طلبہ تنظیمیں آپس میں اختلاف کے باعث بعض اوقات یونیورسٹی کی تعلیمی پرامن فضا کو اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے پراگندہ کرنے کی مذموم کوشش کرتے رہتے ہیں جس سے معزز ممبران اسمبلی بھی واقف ہوں گے۔ حال ہی میں ایک طلباء تنظیم نے ایک سیاسی جماعت کی بھرپور تعاون اور شرکت سے ایک قومی کنونشن منعقد کیا جس میں ہزاروں سیاسی کارکنوں نے حصہ لیا لیکن یونیورسٹی ایڈمنسٹریشن ہمیشہ سے طلبہ تنظیموں کو سیاسی یا مذہبی بنیادوں پر جلسے جلوسوں سے منع کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے جس کے باعث موجودہ یونیورسٹی انتظامیہ کے تحت اس ادارہ کی فضاء انتہائی پرسکون اور تعلیمی معیار کو آگے بڑھانے کے لئے پورے پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ایک مستند مقام حاصل ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب موجود نہیں ہیں لیکن یہ تحریک ایوان کی پراپرٹی میں آ گئی تھی جس کی وجہ سے میں نے اس کو اجازت دی۔ .Not pressed and disposed of اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے اور یہ pending ہوئی تھی۔

پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈوں میں آن لائن سسٹم کے تحت طلباء وطالبات سے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے کے باوجود ڈیٹا رجسٹرڈ نہ ہونے کا انکشاف

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر8/12 کا جواب یوں ہے کہ بورڈ ہذا نے پنجاب بورڈ کمیٹی آف چیئر مین کی جانب سے amendment شدہ شیڈول برائے امتحان میٹرک سالانہ 2012 کے امیدواران کے داخلہ فارم وصول کرنے کے لئے شیڈول جاری کیا تھا جس میں دوسری شرائط کے ساتھ ساتھ تمام امیدواروں سے مجوزہ امتحانی فیس کے علاوہ مبلغ -/100 روپے computer processing فیس بھی وصول کرنا تھی جو کہ اسی مد میں خرچ کی جائے گی۔ زیر بحث فیس کسی بھی طور پر بورڈ ہذا کے لئے اضافی آمدنی فنڈز raising کے لئے عائد نہیں کی گئی۔ مزید برآں تمام امیدواران طلباء وطالبات کو حسب سابق بروقت رول نمبر سلپ پہنچانے کے معقول انتظامات کئے ہیں۔ بورڈ ہذا کا تمام تر ریکارڈ محفوظ ہے اور امتحان مذکورہ کے انعقاد کے سلسلے میں والدین کی پریشانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جس طرح ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے کہ رول نمبر سلپ بروقت پہنچانے کا انتظام کیا ہے تو آپ میڈیا پر دیکھ رہے ہیں، اخبارات اور ٹی وی پر خبریں چل رہی ہیں کہ بے شمار students ایسے ہیں جن کو رول نمبر سلپس ملی ہی نہیں ہیں، خصوصاً عربی کے پرچے کے لئے پرائیویٹ سکولوں کے students کو رول نمبر سلپس مل ہی نہیں سکیں اور ان کا پورا سال ضائع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کا ذمہ دار کون ہے کیونکہ بچوں کا تو سال ضائع ہو گیا ہے اور ان کے والدین کو پریشانی الگ سے ہے تو اس میں ڈیپارٹمنٹ کیا کرے گا اور اس کے ذمہ داروں کو کیا سزا دے گا؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی اس تحریک التوائے کار کو تو dispose of کرنا پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، اگر ان کے پاس کوئی ایسے 10 یا 50 یا 100 طلباء یا طالبات کی لسٹ ہے جن کا اس وجہ سے تعلیمی سال کا نقصان ہوا ہے تو ان کی تعداد کو

مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایک specific decision لیا جا سکتا ہے کیونکہ اگر ان کے پاس کوئی لسٹ ہے تو وہ فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! چلیں، میں تو لسٹ فراہم کر دوں گی لیکن کیا محکمہ کے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے کتنے students کو رول نمبر سلپ نہیں دیئے، students بورڈ آفس کے دھکے کھاتے رہے ہیں اور ان کو رول نمبر سلپ نہیں ملیں۔ یقیناً بورڈ آفس کے پاس وہ لسٹ ہو گی کہ ہم نے کتنے students کو رول نمبر سلپ جاری نہیں کیں۔

جناب سپیکر: جی، case to case دیکھ لیتے ہیں لیکن اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جا رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر اس مسئلہ کا حل کیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ مسئلہ حل کروائیں گے۔ اگر آپ کے پاس کوئی لسٹ ہے تو انہیں provide کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر میرے پاس لسٹ نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وہ پھر بھی مسئلہ حل کروائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اخبار کی خبر پڑھ کر صرف مسئلہ کو مسئلہ نہیں بنا سکتے، بورڈ کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو حل کر لیا ہے اور اگر بورڈ کے جواب کے contrary ان کے پاس کوئی information ہے تو پھر ہم ان کو confront کر سکتے ہیں۔ اب معزز ممبر صرف خبر پڑھ کر مسئلے کو مسئلہ سمجھیں تو اس دن انہوں نے خبر پڑھی ہو اس دن اخبار یا ٹی وی چینل پر خبر آنے کے بعد وہ معاملہ حل ہو گیا ہو۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اگر ابھی بھی کہیں پر مسئلہ درپیش ہے تو آپ خود بھی تھوڑا سا اس میں pain لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے صرف اخبار کی خبر پڑھ کر تحریک التوائے کار پیش نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب مجھے آگے چلنے دیں، میں نے اس پر فیصلہ دے دیا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38/12 بھی آپ کی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، .pending till next week اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 64/12 مہر اشتیاق احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ موجود نہیں ہیں لہذا جب وہ آئیں گے تو اس کا جواب پڑھ دینا اگر آپ ابھی پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 64/12 کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار رانا تنویر احمد ناصر صاحب آپ کی جو پڑھی جا چکی ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ابھی میں نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اس دن موجود نہیں تھے اور آپ نے درخواست دی تھی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جی، میں موجود نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انگلش میڈیم کلاس نہم کو پڑھائی جانے والی کیمسٹری کی کتاب میں غلطیوں کی بھرمار

رانا تنویر احمد ناصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق کلاس نہم کے انگلش میڈیم سٹوڈنٹس کے لئے کیمسٹری کی جو ٹیکسٹ بک شائع ہوئی ہے اُس میں بے شمار بنیادی غلطیاں موجود ہیں۔ تفصیل اس طرح سے ہے کہ کلاس نہم کے انگلش میڈیم سٹوڈنٹس کے لئے کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک جو اس وقت پنجاب کے تمام سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں

میں پڑھائی جارہی ہے۔اس کتاب کے مصنفین پروفیسر چودھری ثناء اللہ اور ڈاکٹر حافظ محمد فاروق ہیں۔ اس کتاب کو علمی کتاب خانہ لاہور نے شائع کیا ہے اور اس ٹیکسٹ بک کی approval باقاعدہ طور پر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے دی ہے لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس کتاب میں غلطیوں کی بھرمار ہے جس کی تصحیح کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی گئی۔ایک ریٹائرڈ ٹیچر ظفر مہدی ظفر جنہوں نے کئی دہائیوں تک کیمسٹری کا مضمون پڑھایا ہے اور اس مضمون پر ایک اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ وہ سخت حیران و پریشان ہیں کہ کتاب میں موجود بنیادی غلطیوں کا کسی نے نوٹس لینا بھی گوارہ نہ کیا ہے اور سٹوڈنٹس کو wrong information دے کر اُن کی بنیاد ہی غلط رکھی جارہی ہے جو کہ ان کے معصوم اذہان کو تباہ کر کے رکھ دے گی جبکہ سلیکٹ کمیٹی کے پانچ ممبران نے بھی ان غلطیوں کا نوٹس نہ لیا ہے حالانکہ سلیکٹ کمیٹی کا بنیادی فرض ہی غلطیوں کی نشاندہی اور بعد ازاں ان کی درستی کروانا ہوتا ہے۔اس کتاب میں موجود بنیادی غلطیوں کی نشاندہی کے لئے صرف ایک مثال ہی کافی ہے کہ اس کتاب کے صفحہ نمبر 28 پر جو Multiple Choice Questions (MCQs) نمبر 1 اور نمبر 3 ہیں وہ غلط ہیں۔اس کے علاوہ بھی اس کتاب میں بے شمار غلطیاں ہیں جن کی درستی ضروری ہے جس کے لئے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس کتاب میں موجود غلطیوں کا نوٹس لے کر ان کی تصحیح کرے اور سٹوڈنٹس کو غلطیوں سے پاک کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک فراہم کی جائے۔مزید ذمہ داران کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب!اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 262/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے،اس کا جواب آ گیا ہے یا اسے بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کا جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھ دیں۔

ڈاکٹروں کو دوسرے ممالک میں ملازمت کے لئے این او سی جاری کرنے سے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جواب تحریک التوائے کار نمبر 12/262 کے جواب میں ڈیپارٹمنٹ کا موقف ہے کہ سال 2010 میں سعودی حکومت کی درخواست پر حکومت پنجاب نے خیر سگالی کے طور پر 2010 میں کچھ ڈاکٹر صاحبان کو ایک تا دو سال کے عرصہ کے لئے سعودی عرب تعیناتی کے لئے این او سی دیا تھا، اس کے بعد کسی قسم کا این او سی جاری نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: حالات سے آگاہی ہو چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 12/265 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ وزیر قانون صاحب! اگر اس کا جواب آگیا ہے تو پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر شیخ صاحب موجود ہیں تو اس کو پڑھ دیں ورنہ dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار تو move ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا پھر میرے پاس جواب موجود نہیں ہے۔ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 12/266 ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے۔ کیا اس کو بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اس کو بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 12/267 بھی انہی کی ہے۔ اس کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ ضیاء اللہ شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 12/271 پڑھی جا چکی ہے۔ وزیر قانون صاحب! اس کا جواب آیا ہے یا اسے بھی pending کر دیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس کا جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھ دیں۔

پیدائش اور اموات کے اندراج میں محکمہ صحت کی بے جا مداخلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جواب تحریک التوائے کار نمبر 271/12 محکمہ صحت حکومت پنجاب نے 14-07-2004 کا نوٹیفکیشن نمبر SO-H&D83/2001 اس لئے جاری کیا تھا کہ اندراج پیدائش کے عمل میں موجودہ خامیوں کو دور کیا جا سکے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ عموماً کچھ لوگ اپنی پیدائش کی تاریخ صحیح لکھوانے کی بجائے کافی عرصہ بعد اس کا اندراج کرواتے ہیں جس کی وجہ سے بعد میں مختلف انتظامی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس خامی کو دور کرنے کے لئے مندرجہ بالا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تاکہ تحصیلدار اپنی انکوائری کے بعد اپنی رپورٹ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کو دے گا جو کہ اس کو متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ کو بھیجے گا اور وہ اس کو نائب ناظم کو ارسال کرے گا۔ جس کا مقصد اس معاملے میں شفافیت کو برقرار رکھنا ہے تاکہ کوئی شخص اپنی تاریخ پیدائش میں ردوبدل سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تاہم محکمہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں تبدیلی کے بعد محکمہ صحت نے اس عمل کو آسان بنانے کے لئے کوششوں کا آغاز کر دیا ہے اور یہ عمل مکمل ہونے کے بعد ضروری نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا۔

جناب ضیاء اللہ شاہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ---

جناب سپیکر: نہیں، اس پر آپ کوئی بحث نہیں کر سکتے۔ اس کو سر دست ہم dispose of کرتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب سے رابطہ کر لیں۔

جناب ضیاء اللہ شاہ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کیا گیا اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 277/12 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی ہے۔

سیکرٹری خوراک کا محکمانہ پالیسی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے من پسند اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو بطور ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات کرنا

(۔۔۔جاری)

محترمہ صغیرہ اسلام: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" کے مطابق محکمہ خوراک میں بدعنوانیاں عروج پر، کروڑوں روپے کی گندم خُورد بُرد کرنے والے افسران اور ملازمین کی انکوائریوں کے خلاف سیاسی اور بااثر مافیا ڈھال بن گیا۔ عرصہ دراز سے کروڑوں روپے کی گندم خُورد بُرد کے کیسز سرد خانوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کرپٹ مافیا کا قومی خزانے کو چونا لگانے کا سلسلہ جاری ہے۔ سیکرٹری فوڈ عرفان علی اور ڈائریکٹر فوڈ ماہانہ خُورد بُرد رپورٹ کی میٹنگ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود کرپٹ مافیا کے خلاف کارروائی کرنے میں بے بس نظر آتے ہیں۔ سیاسی اثرورسوخ اور بااثر جونیئر افراد پُرکشش سیٹوں پر تعینات ہیں۔ ان میں ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ سرجیل مرزا، ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ خالد مختار گوندل ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمن شمیم جویہ شامل ہیں جو جونیئر ترین افسر ہیں۔ محکمہ خوراک میں بااثر اور سیاسی اثرورسوخ والے افراد کی پرکشش تعیناتی نے محکمہ خوراک میں کرپشن کو تقویت دی ہے جبکہ اہل افراد عدم استحکام کا شکار ہیں۔ سابق سیکرٹری عرفان الٰہی کا چہیتا اسسٹنٹ ڈائریکٹر ملک محمد حسین کھوکھر کو محکمانہ پالیسی کو نظر انداز کرتے ہوئے دس سال تک فوڈ ڈائریکٹوریٹ میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر (پرچیز) پنجاب تعینات کئے رکھا۔ سابق سیکرٹری مذکور نے ملک محمد حسین کھوکھر کو نوازتے ہوئے سابق سیکرٹری جو عرفان الٰہی سے پہلے تعینات تھے انہوں نے محمد حسین کھوکھر کی اے سی آر میں محکمہ خوراک کا مکار اور بدعنوان افسر لکھا۔ مگر عرفان الٰہی سیکرٹری فوڈ نے اے سی آر بھی کلیئر کرا دی ہے اور ریگولر ڈپٹی ڈائریکٹر بھی کنفرم کر دیا ہے۔ جس سے سینئر ترین پروموشن کے منتظر افسران کی حق تلفی ہوئی ان سے کئی افسران نے اس غیر قانونی پروموشن کے خلاف اپیل بھی دائر کی۔ محکمہ خوراک میں بدعنوانیوں میں ڈوبے افسران کروڑوں روپے کی جائیداد کے مالک بن چکے ہیں۔ ان میں ملک محمد حسین کھوکھر سرفہرست ہے۔ محکمہ خوراک کے مکار اور بدعنوان افسران کے خلاف عوام الناس میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب موجود ہے یا اسے بھی pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن افسران اور ملازمین کے خلاف انکوائریاں شروع کی گئی ہیں ان کو حکومت کی ہدایت کے مطابق تیزی سے منطقی انجام تک پہنچایا جارہا ہے۔ سال 2011 میں تقریباً 347 انکوائریاں زیر التواء تھیں جن میں سے 247 انکوائریاں مکمل کی گئی ہیں، سارے پنجاب میں مجاز اتھارٹیوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ انکوائریاں جلد از جلد مکمل کی جائیں۔ محکمہ میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ کے افسران کی کمی کی وجہ سے اہل افسران کو سنیارٹی کے حساب سے اپنے pay and scale میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ پر تعینات کیا جاتا ہے۔ اس میں جو انہوں نے خاص طور پر محمد حسین کھوکھر کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اے سی آر میں سیکرٹری خوراک نے یہ لکھا تھا کہ یہ corrupt آدمی ہے لیکن بعد میں جب اس نے ان remarks کے خلاف competent authority ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو اپیل کی تو اس میں اس کی ACR clear ہو گئی اس وجہ سے بعد میں اس کی promotion ممکن ہوئی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں not pressed لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محکمہ صحت، فوڈ اور لیبر حکام کی ملی بھگت سے شیخوپورہ میں ہوٹلوں اور ریسٹورانوں پر حفظان صحت کے اصولوں کے منافی کھانوں کی بھرمار

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 18-فروری 2012 کے مطابق شیخوپورہ شہر اور اس کے گرد و نواح میں ہوٹلوں، ریسٹوران، بیکری اور سویٹس مالکان نے محکمہ صحت، محکمہ فوڈ اور لیبر حکام کے ساتھ ملی بھگت کر کے شہریوں کو حفظان صحت کے اصولوں کے منافی کھانوں کی بھرمار مچا رکھی ہے۔ ایک سروے کے دوران شیخوپورہ 32 چوک، ریگل سینما، بانو والا چوک سول کوارٹر روڈ، میلاد چوک، چھتری چوک، غلہ منڈی، کچہری، ماچھی کے اور گرد و نواح میں ہیپاٹائٹس کے امراض میں مبتلا ملازمین کام کر رہے ہیں

جو کھانا کھانے کے لئے آنے والے گاہکوں کو کھانے کے ساتھ بیماری بھی بانٹ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عوام نے ڈی سی او شیخوپورہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ محکمہ صحت شیخوپورہ کے عرصہ دراز سے تعینات کوالٹی انسپکٹروں کو فوری طور پر ضلع بدر کرنے کے احکامات جاری کرے اور ان کی جگہ پر فرض شناس ملازمین کو ان ہوٹلوں کے روزانہ کی بنیاد پر چیکنگ کے احکامات جاری کرے۔ شیخوپورہ اور اس کے گردونواح میں قائم ہوٹلوں میں ناقص اور غیر معیاری کھانوں کی فروخت کے خلاف عوام میں سخت رد عمل پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اسے till next week pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اعجاز احمد خان ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ اسے oppose کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں نے خود اسی موضوع پر تحریک جناب کی خدمت میں پیش کی تھی اور جناب نے یہ کہہ کر اسے reject کر دیا تھا کہ یہ وفاقی معاملہ ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس کو بھی اس میں شامل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جی، وہ کہاں ہے اور اسے اس میں incorporate کر لیں۔ اس میں ان کا نام بھی لکھ لیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میں محرک سے کہوں گا کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لینے کا مطالبہ

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لیا جائے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لیا جائے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ واپس لیا جائے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

بجٹ13-2012 کے لئے ممبران سے تجاویز لینے کی غرض سے

پری بجٹ بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: میں نے pre-budget بحث کے لئے خصوصی طور پر سارے دوستوں کو بہت ٹائم دیا اور میں آج بھی اس میں تھوڑا ٹائم دینا چاہتا تھا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو حالات ہیں۔ میرے خیال میں اب اسے کل سے پھر دوبارہ دیکھیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! pre-budget پر بحث کے لئے پورا پچھلا ہفتہ دیا گیا ہے اور اس کے بعد آج کا دن بھی رکھا تھا۔ اگر کوئی ممبر اس پر بات کرنا چاہتا ہے تو کر لے یا پھر آپ تمام ممبران کو یہ کہہ دیں کہ وہ in written form اپنی تجاویز مجھے یا سیکرٹری فنانس کو دے دیں تو حکومت ان سے رہنمائی حاصل کرے گی۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اس کے بعد بدھ کو ہم قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی تو ان کی بات بھی نہیں سنی۔ یہ بات تو ٹھیک نہیں لگتی۔ کاہلوں صاحب! آپ اس بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کچھ اور کہنا چاہتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک تجویز پیش کی تھی۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بول چکے ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں ابھی نہیں بولا۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس پر بات کر لیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری ایک گزارش تو یہ ہے کہ سرگودھا میں ایک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم۔۔۔

جناب سپیکر: جو صاحبان آج pre-budget بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنی بات کر لیں ورنہ دیگر صاحبان اپنی اپنی تحریری تجاویز لاء منسٹر صاحب موجود ہیں ان کو دے دیں یا صبح وزیر زراعت ادھر ہوں گے ان کو دے دیں کیونکہ ہم نے اسے wind up کرنا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت لی ہے۔ میں پہلے بھی ایک تجویز دے چکا ہوں کہ سرگودھا میں پچھلے سال ایک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم شروع کی گئی میں نے اس وقت بھی یہ تحریری تجویز دی تھی کہ جس جگہ پر آشیانہ سکیم کو launch کیا گیا ہے وہاں already تین چار سکیمیں flop ہو چکی ہیں۔ وہ میرا حلقہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ salted area ہے جس وجہ سے وہاں کوئی سکیم کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ وہاں اس وقت جو تیرہ ساڑھے تیرہ لاکھ روپے میں ایک گھر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ آپ اس کے لئے کمیٹی بنا کر اسے چیک کرا لیں اور باقاعدہ اس کی رپورٹ لے لیں کہ کیا اس ایریا میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کامیاب ہو گی یا کوئی آدمی وہاں اس گھر کو لینے کے لئے تیار ہو گا؟ میری یہی استدعا ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں میں نے پچھلی دفعہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کی تھی لہذا اب پھر گزارش ہے کہ آپ اسے check کر لیں چونکہ یہ پیسے کا ایک بہت بڑا زیاں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ ساری بات ان کے notice میں ہے اور متعلقہ صاحبان اسے دیکھ رہے ہیں۔ اب آپ pre-budget پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو کریں نہیں تو میں کسی اور صاحب کو floor دینے لگا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ left بھی بیٹھ سکتے ہیں اور right بھی یہ آپ کی مرضی ہے۔ اگلے مقرر میاں شفیق صاحب! تشریف نہیں رکھتے، منور غوث صاحب! تشریف نہیں رکھتے، مخدوم ارتضیٰ صاحب! تشریف نہیں رکھتے، ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب! تشریف نہیں رکھتے، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں، میاں محمد شفیق آرائیں صاحب! موجود نہیں ہیں۔ جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! pre-budget discussion کا جو سلسلہ اس اسمبلی میں شروع ہوا بلاشبہ یہ بہت اچھا ہے اور اس کا credit موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔ ممبران سے بجٹ کی تیاری کے سلسلے میں تجاویز لی جاتی ہیں اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ ہماری ان تجاویز کو بجٹ میں incorporate بھی کیا جاتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ بجٹ میں سب سے زیادہ emphasis شعبہ زراعت کے اوپر ہونا چاہئے۔ زراعت کے لئے تین چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے یعنی کسی بھی فصل کے لئے زمین، بیج اور پانی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ میں زمین کو ہموار کرنے کے لئے زمینداروں کو laser Levellers مہیا کئے گئے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سکیم ہمارے بارانی علاقوں میں بھی extend کی جائے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک Laser Leveller provide کیا جائے تاکہ پانی کا ضیاع روکا جا سکے۔

جناب سپیکر: عبداللہ یوسف صاحب! آپ تیاری کریں کیونکہ اس کے بعد آپ نے تقریر کرنی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے آج کے لئے نام نہیں دیا۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آپ کو وقت دے رہے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آج کے بعد تو پھر یہ بحث wind up ہو جائے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے اس لئے مجھے وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ تقریر کر چکے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تقریر نہیں کی بلکہ میں نے اس روز معذرت کی تھی کہ آج میرا گلا خراب ہے اور ڈاکٹر نے بولنے سے منع کیا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔ ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ گرین ٹریکٹر سکیم بہت اچھی تھی لیکن اس کو discontinue کر دیا گیا ہے۔ میری تجویز ہوگی کہ آنے والے بجٹ میں اس سکیم کو دوبارہ introduce کیا جائے اور ہر یونین کونسل کے اندر belting کے ذریعے ایک گرین ٹریکٹر زمینداروں کو concession rates پر دیا جائے۔ اسی طرح دوسرے زرعی آلات پر subsidy کو continue کیا جائے تاکہ زراعت میں modern machineries کا استعمال زیادہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! تحقیق کے لئے بہت زیادہ رقم رکھی جاتی ہے اور ہر بجٹ میں دیکھا گیا ہے کہ researchکے اوپر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ آپ researchکے ساتھ ساتھ بیج importکرنے کا کوئی منصوبہ بنائیں تاکہ ہمیں اعلیٰ qualityکے بیج مہیا ہو سکیں۔

جناب سپیکر: ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ researchپر زیادہ توجہ دی جائے اور دوسری طرف بیج importکرنے کا کہہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ researchکرکے خود ہی اچھی qualityکے بیج تیار کرنے چاہئیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ researchپر بہت زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے لیکن تاحال ہمیں اچھی qualityکا کوئی بیج مہیا نہیں کیا گیا۔ خصوصی طور پر بارانی علاقوں میں گندم کا کوئی اچھا بیج نہیں دیا گیا۔ اگر ریسرچ کے بعد کوئی بیج کامیاب ہوئے ہیں تو وہ صرف نہری علاقوں کے لئے بنائے گئے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں ایک بیج کا نام بارانی بھی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ بیج بارانی انسٹیٹیوٹ چکوال نے بنائے ہیں اور وہ ناکام ہو گئے ہیں۔ ہم اپنے علاقوں میں زیادہ تر وہ بیج استعمال کرتے ہیں جو کہ نہری علاقوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اچھا بیج importکرکے زمینداروں میں مفت تقسیم کیا جائے تاکہ گندم کی پیداوار بڑھائی جا سکے۔

جناب سپیکر: نہیں، مفت بیج کوئی بھی نہیں لینا چاہتا۔ میرا خیال ہے کہ مفت والی بات اچھی نہیں ہے کیونکہ حکومت کا اس پر کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے تو اس کو پیسے لینے چاہئیں البتہ قیمت ایسی مقرر کی جائے کہ جو کاشت کار آسانی سے دے سکیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مانگنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، زمیندار مانگتے نہیں ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں پانی کا ذکر کروں گا کہ بارانی علاقوں خاص طور پر پوٹھوہار، راولپنڈی ڈویژن کے تمام اضلاع میں پانی کی شدید قلت ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ میں small damsکے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی تھی۔ میری تجویز ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کے چاروں اضلاع میں ایک ایک small damبنانے کے لئے پورے پورے funds دیئے جائیں یعنی land

acquisition سے لے کر dam کی completion تک کے پورے funds دیئے جائیں۔ میرے حلقہ انتخاب میں اس وقت تین dams مکمل ہو چکے ہیں۔ وہاں پر چونکہ زمینداروں کو compensation نہیں دی جا سکی اس وجہ سے ان dams پر کام رُکا ہوا ہے اور ان کی inquiries کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ آئندہ بجٹ میں small dams کے لئے ضرور رقم مختص کی جائے۔ ہم جتنے بھی small dams بنالیں پھر بھی یہ کالا باغ ڈیم کا نعم البدل نہیں ہو سکتے اس لئے میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ اس منصوبے کے لئے تمام صوبوں کے درمیان consensus پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے اور کالا باغ ڈیم کے لئے بھی ہمیں بجٹ میں کچھ allocation کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو اس کو preserve کرنے کے لئے ہمارے پاس مناسب storages available نہیں ہیں۔ اس وقت پنجاب کے اندر گندم کی storage capacity کو بڑھانے کی ضرورت ہے اور modern technique کے نئے silos بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح Cold Storages بھی بنانے چاہئیں اور اس حوالے سے گورنمنٹ سیکٹر میں کام کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی encourage کرنے کے لئے ہمیں کوئی سکیم لانی چاہئے تاکہ ہم اپنے Cold Storages بڑھا سکیں اور اپنی فصلوں کو preserve کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں مزید ایک دو تجاویز دے کر اپنی بات ختم کر دوں گا۔ پچھلے بجٹ میں نئی سرکاری عمارات خصوصی طور پر تھانے اور تحصیل آفس بنانے پر پابندی لگائی گئی تھی۔ میری تجویز ہے کہ اس پابندی کو ختم کیا جائے۔ ہماری تحصیل فتح جنگ اور پنڈی گھیپ کے اندر سو سو سال پرانی عمارتیں ہیں اور وہ خستہ حال ہو چکی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ایسی عمارتوں کی مرمت کے لئے آنے والے بجٹ میں funds allocate کئے جائیں۔ ہم یہاں پر جنوبی پنجاب کا بہت شور سنتے ہیں۔ میں اپنے جنوبی پنجاب کے بھائیوں سے معذرت چاہتے ہوئے عرض کروں گا کہ وہ اپنی محرومی کا جو رونا روتے ہیں وہ ان کا حق ہے لیکن ہم جو North میں رہنے والے ہیں ہماری پسماندگی بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو special package دیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اگر جنوبی پنجاب کو کوئی special package دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے وہ اضلاع جو پسماندہ ہیں ان سب کے لئے بھی special packages announce کئے جائیں اور ان کی پسماندگی کو دُور کیا جائے۔ اس کو صرف کسی ایک خطے تک محدود نہ کیا جائے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب آف ٹی ٹی سنگھ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ جتنے حضرات تشریف نہیں لائے یا انہوں نے بات نہیں کی اُن سب کا ٹائم مجھے دے دیا جائے۔ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے belong کرتا ہوں اور میرا سارا حلقہ دیہاتی ہے۔ دیہاتی حلقہ ہونے کے حوالہ سے یہاں پر بے پناہ محرومی ہے۔ یہاں پر صحت اور تعلیم کی سہولتیں کم ہیں اور خاص طور پر میرا حلقہ دو ایم این ایز کے نیچے دو تحصیلوں میں واقع ہے۔ میرے حلقہ کا کچھ حصہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں این اے۔31 میں ہے اور دوسرا حصہ تحصیل کمالیہ میں این اے۔94 میں ہے جو دریائے راوی بیلٹ ہے۔ میرے حلقہ میں دھر کھانہ قانون گوئی جنوبی پنجاب سے بھی زیادہ پسماندہ اور ترقیاتی منصوبہ جات سے محروم ہے۔ وہاں پر دس جگہیں ایسی ہیں جہاں پر پرائمری سکول نہیں ہیں لہذا دس پرائمری سکولوں کے اجراء کا منصوبہ دیا جائے۔ وہاں سے ایک تریموں سدھنائی لنک کینال گزرتی ہے جو تریموں سے نکل کر ہیڈ سدھنائی میں گرتی ہے اور وہاں سے آگے سدھنائی میلسی لنک کینال کے ذریعے سے چار اضلاع کو سیراب کرتی ہے۔ یہ نہر ضلع جھنگ اور ضلع ٹوبہ سے گزرتی ہے اور اس نہر نے اپنے ارد گرد کے دونوں اضلاع کی زمینوں کو water seepage and water logging سے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ سیکرٹری اریگیشن نے انجینئرز کا ایک کمیشن بٹھایا تھا جنھوں نے وہاں پر سروے کر کے یہ رپورٹ دی ہے کہ اس نہر کی double lining کی جائے تب یہ علاقہ بچ سکتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ آئندہ اے ڈی پی میں اس کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ اسی علاقہ میں ایک سڑک شیر شاہ سوری کے وقت کی ہے۔ پرانے وقتوں میں ان کچی سڑکوں پر لوگ پیدل، اونٹوں اور بیل گاڑیوں پر سفر کرتے تھے۔ یہ سڑک جوڑیاں نہر سے ہوتی ہوئی تریموں سدھنائی لنک کینال، حویلی لنک کینال اور دھر کھانہ ریلوے سٹیشن تک جاتی ہے، اس سڑک کی لمبائی چودہ کلو میٹر ہے لہذا اس سڑک کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ راوی بیلٹ کو راوی کے سیلاب سے روکنے کے لئے جو بند بنایا گیا ہے اُس بند کے اوپر کی سڑک بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس لئے اُس کی بھی مرمت کی جائے اور خاص طور پر اس بند پر چار ریمپ بنائے جائیں کیونکہ اس بند کے دونوں طرف بہت اچھا گنا پیدا ہوتا ہے لیکن اس گنے کو شوگر ملوں تک پہنچانے کے لئے کسانوں کو بہت زیادہ دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس بند کو ریمپ کے بغیر ٹریکٹر ٹرالی کے ذریعے کراس کرنا ناممکن ہے اور ایسا کرنے کے لئے کسانوں کو بہت زیادہ خرچہ اور بہت زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے اس لئے اس بند پر کم از کم چار ریمپ بنائے جائیں۔ اس راوی بلٹ میں بہترین قسم کی بھینسیں ہیں لیکن وہاں پر کوئی ویٹرنری ہسپتال نہیں ہے اس لئے وہاں پر ویٹرنری ہسپتال کی بھی تجویز دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ اس حوالہ سے بھی پسماندہ ضلع ہے کہ یہ ڈویژن کی ٹیل پر واقعہ ہے، کینال سسٹم کی بھی ٹیل پر واقع ہے، یہاں پر پانی کی شدید قلت رہتی ہے، یہ breakish area ہے، نیچے کا پانی کڑوا ہے جبکہ نہری پانی نہایت کم ہے۔ ہندوستان کی طرف سے دریاؤں پر قبضہ کی وجہ سے بھی نہروں میں پانی کم آ رہا ہے اور اس پانی کی distribution بھی غلط کی جا رہی ہے۔ ارسا کے چار ممبر ہوتے ہیں اور ہر صوبہ سے ایک ایک ممبر ہوتا ہے۔ صدر زرداری صاحب نے سندھ سے ارسا کا ایک اور ممبر بنا کر سارا پانی سندھ کے حوالے کر دیا ہے لیکن پھر بھی وہ لوگ چیخ و پکار کرتے رہتے ہیں حالانکہ اُن کا واٹر الاؤنس آٹھ نو کیوسک سے لے کر بیس کیوسک تک فی ہزار ایکڑ ہے جبکہ ہمارے ہاں ڈیڑھ کیوسک فی ہزار ایکڑ بھی نہیں ہے۔ میرے علاقہ کا 2.62 کیوسک فی ہزار ایکڑ پانی ہے جو کہ انتہائی کم ہے اس لئے اس پر بھی توجہ دی جائے کیونکہ پانی کی تقسیم کرنے والے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو پانی کم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! 2002 میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کو جو مالیاتی ایوارڈ دیا گیا تھا وہ بھی ایک بد دیانتی تھی، مجھے نہیں سمجھ آتی کہ وہ مالیاتی ایوارڈ کس بنیاد پر دیا گیا، اُس کے بعد آج تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کوئی ترقیاتی فنڈ نہیں ملا، ملازمین کو تنخواہیں نہیں دی جا سکیں، ترقیاتی کام رُک گئے اور اُن کے بل بھی ادا نہیں ہوئے۔ میں نے پچھلی اپنی ایک تقریر میں شور مچایا تھا تو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے یہ کہا تھا کہ ہم ابھی ایوارڈ تو نہیں دے سکتے لیکن ہم آپ کو کچھ facilitate کریں گے تو ابھی انہوں نے دواڑھائی کروڑ روپیہ بھیجا ہے وہ پیسا بھی ابھی تک اکاؤنٹس آفس میں ہے۔ اکاؤنٹس آفس والوں نے وہاں پر لوٹ سیل لگا دی ہے کہ جنہوں نے اپنے بلوں کے پیسے لینے ہیں اُن سے گیارہ فیصد سے لے کر بیس فیصد تک کٹوتی کر رہے ہیں اس طرح سے وہاں پر یہ کرپشن ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کٹوتی کا بڑا مسئلہ آ رہا ہے اور پے منٹس نہیں ہو رہی ہیں۔ ابھی وقفہ سوالات میں شیخ علاؤالدین صاحب کا ایک سوال آیا تھا کہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں اور چونیاں کی کوئی شوگر ملز ہے جو کسانوں کو ادائیگی نہیں کر رہی تو آپ اس حوالہ سے شیخ صاحب سے رابطہ کریں کیونکہ لوگ اس وجہ سے بڑے پریشان ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب جس طرف نشاندہی کر رہے ہیں اس کو بھی نوٹ کریں۔

وزیر زراعت و آبپاشی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نوٹ کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی مناسب حل ڈھونڈتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کسان کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور یہ ریڑھ کی ہڈی یقیناً تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ انگریزوں کے گزٹ میں ابھی تک لکھا ہوا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متحدہ ہندوستان کو گندم سپلائی ہوتی تھی لیکن آج وہاں پر پانی کی کمی اور breakish zone ہونے کی وجہ سے اجناس کی پیداوار انتہائی کم ہو گئی ہے۔ inputs اتنی مہنگی ہیں اور ہمارے اس ملک کا یہ المیہ ہے کہ وہی ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان میں فصلوں کے لئے کھادیں اور سپرے سپلائی کرتی ہیں اور وہی کمپنیاں بھارت میں سپلائی کرتی ہیں۔ بھارت میں ان چیزوں کی قیمتیں چار گنا تک کیوں کم ہیں اور پاکستان میں قیمتیں کیوں زیادہ ہیں؟ یہ گووفاقی معاملہ ہے۔ بھارت میں اگر کوئی ملٹی نیشنل کمپنی کھاد یا سپرے بنانا چاہتی ہے تو وہاں کی حکومت اُن کو کہتی ہے کہ تین سال کے اندر را مٹیریل ملک کے اندر پیدا کرو اور پھر اُس کی پروڈکشن کرو جبکہ پاکستان کے اندر آج تک یہ نہیں ہوا۔ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اربوں روپیہ دے کر اپنا لائسنس renew کراتی ہے اور وہ کھربوں روپیہ منافع کماتی ہیں۔ ہماری اس ریڑھ ہڈی کو سیڑھیاں بنا کر کچھ لوگ اوپر چڑھے ہیں اور اس ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دیا گیا ہے اس لئے اب یہ ریڑھ کی ہڈی نہیں رہی۔ آپ اس کو دوبارہ سے ریڑھ کی ہڈی بنانے کے لئے inputs سستی کریں یا زرعی اجناس کی قیمتیں بھی بین الاقوامی قیمتوں کے برابر مقرر کریں۔ inputs کے بارہ میں تو کہا جاتا ہے کہ ان کی بین الاقوامی قیمتیں زیادہ ہیں اور اجناس اونے پونے داموں خریدی جاتی ہیں۔ جب کاشتکار سے یہ فصل نکل جاتی ہے تو اس فصل کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ سوتیلا سلوک کیا گیا ہے اور میں اس پر بے شمار دفعہ بحث کر چکا ہوں۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ کسان محکمہ زراعت کے ساتھ منسلک ہیں اور اس کے ساتھ بھی سوتن والا سلوک کیا گیا ہے۔ میں کئی بار اپنی تقاریر میں یہ بات کر چکا ہوں کہ ان کا infrastructure بہتر کیا جائے، ان کے grades کو بہتر کیا جائے جو شخص M.Sc کر کے محکمہ زراعت میں ایگریکلچر آفیسر گریڈ 17 میں تعینات ہوتا ہے تو اسی میں ریٹائر ہو جاتا ہے۔ وہ زندگی بھر اسی گریڈ میں رہتا ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کے علاوہ brain drain بھی اسی پر ہو رہا ہے کہ لوگ پاکستان چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے بھی ان کے infrastructure کو بہتر کرنا ضروری ہے۔ میں آخر میں ایک شاعر کا نوحہ پڑھنا چاہتا ہوں جو کسانوں اور مزدوروں کے لئے ہے میں اسمبلی میں کئی دفعہ پہلے بھی پڑھ چکا ہوں اس میں راج محل اسمبلی اور پارلیمنٹ کو کہا گیا ہے کہ:

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انّی فولاد کے پنجے،
گھومتے پہیے، کڑیل باہیں
کتنے لوگ ہیں جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پیئیں اور پھول کھلائیں

جناب سپیکر! یہ کسان اور مزدور خود آگ پیتے ہیں اور دوسروں کے لئے پھول کھلاتے ہیں۔ یہ ریڑھ کی ہڈی ہیں ان کے لئے بھی خدارا بجٹ میں کچھ رکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ راناتنویر احمد ناصر صاحب!

راناتنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب جس طرح تعلیم کے شعبہ میں محنت کر رہی ہے۔ اس شعبہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کو follow کرتے ہوئے انقلابی اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔ اس میں میری تجویز ہے کہ سکولوں میں کمپیوٹر لیب بنائی گئی ہیں لیکن بعض سکولوں میں کمپیوٹر ٹیچرز نہیں ہیں وہاں کمپیوٹر ٹیچرز تعینات کئے جائیں۔ اس کے علاوہ سرکاری سکولوں میں جہاں سائنس ٹیچرز کی کمی ہے اس کمی کو دور کیا جائے۔ میرے اپنے شہر مانانوالہ میں گرلز ہائر سیکنڈری سکول ہے لیکن وہاں پر F.Sc کی classes نہیں ہو رہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر سائنس ٹیچرز نہیں ہیں، وہاں پر سائنس ٹیچرز تعینات کی جانی چاہئیں۔ اسی طرح جہاں پر ضرورت ہے وہاں پر پرائمری سکولوں کا اجراء کیا جائے، شہری علاقوں میں آبادی کے لحاظ سے کالج بنائے جائیں اور اگر وہاں پر state land available نہیں ہے تو حکومت وہاں پر land acquire کرے۔ میرے اپنے شہر مانانوالہ میں state land نہ تھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک سمری بھی approve کی لیکن وہ سرخ فیتے کی نذر ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ land acquire نہیں کر سکتی community contribute کرے تو وہاں community مزدوروں اور غریب کاشتکاروں پر مشتمل ہے وہ کروڑوں روپیہ کیسے contribute کر سکتی ہے۔ اس پالیسی کو بھی review کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! پنجاب کی based agro economy ہے لیکن چھوٹا کسان غربت کا شکار ہے۔ اس کے لئے کوئی ایسا فارمولا وضع کیا جائے جس سے اس کی مالی حالت بہتر ہو سکے۔ اس کے لئے مشرقی پنجاب کو follow کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر بنگلہ دیشی ماڈل کی بڑی بات ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بنگلہ دیشی ماڈل Technocrats کی شکل میں تو یہاں آ نہیں سکتا لیکن انہوں نے Solar Energy میں جو انقلاب برپا کیا ہے ہمیں اس کو ضرور follow کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے اور اس کے لئے جو بھی اقدامات اُٹھائے جا سکتے ہیں وہ اُٹھانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کروں گا کہ میرا حلقہ دیہاتوں پر مشتمل ہے وہاں لوگ نالیوں اور سولنگ کی demand کرتے ہیں۔ وہ PCC مانگتے ہیں اور نہ tough tiles مانگتے ہیں۔ براہ مہربانی اگلے بجٹ میں اس سلسلہ میں خطیر رقم مختص کی جائے تاکہ بچے مٹی والے راستوں کی بجائے سولنگ والے راستوں سے سکولوں میں جا سکیں اور لوگ اپنے کاروبار تک جا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ نے دو منٹ کا کہا ہے آپ کو دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا کہ حکومت پنجاب اس حوالے سے بہت زیادہ پروگرام لا رہی ہے۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جو بجٹ بننے جا رہا ہے اس میں نئے سکول تعمیر کرنے کے بجائے یا جہاں پر upgradation کی ضرورت نہیں ہے وہ سکول جو پہلے سے چل رہے ہیں یا سابقہ ادوار میں کھلے تھے جہاں پر چھت نہیں ہے، جہاں چار دیواری نہیں ہے اور اساتذہ کی کمی ہے ان کو پورا کیا جانا چاہئے۔ آپ سکول کھولتے اور بند کرتے جائیں تو یہ طریق کار مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ جب تک ہم اپنی زراعت کو بہتر نہیں کریں گے، کسان کو سہولیات نہیں دیں گے، جنس کی قیمت مقرر کرنے کے لئے کسانوں پر مشتمل Marketing Regulatory Authority بنائیں گے، تب تک کسان کی تسلی ہو سکے گی اور نہ ہی وہ آسودہ حال ہو سکے گا اور یہ ملک ترقی کر سکے گا۔ جب بھی economy پر کوئی بُرا وقت آئے گا تو انشاء اللہ امید کی جاتی ہے کہ زراعت وہ واحد

ذریعہ ہو گا جو اس ملک کی economy کو سہارا دے گا۔ اس وقت انڈسٹری اور نہ Information Technology سہارا دے سکے گی۔ اس ملک کی economy کو انشاء اللہ زراعت ہی بچا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! لائیو سٹاک کے لئے بھی پچھلے چار بجٹ میں ایسی کوئی تجویز نہیں رکھی گئی کہ جو کسانوں کو facilitate کر سکے، جس سے لوگوں میں encouragement پیدا ہو اور جس سے وہ لائیو سٹاک میں زیادہ دلچسپی لیں ایسا کوئی پروگرام نہیں رکھا گیا یعنی ابھی جو پروگرام رکھے گئے ہیں وہ زبانی جمع تفریق اور کاغذی کارروائی کی حد تک ہیں۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے سولنگ اور نالی نے ہماری جان نہیں چھوڑی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ٹھیکیدار اور انجینئرنگ ونگ آپس میں چور اور چوکیدار کی طرح ملے ہوئے ہیں۔ پاکستان جب سے بنا ہے ہر سال سولنگ اور نالی بنتی رہی ہے اور بنتی رہے گی۔ اگر چور اور چوکیدار کے باہمی گٹھ جوڑ کو ختم کرنے کا طریق کار نہیں بنایا جاتا یا کوئی third party کے لئے validation یا opinion نہیں آئے گی اور جب تک public and private partnership نہیں ہو گی اس وقت تک ہماری سولنگ اور نالی سے جان نہیں چھوٹ سکے گی۔ ہم ہر سال ایک گاؤں میں فنڈز دے کر سولنگ اور نالی بنواتے ہیں لیکن دو سال بعد وہ ختم ہو جاتی ہے۔ ہم چار سال میں ٹھیکیدار اور انجینئرنگ ونگ کو قابو نہیں کر سکے۔ یہ ایک مافیا ہے جو اِس وقت کی حکومت کو بدنام کرنے پر تُلا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں energy shortage کے حوالے سے بات کروں گا کہ جس طرح میرے فاضل ساتھی نے کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے تو میں پہلے بھی دو تین دفعہ اسی نمائندہ ایوان میں عرض کر چکا ہوں کہ سب سے feasible اور سب سے کم لاگت سے جو ڈیم اس وقت بن سکتا ہے وہ کالا باغ ڈیم ہے۔ کالا باغ ڈیم کو فوری طور پر بنانا چاہئے۔ یہ بات درست ہے کہ صوبوں کے تحفظات کو بالکل دُور کرنا چاہئے اور برادرانہ گفت و شنید، خلوص نیت اور پورے consensus کے ساتھ develop کر کے کالا باغ ڈیم پر کام کرنا چاہئے لیکن زبانی بڑھکیں یا جمع خرچ سے یہ بات نہیں چلے گی اگر اس ملک کی بہتری کے لئے سوچنا ہے تو کالا باغ ڈیم اس بہتری کے لئے پہلا قدم ہو گا۔ میں حکومت پنجاب کے بجٹ بنانے والوں سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ چھوٹے چھوٹے ڈیم energy shortage کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اسی طرح بائیو گیس کے projects پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ جو پانی ضائع ہوتا ہے، سیلاب کی وجہ سے تباہی ہوتی ہے، کسانوں کو پانی نہیں ملتا یا پانی کا level نیچے جا رہا ہے ان سب کی بہتری کے لئے چھوٹے ڈیم بنانے بہت ضروری ہیں اگر یہ ڈیم نہ بنائے اور energy shortage پر

ایک بھی positive قدم نہ اٹھایا تو میں یہ بات دعوے سے کرتا ہوں کہ وہ دن دُور نہیں جب یہ ملک اندھیروں میں ڈوب جائے گا لہذا ہمیں آج ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور energy shortage کے لئے چھوٹے ڈیم بنانے کی طرف ایک مثبت قدم اٹھانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں امن عامہ کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہم سڑکیں بنادیں، سولنگ بنادیں اور ہسپتال وغیرہ بنوادیں مگر جب تک کسی شخص کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں تب تک اس معاشرے میں ترقی ہو سکتی ہے اور نہ خوشحالی آسکتی ہے۔ اگر ایک شخص کے جان و مال ہی محفوظ نہیں ہیں تو لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال میں بہتری کے لئے ایک مخصوص رقم رکھ کر بہتر منصوبے بنانے چاہئیں کیونکہ اس وقت پولیس کا نظام بہت بگڑ چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھانہ کلچر خدمات کا ایک ذریعہ تھا مگر اس وقت ایک شریف آدمی تھانے کے اندر جانے سے بھی گھبراتا ہے لہذا اس کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے پولیس میں اصلاحات اور لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے ایک جامع پروگرام شروع کرنا چاہئے اور موجودہ بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھ کر اس کی بہتری کے لئے کام کرنا چاہئے۔ لاء اینڈ آرڈر بہتر ہونے سے ہی تمام سہولتوں کا فائدہ ہے لیکن اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے تو یقین کریں کہ ہسپتال، سڑکیں، عمارتیں اور تعلیم کے projects دوسری priority پر چلے جاتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بجٹ کے لئے تجاویز مانگی گئی ہیں۔ میں مختصراً یہی کہوں گا کہ زراعت ہمارے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سے پہلے میں ملک صاحب کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہوں گا کہ انہوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کے لوگ رونا روتے ہیں مگر میں ان سے اور تمام اَپر پنجاب والوں سے یہ کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب والے رونا نہیں روتے بلکہ وہ اپنا حق مانگتے ہیں اس لئے اَپر پنجاب والے رونے والا لفظ kindly استعمال نہ کریں کیونکہ اس سے بہت بڑا انتشار پھیلے گا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ منڈا صاحب نے ابھی بائیو گیس پلانٹس کے لئے کہا ہے حقیقت میں بہت اچھی تجویز دی ہے۔ محکمہ خزانہ کو چاہئے کہ ہر بڑے گاؤں میں subsidy دے کر بائیو گیس پلانٹ کو کامیاب کرے تاکہ جو دیہات وفاق سے گیس مانگ رہے ہیں اس کی ضرورت ہی نہ پڑے کیونکہ گیس کا substitute بائیو گیس ہے۔ صادق آباد میں ایتھانول پلانٹ ہے وہ بائیو گیس سے چلتا ہے پھر اُس سے

اپنی generation پیدا کرتا ہے پھر generation سے وہ اپنا پلانٹ چالو کرتا ہے اس لئے جتنا جلد ہو سکتا ہے اس کو develop کر کے کامیاب کرائیں۔ میں نے پچھلی مرتبہ اپنی تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ بائیو گیس کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے تین چیزیں seed, pesticide اور fertilizer بڑی اہم ہیں۔ ان تینوں کی production اور check and balance رکھنے کے لئے کمیٹی کے لئے ہمیں بجٹ رکھنا چاہئے جس کا سربراہ متعلقہ محکمہ کا سیکرٹری، ساتھ عوامی نمائندہ اور اس محکمہ کا ایک ٹیکنیکل بندہ بھی ہونا چاہئے یعنی seed, fertilizer and pesticides کا متعلقہ ٹیکنیکل بندہ ہو تاکہ صحیح کنٹرول ہو سکے۔ اسی طرح pharmaceuticals یا ادویات کے متعلق بھی ہمیں سوچنا پڑے گا جس میں شاید economist بھی ساتھ دیں کیونکہ آئے دن ہمارے ڈاکٹروں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس کرتے وقت لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ پرائیویٹ پریکٹس پر جو الزام ہے اس حوالے سے ہم ایسا کریں کہ اپنے بجٹ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کو ڈیڑھ لاکھ روپے تنخواہ سے start دیں اور پروفیسر کو دو لاکھ روپے سے start دے کر پابند کر دیں کہ وہ پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں اور earning hand اپنی تنخواہ سے لے لیں تاکہ باہر جا کر وہ پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں جس سے وہ بدنام بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح آبپاشی کے حوالے سے ملک صاحب نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں کہ شمالی علاقہ سے لے کر چشمہ تک ہمارے پاس اتنی جگہیں ہیں کہ ہم چھوٹے ڈیم بنا سکتے ہیں جن سے ہم power generate بھی کر سکتے ہیں اور water storage کا کام بھی ہو سکتا ہے لہذا اس پر بھی توجہ دیتے ہوئے بجٹ رکھنا چاہئے۔ ویسے تین چار چھوٹے ڈیم میجر جاوید مجید کے زمانے سے under construction ہیں لیکن ہمیں مزید بھی بنانے چاہئیں جن سے کم از کم ہماری آبپاشی کی shortage پوری ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، حفیظ اختر چودھری صاحب!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گزارش تو سب ہی کرتے ہیں کہ کاشتکار ریڑھ کی ہڈی ہیں لیکن ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کرنے کے لئے میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایک دن inputs یعنی

کھادیں اور سپرے پر بحث کے لئے مختص کر دیں اور ایک دن کالا باغ ڈیم پر مختص کر دیں۔ ان سب پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے تاکہ اس کے بننے بنانے کا پتا چلے کیونکہ یہ قومی مفاد میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں سوچیں گے۔ حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے اس پری بجٹ بحث میں بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جب سے یہ پاکستان معرض وجود میں آیا اُس وقت سے لے کر اب تک سب سے زیادہ بجٹ تعلیم اور صحت پر خرچ کیا جا رہا ہے لیکن اگر ہم آج بھی دیکھیں تو ہمارے دیہاتی علاقوں میں تعلیم کا وہ معیار نہیں ہے جو شہروں میں ہے۔ میری مختصراً یہ تجویز ہے کہ ہمیں خاص طور پر دیہاتوں میں بچیوں کی تعلیم پر پوری توجہ دینی چاہئے تاکہ جو بچیاں دُور دراز سفر کر کے اپنی تعلیم مکمل کرتی ہیں جس کی وجہ سے تعلیم کے لئے ان کے گھر والے انہیں باہر نہیں بھیجتے تاکہ اس کے ہائی سکول اور مڈل سکول کا اس طرح نیٹ ورک ہو کہ کسی بچی کو آدھے یا ایک کلو میٹر سے زیادہ سفر نہ کرنا پڑے اور اس کا feeding area بھی پورا کیا جائے۔ بچے کی سب سے پہلی درس گاہ اس کے والدین ہیں، اگر ماں باپ پڑھے لکھے ہوں گے اور ان میں awareness ہو گی تو وہ اپنے بچوں کو اچھی تربیت دے سکیں گے جس کی وجہ سے آج ہمارے معاشرے میں موجود برائیوں کا خاتمہ ہو سکے گا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اب بھی ہمارے دیہات میں بہت سی missing facilities ہیں، بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں پر صرف ایک School Teacher ہے لہذا ہمارے دیہاتوں میں ایسے سکولوں کے لئے بجٹ میں ایک خاص رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت بہت کم ہے اس لئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ میرا area ساہیوال میں ہڑپہ ہے جو تاریخ میں آثار قدیمہ کے لحاظ سے بہت ہی اہم ترین area ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد تمام اختیارات اب پنجاب کے پاس آ گئے ہیں یعنی صوبوں کے پاس آ گئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ آثار قدیمہ جو 3500 قبل مسیح، موہن جودڑو اور ٹیکسلا سے بھی پرانا ہے لیکن آج بھی اس کی کوئی چار دیواری نہیں ہے، وہاں پر display کرنے کے لئے بلڈنگ نہیں ہے اور جو display اس وقت ہوا ہے اس سے زیادہ سامان اب بھی سٹور میں پڑا ہے اور اس کی کھدائی صرف اب تک 15 فیصد مکمل ہوئی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آثار قدیمہ کے ہڑپہ کا ذکر آپ نے بھی کتابوں میں پڑھا ہو گا لیکن شاید دیکھنے کا موقع آپ کو ملا ہے یا نہیں لیکن گزارش ضرور کروں گا کہ اس کے لئے خاص رقم بجٹ میں مختص کی جائے تاکہ اسے ignore نہ کیا جائے بلکہ اس پر خاص توجہ کی جائے۔

جناب سپیکر! آپ بھی زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ایوان میں ہمارے معزز ممبران میں سے 99 فیصد زراعت پیشہ ہیں۔ ہم مانتے بھی ہیں اور تسلیم بھی کرتے ہیں کہ زراعت ہماری economy میں 60 فیصد role play کرتی ہے، ہمارے جی ڈی پی میں سب سے زیادہ role زراعت کا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم نے اپنی زراعت پر کبھی بھی توجہ نہیں دی۔ میں گزارش کروں گا کہ صرف ایک بجٹ میں زراعت پر توجہ دے لیں تو آپ کو یہ جتنا return کرے گا اور جتنا pay کرے گا اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں گزارش کروں کہ اگر کھاریاں سے لے کر کراچی تک کا یہ 1500 کلو میٹر کا سفر ہم طے کریں تو ہمارا یہ ایک بڑا ہی levelled, planned اور fertile area ہے اور اگر کھاریاں سے اوپر چلے جائیں تو اتنے ہی کلو میٹر کا فاصلہ ہمارے پاس پہاڑی area ہے، ہمارے پاس coastal area ہے، ہمارے پاس چاروں موسم ہیں جن سے ہم مستفید ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارا کشکول نہیں ٹوٹا اور ہم دوسرے ممالک کی طرف امداد کے منتظر رہتے ہیں۔ آج میں اس ایوان میں دعوے کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنی زراعت پر توجہ دے لیں تو یہ ہمارا ملک ایک بہترین کردار ادا کرے گا اور پوری دنیا میں اپنی پیداوار کی وجہ سے ایک تہلکہ مچا دے گا۔ 10-2009 کے بجٹ میں جب ہم نے cold storage کے لئے فنڈز رکھے، ائرپورٹ پر ہم نے اسے facilitate کیا لیکن اس کے پورے infrastructure کو ہم نے complete نہیں کیا، ہم نے export zone نہیں بنایا اور اس وقت ہم نے tunnel farming پر farmer کو بہت پیسے دیئے اور اس tunnel farming کو ہم نے promote کیا لیکن کیا فائدہ کہ وہ ہماری لوکل مارکیٹ میں ہی آکر فروخت ہوتا رہا اور اس کی export میں کوئی کردار ادا نہیں کیا، ہم نے vegetable export zone بنایا، fruit export zone بنایا اور نہ ہی ہم نے rice export zone بنایا۔ یہ ہماری ایسی valuable چیزیں ہیں جن پر ہم دنیا سے ایک بہت بڑا foreign exchange کما سکتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان تمام infrastructures کو مکمل کرنے کے بعد اس کے لئے خاص فنڈز allocate کئے جائیں تاکہ ہم زراعت کو ترقی دے سکیں۔ آج بھی ہمارا market system صحیح نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمارے کسان اور ہمارے end consumer خریدنے والے دونوں پسے ہوئے ہیں اور یہ middleman ہی سارا کچھ لے جاتا ہے۔ آج میں آپ کو ایک بڑی دلچسپ بات بتاتا ہوں کہ ہمارا لائیو سٹاک اس وقت دنیا میں جانوروں کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے اور دودھ کی پیداوار میں بھی ہمارا ملک دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے لیکن اگر ہم number of animals پر اسے divide کریں تو شاید ہم بہت پیچھے چلے

جاتے ہیں اور اس پر ہی ہم اگر توجہ دے لیں کیونکہ آج ہم دوسرے ممالک کی طرف دیکھیں تو بہت سے ایسے ممالک ہیں جن کا صرف لائیو سٹاک اور ڈیری مصنوعات پر ہی economy depend کرتی ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ لائیو سٹاک میں ان تمام چیزوں کے اوپر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت میرے بھائی نے Laser Levelling کی جو بات کی تو اس Laser Levelling کا پنجاب میں اتنا فائدہ ہوا کہ ہمارے اس وقت پانی کے وسائل کم ہو رہے تھے اور ان وسائل کا alternate یہ تھا کہ ہم نے Laser Levelling سے zero level کیا اور جو پانی ہمارا ایک دفعہ تین ایکڑ انچ لگتا تھا وہ ایک ایکڑ انچ رہ گیا۔ اس کے بعد ہم نے advance technology میں high efficiency میں بھی بہت کام کیا لیکن ابھی تک ہمارا کسان اس high efficiency پر shift نہیں ہو رہا تو میں گزارش کروں گا کہ اس high efficiency کے پراجیکٹ کو promote کیا جائے تاکہ ہمارے limited resources میں اضافہ ہو سکے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور ایک شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

اپنے وطن کی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مر مر پر چلو گے تو پھسل جاؤ گے
شکریہ

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم کی بات ہوئی ہے تو میں اپنے ساتھیوں کو تھوڑا سا clear کر دوں کہ ملک صاحب بھی تھے اور آپ بھی تھے کہ last time پورے پاکستان کی اپوزیشن نے مل کر یہاں پنجاب اسمبلی میں میرے خیال میں تین دن کا سیشن کیا تھا جس کی آخری conclusions یہ تھیں اور سندھ والے یہ مان کر گئے تھے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے اور بنے گا لیکن صرف اس میں مسئلہ یہ ہے سارے clear کر لیں اور پریس بھی سن رہا ہے کہ سندھ والے یہ کہہ رہے تھے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے جو ہماری بھی ضرورت ہے اور آپ کی ضرورت بھی ہے لیکن وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ "ہمارے حصے کا پانی نہ کاٹیں" میں یہ سب کو clear کر دوں کہ یہ بات ہے۔

جناب سپیکر: اس کی assurance دلائیں گے اور آپ یہ assurance نہیں دلوائیں۔ جی، جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! زراعت پر کافی سیر حاصل بحث ہو چکی ہے لیکن اس پر جتنی بھی بحث کی جائے وہ کم ہے جبکہ بحث کی بجائے اس پر عملی اقدامات اٹھانا بہت ضروری ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آپ کا ملک جب آزاد ہوا پاکستان بنا اور ہندوستان بنا تو انگریزوں نے جاتے وقت یہ کہا۔۔۔

جناب سپیکر: ہندوستان نیا تو نہیں بنا بلکہ وہ تو پرانا بنا ہوا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! پاکستان بنا اور بھارت بھی علیحدہ ہوا تو اس وقت انگریزوں نے جاتے ہوئے یہ کہا کہ پنجاب سونے کی چڑیا ہے اور اس لئے کہا کہ پنجاب وہ علاقہ ہے جس کی مٹی بڑی زرخیز ہے لیکن ہم نے آج تک اس سے استفادہ نہیں کیا۔ میں بتاتا ہوں کہ کیوں نہیں کیا کیونکہ پنجاب میں جگہ جگہ زمینیں بے آباد پڑی ہیں اور اتنی بے آباد پڑی ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ آپ کے پنجاب کا ایک تہائی حصہ بے آباد ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھادیا جائے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! پنجاب کا ایک تہائی حصہ بے آباد ہے اور آپ کا ہمسایہ بھارتی پنجاب جسے مشرقی پنجاب کہتے ہیں۔ انہوں نے چپہ چپہ آباد کیا ہے۔ ایک ارب آبادی والا ملک ایکسپورٹ کرتا ہے اور ہم بعض اوقات کھانے پینے کی چیزیں گندم بھی امپورٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایک ارب بیس کروڑ۔

ملک جلال الدین ڈھکو: چلیں 20 کروڑ کر لیں۔ وہ ایکسپورٹ کرتا ہے اور ہم کسی سال امپورٹ کرتے ہیں کسی سال ایکسپورٹ کرتے ہیں یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ اس ضمن میں، میں ایک دو گزارشات کروں گا کہ یہاں کالا باغ ڈیم کی بڑی لمبی چوڑی بات ہو رہی تھی۔ پانی کے بغیر زراعت ناممکن ہے۔ کالا باغ ڈیم پر ہم نے 1985 سے لے کر آج تک اس ایوان میں اتنی باتیں کیں اور قرارداد بھی unanimously پاس ہوئی لیکن اس پر عمل نہ ہوا کہ نوشہرہ ڈوب جائے گا۔ نوشہرہ کو بچاتے بچاتے وہ اس دفعہ ڈوب بھی گیا۔ کالا باغ ڈیم کی بجائے، اول تو کالا باغ ڈیم بڑا ہی ضروری ہے کیونکہ اس ملک کو آباد کرنے کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہے۔ بے آباد زمینوں کو آباد کرنا ضروری ہے تاکہ اس ملک کے

مسائل جس کو ہم بار بار ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں اور یہ ریڑھ کی ہڈی اب تو ٹوٹ چکی ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم اور چھوٹے چھوٹے ڈیم بن جائیں تو اس ہڈی کو شاید ٹانکا لگ جائے۔ جس طرح منڈا صاحب اور دوسرے دوستوں نے بھی کہا کہ ڈیم بنانے ضروری ہیں تاکہ اس ملک کے لوگ سکھ کا سانس لے سکیں۔ آپ بنکوں میں جا کر دیکھیں تمام کسان مقروض ہیں شاید ہی کوئی بچا ہو۔ مقروض کسان کیسے کاشتکاری کر سکتا ہے؟ ہر سال وہ بنکوں سے قرضہ لے کر اپنی کاشتکاری چلاتا ہے جو اس سے نہیں چلتی۔ انڈیا نے یہ کیا کہ انہوں نے زون بنائے ہوئے ہیں۔ ایک زون چھ ضلعوں تک گندم اور چاول کاشت کرتا ہے۔ دوسرا زون چھ ضلعوں تک کماد کا ہے، تیسرا زون چھ ضلعوں تک آلو اور مکئی کا ہے۔ ہم آج تک اس بات پر اتفاق ہی نہیں کر سکے کہ ایک آدمی کے پاس ایک مربع زمین ہے وہ اس میں آٹھ چیزیں کاشت کرتا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہے؟ میں ایک گزارش کروں گا کہ خدارا بجٹ میں اس دفعہ زراعت کے لئے زیادہ بجٹ رکھیں تاکہ اس ریڑھ کی ہڈی کو آباد کیا جاسکے، تاکہ آپ کا ملک بچ سکے، آپ کی economy بچ سکے، آپ کی ایکسپورٹ ہو سکے اور آپ کا ملک خوشحال ہو سکے۔ ہمیں -/100 روپے ملتا ہے تو ہم -/20 روپے زراعت پر رکھ دیتے ہیں، -/15 روپے تعلیم پر رکھ دیتے ہیں، -/15 روپے ہیلتھ پر رکھ دیتے ہیں، -/10 روپے کسی اور پر رکھ دیتے ہیں اور -/10 روپے لاء اینڈ آرڈر پر رکھ دیتے ہیں۔ خدارا زراعت کو اہمیت دیں، کیونکہ زراعت ہو گی تو اس ملک کو فائدہ ہو گا۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ دہقاں کو ہی روزی میسر نہ ہو، جب ملک کو ہی روزی میسر نہ ہو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ شعر کو جا کر پڑھیں جو آپ نے پڑھا ہے۔ اس کو پھر ایک دفعہ اچھی طرح پڑھنا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: اس کو دوبارہ پڑھوں؟

جناب سپیکر: نہیں، اب نہیں۔ آپ جلدی بات ختم کریں کیونکہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! ٹائم ذرا بڑھا دیں یا پھر مجھے نہ ہی بلاتے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب ٹائم نہیں بڑھایا جائے گا۔ آپ تو سارا دن پھر پھرا کر آ گئے ہیں میں صبح سے یہاں بیٹھا ہوں، ذرا خیال کریں۔ جی، ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! اسمبلی میں تھوڑے لوگ بیٹھے ہیں آپ دس منٹ تک ٹائم بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، دس منٹ نہیں صرف ایک منٹ رہ گیا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! آپ اریگیشن کو ٹھیک کریں، ڈیم بنائیں، اس ملک کی بے آباد زمینوں کو آباد کریں اور اس پر زیادہ بجٹ مختص کریں۔ کیونکہ یہ زرعی ملک ہے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش ہی نہیں ہے۔ میں تعلیم کے بارے میں یہ کہوں گا کہ تعلیم ہمارے صوبہ میں، ہمارے ملک میں۔۔

جناب سپیکر: بہت ضروری ہے۔ (قہقہہ)

ملک جلال الدین ڈھکو: جب پاکستان بنا تھا اس وقت 27 فیصد شرح تعلیم تھی اور اب زیادہ سے زیادہ 45 فیصد کر لیں اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جب ترکی آزاد ہوا تو کمال اتاترک کو لوگوں نے کہا کہ سکول نہیں ہیں، بلڈنگ نہیں ہیں، بچوں کو کہاں بٹھائیں؟ اس نے کہا کہ تعلیم حاصل کرو۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: اس نے کہا کہ درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھو اور لوگوں میں trend پیدا کرو کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں۔ آپ اگر تعلیم کی شرح زیادہ کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے تعلیم پر بجٹ رکھیں۔ ہمیں سکولوں اور نئی بلڈنگوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو سکول بنے ہوئے ہیں وہاں اساتذہ کی کمی ہے وہاں اساتذہ پورے کریں۔ لوگوں کو motivate کریں کہ وہ اپنے بچوں کو سکول میں لائیں۔ استاد تو یہ کرتے ہیں کہ۔۔

جناب سپیکر: لوگوں کو motivate تو آپ نے کرنا ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: میری گزارش یہ ہے کہ جو سکول ٹیچر اپنے گھر کے نزدیک پڑھائے گا وہ اچھا نہیں پڑھائے گا بلکہ وہ بچوں سے اپنا کام کاج لے گا۔ یہ دیہاتوں کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی اور اچھی تجویز دیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! تجویز یہ ہے کہ کم از کم وہ ٹیچر اپنے علاقہ کے سکول میں نہ رہے بلکہ کسی دوسرے سکول میں جائے۔ میں نے کئی دفعہ یہ کہا ہے کہ سکول ٹیچر جس گاؤں کا رہنے والا ہے وہ اُس گاؤں میں کم از کم نہ رہے کسی دوسری جگہ رہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس مورخہ 6- مارچ 2012 بروز منگل صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شاہ ثانی اے
متھے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

سبحان اللہ ماا جملک
ما احسناک ماا کملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی نہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں بڑی اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، بالکل نہیں۔جب تک وقفہ سوالات ختم نہیں ہوتا اس وقت تک پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔میں آپ کو وقفہ سوالات کے بعد اجازت دوں گا۔ایڈوائزری کمیٹی کا یہ متفقہ فیصلہ ہے اس لئے اس فیصلے کو violate کرنے کی کوشش نہ کریں۔وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے اور آج پہلا سوال چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4009، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے چودھری محمد اسداللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں پختہ کھالوں کی تعمیر کی تفصیلات

*4009: چودھری محمد اسداللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 07-2006 میں صوبہ پنجاب میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے وفاق اور پنجاب کی طرف سے کتنی کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کیا مذکورہ رقم ہر ضلع میں کھالاجات کے تعمیری پلان کے مطابق تقسیم کی گئی تھی اگر ہاں تو اس کا تناسب کیا ہے، ضلع وار رقم کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے کھالاجات تعمیر ہوئے ضلع وار تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مالی سال 07۔2006 میں صوبہ پنجاب میں کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے وفاقی حکومت نے قومی پروگرام برائے اصلاح کھالا جات (NPIW) کی مد میں 3790.68 ملین روپے اور حکومت پنجاب نے مبلغ 780.75 ملین روپے کی رقم فراہم کی۔

(ب) مذکورہ رقم ہر ضلع میں کھالا جات کے منظور شدہ تعمیری پلان کے مطابق ہی تقسیم کی گئی تھی۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران کل 5 ہزار 4 کھالا جات تعمیر کئے گئے جن میں 3,923 نہری کھالا جات اور 1,081 بارانی سکیم میں شامل ہیں ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "مذکورہ رقم ہر ضلع میں کھالا جات کے منظور شدہ تعمیری پلان کے مطابق ہی تقسیم کی گئی تھی" تو یہ تعمیری پلان کیسے بناتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تعمیری پلان سے مراد یہ ہے کہ ہر ضلع میں اس کی requirement دیکھی گئی ہے کہ کتنے کھالا جات وہاں پر موجود ہیں، ان میں سے کتنے کھالا جات کو پختہ کرنے کی ضرورت ہے اور کتنے لوگ کھالے پختہ کرانے کے لئے willing ہیں۔ ہر ضلع کا علیحدہ پلان بنایا گیا ہے اور اس وقت میرے پاس تمام اضلاع کی فہرست موجود ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پچھلے سال World Bank کی ایک رپورٹ آئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ہم جتنے بھی کھالا جات تعمیر کرتے ہیں اس کے جو SOPs بنائے گئے وہ ہمارے اس ماحول کے مطابق suit نہیں کرتے۔ اتنے پیسے خرچ کرنے کے باوجود بھی ان کھالا جات کی life ایک سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اس رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ اس کے material اور اس کی construction کے SOPs کو تبدیل کیا جائے۔ کیا construction کے حوالے سے SOPs اور material کو انہوں نے تبدیل کیا ہے یا اس کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سال 04-2003 میں National Programme for Improvement of Watercourses کا ایک منصوبہ بنایا گیا اور سال 05-2004 میں اس کی

funding شروع ہوئی تھی۔اس منصوبے کے اندر ساری چیزیں طے شدہ ہیں۔اس میں material اور labour کاشتکار نے فراہم کرنی ہوتی ہے اور جہاں کھال پختہ کرنا ہوتا ہے اس گاؤں کی ایک Water Users Association بنتی ہے۔کاشتکاروں نے material فراہم کرنا ہوتا ہے اور اس کی جتنی بھی لاگت بنتی ہے محکمہ اس کو pay کرتا ہے۔وہاں پر bank account کھولا جاتا ہے اور اس میں رقم جمع کرائی جاتی ہے۔اس وقت جو قیمت prevail کر رہی ہو گی اسی کے مطابق ادائیگی ہو گی۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر! World Bank کی جو رپورٹ آئی تھی اس کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ کاشتکار جو material فراہم کرتے ہیں اس میں ان کا کوئی standard set نہیں ہے۔ہر سال انہی کھالا جات پر بار بار پیسے لگائے جاتے ہیں۔اس رپورٹ میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر یہ حکومت اس میں بیس یا پچیس فیصد پیسے زیادہ لگا دے اور کاشتکار کے ذمے material نہ لگایا جائے تو پھر ان کھالا جات کو بیس سے پچیس سال تک کچھ نہیں ہو گا۔اس کے بعد دو تین مرتبہ اس پر debate ہوئی ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ جب آپ material کی supply کاشتکار کے ذمے ڈال دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا standard اچھا نہیں ہو گا اور آپ کو وہی کھالا جات بار بار repair کرنے پڑیں گے۔سال 2003-04 کے اندر انہوں نے جو standards set کئے تھے اس کو تبدیل کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی تھی تو کیا اس کی تبدیلی کا کوئی ارادہ ہے یا اسی طرح ہم بار بار انہی نالوں اور drains پر پیسے لگاتے رہیں گے؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!اصلاح آبپاشی کے پروگرام ہر سال نہیں بنائے جاتے بلکہ ایک دفعہ کوئی کھالا بنایا جاتا ہے تو پھر اس کے بعد اس کی repair and maintenance اس گاؤں والوں کے ذمہ ہوتی ہے۔جہاں پر sweet water ہے وہاں پر 15 فیصد کھالا جات بنائے جاتے ہیں اور جہاں پر brackish water ہے وہاں پر ٹوٹل کھالا جات کی 30 فیصد لمبائی کی improvement کی جاتی ہے۔ہر سال بار بار وہی کھالا جات نہیں بنائے جاتے اور اس سکیم کے تحت جو کھالا جات بنائے گئے ہیں ان کو میں نے دیکھا ہے وہ بالکل ٹھیک چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق:جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر 4877،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اجناس کے نئے بیجوں کی تعداد و تفصیل

*4877: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے سال 2008 کے دوران کتنے اور کس کس اجناس کے نئے بیجوں کی دریافت کی؟

(ب) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے سال 2009 کے دوران کتنے اور کس کس اجناس کے نئے بیج دریافت کر کے کسانوں کو فراہم کئے جو پیداوار میں اضافے کا سبب بنے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن نئے بیجوں کو دریافت نہیں کرتی بلکہ نئے بیجوں کی پنجاب سیڈ کونسل سے منظوری کے لئے اقدامات کرتی ہے۔ تمام فصلات کے بیجوں کی نئی اقسام دریافت کرنا پنجاب حکومت کے زرعی تحقیقاتی اداروں کا کام ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن نئے بیج دریافت نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں لکھا گیا ہے کہ "تمام فصلات کے بیجوں کی نئی اقسام دریافت کرنا پنجاب حکومت کے زرعی تحقیقاتی اداروں کا کام ہے" تو میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو زرعی تحقیقاتی ادارے ہیں کیا وہ محکمہ زراعت کے ماتحت نہیں ہیں اگر وہ پنجاب حکومت کے ماتحت ہیں تو پھر انہوں نے یہ جواب کیوں نہیں دیا، صرف اسی پر اکتفا کیوں کیا کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن نئے بیج دریافت نہیں کرتی؟

جناب سپیکر: یقیناً ہیں۔ منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سب اداروں کا mandate علیحدہ علیحدہ ہے۔ یہ تمام شعبے ایک umbrella محکمہ زراعت کے تحت کام کرتے ہیں۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن ایک autonomous body ہے لیکن یہ محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت ہے۔ اسی طرح تحقیق کے دوسرے ادارے بھی حکومت پنجاب ماتحت ہیں۔ ان کا کام مختلف فصلات کے بیجوں کی نئی اقسام

دریافت کرنا ہے۔ تحقیق کے اداروں کا کام ایسی اقسام تیار کرنا ہوتا ہے جو کہ resistant ہوں، جو پانی کم لیتی ہوں اور جو بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہوں۔ پرانی اقسام وقت کے ساتھ ساتھ discard ہو جاتی ہیں اس لئے بہتر پیداوار والی، موسمی اثرات کو برداشت کرنے والی اور قوت مدافعت رکھنے والی نئی اقسام دریافت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ نئی اقسام دریافت کرنا تحقیق کے اداروں کا کام ہے اور وہ محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت ہیں۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن ایک علیحدہ ونگ ہے اس کے ذمہ یہ کام ہے کہ فصلات کی جو نئی اقسام پنجاب سیڈ کونسل سے منظور ہوتی ہیں، ان کی approval ہو جاتی ہے تو ان کی دو سال تک سیڈ فارم میں کاشت کی جاتی ہے۔ breeder کی پیداوار اور quantity تھوڑی ہوتی ہے اس لئے نئی فصل کے بیج کی کاشت سیڈ فارموں پر کی جاتی ہے اور وہاں پر اس کو multiply کر کے، pre-basic seed کو multiply کر کے basic seed بنایا جاتا ہے اور جب یہ زیادہ quantity میں بنتا ہے تو پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذریعے کاشتکاروں میں تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ فی ایکڑ پیداوار بڑھ سکے۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! سچی بات ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آیا کہ کیا جواب ملا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا زرعی تحقیقاتی ادارے محکمہ زراعت کے ماتحت نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بیجوں کو دریافت کرنا پنجاب سیڈ کارپوریشن کا مینڈیٹ نہیں ہے۔ اس کارپوریشن نے کسان کو بیج بیچنے ہوتے ہیں۔ محکمہ زراعت کے تحقیقاتی ادارے بیج کی نئی اقسام تیار کر کے پنجاب سیڈ کارپوریشن کو دیتے ہیں اور اُس کے بعد یہ کارپوریشن کسانوں کو یہ بیج فراہم کرتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وزیر زراعت نے technical grounds پر اس سوال کا جواب دینا مناسب کیوں نہیں سمجھا؟ میں نے کل بھی کہا تھا کہ ریسرچ والے کچھ نہیں کرتے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کوئی نیا بیج دریافت نہیں کیا۔ اگر ان کے پاس انفارمیشن ہے تو انہیں یہاں پر بتا دینا چاہئے کہ اس پیریڈ کے اندر کتنے نئے بیج دریافت ہوئے اور انہوں نے اس سوال کو technical grounds کے اوپر بلڈوز کر دیا ہے کہ سیڈ کارپوریشن نئے بیج دریافت نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد نے سیڈ کی 51 نئی اقسام تیار کی ہیں۔ میں ان میں سے گندم کے بیج کی نئی اقسام بتا سکتا ہوں، اُس میں لاثانی 2008 ہے، فیصل آباد 2008 ہے۔ اس کے علاوہ کپاس کے بیج کی نئی اقسام کی لسٹ میرے پاس موجود ہے، اسی طریقے سے چاول کے بیج کی نئی اقسام تیار کی گئی ہیں۔ اس ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ماتحت ساہیوال، سرگودھا، ملتان اور بہاولپور میں زرعی ریسرچ ادارے ہیں، ان اداروں نے ریسرچ کر کے بیجوں کی 51 نئی اقسام تیار کی ہیں۔ پچھلے دور حکومت میں 49 نئی اقسام کی منظوری دی گئی تھی اور اس دور حکومت میں پنجاب سیڈ کونسل سے 81 نئی اقسام کی منظوری دی گئی ہے اور 51 نئی اقسام تیار کی گئی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! حکومت کا زرعی تحقیقاتی ادارہ اگر درست کام کر رہا ہے اور ان بیجوں کا رزلٹ بھی اچھا ہے تو پھر امریکہ کی کمپنی منسنٹو کو کیوں monopoly حاصل ہے؟ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں مارکیٹ میں اپنے بیج لاتی ہیں اور یہاں پر جتنے زمیندار ہیں وہ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ ان بیجوں سے پیدا ہونے والی فصل کو کوئی نہ کوئی مسئلہ بن جاتا ہے، پیداوار کم ہوتی ہے یا سُنڈی پڑ جاتی ہے اور پھر باہر سے انہی کمپنیوں کی دوائیاں منگوانی پڑتی ہیں۔ اگر ہمارے تحقیقاتی ادارے اتنا اچھا کام کر رہے ہیں تو پھر اس کمپنی کی اجارہ داری کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر منسنٹو کی کوئی اجارہ داری نہیں ہے۔ جس طرح انسان اور حیوانات جاندار ہیں اسی طرح پودے بھی جاندار ہیں، اُنہیں پانی کی بھی ضرورت ہے، اگر اُن کو بیماری لگتی ہے تو انہیں ادویات کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ فصلات کی کاشت کھلے میدان میں ہوتی ہے اور ان پر موسمی اثرات کی وجہ سے بیماریوں کا بھی حملہ ہوتا ہے۔ جہاں تک محترمہ نے منسنٹو کی بات کی ہے، منسنٹو ایک ملٹی نیشنل کمپنی ہے وہ سیڈ کا کاروبار کرتی ہے اور سیڈ بنانے میں بڑی معروف کمپنی ہے۔ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن ادارہ سیڈ کمپنیوں کی رجسٹریشن کرتا ہے اور ہمارے ملک میں سیڈ بنانے والی تین سو کے قریب کمپنیاں ہیں۔ اس وقت منسنٹو کمپنی کا کوئی بیج پنجاب حکومت کے زیر استعمال نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ہم سیڈ کی غیر ملکی کمپنیوں پر انحصار کر رہے ہیں یا اپنے اداروں کے بنائے گئے بیجوں پر انحصار کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ٹیکنالوجی کی بات ہے اور ہمیں ماننا پڑے گا کہ دنیا میں ٹیکنالوجی کہیں بہتر ہے۔ منسنٹو یوایس اے کی کمپنی ہے اور اُن کے پاس جدید ٹیکنالوجی ہے۔ ہمارے ڈاکٹر جدید ٹیکنالوجی کے لئے باہر بھی جاتے ہیں لیکن ہمارے اپنے ریسرچ ادارے ہیں وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہاں کے مقامی حالات کے مطابق ہمارے اپنے ریسرچ اداروں نے گندم کی نئی اقسام تیار کی ہیں جن میں سحر، شفق اور لاثانی ہے ان اقسام کی پیداوار 80,80 من فی ایکڑ رہی ہے اور کپاس کی پیداوار 50 من فی ایکڑ تک رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5489 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں غیر قانونی تعیناتیوں کی تفصیلات

*5489: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں تمام تعیناتیاں اور بھرتیاں کرنے کا اختیار یونیورسٹی سنڈیکیٹ کو حاصل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اپنی 21۔دسمبر 2009 کی میٹنگ میں 63 ملازمین جن میں پروفیسرز اور لیکچرارز بھی شامل ہیں کی تعیناتیاں غیر قانونی قرار دی ہیں اور ان کو برخاست کرنے کا فیصلہ کیا ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا 63 افراد کی تعیناتیاں یونیورسٹی سنڈیکیٹ کی منظوری کے بغیر کی گئی تھیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایکٹ 1973 کے سیکشن (4)15(Viii) کے تحت وائس چانسلر کو گریڈ 1 تا 16 ملازمین کی تعیناتی کا اختیار حاصل ہے جبکہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایکٹ 1973 کے سیکشن (2)25(S) کے تحت گریڈ 17 اور اس سے اوپر والی اسامیوں پر تعیناتی سلیکشن بورڈ کی سفارشات پر یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ذریعے کی جاتی ہے۔

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی سنڈیکیٹ کے 280ویں اجلاس جو کہ مورخہ 09-12-21 کو منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ سنڈیکیٹ کے 274ویں اجلاس جو مورخہ 08-02-11 کو منعقد ہوا، میں منظور ہونے والے گریڈ 17 اور اس کے اوپر والی 63 کی بجائے 61 اسامیاں (جن میں پروفیسر اور لیکچرارز بھی شامل ہیں) پر ہونے والی تعیناتیاں غیر قانونی ہیں کیونکہ یہ الیکشن پیریڈ 2008 کے دوران ہوئیں جب الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ملازمتوں پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اس تمام معاملے کو حتمی فیصلے کے لئے محکمہ زراعت پنجاب کے توسط سے گورنر پنجاب / چانسلر صاحب کو بھجوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم سنڈیکیٹ نے اپنے اگلے 281 ویں اجلاس مورخہ 10-1-29 کو ان تمام ملازمین، جو مورخہ 08-02-11 کو سنڈیکیٹ کے ذریعے تعینات ہوئے تھے، کے پروبیشن پیریڈ میں جناب چانسلر کے فیصلہ آنے تک توسیع دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ج) جی نہیں۔ متذکرہ 61 افراد کی تعیناتی زرعی یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے 274ویں اجلاس منعقدہ مورخہ 08-02-11 کی منظوری سے کی گئی تھی۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! 2008 میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں بھرتیاں ہوئیں اور اسی سال الیکشن بھی تھے۔ دو سال بعد دسمبر 2009 میں یہ انکشاف ہوا کہ وہ بھرتیاں غیر قانونی تھیں کیونکہ اس دوران الیکشن تھا۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا الیکشن کمیشن نے دوران الیکشن گریڈ 17 کی بھرتی پر بھی پابندی عائد کی تھی یا صرف گریڈ 16 تک کی اسامیوں پر بھرتی کی پابندی تھی اور کیا وجہ ہے کہ دو سال بعد یہ عقدہ کھلا کہ یہ تعیناتیاں غیر قانونی تھیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب الیکشن کا اعلان ہوتا ہے تو الیکشن کمیشن transparent الیکشن کے لئے الیکشن کے عرصہ کے دوران ہر قسم کی بھرتی اور ٹرانسفر پر پابندی لگا دیتا ہے۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایک خود مختار ادارہ ہے، اُن کے اپنے rules ہیں۔ گریڈ 1 سے گریڈ 16 تک بھرتیوں کا اختیار وائس چانسلر کے پاس ہے اور اُس سے اوپر کی بھرتیاں سنڈیکیٹ کرتا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کیا دو سال بعد پتا چلا کہ یہ بھرتیاں غیر قانونی تھیں؟

جناب سپیکر: انکوائری ہوتی رہی ہوگی ناں۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس تاریخوں کے حساب سے معلومات ہیں کہ کس کس تاریخ کو سنڈیکیٹ کی میٹنگ ہوئی۔ اس کا فیصلہ سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں ہونا تھا جو میٹنگ 08-02-11 کو ہوئی اس میں ان کی تعیناتی کی منظوری دی گئی تھی۔ اس کے بعد اگلی میٹنگ میں 08-02-11 کے فیصلے کی توثیق نہیں کی گئی اور فیصلے کو منسوخ کر دیا گیا۔ اس کے بعد وائس چانسلر تبدیل ہوگئے اور سنڈیکیٹ کی اگلی میٹنگ میں یہ کہا گیا کہ پنجاب حکومت سے اس کی منظوری لی جائے، محکمہ زراعت کے ذریعے چانسلر کے پاس سمری گئی کہ وہ فیصلہ کریں کہ آیا ان تقرریوں کو بحال کیا جائے یا نہ کیا جائے وہ فائل ابھی تک چانسلر کے پاس ہے جو واپس نہیں آئی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ سنڈیکیٹ کے 274ویں اجلاس میں اس کی منظوری دی گئی تھی اور 280ویں اجلاس میں یہ تعیناتیاں غیر قانونی قرار دی گئیں اس دوران پانچ اجلاس ہوئے میرا کہنا یہ ہے کہ اگلے اجلاس میں نہیں بلکہ چھٹے اجلاس میں انہیں غیر قانونی قرار دیا گیا۔ اس کے بعد اگلے اجلاس میں پھر انہیں قانونی قرار دے دیا گیا اور 281واں اجلاس ہوئے بھی دو سال گزر چکے ہیں۔ کیا اب اس معاملہ کا فیصلہ ہو گیا ہے، کیا وہ ملازمین آج کی تاریخ میں قانونی ہیں یا غیر قانونی ہیں اور کیا وہ نوکری پر ہیں یا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 61 لوگ بھرتی ہوئے تھے ان میں سے 25 لوگ ہائیکورٹ میں چلے گئے تھے اور ہائیکورٹ کے معزز جج جسٹس اقبال حمید الدین نے 10-05-28 کو اس پر stay order جاری کیا تھا، یہ معاملہ sub-judiced ہے اور pending ہے۔ اس میں آخری پیشی 2011-12-12 کو تھی۔ ابھی یہ کیس ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔ وہ لوگ ابھی کام کر رہے ہیں لیکن فیصلہ نہیں ہوا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اگر یہ فیصلہ غلط تھا تو سنڈیکیٹ کے ارکان کے خلاف کیا کوئی کارروائی کی گئی ہے جنہوں نے 2008 میں الیکشن کمیشن کی پابندی کے باوجود یہ فیصلہ کیا؟

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں زرعی یونیورسٹی کا سنڈیکیٹ ممبر بھی ہوں۔ ان بھرتیوں کو جب غیر قانونی declare کر دیا گیا تو ان تمام ملازمین کو موقع دیا گیا کہ وہ Selection Board کے سامنے پیش ہوں۔ ان لوگوں نے پسند کیا کہ وہ عدالت میں چلے جائیں۔ اب ان غیر قانونی بھرتیوں کو regularize کرنے کے لئے گورنر صاحب کو سمری گئی ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ میں یہ لوگ دو سال سے غیر قانونی بھی ہیں اور نوکریاں بھی کر رہے ہیں اگر گورنر صاحب اس سمری کا جواب نہ دیں گے تو محکمہ اس پر کیا action لے گا؟

جناب حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں ان سے اتفاق نہیں کرتا اور یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب سنڈیکیٹ میں یہ فیصلہ ہوا تو میں بھی اس وقت زرعی یونیورسٹی سنڈیکیٹ کا ممبر تھا۔ رانا صاحب میرے ساتھ ممبر تھے تو اس وقت ان ملازمین کے ساتھ سخت زیادتی ہوئی، یہ ملازمین Selection Board کے سارے procedure سے گزر کر select ہوئے تھے۔ اس کے بعد جب سنڈیکیٹ میں جب اس پر ووٹنگ ہوئی تو اس میں ووٹ برابر ہو گئے پھر یہ فیصلہ ہوا کہ حتمی فیصلہ کے لئے یہ معاملہ گورنر صاحب کے پاس بھیج دیا جائے۔ اس سلسلہ میں جتنی بھی میٹنگز ہوئیں اس میں یہ کہا گیا کہ یہ دوبارہ Selection Board سے گزر کر آئیں۔ ان کو صرف اس وجہ سے یہ کہا گیا کہ یہ تمام لیکچرار پچھلے دور کے Selection Board کے procedure سے گزر کر آئے تھے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ اس وقت عدالت میں ہے اس پر مزید بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لوگ ایک مرتبہ Selection Board سے clear ہوئے لیکن اس کے minutes issue نہیں ہوئے تھے کیا اس وجہ سے ان لوگوں کو دوبارہ Selection Board میں جانا چاہئے یا نہیں جانا چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اخبار میں باقاعدہ ان اسامیوں کی تشہیر کی گئی تھی، باقاعدہ Selection Boards بنے، ٹیسٹ اور انٹرویو ہوئے۔ اس میں صرف نقص یہ تھا کہ اس وقت الیکشن کمیشن نے پابندی لگائی ہوئی تھی اس وجہ سے ان کی بھرتی valid نہیں ہو رہی تھی۔ اس پر سنڈیکیٹ نے فیصلہ کرنا تھا، سنڈیکیٹ نے پہلے منظوری دے دی اور دوسرے اجلاس میں سابقہ اجلاس کی توثیق

ہوتی ہے اس میں انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ چانسلر کے پاس بھیجا جائے وہ اس کا فیصلہ کر دیں۔ یہ کیس ابھی ہائیکورٹ میں pending اور sub-judiced ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تفصیل بتا دی گئی ہے اگر یہ مزید پوچھیں گے کہ کب بھرتی ہوئی، Selection Board میں کون تھا تو میرے پاس تمام معلومات موجود ہیں۔

جناب حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتا دیں کہ کیا ان professional degree holders پر یہ پابندی عائد تھی، کیا اور کسی یونیورسٹیوں میں appointments نہیں ہوئیں جبکہ بھرتیوں کا procedure الیکشن سے پہلے کا start ہوا ہوا تھا؟

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں کہ جب یہ مسئلہ عدالت میں pending ہے اس لئے آپ اس کو رہنے دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! معاملہ عدالت میں ہے۔ اس پر میں کچھ نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس پر آپ کچھ کر سکتے ہیں اور نہ میں کچھ کر سکتا ہوں۔ اگلا سوال بھی انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔ جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5797 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 10-2009، نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کورسز کی تفصیلات

*5797: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے رواں مالی سال 10-2009 کے دوران پنجاب کو نیشنل پروگرام فار امپروومنٹ آف واٹر کورسز کے لئے 4-ارب روپے فراہم کرنے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی حکومت نے اس ضمن میں ابھی تک صرف 9 کروڑ روپے فراہم کئے ہیں اور اس تاخیر کی وجہ سے اصلاح کھالا جات منصوبہ کی مدت میں 30-جون 2010 تک اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت نے اس مسئلہ پر وفاقی حکومت سے رقم کی فراہمی کا مطالبہ کیا ہے اور اس رقم کی منتقلی کا کب تک امکان ہے تاکہ زیر تکمیل منصوبہ مکمل کیا جا سکے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) وفاقی حکومت نے مالی سال10-2009 میں2-ارب 57 کروڑ50لاکھ روپے تاخیر سے فراہم کئے۔ رقم کی ترسیل میں تاخیر کی وجہ سے یہ رقم مالی سال11-2010 میں استعمال کی گئی۔

(ج) جی ہاں! حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت سے رقم کی فراہمی کا مطالبہ متعدد بار کیا تھا جس پر وفاقی حکومت نے مئی10-2009 میں2-ارب 57 کروڑ50لاکھ روپے فراہم کئے تھے جو کہ مالی سال11-2010 میں استعمال کئے گئے اور اُسی سال مزید50 کروڑ روپے مہیا کئے گئے۔ اب حکومت نے اس پروگرام میں30- جون2012 تک مزید توسیع کر دی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ واٹر کورسز کے لئے وفاقی حکومت نے جو رقم فراہم کرنا تھی رقم کی فراہمی میں تاخیر کی وجہ سے منصوبہ جات کے تخمینہ جات میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ 2-ارب 57 کروڑ روپے کے فنڈز مئی2010 میں جاری ہوئے تھے۔ اس کے بعد ایک مہینہ تھا اور بعد میں 11-2010 میں کام شروع کر دیا گیا تھا لہذا رقم کی فراہمی میں تاخیر سے تخمینہ جات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ اب ہمارا ایک اور بڑا پراجیکٹ 36-ارب روپے کا آ رہا ہے جو پنجاب حکومت شروع کرنے والی ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ منصوبہ 11-2010 میں مکمل ہونا تھا پیسے دیر سے آئے تو اب یہ منصوبہ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا اور کیا پورے پیسے allocate ہو گئے ہیں یا اس کے لئے پھر اگلے بجٹ کا انتظار کیا جائے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پنجاب حکومت کا share 20-ارب 22 کروڑ روپے بنتا تھا، نیشنل پروگرام فار امپرووومنٹ آف واٹر کورسز کا کل تخمینہ 66-ارب روپے کا تھا اس میں پنجاب کا share 20-ارب 22 کروڑ روپے تھا اس میں سے ابھی تک ہمیں 15-ارب روپے آئے ہیں اور باقی ہمیں 4-ارب 50 کروڑ روپے ملنے تھے۔ یہ منصوبہ چار سال کا تھا لیکن اب یہ چار سال کی بجائے آٹھ

سال تک چلا گیا ہے اور اس کے لئے دو سال سے کوئی funding نہیں ہوئی۔ یہ نیشنل پروگرام 30۔ جون 2012 کو windup ہو رہا ہے۔ آئندہ کے پروگرام کے لئے اس ADP میں 78 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور 36۔ ارب کا ایک نیا بڑا پراجیکٹ آ رہا ہے جو تقریباً آخری مراحل میں ہے۔ اس میں ہم نے اس سال تین ہزار کھالوں کو پختہ کرنا ہے۔ اس کے لئے ہمیں 4۔ ارب 50 کروڑ روپے وفاق نے کم رقم دی ہے جو پنجاب کا share بنتا تھا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا اس سال تکمیل ہو جائے گی یا نہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے کل کھالے 58 ہزار ہیں۔ اس میں ہم نے ابھی 25 ہزار بنانے ہیں۔ اس رقم سے یہ مکمل نہیں ہو رہے اس لئے پنجاب حکومت اپنا نیا پروگرام شروع کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5829 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی کی ذمہ داریوں کی تفصیلات

*5829: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ منڈی میں فروخت ہونے والے پھل اور سبزیوں کی تھوک قیمتوں کی تشہیر کرے تاکہ عام شہری کو پرچون خریداری کے وقت منڈی کی قیمت کا بھی اندازہ ہو اور وہ پرچوں فروش کی زیادہ قیمت کو قبول نہ کرے؟

(ب) مارکیٹ کمیٹی تھوک قیمتوں کی تشہیر کس طرح کرنے کی پابند ہے کیا لوکل اخبارات اور لوکل ریڈیو سٹیشن کا استعمال ممکن ہے؟

(ج) ایسا نہ کرنے پر مارکیٹ کمیٹی پر ایکشن کون لے سکتا ہے اور کیا ایکشن لیا جا سکتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) بروئے رول 62 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ (جنرل) رولز 1979 کے تحت مارکیٹ کمیٹی تھوک قیمتوں کی تشہیر کی پابند ہے۔ اس مقصد کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

- مارکیٹ کمیٹیوں نے تھوک نرخنامہ کی تشہیر کے لئے ہر سبزی و پھل منڈی میں ریٹ بورڈ نمایاں جگہوں پر نصب کئے ہوئے ہیں۔
- تھوک نرخنامہ تمام متعلقہ سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کو بھی بھیجا جاتا ہے۔ اس نرخنامہ کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر تشہیر کے لئے ضلعی انفارمیشن آفیسر، مقامی اخبارات، ریڈیو سٹیشن اور پرائیویٹ چینلز کو بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔
- ویب سائٹ (www.amis.pk) کا قیام، جس کے ذریعے زرعی اجناس کے تازہ تھوک نرخ و دیگر معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔
- ٹال فری فون نمبر 0800-51111 کی سہولت، جس کے ذریعے زرعی اجناس کے تازہ تھوک نرخ و دیگر معلومات فون پر حاصل کی جا سکتی ہیں۔
- "emandi" پروگرام کے تحت موبائل فون سے ایس ایم ایس سروس کا آغاز کیا گیا جس کے ذریعے زرعی اجناس کے نرخ روزانہ 5 ہزار سے زیادہ لوگوں کو بھیجے جاتے ہیں۔

(ج) کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کا متعلقہ سٹاف اس ضمن میں اگر کسی کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے تو ضابطے کے مطابق اُس کی مجاز اتھارٹی (سیکرٹری ایگریکلچر) اُس کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال مارکیٹ کمیٹیوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں ہے اور مارکیٹ کمیٹی کا function تھوک اور پرچون کے نرخوں کے درمیان توازن پیدا کرنا ہے تاکہ تھوک کے نرخوں کی آگاہی ہو اور پرچون فروش overcharging نہ کر سکیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت مطمئن ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں اس کارکردگی میں کامیاب ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹیوں کا جو function ہے اس میں انہوں نے پرچون کے نرخ مقرر نہیں کرنے بلکہ تھوک کی جو بڑی بڑی منڈیاں ہیں ان کے نرخ بتانے ہوتے ہیں۔ ان میں لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، سرگودھا، راولپنڈی، ملتان، ڈی جی خان، بہاولپور اور رحیم یار خان کی بڑی منڈیاں ہیں جن کے نرخ ہمارا مارکیٹنگ کا شعبہ مقرر کرتا ہے۔ اس کے بعد SMS

کے ذریعے پانچ ہزار سے زیادہ messages دیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ کوئی ٹیلیفون نمبر دیں گے تو ان پر بھی نرخوں کے بارے میں messages جائیں گے۔ اس میں 66 products ہیں جن کے نرخ جاری کئے جاتے ہیں اور تقریباً 28 اداروں کو مسلسل اطلاع کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑے شہر جیسے لاہور، ملتان یا فیصل آباد ہیں وہاں پر بڑے الیکٹرانک بورڈ بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ غلہ منڈیوں اور سبزی منڈیوں میں روزانہ کے تازہ ریٹوں کا اندراج کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا ضمنی سوال کس کا ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اگر منسٹر صاحب مطمئن ہیں تو بڑی اچھی بات ہے یا کوئی مزید بہتر plan کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتایا تو ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں تک محکموں کا تعلق ہے تو ہر جگہ پر improvement کی ضرورت رہتی ہے اور کوئی چیز حتمی نہیں ہوتی بلکہ کافی نقائص ہوتے ہیں۔ سرکاری اداروں میں ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ کارکردگی کو بہتر کیا جائے۔ اس کے علاوہ دیگر طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں تاکہ ان منڈیوں میں آڑھتیوں کے کمیشن ایجنٹوں کی اجارہ داری نہ رہے بلکہ کسان کو صحیح معاوضہ ملے اور consumer کو بھی مناسب قیمت پر اشیاء دستیاب ہوں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں influence نہیں رکھتیں۔ وہاں پر جو ٹاسک فورس بنائی گئی ہے اس کا influence زیادہ ہے جس کی وجہ سے مارکیٹ میں قیمتیں زیادہ ہیں۔ میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ منڈیوں میں تھوک کی دکانوں سے بھتے بھی وصول کئے جاتے ہیں اور منتھلی دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ناقص میٹریل ہوتا ہے اور مارکیٹ میں price control اس طریقے سے نہیں ہو سکتی جس طرح ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مختلف طریقوں سے ان چیزوں کو ٹھیک کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح مختلف شہروں گوجرانوالہ، بہاولپور اور لاہور وغیرہ میں ماڈل بازار بھی بنائے جا رہے ہیں اور جمعہ بازار یا اتوار بازار میں مانیٹرنگ بھی کی جا رہی ہے۔ کوئی ٹاسک فورس نہیں بنائی جا رہی بلکہ اسی سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔ مزید سٹار فارم کے ساتھ مل کر supply chain

کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو ارب روپے کی رقم فراہم کی ہے تاکہ کاشتکار کو اپنی پیداوار کا بہتر معاوضہ ملے اور انٹر نیشنل مارکیٹ میں پاکستان کی اجناس یعنی پھل اور سبزیوں کو export کرکے اچھی قیمت حاصل کی جاسکے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ اور کیا ہے مگر جواب کچھ اور آیا ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں influence نہیں رکھتیں۔ وہاں پر جو ٹاسک فورس بنائی گئی ہے اس کا influence زیادہ ہے جس کی وجہ سے مارکیٹ میں قیمتیں زیادہ ہیں کیونکہ وہ اپنا بھتا بھی وصول کرتے ہیں جس سے چیز کی اصل قیمت مارکیٹ جانے تک بڑھ جاتی ہے۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ اس کا کیا حل ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ حکومت پنجاب نے کسی قسم کی ٹاسک فورس قائم نہیں کی۔

جناب سپیکر: محترمہ! کوئی ٹاسک فورس نہیں ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ ذمہ داری کس پر آتی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے آنے سے پہلے کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ کسی کے متعلق بتائیں تو اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6641 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں گنے کی پیداوار کی تفصیلات

*6641: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں گنے کی زیادہ پیداوار کن کن اضلاع میں ہوتی ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں سال 2009 کے دوران گنے کی کل کتنی پیداوار ہوئی؟

(ج) صوبہ پنجاب میں سال2009 کے دوران گنے کی فی من فروخت کی قیمت کیا مقرر کی گئی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل31اضلاع ہیں جن میں گنے کی زیادہ پیداوار ہوتی ہے:

نمبر شمار	اضلاع	پیداوار (ہزار ٹنوں میں)
1	سرگودھا	2601.15
2	خوشاب	214.99
3	میانوالی	175.28
4	بھکر	602.31
5	فیصل آباد	4690.36
6	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1826.22
7	جھنگ	2015.53
8	چنیوٹ	1962.30
9	گجرات	92.94
10	منڈی بہاؤالدین	1192.89
11	سیالکوٹ	35.94
12	نارووال	48.52
13	گوجرانوالہ	75.40
14	حافظ آباد	214.24
15	شیخوپورہ	142.43
16	ننکانہ صاحب	762.09
17	قصور	1820.39
18	اوکاڑہ	714.84
19	ساہیوال	320.99
20	پاکپتن	201.93
21	ملتان	112.35
22	لودھراں	85.10
23	خانیوال	419.53
24	وہاڑی	888.18
25	مظفر گڑھ	1671.10
26	لیہ	623.47
27	ڈیرہ غازی خان	196.51
28	راجن پور	974.28
29	بہاولپور	591.52

30	رحیم یار خان	5315.02
31	بہاولنگر	704.13

(ب) صوبہ پنجاب میں سال2009کے دوران گنے کی کل پیداوار31.324ملین ٹن ہوئی۔

(ج) حکومت پنجاب نے سال2009میں گنے کی قیمت108.98روپے فی40کلو گرام مقرر کی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں سال2009 کے دوران گنے کی کل پیداوار3کروڑ13لاکھ24ہزار ٹن ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پیداوار کا اندازہ کس طرح لگایا جاتا ہے کیونکہ شوگر مافیا کبھی بھیexactپیداوار سامنے آنے ہی نہیں دیتا اور اپنے مفاد کی خاطر بڑھا دیتا ہے یا کم کر دیتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ فصلات پر کنٹرول نہیں رکھتے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا ایک سسٹم موجود ہے۔ ہمارا ایک شعبہ زراعت توسیع اور دوسرا کراپ رپورٹنگ ہے۔ کراپ رپورٹنگ کے ایک ڈائریکٹر ہیں جن کے لوگ پورے پنجاب میں موجود ہیں، مزید آفیسر شماریات بھی موجود ہیں جوdataاکٹھا کرتے ہیں۔ ہر ضلع میں باقاعدہ سروے کرتے ہیں اور سروے کے بعد علاقہ اور پیداوار کیassessmentکرتے ہیں۔ میرے پاس اضلاع کے لحاظ سے ہر ضلع کی پیداوار کا گوشوارہ موجود ہے کہ کس علاقہ میں گنے کی کتنی پیداوار ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: میں سب کی اطلاع کے لئے معزز ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی منسٹر صاحب یا ممبرaddressکر رہے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا آپ کے لئے غیر قانونی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ کراپ رپورٹنگ کا ایک ادارہ ہے جس میں ڈائریکٹر کراپ رپورٹنگ موجود ہیں۔ پورے پنجاب کے ہر ضلع میں آفیسر شماریات ہیں جن کے نیچےSurveyorsہیں جو فصل کا سروے کرتے ہیں پھر مکملcalculationکرنے کے بعد آگےsubmitکرتے ہیں۔ بورڈ آف ریونیو کے لوگ بھی اپنے سٹاف کے ذریعےinformationلیتے

ہیں۔ پھر چیئرمین پی اینڈ ڈی کی سربراہی میں کمیٹی بیٹھتی ہے جو تمام اعداد و شمار کو دیکھتی ہے تب جا کر فائنل بتایا جاتا ہے کہ کس کس فصل کی کتنی پیداوار ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ گنے کی قیمت 108.98 روپے فی چالیس کلو گرام مقرر کی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کسانوں سے بتائی گئی قیمت پر ہی گنا خریدا جاتا ہے اور کیا اُن کو بروقت ادائیگی ہو جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگرچہ شوگر ملوں کا نظام اور گنے کی قیمت کی فراہمی محکمہ خوراک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی نگرانی کرے۔ ایک کین کمشنر پنجاب کا ادارہ قائم ہے، یہ اُسی کے ذمہ ہے اور اس کے ماتحت تمام ڈی سی او صاحبان ایڈیشنل کین کمشنر ہیں۔ جہاں تک قیمتوں کے تعین کا تعلق ہے تو پیداواری لاگت کا تعین کرنے کے بعد کین کنٹرول بورڈ میں لایا جاتا ہے جہاں پر حکومتی سطح پر اس کی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس سال موجودہ قیمت 108 روپے فی من نہیں ہے بلکہ جس سال کا انہوں نے پوچھا ہے اُس سال کی قیمت ہے کیونکہ اس سال گنے کی قیمت 150 روپے فی من ہے۔ جہاں تک قیمتوں کی ادائیگی کا تعلق ہے تو حکومت اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ کاشتکار کو اُس کی قیمت کا پورا معاوضہ ملے۔ چونکہ یہ پرائیویٹ کاروبار ہے اور ملوں کو پرائیویٹ مل مالکان چلاتے ہیں۔ بہرحال ابھی اس کی قیمت 150 روپے فی من ہے اور حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ کاشتکار کا گنا مقررہ قیمت پر فروخت ہو۔ مزید اس کے لئے قانون سازی کی جا رہی ہے جس میں سزائیں مقرر کی جا رہی ہیں تاکہ اگر صحیح ناپ تول نہیں ہو گا اور پوری قیمت فراہم نہیں ہو گی تو متعلقہ ملوں کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! یہ سوال 2009 کا ہے مگر تین سال بعد اس کا جواب آیا ہے کیونکہ وزیر صاحب خود ہی یہ فرما رہے تھے۔ مجھے بتایا جائے کہ موجودہ کاشت کیا پچھلے سالوں سے بڑھ کر ہے یا as it is ہے، اگر گنے کی کاشت بڑھی ہے تو پھر چینی کی قیمت میں فرق کیوں نہیں آیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے یہ عرض کیا ہے کہ جس سال کا یہ سوال ہے اُس وقت قیمت108روپے فی من تھی اور اب150روپے فی من ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے150روپے قیمت سن لی ہے۔ منسٹر صاحب! وہ یہ بھی پوچھ رہی ہیں کہ کیا اس سال کاشت بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس دفعہ گنے کی پیداوار بڑھی ہے۔ پچھلے سال37ملین ٹن تھی، اس سال41ملین ٹن ہو گئی ہے جو زیادہ سے زیادہ پیداوار ہے اور اتنی پیداوار پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں ہوئی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! اگر کاشت بڑھی ہے تو پھر چینی کی قیمت میں بھی کمی ہونی چاہئے۔ پورے ملک سے اتنا اناج نہیں جاتا جتنا صوبہ پنجاب سے جاتا ہے۔ صوبہ پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور یہاں سے99فیصد اناج جاتا ہے لیکن چینی کی قیمت میں کمی کیوں نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! قیمتوں کا تعین کیا وفاقی حکومت کرتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چینی اگر import/export کرنی ہے یا اُس کی قیمت مقرر کرنی ہے تو وہ وفاقی سطح پر ہونی ہے۔

جناب سپیکر: جی، قیمت وفاقی حکومت تعین کرتی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! یہ تو کوئی جواب نہ ہوا۔

جناب سپیکر: یہ اچھا جواب ہے۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر7455ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کی تفصیلات

*7455: میاں نصیر احمد: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب سے کون کون سی سبزیاں بیرون ملک برآمد کی جاتی ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں سبزیوں کی پیداوار کو بڑھانے کا کون سا طریق کار اپنایا جاتا ہے نیز حکومت آئندہ سبزیوں کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کس پالیسی پر عمل کر رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب سے آلو، ٹماٹر، پیاز، پھول گوبھی، گاجر، شلجم، میتھی، مٹر، لہسن، سرخ مرچ، دھنیا اور ہلدی وغیرہ برآمد کی جاتی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے پچھلے چار سالوں میں سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے جو منصوبہ جات شروع کئے ہیں ان کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

- فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ: اس منصوبہ کے تحت سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے 197 فارمر فیلڈ سکولز کے ذریعے سے 4925 کاشتکاروں کی تربیت کی گئی۔
- پروموشن آف ٹنل ٹیکنالوجی فار ویجیٹیبل پروڈکشن: اس منصوبہ کے ذریعے پچھلے دو سالوں میں 2614 ایکڑ پر 50 فیصد سبسڈی پر ٹنل مہیا کی گئیں۔
- کچن گارڈننگ سکیم: اس سکیم کے تحت کچن گارڈن کے منصوبے کے ذریعے ایک لاکھ 78 ہزار سیڈ پیکٹس شہروں اور دیہاتوں میں مہیا کئے گئے اور ان کی مکمل نگرانی بھی جاری ہے۔
- سپلائی چین: وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی دلچسپی سے 2-ارب روپے سپلائی چین پراجیکٹ کے لئے مہیا کئے گئے جس کے ذریعے سبزیوں کی پیداوار کو بین الاقوامی معیار کے مطابق گریڈ، پیک اور ترسیل کیا جائے گا۔ سبزیوں کا معیار بہتر ہونے سے ان کی برآمد میں بھی اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال تھا کہ صوبہ پنجاب سے کون کون سی سبزیاں بیرون ملک برآمد کی جاتی ہیں جس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب سے آلو، ٹماٹر، پیاز، پھول گوبھی، گاجر، شلجم، لہسن اور ہلدی وغیرہ برآمد کی جاتی ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ یقیناً وہ commodity جو surplus میں ہوتی ہے اسی کو ہی export کیا جاتا ہے۔ محکمہ زراعت کے پاس کیا mechanism ہے کہ جتنی سبزیاں ہم export کر رہے ہیں وہ یہاں پر surplus ہوتی ہیں اُس کے بعد ان کو کسی دوسرے ملک میں بھیجا جاتا ہے یعنی محکمہ کے پاس کیا mechanism ہے جس کے تحت یہ check کر سکتے ہیں کہ تمام سبزیاں پنجاب کی تمام منڈیوں میں وافر میسر ہیں اور عام آدمی کی دسترس

میں بھی ہیں لہذا اب یہ surplus میں ہیں اس لئے اب ہم نے دوسرے ممالک میں export کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، mechanism کا بتائیں کہ آپ کیسے سبزیوں کو ایکسپورٹ کرتے ہیں اور اس کا criteria کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! W.T.O کے تحت ایکسپورٹ اور امپورٹ پر کوئی پابندی نہیں ہے اور مارکیٹ فورسز تعین کرتی ہیں اور ایکسپورٹرز کا اختیار ہوتا ہے کہ ایکسپورٹ بھی کریں اور امپورٹ بھی۔ یہاں پر سبزیاں ایکسپورٹ بھی ہو رہی ہیں اور امپورٹ بھی ہو رہی ہیں جبکہ 09-2008 میں 5۔ ارب 88 کروڑ روپے کی سبزیاں ایکسپورٹ ہوئی تھیں اور 10-2009 میں 7۔ارب 92 کروڑ روپے کی سبزیاں ایکسپورٹ ہوئی ہیں۔ ابھی حکومت پنجاب کوشش کر رہی ہے اور اس کے لئے supply chain قائم کی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب جرمنی کے شہر برلن میں ہونے والے سالانہ grain week میں بھی گئے تھے جہاں پر ہم تقریباً 20 products لے کر گئے جنہیں انٹرنیشنل مارکیٹ میں introduce کرایا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2۔ارب روپے کی رقم فراہم کی ہے تاکہ supply chain کو بہتر کر کے کاشتکار کو بھی اچھا معاوضہ ملے اور پھل و سبزیاں کو disease free, traceable اور آئی ایف ایس سرٹیفکیٹ کے مطابق ایکسپورٹ ہوں اور ہم وہاں سے بھاری زرمبادلہ حاصل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایکسپورٹ کو 20 ملین ڈالر سے بڑھا کر 2 بلین ڈالر تک لے کر جائیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کئی سال تک تو ہم پیاز بھارت کا کھاتے رہے ہیں اور سرخ مرچ بھی وہاں سے آتی رہی ہے تو یہ کس طرح مارکیٹ فورسز پر چھوڑ سکتے ہیں؟ مارکیٹ فورسز پر چھوڑنے کی وجہ سے کئی سال تک ہماری منڈیوں میں بھارتی پیاز آتا رہا ہے جو آج بھی آ رہا ہے جبکہ یہاں بتایا گیا ہے 5۔ارب 88 کروڑ روپے کی سبزیاں ایکسپورٹ کی ہیں تو کیا یہ ایکسپورٹ ہم نے ایک تاجر کے ذمہ چھوڑ دی ہے کہ وہ خود طے کرے گا کہ ایک عام آدمی کو سبزی مل رہی ہے یا نہیں؟ چونکہ اس کا concern صرف ایکسپورٹ اور پیسے بنانے سے ہے اور حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے تو کیا منسٹر صاحب اس کا اقرار کرنا چاہتے ہیں کہ اس ایکسپورٹ میں ہمارا عمل دخل نہیں ہے اور ہم نے صرف growers کی مرضی پر چھوڑا ہوا ہے اور یہاں local آدمی کو چاہے سبزی ملے یا نہ ملے اس نے ایکسپورٹ کرنی ہی کرنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تک کوئی mechanism نہیں بنا سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! وہ چیلنج کر رہے ہیں کہ آپ نے کوئی mechanism نہیں بنایا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جس چیز کی کمی ہوتی ہے وہ درآمد کر لی جاتی ہے اور جو surplus ہوتی ہے وہ ایکسپورٹ ہوتی ہے۔ مثال کے طور ہمارا آم یہاں پر خراب ہو رہا ہو تو ہم اسے ایکسپورٹ کریں گے، اسی طرح ہمارا citrus یہاں پر surplus ہے اور بجائے اس کے کہ وہ ضائع ہو اسے بھی ہم ایکسپورٹ کریں گے اور جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ہم امپورٹ کرتے ہیں۔ حکومت نے اس وقت کچن گارڈننگ کے ذریعے ایک لاکھ 79 ہزار بیج کے پیکٹ تقسیم کئے ہیں اس کے علاوہ Fruit and Vegetable Project بنایا ہے اور اس کی supply chain کو بہتر بنانے کے علاوہ سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں جن سے انشاء اللہ تعالیٰ سبزیوں کی پیداوار بڑھے گی۔ 38 ہزار ایکڑ پر Tunnel Technology کے ذریعے بے موسمی سبزیاں پیدا ہو رہی ہیں اور حکومت پنجاب نے تقریباً اس ٹیکنالوجی کے ذریعے سبزیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے 45 کروڑ روپے فراہم کئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہاں پر 12 کے قریب چیزیں دی گئی ہیں جنہیں ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں اور ان سے 5۔ارب 88 کروڑ روپے کمائے ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان چیزوں میں سے کوئی چیز پنجاب کی منڈیوں میں باہر سے آئی ہوئی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ ہم ان چیزوں میں surplus ہیں جبکہ پاکستان میں پیاز، ہلدی، مرچ وغیرہ کسی منڈی سے امپورٹ نہیں ہونی چاہئے۔ کیا ہم ان 12 چیزوں کو جو ایکسپورٹ کر رہے ہیں یہ یہاں پر surplus ہیں اور local منڈی میں باہر سے کوئی چیز امپورٹ کی گئی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لہسن، پیاز اور ٹماٹر وغیرہ باہر سے امپورٹ ہوتے ہیں باقی سبزیاں امپورٹ نہیں ہوتیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پھر یہ mention کیوں کیا گیا ہے کہ ہم نے ایکسپورٹ کر کے 5۔ارب 88 کروڑ روپے کمائے ہیں، اگر یہ امپورٹ ہوتے ہیں تو یہ تینوں چیزیں یہاں پر کیوں mention کی گئی ہیں کہ ہم انہیں ایکسپورٹ کرتے ہیں؟ لہسن پیاز کے متعلق ابھی فرمایا ہے کہ ان کی ایکسپورٹ ہو رہی ہے اگر یہ وافر مقدار میں ہیں تو ہم ان چیزوں کو امپورٹ کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے تو یہ نہیں کہا کہ ہم تمام سبزیوں میں خودکفیل ہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ کبھی پیداوار بڑھتی ہے اور کبھی کم ہوتی ہے، کبھی ہمارا آلو بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی کم ہوتا ہے تو جب پیداوار surplus ہوتی ہے تو ہم اسے ایکسپورٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ اسلام صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: On his behalf sir سوال کا نمبر 7479 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7479: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں گریڈ وار اور اسامی وار خالی ہیں؟

(ج) گریڈ ایک سے پندرہ کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) ان اسامیوں پر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان اسامیوں پر جلد از جلد بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے تحت صوبہ بھر میں گریڈ 1 تا 20 کی منظور شدہ کل اسامیاں 4865 ہیں۔ منظور شدہ گریڈ وار اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گریڈ وار اور اسامی وار خالی اسامیوں کی کل تعداد 858 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گریڈ ایک سے پندرہ تک کی خالی اسامیوں کی تعداد 678 ہے۔

(د) حکومت پنجاب کی جاری کردہ چٹھی نمبر SOR-IV(S&GAD)10-7/2010 بتاریخ 10۔05۔12 کے تحت گریڈ6 تا گریڈ15 کی اسامیوں کی بھرتی پر پابندی لگائی گئی ہے جو تاحال جاری ہے گریڈ1 سے 5 کی اسامیوں پر بھرتی کے لئے محکمانہ سطح پر ضروری کارروائی جاری ہے جس کو جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

(ہ) جونہی حکومت پنجاب نے بھرتی پر پابندی اٹھائی تمام خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ اگر یہاں پر گنے کی پیداوار بڑھتی ہے تو چینی کی قیمت کم ہونی چاہئے لیکن آج تک کم نہیں ہوئی۔ یہ صوبائی معاملہ ہے اور الزام تراشی وفاقی حکومت پر کر دی جاتی ہے کہ یہ ان کا معاملہ ہے اور انہوں نے بڑھا دی ہے---

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ irrelevant ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سیاق و سباق سے بات کر رہا ہے اور آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: You should be relevant to this particular question اس سے متعلقہ آپ ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جواب کے جز(د) میں ہے کہ گریڈ 6 سے گریڈ 15 تک کی اسامیوں کی بھرتی پر پابندی لگائی گئی ہے تاحال گریڈ ایک سے 5 تک کی اسامیوں کی بھرتی کے لئے محکمانہ سطح پر ضروری کارروائی جاری ہے جس کو جلد مکمل کر لیا جائے گا"۔ یہ جواب 10-08-23 کو موصول ہوا ہے تو منسٹر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا گریڈ ایک سے 5 کی اسامیوں کو پُر کر لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ گریڈ 6 سے 15 تک کی اسامیوں پر بھرتی پر پابندی ہے اور گریڈ ایک سے پانچ تک پابندی نہیں ہے اور ابھی process کیا جا رہا ہے، انٹرویو ہو رہے ہیں اور میرٹ پر یہ بھرتیاں کر لی جائیں گی۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں گریڈ6سے15پر پابندی لگائی گئی ہے اور گریڈ ایک سے5تک بھرتی ہو رہی ہے تو میرا سوال ہے کہ جو بھرتیاں ہو رہی ہیں وہ کن rules & regulation کے تحت ہو رہی ہے کیونکہ یہ فیصل آباد ایوب زرعی تحقیقاتی ادارے سے متعلقہ سوال ہے اور ہمیں علم ہے کہ وہاں پر ہونے والی یہ بھرتیاں میرٹ کے بغیر ہو رہی ہیں تو یہ اس کی تفصیل بتائیں کہ بھرتی کس بنیاد پر ہو رہی ہیں اور اس کا میرٹ کیا ہے، بھرتیاں کون کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!Contract Recruitment Policy 2004کے تحت advertise posts ہوتی ہیں، پھر انٹرویوز ہوتے ہیں اور اس کے بعد بھرتی کی جاتی ہے۔ابھی انٹرویوز ہو رہے ہیں اور process مکمل ہونے کے بعد بھرتیاں کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر7693 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، محکمہ زراعت کے سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7693: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ محکمہ زراعت میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جو تین سال زائد عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں کیا قواعد کے تحت یہ درست ہے، اگر نہیں تو ان کو یہاں سے ٹرانسفر کیوں نہیں کیا جارہا ہے؟

(ب) کتنے ایسے فیلڈ اسسٹنٹ ہیں جو پچھلے پانچ سالوں سے اپنے ہوم ڈسٹرکٹ میں تعینات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت (توسیع) ضلع اوکاڑہ میں4 زراعت آفیسر سکیل17 اور 200اہلکار سکیل 1تا15 تین سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔چونکہ چاروں زراعت آفیسرز کی کارکردگی تسلی بخش ہے اور ان کے خلاف کوئی شکایت بھی موصول نہیں ہوئی اس لئے وہ تین سال سے زیادہ عرصہ سے مذکورہ ضلع میں تعینات ہیں۔موجودہ قواعد کے تحت چھوٹے ملازمین کو ان کے رہائشی علاقہ میں تعیناتی کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔مزید برآں

سروس رولز کے مطابق چھوٹے ملازمین کو صرف ضلع کے اندر ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔تاہم مخصوص حالات اور نظم و نسق کو ٹھیک رکھنے کے لئے کسی ملازم کو دوسرے ضلع میں بھی عارضی طور پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

(ب) محکمہ زراعت (توسیع) ضلع اوکاڑہ میں 50 فیلڈ اسسٹنٹس پچھلے پانچ سالوں سے اپنے ضلع اوکاڑہ میں تعینات ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مجھے بتایا جائے کہ قواعد کے مطابق ایک سرکاری ملازم ایک جگہ پر کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 18-جنوری 2005 کا نوٹیفکیشن ہے یہ tenure policy ہے۔اس میں یہ ہے کہ:

> I am directed to refer to the subject noted above and to intimate that an agenda No.4 Tenure Policy was placed before the Provincial Cabinet in its meeting held on 06-10-2004 in which the Cabinet approved a minimum tenure of one year for posting of officer/official with the following observations.

یہ Tenure Policy 2004 ہے۔اس کے ساتھ ہی ایک سال tenure مقرر ہوا لیکن ایک سال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ لائسنس ہے کہ اُس نے ایک سال ہی رہنا ہے۔یہ اُس کی کارکردگی پر منحصر کرتا ہے اگر کارکردگی ٹھیک نہ ہوئی تو ایک سال سے پہلے بھی ٹرانسفر ہو سکتا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اگر ایک جگہ پر تین سال یا ایک سال تک تعیناتی بنتی ہے تو پھر جز (الف) کے مطابق دو سو اہلکاران عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات کیوں ہیں؟ اس جز میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔کیا کسی اہلکار کو کسی جگہ تین سال سے زائد تعیناتی کے بعد شکایت درج کرانا ضروری ہے پھر ہی اس کی ٹرانسفر کی جا سکتی ہے، کیا یہ شرط ضروری ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پنجاب Accord میں درج ہے کہ:

> Transfer of low paid employees to far flung places should be avoided. If at all a low paid official has to be transferred, he should be transferred from one desk to another in the same office.

کہ جو چھوٹے ملازمین ہیں ان کی وہیں مقامی طور پر ٹرانسفر کی جائے ان کو باہر ٹرانسفر نہ کیا جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: چھوٹے ملازمین سے مراد کیا ہے؟ جب کوئی بھی ملازم بہت عرصہ تک ایک ہی جگہ پر رہتا ہے تو وہاں پر نظم و نسق اور بغیر لین دین کے یعنی کرپشن کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس طرح وہاں کی عوام بہت زیادہ problem میں آ جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ rules کو follow کرنا چاہئے اور ایک خاص ٹائم کے بعد ان کو ٹرانسفر کر دینا چاہئے تاکہ وہاں پر کرپشن کے خدشات جو بڑھ جاتے ہیں ان کو روکا جا سکے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی تجویز آ گئی ہے۔ منسٹر صاحب! ان کی تجویز نوٹ کر لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر کوئی tenure مقرر نہیں ہے۔ محکمہ زراعت کوئی انتظامی محکمہ تو ہے نہیں۔ یہ ایک farmer friendly department ہے۔ اگر کوئی شکایت آئے تو ٹرانسفر کی جاتی ہے اگر شکایت نہ ہو تو پھر ٹرانسفر نہیں کی جاتی کیونکہ وہ وہاں پر کاشتکاروں کی بہتر خدمت کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ جواب ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو کوئی سوال ٹھیک لگا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جواب تو واقعی کوئی ٹھیک نہیں لگا۔ پہلے انہیں surplus کا مطلب ہی نہیں پتا تھا اب چھوٹے ملازمین کا مطلب نہیں پتا۔ انہوں نے commit کیا ہے کہ گریڈ 17 کے چار ملازم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا گریڈ 17 کا آدمی چھوٹے ملازمین میں شامل ہے؟ منسٹر صاحب خود ہی ایک نئی پالیسی اور خود ہی اس کی interpretation دے رہے ہیں۔ حقیقی معنوں میں کرپشن کی یہی cause ہے۔ کیا وہ افسر اچھا ہے جو ٹائم پر بھتا دے؟ پھر میرے منہ سے بہت ساری باتیں نکلیں گی۔ یہ اپنے طور پر کیسے interpretation دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں، انہیں جواب دینے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تو اپنی بات پوری کر رہا تھا، میں نے چھوٹے ملازمین کی بات کی ہے۔ آفیسر کے لئے بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتا دیا ہے کہ tenure ایک سال ہے اس سے زیادہ پانچ سال یا دس سال تعینات رہنے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہاں لکھا ہے کہ:

> Normally an officer on transfer may be allowed to avail himself of joining time.

اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

> An officer will normally be posted to or near his home town within two years.

انہیں اپنے علاقوں میں بھی تعینات ہونے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بات صرف اتنی ہے کہ یہ brain drain کی بھی cause ہے۔ لاہور میں کسی کو ٹرانسفر ہونے دیتا ہے اور نہ اوکاڑہ میں کوئی ٹرانسفر ہو سکتا ہے۔ یہ Tenure Policy کی روح کو قتل کرنے کے مترادف ہے جو یہ درمیان میں سے ایک ایک شق سنا رہے ہیں۔ گریڈ 17 کا آدمی بڑے گریڈ کا ہوتا ہے۔ آپ پہلے، دوسرے، تیسرے درجے کے ملازمین کی تو بات کریں، یہ کہہ رہے ہیں کہ any officer حالانکہ ایسے نہیں ہے۔ اس کی روح کو مسخ مت کریں اور یہ کرپشن کی بنیاد ہے۔ میں ان کی یہ interpretation reject کرتی ہوں اور منسٹر صاحب کو کہتی ہوں کہ اس سسٹم پر کچھ رحم کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو بس چھوڑ دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے تو تھوڑی بات کرنی ہے۔ Transfers/postings ہو رہی ہیں اور میرے through سمریاں جا رہی ہیں۔ اگر کہیں required ہو تو transfer/posting ہوتی ہے اور جہاں required نہ ہو تو وہاں نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال 7695 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بیج، زرعی ادویات کی مد میں فنڈز کی فراہمی کی تفصیلات

*7695: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ کو 10-2009 میں بیج، زرعی ادویات، زرعی آلات کی مد میں کتنا فنڈ جاری کیا گیا؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے چھوٹے کسانوں کو بیج، زرعی ادویات و دیگر سہولیات فراہم کی گئیں، ان پر کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مذکورہ عرصہ میں ضلع اوکاڑہ کو زرعی مداخل کی مد میں 9 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار 300 روپے کے فنڈز بطور سبسڈی دیئے گئے۔

(ب) حکومت پنجاب بیج/زرعی ادویات پر کوئی سبسڈی نہیں دیتی لہٰذا ان مدات میں کوئی اخراجات نہ ہوئے۔ البتہ پنجاب سیڈ کارپوریشن تصدیق شدہ اعلیٰ معیار کا بیج کسانوں کو اپنے مقرر کردہ ڈیلروں کے ذریعے فراہم کرتی ہے۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب جعلی زرعی ادویات کے تدارک کے لئے دن رات کوشاں ہے جس کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح بتدریج کم ہو رہی ہے۔ دیگر سہولیات کے ضمن میں ضلع اوکاڑہ میں 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی کی گرین ٹریکٹر سکیم، 50 فیصد سبسڈی پر زرعی آلات کی فراہمی، بلڈوزر کے استعمال میں دی گئی سبسڈی، ٹیوب ویل بورنگ اور resistivity میٹر سروے کی مدات میں کل 9 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار 300 روپے کے اخراجات ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا جز (الف) میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ضلع اوکاڑہ کو زرعی مداخل کی مد میں تقریباً دس کروڑ روپے کے فنڈز بطور سبسڈی دیئے گئے ہیں لیکن جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ حکومت زرعی ادویات پر کوئی سبسڈی نہیں دیتی۔ پھر یہ دس کروڑ روپے کی مالیت کس مد میں استعمال ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضلع اوکاڑہ میں جو آلات تقسیم کئے گئے ہیں ان میں 33 عدد planters ہیں، 11 عدد inter carriagers ہیں، 33 عدد sugar carriagers ہے،

33عدد male sellers ہیں، sugarcane planters کی تعداد 11 ہے اور speed cultivators کی تعداد 11 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ غور سے سنیں، پھر آپ کہیں گی۔۔۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): وہاں پر مختلف قسم کے زرعی آلات اور ٹریکٹرز subsidized rate پر دیئے گئے ہیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے یہی سبسڈی ہے جو کاشتکاروں کو دی گئی ہے۔ دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی دی گئی ہے اور مختلف زرعی آلات پر بھی سبسڈی دی گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: آپ مصروف کیوں تھیں؟ منسٹر صاحب! ذرا دوبارہ بتادیں ان کی کہیں مصروفیت تھی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ مختلف قسم کے زرعی آلات جن کی تعداد 264 ہے وہ چھوٹے کاشتکاروں کو پچاس فیصد سبسڈی پر فراہم کئے گئے ہیں۔ 10-2009 میں دو سو چھوٹے کاشتکاروں کو زرعی آلات نصف قیمت پر دیئے گئے ہیں جن کی مالیت دس ملین ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پھر جز (ب) میں لکھنے میں غلطی کر دی گئی ہے کہ کسی قسم کی کوئی سبسڈی نہیں دی گئی۔ اس کو پھر correct کرنا چاہئے اور میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب جعلی زرعی ادویات کے تدارک کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ضلع اوکاڑہ میں 10-2009 میں کتنی جعلی ادویات فروخت کرنے پر ڈیلرز اور دکانوں پر چھاپے مارے گئے، کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور کتنا جرمانہ وصول کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو یہ fresh question ہی بنتا ہے۔ جی، بتادیں کہ آپ نے جعلی ادویات کو پکڑنے کے لئے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میری فائل میں معلومات تھیں لیکن میں معذرت خواہ ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کو ان کے نزدیک بیٹھنا چاہئے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے دو دفعہ کہا ہے لیکن وہ mind کر جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No, Sir.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ آج کے سوالات کا صرف صفحہ دیکھ لیں اور پڑھ لیں، میں یہ نہیں کہتا کہ کیا ہو رہا ہے، لیکن میرے سوال پر ہی ایسا ہونا ہوتا ہے، اس طرح تین دن میں چار دفعہ ہوا ہے اور اس سوال کا جواب بھی غلط آیا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس سوال کو pendingکر دیں۔

جناب سپیکر: جی، سوالات pending نہیں ہو سکتے، اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو پھر بتاؤں گا، اب مجھے اپنی بات کرنے دیں۔ جی، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اوکاڑہ میں 14 سال میں 242 "ایف آئی آر" درج کی گئیں، 208 مقدمات عدالت میں ہیں، 63 افراد کو سزائیں دی گئیں اور 10 لاکھ سے زیادہ جرمانہ وصول کیا گیا۔ اس کے علاوہ زرعی ادویات کے unfit samples 44 ہیں، اوکاڑہ میں زرعی ڈیلروں کی تعداد 1343 ہے، کھاد ڈیلروں کی تعداد 145 ہے اور کھاد کے samples 377 لئے گئے ہیں جن میں سے fit samples 339 اور unfit samples 38 آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اڈیپٹو ریسرچ فارم فاروق آباد شیخوپورہ کی تفصیلات

*4010: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اڈیپٹو ریسرچ فارم فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں کن کن فصلوں پر ریسرچ کی جاتی ہے؟

(ب) مذکورہ فارم کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا مذکورہ فارم کے رقبہ میں کوئی فصل کاشت کی جاتی ہے اگر ہاں تو کون کون سی نیز سال 2006-07 اور 2007-08 کی آمدن اور اخراجات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ فارم پر تعینات عملہ کے نام مع عہدہ اور گریڈ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اڈیپٹو ریسرچ فارم فاروق آباد میں گندم، دھان اور چارہ جات کی فصلات پر ریسرچ کی جاتی ہے۔

(ب) مذکورہ فارم 36 ایکڑ 1 کنال اور 2 مرلے پر مشتمل ہے۔

(ج) مذکورہ فارم میں تجربات کے لئے گندم، دھان اور مختلف چارہ جات کاشت کئے جاتے ہیں۔ مذکورہ سالوں میں اس فارم کی کل آمدن 18 لاکھ 2 ہزار 112 روپے اور اخراجات 4 لاکھ 81 ہزار 834 روپے رہے۔ سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
2006-07	5 لاکھ 38 ہزار 624 روپے	1 لاکھ 92 ہزار 333 روپے
2007-08	12 لاکھ 63 ہزار 488 روپے	2 لاکھ 89 ہزار 501 روپے

(د) مذکورہ فارم پر تعینات عملہ کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ زراعت میں فصلات پر ریسرچ کی تفصیلات

*8621: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت میں چاول، گندم، کپاس، گنے، پھلوں اور سبزیات پر ریسرچ کے لئے انسٹیٹیوشن کہاں کہاں ہیں اور کب قائم کئے گئے؟

(ب) کیاان تحقیقاتی اداروں کاکام اہداف کے مطابق ہو رہاہے اگر نہیں توان اہداف کا حصول کتنے فیصد رہاہے؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درج بالافصلات کانام،متعلقہ تحقیقاتی ادارے کاجائے مقام اور قیام کے سال کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں!تمام تحقیقاتی ادارے اپنے اہداف کے مطابق کام کر رہے ہیں۔

ضلع سرگودھا۔زرعی کالج کی تعمیرومرمت کی تفصیلات

*8690:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانا محمد ایوب ڈپٹی ڈائریکٹر زرعی کالج ضلع سرگودھا میں عرصہ پندرہ/ بیس سال سے تعینات ہے؟

(ب) کیاحکومت پنجاب مذکورہ بالاڈپٹی ڈائریکٹر کوتبدیل کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ج) زرعی کالج ضلع سرگودھا کے لئے سال2008سے دسمبر2010تک کتنے فنڈز جاری کئے گئے ہیں اور تعمیرومرمت کاکام کس حدتک مکمل کیاگیا،تفصیل سے ایوان کوآگاہ کیاجائے؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے کہ رانامحمدایوب مورخہ89۔05۔27کوزرعی کالج ضلع سرگودھامیں بطورانسٹرکٹر تعینات ہوااور2010۔03۔20کوڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ پر ترقی پائی۔

(ب) ادارہ ہذاایک تعلیمی وتربیتی انسٹیٹیوٹ ہے اوراس ادارہ میں تدریسی تجربہ رکھنے والے سٹاف کوتعینات کیاجاتاہے۔آفیسر مذکور کا تعلق انسٹیٹیوٹ کیڈر سے ہے۔چونکہ اس کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی اور وہ فیکلٹی معاملات بھی احسن طریقہ سے چلا رہا ہے لہٰذا حکومت فی الحال اس کوتبدیل کرنے کاکوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

(ج) مالی سال09۔2008میں ادارہ ہذا کو کل 12 لاکھ 98ہزار 700 روپے کی رقم مئی 2009میں جاری کی گئی جوکہ بروقتonlineنہ ہوسکی جس کی وجہ سے09۔2008میں تعمیرومرمت کاکوئی کام نہ ہوسکااور تمام رقم مالی سال کے خاتمے پرsurrenderکردی گئی۔

سال 10-2009 میں ادارہ ہذا کو مبلغ 6 لاکھ روپے دیئے گئے۔ اس رقم سے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے منظور شدہ تخمینہ کے مطابق مندرجہ ذیل کام کروایا گیا۔

(1) رہائش ڈائریکٹر	30 ہزار روپے
(2) رہائش نمبر 01	28 ہزار روپے
(3) ہاسٹل نمبر 06	ایک لاکھ 72 ہزار 63 روپے
(4) ہاسٹل نمبر 05	ایک لاکھ 88 ہزار 561 روپے
(5) سیوریج	ایک لاکھ 81 ہزار 278 روپے

پی پی-181 قصور میں کھالوں کے پختہ کرنے کی تفصیلات

*8769: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-181 ضلع قصور میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران اس حلقہ کے کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں ان کے نمبر اور گاؤں مع تخمنیہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت مذکورہ حلقہ میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالاجات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے اور کیوں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی-181 ضلع قصور میں کل 73 کھالاجات پختہ ہیں۔

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران پی پی-181 میں تین کھالاجات پختہ کئے گئے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

نمبر شمار	سال	کھال نمبر	موضع	لاگت
1	2009-10	11819/L	چاہڑکے	12 لاکھ 81 ہزار 236 روپے
2	2010-11	81520/L	میر کوٹ	13 لاکھ 85 ہزار 780 روپے
3	2010-11	63330/R	جنڈوالا	8 لاکھ 37 ہزار 890 روپے

(ج) مالی سال 12-2011 کے لئے مندرجہ ذیل کھالوں کو پختہ کرنے کا پروگرام جاری ہے۔

نمبر شمار	کھال نمبر	موضع
1	78810/R	میر کوٹ
2	139985/R	موجوکی
3	2962/R	ڈومیلی

(د) کھال کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات حصہ داران موگہ کے ذمے ہوتے ہیں جو وہ اکٹھا کر کے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کچے کھال کی اصلاح بھی کاشتکار کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) مذکورہ حلقہ میں اس وقت 116 غیر اصلاح شدہ کھالا جات ہیں۔ کھالوں کی تعمیر پہلے آئیے پہلے پائیے اور فنڈز کی دستیابی کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کے چناؤ کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*8772: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ کی حدود میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کا نام وپتاجات بتائیں؟

(ج) ان چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کا چناؤ کون کرتا ہے اور ان کا طریق کار کیا ہے؟

(د) ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) ہر مارکیٹ کمیٹی کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں ان گاڑیوں پر سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران ہونے والے اخراجات سے آگاہ کریں؟

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع اوکاڑہ کی حدود میں 6 مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو درج ذیل جگہوں پر واقع ہیں۔

1۔	مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ	2۔	مارکیٹ کمیٹی رینالہ خورد
3۔	مارکیٹ کمیٹی دیپالپور	4۔	مارکیٹ کمیٹی حجرہ شاہ مقیم
5۔	مارکیٹ کمیٹی حویلی لکھا	6۔	مارکیٹ کمیٹی بصیرپور

(ب) ضلع اوکاڑہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر کے نام وپتاجات اس طرح سے ہیں۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	پتاجات
1	اوکاڑہ	چودھری زاہد مہر طور	رائل گارڈن ایم اے جناح روڈ، اوکاڑہ
2	رینالہ خورد	محمد طارق	ای اے ڈی اے آفس، اوکاڑہ
3	دیپالپور	سعید احمد خدری بھٹہ	نزد ڈاکخانہ بصیرپور روڈ، دیپالپور
4	حجرہ شاہ مقیم	میاں شریف ظفر جوئیہ	محلہ اسلام پورہ بالمقابل پریس کلب، دیپالپور
5	حویلی لکھا	محمد یوسف ریاض خان	موضع امین کوٹ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ
6	بصیرپور	مرزا علی رضا بیگ	احمد بیگ ہاؤس منڈی احمد آباد شہر تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ

(ج) چیئرمین کا چناؤ تشکیل شدہ مارکیٹ کمیٹی کے ممبران میں سے بذریعہ انتخاب پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 12 کے تحت ہوتا ہے جبکہ ایڈمنسٹریٹر کی تقرری حکومت پنجاب بذریعہ محکمہ زراعت بروئے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 سیکشن 33 کے تحت کرتی ہے۔

(د) سرکاری ایڈمنسٹریٹر کو مبلغ 800 روپے، سیاسی ایڈمنسٹریٹر کو 250 روپے اور چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کو 1000 روپے ماہانہ اعزازیہ کی صورت میں دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ اگر مارکیٹ کمیٹی کے پاس گاڑی ہو تو چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی دفتری امور سرانجام دینے کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔سرکاری امور کی انجام دہی پر سفری الاؤنس کی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

(ہ) ضلع اوکاڑہ کی 6 میں سے 4 مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس 4 گاڑیاں ہیں جن پر مذکورہ سالوں میں کل 11 لاکھ 79 ہزار 819 روپے کے اخراجات ہوئے۔ان گاڑیوں کی مذکورہ سالوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 10 کروڑ 5 لاکھ 13 ہزار 926 روپے اور کل اخراجات 10 کروڑ 65 لاکھ 41 ہزار 599 روپے رہے۔ سال وار / کمیٹی وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا۔مارکیٹ کمیٹیوں کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*8773: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں مارکیٹ کمیٹیوں کے کتنے دفاتر ہیں؟

(ب) ان کمیٹیوں کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے مذکورہ بالا عرصہ میں کتنی کتنی فیس وصول کی اور کن کن مدوں میں کمیٹی وار علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان کمیٹیوں کے سیکرٹری کون کون ہیں ان کے ناموں و عرصہ تعیناتی سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں مارکیٹ کمیٹیوں کے کل 5 دفاتر ہیں۔ جائے مقام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی کل آمدن 3 کروڑ 45 لاکھ 84 ہزار 83 روپے اور کل اخراجات 4 کروڑ 9 لاکھ 3 ہزار 925 روپے ہیں۔ سال وار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، فارم اور لائسنس بکس کی فروخت، کرایہ پراپرٹی، نیلامی پارکنگ سٹینڈ، کمپوزیشن فیس، فروخت ریٹ لسٹ، فروخت پلاٹس وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے مذکورہ بالا عرصہ میں کل 1 کروڑ 77 لاکھ 89 ہزار 396 روپے فیس حاصل کی۔ مدوار آمدن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ)

نام مارکیٹ کمیٹی	نام سیکرٹری	تاریخ تعیناتی
سرگودھا	میاں محمود احمد	05-07-2010
بھلوال	پوسٹ مورخہ 2011-05-13 سے خالی ہے	
کوٹ مومن	ظفر اقبال چیف انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی سرگودھا	ایڈیشنل چارج 2011-04-14
سلانوالی	مشتاق احمد ڈھڈا	09-04-2011
پھلروان	ظفر اقبال انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی سرگودھا	ایڈیشنل چارج 2011-04-14

ضلع سرگودھا۔ گندم کی پیداوار کا ہدف و دیگر تفصیلات

*9225: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 10-2009 کے دوران گندم کی کتنی پیداوار حاصل ہوئی؟

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران کتنی گندم حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں ان سالوں کے دوران گندم کا مقررہ ہدف حاصل نہ ہو سکا؟

(د) حکومت مذکورہ ضلع میں کسانوں کی فلاح و بہبود اور گندم کی بہتر پیداوار کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں مذکورہ سالوں میں گندم کی پیداوار کی تفصیل اس طرح سے ہے:

سال	پیداوار ہدف (ٹن)	پیداوار حصول (ٹن)
2009-10	6لاکھ21ہزار430	5لاکھ4ہزار950
2010-11	6لاکھ73ہزار70	5لاکھ20ہزار600

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مذکورہ سالوں میں گندم کی پیداوار کا مقررہ ہدف حاصل نہ ہوا ہے۔

(د) ضلع سرگودھا میں کسانوں کی فلاح و بہبود اور گندم کی بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے حکومتی اقدامات اس طرح سے ہیں:

- پنجاب حکومت کی طرف سے کسانوں کو 09-2008 اور 10-2009 میں بالترتیب 410 اور 412 گرین ٹریکٹر سبسڈی پر مہیا کئے گئے ہیں۔
- حکومت پنجاب نے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے سبسڈی پر جو زرعی آلات مہیا کئے ان میں 2550 سپرے مشینیں، 530 بینڈ پلیسمنٹ ڈرل، 226 ربیج ڈرل، 69 سیڈ گریڈر اور 85 پیٹر انجن شامل ہیں۔
- گندم کے موسم میں مذکورہ سالوں میں زرعی ٹیکنالوجی کی عام ترویج اور گاؤں کی سطح پر کسانوں کی تربیت کے لئے 61 ٹیموں نے 1,660 دیہات میں 42,237 کسانوں کی تربیت کی اور 22,524 کی تعداد میں زرعی لٹریچر مفت تقسیم کیا۔
- گندم کی بہتر پیداوار کے حصول کے لئے ضلع سرگودھا میں ایک ایک ایکڑ کے 236 نمائشی پلاٹ لگائے گئے ان میں مبلغ 10,000 روپے فی پلاٹ کے حساب سے زرعی مداخل مفت مہیا کئے گئے جن پر کل 23 لاکھ 60 ہزار روپے خرچ ہوئے۔
- شہری آبادی کو گھریلو سطح پر سبزیاں اگانے کے لئے "کچن گارڈننگ پروگرام" کے تحت سال 2011 کے دوران موسم گرما اور سرما کی سبزیوں کے بیجوں کے کل 5,700 پیکٹ فراہم کئے گئے۔
- 33 واک ان ٹنل اور 33 پست ٹنل کی 50 فیصد رعائتی قیمت پر فراہمی بھی مذکورہ ضلع میں کی گئی۔

ضلع سرگودھا۔پرائیویٹ و سرکاری زرعی فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9226: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے پرائیویٹ و سرکاری زرعی فارم کہاں کہاں ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ ضلع میں زرعی فارم بنانے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں پرائیویٹ زرعی فارمز کی کل تعداد ایک لاکھ 11 ہزار 597 ہے جبکہ سرکاری سطح پر ضلع سرگودھا میں زرعی تحقیق / تربیت کے لئے 6 زرعی فارمز ہیں جن کے نام اور جائے مقام اس طرح سے ہیں:

1۔ اڈیپٹو ریسرچ فارم، رسالہ نمبر 5، سرگودھا

2۔ فاڈر ریسرچ فارم، رسالہ نمبر 5، سرگودھا

3۔ سٹرس ریسرچ فارم، رسالہ نمبر 5، سرگودھا

4۔ کاٹن ریسرچ سب سٹیشن، رسالہ نمبر 5، سرگودھا

5۔ میز اینڈ ملٹ ریسرچ سب سٹیشن، رسالہ نمبر 5، سرگودھا

6۔ زرعی تربیت گاہ، رسالہ نمبر 5، سرگودھا

(ب) زرعی فارم بنانے کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی شرط عائد نہیں ہے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*9420: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے دفاتر کہاں کہاں اور کس کس شعبہ جات کے ہیں؟

(ب) ان کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ زراعت کے فارمز کہاں کہاں واقع ہیں ان فارمز کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس فصل کے فارمز ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات جن میں ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ، شعبہ توسیع، شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول، شعبہ فیلڈ، شعبہ واٹر مینجمنٹ، شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس، شعبہ انفارمیشن اور شعبہ اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ شامل ہیں، کے دفاتر موجود ہیں جن کے نام اور جائے مقام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دفاتر کے مذکورہ سالوں میں اخراجات بالترتیب25کروڑ90لاکھ43ہزار424روپے اور 25کروڑ68لاکھ67ہزار186روپے رہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ضلع میں محکمہ زراعت کے زرعی فارمز کے رقبہ جات، جائے مقام اور فصلات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں گندم پر ریسرچ کے فارمز/مراکز کی تفصیلات

*9421: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں گندم پر ریسرچ کے کتنے فارمز/مراکز/انسٹیٹیوٹ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کا رقبہ، فارم وار بتائیں؟

(ج) ان فارمز سے سال2009-10اور2010-11کے دوران کتنی گندم حاصل ہوئی؟

(د) ان دو سالوں کے دوران صوبہ میں گندم کے کون کون سے بیج متعارف ہوئے؟

(ہ) سب سے زیادہ اس وقت صوبہ میں گندم کے کون سے بیج بوئے جارہے ہیں؟

(و) ان کی فی ایکڑ پیداوار اندازاً کتنی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ میں گندم پر تحقیقی فارمز کے جائے مقام اور دیگر تفصیلات اس طرح سے ہیں:

نام/جائے مقام	رقبہ
تحقیقاتی ادارہ گندم، ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد	87ایکڑ6کنال
بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ چکوال تلہ گنگ روڈ	160ایکڑ
بارانی زرعی تحقیقاتی سٹیشن، فتح جنگ	25ایکڑ
کاٹن ریسرچ سب سٹیشن، پپلاں، میانوالی	9ایکڑ
ایرڈزون ریسرچ انسٹیٹیوٹ، بھکر	17ایکڑ
زرعی بائیوٹیکنالوجی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد	23ایکڑ
تحقیقاتی ادارہ برائے شورزدہ اراضیات، پنڈی بھٹیاں	163ایکڑ5کنال10مرلہ
علاقائی زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاولپور	136ایکڑ

(ب) اس کا جواب جز(الف) میں درج ہے۔

(ج) ان فارمز سے مذکورہ سالوں میں بالترتیب340 ٹن 20 من اور 420 ٹن گندم کی پیداوار حاصل ہوئی۔

(د) ان دو سالوں کے دوران گندم کی نئی قسم بارس 2009، آس 2010 اور آری 2011 متعارف ہوئی۔ گندم کی ایک قسم بائیوٹیکنالوجی 002 بھی آخری مراحل میں ہے۔

(ہ) اس وقت پنجاب میں زیادہ تر انقلاب 91، سحر، شفق اور فیصل آباد 2008 کاشت کی جارہی ہیں۔

(و) ان اقسام کی پیداوار فی ایکڑ اس طرح سے ہے۔

انقلاب 91: 35 تا 40 من

سحر: 40 من

شفق: 40 من

فیصل آباد 2008: 46 من

ضلع خانیوال، پنجاب سیڈ کارپوریشن کی اراضی کی تفصیلات

*9422: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے تحت خانیوال میں کتنی اراضی ہے، کتنی پر کون کون قابض ہیں؟

(ب) اس اراضی کی سال 10-2009 اور 11-2010 کی آمدن بتائیں؟

(ج) اس کی اراضی سے سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کون کون سی فصلوں کے بیج تیار کئے گئے اور کتنی مقدار میں تیار کئے گئے؟

(د) گندم، کپاس کی فصلوں کے لئے کتنی مقدار میں اس اراضی سے کون کون سے بیج حاصل ہوئے، یہ کتنی مالیت میں فروخت کئے گئے؟

(ہ) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ضلع خانیوال میں ڈیفالٹرز کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے تحت کل 6269 ایکڑ زرعی اراضی ہے جس میں 5594 ایکڑ پر 479 پٹہ داران ناجائز طور پر کاشت کر رہے ہیں۔ کارپوریشن صرف 473 ایکڑ اراضی خود کاشت کر رہی ہے جبکہ 202 ایکڑ اراضی قابل کاشت نہ ہے۔ سابقہ پٹہ داروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ خود کاشتہ 473 ایکڑ اراضی کی آمدن برائے سال 10۔2009اور 11۔2010 بالترتیب4 کروڑ57لاکھ اور5 کروڑ34لاکھ 80ہزار روپے رہی۔

(ج) خود کاشتہ 473ایکڑ اراضی سے مذکورہ سالوں میں جن فصلات کے بیج تیار کئے گئے ان کے نام اور مقدار اس طرح سے ہے۔

نام فصل	مقدار بیج (میٹرک ٹن)
گندم	722.98
کپاس	279.40
مکئی	77.69
سبزیات	76.80
دال مونگ	3.00

(د) گندم کا 722.98 میٹرک ٹن اور کپاس کا 279.40 میٹرک ٹن بیج کل 6کروڑ25لاکھ 71ہزار روپے مالیت میں فروخت کیا گیا۔

(ہ) ضلع خانیوال میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کے 479ڈیفالٹرز کے ذمے ایک ارب 31لاکھ 90 ہزار روپے واجب الادا ہیں۔ ڈیفالٹرز کے نام، پتاجات اور واجب الادا رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع خانیوال، زرعی فارمز کی تفصیلات

*9423: رانا بابر حسین: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ زراعت کے تحت کتنے زرعی فارمز ہیں یہ فارمز کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان فارمز پر اس وقت کون کون سی فصلیں کاشت کی گئی ہیں؟

(ج) ان فارمز کی سال10-2009اور11-2010 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(د) ان پر کتنے ملازمین ہیں ان فارموں میں کون کون سی مشینری ہے؟

(ہ) یہ فارمز کس کس مقصد کے لئے قائم کئے گئے تھے کیا یہ اپنے مقاصد حاصل کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ زراعت کے تین زرعی فارمز ہیں جو کہ 294 ایکڑ اور 5 کنال کے رقبہ پر مشتمل ہیں۔

(ب) ان فارمز پر کپاس، مونگ، گوارا، کی فصلات، کینو، گریپ فروٹ، امرود، انار، بیر اور آم کی فصلات کے باغات ہیں۔

(ج) ان فارمز کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 82 لاکھ 2 ہزار 831 روپے اور کل اخراجات 1 کروڑ 29 لاکھ 89 ہزار 827 روپے تھے۔ سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

سال	آمدن (روپوں میں)	اخراجات (روپوں میں)
2009-10	33 لاکھ 79 ہزار 867	57 لاکھ 5 ہزار 361
2010-11	48 لاکھ 22 ہزار 964	72 لاکھ 84 ہزار 464

(د) ان فارمز پر کل 28 ملازمین ہیں اور مشینری میں ٹریکٹر ٹرالی، ہل، روٹاویٹر، سکریپر، بوم سپرئیر، ڈسک، کراہ، باڈر ڈسک، ربیع و خریف ڈرل، بلیڈ اور بوم سپرئیر شامل ہیں۔

(ہ) تینوں فارمز "تجرباتی ماڈل فارم" کے طور پر کام کر رہے ہیں اور یہ اپنے مقاصد پورے کر رہے ہیں۔

ضلع قصور۔ گرین ٹریکٹر سکیم و دیگر تفصیلات

*9462: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت سال 09-2008 اور 2010 میں کتنے کاشتکاروں کو ٹریکٹر سبسڈی پر دیئے گئے؟

(ب) محکمہ زراعت ضلع قصور نے ناقص کھاد اور بیج فروخت کرنے والوں کے خلاف مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے مقدمات درج کرائے اور کتنی دکانوں کو سیل کیا گیا؟

(ج) ضلع قصور میں سال 10-2009 کے دوران زیادہ گندم اگاؤ مہم کے تحت کتنے کاشتکاروں نے انعامات حاصل کئے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع قصور میں گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت مذکورہ عرصہ میں کاشتکاروں کو مندرجہ ذیل ٹریکٹر سبسڈی پر دیئے گئے ہیں:

نمبر شمار	سال	تعداد ٹریکٹر
1	2008۔09	271
2	2009۔10	254
3	کل ٹریکٹر	525

(ب) ضلع قصور میں محکمہ زراعت نے ناقص کھاد فروخت کرنے والوں کے خلاف مذکورہ عرصہ میں135 مقدمات درج کرائے اور کوئی دکان سیل نہ کی گئی جبکہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ناقص / غیر معیاری بیج کی فروخت کے خلاف 14 مقدمات درج کرائے گئے۔

(ج) سال10۔2009 کے دوران گندم کا کوئی انعامی مقابلہ منعقد نہیں ہوا۔ بہر حال09۔2008 کے دوران "زیادہ گندم اگاؤ مہم" کے تحت ضلع قصور میں17 کاشتکاروں کو ٹریکٹر و دیگر زرعی آلات بطور انعامات دیئے گئے تھے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ڈیپوٹیشن پر بھیجے گئے ملازمین و دیگر تفصیلات

*9580: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں1996 سے اب تکEOLاور ڈیپوٹیشن پر بھیجے گئے ملازمین کی تعداد اور نام وعہدہ کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) EOLکے قواعد وضوابط کے بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) یکم جنوری2002 سے آج تک زرعی یونیورسٹی نے کتنے ملازمین کو کتنی چھٹی دی، چھٹی دینے کا مقصد کیا ہے اور کیوں دی گئی ہے؟

(د) ملک سے باہر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز یہ کب سے بیرون ملک کام کر رہے ہیں، کیا یہ ملازمین یونیورسٹی ہذا سے باقاعدہ اجازت حاصل کر کے کام کر رہے ہیں، اجازت نامہ کی کاپی فراہم کریں؟

(ہ) یہ اجازت کس اتھارٹی نے دی ہے، کیا یہ یونیورسٹی سے تنخواہ اور دیگر مراعات حاصل کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں1996 سے اب تکEOLاور ڈیپوٹیشن پر کل90ملازمین کو بھیجا گیا ان کے نام وعہدہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایمپلائزلیوسٹیچوٹس Leave Statutes 1989کے پیراگراف(4)40کے تحت دس سال مدت ملازمت کے حامل ملازمین پانچ سال تک EOLکسی بھی مقصد کے لئے مجاز اتھارٹی کی منظوری سے حاصل کر سکتے ہیں اور دس سال سے کم مدت ملازمت کے حامل ملازمین دو سال تک EOLمجاز اتھارٹی کی منظوری سے حاصل کر سکتے ہیں۔ سنڈیکیٹ نے اپنے اجلاس منعقدہ 23.12.06 میں حکومت پنجاب کا مراسلہ نمبر SR.II-2-56/94بتاریخ 01.12.94 اختیار کیا جس کے مطابق پانچ سال کے بعد مزید تین سال کی رخصت بغیر تنخواہ لی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ اعلیٰ تعلیم یا صحت کا مسئلہ ہو یا دیگر ایسی وجوہات جو اُس کے کنٹرول سے باہر ہوں اور مزید یہ کہ متعلقہ ملازم کی سروس10 سال سے زائد ہو اگر سروس کم از کم 2 سال ہو تو وہ5 سال تک رخصت بغیر تنخواہ لے سکتا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) EOLاور ڈیپوٹیشن کے علاوہ یکم جنوری2002 سے آج تک زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے 823ملازمین کو مختلف قسم کی چھٹی دی۔ چھٹی کا دورانیہ اور مقصد کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) اس وقت زرعی یونیورسٹی کے 4 ملازمین ملک سے باہر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور ملک سے باہر کام کرنے کا دورانیہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تمام ملازمین یونیورسٹی سے باقاعدہ اجازت حاصل کر کے کام کر رہے ہیں اجازت نامے کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) زرعی یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اپنے متعدد اجلاسوں منعقدہ 08.01.95,08.06.77اور 23.12.06 کو اپنے اختیارات جناب وائس چانسلر کو تفویض کرتے ہوئے اختیار دیا کہ وہ ملازمین کو چھٹی دینے کے معاملے میں خود ہی فیصلہ کر لیا کریں۔ جناب وائس چانسلر نے چار ملازمین کو ملک سے باہر کام کرنے کی اجازت دی ہے۔ ملک سے باہر کام کرنے والے یونیورسٹی کے ملازمین یونیورسٹی سے کوئی تنخواہ یا مراعات حاصل نہیں کر رہے ہیں۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں طلباء وطالبات کے لئے نئے ہاسٹلز بنانے کا معاملہ

*9920: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ہاسٹلز میں طلباء کی رہائش کے لئے کل کتنی گنجائش موجود ہے اور کتنے طلباء رہائش پذیر ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گنجائش سے کئی گنا زیادہ طلباء رہائش پذیر ہیں؟

(ج) کیا حکومت ضرورت کے مطابق نئے ہاسٹلز برائے طلباء وطالبات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں اس وقت 20 ہاسٹلز ہیں جن میں کل 3891 طلباء کی رہائش کی گنجائش ہے تاہم ان ہاسٹلز میں اس وقت 5951 طلباء رہائش پذیر ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) یونیورسٹی کی موجودہ عمارت کو 1970 کی دہائی میں 2500 سے 3000 طلباء و طالبات کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا تھا۔ چونکہ حکومت نے 2003 میں تمام پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کو داخلوں کی تعداد بڑھانے کا حکم دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ طلباء اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہو سکیں اس لئے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے اس حکم پر عملدرآمد کرتے ہوئے اپنے تمام شعبہ جات میں 15 فیصد داخلوں کی تعداد کو بڑھا دیا اور مزید کئی نئے ڈسپلن کا بھی آغاز کیا جس سے اب طلباء کی تعداد 11000 سے تجاوز کر چکی ہے۔ حکومت طلباء و طالبات کے رہائشی مسئلہ سے بخوبی آگاہ ہے۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد بھی پاکستان کی باقی یونیورسٹیوں کی طرح مالی مشکلات کا شکار ہے لہٰذا جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے مزید ہاسٹل تعمیر کر کے طلباء کی رہائش کے مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کر لیا جائے گا۔

صوبہ میں پھلوں اور سبزیات پر کپاس و دیگر فصلات کی Pesticides کے استعمال کی تفصیلات

*10075: چودھری احسان الحق نولاٹیا: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پھلوں اور سبزیات پر کپاس اور دیگر فصلات پر کی جانے والی pesticides ہی استعمال کی جا رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کپاس اور دیگر فصلات کی pesticides کا اثر پندرہ روز یا اس سے زیادہ رہتا ہے جبکہ پھلوں اور سبزیات کی pesticide کا اثر صرف 24 گھنٹے رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دیرپا اثر رکھنے والی pesticides والے پھل و سبزیات کھانے کی وجہ سے مختلف امراض پھیل رہے ہیں؟

(د) مذکورہ بالا بے قاعدگی کے خلاف حکومت نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں یا کیا اقدامات اٹھانا چاہتی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ کپاس اور دیگر فصلات کے لئے منظور شدہ زہریں پھلوں اور سبزیات کے لئے سفارش نہیں کی جاتیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ کپاس اور دیگر فصلات پر منظور شدہ زہروں کا اثر تقریباً پندرہ روز تک رہتا ہے جبکہ پھلوں اور سبزیات کے لئے منظور شدہ زہریں انسانوں اور جانوروں کے لئے محفوظ ہوتی ہیں اور ان کا اثر 24 گھنٹے میں زائل ہو جاتا ہے۔

(ج) دیرپا اثر رکھنے والی زہریں صرف کپاس اور دیگر فصلات پر سپرے کی جاتی ہیں جبکہ پھلوں اور سبزیات پر فوری اثر والی زہریں سپرے کی جاتی ہیں جو 24 گھنٹے کے اندر غیر مؤثر ہو جاتی ہیں۔ ایسے پھلوں اور سبزیوں کے کھانے کی وجہ سے کوئی مرض پھیلنے کا اندیشہ نہ ہے۔

(د) کیمیائی زہروں کے درست استعمال کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات اس طرح سے ہیں:

- ❖ محکمہ زراعت شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز پنجاب کی طرف سے پیسٹی سائیڈز ڈیلرز کو 15 روزہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔
- ❖ محکمہ زراعت پیسٹ وارننگ کی طرف سے تحصیل کی سطح پر ایک زراعت آفیسر کی سربراہی میں پوسٹ سکاؤٹنگ ٹیم کام کرتی ہے جو کسانوں کو زرعی ادویات کے صحیح استعمال اور حفاظتی تدابیر سے متعلق ان کے فارمز پر جا کر تربیت و راہنمائی فراہم کرتی ہے۔
- ❖ محکمہ زراعت توسیع کا عملہ ہر مرکز کی سطح پر ایک زراعت آفیسر کی سربراہی میں ہر گاؤں میں فارمر میٹنگز کا انعقاد کرتا ہے اور زرعی ادویات کے صحیح استعمال اور حفاظتی تدابیر سے متعلق کسانوں کو تربیت و رہنمائی / متعلقہ لٹریچر فراہم کرتا ہے۔

ضلع بہاولنگر-ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10166: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں ای ڈی او آفس (زراعت) میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ زراعت کے کون کون سے شعبہ جات کام کر رہے ہیں؟

(ج) محکمہ زراعت ضلع بہاولنگر 11-2010 کا کل کتنا بجٹ تھا؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی رقم کن کن منصوبوں اور فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ ہوئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر میں ای ڈی او آفس (زراعت) میں کل منظور شدہ 13 اسامیوں پر 12 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل اس طرح سے ہے:

نمبر شمار	نام پوسٹ	گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	پُر اسامیاں
1	ای ڈی او زراعت	19	1	1
2	سٹینوگرافر	15	1	1
3	اسسٹنٹ	15	1	1
4	سینئر کلرک	9	2	2
5	جونیئر کلرک	7	2	2
6	ڈرائیور	5	1	1
7	نائب قاصد	2	1	1
8	بیلدار	2	2	2
9	چوکیدار	1	1	خالی
10	سویپر	1	1	1

(ب) ضلع بہاولنگر میں ای ڈی او (زراعت) بہاولنگر کے تحت مندرجہ ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں:

1۔ زرعی (توسیع) 2۔ اصلاح آبپاشی

3۔ تجزیہ گاہ مٹی و پانی 4۔ امورِ حیوانات

5۔ جنگلات 6۔ ماہی پروری

(ج) ای ڈی او آفس (زراعت) بہاولنگر کے تحت محکمہ زراعت کے تمام شعبہ جات کا 11۔2010 کے لئے کل بجٹ 20 کروڑ 9 لاکھ 82 ہزار روپے تھا۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران مندرجہ ذیل منصوبوں پر رقم خرچ کی گئی:

نیشنل پروگرام برائے اصلاح کھالاجات	33کروڑ80لاکھ80ہزارروپے	(وفاقی حکومت کے تعاون سے)
مہم کپاس	30لاکھ10ہزارروپے	

بہاولنگر۔مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن ودیگر تفصیلات

*10167: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولنگر میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال2009-10 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) ہر مارکیٹ کمیٹی کا کتنا کتنا رقبہ ہے؟

(د) ہر مارکیٹ کمیٹی میں کتنی کتنی دکانیں کس کس جگہ پر واقع ہیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی دکانیں کس طریق کار کے تحت کرایہ، رینٹ، لیز پر دی جاتی ہیں؟

(و) ان دکانوں سے سالانہ کتنی کتنی آمدن ہوتی ہے تفصیل سے بتائیں؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل 5مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو بہاولنگر، چشتیاں، ہارون آباد، فورٹ عباس اور منچن آباد میں واقع ہیں۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سال کی کل آمدن 2 کروڑ 37 لاکھ 54 ہزار 74 روپے اور کل اخراجات 3 کروڑ 25 لاکھ 68 ہزار 226 روپے رہے۔ کمیٹی وار آمدن /اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کا رقبہ ان کی متعلقہ تحصیل کی سطح پر "نوٹیفائیڈ ایریا" پر مشتمل ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع بہاولنگر کی مارکیٹ کمیٹیوں میں دکانوں کی کل تعداد 85 ہے۔ جائے مقام / کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) متعلقہ مارکیٹ کمیٹی جب بھی اپنی پراپرٹی کرایہ / لیز / رینٹ پر دینا چاہتی ہے تو سب سے پہلے دفعہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس امر کے لئے DCO کی

سربراہی میں نیلام/آکشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جو کہ منظوری کے بعد نیلامی کے لئے کارروائی کرتی ہے۔

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 11-2010 کی کل آمدن 16لاکھ 55ہزار 82روپے رہی۔ کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع چنیوٹ، سبزی و غلہ منڈیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10168: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں واقع سبزی منڈیوں اور غلہ منڈیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں دکانات کی تعداد اور ان سے حاصل ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی کا لائسنس جاری کرنے کا طریق کار اور لائسنس فیس کیا ہے نیز چنیوٹ میں واقع منڈیوں میں لائسنس ہولڈرز کتنے ہیں اور کتنے لوگ بغیر لائسنس کے کاروبار کر رہے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع چنیوٹ میں منڈیوں کی کل تعداد 2 ہے۔ جن کے نام اس طرح سے ہیں۔

- سبزی منڈی جھنگ روڈ، چنیوٹ
- غلہ منڈی فیصل آباد روڈ، چنیوٹ

(ب) مذکورہ منڈیوں میں دکانات کی کل تعداد 181 ہے جبکہ کل سالانہ آمدن 26 لاکھ 36ہزار 332روپے اور کل سالانہ اخراجات 23لاکھ 70ہزار 554روپے ہیں۔ منڈی وار دکانات کی تعداد اور آمدن اور اخراجات کی تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے:-

نام منڈی	تعداد دکانات	آمدن	اخراجات
سبزی منڈی چنیوٹ	76	12لاکھ 8ہزار 336	12لاکھ 889
غلہ منڈی چنیوٹ	105	14لاکھ 27ہزار 996	11لاکھ 69ہزار 665

(ج) ہر وہ شخص جو زرعی پیداواری منڈیوں کے آرڈیننس 1978 کی دفعہ 6 کے تحت لائسنس حاصل کرنے کا خواہش مند ہو وہ مجوزہ فارم پر متعلقہ مارکیٹ کمیٹی کو حصول لائسنس کے لئے درخواست دیتا ہے جس کے ہمراہ کیٹیگری A کے لئے 5000 روپے اور کیٹیگری B کے لئے 1500 روپے سالانہ کے حساب سے فیس جمع کراتا ہے، مارکیٹ کمیٹی کا سیکرٹری یا اس کا

نمائندہ درخواست دہندہ کے کوائف کی پڑتال کرتا ہے جس پر کمیٹی لائسنس منظور یا نہ منظور کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔

ضلع چنیوٹ میں واقع منڈیوں میں لائسنس ہولڈرز کی کل تعداد 260 ہے اور ان منڈیوں میں کوئی بھی آدمی بغیر لائسنس کے کاروبار نہیں کر رہا ہے۔ منڈی وار تفصیل اس طرح سے ہے:

نام سبزی منڈی	تعداد لائسنس ہولڈرز
سبزی منڈی چنیوٹ	154
غلہ منڈی چنیوٹ	106

ضلع سرگودھا: پی پی۔28 میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10249: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔28 بھلوال ضلع سرگودھا میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے نام اور ان کی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کی آمدن اور اخراجات بیان فرمائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

(د) ان کمیٹیوں کی کتنی زرعی اور شہری زمین ہے؟

(ہ) ان کمیٹیوں کی دکانیں کن کن کے پاس ہیں؟

(و) ان دکانوں کو نیلام کرنے کا طریق کار کیا ہے اور کن کی نگرانی میں نیلام کیا جاتا ہے؟

(ز) ان کمیٹیوں کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کے نام بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔28 بھلوال ضلع سرگودھا میں دو مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں میں کل آمدن 78 لاکھ 18ہزار 212 روپے اور اخراجات 83لاکھ 56ہزار 412روپے رہے۔ کمیٹیوں کے نام اور سال وار آمدن اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے آمدن کے ذرائع میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، کرایہ جات پراپرٹی، فروخت فارم ولائسنس کی کاپی اور فروخت ریٹ لسٹ زرعی اجناس وغیرہ شامل ہیں۔

(د) مارکیٹ کمیٹی کا زرعی اور شہری رقبہ نہیں ہوتا۔

(ہ) مارکیٹ کمیٹی بھلوال میں کوئی دکان نہیں ہے جبکہ مارکیٹ کمیٹی پھلروان کی 23 دکانات ہیں۔ کرایہ داروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) مارکیٹ کمیٹی اپنی ملکیتی دُکان کرایہ پر دینے کے لئے قاعدہ 14 کے تحت گورنمنٹ سے منظوری لیتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس مقصد کے لئے ایک آکشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے جس کی نگرانی میں مروجہ طریق کار کے مطابق نیلامی کی جاتی ہے۔ الاٹمنٹ کمیٹی درج ذیل ممبران پر مشتمل ہوتی ہے۔

1۔	جناب ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر سرگودھا	(چیئرمین)
2۔	جناب ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر زراعت سرگودھا	(ممبر)
3۔	جناب ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت (E&M) سرگودھا	(ممبر)
4۔	جناب چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی	(ممبر)
5۔	متعلقہ منڈی کا صدر انجمن آڑھتیاں	(ممبر)
6۔	سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی	(ممبر)

(ز) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر کے نام اس طرح سے ہیں۔

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر
بھلوال	شیخ الطاف سعید
پھلروان	راناغلام سرور

ضلع سرگودھا: پی پی۔28 میں پختہ کھالاجات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*10250: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔28 بھلوال ضلع سرگودھا میں کتنے کھالاجات پختہ ہیں ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ب) اس وقت کتنے کھالاجات پختہ نہ ہیں؟

(ج) حکومت سال 12-2011 کے دوران اس حلقہ کے کتنے کھالا جات کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ان کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور ان پر کب تک کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) شعبہ اصلاح آبپاشی کے تحت پی پی-28 بھلوال، ضلع سرگودھا میں اب تک 97 کھالا جات پختہ کئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی-28 بھلوال، ضلع سرگودھا میں 173 کھالا جات پختہ نہ ہیں۔

(ج) حکومت سال 12-2011 کے دوران اس حلقہ میں تقریباً 4 عدد کھالا جات کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) ان کھالا جات کی اصلاح و پختگی کے لئے سروے اور تخمینہ لاگت ابھی تیاری کے مراحل میں ہے۔

پنجاب میں دھان کی خریداری کی تفصیلات

*10353: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب امسال دھان کی فصل کی خریداری کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو خریداری کا ٹارگٹ کتنا مقرر کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب سرکاری سطح پر دھان کی خریداری نہیں کرتی بلکہ وفاقی حکومت ضرورت پڑنے پر پاسکو کے ذریعہ دھان کی خریداری کے اقدامات اٹھاتی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

کچن گارڈن کے منصوبہ کی تفصیلات

*10422: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کچن گارڈن کا منصوبہ کب شروع کیا گیا تھا اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس منصوبے پر سال2009-10اور2010-11 کے دوران کتنی رقم کس کس مقصد کے لئے خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس منصوبہ کی out put کی تفصیل مع خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس منصوبے کے تحت کتنے ملازم رکھے گئے ہیں اور ان کے ان دو سالوں کے اخراجات، تنخواہوں/ٹی اے،ڈی اے سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران اس منصوبہ کے لئے کتنی رقم سرکاری گاڑیوں پر خرچ ہوئی اور کتنی نئی گاڑیاں خرید کی گئیں؟

(و) اس منصوبے کے تحت ان سالوں کے دوران کون کون سے دفاتر کس کس جگہ کتنی رقم سے بنائے گئے؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ منصوبہ گزشتہ مالی سال2010۔11 میں شروع کیا گیا تھا۔اس کا مقصد عوام الناس خصوصاً شہری آبادی میں گھریلو پیمانے پر صاف ستھری سبزیوں کا حصول تھا،نیز مہنگائی کے اس دور میں سبزیوں کے خرچے کا بوجھ بھی عوام پر کم سے کم ہو۔

(ب) اس منصوبے کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی۔

(ج) اس منصوبے کے تحت سبزیوں کے 30ہزار پیکٹ لوگوں میں معمولی قیمت(50روپے فی پیکٹ)پر فروخت کئے گئے اور اس کی باقاعدہ مانیٹرنگ بھی کی گئی۔

(د) اس منصوبے کے لئے کوئی نیا ملازم بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) اس منصوبے کے لئے کوئی نئی گاڑی نہ خریدی گئی بلکہ موجودہ گاڑیوں پر ہی بغیر اضافی خرچ کے اس کام کو سرانجام دیا جا رہا ہے۔

(و) اس منصوبے کے تحت کوئی نیا دفتر قائم نہیں کیا گیا بلکہ موجودہ دفاتر میں ہی کچن گارڈننگ کے تمام امور نمٹائے جا رہے ہیں۔

محکمہ زراعت (توسیع، تطبیقی تحقیق) میں کنٹریکٹ ڈی ڈی اوز زراعت (توسیع) کی خلاف رولز ریگولرائزیشن

*10460: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت (توسیع) کے مروجہ سروس رولز 2007 کیا تھے؟

(ب) کیا ان سروس رولز میں پروموشن کوٹا 90 فیصد مختص کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پر فوراً عملدرآمد نہیں کیا گیا، جب کہ پرانے سروس رولز 1980 مورخہ 07-06-12 کو منسوخ (Repeal) ہو چکے تھے؟

(د) نئے رولز کے نافذ العمل ہونے پر ریگولر زراعت آفیسرز کو ان کے کوٹا کے مطابق ترقی نہ دینے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا نئے سروس رولز 07-06-12 کے آجانے کے بعد کنٹریکٹ پر بھرتی شدہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسرز زراعت (توسیع) کو 90 فیصد کوٹا کے مطابق ان کا حق ملنا چاہئے تھا یا نہیں؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت پنجاب نے لاہور ہائیکورٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پروموشن کوٹا کو نظر انداز کر کے کنٹریکٹ پر بھرتی شدہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسرز کو ریگولر کیا اس کی وجوہات بیان فرمائیں کیونکہ قانوناً پروموشن کوٹا کو پہلے پورا کرنا ہوتا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت (توسیع) کے مروجہ سروس رولز "دی پنجاب ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ (توسیع اور اڈاپٹیو ریسرچ ونگ) سروس رولز 2007 بمطابق نمبر SOR-III(S&GAD)1-4/2007 مورخہ 12- جون 2007" کے مطابق ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) / ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (فارم) / اسسٹنٹ ڈائریکٹر (فارم) اور اسسٹنٹ پبلیسٹی آفیسر (بی ایس 18) کی 90 فیصد اسامیاں زراعت آفیسرز / فارم مینجر (بی ایس 17) میں سے بذریعہ پروموشن پُر کی جاتی ہیں اور 10 فیصد براہ بذریعہ پبلک سروس کمیشن تقرری کی جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں! ان سروس رولز میں پروموشن کوٹا 90 فیصد مختص کیا گیا تھا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ سروس رولز 2007 پر فوراً عمل کیا گیا۔ 2007 سے اب تک 43 زراعت آفیسرز / فارم مینجر (بی ایس 17) صاحبان کو ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (توسیع) ڈپٹی دسٹرکٹ آفیسر (فارم) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (فارم) اور اسسٹنٹ پبلیسٹی آفیسر کے عہدے پر 90 فیصد

کوٹا کے تحت ترقی دی گئی اور 50 زراعت آفیسرز / فارم مینجر کی ترقی کا کیس مجاز اتھارٹی کو بھیجا جارہا ہے۔

(د) نئے رولز کے نافذ العمل ہونے پر ریگولر زراعت آفیسرز کو 90 فیصد کوٹا کے مطابق تمام خالی ہونے والی اسامیوں پر ترقی دی جارہی ہے اور 2007 سے اب تک کوئی بھی براہ راست بھرتی نہ کی گئی ہے اور نہ ہی 90 فیصد کوٹا مکمل ہونے تک براہ راست بھرتی کی جائے گی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ تاہم وضاحت کی جاتی ہے کہ سروس رولز 1980 کے تحت 28 ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) ڈپٹی ڈسٹرکٹ زراعت آفیسر (فارم) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (فارم) اور اسسٹنٹ پبلیسٹی آفیسر (بی ایس 18) مورخہ 07-04-04 کو پانچ سال کے لئے بھرتی کئے گئے جبکہ سروس رولز 2007 مورخہ 07-08-12 کو جاری ہوئے۔ نئے سروس رولز کے تحت 14 اسامیاں براہ راست پُر کی جاتی ہیں جبکہ 31 اسامیاں پہلے پرانے سروس رولز کے تحت پُر کی جاچکی تھیں۔ تاہم حکومت پنجاب کی کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کی پالیسی کے تحت صرف 10 ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) / ڈپٹی ڈسٹرکٹ زراعت آفیسر (فارم) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (فارم) اور اسسٹنٹ پبلیسٹی آفیسر (بی ایس۔18) کو ریگولر کیا گیا۔ باقی 18 کنٹریکٹ ملازمین کا کیس عدالتی فیصلہ کے مطابق حل کیا جائے گا۔

(و) لاہور ہائیکورٹ نے 10 کنٹریکٹ پر کام کرنے والے افسران کو ریگولر کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال کی جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ عرصہ میں ضلع اوکاڑہ کو زرعی مداخل کی مد میں 9 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار 300 روپے کے فنڈز بطور سبسڈی دیئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، اب Question Hour over ہوگیا ہے، آپ کے پاس جو کچھ ہے انہیں لکھ کر دے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ برادرز شوگر مل کسانوں کو ادائیگیاں نہیں کررہی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کل اس وقت نہیں تھے، میں نے اسی وقت ایگری کلچر منسٹر صاحب کو کہا تھا، انہوں نے آپ کا پیغام ادھر پہنچا دیا ہے اور اس پر notice لیا جا رہا ہے۔ منسٹر صاحب! ہمارے شوگر کین کے کاشتکاروں کو پیسوں میں دقت آ رہی ہے اور تول میں بھی کچھ خرابی آ رہی ہے آپ اس کا فوری طور notice لے کر اس House کو inform کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے یہ تو پوچھیں کہ کون سی شوگر مل ہے؟ ان کو تو یہ بھی پتا نہیں۔۔۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! برادر شوگر مل۔

جناب سپیکر: جی، ان کو شوگر مل کے نام کا پتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان سے پوچھیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چونیاں اور مکہ دو شوگر ملز ہیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بتا دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیجئے۔۔۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ! آپ بڑی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر آ رہی تھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جو انہوں نے کہا ہے، آپ ان سے پتا کر لیں۔ آپ اتنا غصہ کیوں کرتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! غصہ کی بات نہیں ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان کو بلوائیں، نہ تو وہ payment کر رہے ہیں بلکہ وہ کٹوتیاں کر رہے ہیں، وہ ظلم کر رہے ہیں کیونکہ باہر سے کسان بے چارے 13 سے 14 فیصد سود پر پیسے لے رہے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوئے کتنی دیر ہو گئی ہے لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں کہ میں نے آپ سے کتنی دفعہ درخواست کی ہے کہ یہ میرے حلقے کا ایک burning issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کے burning issue کو کل ہی ان کے گوش گزار کر دیا ہے، انہیں کہا گیا ہے کہ آپ اس بارے میں رپورٹ لیں اور جلد از جلد House کو بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کے کین کمشنر صاحب کو یہاں بلائیں، اگر میں ثابت نہ کر دوں کہ لوگ CPR لئے مارے مارے پھر رہے ہیں، on the floor of the House پر بلاوجہ ایک بات کی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ payment ہو رہی ہے لیکن میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ یہ payment نہیں ہو رہی کیونکہ میرے پاس CPR موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، کل کین کمشنر صاحب کو ادھر بلائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کل کین کمشنر کو ادھر بلا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں گزارش یہ کرنا چاہ رہی تھی کہ کل مسلم لیگ (ن) کے جنرل کونسل کے الیکشن ہوئے ہیں اور خادم اعلیٰ صاحب پنجاب کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ دہرا معیار نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، this is no point of order. Let me proceed further، جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی موجودگی میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! زرداری صاحب جو ایوان صدر میں بیٹھا ہوا ہے کیا ان کا دہرا معیار نہیں ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: جی، No cross talk. I say, order in the House. جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! پنجاب کے اندر 150 مارکیٹ کمیٹیاں ہیں آپ چیک کر لیں ان میں سے 80 مارکیٹ کمیٹیاں خسارے میں جا رہی ہیں جس کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے ریونیو کو بہت بڑا loss ہو رہا ہے اور اس کی روک تھام کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے۔ Kindly میری

گزارش ہے کہ کم از کم ان مارکیٹ کو کمیٹیوں کو بند کر دیا جائے جو اس وقت نقصان میں جا رہی ہیں اور وہی ریونیو جو عوام کی جیبوں سے نکال کر۔۔۔

جناب سپیکر: جی، written میں کوئی چیز لائیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں written بھی دے دوں گا لیکن میری ایک گزارش ہے کہ جو سیاسی لوگ Administrators لگائے گئے ہیں۔ وہ سیاسی ایڈمنسٹریٹر جو کہ اپنی گاڑیوں پر ہوٹر یعنی نیلی لائٹیں لگا کر سر عام بازاروں میں گھوم رہے ہیں اور لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ وہ کس اتھارٹی کے تحت پرائیویٹ گاڑیوں پر ہوٹر استعمال کر رہے ہیں؟

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں، تحریک استحقاق نمبر 9 جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لیکن میرے خیال میں انہوں نے کوئی request بھیجی ہے لہذا ان کی تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 10 علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی ہے۔ نیازی صاحب! آپ کو بڑا خوبصورت نمبر ملا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میرے پاس جو تحریک استحقاق ہے اس پر 4 نمبر لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! sorry، 10 نمبر لکھا ہوا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اپنی سیٹ پر ہی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے، آپ کی سیٹ ادھر ہے۔

جناب علی حید نور خان نیازی: جناب سپیکر! نہیں، یہ میری سیٹ ہے اور allotted seat پر میرا نام لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

ڈپٹی سیکرٹری فاریسٹ اینڈ وائلڈ لائف کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ مورخہ 24۔ مئی 2011 کو محکمہ جنگلات کی لکڑی کی نیلامی ہمارے حق میں ہوئی تھی، ہم نے قواعد کے مطابق مکمل payment کر دی ہے لیکن ڈپٹی سیکرٹری فاریسٹ اینڈ وائلڈ لائف شاہد اعوان فائل روک کر بیٹھا ہے کہ جب تک مجھے میرا حصہ نہیں دو گے تب تک میں یہ آرڈر جاری نہیں کروں گا، تو میں یکم مارچ 2012 بروز جمعرات بوقت ایک بجے دن ان آدمیوں کے ساتھ متعلقہ ڈپٹی سیکرٹری کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ قانون کے مطابق open auction کے تحت نیلامی ہوئی تھی اور ان بندوں کو ٹھیکہ ملا تھا لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک آپ نے آرڈر نہیں کئے اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ آپ اس جائز کام کے بدلے بھی پیسوں کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں تو یہ بات نامناسب ہے جس پر ڈپٹی سیکرٹری مذکور سیخ پا ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہاں میں پیسے مانگتا ہوں اور یہ پیسے میں صرف اپنے لئے نہیں بلکہ اس میں سیکرٹری جنگلات کا بھی share ہوتا ہے جو اسے دینا ہوتا ہے۔ لہذا آپ نے جو کرنا ہے کر لیں لیکن میں پیسوں کے بغیر یہ آرڈر نہیں کروں گا۔ ایک سرکاری ملازم کی اس طرح جائز کاموں میں بھی سرعام رشوت طلب کرنا اور پھر اس پر مصر رہنا نہ صرف گورنمنٹ کی اتھارٹی کو challenge کرنے کے مترادف ہے بلکہ قواعد وضوابط کے مطابق وہ افسر سرکاری نوکری کے بھی اہل نہیں ہے اور پھر اس کا ایک منتخب نمائندے کے ساتھ اس طرح بدتمیزی سے پیش آنا انتہائی نامناسب ہے۔ ڈپٹی سیکرٹری مذکور کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! تحریک استحقاق نمبر 10۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو Privileges Committee کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو Privileges Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک انتہائی اہم مسئلے پر بات کرنے کی اجازت فرمائی۔

جناب سپیکر: مجھے مسئلے کا پتا چلے گا تو پھر اجازت کی بات آگے بڑھے گی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک ایسی بیماری کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ضلع بھکر کے گاؤں سولہ کا پورا خاندان جن کی کل تعداد سو افراد پر مشتمل ہے وہ آنکھوں اور ذہنی امراض میں اس طرح سے مبتلا ہیں کہ ان کا سو افراد کا پورا گھرانہ آنکھوں کی روشنی سے محروم ہو گیا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے، رانا ثناء اللہ خان صاحب تشریف فرما ہیں ان سے بھی یہ گزارش ہے کہ یہاں سے فوری طور پر ایک ٹیم بھیجی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے رابطہ قائم کریں، میں بھی ان سے کہوں گا۔

ضلع بھکر میں بروقت بارش نہ ہونے سے بارانی علاقہ کو آفت زدہ قرار دینے کا مطالبہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! اسی طرح ایک اور انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ضلع بھکر میں چنے کی فصل خراب ہو گئی ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ وہاں پر بارانی علاقہ ہے اور ان کا سارا انحصار باران رحمت پر ہوتا ہے۔ اس دفعہ وہاں پر بارشیں وقت پر نہیں ہوئیں اور اس کے علاوہ سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے چنے کی فصل تباہ برباد ہو گئی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ علاقہ چنے کی ضروریات پوری کرنے کے لئے پورے پاکستان کے اسی فیصد علاقہ کو cater کرتا ہے، اس کے علاوہ ملٹری کی ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس علاقے کو آفت زدہ declare کیا جائے اور اس کے علاوہ زمینداروں، کاشتکاروں کے جو واجبات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بات سنیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: وزیر زراعت صاحب! آپ کو تو پتا ہے آپ ہمارے علاقے سے belong کرتے ہیں وہاں پر بارشیں نہیں ہوئیں اور سردی کی وجہ۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب! وہ اس علاقے کو آفت زدہ declare کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس علاقے کو آفت زدہ declare کیا جائے، مالیہ اور دیگر واجبات معاف کئے جائیں۔ اس کے علاوہ فیڈرل گورنمنٹ کو لکھا جائے کہ ان کے زرعی قرضہ جات کو بھی defer کیا جائے۔ میری آپ سے یہ اپیل ہے کیونکہ پورے بھکر کے 18 لاکھ عوام کا مسئلہ ہے اور ان کے جینے مرنے کا سوال ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب نے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ واقعی وہاں پر چنے کی فصل خراب ہو گئی ہے۔ ایک تو وہاں پر بارشیں نہیں ہوئیں اس کے علاوہ کورے کی وجہ سے ان کی فصل شدید متاثر ہوئی ہے اور almost چنے کی فصل تباہ ہو گئی ہے۔ محکمہ زراعت کو میں نے کہہ دیا ہے کہ فوری طور پر اس کا سروے کرائیں اس کے بعد اس سلسلے میں چیف منسٹر کو سمری بھیجیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب والا! اسی طرح اگر آپ سیکرٹری ہیلتھ کو بھی kindly direct کر دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: ابھی پارلیمانی سیکرٹری صحت تشریف لائیں گے تو ان سے بھی بات کر لی جائے گی۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! ہدیٰ شوگر مل سانگلہ ہل دو ماہ سے زمینداروں کی payment نہیں کر رہی، چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں بے چارے رل رہے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں کین کمشنر کو بلائیں، شوگر مل مالکان کو بھی بلائیں تاکہ ان سے کوئی بات ہو سکے اور غریب کاشتکاروں کا مسئلہ حل ہو سکے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بات کو serious لیا جائے کیونکہ کسی کی بچی کی شادی ہے، کوئی بیمار پڑا ہے لیکن شوگر مل مالکان payment کرنے پر رضامند نہیں ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 291/12 ہے۔

چوہدری طارق محمود باجوہ: جناب والا! میں نے کچھ گزارش کی ہے اس پر غور فرمائیں اور جیسا کہ شیخ صاحب نے بھی کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب کین کمشنر آئیں گے آپ بھی ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

چوہدری طارق محمود باجوہ: جناب والا! میری گزارش ہو گی کہ مل مالکان کو بھی بلالیں اور اس کے لئے کوئی حکم جاری فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا ہے؟

چوہدری طارق محمود باجوہ: جناب والا! مل مالکان کو بھی بلالیں تاکہ زمینداروں کو payment تو ہو سکے۔

جناب سپیکر: پہلے کین کمشنر کو بلا کر پوچھتے ہیں کہ payment کیوں نہیں ہو رہی، مل مالکان کو میں یہاں پر کیسے بلاؤں؟

چوہدری طارق محمود باجوہ: جناب والا! وہ تو کہتے ہیں کہ پوری payment کر چکے ہیں اب ہم ان غریبوں کو کیا جواب دیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جو ہمارے محترم ممبر کہہ رہے ہیں آپ اس بات کو اس طریقے سے دیکھیں کہ کین کمشنر تو ان کو کچھ کہہ ہی نہیں سکتا۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ مالکان کو بلائیں، ان کا جو responsible آدمی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کو کیوں بلاؤں، قانون کے مطابق ان کے ساتھ نمٹا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے environment پر ایک کمیٹی بنائی تھی اس کا بھی اسی لئے کچھ نہیں ہوا کہ ہم irrelevant لوگوں کو بلاتے ہیں۔ وہ یہاں پر آتے ہیں ہمارا اور آپ کا وقت ضائع کر کے چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا کین کمشنر اس معاملے میں irrelevant ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر relevant ہے تو انہیں payment نہ کروا دے۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے ان کو کل یہاں بلوانے دیں پھر اس کے بعد بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! چلیں آپ مل کا نمائندہ بھی بلوالیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پہلے کین کمشنر کی بات سن لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: کم از کم ان کا نمائندہ تو بلوالیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں ان کو اس طرح سے نہیں بلوا سکتا، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ منسٹر صاحب کو کہیں کہ ان کو بھی بلوائیں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں بُلا سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر آپ حکم کریں تو کل سارے CPR اکٹھے کر کے لے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ لے آئیں پھر بات کریں گے۔ تحریک التوائے کار نمبر 12/291 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

لاہور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ کا رجسٹریشن اینڈ ایڈمشن پر اسیسنگ فیس کے نام پر طالب علموں سے لاکھوں روپے بٹورنا

محترمہ قمر عامر چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 20۔فروری 2012 کے مطابق لاہور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ نے انٹرمیڈیٹ کے رجسٹریشن اینڈ ایڈمشن فارم پر پراسیسنگ فیس کے نام پر طالب علموں سے لاکھوں روپے بٹورنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ رجسٹریشن کی فیس -/700 روپے ہونے کے ساتھ -/100 روپے پراسیسنگ فیس لینی شروع کر دی ہے جبکہ امتحانات کے انعقاد پر چند لاکھ روپے ہی خرچ کئے جائیں گے۔ بورڈ کی طرف سے آن لائن سسٹم کے تحت داخلہ فارم جمع کرانے کے 170 سنٹرز بنائے گئے ہیں۔ تاہم آن لائن سسٹم طالب علموں کی سمجھ سے بالاتر ہے اور سنٹرز خالی پڑے ہیں۔ طالب علموں کو جہاں مینوئل طریقے سے فارم جمع کرانے کی اجازت پر مافیا سرگرم ہو گیا اور چند صفحات پر مشتمل فارم -/100 روپے بنک میں فروخت ہونے لگا جس سے طالب علموں کی جمع پونجی فارم کے حصول کے لئے خرچ ہونے لگی۔ بات اس امر کی ہے کہ بورڈ نے امتحانات کا انعقاد کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ریلیف دینے کی بجائے طالب علموں کو

نئی نئی مشکلات میں ڈالا جارہا ہے جس کی وجہ سے قوم کے مستقبل کے معمار امتحانات دینے سے قبل ہی ذہنی اذیت میں مبتلا ہوگئے ہیں۔انٹر میڈیٹ بورڈ لاہور کی جانب سے طلباء کے لئے مشکلات پیدا کرنے پر طلباء میں سخت کشیدگی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہوگی کہ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 291/12 کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 293 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے ان کی طرف سے بھی request آئی ہے لہذا اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 295/12 کو take up کرتے ہیں۔

لاہور کے سرکاری و نجی ہسپتالوں کے ارد گرد سینکڑوں لیبارٹریاں ہسپتالوں میں داخل مریضوں میں خون کی شکل میں موت بانٹنے میں مصروف

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" لاہور مورخہ 21-فروری 2012 کے مطابق لاہور کے سرکاری و نجی ہسپتالوں کے گرد و نواح میں سینکڑوں کیمیکل لیبارٹریاں ہسپتالوں میں داخل مریضوں کو خون کی شکل میں نہ صرف موت بانٹ رہی ہیں بلکہ اس خون کے لگنے سے مریض ہیپاٹائٹس میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ لیبارٹریوں میں فروخت ہونے والا خون نشئی افراد فروخت کرتے ہیں یا یہ خون ہسپتال کے بلڈ بنک سے غائب کیا جاتا ہے جو فوت ہو جانے والے مریضوں کے لواحقین کا ہوتا ہے ۔یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہسپتالوں کے باہر لیبارٹریاں زیادہ تر ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹرز اور سٹاف کی ملکیت ہیں۔ان لیبارٹریوں میں ٹیسٹ نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ تمام ٹیسٹ سرکاری ہسپتالوں کی لیبارٹریوں سے کروا کر مریضوں سے پیسے بٹورے جاتے ہیں۔اس صورتحال کو چیک کرنے کے لئے جب محکمہ ہیلتھ کے متعلقہ افسران سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی قانون نہیں کہ وہ کارروائی کریں۔صورتحال کی

سنگینی کے پیش نظر عوام الناس نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ عوام کی جان و مال سے کھیلنے والوں کے خلاف فوری ایکشن لیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محرک کی اس تحریک کے تناظر میں جو متعلقہ rules and laws ہیں انہیں revisit کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ محکمے کو ہدایت کی گئی ہے کہ بڑے ہسپتالوں کے گردو نواح میں جتنی بھی لیبارٹریاں ہیں ان کے سٹینڈرز اور ان کو خون فراہم کرنے کی جو position otherwise ہے ان کو دوبارہ چیک کیا جائے۔ اس کی condition کے متعلق ای ڈی او خود سرٹیفکیٹ جاری کرے کہ وہاں پر مریضوں کے لئے صحیح خون لینے اور پھر اسے فروخت کرنے کا سلسلہ ہو رہا ہے۔ ویسے بھی تمام ہسپتالوں کے پاس اپنے بلڈ بنک ہیں اس لئے جو مریض داخل ہوتے ہیں انہیں باہر سے خون لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر اس قسم کی کوئی شکایت موصول ہو تو اس پر موثر کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: Not pressed لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 296/12 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا نیلامی کے بغیر پارکنگ سٹینڈ کا ٹھیکہ من پسند افراد کو دینے سے حکومت کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" لاہور مورخہ 21-فروری2012 کے مطابق سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے 200 سے زائد پارکنگ سٹینڈز نیلامی کے بغیر من پسند لوگوں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ ان سٹینڈز کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین ٹیکس کلکٹروں کے حوالے کر دیا گیا ہے اور یہ اہلکار نیلام نہ ہونے کی وجہ سے سٹینڈز کو یومیہ بنیادوں پر چلوا رہے ہیں۔ یہ ٹیکس کلکٹرز اپنی مرضی سے ریٹ فکس کرتے ہیں اور ملی بھگت کر کے خزانہ کو ماہانہ 70 لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے متعلقہ اہلکاروں کی مبینہ اور خود ساختہ ٹھیکیداروں سے ملی بھگت اور لوٹ مار پر عوامی حلقوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ ان کا کہنا

ہے کہ معاملہ کی تحقیقات کروا کر ذمہ داروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 296 کے متعلق عرض ہے کہ یہ خبر درست نہ ہے، پارکنگ سٹینڈز کو ٹھیکہ جات پر دینے کے لئے نیلامی کی کارروائی باقاعدہ اخبار اشتہار کے بعد نیلام کمیٹی کے زیر نگرانی عمل میں لائی جاتی ہے اور کامیاب بولی دہندہ کو مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد ورک آرڈر جاری کیا جاتا ہے۔اب تک چھ سے زائد بولیاں کروائی جا چکی ہیں اور اب تک 5 کروڑ سے زائد کی رقم داخل خزانہ سرکار ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، not pressed لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 308/12 جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی طرف سے ہے۔موجود نہیں ہیں اور مجھے کچھ بتایا بھی نہیں گیا لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 313/12 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

لاہور کے سرکاری کالجوں کی طالبات کو ٹرانسپورٹ کی سہولت نہ ملنے سے پریشانی کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 17۔فروری 2012 کے مطابق لاہور سرکاری کالجوں کی طالبات ٹرانسپورٹ کی عدم سہولت سے پریشان والدین ذہنی اذیت کا شکار، تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں قائم خواتین کے 28 سرکاری کالجوں کی 26 ہزار سے زائد طالبات کالج ٹرانسپورٹ کی شدید قلت کے باعث سخت مشکلات اور والدین ذہنی اذیت کا شکار ہیں۔28 میں سے 19 کالجوں کے پاس بسوں کی سہولت سرے سے موجود ہی نہیں جبکہ صرف 9 کالجوں کے لئے 16 بسیں مختص ہیں۔پبلک ٹرانسپورٹ میں طالبات کو طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبائی دارالحکومت کے عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم و غصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:لاء منسٹر صاحب!اس تحریک التوائے کار کا جواب آیا ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اسے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر:.pended till next week اگلی تحریک التوائے کار 321/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے یہ پیش ہوچکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ابھی اس کا جواب نہیں آیا اس لئے آپ اسے بھی pending فرمادیں۔

جناب سپیکر:pending till next week اگلی تحریک التوائے کار نمبر 324 ڈاکٹر زمرد یاسمین راناصاحبہ کی طرف سے ہے۔

راناتنویر احمد ناصر:اسے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر:ایسے pending نہیں ہوتیں۔جب تک مجھے کوئی نہ کہے،ایسے تو نہیں ہوتا۔جو اپنے آپ کو یہاں موجود نہیں رکھتے ان کو کیا حق پہنچتا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔موجود نہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:وہ اسلام آباد گئے ہیں۔

جناب سپیکر:مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ،چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا اور چودھری شوکت محمود بسراء کی طرف سے ہے۔None of them is present اور ہمارے پاس کوئی information نہ آئی ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محمد عباس راں صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اب ہم قرار دادیں لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:یااللہ خیر۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، نہیں۔انشاء اللہ خیر ہی ہے۔

جناب سپیکر: کبھی ہوئی تو نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی بالکل ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ابھی پنجاب سپورٹس فیسٹیول کے تحت ہمارے ضلع میں جو مقابلے ہوئے ہیں ان میں میرے حلقہ کی ٹیم نے چیمپیئن شپ جیتی ہے اور وہ سٹرائیکر کرکٹ کلب چونیاں کی ٹیم تھی۔آپ کو سن کر افسوس ہو گا کہ سپورٹس آفیسر اکبر معراج نے اس ٹیم کا ایک لڑکا بھی ڈویژنل level پر نہیں کھلایا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملے پر توجہ دیجئے۔اس ٹیم کے funds بھی کھائے گئے اور یہ اسی اکبر معراج نے کھائے ہیں۔اگر یہ غلط ہو تو میں اس کا جواب دہ ہوں ورنہ اس اکبر معراج کو بلایا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے؟آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں کیونکہ سپورٹس کے لحاظ سے ضلع قصور کے تمام معاملات مشکوک ہیں۔ہو سکتا ہے کہ آپ کے حلقے کی ٹیموں کے ساتھ انہوں نے زیادتی نہ کی ہو لیکن میرے حلقے کی ٹیم جو کہ Championship جیتی ہے اس کو ignore کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کل اکبر معراج، ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر قصور کو بُلایا جائے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آصف بشیر بھاگٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! اس ایوان میں پچھلے دو ماہ میں تقریباً کوئی دو درجن مرتبہ حزب اختلاف کے ممبران کے صوابدیدی funds کے حوالے سے بات ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: بھاگٹ صاحب! جب راجہ ریاض صاحب آئیں گے تو پھر ان سے پوچھیں گے۔راجہ صاحب کو آنے دیں پھر ان دونوں صاحبان سے میں پوچھوں گا۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں راجہ صاحب سے اور نہ ہی وزیر قانون سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب اور وزیر قانون کی آپس میں کوئی commitment ہوئی ہے۔

ایوان میں معزز وزیر قانون کی متعدد بار یقین دہانی کے باوجود معزز ممبران حزب اختلاف کے ترقیاتی فنڈزRelease نہ کرنا

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! کوئی ایسی commitment نہیں ہوئی۔اس دن وزیر قانون صاحب نے پورے House کی موجودگی میں یہاں پر فرمایا تھا کہ ہم نے کمشنر صاحبان کو convey کر دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ پہلے ہم نے انہیں convey کیا تھا کہ آپ ان کے estimates اور survey conduct کر لیں۔اس کے بعد ہم convey کر دیں گے کہ ان کے funds release کر دیں۔اس دن وزیر قانون نے کہا تھا کہ ہم نے سارے کمشنر صاحبان کو convey کر دیا ہے۔میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس House میں سیاسی لحاظ سے یا دیگر موضوعات پر ہم اپنی بات سے ہٹ کر اختلاف رائے بھی کرتے ہیں اور یہاں پر جھوٹ کا بھی تھوڑا بہت سہارا لیا جاتا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں ہمارے وزیر صاحبان یا ارباب اختیار لوگوں کو اسمبلی کے floor پر وہی بات کرنی چاہئے جس پر وہ پورا اتر سکتے ہوں۔میں نے اپنے ڈی سی او سے پوچھا ہے اور اس نے کہا ہے کہ ہمیں یہ convey کیا گیا ہے کہ آپ نے بتانا یہی ہے کہ ہمیں convey ہو گیا ہے لیکن آپ نے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کے funds release نہیں کرنے۔یہ اس صوبے کے taxes کے ذریعے collect کئے گئے پیسے ہیں اس لئے یہ صوبے کے تمام ممبران کو ملنے چاہئیں۔یہ کوئی اتنے زیادہ funds نہیں ہیں۔آج سے چار سال پہلے 80/80 لاکھ روپے کے funds دیئے جاتے تھے اور آج بھی اتنے ہی ہیں جبکہ مہنگائی کی وجہ سے اس کی value اب دس لاکھ روپے رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر: بھاگٹ صاحب! راجہ صاحب کو آنے دیں پھر اس پر بات کریں گے۔اب مجھے قرارداد یں take up کرنے دیں۔آپ بلاوجہ وقت ضائع نہ کریں اور مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! مسلم لیگ(ن) کے ممبران کو پچیس پچیس کروڑ روپے کے funds جاری کئے گئے ہیں تو دل پر پتھر رکھ کر حزب اختلاف کے ممبران کے لئے 80/80 لاکھ روپے کے funds جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر: بھاگٹ صاحب! اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی طرف سے لکھا ہوا آیا ہے کہ:

"It would be kind of you if you are pleased to keep pending my Resolution concerning “construction of

drinking water points for Animals on Minors and Distributaries" standing at Sr. No.1 in the list of Resolutions being submitted to the Assembly today the 6th February 2012."

تو چودھری ظہیر الدین خان صاحب کی قرارداد کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! میں نے جو گزارش کی ہے اس پر وزیر قانون صاحب سے جواب لے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے جو گزارش کی تھی وہ آپ نے نہیں سنی۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ راجہ ریاض صاحب کو آ جانے دیں۔ میں دونوں صاحبان کے ساتھ بیٹھ کر بات کروں گا اور پھر آپ کو صورتحال سے آگاہ کروں گا۔

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! یہ دونوں صاحبان بیس مرتبہ اکٹھے بیٹھ چکے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا۔اس دن وزیر قانون نے House میں بات کی ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے کمشنر صاحبان کو convey کر دیا ہے۔آپ ان سے صرف اتنا پوچھ لیں کہ کیا انہوں نے واقعی کمشنر صاحبان کو convey کیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: میں معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت سپیکر گیلری میں سعودی مہمانان گرامی Dr. Saleh Bakr Al. Tayar, Majdi Y.Kurdi اور ان کے ساتھی تشریف فرما ہیں تو ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی نے ڈیسک بجاکر سعودی مہمانان گرامی کو welcome کیا)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! سردار خالد سلیم بھٹی صاحب اپنی قرارداد پیش کرنے لگے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ میرے بھائی ہیں بے شک اپنی قرارداد پڑھیں۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کی قرارداد کو روک نہیں رہا۔

جناب سپیکر: دل تو نہیں کرتا کہ آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دی جائے لیکن بادل نخواستہ آپ کو اجازت دیتے ہیں لیکن آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہئے اگر irrelevant ہو گا تو پھر اجازت نہیں ملے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، بہتر ہے۔ ابھی بھاگٹ صاحب بات کر رہے تھے۔ میں کہوں گا کہ آپ ہمارے مسائل کو راجپوتوں کی بھینٹ نہ چڑھا دیا کریں۔ راجہ اور رانا کی آپس میں کوئی بات ہو گی لیکن ہم نے تو جب بھی گزارش کی ہے وہ House کے اندر آپ سے ہی کی ہے۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ ہمارے حلقوں میں development کے کام نہیں ہو رہے۔ آپ ہمارے Custodian ہیں اس لئے مہربانی فرما کر حکومت سے کہیں کہ معزز ممبران کے حقوق ان کو دیئے جائیں۔ ہمارے حلقوں سے حکومت پنجاب برابر کا revenue collect کر رہی ہے اگر آپ نے ہمارے حلقوں کے مسائل حل نہیں کرنے تو پھر یہاں سے وسائل بھی آپ اکٹھے نہ کریں۔ یہاں پر حکومتی بنچوں کے ممبران اور لوٹوں کو نوازا جا رہا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ خدارا حکومت کو اس کام سے روکا جائے۔ آپ حکومت کو مجبور کرنے کی بجائے آکسیجن فراہم کرتے ہیں اور انہیں موقع دے دیتے ہیں کہ آج راجہ ریاض صاحب، رانا صاحب یا فلاں صاحب نہیں ہیں۔ آپ اور ہم سب ممبران دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہاں کے مسائل کیا ہیں؟ اگر ہمارے علاقے میں کسی کی نالی نہیں بنتی یا کسی کا سولنگ نہیں لگتا تو وہ صبح ہمارے ڈیرے پر آکر بیٹھ جاتا ہے۔ آپ اپنے ممبران کو کیوں degrade کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ماشاء اللہ، ماشاء اللہ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ اپنے ہی ممبران کو لوگوں کی نظروں میں بُرا ثابت کرنے کے چکر میں کیوں ہیں؟ دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ گنّے کے کاشتکاروں کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے۔ ان کی سابقہ payments روک دی گئی ہیں اور اپنی مل چلانے کے لئے، اپنی سرمایہ کاری کرنے کے لئے انہیں net cash دے کر گنّا خریدا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مہربانی سے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ حکم دیں، آپ کی زبان ہلنی ہے اور پنجاب کے عوام کو ان کے حقوق مل جانے ہیں۔ خدانخواستہ کل کو آپ یہاں ان ہماری سیٹوں پر

بیٹھے ہوں اور میں رانا ثناء اللہ کی جگہ پر بیٹھا ہوا ہوں تو پھر سوچیں کہ اُس وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی؟

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ مجھے بات کرنے دیں، آپ بغیر بریک کے ہی چل رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ابھی ختم نہیں ہوا؟ میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں کہ "اوہ دن ڈُبا جدوں گھوڑی چڑھیا کبّا" (قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا آپ نے پنجاب کی عوام کو کبّا کہا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، میں نے پنجاب کی عوام کو نہیں کہا۔ جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ نے قائد حزب اختلاف راجہ ریاض احمد کے حوالہ سے بات کی ہے تو اُس دن آپ کے آفس میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی، وہ تو بہرحال راجہ صاحب کل تشریف لا رہے ہیں تو وہاں بیٹھ کر اس معاملہ کو resolve کریں گے اور یقیناً اُس معاملہ کو سید حسن مرتضیٰ کی خواہش کے مطابق resolve کریں گے۔ اب انہوں نے ایک بات کی ہے کہ ہمارے حلقہ میں بڑی مشکل اور بڑی مصیبت ہے لوگ آ کر بیٹھ جاتے ہیں تو ہم اُن لوگوں کو کیا جواب دیں؟ میں اس بات کو واضح کر دوں کہ یہ فنڈز کسی ممبر کو نہیں دیئے جاتے، ممبر نے ان فنڈز کی مالیت کے مطابق سکیموں کو identify کرنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر سید حسن مرتضیٰ، مجھے یا کسی اور ممبر کو 80 لاکھ روپے کا فنڈ ملتا ہے تو اُس نے یہ لکھ کر دینا ہے کہ فلاں سڑک یا فلاں سولنگ فلاں علاقہ میں بنایا جائے یعنی یہ identification ہوتی ہے۔ سید حسن مرتضیٰ اتنے معصوم نہ بنیں اور اتنا واویلا نہ کریں کیونکہ وفاقی حکومت کی طرف سے ان کو 7.5 کروڑ روپیہ فی کس دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم صاحب گورنر ہاؤس لاہور میں تشریف لائے تھے تو انہوں نے وہاں پر کہا کہ ہمیں پنجاب حکومت کچھ نہیں دے رہی، ہم پنجاب حکومت سے ترقیاتی سکیمیں نہیں چاہتے تو اس بنیاد پر وزیر اعظم صاحب نے 7.5 کروڑ روپیہ، اس کے ساتھ کلاشنکوف کے دس دس لائسنس اور کوئی دس دس، بیس بیس ملازمتیں بھی دیں۔ میں نے یہ چیزیں اخبار میں پڑھی ہیں اور میرے پاس اس کا ریکارڈ بھی موجود ہے۔ میں

صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فنڈز خواہ صوبہ کا ہو یا وفاق کا ہو وہ tax money ہے یعنی لوگوں کا پیسا ہے، وہ بالکل ایک ہی بات ہے اور اس میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب میرے سینئر ہیں، اُن کی حیثیت بڑے بھائیوں کی ہے اور میں ان کا بڑا احترام بھی کرتا ہوں۔ میں بھی اب دوسری دفعہ ایم پی اے بنا ہوں، رانا صاحب نے ابھی جو A.B.C سُنائی ہے یہ مجھے بھی آتی ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہم ان کے ساتھی رہے ہیں اور اپوزیشن میں پانچ سال اکٹھے کاٹے ہیں۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب! فکر نہ کریں۔

پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض تو سُنیں۔ رانا صاحب نے آج دل پر جو پتھر باندھ لیا اور یہ بات کرتے ہوئے ہمدردی کا تھوڑا سا بھی عنصر نہیں رکھتے۔ پچھلی حکومت میں وہ لوٹے رانا صاحب کی سیٹ سے کھڑے ہو کر رانا صاحب اور رانا صاحب کی قیادت کے بارے میں جو زبان استعمال کرتے تھے وہ on the record ہے، آج رانا صاحب اُن لوٹوں کو نواز رہے ہیں اور وہ لوٹے ہمارے حلقوں میں interfere کر رہے ہیں۔ میں ایک سیاسی کارکن ہوں اور میں rural background رکھتا ہوں، اگر میرے حلقہ میں کسی لوٹے کو الیکشن لڑنے کی تمنا ہو تو میں آج on the Floor چیلنج کرتا ہوں کہ میں بغیر فنڈز کے بھی اُس لوٹے کی ضمانت ضبط کروا سکتا ہوں۔ اگر میرے فنڈز مسلم لیگ (ن) کے کسی ورکر کے پاس جائیں تو مجھے کوئی تکلیف نہیں، اگر مسلم لیگ (ن) کا ایم پی اے میرے حلقہ میں بندے بھرتی کروائے خدا کی قسم مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن جب ایک لوٹا وہاں پر بیٹھ کر ملازمتیں بیچ رہا ہوتا ہے، میرے حلقہ میں درجہ چہارم کی جو ملازمتیں دی گئی ہیں وہ ملازمتیں لوٹوں نے بیچی ہیں۔ رانا صاحب ایک سیاسی کارکن اور ایک چھوٹے بھائی کے بارے میں یہ جذبات رکھتے ہیں، خدا کی قسم رانا صاحب آج حکم دیں کہ یہ مسلم لیگ (ن) کا کارکن ہے اور ہم نے یہ ملازمتیں اُس کو دینی ہیں میں اُس کو سر آنکھوں پر بٹھاؤں گا۔ مجھے تو لوٹوں پر اعتراض ہے کہ ہم پر لوٹوں کو مسلط نہ کریں، خدا کی قسم ان لوٹوں نے پھر ایک دفعہ وفاداریاں تبدیل کر کے ان کی قیادت کو دھکے دینے ہیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں، یہ اپنے سیاسی کارکنوں کو مایوس کر کے اُن لوٹوں کو promote کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سید حسن مرتضیٰ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور یہ مجھے بتادیں کہ ان کے حلقہ یا ان کے علاقہ میں کون سا لوٹا سر گرم ہے لیکن ان جذبات کی بنیاد کے اوپر میں اپنے بھائی سے یہ امید رکھتا ہوں کہ یہ اُس بات کا بھی حساب لیں گے کہ دو مارچ کو ان کی جماعت نے ایک لوٹے کو promote کرنے کے لئے قربانیاں دینے والے کارکنوں کو ذبح کیا تو یہ اُس کا بھی حساب لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اگر کسی ادنیٰ شخص کو بھی ٹکٹ دے دے، حسن مرتضیٰ اُسے ووٹ کاسٹ کرے گا۔ جناب آصف علی زرداری اگر کہیں کہ کسی کتے کے گلے میں ووٹ ڈالنا ہے تو میں اُس کو بھی ووٹ دوں گا۔ یہ میرے سے یہ توقع کرتے ہیں، میں نے اپنا tour چھوڑ کر یہاں آکر اپنا ووٹ کاسٹ کیا ہے۔ اگر میری پارٹی میں بھی کوئی ایسا منحوس اور ذلیل ترین شخص ہے تو میں اُس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں کسی لوٹے کو promote کروں گا۔ میں رانا صاحب کی عزت صرف اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے ماریں کھائیں، انہوں نے زیادتیاں برداشت کیں لیکن انہوں نے اپنی قیادت سے غداری نہیں کی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!![*****] میں جب بھی سنجیدہ گفتگو کر رہا ہوتا ہوں اُس وقت یہ مجھے interrupt کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: Order please شاہ صاحب کی طرف سے یہ جو الفاظ کہے گئے ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس پر واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ ایوان سے واک آؤٹ کر کے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرار دادیں ممبران نے دی ہیں اور یہ قرعہ اندازی میں آئی ہیں تو اگر آپ پہلے ان قرار دادوں کو لے لیں اُس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈرز پر جتنی مرضی لمبی گفتگو سماعت فرمالیں۔ (قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: پرویز رفیق صاحب! آپ تشریف رکھیں، ایسا نہیں ہوگا۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب! آپ اپنی قرار داد پیش کریں۔

پنجاب پولیس کے کلیریکل سٹاف کو ایگزیکٹو سٹاف کی طرح یونیفارم دینے کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب پولیس کے clerical staff کو بھی executive staff کی طرح یونیفارم دی جائے کیونکہ ماضی میں Mitha Police Commission Report میں اس سٹاف کو یونیفارم دینے کی سفارش کی گئی تھی۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب پولیس کے clerical staff کو بھی executive staff کی طرح یونیفارم دی جائے کیونکہ ماضی میں Mitha Police Commission Report میں اس سٹاف کو یونیفارم دینے کی سفارش کی گئی تھی۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرار داد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ محرک اس قرار داد پر زور دیں یا اس بارے میں کوئی بات کریں میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو clerical/ ministerial staff ہے اس کی پولیس کے دوسرے ملازمین کی طرح ٹریننگ ہوتی ہے اور نہ ہی یہ executive duty کرتے ہیں۔ یہ صرف اپنی نوعیت کا کام دفاتر کے اندر کرتے ہیں، ان کی duty کے اوقات بھی مقرر ہوتے ہیں اور یہ extra duty بھی سرانجام نہیں دیتے۔ ان کا ایک ہی

مطالبہ تھا کہ ان کی تنخواہیں دوسرے staff کے برابر کی جائیں تو وہ برابر کی جا چکی ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور اب یہ staff پوری طرح مطمئن ہے۔ اس سے پہلے انہوں نے ہائیکورٹ میں writ بھی کی تھی اس میں بھی ان کے اس مطالبے کو تسلیم نہیں کیا گیا اور ہائیکورٹ کا بھی فیصلہ یہی تھا کہ ان کا یونیفارم کا مطالبہ مناسب نہیں ہے لیکن ان کو تنخواہیں دوسرے staff کے برابر دی جائیں اس پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے کہہ دیا ہے کہ ہائیکورٹ نے بھی فیصلہ کر دیا ہے تو مجھے صرف اس فیصلے کی کاپی فراہم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب پولیس کے clerical staff کو بھی executive staff کی طرح یونیفارم دی جائے کیونکہ ماضی میں Mitha Police Commission Report میں اس سٹاف کو یونیفارم دینے کی سفارش کی گئی تھی۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں وقت دوں گا۔ اگلی قرارداد جناب ضیاء اللہ شاہ صاحب کی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے کی بجائے متبادل حل تلاش کرنے کا مطالبہ

جناب ضیاء اللہ شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "یہ ایوان صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے، اس ایوان کی رائے ہے کہ صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے سے نہ صرف صنعتیں تباہی کا شکار ہوں گی بلکہ یہاں کام کرنے والے افراد کا روزگار بھی سخت متاثر ہو گا لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اگر گیس کی فراہمی میں کمی

واقع ہو رہی ہے تو صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے کی بجائے اس کا متبادل حل
تلاش کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے، اس ایوان کی رائے ہے کہ صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے سے نہ صرف صنعتیں تباہی کا شکار ہوں گی بلکہ یہاں کام کرنے والے افراد کا روزگار بھی سخت متاثر ہو گا لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اگر گیس کی فراہمی میں کمی واقع ہو رہی ہے تو صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے کی بجائے اس کا متبادل حل تلاش کیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے، اس ایوان کی رائے ہے کہ صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے سے نہ صرف صنعتیں تباہی کا شکار ہوں گی بلکہ یہاں کام کرنے والے افراد کا روزگار بھی سخت متاثر ہو گا لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اگر گیس کی فراہمی میں کمی واقع ہو رہی ہے تو صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے کی بجائے اس کا متبادل حل تلاش کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: چوتھی قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میں سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کو قرارداد پڑھنے کے لئے authorize کرتی ہوں۔ جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ! آپ قرارداد پڑھیں۔

معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر
سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کا مطالبہ

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔ اس میں مجھے محرک سے یہ وضاحت درکار ہے کہ انہوں نے معذور افراد کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو اس میں تو تمام عمر کے افراد آ جاتے ہیں حالانکہ سپیشل ایجوکیشن سنٹر صرف معذور بچوں کی تعلیم کے لئے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ اس طرح کی ایک قرارداد ہمارا یہ ایوان 2009 میں منظور کر چکا ہے جس میں ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ ڈسٹرکٹ لیول پر معذور افراد کے لئے سنٹر بنائے جائیں لیکن 2009 سے لے کر آج تک نہ تو اس پر کوئی کام شروع ہو سکا ہے اور نہ ہی اس کے لئے بجٹ میں کوئی فنڈ رکھا گیا ہے اس لئے ہمیں یہ قرارداد دوبارہ لانے کی ضرورت پیش آئی کہ اگر آپ ڈسٹرکٹ لیول پر ایسے سنٹر نہیں بنا سکتے تو چھوٹے ادارے آپ تحصیل لیول پر ہی بنا دیں۔ ہم نے خاص طور پر یہ قرارداد کو slow learner بچوں کے لئے دی ہے۔ اس میں آپ صرف ان کو ہی تعلیم دیں گے اگر کوئی زیادہ عمر کے لوگ ہیں تو آپ ان کو ایسا کوئی ہنر سکھا سکتے ہیں جس سے وہ اپنی زندگی کو آسان بنا سکتے ہیں اور عزت دار طریقے سے اپنا روزگار کما سکتے ہیں۔ آج ہم 2009 کے بعد دوبارہ پھر اس قرارداد کو لائے ہیں اور جب تک حکومت اس پر عملدرآمد نہیں کرتی اس وقت تک لاتے رہیں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ پنجاب حکومت کو اس بات کا خیال ہے کہ دانش سکول بنا کر بچوں کو زیادہ اچھی تعلیم دی جائے تو پھر ان سکولوں میں معذور بچوں یا افراد کا کوٹا کیوں نہیں رکھا جاتا؟ آپ نے تمام لاہور کی سڑکوں کو کھود دیا ہے کہ ان سے گزرنا مشکل ہو گیا ہے اتنی development کی کیا

ضرورت ہے، ہم کیوں ان افراد کی طرف توجہ نہیں دیتے؟ ہم پر زیادہ ذمہ داری ہے کہ ہم ان افراد پر زیادہ توجہ دیں۔ معاشرے میں normal لوگ تو اپنی زندگی کو آسان بنا لیتے ہیں لیکن ان لوگوں کی زندگی کو آسان بنانے میں حکومت کا ہاتھ ہونا چاہئے۔ معذور افراد کے لئے بہت ساری N.G.Os کام کرتی ہیں لیکن جس سطح پر N.G.Os کام کر رہی ہیں اس سطح پر ہماری حکومت ان کے لئے کام نہیں کرتی۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس قرارداد کو oppose کرنے کا کوئی جواز ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جانا جائے اور اس پر عملدرآمد بھی کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو تقریر فرمائی ہے ان کے پاس صحیح information نہیں ہے۔ انہوں نے بچوں سے متعلق بات کی ہے جس کے متعلق میں محکمہ کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔ اس کی روشنی میں اس قرارداد کو پیش کرنے اور نہ ہی پاس کرنے کی ضرورت ہے۔ محکمہ خصوصی تعلیم پنجاب نے 112 گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹروں کے ذریعے تحصیل کی سطح پر خصوصی تعلیم کی فراہمی یقینی بنائی ہے۔ یہ سنٹر چار اقسام کی معذوری کے شکار بچوں کو تعلیم سے بہرہ مند کر رہے ہیں۔ ان میں بہرے و متاثرہ سماعت، نابینا، جسمانی معذور اور ذہنی معذور بچے شامل ہیں۔ پنجاب میں 143 تحصیلیں ہیں جن میں سے 112 میں گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم ہیں جن میں لگ بھگ 21 ہزار بچے زیر تعلیم ہیں اور جن اضلاع میں نئی تحصیلیں بنائی گئی ہیں اُن میں بھی نئے سنٹر قائم کئے جا رہے ہیں۔ ان ایجوکیشن سنٹروں میں بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں یونیفارم، ماہانہ دو سو روپے وظیفہ، صحت کی بہتری کے لئے خوراک اور کتابیں وغیرہ بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ سسٹم already بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے اور اس پر حکومت مزید بھی توجہ دے رہی ہے اس لئے یہ قرارداد غیر ضروری ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! 2009 میں ضلعی سطح پر slow learner بچوں کے لئے ہم نے یہاں پر قرارداد منظور کی تو وزیر قانون صاحب اس کی وضاحت بھی فرما دیں کہ اُس پر انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: اس پر آپ سوال دیں گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس بارے جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے قرارداد پڑھنے دیں and let me put the question یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے تحصیل لیول پر سپیشل ایجوکیشن سنٹر قائم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب پانچویں قرارداد چودھری محمد اسداللہ صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک قرارداد قرآنی تعلیمات کے حوالے سے ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ صاحبہ پیش کرنا چاہتی ہیں۔ اگر آپ انہیں اجازت دے دیں تو یہ بھی take up ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ، ایم پی اے نے قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآنی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآنی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآنی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے قرآنی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

قرآن مجید کو بطور نصابی کتاب تعلیمی نصاب کا حصہ بنانے کا مطالبہ

ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآنی تعلیمات کے فروغ اور موجودہ نسل کو قرآن مجید سے آشنائی کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کو بطور نصابی کتاب تعلیمی نصاب کا حصہ بنا کر باقاعدہ ترجمہ کے ساتھ پڑھایا جائے نیز تدریس قرآن اور حدیث کے لئے ایک جامع پروگرام تشکیل دیا جائے اور اس مقصد کے لئے تمام وسائل فراہم کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآنی تعلیمات کے فروغ اور موجودہ نسل کو قرآن مجید سے آشنائی کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کو بطور نصابی کتاب تعلیمی نصاب کا حصہ بنا کر باقاعدہ ترجمہ کے ساتھ پڑھایا جائے۔ نیز تدریس قرآن اور حدیث کے لئے ایک جامع پروگرام تشکیل دیا جائے اور اس مقصد کے لئے تمام وسائل فراہم کئے جائیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے لہذا یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ قرآنی تعلیمات کے فروغ اور موجودہ نسل کو قرآن مجید سے آشنائی کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کو بطور نصابی کتاب تعلیمی نصاب کا حصہ بنا کر باقاعدہ ترجمہ کے ساتھ پڑھایا جائے۔ نیز تدریس قرآن اور

حدیث کے لئے ایک جامع پروگرام تشکیل دیا جائے اور اس مقصد کے لئے تمام وسائل فراہم کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب کی خصوصی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہئے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! بالکل میں relevant ہوں۔ 3-مارچ کو ڈسٹرکٹ پولیس فیصل آباد نے رات 10 بجے سے لے کر 4-مارچ کی صبح 3 بجے تک میرے گھر پر قبضہ کیا۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی توجہ دلاؤ نوٹس لائیں۔

جناب پرویز رفیق: پولیس نے میرے گھر پر قبضہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے گھر پر قبضہ کیا؟

ایس ایس پی سکیورٹی فیصل آباد کا سابق وفاقی وزیر جناب شہباز بھٹی (مرحوم) کے دعائیہ پروگرام میں معزز ممبر کو شامل ہونے سے روکنا

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! فیصل آباد کی پولیس نے میری رہائش گاہ پر قبضہ کیا۔ میں نے جب پوچھا یہ کیوں کیا ہے کیونکہ 4-مارچ کو شہباز بھٹی شہید کو خوش پور چک نمبر 51 گ ب میں دفن کیا گیا تھا تو میں نے ان کے آبائی گاؤں خوش پور کے چرچ کے احاطہ میں دعائیہ پروگرام رکھا ہوا تھا جس کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے جانا تھا تو مجھے ایس پی صدر سمندری، ایس پی اقبال ٹاؤن فیصل آباد، ایس ایچ او بٹالہ کالونی، ایس ایچ او ترکھانی سمندری اور مختلف ایجنسیوں کے اہلکاروں نے صبح ساڑھے 4 بجے تک موبائل فون پر دھمکیاں دیں اور مجھے کہا کہ آپ وہاں پر

نہیں جا سکتے۔ میں نے جب reason پوچھی کہ آپ مجھے وجہ بتائیں کہ میں اپنے قائد شہباز بھٹی کو عقیدت پیش کرنے اور دعا کرنے کے لئے کیوں نہیں جا سکتا؟ جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ میں نے اُن سے گزارش کی کہ 3 بجے میں نے سی پی او بلال صاحب کو فون کیا ہے اور اُن سے میں نے پہلے بھی بات کی ہوئی تھی کہ میں نے 4-مارچ کو خوش پور گاؤں میں شہباز بھٹی کی برسی پر عبادتی پروگرام رکھا ہے لہذا آپ مجھے سکیورٹی دیں اور گاؤں میں بھی سکیورٹی تعینات کریں جس پر انہوں نے کہا کہ بالکل یہ آپ کا حق ہے۔ اس کے 5 منٹ بعد عمران کشور صاحب ایس پی سکیورٹی فیصل آباد نے مجھے فون کیا اور مجھ سے انتظامات پوچھے جس پر میں نے انہیں سارا پروگرام بتایا اور انہوں نے کہا کہ میں آپ کو 10 منٹ کرتا ہوں۔ 10 منٹ کے بعد انہوں نے call back کر کے کہا کہ آپ بے فکر ہو جائیں سارے انتظامات ہو گئے ہیں۔ اس کے پندرہ بیس منٹ بعد میں ایک اخبار کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا تو مجھے وہاں ایس پی (سکیورٹی) فیصل آباد کا فون آیا کہ ہم نے پتا کیا ہے کہ ادھر حالات ٹھیک نہیں ہیں اور اگر آپ ادھر سلام کرنے اور دعا کرنے جاتے ہیں تو آپ کو جان سے مار دیا جائے گا۔ میں نے کہا کہ مجھے آپ وہ ایجنسی بتا سکتے ہیں جو 10 منٹ پہلے مجھے کہہ رہی تھی کہ سارے انتظامات clear ہیں اور آپ بے فکر ہو کر جائیں ہم آپ کو provide protection کریں گے اور اب مجھے کہا جا رہا ہے کہ آپ کی جان کو خطرہ ہے؟

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے ایک ممبر کو 24 گھنٹے متواتر ٹیلی فون کے ذریعہ پولیس کے اہلکار دھمکیاں لگاتے رہے کہ آپ ادھر نہیں جا سکتے اور ہم آپ کو وہاں جانے نہیں دیں گے۔ یہی نہیں بلکہ سارے راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کیں لیکن میں نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ غلط کر رہے ہیں۔ ہماری طرف سے کوئی لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ نہیں ہے لیکن انہوں نے رکاوٹیں کھڑی کیں اور رات گیارہ بجے سے لے کر 4-مارچ کو دن تین بجے تک میرے دفتر اور میرے گھر میں، جن کی میرے پاس تصویریں ہیں کہ گاڑیاں باہر کھڑی ہیں اور پولیس نے میرے گھر کے سامنے ناکے لگائے اور گھر پر قبضہ کیا اور وہ لوگ جو شہباز بھٹی (شہید) کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے خوش پور جانا چاہتے تھے، وہ لوگ جوان کے دعائیہ پروگرام میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ ان سب کو ہراساں کیا گیا، ٹرانسپورٹرز اور ویگن کے ڈرائیوروں کو پولیس والوں نے دھمکیاں دیں کہ وہاں نہ جائیں ورنہ انہیں جلا دیا جائے گا۔ پولیس کے اس رویہ پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میرا پورا خاندان تذبذب اور ذہنی پریشانی کا شکار رہا ہے۔ میری لاء منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ اس واقعہ کا نوٹس لیا جائے

اور تحقیقات کروائی جائیں کہ وہ کون سے لوگ ہیں، وہ کون سی ایجنسیاں ہیں جنہوں نے مجھے اپنے محبوب قائد کے عبادتی پروگرام اور خراج عقیدت پیش کرنے سے روکا؟ میں یہ اپنا حق سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں اس واقعہ کو لے کر آؤں تو میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس چیز کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پرویز رفیق صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ ان کی اپنی community کا مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں انتظامیہ سے میری جو بات ہوئی ہے اس کے مطابق شہباز بھٹی (مرحوم) کے بھائی پال بھٹی جو اس وقت غالباً وزیر اعظم کے ایڈوائزر بھی ہیں۔ ہمیں تو ان کے جانے پر کوئی اعتراض تھا نہ ہی انتظامات کرنے میں کوئی عار تھی لیکن جب انہیں اس بات کی اطلاع ملی کہ یہ وہاں پر جا رہے ہیں تو ان کی طرف سے بڑا stress تھا کہ انہیں وہاں نہ جانے دیا جائے اور ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ ان کے وہاں جانے سے کوئی خطرہ ہے کیونکہ لوگ ان کے مخالف ہیں۔ ان لوگوں کا ان کے ساتھ کوئی تنازع ہوگا یا کوئی اختلاف ہوگا جس کی تفصیل میں نے معلوم نہیں کی۔ اس بنیاد پر انہیں request کی گئی تھی کہ آپ وہاں نہ جائیں کیونکہ جب وہ فیملی نہیں چاہتی کہ آپ آئیں اور اگر آپ نے انہیں خراج عقیدت پیش کرنا ہے تو یہ کہیں بھی پیش کر سکتے ہیں لیکن آپ ان کے گھر اور گاؤں میں تشریف نہ لے کر جائیں۔ یہ اس میں reason تھی اور حکومت یا مقامی انتظامیہ کا اس میں کوئی role نہیں تھا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ایک ممبر سے 24 گھنٹے پولیس نے جو سلوک کیا ہے اگر آپ اسے defend نہیں کر سکتے تو معذرت کے ساتھ میں کیا سمجھوں؟ رانا صاحب نے جو۔۔۔

جناب سپیکر: جن کے گھر آپ جا رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس نہ آئیں تو پھر اس میں حکومت کیا کرے؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! رانا صاحب نے فرمایا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے علم میں یہی لایا گیا ہے اور میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ اب لاڑکانہ گڑھی خدا بخش جانے کے لئے کسی خاندان سے اجازت نہیں لینا پڑے گی کیونکہ ہم متوالے اور جیالے ہیں۔ ہم شہباز بھٹی (شہید) کے متوالے اور جیالے ہیں اور میں نے 27 سال ان کی خدمت کی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت اور فیصل آباد کی ضلعی انتظامیہ کو مجھے جواب دینا ہوگا۔ ڈاکٹر پال بھٹی میرے الائنس کے چیئرمین ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے ایسا کیا ہے۔ اگر انہوں نے کیا ہے اور ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے اور تحریری طور پر انتظامیہ کے پاس کوئی application ہے تو وہ سامنے لے کر آئیں۔ میں ان پر یہ الزام سمجھتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب نے ان پر الزام لگایا ہے۔ ڈاکٹر پال بھٹی جس کا بھائی شہید ہو گیا ہے وہ کیسے اس کے عقیدت مندوں کو روک سکتا ہے اور وہ کیسے اس کے جانثاروں کو روک سکتا ہے؟ یہ پنجاب پولیس اس طاقت سے گھبرا گئی تھی جو میں اپنے قائد کی عقیدت کے لئے لے کر جا رہا تھا، دس ہزار لوگوں کا اجتماع ہونا تھا لیکن انتظامیہ کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہاں پر صرف چار ہزار لوگ جا سکے۔ میں نے عہد کیا تھا کہ میں جاؤں گا اور میں گیا لیکن پھر بھی میں نے انتظامیہ کے حوالے سے اپنی زبان بند رکھی کیونکہ میں اس ایوان میں بات کرنا اپنا استحقاق سمجھتا تھا۔ مجھے لاء منسٹر صاحب صرف یہ کہہ دیں کہ پال بھٹی صاحب نے کہا تھا کہ ان کا اپنا کوئی تنازع ہے۔ نہیں، میں اس ایوان میں کہتا ہوں کہ ہمارا کوئی تنازع نہیں ہے کیونکہ وہ چیئرمین آل پاکستان مینارٹی الائنس ہیں اور انہوں نے کبھی بھی کسی کو منع نہیں کیا۔ اگر انہوں نے کیا ہے تو کیا تحریری شکل میں کیا ہے، کس افسر کو کہا ہے اور کب کہا ہے اس کی وضاحت اس ایوان میں کریں ورنہ میں احتجاجاً اس ایوان میں نہیں بیٹھوں گا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس معاملہ میں خوامخواہ جذباتی ہونے والی بات نہیں ہے اور بات یہ ہے کہ پال بھٹی صاحب کی سی پی او فیصل آباد سے بات ہوئی ہے۔ یہ ان سے بات کر لیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ انہیں وہاں ہمارے گاؤں میں داخل نہ ہونے دیا جائے؟ بلکہ انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ جو ہمارا الائنس ہے ہم نے انہیں وہاں سے نکال دیا ہے۔ یہ ان کا اپنا تنازع ہے اور آپ انہیں ان کے گاؤں میں جا کر خراج عقیدت پیش کریں، آپ فیصل آباد، لاہور یا اسلام آباد میں کریں، آپ کو کون روکتا ہے لیکن اگر آپ نے ان کے گھر جانا ہے اور ان کے گاؤں جانا ہے تو پھر آپ کو ان کے ساتھ بات کر کے جانا چاہئے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! کیا قانون اس چیز کی اجازت دیتا ہے کہ مجھے کسی چرچ میں عبادت کرنے سے روک دیا جائے؟ لاء منسٹر صاحب مجھے اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ اصل بھی یہ معاملہ ہے اور اب آپ کی مرضی ہے کہ جائیں یا نہ جائیں یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے۔

جناب پرویز رفیق: پنجاب حکومت نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: پرویز رفیق صاحب! آپ تشریف رکھیں، ایسے بات نہیں ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ اتنا ہی strongly feel کرتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو یہ تحریک استحقاق لے آئیں۔ میں اسے in order مانتا ہوں اور استحقاق کمیٹی اس بات پر انکوائری کر لے کہ کیا اس گاؤں کے لوگ اور شہباز بھٹی صاحب کے بھائی کی reservation تھی یا پولیس کو اپنے طور پر کوئی خیال آ گیا تھا کہ ہم نے انہیں وہاں نہیں جانے دینا، وہ probe کر لیں گے تو یہ تحریک استحقاق لے آئیں؟

جناب سپیکر: جی، بالکل وہ probe کر لیں گے۔ پرویز رفیق صاحب! آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ ہمارے اس ایوان کے Custodian ہی نہیں بلکہ ہم آپ کو ذاتی طور پر اپنی زندگی میں بھی ایک custodian کی حیثیت دیتے ہیں۔ میں نے آپ کو دفتر میں ایک تحریری application بھی دی تھی اور پچھلی دفعہ اپنی بجٹ تقریر میں on the floor of the House اپنے ایک عمل اور اپنے ایک استحقاق کا custodian بنایا تھا اور وہ استحقاق فنڈز تھے جو خواتین کے نام پر دیے گئے تھے۔ میں نے اس فنڈ کو آپ کے نام پر اس لئے مختص کیا تھا کہ آپ پنجاب میں سب سے زیادہ strong ہیں کیونکہ میں وہ فنڈز Ophthalmology Department میو ہسپتال کو دینا چاہتی ہوں۔ آپ یقین کریں کہ وہاں پر نابینا لوگوں کی آپریشن کے لئے ایک لائن لگی ہوتی ہے اور چار سو تک مریض آپریشن کے لئے آتے ہیں لیکن وہاں پر صرف دو مائیکروسکوپ ہیں جبکہ ڈاکٹر مجبور ہیں اور مزید آپریٹنگ مائیکروسکوپ کی سخت ضرورت ہے۔ میں on the floor of the House اپنے فنڈز کو آپ کے نام مختص کرتی ہوں خدارا! آپ میرے پچھلے سال اور اس سال کے فنڈز میو ہسپتال میں نابینا لوگوں کی خدمت کے لئے مختص کر دیں۔ اس حوالے سے میں تحریری طور پر application دے چکی ہوں اور مہربانی کر کے آپ اس پر action لیں۔

جناب سپیکر: جی، نیکی کی بات ہے اور اس کا فیصلہ ہو لینے دیں پھر میں ان سے لے لوں گا۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 7۔مارچ 2012 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

676

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 7-مارچ2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون زکوٰۃ وعشر پنجاب، 2012

ایک وزیر مسودہ قانون زکوٰۃ وعشر پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی، بہاولپور 2012

ایک وزیر مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی، بہاولپور 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد 2012

ایک وزیر مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ 2012

ایک وزیر مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

677

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 55 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خزانہ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 56 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تحفظ ماحولیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

678

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

بدھ، 7-مارچ2012

(یوم الاربعاء، 13-ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر7منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانامحمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝١ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝٢
اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٣

سورة الحُجرات 1تا3

مومنو!(کسی بات کے جواب میں)اللہ اوراس کے رسولؐ سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے (1)اے اہل ایمان!اپنی آوازیں پیغمبرؐ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح)ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو(ایسا نہ ہو)کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (2) جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں۔ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے(3)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جا لواں
ستا ہویا نصیب تے میں اپنا جگا لواں
محبوب دا اوہ گنبد خضرا تے ویکھ لواں
سرکار دی گلی دے نظارے تے پا لواں
کہندے نیں ہر غریب دی سنداا ے زاریاں
میں وی تے اپنے دل دی حسرت سنا لواں
جی بھر کے رو لواں در اقدس دے سامنے
اکھیاں نوں گفتگو دا قرینہ سکھا لواں
آوے جے فیر موت تے آوے ہزار وار
اعظم جے زندگی دی اے حسرت مٹا لواں

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 906 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایلیمنٹری سکول دھدھڑ تحصیل و ضلع خوشاب کی عمارت کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*906: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایلیمنٹری سکول دھدھڑ تحصیل و ضلع خوشاب کی نئی عمارت کا ٹھیکہ کب ہوا کس ٹھیکیدار کو کتنی مالیت میں دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک نئی عمارت محکمہ تعلیم کو منتقل نہیں کی گئی، جس کی وجہ سے بچیوں کی تعلیم کا سخت نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم سے متعلق نہ ہے کیونکہ یہ عمارت اس وقت ضلع کونسل خوشاب کی وساطت سے لوکل گورنمنٹ نے شروع کی تھی۔

(ب) اس وقت عمارت نامکمل چھوڑ دی گئی تھی اور محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں کی گئی تھی۔

محکمہ تعلیم ضلع خوشاب کی کوششوں سے ضلعی حکومت ضلع خوشاب نے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دھدھڑ کا درجہ ایلیمنٹری سکول تک بڑھانے اور اس نامکمل عمارت کو مکمل کرنے کے لئے سال 09-2008 میں مبلغ 1.697 ملین روپے کے فنڈز دیئے اور اس کی سکیم منظور کی۔ اب تک مختص شدہ فنڈز میں سے مبلغ 0.757 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں اور

عمارت کی مرمت اور تعمیر ٹائلٹ بلاک کا کام مکمل ہونے والا ہے جبکہ چار دیواری کی تعمیر اور دیگر کام ابھی باقی ہے۔ جونہی یہ عمارت محکمہ تعلیم کے حوالے ہو گی ایلیمنٹری سکول کے سٹاف کے لئے کیس حکومت پنجاب کو ارسال کر دیا جائے گا اور مذکورہ بالا سکول میں کسی بھی تعینات شدہ ٹیچرز کا تبادلہ نہ ہوا ہے اس لئے سکول کی vacancy پوزیشن میں کوئی فرق نہ ہوا ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم سے متعلق یہ سوال نہ ہے بلکہ یہ سوال ضلع کونسل خوشاب اور لوکل گورنمنٹ خوشاب سے پوچھا جائے کہ انہوں نے محکمہ تعلیم سے کسی قسم کی جائزہ رپورٹ لئے بغیر یہ عمارت تعمیر کیوں کی۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) کے حوالے سے عرض ہے کہ اگر یہ سوال محکمہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق نہ تھا تو حکومت پنجاب کے Rules of Business قاعدہ 37(بی) کے تحت اس کو متعلقہ محکمہ سے جواب طلب کر لینا چاہئے تھا۔ چار سال سے یہ سوال محکمہ کے پاس پڑا رہا ہے اور ابھی تک انہوں نے اس سے جواب نہیں لیا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز (ب) میں اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ انہوں نے جس وقت سوال بھیجا تھا اس وقت یہ سکول محکمہ تعلیم کے handover نہیں ہوا تھا بلکہ یہ لوکل گورنمنٹ کے پاس تھا اس حوالے سے انہوں نے لکھا ہے کہ محکمہ تعلیم سے متعلق نہیں اور یہ عمارت اس وقت ضلع کونسل خوشاب کی وساطت سے لوکل گورنمنٹ نے شروع کی تھی۔ یہ جو اس کی تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایلیمنٹری سکول دھدھڑ کی نئی عمارت کا ٹھیکہ کب ہوا اور کس ٹھیکیدار کو کتنی مالیت میں دیا تو اس کا ٹھیکہ محبوب الہیٰ صاحب کو دیا گیا تھا اور 08-09-30 کو اس کا دوبارہ ٹھیکہ ہوا تھا، یہ پہلے ضلع کونسل کے پاس تھا کیونکہ یہ سکول فیڈرل گورنمنٹ کے سینیٹر صاحب کے فنڈ سے قائم ہوا تھا اور اس کے فنڈز directly ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس آئے تھے اور یہ سکول وہاں پر بنایا گیا۔ چونکہ یہ سکول محکمہ تعلیم کے handover نہیں کیا گیا تھا، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر نے اس سکول کا دوبارہ 08-09-30 کو ٹھیکہ کیا جس کا نوٹیفکیشن بھی میرے پاس ہے۔ اس کی بلڈنگ کے لئے 1.697 ملین روپے اور فرنیچر کے لئے 3. ملین روپے مختص کئے گئے۔ اس کے بعد اس کے delay ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ خوشاب کا hard area ہے اس ٹھیکیدار پر قتل کا کوئی کیس بن گیا اور وہ ابھی بھی جیل میں ہے اور اسی وجہ سے پراجیکٹ delay ہوا ہے۔ جب یہ سوال سامنے آیا تو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر

نے اس پر ایک کمیٹی بنادی تاکہ اگر اس ٹھیکیدار کا کوئی والی وارث ہے اور وہ فرم دوبارہ سے کام شروع کر سکتی ہے چونکہ اس نے کچھ کام کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: اب اس کی موجودہ کیا position ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! existing position یہ ہے کہ ابھی اس کا کام مکمل نہیں ہوا۔ یہ سکول کی upgradation ہے لیکن اس کا پرائمری سیکشن وہاں چل رہا ہے، اس میں 86 بچیاں پڑھ رہی ہیں اور وہاں پر چار ٹیچرز ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ "اس سکول کی نامکمل عمارت کو مکمل کرنے کے لئے 09-2008 میں مبلغ 1.697 ملین روپے کے funds دیئے گئے تھے" اس میں سے ایک ملین روپے خورد بُرد ہو چکے ہیں تو اس کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے یہ ساری بات پہلے explain کر دی تھی کہ اس کا کام رُکا ہوا ہے۔ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ مبلغ 0.757 ملین روپے کا کام ہو چکا ہے۔ اس کا ٹھیکیدار قتل کیس کی وجہ سے جیل میں چلا گیا اور اس وجہ سے وہاں پر کافی دیر سے کام رُکا ہوا ہے۔ چونکہ ان کے rates ہر چھ ماہ کے بعد revise ہوتے ہیں۔ ڈی سی او نے کوشش کی ہے کہ کسی نئے ٹھیکیدار کو یہ contract دے دیا جائے لیکن کسی نے ان rates پر یہ ٹھیکہ نہیں لیا۔ اب ڈی سی او اور ای۔ڈی۔او کوشش کر رہے ہیں کہ وہی ٹھیکیدار اس کام کو کسی طرح سے مکمل کر دے۔ اگر معزز ممبر یہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی خُورد بُرد ہوئی ہے تو ہم ڈی سی او کی طرف سے بنائی گئی کمیٹی کو ہدایت کر دیتے ہیں کہ اس معاملے کو بھی دیکھ لے۔ مجھے یہ تفصیلات دی گئی ہیں کہ وہ hard area ہے اور وہاں پر کوئی اور contractor جانا نہیں چاہتا اور جس نے یہ کام لیا ہے وہ ٹھیکیدار قتل کیس کی وجہ سے جیل میں ہے۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! پچھلے دس سالوں سے یہ سکول بن رہا ہے اور ہر سال اس پر کچھ نہ کچھ اخراجات آتے ہیں۔ سکول مکمل نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر بچیوں کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ میرا مقصد یہی ہے کہ اس سکول کو جلد از جلد مکمل کر کے چلایا جائے۔ منسٹر صاحب خود بتا رہے ہیں کہ وہ hard area ہے۔ آج کل بچوں کو دوسرے علاقوں میں لے جانے کے لئے بہت پیسے

لئے جاتے ہیں اور تقریباً دس بارہ میل کے area میں نزدیک نزدیک کوئی اور سکول نہیں ہے۔اگر یہ سکول جلد از جلد بنا دیا جائے گا تو علاقے کی بچیوں کا فائدہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کی ہر مہینے progress report لیا کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بہتر ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد ارشد صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 2061 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں بغیر رجسٹریشن کے چلنے والے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2061: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکولوں کو کب اور کس ماہ میں اپنے سکولوں کی از سر نو رجسٹریشن کروانا لازمی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں متعدد پرائیویٹ سکولز رجسٹریشن کے بغیر کام کر رہے ہیں، ان کی تعداد سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم کا عملہ ان پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹریشن نہ کروانے کے عوض ماہانہ رشوت وصول کرتا ہے؟

(د) ضلع لاہور میں محکمہ تعلیم نے پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کرنے کا کیا طریق کار اپنا رکھا ہے؟

(ہ) پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹریشن کروانے کے لئے کن شرائط پر پورا اترنا ہوتا ہے نیز شرائط کے طریق کار اور اس کی سالانہ یا ماہانہ کتنی فیس مقرر کی ہوئی ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع لاہور میں پہلے سے رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹریشن کی میعاد ختم ہونے پر از سر نو رجسٹریشن کروانا لازمی ہے۔ پرائیویٹ سکولوں کو یکم اپریل سے از سر نو رجسٹریشن (تجدید رجسٹریشن) کروانا لازمی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ضلع لاہور میں کچھ پرائیویٹ سکولز بغیر رجسٹریشن کے کام کر رہے ہیں۔ بغیر رجسٹریشن کے چلنے والے سکولوں کی تعداد 478 ہے جبکہ رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 5602 ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم کا عملہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کرتے وقت کسی سے بھی کوئی رشوت وصول نہ کرتا ہے بلکہ پرائیویٹ سکولوں کو مروجہ طریق کار کے مطابق رجسٹر کیا جاتا ہے جس کی تفصیل جواب جز (د) اور (ہ) میں کر دی گئی ہے۔

(د) پرائیویٹ سکولز Punjab Private Educational Institutions(Promotion & Regulation) Ordinance 1984 کے تحت رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں۔ ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کروانے کا طریقہ درج ذیل ہے:-

1- درخواست برائے رجسٹریشن مع متعلقہ کاغذات وصول کی جاتی ہے۔

2- متعلقہ سکول کے معائنہ کے لئے تین رکنی کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔

3- کمیٹی سکول کا معائنہ کرتی ہے اور اپنی سفارشات دیتی ہے جس کی روشنی میں سکول کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔

(ہ) پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹریشن کروانے کے لئے درج ذیل شرائط پر پورا اترنا ہوتا ہے۔

❖ کاغذات برائے رجسٹریشن پورا ہونا۔

1. پراسپیکٹس / داخلہ فارم۔
2. نقشہ عمارت سکول۔
3. بلڈنگ فٹنس سرٹیفکیٹ۔
4. ثبوت ملکیت یا کرایہ نامہ۔
5. بنک چالان وصولی رجسٹریشن و سالانہ معائنہ فیس۔
6. رجسٹریشن فائل جو کہ سکول کی جانب سے تحریر شدہ ہو۔
7. حفظان صحت سرٹیفکیٹ از ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر۔
8. سکول اور اساتذہ کے درمیان معاہدہ جات۔

9. سکول انتظامیہ کی جانب سے بیان حلفی بسلسلہ گورنمنٹ کی طرف سے جاری کردہ ہدایات پر عملدرآمد، نظریہ پاکستان اور اسلام کے خلاف تعلیم نہ دینا۔ پانچویں جماعت کے بعد مخلوط تعلیم کا نہ ہونا، غیر ملکی شریعت والے اساتذہ کا تقرر نہ کرنا اور18 سال سے کم عمر کے اساتذہ کا سکول میں تقرر نہ کرنا۔

❖ درج ذیل فیس سٹرکچر کے تحت سٹیٹ بنک / نیشنل بنک میں رجسٹریشن فیس جمع کرواکر اصل رسید مہیا کرنا۔

Nature of the Case	Middle	High	Account No	Bank Where fee to be deposited
New Registration + Annual Inspection fees	Rs. 5000/- + 2500/- for first five years	Rs. 7000/-+ 5,000/- for five Years	CO-2818 Education Others	State Bank/National Bank of Pakistan

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال سکولوں کی رجسٹریشن کے بارے میں ہے۔ اس کے جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "لاہور میں بغیر رجسٹریشن کے چلنے والے سکولوں کی تعداد 478 ہے" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب محکمہ کے علم میں یہ بات ہے کہ 478 سکول رجسٹرڈ نہیں ہیں تو پھر محکمہ اس سلسلے میں کیا کارروائی کر رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلے سال ڈینگی کے سلسلے میں جب ہم سکولوں کا visit کر رہے تھے تو ہمیں یہ پتا چلا کہ 478 سکول رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ ہم نے ان سکولوں کو رجسٹریشن کرانے کے لئے notices بھجوائے اور پچھلے چھ ماہ سے روزانہ پانچ سے دس سکولوں کی رجسٹریشن ہو رہی ہے۔ رجسٹریشن کا ایک criteria ہوتا ہے جو کہ آگے جز(ہ) میں دیا ہوا ہے تو جو سکول اس criteria کو meet کرتا ہے اس کو ہم رجسٹریشن دیتے چلے جا رہے ہیں۔ اس وقت تقریباً تین سو کے قریب سکولوں کی رجسٹریشن ہو چکی ہے۔ باقی سکول جیسے ہی رجسٹریشن کا criteria پورا کریں گے تو ان کی رجسٹریشن کر دی جائے گی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جو سکول criteria پورا نہیں کریں گے تو کیا ان کو چلنے دیا جائے گا؟ دوسرا ڈینگی سے اس کا کیا تعلق ہے سکولوں کی رجسٹریشن کو چیک کرنے کا تو normally ایک system ہونا چاہئے اور اس کے مطابق باقاعدگی سے سکولوں کی checking ہوتی رہنی چاہئے۔ دوسرا یہاں جز(ج) کے جواب میں محکمہ نے کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم کا عملہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کرتے وقت کسی سے بھی کوئی رشوت وصول نہ کرتا ہے" تو ان کو کیسے پتا چلا کہ رشوت موصول نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: ان کے پاس کوئی complaint نہیں آئی ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہاں ایوان میں on the floor of the House کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اگر رجسٹریشن کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی شکایت ہے تو میرے نوٹس میں لائیں اس پر کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جن سکولوں کی رجسٹریشن نہیں ہوئی تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی جائے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایسے تمام سکولوں کو notices جاری کئے گئے ہیں اور ان کو تین ماہ کا وقت دیا جاتا ہے اگر اس عرصہ کے دوران وہ اپنے سکول کی رجسٹریشن نہیں کراتے تو ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ان سکولوں کو بند کر دیا جائے۔ چونکہ وہاں پر بچے پڑھ رہے ہیں اس لئے ان کو وقت دیا جاتا ہے کہ وہ criteria پورا کریں اور اپنے سکول کی رجسٹریشن کرا لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز(ب) میں سوال کیا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکولز رجسٹریشن کے بغیر کام کر رہے ہیں؟" اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "درست نہ ہے اور ساتھ ہی یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ ضلع لاہور میں کچھ پرائیویٹ سکولز بغیر رجسٹریشن کے کام کر رہے ہیں" اس سے آپ محکمہ کی کارکردگی دیکھ لیں۔ آگے سکولوں کی رجسٹریشن کرانے کے لئے criteria دیا گیا ہے جس میں دوسرے نمبر پر نقشہ عمارت سکول اور ساتویں نمبر پر حفظان صحت سرٹیفکیٹ از ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کا ذکر ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سکول رجسٹرڈ ہیں ان کے نقشہ جات کا کیا criteria ہے؟ میں یہ ثابت کر سکتی ہوں کہ ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو مرلے پر مشتمل عمارتوں میں سکول بنے ہوئے ہیں کہ جہاں پر بچوں کو تازہ ہوا تک میسر نہیں ہے۔ ایسے سکولوں کے لئے محکمہ کیا کر رہا ہے اور کب تک ان کے خلاف ایکشن ہو گا اور ایسے سکولوں کی رجسٹریشن کیوں کی جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترمہ نے پہلا اعتراض جز(ب) کے حوالے سے کیا ہے۔ سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور میں متعدد پرائیویٹ سکولز رجسٹریشن کے بغیر کام کر رہے ہیں؟" اس میں لفظ متعدد لکھا ہے جبکہ محترمہ لفظ متعدد چھوڑ گئی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ پرائیویٹ سکولز رجسٹریشن کے بغیر کام کر رہے ہیں۔ اس کا محکمہ نے جواب دیا ہے کہ "درست نہ ہے۔ کچھ سکول رجسٹریشن کے بغیر کام کر رہے ہیں۔"

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ کچھ نہیں بلکہ 478 سکول ہیں جو کہ رجسٹریشن کے بغیر کام کر رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 5602 سکولوں میں سے 478 سکول رجسٹریشن کے بغیر چل رہے ہیں۔ اس وقت لاہور میں 5602 پرائیویٹ سکول رجسٹرڈ ہیں اور 478 رجسٹریشن کے بغیر چل رہے تھے جن میں سے تقریباً تین سو سے زیادہ کی رجسٹریشن ہو چکی ہے۔ اس وقت جو سکول criteria کو meet کرتے ہیں ان کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔ محترمہ بالکل بجا کہہ رہی ہیں کہ لاہور شہر میں ایسے سکولز ہیں جو کہ دو دو، تین تین مرلے کی عمارتوں میں چل رہے ہیں مگر وہ پچھلے دور میں رجسٹرڈ ہوئے تھے۔ تب شاید حکومت کی پالیسی تھی کہ پرائیوٹ سیکٹر کو encourage کیا جائے کیونکہ حکومت شاید اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتی تھی۔ اُس وقت شاید اس criteria کو تھوڑا relax کیا گیا تھا مگر اس وقت ہم criteria کے بغیر لاہور شہر میں کوئی سکول رجسٹرڈ نہیں کر رہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ایسے سکول جو بالکل بھی حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف کام کر رہے ہیں ان کے خلاف محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے؟ اسی طرح criteria کی شرط نمبر 9 میں پانچویں جماعت کے بعد مخلوط تعلیم کا نہ ہونا، غیر ملکی شہریت رکھنے والے اساتذہ کا تقرر نہ کرنا بھی شامل ہے جبکہ اب تو زیادہ تر پرائیویٹ سکولوں میں co-education ہے اور standard کے اکثر سکولوں میں غیر ملکی اساتذہ کو ہی رکھا جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اپنے دیئے ہوئے criteria پر یہ کس طرح عمل کر رہے ہیں اور ایسے سکولوں کے خلاف محکمہ کیا ایکشن لینا چاہتا ہے جو کہ ڈیڑھ ڈیڑھ یا دو دو مرلے میں چل رہے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم پرائیویٹ سکولوں کے لئے نیا قانون لانا چاہتے ہیں وہ کیبنٹ میں بھی آ چکا ہے۔ اس میں ہمارے پاس زیادہ وسیع اختیارات ہوں گے کہ ہم ان سکولوں کو چیک کر سکیں۔ لاہور شہر میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر زمین کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح اندرون شہر میں لوگوں کی مجبوری ہے وہ دو تین مرلے میں سکول بنا لیتے ہیں۔ بچوں کی سہولت کو دیکھتے ہوئے پچھلے ادوار میں ایسے سکول رجسٹرڈ ہوئے۔ ہم اس نئے قانون کے ذریعے ان سب چیزوں کو سٹیم لائن کرنا چاہتے ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ ہم اگلے اجلاس میں اس قانون کو لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 3370(معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور۔کیئر این جی او کے تحت چلنے والے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3370: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنے سرکاری سکول ایسے ہیں جو کیئر نامی این جی او کے تحت چل رہے ہیں ان سکولوں کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) یہ سکول کب اس این جی او کو دیئے گئے اور ان سکولوں کو اس کے حوالے کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان سکولوں میں ٹیچرز کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(د) ان سکولوں میں ٹیچرز کی اسامیاں پُر کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے یا پھر اس این جی او کی نیز کب تک یہ خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 153 سکولز کیئر نامی این جی او کے تحت چل رہے ہیں۔لسٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2003 یہ سکول حکومت کی پالیسی کے مطابق کیئر این جی او کو دیئے گئے تھے کیونکہ این جی او تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی فراہمی، سکول سہولیات میں اضافہ، بچوں کو یونیفارم کی فراہمی اور انتظامی امور میں معاونت فراہم کر رہی ہے۔

(ج) کل 649 اسامیاں خالی ہیں۔ گریڈ وار خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جونہی حکومت کی طرف سے نئی اسامیوں کی منظوری آئے گی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔البتہ اساتذہ کی فراہمی میں این جی اوز بھی معاونت کرتی ہیں اور این جی او کی طرف سے بھی اساتذہ فراہم کئے جا رہے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ سکول کب اس این جی او کو دیئے گئے اور ان سکولوں کو اس کے حوالے کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ

سکولز2003 میں اس این جی او کو اس لئے دیئے گئے تھے کہ یہ این جی او تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی فراہمی، سکول سہولیات میں اضافہ، بچوں کو یونیفارم کی فراہمی اور انتظامی امور میں معاونت فراہم کر رہی ہے۔ان سکولوں میں اساتذہ کی649 اسامیاں خالی ہیں جو فی سکول چار یا پانچ کا figure بنتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہے تو پھر یہ این جی او کیا معاونت فراہم کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن) جناب سپیکر! ان سکولوں میں جو649 اسامیاں خالی ہیں۔ یہ ان سکولوں میں temporary Teachers provide کرتے ہیں۔ لاہور میں ابھی 921 اساتذہ کی بھرتیاں ہوئی ہیں اور یہ ہمیں 2۔ اپریل سے join کر لیں گے تو ان سکولوں میں اساتذہ کی کمی پوری ہو جائے گی کیونکہ جب ہم permanent Teachers دے دیں گے تو وہاں سے این جی او اپنا استاد withdraw کر لے گی۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر3371 بھی محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! Question No. 3433 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں 09۔2008 بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3433: رانا آصف محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں مالی سال 09۔2008 کے دوران کتنی رقم محکمہ تعلیم سکولز کو فراہم کی گئی ہے؟

(ب) کتنی رقم صرف سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) اس وقت کون کون سے سکولوں کی عمارات تعمیر کی جارہی ہیں ان کے نام اور جگہ نیز تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) ان سکولوں کی عمارات کب تک مکمل ہوں گی؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں مالی سال08-2007کے دوران محکمہ تعلیم سکولز کو2171.756ملین کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) محکمہ تعلیم سکولز سیالکوٹ کو عمارت کی تعمیر کے لئے288.206ملین کی رقم فراہم کی گئی۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں مالی سال08-2007کے دوران134سکولوں کی عمارات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سکولوں کی تعمیر جون2011کو مکمل ہو چکی ہے۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ ضلع سیالکوٹ میں مالی سال09-2008کے دوران کتنی رقم محکمہ تعلیم سکولز کو فراہم کی گئی؟ اس کے جواب میں مالی سال 2007-08کا بتایا گیا ہے تو یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ممبر موصوف درست کہہ رہے ہیں اور یہ typing mistake ہے لیکن اس کے آگے جواب09-2008کا ہی دیا گیا ہے۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! اگر یہ جواب اسی سال کا ہے تو پھر یہ جو رقم2171.756ملین روپے بتائی گئی ہے اس میں سے کتنی رقم استعمال ہوئی اور کتنی lapse ہو گئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! محکمہ تعلیم سکولز سیالکوٹ کا کل بجٹ 2171.756 ملین روپے تھا اُس میں سے 288.208 ملین روپے ڈویلپمنٹ کا بجٹ تھا اور باقی بجٹ نان ڈویلپمنٹ کا تھا جس میں تنخواہیں، بجلی کے بلز اور دیگر سکولوں کے اخراجات آجاتے ہیں۔ اس میں سے نان ڈویلپمنٹ کا بجٹ پورا خرچ ہو گیا تھا لیکن ڈویلپمنٹ کا تقریباً90فیصد کام مکمل ہوا ہے۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! Question No. 3434 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں08۔2007میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*3434:رانا آصف محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال08۔2007کے دوران جن سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کس کس اخبار میں ٹینڈر دیئے گئے؟

(ج) کتنی عمارات مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی زیر تکمیل ہیں؟

(د) ان عمارات کی انسپکشن کن کن سرکاری ملازمین نے کی؟

(ہ) کتنی عمارات کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایت موصول ہوئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں مالی سال08-2007کے دوران308سکولوں کی عمارات تعمیر کے لئے منظور کی گئیں اِن کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے محکمہ تعمیرات سیالکوٹ نے روزنامہ "جنگ"، "خبریں"، "نوائے وقت" اور "ایکسپریس" میں ٹینڈر دیئے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں مالی سال08-2007کے اختتام تک141سکولوں کی عمارات کی تعمیر مکمل ہوئی اور مزید139سکولوں کی عمارات بھی30.06.2011تک مکمل ہو چکی ہیں اور 29سکولوں کی عمارات زیر تعمیر ہیں پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے فراہمی فنڈز کی صورت میں جون2012تک ان کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

(د) تعمیر کی جانے والی عمارات کی انسپکشن محکمہ تعلیم کے درج ذیل فیلڈ افسران نے کی۔

1۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر سیالکوٹ
2۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ز سیالکوٹ
3۔ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر متعلقہ مرکز مردانہ، زنانہ
4۔ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر ڈویلپمنٹ

(ہ) جن عمارات کی تعمیر میں ناقص مٹیریل استعمال ہوا اور اِن کے بارے شکایت موصول ہوئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول وریو
2۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول وریو
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چھچھروالی
4۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تورن وال
5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ڈھنگا
6۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک بھارت
7۔ گورنمنٹ عائشہ گرلز ہائی سکول پسرور
8۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سیان
9۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول کوٹلی نوشہرہ
10۔ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول معراجکے
11۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھرانے چک۔

مندرجہ بالا عمارات میں جو نقائص پائے گئے ان کی درستی کے لئے محکمہ بلڈنگ اور این ایل سی کو تحریری طور پر آگاہ کیا گیا کہ وہ نقائص دور کریں متعلقہ محکمہ جات نے یہ نقائص دور کر دیئے ہیں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز(ہ) میں بتایا گیا ہے کہ مندرجہ بالا عمارات میں جو نقائص پائے گئے ان کی درستی کے لئے محکمہ بلڈنگ اور این ایل سی کو تحریری طور پر آگاہ کیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ نقائص کیا تھے اور کون سے مٹیریل میں تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر سکول کا نام دیا گیا ہے۔ ہمارے لوگ وہاں پر جا کر ان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے پاس مٹیریل یا نقشہ کے حوالہ سے شکایات آتی ہیں۔ یہ سارا کام این ایل سی کے پاس تھا تو این ایل سی کو شکایت کی گئی تھی تو انہوں نے اس کی درستی کی تھی اور ای ڈی او (ورکس) سی اینڈ ڈبلیو ان چیزوں کو دیکھتا ہے۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ انہوں نے لکھا کہ ان ان سکولوں میں یہ نقائص ہیں تو وہاں پر کون سے میٹریل میں زیادہ خرابی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر گیارہ سکولوں کا ذکر ہے ان میں سے کہیں پر اوّل نمبر اینٹ کی بجائے دوم اینٹ استعمال ہو گئی یا سیمنٹ کی شکایت ہو گئی۔ اگر یہ اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو میں ان کو گیارہ سکولوں کی فرداً فرداً تفصیل منگوا دیتا ہوں کہ ہر سکول کے حوالہ سے ہماری طرف سے کیا شکایت گئی تھی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! تحریری طور پر آگاہ بھی کر دیا گیا ہے لیکن کیا این ایل سی کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! این ایل سی کو ان کاموں کی چونکہ پیشگی ادائیگی کر دی گئی تھی اس وجہ سے ہم نے ان کو شکایت کی اور وہ حکومت کا ہی ایک ادارہ ہے۔ انہوں نے کچھ کاموں کا آگے سب کنٹریکٹ کیا ہوتا ہے تو وہاں پر جن چیزوں یا مٹیریل میں مسئلہ آ رہا تھا اُس کو انہوں نے ٹھیک کر دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کسی بھی بلڈنگ میں نقائص دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک نقص main structure میں اور دوسرا نقص اُس کی finishing میں ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی نقص main structure میں تھا تو وہ کیسے دور کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! زیادہ تر نقائص finishing کے ہوتے ہیں۔ کہیں شیشے نہیں لگے یا کہیں پر کھڑکیاں specification کے مطابق نہیں لگی ہوئیں، کہیں پر لکڑی یا لوہے کے proper دروازے نہیں لگے۔ یہ تقریباً سارے نقائص finishing کے تھے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال شیر علی خان صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Question No. 3837 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈ دادنخان میں کھیلنے کے گراؤنڈ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3837: جناب شیر علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں بچوں کے کھیلنے کے لئے سپورٹس کا سامان موجود نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت سپورٹس کا سامان دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار میں بچوں کے کھیلنے کا کوئی گراونڈ نہ ہے؟

(د) کیا حکومت کھیلنے کے لئے کوئی گراونڈ دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ملیار نے سکول کونسل کی منظوری سے 07-09-2011 کو فروغ تعلیم فنڈ سے سترہ ہزار روپے کا سامان خرید لیا ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) گراونڈ موجود ہے۔

(د) جواب جز (ج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ گراونڈ موجود ہے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ گراونڈ سکول کے احاطہ کے اندر موجود ہے یا یہ گاؤں کے کسی کھیت کو گراونڈ کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آٹھ کنال اور آٹھ مرلہ جو گراونڈ کے لئے مختص کئے گئے ہیں یہ سکول کی عمارت سے تقریباً سو میٹر ہٹ کر ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! پنجاب کے جن سکولوں میں گراونڈ کی سہولیات نہیں ہیں کیا حکومت کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ اُن سکولوں میں گراونڈز کی دستیابی کے لئے کوئی زمین acquire کرے؟

جناب سپیکر: انکوائری ہوتی رہی ہوگی۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! دیہاتی علاقوں میں حکومت کے لئے availability of land آسان ہے وہاں پر ہمارے جو سکول بنتے ہیں ان کے لئے play grounds کی جگہ مختص کی جاتی ہے مگر بڑے شہروں جیسے لاہور، ملتان، راولپنڈی، سیالکوٹ، فیصل آباد اور

گوجرانوالہ میں مشکلات پیش آتی ہیں ان کے لئے ہم سکولوں کو ان کی sports activities کے لئے حکومت کی grounds دیتے ہیں حتیٰ کہ لاہور میں جو سٹیڈیم ہیں وہ بھی اس مقصد کے لئے دیتے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں خصوصی طور پر دیہاتی علاقوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں کیونکہ بہت سے ایسے سکول ہیں جہاں grounds نہیں ہیں اور بچے بے چارے کبھی کسی جگہ جاتے ہیں اور کبھی کسی جگہ جاتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جہاں پر playgrounds available نہیں ہیں وہاں ہم قریبی سکول جہاں یہ سہولت موجود ہوتی ہے ہم اس سکول کی play ground ان کو allow کر دیتے ہیں کہ بچے وہاں پر جائیں اور sports activities مکمل کریں۔ ہم نے اپنے دیہاتوں اور شہروں کے سکولوں میں sports activities کو compulsory کیا ہوا ہے تاکہ بچے ان میں بھرپور participate کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی جناب شیر علی صاحب کا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 3967 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اساتذہ کا ٹیوشن و پرائیویٹ سکولوں میں پڑھانے پر پابندی کی تفصیلات

*3967: جناب شیر علی خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری اساتذہ کے ٹیوشن اور پرائیویٹ سکولوں میں پڑھانے پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے اساتذہ سکول ٹائم کے دوران پرائیویٹ سکولوں میں پڑھاتے ہیں؟

(ج) اس سلسلہ میں متعلقہ اعلیٰ افسران کو درخواستیں دی گئی ہیں مگر کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت اس سلسلہ میں متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں!

(ب) یہ درست نہ ہے تاہم سرکاری سکولوں کے اساتذہ گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران سرکاری سکولوں میں رضاکارانہ طور پر سمر کیمپ لگا کر پڑھا سکتے ہیں۔

(ج) حکام بالا کو کوئی شکایت نہیں کی گئی۔

(د) انکوائری کے بعد کوئی بھی بات ثابت نہ ہوئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 4336 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے شیخ علاؤالدین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔ سرکاری سکولوں میں سائنس لیبارٹریز کی تفصیلات

*4336: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور کے کتنے سرکاری ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں موجود ہیں؟

(ب) کیا جن ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں موجود نہیں وہاں پر حکومت لیبارٹریاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) جن سکولوں کی لیبارٹریوں میں ضرورت کے مطابق سامان موجود نہیں کیا حکومت ان سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کا سامان مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں ہائی و ہائر سیکنڈری مدارس 38 میں سائنس لیبارٹریاں موجود نہ ہیں تاہم ان سکولوں میں وقتی طور پر کلاس رومز پر مشتمل کمرہ جات بطور سائنس لیبارٹریاں استعمال ہو رہے ہیں اور سائنس پریکٹیکل کا کام باقاعدہ کروایا جا رہا ہے۔ نیز محکمہ تعلیم سائنس لیبارٹریاں تعمیر کروانے کے لئے ضلعی حکومت سے رابطہ میں ہے۔

(ب) ان سکولوں میں لیبارٹری کی تعمیر کے ضمن میں rough cost estimate کے لئے کیس EDO(W&S) کو بھجوایا جا چکا ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
تاہم متعلقہ علاقے کا ایم این اے وایم پی اے حکومت کے فراہم کردہ فنڈز میں سے ان سکولوں کو گرانٹ / فنڈز مہیا کرے تو یہ مسئلہ جلد حل ہو سکتا ہے۔

(ج) جن سکولوں کی لیبارٹریوں میں ضرورت کے مطابق سامان موجود نہیں ہوتا ان سکولوں میں فروغ تعلیم فنڈ / سی سی گرانٹ سے سامان مہیا کیا جاتا ہے اور پریکٹیکل کروائے جاتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع قصور میں 38 سکول ایسے ہیں جن میں سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ سوال کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ تین سال پہلے انہوں نے rough cost estimate کے لئے ضلعی حکومت کو خط لکھا۔ ہم اپنی سڑکوں، گلیوں اور محلوں میں کام کرانے کے لئے rough cost estimate دوسرے دن منگوا لیتے ہیں۔ اس کے لئے خط تین سال سے گیا ہوا ہے تو کیا اس کا جواب کسی ٹرک پر آنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 12-02-27 کو ہم نے اس خط کو بھیجا ہے۔ میرے پاس قصور کے 38 سکولوں کے نوٹیفکیشن کی کاپی موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بھی اس فہرست کی ایک کاپی دے دیں۔ آپ مہربانی کریں کیونکہ آپ کو بھی پتا ہے کہ ہم بھی اسی ضلع کے رہنے والے ہیں۔ آپ ذرا خصوصی مہربانی فرمائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پچھلے مہینے بھیجا گیا تھا۔ اس میں ہم نے وضاحت بھی کی ہے کہ ایم پی اے، ایم این اے فنڈ سے فوری طور پر لیبارٹریاں ٹھیک کرائی جا سکتی ہیں۔ آپ کا ضلع ہے اس لئے میں آپ کو تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کہ یہاں پر 128 ہائی سکول ہیں ان میں 38 ایسے ہیں جن میں سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں اور 12 ہائر سیکنڈری سکولوں میں بھی مناسب سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ حکومت اگلے مالی سال میں ان کے لئے دوبارہ بجٹ رکھ رہی ہے امید ہے کہ اس میں کام ہو جائے گا۔ اگر یہ ایم پی اے، ایم این اے فنڈ سے نہیں ہوتا تو State of the Art Science Lab Project کے تحت ہم اگلے مالی سال میں بنوائیں گے۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو commitment دے رہا ہوں کہ میرے فنڈز بے شک لے لیں مگر میرے حلقے کے سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں بنوادیں۔آپ دوسرے صاحبان سے خود پوچھ لیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ان کا شکریہ کہ سوال کے پیش کرنے کے تین سال بعد انہوں نے خط لکھ دیا ہے۔مجھے امید ہے کہ estimate بھی آجائے گا۔

جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ایم پی اے، ایم این اے اگر گرانٹ دیں تو یہ معاملہ جلدی حل ہو جائے گا۔ایم پی ایز اور ایم این ایز کو اسی اسی لاکھ روپیہ ملتا ہے جن سے انہوں نے پورے علاقہ میں گلیاں، محلے، سڑکیں، گٹر اور سیوریج کا کام کرانا ہوتا ہے تو یہ بتادیں کہ ایک لیبارٹری پر کتنا خرچ آتا ہے؟ کیوں کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کے پاس تو اتنے فنڈز نہیں ہوتے۔

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ابھی آپ نے جیسے کمال شفقت فرمائی ہے کہ میرا فنڈ میرے حلقہ کے سکولوں میں جہاں سائنس لیبارٹری نہیں ہے وہاں پر لگایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرا حلقہ پی پی-184 ہے کہیں اور نہ لگا دیجئے گا۔

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ کی مرضی سے ہی ہو گا۔میرے علم کے مطابق ایک سائنس لیبارٹری کے لئے اگر نیا کمرہ بنا کر دوسری ساری چیزیں فراہم کریں تو اس پر بیس سے پچیس لاکھ روپے لاگت آتی ہے۔ اگر وہاں پر کمرہ موجود ہے تو پھر تقریباً تین سے پانچ لاکھ میں سارے آلات فراہم کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے اب جو بات کی ہے یہ بہتر ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! قصور میں 38 سکول بتائے گئے ہیں۔اس حوالے سے وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم سائنس لیبارٹریاں تعمیر کرانے کے لئے ضلعی حکومت سے رابطے میں ہیں۔ان تین سالوں میں کس قدر رابطہ ہوا ہے اور اس سے ان 38 سکولوں کے اندر کتنی development ہوئی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! قصور میں نئے جانے والے ای ڈی او ایجوکیشن نے پچھلے مہینے 12-02-27 کو ضلعی حکومت کو خط لکھا ہے۔مجھے امید ہے کہ اگلے مالی سال کا

جو بجٹ آئے گا تو کام ہو جائے گا۔ اگر ضلعی حکومت کے پاس ابھی پیسے ہیں تو چند سکولوں میں وہ کام کر سکتے ہیں، نہیں تو اگلے مالی سال کے بجٹ میں یہ سائنس لیبارٹریاں بن سکیں گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! تین سال پہلے mention کیا گیا تھا کہ 38 سکول ہیں جن میں سائنس لیبارٹریاں موجود نہ ہیں۔ کیا ان تین سالوں میں ضلع قصور کے لئے ایجوکیشن کی مد میں کوئی فنڈ مختص نہیں کیا گیا؟ وہاں تین سال کیا ہوتا رہا ہے کہ تین سال کے بعد rough cost estimate کے لئے ہی لکھا گیا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ latest جواب ہے جو 12-03-05 کو آیا ہے۔ آپ نے پچھلے اجلاس میں حکم فرمایا تھا جس پر ہم نے محکمہ کو speed up کیا ہے۔ محکمہ ایجوکیشن کے سوالات بہت زیادہ ہوتے ہیں جس وجہ سے ان کی باری دیر سے آتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تقریباً دس ہزار طلباء ایسے ہیں جن کے لئے سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ اگر لیبارٹریاں نہیں ہیں تو پھر ٹیچرز کی بھرتی کیوں کھولی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایک proper لیبارٹری ہوتی ہے جس کے لئے کمرہ مختص کیا جاتا ہے جس میں بچوں کو پریکٹیکلز کرائے جاتے ہیں۔ ان کے لئے ٹیچرز بہت ضروری ہیں۔ ٹیچرز ہوں تو ہم open space میں بھی بچوں کو پریکٹیکلز کرا سکتے ہیں۔ ان سکولوں میں proper لیبارٹریاں نہ ہونے کے باوجود وہاں موجود ٹیچرز بچوں کو پریکٹیکلز کرا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ open space میں بھی پریکٹیکلز ہو سکتے ہیں۔ کیا سائنس پریکٹیکلز open space میں ہو سکتے ہیں، جب lamp ہی نہیں جلے گا تو کیسے ہو سکتے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر فنڈز نہیں ہیں تو پھر ٹیچرز کو کیوں رکھا جا رہا ہے، کتنے عرصہ سے لیبارٹریوں کے بغیر یہ سکول چل رہے ہیں اور اس وجہ سے دس ہزار طلباء کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے اس طرح کوئی میرٹ نہیں بن سکتا پھر کہا جاتا ہے کہ میرٹ ہو؟ میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان حالات میں میرٹ کیسے بنے گا؟ میرے حلقہ کے طلباء وطالبات کس طرح میرٹ پر آئیں گے جبکہ دس ہزار طلباء کے لئے کوئی لیبارٹری ہی نہیں ہے۔ اب اُن کے لئے اساتذہ رکھے جا رہے ہیں مگر پتا نہیں کتنے عرصہ میں

لیبارٹریاں اور عمارتیں بنیں گی، منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ open لیبارٹری بھی ہو سکتی ہے مگر بتائیے کہ کیا open space پر practical ہو سکتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: موجودہ دَور کے منسٹر صاحب ہی بات کر سکتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب یہاں پر ہر بات کو غلطی کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ میں نے بات یہ کی ہے کہ اب آپ کے پاس فنڈز کی availability نہیں ہے جس کی ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ provide کریں۔ میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ انڈیا کا model ہمارے سامنے آیا جہاں پر سائنس کی لیبارٹریوں کا مسئلہ تھا تو انہوں نے موبائل سائنس لیبارٹریاں بنائیں اور گاؤں کے سکول جہاں پر لیبارٹری نہیں بن سکتی وہ بڑے کنٹینر پر سائنس لیبارٹری بناتے ہیں جو ہائی سکول میں جا کر بچوں کو practical کرواتے ہیں۔ ہم ان چیزوں پر بھی غور کر رہے ہیں۔ چونکہ جو بچے سائنس پڑھ رہے ہیں وہاں پر practical کے لئے سائنس ٹیچر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جس طرح یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے سکولوں میں classrooms نہیں ہیں اور آپ بھی پوری طرح آگاہ ہیں کہ بچے باہر صحن میں بھی پڑھ رہے ہیں مگر استاد ہو گا تو پڑھائے گا۔ اصل میں ہمارا مقصد بچوں کو تعلیم دینا ہے جو ہم دے رہے ہیں۔ چونکہ ہمارے پاس financial resources محدود ہیں اس لئے ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ میں شیخ صاحب کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہماری اس دفعہ پوری کوشش ہے کہ اگلے مالی سال کے بجٹ میں ہم اپنے ہائی سکولوں میں ایک ہزار سائنس لیب ضرور approve کرائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگلے سوال پر آتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے۔ میرا آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر: ویسے اس پر بہت ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ منسٹر صاحب نے ابھی یہ کہا ہے کہ اب ہم موبائل لیبارٹریاں چلائیں گے۔ یہ ایک fix لیبارٹری تو دے نہیں سکتے مگر موبائل لیبارٹری بنانے کا سوچ رہے ہیں۔ اگر دو ہزار سی سی گاڑی پر بھی لیبارٹری بنائی گئی تو خرچہ کسی صورت بھی دو لاکھ روپے مہینہ سے کم نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اتنی donation تو شاید آپ خود بھی کر دیں۔ اب اسے چھوڑ دیں۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4358 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔181 قصور میں ہیڈ مسٹریس، ہیڈ ماسٹر و سائنس لیبارٹریوں کے بغیر سکولوں کی تفصیلات

*4358: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔181 قصور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جہاں پر ہیڈ مسٹریس، ہیڈ ماسٹر اور سائنس لیبارٹریاں نہ ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔181 میں تمام مردانہ مدارس میں ہیڈ ماسٹر صاحبان باقاعدہ تعینات ہیں تاہم تین زنانہ سکولز ایسے ہیں جہاں ہیڈ مسٹریس کی اسامیاں خالی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(I) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میر کوٹ

(II) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لہنہ سنگھ والا

(III) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چھانگا مانگا

مندرجہ ذیل دو سکول ایسے ہیں جہاں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں۔

(I) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لہنہ سنگھ والا

(II) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چھانگا مانگا

(ب) جن سکولوں میں سائنس لیب نہ ہیں ان کی تعمیر کے لئے EDO(W&S) کو Rough estimate cost کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے۔ ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس کی خالی اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو تحریری اطلاع دے دی گئی ہے۔ عنقریب ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس کی خالی پوسٹوں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تعیناتی کر دی جائے گی۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاہم متعلقہ حلقے کا ایم این اے وایم پی اے

حکومت کے فراہم کردہ فنڈز میں سے ان سکولوں کو گرانٹ / فنڈز مہیا کرے تو مسئلہ جلد حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میر کوٹ، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چھانگا مانگا اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لہنہ سنگھ والا میں ہیڈ مسٹریس نہیں ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ٹیم لیڈر نہیں ہوگا تو کیا سکول چل سکے گا اور کتنے عرصہ سے ہیڈ مسٹریس نہیں ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان سکولوں میں ہیڈ مسٹریس کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے یہ سیٹیں خالی ہیں اور اس وقت قائم مقام ہیڈ مسٹریس کام کر رہی ہیں جس کی requisition پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی ہوئی ہے۔ وہاں سے جیسے ہی recruit ہو کر آئیں گی تو ہم ان کو مستقل طور پر ہیڈ مسٹریس دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو نہیں بلکہ سکولوں کو بھیجیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، کیا فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ آپ بھی سمجھ گئے ہیں اس لئے دوبارہ نہ پوچھیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے ورنہ منسٹر صاحب پھر کہہ دیتے ہیں کہ شیخ صاحب ہی غلط طرف لے جاتے ہیں حالانکہ بات انہوں نے خود غلط کی ہے اور آپ نے note فرمائی ہے۔ میں آج آپ کا خصوصی طور پر شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے ایک مسئلہ کو زبردست rectify کیا ہے۔ میرے دونوں سوالوں میں rough cost estimate کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتنا rough cost estimate ہے جو میرے ہی حلقہ میں پورا نہیں ہو رہا یعنی یہ کتنے ارب روپے ہے جس کے متعلق بار بار کہا جا رہا ہے کہ ہم نے estimate بھیج دیا ہے مگر یہ پیسا کیوں نہیں آتا تاکہ کام ہو سکے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پچھلے سوال میں جو notification دکھایا تھا اسی کے حوالے سے ہی اس میں بھی ذکر ہے کیونکہ شیخ صاحب کے حلقہ میں دو

سکول ہیں جن میں سائنس لیبارٹری نہیں ہے۔EDO(W&S) نے ہی تعمیر کرانا ہوتی ہے اس لئے اُن کو ہی estimate کے لئے بھجوادیا ہوا ہے جس کا notification میں شیخ صاحب کو بھجوادیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان سے پوچھ رہا تھا کہ کتنی amount ہے جو میرے حلقہ کو ہی نہیں مل رہی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے 38 سکولوں کا estimate اکٹھا ہی بھجوایا ہوا ہے جس کے notification میں شاید cost بھی mention ہو۔

جناب سپیکر: بعد میں دیکھ لینا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی مکمل estimation ابھی نہیں آئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں کہا ہے کہ estimate تیار ہے اور متعلقہ EDO کو بھیج دیا گیا ہے جو ریکارڈ پر لے آئیں۔ میرا منسٹر صاحب سے ذاتی طور پر کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میں اپنے حلقہ کا custodian ہوں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ہمارے انتہائی سمجھ دار اور قابل ممبر ہیں اس لئے انہیں پتا ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے estimation نہیں کرنی ہوتی بلکہ EDO (W&S) نے کرنی ہوتی ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر EDO(W&S) کو بھیج دیا ہے کہ اس کی estimation کر کے ہمیں بھجوائیں۔ مورخہ 28-02-12 کو ضلع قصور کی 38 لیبارٹریوں کا اکٹھا ہی لکھ کر بھیجا ہے جس کا ابھی تک ہمارے پاس estimate نہیں آیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا حلقہ اس میں آتا ہے لہذا آپ جز (ب) خود پڑھ لیں کہ جن سکولوں میں سائنس لیب نہ ہیں ان کی تعمیر کے لئے EDO(W&S) کو rough cost estimate کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے۔ اب اگر تحریر کیا جا چکا ہے تو naturally اس میں cost ہی mention ہو گی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں لکھا یہی گیا ہے کہ EDO(W&S) اس کا estimate بنا کر بھیجیں۔ میرے خیال میں شیخ صاحب کو سمجھ آ رہی ہے مگر جان بوجھ کر بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر میں آپ سے مخاطب ہوں لہذا ذرا توجہ فرمائیے گا۔ آپ کے توسط سے میرا وزیر موصوف صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اگر سپیکر صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب کے حلقوں کے سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کی یہ حالت ہے تو پنجاب کے باقی سکولوں میں کیا صورتحال ہو گی؟ اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: اس میں کسی کی bifurcation نہیں ہوتی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سائنس لیبارٹریاں missing facilities میں آتی ہیں اور اس سال تمام missing facilities کا بجٹ ایم پی اے صاحبان کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ چاہیں تو missing facilities میں اپنے اپنے حلقوں میں سائنس لیبارٹریاں بنوا سکتے ہیں مگر پھر بھی حکومت یہ چاہ رہی ہے کہ اگلے سال ہائر سکول جن کی تقریباً ایک ہزار کے قریب تعداد ہے وہاں پر state of the art اچھی سائنس لیبارٹریاں بنیں۔ میں نے آپ سے بھی قصور کے حوالے سے عرض کیا تھا کہ اگر 140 میں سے 38 سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کی سہولت میسر نہیں ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید ہے کہ اگلے مالی سال کے بجٹ میں میسر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4435 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ورلڈ بنک کے تعاون سے سکولوں کی اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*4435: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت ورلڈ بنک کے تعاون سے سکولز ایجوکیشن پروگرام کے تحت 28۔ارب روپے سے زائد رقم خرچ کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورلڈ بنک کے تعاون سے پنجاب کے تمام سکولوں کو اپ گریڈ اور انگلش میڈیم بھی کیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ورلڈ بنک کے تعاون سے پنجاب کے تمام سکولوں کی اپ گریڈیشن کے ساتھ ساتھ ان کے نصاب کو بھی تبدیل کیا جارہا ہے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے ورلڈ بنک کے تعاون سے صوبہ پنجاب میں جولائی 2009 سے ایجوکیشن سیکٹر ریفارم کا تین سالہ پروگرام شروع کیا ہے۔اس پروگرام کے مطابق ورلڈ بنک 400 ملین ڈالر کی Budgetary Support فراہم کر رہا ہے۔

(ب) دیگر سرگرمیوں کے علاوہ اس پروگرام کے تحت سال 10-2009، سال 11-2010 اور سال 12-2011 کے دوران 1482 سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا کام جاری ہے۔ تفصیل منسلکہ گوشوارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے میں درج ہے مزید برآں صوبہ پنجاب میں تمام سرکاری سکولوں کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت انگلش میڈیم کر دیا گیا ہے۔

(ج) پنجاب حکومت موجودہ نصاب کے تحت ہی درسی کتب کو ڈویلپ کر رہی ہے اور فی الحال نصاب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ 2006 کا قومی نصاب بتدریج لایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں جولائی 2009 سے ایجوکیشن سیکٹر ریفارم کا تین سالہ پروگرام شروع کیا ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تقریباً تین سال پورے ہونے والے ہیں لہذا اس کا کیا نتیجہ نکلا اور کہاں تک کام ہوا ہے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1482 سکولوں کو upgrade کرنے کا کام جاری ہے اُن میں سے کتنے سکول upgrade ہو چکے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! یہ تین سال کا پروگرام تھا اور اس میں تقریباً چار سو ملین کی budgetary support تھی۔ 1482 سکولوں کو upgradation کرنے کا کام جاری ہے اور ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔ اس میں تقریباً کام مکمل ہو چکا ہے اور اس میں district wise دیا ہوا ہے کہ کتنا کام مکمل ہو گیا ہے۔ میں یہ تفصیل ان کو دے دیتا ہوں۔ 1428 سکولوں کا upgradation کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے پہلے ضمنی سوال کا جواب انہوں نے نہیں دیا کہ جو تین سال کا منصوبہ شروع کیا تھا وہ کہاں تک مکمل ہوا اور اس پر کیا کیا کام ہوئے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ نتائج کیا برآمد ہوئے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! میں اسی کا بتا رہا ہوں کہ 1428 سکول تین سالوں میں مکمل کئے گئے ہیں ان کا تقریباً 90 فیصد کام مکمل ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے چار سو ملین ڈالر میں صرف 1482 سکولوں کو upgrade کیا ہے جبکہ جز (ب) میں لکھا ہے کہ دیگر سرگرمیوں کے علاوہ۔ اب منسٹر صاحب یہ جواب دے رہے ہیں کہ صرف upgrade کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! دیگر سرگرمیوں میں ہم انہی فنڈز میں سے فری ٹیکسٹ بک مہیا کرتے ہیں، girls stipend دیا جاتا ہے وہ بھی اسی میں سے دیا جاتا ہے، grant in aid to school councils دی جاتی ہے، Punjab Education Foundation کو پیسے دیئے جاتے ہیں اور Teachers' incentive کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ بھی اسی فنڈز میں سے ہیں۔ یہ اس کے مختلف heads ہیں جس میں چار سو ملین ڈالرز خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پورے صوبے میں ایک نصاب کو رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ جو مختلف نصاب ہیں ان سے بڑے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، کیا حکومت کا ایک ہی نصاب کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! ہم پانچویں اور آٹھویں کلاس کا امتحان Punjab Examination Commission کے تحت لے رہے ہیں۔ ہمارا uniform education کی طرف قدم ہے اور اس میں اس سال تقریباً 95 فیصد کے قریب پنجاب کے پرائیویٹ سکول بھی تھے انہوں نے بھی اس امتحان میں participation کی۔ A level اور O level کی جو

تعلیم دیتے ہیں انشاء اللہ وہ بھی ہمارے اس دائرے میں آ جائیں گے۔ اس کے علاوہ پچھلے academic session سے جب سے ہم نے پورے پنجاب میں انگلش میڈیم کیا ہے تو اس کی وجہ سے پرائیویٹ سکول ہماری کتابیں اس وقت 70 فیصد سے زیادہ استعمال کر رہے ہیں جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی printed ہوتی ہیں۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہم uniform education کی طرف جا رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اگلے چند سالوں میں ہم اپنا یہ ہدف بھی achieve کر لیں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ چار سو ملین ڈالر ورلڈ بنک budgetary support فراہم کر رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ قرض ہے جو ہم نے سود کے ساتھ واپس کرنا ہے یا یہ گرانٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! یہ grant in aid ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال خواجہ عمران نذیر کا ہے۔ خواجہ عمران نذیر، خواجہ عمران نذیر، خواجہ عمران نذیر نہیں ہیں۔۔۔؟ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4606 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کلر سیداں راولپنڈی، ڈپٹی ڈی ای او مردانہ / زنانہ کی تقرری کی تفصیلات

*4606: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا کلر سیداں راولپنڈی میں ڈپٹی ڈی ای او مردانہ اور زنانہ کی اسامیوں کی منظوری دی جا چکی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت کلر سیداں میں ڈپٹی ڈی ای او مردانہ اور زنانہ کی تقرری کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں ڈپٹی ڈی ای او مردانہ اور زنانہ کی منظوری زیر حکم نمبر A-II/540 بتاریخ 26-01-2012 دی جا چکی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈپٹی ڈی ای او زنانہ تحصیل کلر سیداں کی تعیناتی ہو چکی ہے جبکہ ڈپٹی ڈی ای او مردانہ تحصیل کلر سیداں کی جلد ہی تعیناتی کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کلر سیداں راولپنڈی کے لئے ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن مردانہ کے آرڈر بھی کئے جا چکے ہیں، اگر کئے ہیں تو کس کے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! یہ 2-مارچ 2012 کو محمد ناظم قمر صاحب سینئر ہیڈ ماسٹر ہائی سکول کہوٹہ کو ایکٹنگ چارج دیا گیا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق باقاعدہ آرڈر بھی ہو چکے ہیں اور یہ چند دن پہلے ہوئے ہیں یہ جواب update نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس وقت آرڈر کی کاپی بھی ہے اگر یہ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔ چار دن پہلے ڈی سی او کے آرڈرز پر ایکٹنگ چارج کے آرڈر کئے گئے ہیں۔ میں اس کی کاپی ان کو فراہم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال حاجی ذوالفقار علی کا ہے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے حاجی ذوالفقار علی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! سوال نمبر 4612 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور کے دیہی علاقہ جات میں تعینات ملازمین کو موبلٹی، رورل ایریا الاؤنس کی عطائیگی

***4612: حاجی ذوالفقار علی:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر کی حدود میں تعینات ملازمین کو big سٹی الاؤنس مل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر سے باہر اسی ضلع کی حدود میں تعینات ملازمین کو big سٹی الاؤنس اور موبلٹی الاؤنس ادا نہیں کیا جاتا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت دیہی علاقہ جات میں تعینات ملازمین کو موبلٹی الاؤنس اور رورل ایریا الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! بہاولپور شہر کی حدود میں تعینات ملازمین کو big سٹی الاونس مل رہا ہے۔

(ب) بہاولپور شہر سے باہر تعینات ملازمین کو big سٹی الاؤنس نہیں مل رہا لیکن موبلٹی الاؤنس صرف تدریسی ملازمین کو مل رہا ہے۔ دیہاتی ایریا کے سکولوں میں تعینات ملازمین درجہ چہارم و کلیریکل سٹاف کو موبلٹی الاؤنس نہیں مل رہا تھا لیکن اب مورخہ 2011-07-01 سے تمام ملازمین کو کنوینس الاؤنس مل رہا ہے۔

(ج) مورخہ 2011-07-01 سے شہری و دیہاتی علاقوں میں تعینات تمام ملازمین کو کنوینس الاؤنس مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ 01-07-2011 سے شہری و دیہاتی علاقوں میں تعینات تمام ملازمین کو conveyance allowance مل رہا ہے اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے rural area اور urban area کے Conveyance Allowance میں فرق تھا۔ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے non gazetted ملازمین کو Conveyance Allowance نہیں ملتا تھا۔01-07-2011 کو گورنمنٹ نے شہری اور دیہاتی علاقوں میں تعینات تمام ملازمین کی Conveyance Allowance کی شرح ایک جیسی کر دی۔اس کے علاوہ TA/DA کا بھی criteria بنا ہوا ہے اسی کے مطابق ان کو دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ کا ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4763 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اساتذہ کو دیگر فرائض کی بجاآوری پر معاوضہ کی ادائیگی کی تفصیل

*4763: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سکول اساتذہ کو ان کے پیشہ ورانہ فرائض سے ہٹ کر ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں اگر انہیں علیحدہ سے ان کا معاوضہ دیا جاتا ہے تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فرائض کی انجام دہی کے لئے اساتذہ کو اکثر اوقات سفر بھی کرنا پڑتا ہے، کیا انہیں اس ضمن میں ٹریولنگ الاؤنس یا ڈیلی الاؤنس وغیرہ کی سہولت حاصل ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ سکول اساتذہ کی تعلیمی قابلیت سے استفادہ کرنے کے لئے قومی اہمیت کے دوسرے کاموں مثلاً الیکشن ڈیوٹی، مردم و خانہ شماری، پولیو کے قطرے پلانے وغیرہ میں ان کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ان اضافی کاموں کے لئے اساتذہ کو معاوضہ بھی دیا جاتا ہے ان کاموں کے لئے معاوضہ کی شرح کا مستقل تعین نہ ہے بلکہ معاوضہ بجٹ میں موجود فنڈز کی مناسبت سے ہر activity کے لئے الگ سے طے کیا جاتا ہے جس کی شرح تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں سفر طے کرنے کے لئے انہیں ٹریولنگ الاؤنس اور ڈیلی الاؤنس کی سہولت حاصل ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے، ابھی کچھ عرصہ پہلے electoral role کا کام ہوا اور اس سے پہلے مردم شماری کا کام ہوا لیکن اساتذہ کو معاوضے وقت پر نہیں دیئے جاتے۔ مردم شماری چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کا کام تھا۔ ہماری پنجاب حکومت ڈیوٹی تو لگا دیتی ہے لیکن ان کے معاوضوں کی ادائیگی کو ensure نہیں کرتی۔ electoral role کا کام مکمل ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی تک کم از کم میرے علاقہ میں اساتذہ کو معاوضے کی مکمل ادائیگی نہیں ہو سکی۔ کیا حکومت کوئی ایسا طریق کار اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جب وفاقی حکومت کا کوئی محکمہ ہمارے پنجاب کے اساتذہ کی ڈیوٹی لگائے تو پہلے سے اس کا schedule of payment اور mode of payment طے کر لیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! تقریباً ہر پانچ سال کے بعد ووٹر لسٹیں بنتی ہیں، مردم شماری ہوتی ہے اور اس کے rates revise کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کے محکمے اور وہ خود ہی بتاتے ہیں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جو لوگ کام کریں گے ان کو کتنا معاوضہ دیا جائے گا۔ ہمیں فیڈرل سے جیسے جیسے معاوضہ آتا ہے ہم ویسے ویسے آگے لوگوں کو دے دیتے ہیں۔ اِن کی بات بجا ہے کہ کئی دفعہ تاخیر ہوتی ہے مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے محکمے ہیں اس لئے departmental level پر ان سے ہمارے محکمے کی correspondence ہوتی ہے۔ ہماری بھی کوشش ہوتی ہے کہ جیسے ان کی طرف سے معاوضہ آئے اُن کو ادا کر دیا جائے تاکہ کام مکمل ہو۔ مجھے امید ہے کہ اس میں معاملات بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا اس کا کوئی طریق کار ممکن ہے کہ mode of payment اور schedule of payment کا کچھ طے ہو جائے؟ ریٹ کی تو الگ بات ہے کہ وہ

کم ہے یا زیادہ ہے لیکن کم از کم جو طے ہو وہ تو انہیں بروقت مل جائے۔ اس کے لئے چونکہ کوئی طریق کار نہیں ہے اور ان کی صرف ڈیوٹیاں لگا دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کے ساتھ negotiate کریں اور اس کو transparent بنوائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! وہ بالکل transparent ہے مگر جیسے فیڈرل گورنمنٹ سے funding آتی ہے پھر ہی ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4779 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دیپالپور، پرائمری بوائز و گرلز سکولوں میں کلاسز کا اجراء

*4779: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں جمال تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پرائمری بوائز سکول اور پرائمری گرلز سکول کی عمارتیں تو بنی ہوئی ہیں، مگر تا حال کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں میں کلاسز کا جلد از جلد اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے۔

(ب) ان دونوں سکولوں میں نئی اسامیوں کی SNE کی منظوری کا کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بتاریخ 12-02-23 کو ارسال کر دیا گیا تھا۔ نئی اسامیوں کی SNE کی منظوری کے بعد ان اسامیوں پر اساتذہ کی تعیناتی کر دی جائے گی۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان دونوں سکولوں کی جو عمارتیں ہیں، جواب میں کہا گیا ہے کہ عمارتیں موجود ہیں لیکن کلاسوں کا اجراء نہیں ہے تو میرا ضمنی

سوال یہ ہے کہ یہ عمارتیں کب سے قائم ہیں اور جب کلاسیں یہاں پر نہیں ہو رہیں تو ان عمارتوں کو کس کام کے لئے استعمال میں لایا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس وقت بوائز پرائمری سکول دیپالپور کی عمارت میں مسجد مکتب سکول چل رہا ہے، وہاں پر 73 بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان کے لئے دو ٹیچر provide کئے گئے ہیں۔ مکتب پرائمری سکول میں کلاس تھری تک تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے بعد بچے مزید کلاسوں کے لئے 2 کلو میٹر پر واقع ایک اور سکول میں چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے پوچھا ہے کہ یہ عمارتیں کب بنیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب منظور احمد وٹو صاحب چیف منسٹر بنے تھے، شاید یہ ان کا حلقہ ہے اور انہوں نے اپنے حلقہ میں بہت سارے سکول بنوائے تھے لیکن ابھی تک وہاں پر SNEs approve نہیں ہوئیں، مگر ہماری حکومت نے ان SNEs کی approval کے لئے نوٹیفکیشن بھجوا دیا ہے جس کی کاپی میرے پاس ہے اور اس سکول میں مسجد مکتب کے تحت کلاسیں جاری ہیں۔ ہم نے گرلز پرائمری سکول اور بوائز سکول کی SNE approval کے لئے بھیج دی ہے اور ہمیں امید ہے کہ اسی ماہ SNE کی approval ہو جائے گی۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ان دونوں گرلز اور بوائز سکول میں گرمیوں کی چھٹیوں سے پہلے باقاعدہ کلاسیں شروع ہو جائیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! چلیں، سکول تو منظور وٹو صاحب کے زمانے میں بن گئے لیکن اس حکومت کو آئے ہوئے بھی چار سال ہو گئے۔ مگر جو لیٹر مجھے ملا ہے جس میں انہوں نے approval کے لئے سمری بھیجی ہے وہ پچھلے مہینے کی 23 تاریخ کو بھیجا ہے تو منسٹر صاحب سے میرا سوال ہے کہ کیا چار سال سے ان کے علم میں نہیں تھا یا اگر ان کے علم میں تھا تو انہوں نے action کیوں نہیں لیا کہ بلڈنگ موجود ہے لیکن کلاسیں نہیں ہو رہی ہیں؟

جناب سپیکر: میں اس کا جواب خود بتا سکتا ہوں کہ جہاں پر سکول بنے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر جگہوں کا محکمہ تعلیم کو پتا نہیں ہوتا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! بالکل آپ بجا طور جانتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پھر کہتے ہیں کہ یہ بلڈنگ ہمیں handover ہی نہیں کی گئی لیکن بلڈنگ لینا تو ان کا کام ہے کیونکہ ان کو پتا نہیں ہوتا کہ وہ لوگ کب سے بلڈنگ بنا کر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے تو بلڈنگ بنا دی ہے لیکن آگے یہ ان کو سنبھال نہیں پائے ہیں، لوگ تو نیکی کرتے ہیں لیکن یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کو دور کر دیا جائے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن کا نام میں نے پہلے لیا ہے انہوں نے اس ایریا میں 100 سکول بنائے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اچھا کیا تھا، اگر کسی نے اچھا کام کر دیا ہے تو اس کو سراہنا چاہئے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سکول کے لئے ایک criteria ہوتا ہے اس کو meet کر کے بنانا چاہئے لیکن سیاسی بنیاد پر نہیں بنانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ وہ سکول سیاسی بنیادوں پر نہیں بنے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمیں اپنے حلقوں میں اس طرح سے سکول نہیں بنانے چاہئیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ایسے نہ کہیں، جہاں جہاں سکول بنے ہیں وہاں پر criteria دیکھ کر بنائے گئے ہیں کہ کتنے بچے یہاں سے feed ہو سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، میں ان کی بات نہیں کر رہا جن کا آپ سمجھ رہے ہیں، میں overall بات کر رہا ہوں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے خیال میں جب وہاں پر سکول بنے تو اس وقت یہ 73 بچے بھی نہیں تھے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب میں آگے چل رہا ہوں۔ جی، اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4833 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سکولز میں انتظار گاہیں بنانے کی تفصیلات

*4833: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت نے تعلیمی اداروں کے سربراہوں کو ایسی کوئی ہدایت جاری کی ہے کہ وہ سکول ہذا کے فنڈز سے سکولوں اور کالجوں میں بچوں کے والدین کے لئے انتظار گاہیں یا عارضی شیڈ بنائیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہدایات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کے سربراہان کو مختلف میٹنگز میں زبانی رغبت دی ہے کہ تعلیمی اداروں کے بیرونی دروازوں پر انتظار گاہیں تعمیر کرائیں تاکہ طلباء وطالبات کو لے جانے کے لئے آنے والے والدین موسم کی شدت و برسات سے محفوظ رہ سکیں۔ بہت سے تعلیمی اداروں کے باہر انتظار گاہیں تعمیر کرائی گئی ہیں لیکن فروغ تعلیم فنڈ اس قدر قلیل ہے کہ اس سے انتظار گاہیں تعمیر کرنا مشکل ہے اس لئے اس کا انحصار مقامی مخیر حضرات پر ہے یا محترم ایم پی اے صاحبان اپنے فنڈ سے ایسا کر سکتے ہیں۔

(ب) جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ بہت سے تعلیمی اداروں کے باہر انتظار گاہیں تعمیر کرائی گئی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2009 سے لے اب تک کتنی تعلیمی اداروں کے باہر انتظار گاہیں بنائی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے کیونکہ سکولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اگر ان کو تفصیل چاہئے تو محترمہ fresh question دے دیں تو ان کو بتا دیا جائے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ویسے بھی انہوں نے سوال کے جواب میں ذکر کیا تھا اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے پاس information ہونی چاہئیں۔ یہ fresh question تو نہیں ہے بلکہ اسی سوال سے متعلقہ ہے تو اس میں میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں جواب میں کہا ہے کہ بہت سے تعلیمی اداروں کے باہر انتظار گاہیں تعمیر کرائی گئی ہیں لیکن فروغ تعلیم فنڈ اس قدر قلیل ہے کہ اس سے انتظار گاہیں تعمیر کرنا مشکل ہے۔ انہوں نے کچھ سکولوں میں تو انتظار گاہیں بنائی ہیں اور کچھ سکولوں میں نہیں بنائیں تو کیا انہوں نے اگلے مالی سال کے بجٹ 13-2012 میں ان انتظار گاہوں کو مکمل کرنے کے لئے کوئی فنڈز رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے آخر میں ہم نے لکھا ہے کہ محترم ایم پی ایز صاحبان اپنے فنڈز سے ایسا کر سکتے ہیں اور اس کے لئے خصوصی طور پر کوئی بجٹ نہیں ہے لیکن اگر کسی سکول کی upgradation ہو رہی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: اگر جن ایم پی ایز صاحبان کو فنڈز نہ ملیں تو وہ کیا کریں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سکولوں میں missing facilities کے فنڈز ایم پی اے صاحبان کے ذریعے اس سال سے خرچ ہو رہے ہیں تو اگلے سال بھی ہوں گے۔ اس کے علاوہ اگر کسی سکول میں upgradation ہو رہی ہے یا نیا سکول بن رہا ہے تو وہاں پر یہ انتظار گاہیں بنائی جا سکتی ہیں۔ ہمارے پورے صوبہ میں تقریباً 60 ہزار سے زیادہ سکول ہیں اس لئے میں نے کہا تھا کہ یہ fresh question کریں تو پھر میں ان کو تفصیل دے سکتا ہوں کہ کن سکولوں میں انتظار گاہیں ہیں اور کن سکولوں میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ایم پی ایز صاحبان کے فنڈز سے یہ انتظار گاہیں بنائی جا سکتی ہیں لیکن پھر اپوزیشن کے ایم پی ایز حضرات کیا کریں اور ان کے حلقوں کے سکولوں میں یہ انتظار گاہیں کون بنائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وہاں پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فنڈز لگا رہی ہے۔

جناب سپیکر: ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا فنڈز وہاں پر لگا دیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہی ایم پی ایز کو فنڈز allocate کرتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اصل بات یہ ہے کہ اس میں آپ کو ایسا کرنا چاہئے کہ تمام حلقوں میں جہاں پر نمائندگی موجود ہے اور وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں ان کے حلقوں میں خاص طور پر سکولوں کے معاملات میں آپ کو توجہ دینی چاہئے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے خصوصی طور پر منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کروں گی کہ on the floor of the House انہوں نے accept کر لیا ہے کہ جن لوگوں کا اپوزیشن سے تعلق ہے تو ان کو فنڈز لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، Question Hour is over. بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن) جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چیچہ وطنی میں درخت کاٹنے کی شکایات

*1125: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے تعلیمی اداروں میں درخت لگانے کی کوئی پالیسی ہے، اگر ہاں تو کیا لگائے گئے درختوں کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے سے درخت کاٹنے کے لئے مجاز اتھارٹی سے اجازت لینا ضروری ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو سکول انتظامیہ کس اتھارٹی سے اجازت لیتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کچہری روڈ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال سے تقریباً 15/10 روز بیشتر بے پناہ درخت کاٹے گئے، دو ٹرالیاں درخت کاٹ کر سکول سے لے جائی گئیں اور دو درختوں کی لکڑی سے بھری ٹرالیاں موقع پر پکڑی گئیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلیان علاقہ نے موقع پر درختوں کی لکڑی چوری کراتے ہوئے ہیڈ مسٹریس اور اس کے خاوند جو کہ گورنمنٹ بوائز سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے کو پکڑا اور لکڑی سے بھری ٹرالیوں کے ہمراہ پولیس کے حوالہ کیا؟

(ہ) اگر درج بالا جز (ج اور د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متعلقہ ہیڈ مسٹریس اور اس کے خاوند کے خلاف کوئی قانونی و محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اگر ہاں تو کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم میں باقاعدہ پروگرام کے تحت سال میں دوبارہ شجر کاری مہم کے تحت درخت لگائے جاتے ہیں اور لگائے گئے درختوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

(ب) حکومت کے طے شدہ قواعد کے مطابق درختوں کی کٹائی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے باقاعدہ طور پر ڈسٹرکٹ فاریسٹ آفیسر کی منظوری درکار ہوتی ہے اور منظوری کے بعد D.F.O کی طرف سے مقرر شدہ کمیٹی کے ذریعے درختوں کو نیلام کر کے رقم سرکاری خزانے میں جمع کروادی جاتی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعجاز الرحمٰن نامی ایک شخص نے یہ شکایت محکمہ کو ارسال کی تھی جس کی انکوائری کے لئے ای ڈی او ایجوکیشن ساہیوال نے ڈی ای او (سیکنڈری) اور ڈی ای او (ایلیمنٹری زنانہ) ساہیوال پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی۔انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق متعلقہ سربراہ ادارہ پر الزام ثابت نہ ہوا بلکہ درخواست گزار نے تحریری بیان میں یہ اقرار کیا کہ اس نے درخواست غلط فہمی کی بنیاد پر دی تھی۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

(ہ) چونکہ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ اور درخواست گزار کے اپنے بیان کے مطابق متعلقہ ہیڈ مسٹریس اور اس کے خاوند کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ ہوا اس لئے ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور میں اساتذہ کو بگ سٹی الاؤنس دیئے جانے کی تفصیلات

*2057: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں قائم بوائز و گرلز ہائی سکولز میں تعینات اساتذہ کو کب سے big city allowance دیا جا رہا ہے؟

(ب) ضلع لاہور میں کتنے ایسے بوائز اور گرلز سکولز ہیں جہاں پر اساتذہ کو big city allowance نہیں دیا جا رہا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1۔ ضلع لاہور میں ایسے بوائز و گرلز ہائی سکول میں تعینات اساتذہ کو دیگر سرکاری big city allowance بصورت ہاؤس الاؤنس، سواری الاؤنس، سینئر پوسٹ الاؤنس لاہور، لائل پور، ملتان، راولپنڈی کے گزیٹڈ ملازمین کو نوٹیفکیشن نمبر FD-PR-2-2/72(A) مورخہ 1973-12-17 مورخہ 1873-08-01 سے ملنا شروع ہوا۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ بحوالہ لیٹر نمبر FD-PC-21-1/77 مورخہ 1977۔05۔16 انہی اضلاع میں تمام سرکاری ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بحساب 30 فیصد بنیادی تنخواہ اور دوسرے اضلاع و تحصیل ہیڈ کوارٹر میں 10 فیصد کے حساب سے دیا جانا منظور ہوا۔ اُسی آرڈر کے تحت

لاہور،راولپنڈی کے اضلاع میں بحساب5فیصد بنیادی تنخواہ compensatory allowanceاور کنوینس الاؤنس دینا منظور ہوا۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر FD-SR-1-9-16/81 مورخہ 1981۔07۔14 انہی اضلاع میں ہاؤس رینٹ45فیصد اور دوسرے اضلاع و تحصیل میں20فیصد دیا جانا منظور کیا گیا۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

4۔ بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر FD-PC-2-1-/87 مورخہ 1987۔07۔27 مذکورہ چار اضلاع کے علاوہ ہاؤس رینٹ کی شرح دیگر اضلاع میں1987۔07۔01 سے 30فیصد کر دی گئی جبکہ موجودہ پنجاب حکومت کی طرف سے11۔07۔01 سے کنوینس الاؤنس کی شرح تمام پنجاب میں یکساں کر دی گئی ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسے سکول جو کارپوریشن کی حدود سے باہر ہیں ان کی تعداد 624 ہے۔(لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)جواب الف میں بیان کیا گیا الاؤنس شہری حدود میں بحساب45فیصد ہاؤس الاؤنس اور دیہی علاقوں میں جو کہ میونسپل حدود سے باہر ہیں30فیصد کی شرح سے دیا جارہا ہے۔ جولائی2011 سے موجودہ حکومت پنجاب نے کنوینس الاؤنس کی شرح ہر جگہ یکساں کر دی ہے۔نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی۔145لاہور گرلز و بوائز سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3371:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں گرلز و بوائز سکولوں میں ٹیچنگ سٹاف کی کس کس گریڈ کی کس کس سکول میں کتنی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(ب) ان خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

i۔ DEO (SE), Lahore Cantt میں2009۔07۔01 سے اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

ii۔ DEO (M-EE) Lahore Cantt جو کہ پروموشن اور ٹرانسفر کی وجہ سے 07-2011 اور 2001/04 سے خالی پڑی ہیں۔

iii۔ DEO (W-EE), Lahore Cantt کی دو پوسٹیں 2000 سے خالی پڑی ہیں۔

PTC (BS-09)	PET (BS-14)	EST (BS-14)	SST (Bs-16)	
46	01	32	5	DEO (SE), Cantt
11	0	0	0	DEO (M-EE), Cantt
02	0	0	0	DEO (W-EE), Cantt
59	01	32	05	Total

سکول وار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔ ایک ماہ کی ٹریننگ کے بعد دو اپریل سے اساتذہ کو سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا۔

پنجاب چلڈرن لائبریری کمپلیکس کا قیام و دیگر تفصیلات

*4480: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب چلڈرن لائبریری کمپلیکس کب معرض وجود میں آیا؟

(ب) جب یہ معرض وجود میں آیا اس میں منظور شدہ گزیٹڈ اسامیوں کی تعداد کتنی تھی اور اب کتنی ہے اگر گزیٹڈ اسامیوں میں وقت اور ضرورت کے مطابق اضافہ نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان گزیٹڈ اسامیوں پر ترقی اور تقرری کی پالیسی کیا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان گزیٹڈ اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین deputation پر آئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان اسامیوں پر چلڈرن کمپلیکس میں مستقل بنیادوں پر کام کرنے والے ملازمین کو پروموشن دے کر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) چلڈرن لائبریری کمپلیکس 14- نومبر 1988 کو قائم کیا گیا۔

(ب) جب چلڈرن لائبریری کمپلیکس معرض وجود میں آیا تو اس میں گزیٹڈ اسامیوں کی تعداد صرف ایک تھی۔ اب گزیٹڈ اسامیوں کی تعداد دس ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

گریڈ	اسامیوں کی تعداد
19	01
17	04
16	05

پوسٹوں کی تفصیل نیز ترقی وتقرری کی detail ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چلڈرن لائبریری کمپلیکس کی گزیٹڈ اسامیوں پر ترقی اور تقرری کی پالیسی موجود ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو اسامیاں ٹیکنیکل نوعیت کی ہیں ان کو چلڈرن کمپلیکس کے بورڈ آف گورنرز نے initial recruitment یا transfer کے ذریعے fill کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

(د) کچھ اسامیاں جو ٹیکنیکل نوعیت کی ہیں وہ محکمہ تعلیم کی طرف سے بذریعہ transfer، fill کی گئی ہیں۔ اس وقت گریڈ 19 کی ایک 17 کی 2 اور گریڈ 16 کی ایک اسامی پر by transfer تقرری کی گئی ہے۔

(ہ) گزیٹڈ اسامیوں پر جن ملازمین کی بذریعہ پروموشن ترقی ہو سکتی تھی ان کو رولز کے مطابق ترقی دی جا چکی ہے اور آئندہ جن ملازمین کی ان اسامیوں پر پروموشن ہو گی ان کو رولز کے مطابق ترقی دی جائے گی۔

ضلع سرگودھا کے سکولوں کی عمارات کی تفصیلات

*4671: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نشان زدہ سوال نمبر 1099 جس کا جواب مورخہ 09-10-14 کو ایوان میں دیا گیا، محکمہ نے بتایا کہ ضلع سرگودھا میں 92 سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں اور ان میں 78 مدارس میں عملہ تعینات ہو چکا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ 63 مدارس میں نہ تو عملہ تعینات ہوا ہے اور نہ ہی ان کی عمارات مکمل ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں finishing کا کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے اور ٹھیکیدار کام چھوڑ کر چلا گیا ہے، اگر ہاں تو کیوں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ کے لئے تقریباً 4 سال پہلے فنڈز مختص کئے گئے تھے لیکن اس کے باوجود محکمہ کی غفلت اور اہلکاروں کی لاپرواہی سے آج تک نہ صرف کام نامکمل ہے بلکہ الٹا مالی نقصان ہو رہا ہے اگر ہاں تو کیوں؟

(د) محکمہ نے مالی نقصان کے ذمہ دار اہلکاران کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے اور نقصان کا تخمینہ کیا لگایا گیا ہے تاکہ ذمہ دار اہلکاران سے recover کیا جا سکے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں 112 سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں اور محکمہ نے ٹیک اوور کر لی ہیں ان کے بعد پنجاب حکومت نے ایس این ای جاری کر دی ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اِن سکولوں میں ریشنلائزیشن تبادلہ جات اور نئی بھرتی کے ذریعے سٹاف فراہم کر دیا گیا ہے بھرتی شدہ سٹاف کی ٹریننگ جاری ہے اور 2-اپریل 2012 کو بھرتی شدہ اساتذہ اپنے اپنے سکولوں میں رپورٹ کریں گے۔

(ب) جن سکولوں میں عمارات مکمل نہ ہوئی ہیں محکمہ تعمیرات ان پر کام کر رہا ہے اور رواں مالی سال کے دوران تمام زیر تکمیل منصوبوں پر کام مکمل کرنے کا ہدف حاصل کر لیا جائے گا۔

(ج) محکمہ تعمیرات سے متعلقہ ہے۔

(د) محکمہ تعمیرات سے متعلقہ ہے۔

موجودہ دہشت گردی کے پیش نظر اساتذہ و بچوں کو سول ڈیفنس کی ٹریننگ دلوانے کا مسئلہ

*4811: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حالیہ دہشت گردی میں ہٹ لسٹ پر تعلیمی ادارے بھی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ دہشت گردی کے پیش نظر سکولوں کے اساتذہ اور بچوں کو سول ڈیفنس کی ٹریننگ دلوانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب سے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ تعلیمی ادارے بھی حالیہ دہشت گردی میں ہٹ لسٹ پر ہیں تاہم حکومتی ہدایت پر محکمہ تعلیم پنجاب نے صوبے کے تمام تعلیمی اداروں کو دہشت گردی کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے ہدایات دی ہیں اور اساتذہ کو اس ضمن میں ضروری معلومات / تربیت بھی دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ دہشت گردی کے خطرات سے بخوبی آگاہ ہے اس لئے صوبہ بھر کے تعلیمی اداروں کے سربراہوں، اساتذہ اور طلباء کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے ضروری آگاہی دینے کے لئے تربیتی پروگرام منعقد کئے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے باہر سکیورٹی کا انتظام CCTV کیمرہ جات اور Zig Zag رکاوٹیں کھڑی کرنے اور ہمہ وقت چوکیدار/ سکیورٹی گارڈ متعین کرنے کی ہدایات دی ہیں جن پر عمل ہو رہا ہے۔

اس سلسلہ میں حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے بحوالہ EDU(E&A)25-7-2009 مورخہ 2009-11-14 کو تفصیلی ہدایات جاری کر رکھی ہیں اور تعلیمی اداروں کو ان پر عملدرآمد کا پابند کیا گیا ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سول ڈیفنس کی تربیت بھی تعلیمی اداروں کے پروگرام کا لازمی حصہ ہے۔ یہ تربیت وقتاً فوقتاً سول ڈیفنس کے مقامی ادارے کرتے رہتے ہیں تاہم محکمہ سول ڈیفنس تربیت کا کوئی خصوصی پروگرام تعلیمی اداروں کے لئے ترتیب دینا چاہتا ہے تو محکمہ تعلیم اس کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

ضلع سرگودھا میں سکولوں کی عمارات کی تکمیل ودیگر تفصیلات

*4898: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گزشتہ چار سال میں کتنے سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کتنے سکولوں میں اساتذہ اور دیگر عملہ تعینات کر دیا گیا ہے؟

(ج) کتنے سکولوں میں باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں گزشتہ چار سال میں 99 سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 53 سکولوں میں اساتذہ اور دیگر عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ج) 78 سکولوں میں مستقل یا عارضی بنیادوں پر عملہ کی تعیناتی کر کے باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کی تفصیلات

*4963: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن وغیرہ کے قوانین پر نظرثانی کے لئے ٹاسک فورس تشکیل دی ہے اگر ہاں تو اس نے آج تک کیا کیا اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

- ❖ حکومت نے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کے قوانین پر نظر ثانی کرنے اور انہیں مؤثر بنانے کے لئے جناب راجہ محمد انور، چیئرمین چیف منسٹر ٹاسک فورس ایلیمنٹری ایجوکیشن کی سربراہی میں ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی ہے۔اس کمیٹی نے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مسائل اور موجودہ قوانین کا جائزہ لینے کے بعد حکومت کو ابتدائی سفارشات پیش کی تھیں۔
- ❖ حکومت چاہتی ہے کہ قوانین کو پرائیویٹ سیکٹر کے لئے آسان بنایا جائے۔اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے ماہرین اور دانشوروں پر مشتمل ایک ایجوکیشن کمیٹی تشکیل دی ہے تاکہ پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں ایک جامع قانون وضع کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے مختلف اخبارات میں اشتہار بھی دیئے ہیں۔تاکہ عوام الناس کی آراء بھی اس میں شامل کی جا سکیں۔اشتہارات کی کاپیاں (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع چنیوٹ میں ایگزیکٹو آفیسرز کی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*5123: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ اور اس کی تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر محکمہ تعلیم میں ایگزیکٹو آفیسرز کی کتنی اسامیاں ہیں اور ان پر کون کون تعینات ہیں اور ان تمام کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) محکمہ تعلیم ضلع چنیوٹ کے کتنے آفیسرز کو گاڑی entitled ہے؟

(ج) محکمہ تعلیم ضلع چنیوٹ کے پاس کل کتنی گاڑیاں ہیں، کس کس آفیسر کے زیر استعمال ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع چنیوٹ اور اس کی تحصیلوں میں محکمہ تعلیم کی 10 انتظامی افسران کی اسامیاں ہیں اور ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ اشرف علی ہرل EDO (EDU) Chiniot ایجوکیشن کمپلیکس چنیوٹ

2۔ محمد امین بھٹی DEO (SE) Chiniot ایجوکیشن کمپلیکس چنیوٹ

3- ظفر عباس ریحان DEO (M-EE) Chiniot ایجوکیشن کمپلیکس چنیوٹ
4- مسز مہناز رفیع DEO (W-EE) Chiniot ایجوکیشن کمپلیکس چنیوٹ
5- سردار علی Dy. DEO(M-EE) Chiniot گورنمنٹ P/S M.C جدید نمبر 1
6- غلام شبیر رجوکہ Dy. DEO (M-EE) Lalian گورنمنٹ P/S لالیاں نمبر 1
7- شاہد افضال گیلانی Dy. DEO (M-EE) Bhowana گورنمنٹ P/S نمبر 1 بھوانہ
8- مسز رفعت فردوس Dy. DEO (W-EE) Chiniot گورنمنٹ گرلز H/S چنیوٹ
9- مسز میمونہ جبیں Dy. DEO (W-EE) Lalian گورنمنٹ گرلز E/S لالیاں نمبر 1
10- مسز ذکیہ نسرین Dy. DEO (W-EE) Bhowana گورنمنٹ گرلز P/S بھوانہ

(ب) محکمہ تعلیم ضلع چنیوٹ کے افسران جن کو گاڑیاں entitle ہیں۔

1- EDO (Edu) Chiniot
2- DEO (SE) Chiniot
3- DEO (M-EE) Chiniot
4- DEO (W-EE) Chiniot
5- Dy. DEO (M-EE) Chiniot
6- Dy. DEO (M-EE) Lalian
7- Dy. DEO (M-EE) Bhowana
8- Dy. DEO (W-EE) Chiniot
9- Dy. DEO (W-EE) Lalian
10- Dy. DEO (W-EE) Bhowana

(ج) محکمہ تعلیم ضلع چنیوٹ کے پاس جو گاڑیاں ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1-	EDO (Edu) Chiniot	CT: 113 (Suzuki Liana)
2-	DEO (SE) Chiniot	CT: 114 (Suzuki Cultus)
3-	DEO (M-EE) Chiniot	CT: 134 (Suzuki Cultus)
4-	DEO (W-EE) Chiniot	CT: 127 (Suzuki Cultus)
5-	Dy. DEO(M-EE) Chiniot	JG: 2472 (Jeep)
6-	Dy. DEO (M-EE) Lalian	JG: 9637 (Jeep)

ضلع خانیوال، ایجوکیٹرز کی بھرتی کی تفصیلات

*5144: جناب محمد جمیل شاہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں اکتوبر نومبر 2009 میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کی گئی ہے اگر ہاں تو کتنے افراد کو کس کس گریڈ اور اسامی پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ایجوکیٹرز کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اسامیاں مشتہر کی گئی تھیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب ان مشتہر کردہ اسامیوں پر بھرتی کی گئی تو پتا چلا کہ کچھ اسامیاں خالی نہ ہیں بلکہ ان پر پہلے سے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) اگر ایسا ہے تو ایسے کتنے کیسز سامنے آئے ہیں ان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان نئے بھرتی کردہ افراد کی ایڈجسٹمنٹ کے لئے پہلے سے کام کرنے والے ملازمین کو ٹرانسفر کرنا پڑا اگر ہاں تو کتنے افراد کو ٹرانسفر کیا گیا اور کس کس جگہ ٹرانسفر کیا گیا؟

(و) ابھی تک کتنے نئے بھرتی شدہ ایجوکیٹرز کی ایڈجسٹمنٹ نہ ہو سکی ہے اور ان کی ایڈجسٹمنٹ نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک ان کی ایڈجسٹمنٹ ہو جائے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال میں روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 08-10-05 میں ایجوکیٹرز کی اسامیاں مشتہر کی گئیں اور ان اسامیوں پر مختلف سکیلز میں 2009 میں بھرتی عمل میں آئی۔ اخبارات اشتہار میں مشتہر شدہ اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

عہدہ	کیٹیگری	گریڈ	مردانہ	زنانہ
1۔ای ایس ای		9	125	129
2۔ایس ای ایس ای	(سائنس)	14	45	32
3۔ایس ای ایس ای	(آرٹس)	14	99	94
4۔ایس ای ایس ای	(او۔ٹی)	14	17	32
5۔ایس ای ایس ای	(ڈرائنگ)	14	13	20
6۔ایس ای ایس ای	(فزیکل)	14	57	129
7۔ایس ای ایس ای	(عربی)	14	43	40
8۔ایس ایس ای	(کمپیوٹر سائنس)	16	97	38
9۔ایس ایس ای	(انگلش)	16	01	00
10۔ایس ایس ای	(آرٹس)	16	64	89
11۔ایس ایس ای	(ریاضی)	16	12	09
12۔ایس ایس ای	(سائنس)	16	24	22
میزان			597	634 = 1231

اخبار میں مشتہر شدہ اسامیوں پر تقرری کی تفصیل درج ذیل ہے:

عہدہ	کیٹیگری	گریڈ	مردانہ	زنانہ
1۔ای ایس ای		9	125	129
2۔ایس ای ایس ای	(سائنس)	14	44	32
3۔ایس ای ایس ای	(آرٹس)	14	99	94
4۔ایس ای ایس ای	(او۔ٹی)	14	10	09
5۔ایس ای ایس ای	(ڈرائنگ)	14	01	05
6۔ایس ای ایس ای	(فزیکل)	14	12	36
7۔ایس ای ایس ای	(عربی)	14	43	40
8۔ایس ایس ای	(کمپیوٹر سائنس)	16	89	33
9۔ایس ایس ای	(انگلش)	16	01	00
10۔ایس ایس ای	(آرٹس)	16	64	89
11۔ایس ایس ای	(ریاضی)	16	12	09
12۔ایس ایس ای	(سائنس)	16	24	22
میزان			524	1022 = 498

معذور کوٹا اور اوپن میرٹ کی جو اسامیاں مطلوبہ تعلیمی قابلیت کے حامل امیدوار میسر نہ ہونے کی بناء پر بھرتی نہ ہو سکی ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تعداد اسامیاں معذور کوٹا:	09
ایس ای ایس ای (اورینٹل)	29
ایس ای ایس ای (آرٹ اینڈ کرافٹ)	27
ایس ایس ای (کمپیوٹر سائنس):	10
ایس ای ایس ای (فزیکل)	134
ٹوٹل:	209

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ جب ان مشتہر اسامیوں پر بھرتی کی گئی تو معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل تین اسامیاں مختلف کیٹیگریز کی ایسی ہیں جن پر پہلے سے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ای ایس ای، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول R-9/14

2۔ ای ایس ای، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول L-15/67

3۔ ایس ای ایس ای (عربی) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول الہ آباد

(د) ان کیسز کی پڑتال کرنے کے بعد مندرجہ ذیل تین افراد کے نام سامنے آئے جو اسامیاں خالی نہ ہونے کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔

1۔ مسماۃ نادرہ بیگم دختر افتخار احمد، ای ایس ای، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول R-9/14

2۔ عابدہ نسرین دختر محمد صالح، ای ایس ای، گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول L-15/67

3۔ شمائلہ گل دختر حاجی عبداللہ، ایس ای ایس ای (عربی) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول الہ آباد (قدیم) کبیر والا

(ہ) ہاں یہ درست ہے کہ ان مندرجہ ذیل دو افراد کو جو پہلے سے مشتہر شدہ اسامیوں پر کام کر رہے تھے، نئے بھرتی ہونے والے افراد کی ایڈ جسٹمنٹ کے لئے ٹرانسفر کرنا پڑا۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ ساجدہ پروین، ای ایس ای، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول R-9/14 کو گورنمنٹ گرلز حسن ماڈل پرائمری سکول خانیوال میں تبدیل کیا گیا۔ نقل احکام ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ مسماۃ صفیہ بی بی، ای ایس ای، گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول L-15/67 کو گورنمنٹ گرلز پرائمری L-15/86 میں تبدیل کیا گیا۔ نقل احکام ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ابھی تک نئے بھرتی شدہ ایجوکیٹرز میں سے ایک ایجوکیٹر مسماۃ شمائلہ گل، ایس ای ایس ای (عربی) کی ایڈ جسٹمنٹ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول الہ آباد میں اسامی خالی نہ ہونے کی بناء پر نہ ہو سکی جبکہ اسی دوران مسماۃ طیبہ عبدالحق دختر عبدالحق امیدوار ایس ای ایس ای (عربی) نے بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر 15925/2009 معزز عدالت عالیہ ملتان بنچ ملتان میں ایس ای ایس ای (عربی) کی ریکروٹمنٹ کو چیلنج کیا جس پر معزز عدالت عالیہ نے مذکورہ بھرتی کالعدم قرار دے کر نیا اشتہار دینے کی ہدایت کی۔ محکمہ اور دیگر متاثرہ فریقین نے اس فیصلہ کے خلاف انٹر کورٹ اپیل (آئی سی اے) نمبر 27 دائر کی جس میں بھی عدالت عالیہ نے وہی فیصلہ برقرار رکھا جس پر عملدرآمد کرتے ہوئے محکمہ نے مورخہ 25-05-2011 کو دوبارہ انہی اسامیوں کے لئے اشتہار دے دیا جبکہ متاثرہ فریقین نے اس حکم کے خلاف سول پٹیشن فار لیو ٹو اپیل (سی پی ایل اے) نمبر 833/2010 عدالت عظمیٰ میں دائر کی جس میں عدالت عظمیٰ نے یہ اپیل از سر نو جائزہ لینے کے لئے واپس معزز عدالت عالیہ ملتان بنچ میں بھیج دی۔ مذکورہ انٹر کورٹ اپیل (آئی سی اے) ابھی تک معزز عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے تا حال عدالتی فیصلہ نہ ہونے کی بناء پر مسماۃ شمائلہ گل ایس ای ایس ای (عربی)

کی ایڈجسٹمنٹ نہ ہو سکی۔ مزید اقدامات عدالت عالیہ کے حکم کی روشنی میں کئے جائیں گے۔(تمام متعلقہ دستاویزات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

کرسچیئن کمیونٹی سکولز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5198: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور اور ساہیوال میں کرسچیئن کمیونٹی کے کل کتنے سکولوں کو کب حکومت کی تحویل میں لیا گیا تھا ان کو سرکاری تحویل میں لینے کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) اس وقت کتنے سکول حکومت کے پاس ہیں اور کتنے متعلقہ افراد کو واپس کر دیئے گئے ہیں، ان سکولوں کے نام اور ان کو واپس کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) جن سکولوں کو واپس کیا گیا ہے ان میں تعینات سٹاف کو شفٹ کرنے کی حکومت کی کیا پالیسی ہے، کتنے سٹاف کو ابھی تک ان کی خواہش کے مطابق سرکاری سکولوں میں شفٹ نہیں کیا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور میں کرسچیئن کمیونٹی کے دس سکولوں کو مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے تحت یکم اکتوبر 1972 کو قومی تحویل میں لیا گیا۔ سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

1۔ گورنمنٹ کرسچیئن ہائی سکول رنگ محل لاہور۔
2۔ گورنمنٹ سینٹ فرانسس ہائی سکول انارکلی لاہور۔
3۔ گورنمنٹ کرسچیئن انسٹیٹیوٹ رائیونڈ لاہور
4۔ گورنمنٹ ڈان باسکو ہائی سکول ایمپریس روڈ لاہور
5۔ گورنمنٹ سیکرڈ ہارٹ ہائی سکول ریگل چوک لاہور۔
6۔ گورنمنٹ لوسی ہیرسن ہائی سکول وارث روڈ لاہور
7۔ گورنمنٹ سینٹ جوزف ہائی سکول لاہور کینٹ
8۔ گورنمنٹ ایف سی گرلز پرائمری سکول فیروزپور روڈ لاہور
9۔ گورنمنٹ سینٹ جوزف گرلز مڈل سکول لاہور
10۔ گورنمنٹ سینٹ لارنس پرائمری سکول نواز شریف کالونی گلبرگ ٹاؤن لاہور۔

ڈسٹرکٹ ساہیوال میں سات مشنری سکولوں کو 1972-10-01 سے قومی تحویل میں لیا گیا تھا۔

(ب) ڈسٹرکٹ لاہور میں اس وقت چار سکول حکومت کی تحویل میں ہیں اور چھ سکول متعلقہ اداروں کو واپس کر دیئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ گورنمنٹ کرسچین انسٹیٹیوٹ رائیونڈ لاہور
2۔ گورنمنٹ ڈان باسکو ہائی سکول ایمپریس روڈ لاہور
3۔ گورنمنٹ سیکرڈ ہارٹ ہائی سکول ریگل چوک لاہور۔
4۔ گورنمنٹ لوسی ہیرسن ہائی سکول وارث روڈ لاہور
5۔ گورنمنٹ سینٹ جوزف ہائی سکول لاہور کینٹ
6۔ گورنمنٹ سینٹ جوزف گرلز مڈل سکول اچھارٹن روڈ لاہور

گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق مشنری اور نیشنلائزڈ ادارے سابق انتظامیہ کے کنٹرول میں دے دیئے گئے تھے۔

ڈسٹرکٹ ساہیوال پانچ سکول حکومت کے پاس ہیں جبکہ درج ذیل دو سکول مشنری کو واپس کر دیئے ہیں۔

1۔ بوائز مشن پرائمری سکول چیچہ وطنی
2۔ مشن گرلز ہائی سکول ساہیوال

(ج) ڈسٹرکٹ لاہور:

ان سکولوں کے سٹاف کو مختلف سکولوں میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ پالیسی کے تحت ایک سال کی تنخواہ سکول واپس لینے والے ادارہ / انتظامیہ نے حکومت کے خزانہ میں ایڈوانس جمع کروانی ہوتی تھی اور پھر ادارہ کا انتظام حوالہ کیا جاتا تھا۔ ایک سال کے اندر جملہ سٹاف کو دیگر سرکاری اداروں میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔

ڈسٹرکٹ ساہیوال:

حکومت پنجاب نے گرلز اسلامیہ ہائی سکول کے نام سے نیا سکول جاری کر دیا ہے۔ تمام عملہ اس سکول میں ایڈجسٹ کر دیا گیا جبکہ مشن پرائمری سکول چیچہ وطنی کا عملہ بھی نزدیکی سکولوں میں خالی اسامیوں پر ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے۔

ضلع رحیم یار خان، پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کی عمارات میں توسیع و دیگر تفصیلات

*5215: میاں شفیع محمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال06-2005 اور08-2007 میں ضلع رحیم یار خان میں سکولوں میں بلڈنگز کی توسیع، تعمیر ومرمت اور فراہمی فرنیچر کی مد میں کتنا فنڈ مختص کیا گیا؟

(ب) 08-2007اور09-2008 کے بجٹ میں اس مد میں مذکورہ بالا ضلع میں کتنا فنڈ مختص کیا گیا؟

(ج) گزشتہ تین سال میں مذکورہ ضلع کے کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں عمارات میں توسیع، چار دیواری اور باتھ رومز تعمیر کئے گئے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) ضلع کے کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے، عہدہ وار تفصیل فراہم کی جائے اور حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال06-2005 میں رحیم یار خان سکولوں میں بلڈنگ کی توسیع تعمیر ومرمت اور فراہمی فرنیچر کی مد میں فنڈز مختص نہیں کئے گئے اور سال08-2007 میں ESR Phase-IV کے ذریعے134.432 ملین روپے رحیم یار خان میں سکولوں میں بلڈنگز کی توسیع تعمیر ومرمت اور فرنیچر فراہمی کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) 08-2007اور09-2008 کے ضلعی بجٹ میں اس مد میں ضلع ہذا میں فنڈز مختص نہیں کئے گئے تاہم سال09-2008 میں ESR کے تحت84,025 ملین روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔

(ج) گزشتہ تین سال میں مذکورہ ضلع میں درج ذیل تفصیل کے مطابق پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں عمارات میں توسیع، چار دیواری اور باتھ رومز تعمیر کئے گئے ہیں۔

سال	باتھ روم	توسیع اضافی کمرے	چار دیواری
2008-09	57	51	52
2009-10	26	48	38
2010-11	57	66	99
کل میزان	140	165	189

(د) ضلع ہذا میں تمام سکولز میں1072اسامیاں مشتہر کر دی گئی تھیں۔ خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔ ایک ماہ کی ٹریننگ کے بعد اساتذہ خالی اسامیوں پر 2-اپریل سے کام شروع کر دیں گے۔

صوبہ میں دانش سکول کھولنے کی تفصیلات

*5216: میاں شفیع محمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ پنجاب میں دانش سکول اور سنٹر آف ایکسی لینس کھولنے کا ارادہ کیا ہے، ان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) اب تک اس پروگرام پر کس حد تک عملدرآمد ہوا ہے اور یہ عمل کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(ج) مذکورہ بالا سکول ضلع کی سطح پر کھولے جائیں گے یا تحصیل کی سطح پر، ان کا فنکشن اور معیار کیا ہو گا، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پہلے فیز میں 14 دانش سکول قائم کئے جا رہے ہیں اور 8 سنٹر آف ایکسی لینس تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

(ب) پہلے فیز میں 14 دانش سکول قائم کئے جا رہے ہیں جن میں مندرجہ ذیل چھ سکول تعمیر ہو چکے ہیں اور گزشتہ دو سالوں سے آپریشنل ہیں۔

1- دانش سکول برائے طلباء، رحیم یار خان، ضلع رحیم یار خان
2- دانش سکول برائے طالبات، رحیم یار خان، ضلع رحیم یار خان
3- دانش سکول برائے طلباء حاصل پور ضلع بہاولپور
4- دانش سکول برائے طالبات، حاصل پور ضلع بہاولپور
5- دانش سکول برائے طلباء چشتیاں، ضلع بہاولنگر
6- دانش سکول برائے طالبات، چشتیاں، ضلع بہاولنگر

مندرجہ ذیل آٹھ سکولز زیر تعمیر ہیں۔ زیر تعمیر سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- دانش سکول برائے طلباء، جنڈ، ضلع اٹک
2- دانش سکول برائے طالبات، جنڈ، ضلع اٹک
3- دانش سکول برائے طلباء، ہرنولی، ضلع میانوالی
4- دانش سکول برائے طالبات، ہرنولی، ضلع میانوالی
5- دانش سکول برائے طلباء، فاضل پور، ضلع راجن پور
6- دانش سکول برائے طالبات، فاضل پور، ضلع راجن پور
7- دانش سکول برائے طلباء، ڈی جی خان، ضلع ڈی جی خان
8- دانش سکول برائے طالبات، ڈی جی خان، ضلع ڈی جی خان

تمام زیر تعمیر دانش سکول رواں سال جون کے مہینے تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔
علاوہ ازیں درج ذیل آٹھ سکولوں کو بطور سنٹر آف ایکسی لینس تعمیر کیا جارہا ہے۔

1- گورنمنٹ بوائز ہائی سکول نمبر 1، ڈی جی خان
2- گورنمنٹ گرلز سنٹرل ماڈل ہائی سکول، ڈی جی خان
3- گورنمنٹ بوائز ہائی سکول، مظفر گڑھ
4- گورنمنٹ گرلز نارمل ہائی سکول، مظفر گڑھ
5- گورنمنٹ بوائز پائلٹ سیکنڈری سکول، سیالکوٹ
6- گورنمنٹ گرلز لیڈی اینڈرس ہائی سکول، سیالکوٹ
7- گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نمبر 1، حافظ آباد
8- گورنمنٹ بوائز ہائی سکول، جڑانوالہ

تمام سکول رواں سال جون کے مہینے تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

(ج) دانش سکول صرف ضرورت کے تحت منتخب کئے جائیں گے جبکہ سنٹر آف ایکسی لینس پہلے مرحلے میں ہر ضلع کی سطح پر upgrade کئے جائیں گے۔ دانش سکول صرف غریب ترین ماں باپ کے بچوں کے لئے مکمل رہائشی سہولتوں کے ساتھ مفت تعلیم کے لئے بنائے جارہے ہیں اور سنٹر آف ایکسی لینس موجودہ منتخب سکولوں میں معیار تعلیم بہتر کرنے کے لئے سہولتوں کی فراہمی کے لئے ہیں۔

سرگودھا۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک تارا سنگھ کے ٹیچرز و ہیڈ ماسٹر کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*5229: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول چک تارا سنگھ تھانہ میانی ضلع سرگودھا میں کتنے ٹیچرز کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول ہذا میں بچے اور بچیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں تعینات ٹیچرز کے خلاف اہلیان دیہہ نے درخواست دی تھی کہ ان کا بچیوں کے ساتھ رویہ درست نہ ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیڈ ماسٹر و دیگر ٹیچرز پڑھائی کی بجائے بچیوں سے اپنے گھر کے کام کرواتے ہیں جس سے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہو رہی ہے؟

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول کے ذمہ دار ہیڈ ماسٹر اور دیگر ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول چک تارا سنگھ میں ایک ٹیچر کام کر رہا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سکول ہذا میں بچے اور بچیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں کیونکہ دیہہ ہذا میں بچیوں کا پرائمری سکول نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے اور اہلیان دیہہ نے آج تک مدرس کے خلاف درخواست نہ دی ہے نیز ٹیچرز کا رویّہ بچیوں کے ساتھ درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ نیز ٹیچر مذکورہ نے آج تک بچیوں سے اپنے گھریلو کام نہ کروائے۔

(ہ) جواب جزہائے بالا کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

ملٹری فارمز ہائی سکول اوکاڑہ کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا معاملہ

*5268: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری ملٹری فارمز سکول اوکاڑہ 4۔مئی 1920 کو قیام پذیر ہوا جسے بہترین کارکردگی پر 1951 میں مڈل اور 1962 میں ہائی سکول کا درجہ دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کی چار دیواری مکمل ہو سکی اور نہ ہی کمروں کی تعمیر ہوئی صرف 20 اساتذہ اور ایک سینئر ہیڈ ماسٹر کے ساتھ اس وقت طلباء کی تعداد ایک ہزار ہو چکی ہے؟

(ج) کیا حکومت سکول ہذا کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیکر نئی عمارت، ہال کمرہ برائے امتحانات، چار دیواری اور طلباء تعداد کی مناسبت سے سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے۔

(ب) چار دیواری نامکمل ہے اور کمروں کی تعداد ناکافی ہے، اساتذہ کی تعداد مناسب ہے۔ تاہم 2012 کی ریکروٹمنٹ میں SSE انگریزی کی ایک اور SESE کی 2 اساتذہ کی تقرری کی گئی ہے۔

(ج) سکول ہذا شہری حدود سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور اس حدود میں ایک بوائز کالج بھی ہے۔ فی الحال حکومت کا اس سکول کو اپ گریڈ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

عمارت کی تعمیر اور اکیڈمک بلاک کی چار دیواری کا تخمینہ تقریباً 6 کروڑ ہے تاہم سکول ہذا اوکاڑہ کینٹ کے اندر ہے اور مرکزی حکومت محکمہ دفاع کی ملکیت ہے اور زمین 99 سالہ لیز پر ہے priority کی بنیاد پر اور فنڈز کی فراہمی پر اس سکول کے درج بالا مسائل حل کر دیئے جائیں گے۔

پی پی-233، وہاڑی بوائز و گرلز پرائمری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5294: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-233 وہاڑی میں کتنے بوائز و گرلز پرائمری سکول ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے ان سکولوں کا سروے کروایا ہے کہ ان میں کون کون سی missing facilities ہیں، تفصیل سکول وار بتائیں؟

(ج) موجودہ مالی سال 10-2009 کے دوران کس کس سکول میں missing facilities فراہم کی جا رہی ہیں اور ان پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی-233 میں بوائز و گرلز پرائمری سکولوں کی تعداد 70 ہے۔
تفصیل درج ذیل ہے:-

گرلز پرائمری سکول	37
بوائز پرائمری سکول	33

(ب) سروے کرنے کے بعد missing facilities سکول وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال 10-2009 کے دوران PMIU کی طرف سے جائنٹ سروے most needy سکولز حلقہ پی پی-233 میں گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول 187/EB میں 2.653 ملین روپے کی missing facilities دو کمرہ جات، چار دیواری، گیٹ اور گیٹ پلرز،

ٹائلٹ بلاک، پانی کی سہولت، واک وے اور پرانی بلڈنگ کی renovation فراہم کی گئی ہیں۔

سال 2009، ڈرائنگ ماسٹرز کی بھرتی کی تفصیلات

*5471: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2009 کے آخر میں محکمہ نے ڈرائنگ ماسٹرز کی بھرتی کی ہے جس میں بی اے اور ایک سالہ ڈپلومہ برائے آرٹ اینڈ کرافٹ کی شرط رکھی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ بھرتی میں ٹیکنیکل بورڈ سے تین سالہ ڈپلومہ ہولڈرز کی بجائے ایک سالہ ڈپلومہ ہولڈرز کو ترجیح دیتے ہوئے بھرتی کر لیا گیا ہے اور تین سالہ ڈپلومہ ہولڈرز کو نظر انداز کر دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈرائنگ ماسٹرز کی موجودہ پالیسی کو تبدیل کر کے ایک سالہ ڈپلومہ ہولڈرز کی بجائے تین سالہ ڈپلومہ ہولڈرز جو بہتر سکلڈ کے حامل افراد ہیں کو بھرتی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسرز (ایجوکیشن) پنجاب کی رپورٹ کے مطابق 2009 کے آخر میں محکمہ نے ڈرائنگ ماسٹرز کی بھرتی کی ہے جس میں اس پوسٹ کے سروس رولز اور محکمہ کی بھرتی پالیسی کے مطابق ضروری تعلیم آرٹ اینڈ کرافٹ تھی۔

(ب) درست نہ ہے۔ موجودہ بھرتی پالیسی 09-2008 کے تحت ڈی ایم کی بنیادی تعلیمی قابلیت بی اے مع ایک سالہ ڈپلومہ آرٹ اینڈ کرافٹ یا ایم اے فائن آرٹ ہے تین سالہ ڈپلومہ ٹیکنیکل بورڈ سے حاصل شدہ کا ذکر نہ ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تین سالہ ڈپلومہ ہولڈرز ایف ایس سی کے برابر ہیں انہوں نے آرٹ اینڈ کرافٹ کا ڈپلومہ نہیں کیا ہوتا جبکہ بی اے مع ایک سالہ ڈپلومہ آرٹ اینڈ کرافٹ کے حامل امیدوار، تین سالہ ڈپلومہ رکھنے والے امیدواروں سے زیادہ تعلیمی قابلیت کے حامل ہوتے ہیں اسی لئے گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ڈی ایم کی بھرتی کے لئے تین سالہ ڈپلومہ ہولڈرز کو زیر غور نہیں لایا جا سکتا۔

(ج) جواب جز(ب)کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے اور ایک نہایت ہی اہم سوال ہے کیونکہ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے تو کیا rule 61 کے تحت میں اُن کے behalf پر لکھ کر دے سکتا ہوں کہ اس سوال کو اگلے بدھ کی debate کے لئے رکھ لیا جائے کیونکہ آج وہ تشریف فرما نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی نہیں۔ یہ کام مشکل ہے اور یہ rule apply نہیں کرتا۔ آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا میں چودھری عامر سلطان چیمہ کے سوال پر on his behalf پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ Question Hour is over now.

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنا کریں، آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محکمہ ایجوکیشن سے متعلقہ بڑا اہم سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پھر ان کے ساتھ علیحدہ سے بیٹھ کر بات کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے آپ کی اجازت چاہئے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، مجھے اپنا کام کرنے دیں جو میں کر رہا ہوں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے اور پہلی تحریک استحقاق نمبر 7 اشرف سوہنا صاحب کی ہے، ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ pending کر دی جائے لہذا یہ تحریک استحقاق next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی

تحریک استحقاق نمبر 9جناب شاہجہان بھٹی کی ہے، یہ تحریک استحقاق بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک استحقاق محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی طرف سے ہے۔

تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد کے تفتیشی آفیسر کا معزز خاتون ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے دو کم سن قریبی عزیز بچوں کے خلاف تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد میں متعلقہ پولیس نے من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی پرچہ درج کر لیا جس کی بابت میرے سیکرٹری نے متعلقہ تھانہ میں رابطہ کیا اور ان بے گناہ بچوں کے بارے میں تفتیشی افسر مسٹر عنایت ڈھلوں کو اپنا تعارف کروانے کے بعد اس جھوٹے مقدمہ کے بارے میں بتایا کہ اصل حقائق یہ ہیں کہ ان بچوں نے Pizza Hut سے پیزا منگوایا تھا جب اس Pizza Hut کا سیلز مین ڈلیوری دینے کے لئے ان بچوں کی گلی میں آیا تو یہ بچے اس سے پیزا لے کر بھاگ گئے اور اس کو پیزا کی رقم نہ دی۔ اصل واقعہ یہ ہے جبکہ آپ نے ان بچوں کے خلاف ناجائز اسلحہ اور ڈکیتی کا مقدمہ درج کیا ہے جو کہ حقائق کے برعکس ہے۔ اس پر متعلقہ انوسٹی گیشن آفیسر سیخ پا ہو گیا اور غصہ میں میرے سیکرٹری اور میرے خلاف بے ہودہ قسم کے الزامات عائد کئے۔ میرا سیکرٹری میرے پاس لاہور آیا تو اس نے مذکورہ تفتیشی آفیسر مسٹر عنایت ڈھلوں سے آج مورخہ 6-مارچ2012 بوقت 2:50 میری اس سے بات کروائی تو میں نے بھی اس کو اس حقیقت سے آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ آپ پہلے بچوں کو میرے حوالہ کریں بعد ازاں میں آپ سے اس سلسلہ میں بات کروں گا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ بچے بالکل معصوم اور چھوٹی عمر کے ہیں آپ ان کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کریں گے اس لئے میں جمعتہ المبارک بروز 9-مارچ2012 کو اجلاس کے بعد واپس فیصل آباد آؤں گی اور آپ کے سامنے ان بچوں کو پیش کر دوں گی تو اس نے کہا کہ آپ ایم پی اے جھوٹے، وعدہ خلاف اور فریبی ہوتے ہیں۔ میں آپ پر اعتبار نہیں کرتا اس کے علاوہ اس نے میرے خلاف اور بھی کافی نازیبا الفاظ استعمال کئے اور مجھ سے بدتمیزی کی۔ اس کے ان الفاظ اور روّیہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ جس دن Pizza Hut والا delivery دینے کے لئے آیا اس دن دو minor بچے جن کے ابھی شناختی کارڈ بھی نہیں بنے، اس وقت رات ساڑھے آٹھ بجے کا ٹائم تھا اور لوڈ شیڈنگ تھی۔ بچے Pizza لے کر پچھلی گلی میں چھپ گئے اور چھپ کر Pizza کھالیا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں محترمہ کو جو مشکل پیش آئی ہے یا انہوں نے یہ سمجھا کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس کا نوٹس مجھے آج ہی موصول ہوا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس کو آپ اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔ اس سارے معاملے کو محترمہ کے ساتھ discuss کر کے resolve کروا دیتے ہیں۔ اس میں اگر کوئی تجاوز ہوا ہے تو اس کو بھی resolve کروا دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ پہلے میری بات سن لیں پھر محترم وزیر قانون جو کہیں گے میں حاضر ہوں۔ یہ جو تفتیشی افسر ہے اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس نے کہا کہ آپ ایم پی اے ہوں گی تو کیا ہے؟ آپ کیسی ایم پی اے ہیں، میں آپ کو نہیں جانتا میرے پاس صرف بچے پیش کئے جائیں۔ میں بڑی "وکھری ٹائپ" کا آدمی ہوں۔ میں بھی اس کی "ٹائپ" دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ کس "ٹائپ" کا بندہ ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ یہ پولیس والے ایسی بات کرتے ہیں، تھانہ کلچر نے تو سب کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ بھی ایسی زبان استعمال کرنے کی کوشش کریں گی تو پھر اس میں اور آپ میں فرق کیا رہ جائے گا؟ آپ نے بات کر لی اور میں نے سن لی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں نے اس سے جمعۃ المبارک کا ٹائم مانگا تھا۔

جناب سپیکر: آپ نے بات لکھ بھی دی اور پڑھ بھی دی۔ آپ کی بات ہو گئی ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔ اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ وزیر قانون صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 12/264 کا آپ نے جواب دینا ہے۔

پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کی جانب سے پلاٹوں کی رجسٹریشن میں جعلی اشٹام پیپرز کے استعمال سے حکومت کو ماہوار کروڑوں روپے کا نقصان

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ میں نے رجسٹرار کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو اپنے آفس میں بلایا تھا اور محترم شیخ صاحب بھی اس ڈویلپمنٹ سے آگاہ ہیں۔ میں نے رجسٹرار کو کہا ہے کہ وہ اپنی supervision میں اس کو personally monitor کریں۔ تمام انکوائریوں اور مقدمات کو finalize کروائیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس تحریک التوائے کار کو آپ اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں کیونکہ اس میں تھوڑا سا ٹائم لگے گا۔

جناب سپیکر: نوٹ فرمالیں۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار ختم ہوتی ہیں۔ اب...... The Punjab Zakat and Ushr Bill

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈائیلسز کے مرض میں مبتلا قیدی محمد سلیم کا علاج کروانے کا مطالبہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ ایک قیدی جب جیل جاتا ہے اس کو سزا تو عدالت دیتی ہے لیکن اس کی زندگی کا تحفظ کرنا محکمہ جیل خانہ جات کا فرض بنتا ہے۔ جیل کے ڈاکٹر نے اس قیدی کو ہسپتال میں بھیجا لیکن کوئی بھی ہسپتال اس کو رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس قیدی کے Dialysis ہو رہے ہیں اس کا نام محمد سلیم ولد فضل دین ہے اس کو پچیس سال سزا ہوئی ہے اور وہ جیل میں مر رہا ہے۔ اگر وہ اسی حالت میں جیل میں مر گیا تو کیا ہو گا؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کو کسی بھی ہسپتال کا ایم۔ ایس کیوں داخل نہیں کرتا یا اس کے لئے میڈیکل بورڈ کیوں نہیں بنایا جاتا جو اس کو ہسپتال میں رکھے اور اس کا علاج کرے۔ اس کے گردوں کا Dialysis ہو رہا ہے۔ ہمارے لئے بڑی شرم کی بات ہے اور یہ انسانی حقوق کا بھی مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے جرم کی سزا ملتی ہے لیکن جرم کی سزا موت نہیں ہونی چاہئے کہ انسان بغیر دوائیوں اور بغیر علاج کے ہی مر جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو point raise کیا ہے یہ بالکل جائز اور درست ہے۔ محترمہ مجھے اس قیدی کے کوائف دے دیں تو میں ابھی اس بارے میں معلومات حاصل کر لیتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمائیں، مگر کوئی اچھی بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ اسمبلی میں داخل ہوتے ہی ہماری لیڈی کانسٹیبلان ڈیوٹی پر بیٹھی ہوتی ہیں جو کہ سارا دن دھوپ میں بیٹھی رہتی ہیں۔ میری آپ سے request ہے کہ ان کے لئے چھاؤں کا بندوبست کیا جائے کیونکہ انہوں نے سارا دن کھڑا ہونا ہوتا ہے کم از کم چھاؤں میں تو کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! .Duty is duty ان کے لئے کیبن پہلے ہی بنا ہوا ہے جب تھوڑا بہت relax ہونا ہو تو وہ وہاں بیٹھ سکتی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! جہاں پر وہ کھڑی ہوئی ہیں وہاں کوئی canopy نہیں ہے وہ سارا دن دھوپ میں کھڑی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب! آپ خود اس کو دیکھئے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہوا؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! ہوا تو کچھ نہیں، مجھے سوال کی آمد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: سوال کا اب ٹائم نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: سوال کے متعلق میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کے سوال نمبر 4435 کے جز (ب) کے جواب میں وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ مزید برآں صوبہ پنجاب میں تمام سرکاری سکولوں کو مرحلہ وار پروگرام

کے تحت انگلش میڈیم کر دیا گیا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انگلش میڈیم تو کر دیا گیا ہے کیا وہاں پر سٹاف موجود ہے جو انگلش میڈیم subject پڑھائے گا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں پر انگلش بھی اردو میں پڑھاتے ہیں۔ سٹاف کے بغیر وہ یہ تمام subject انگلش میڈیم میں کیسے پڑھائیں گے، کیا وہاں پر سٹاف موجود ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 45 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! تھوڑا سا کام کرنے دیں مہربانی کریں پہلے ایک رپورٹ پیش ہونے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: ٹھیک ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: ملک جہانزیب وارن صاحب مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیز پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار ملک جہانزیب وارن: شکریہ۔ جناب سپیکر!

The Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012
(Bill No. 3 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میں نے گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میں آپ سے وعدہ کر رہا ہوں میں آپ کو ٹائم ضرور دوں گا مجھے تھوڑی سی legislation کر لینے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جیسے آپ کی مرضی۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Zakat and Ushr Bill 2012. Minister for Law may introduce the Punjab Zakat and Ushr Bill 2012.

مسودہ قانون زکوۃ و عشر پنجاب مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce:

"The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Zakat and Ushr for report within one month.

Now, we take up the Government Sadiq College Women University, Bahawalpur Bill 2012. Minister for Law may introduce the Government Sadiq College Women University, Bahawalpur Bill, 2012.

مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی، بہاولپور مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:

"The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur Bill 2012.

MR SPEAKER: The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, we take up the Government College Women University, Faisalabad Bill, 2012, Minister for Law may introduce the Government College Women University, Faisalabad Bill, 2012.

مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:

"The Government College Women University, Faisalabad Bill, 2012."

MR SPEAKER: The Government College Women University, Faisalabad Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, we take up the Government College Women University, Sialkot Bill, 2012, Minister for Law may introduce the Government College Women University, Sialkot Bill 2012.

مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، سیالکوٹ مصدرہ2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker I introduce:

"The Government College Women University, Sialkot Bill 2012."

MR SPEAKER: The Government College Women University, Sialkot Bill 2012 has been introduce in the House under Rule 91(5) of the Rules and Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab (Amendment) Bill 2011. (Bill No. 55 of 2011)

مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan) Mr. Speaker! I move:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The First amendment is from: Ch. Zahir-ud-din Khan, Ch. Aamar Sultan Cheema, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Dr. Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch., Ms Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Mr Shahan Malik, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Shah Jahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Mr Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Malik Nosher Khan Anjam Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Mr Iftikhar Ali

Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Who is to move it?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ دی بنک آف پنجاب (ترمیم) بل 2011 ہے؟

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کی پہلی amendment میں میرا نام ہے اس لئے میں اسے پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پیش کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر!

I move:

"That The Bank of Punjab(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on the Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That The Bank of Punjab(Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on the Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2012.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے یہاں یہ انتہائی اہمیت کی حامل ترمیم دی ہے، حکومت اس میں جو ترمیم کرنا چاہتی ہے اس سے پہلے یہاں یہ بات موجود تھی کہ بنک آف دی پنجاب میں حکومت پنجاب کے 51 فیصد سے زیادہ share ہوں گے یعنی minimum کی شرط موجود تھی کہ حکومت پنجاب کے 51 فیصد سے کم share نہیں ہو سکتے لیکن اس میں maximum کی شرط موجود نہیں تھی۔ Might be کہ اس بنک کو سو فیصد گورنمنٹ کی تحویل میں دے دیا جائے۔ اب حکومت اپنی ترمیم کے اندر اس بات کی وضاحت کرے کہ وہ 51 فیصد سے زائد والی بات ختم کر کے 80 فیصد کی شرط کیوں لگانا چاہتی ہے، اس ترمیم کے بعد یہ share 80 فیصد سے کم ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ۔ یہ بڑی اہمیت کی حامل قانون سازی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ اگر حکومت پنجاب یہ قانون سازی کرنا چاہتی ہے تو اس کو ٹی وی چینلز کے اندر، مذاکروں کے اندر اور اخبارات کے اندر circulate کرتی کہ بنک آف پنجاب میں جو عوام کا پیسا گورنمنٹ کے پیسے کی شکل میں موجود ہے اور اس کے ساتھ ساتھ shareholders کے لئے بھی ایک حصہ رکھا گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب صرف اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ اس ترمیم سے پہلے بھی حکومت کا 80 فیصد حصہ ہو سکتا ہے اور اس پر کوئی شرط نہیں ہے چونکہ اس شق کے اندر کلاز 7 میں ہے کہ Government to be a shareholder دی بنک آف پنجاب کے law میں یہ چیز موجود ہے کہ یہ 51 فیصد سے زائد ہو گا۔ یہ 99 فیصد بھی ہو سکتا ہے اور سو فیصد بھی ہو سکتا ہے قانون کے اندر اس کی کوئی شرط نہیں تھی۔ اگر یہ اپنی statement of objects میں وضاحت کر دیتے کہ آخر یہ شرط کیوں لگانا چاہتے ہیں کہ 51 فیصد کی بجائے ہم گورنمنٹ آف پنجاب کے 80 فیصد share رکھنا چاہتے ہیں اور اگر یہ اس چیز کو بحث کے لئے عوام الناس میں پیش کر دیتے اور جو فنانسز کے ماہرین ہیں جو فنانسز میں ایک مہارت رکھتے ہیں وہ چینلز پر آ کر اپنی expert opinion دیتے اور پرنٹ میڈیا میں اپنی رائے دیتے کہ اگر بنک آف پنجاب میں حکومت کا 51 فیصد سے زیادہ share ہو تو عوام الناس کے فائدے کو کیا نقصان پہنچتا ہے اور 80 فیصد specific کر دینے سے عوام الناس کے پیسے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اب گورنمنٹ پنجاب کا share 79 فیصد ہو سکتا ہے اور نہ ہی 81 فیصد ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے بنک آف پنجاب کے rules کے اندر یہ بات موجود تھی کہ 51 فیصد سے زائد ہو گا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت نے جہاں اپنی سٹیٹمنٹ دی ہے یہاں وضاحت کرتے کہ ہم یہ amendment کیوں کرنا چاہتے ہیں لیکن اس میں یہ وضاحت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ محض ضد والی بات ہے کہ آج تک اپوزیشن کے کسی مطالبے کو اس طرح سے honour نہیں کیا جاتا جس طرح کیا جانا چاہئے۔ میں یہ کبھی نہیں کہتا ہے کہ ہم اس amendment کو نہیں کرنے دیں گے یا نہیں کی جانی چاہئے لیکن یہ تو میرا مطالبہ ہو سکتا ہے کہ جس amendment کی شکل کے اندر اربوں روپے کے حقوق کا معاملہ ہے کہ وہ عوام الناس کو share کی شکل میں جائیں گے یا public oney کے طور پر بنک آف پنجاب کے share ہوں گے انہوں نے ان shares کو specify کیا ہے کہ more than 50 percent کی بجائے 80 فیصد اگر اس سلسلے میں ٹی وی چینلز پر تمام سیاسی پارٹیوں کے ماہرین گورنمنٹ کے نمائندوں کے ساتھ share کر لیں یا اس پیسے کے متعلق اپنی اپنی opinion دے لیں جو اربوں تک محیط ہے تو میرا انہیں خیال کہ اس میں کوئی مضائقہ ہے۔ سوائے اس کے کہ وزیر قانون کو اپنی ضد سے پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ وزیر قانون کی ضد کو honour کرنے سے اربوں روپے کے معاملے کو under consideration لانا زیادہ ضروری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب نے جو بات کی ہے اس میں میری ضد والی کوئی بات نہیں صرف ان کے سمجھنے میں تھوڑا فرق ہے اور میں کوشش کروں گا کہ اپنے بھائی کو یہ بات سمجھا سکوں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا، جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ پچھلے دور میں پنجاب بنک کے ساتھ جو سلوک کیا گیا، جس طرح سے اس public money کو لوٹا گیا، جس طرح سے اربوں روپے کے قرضہ جات without any security لوگوں کو دیئے گئے اور پھر یہ فراڈ کیس سپریم کورٹ کی monitoring میں final ہوا اور ملزمان پکڑے گئے۔ موجودہ پنجاب حکومت اور پنجاب بنک کی نئی management نے کوشش کر کے ان لوگوں کو گرفتار کرایا اور اب کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ public money ان سے واپس لی جائے۔ اس پنجاب بنک میں جس طریقے سے ڈاکے ڈالے گئے تو اس کی وجہ سے اس کا survival تقریباً ناممکن تھا۔ پنجاب حکومت اور پنجاب بنک کی نئی انتظامیہ یہ کوشش کر رہی ہے کہ یہ بنک survive کرے۔ اس وقت یہ صورتحال درپیش ہے کہ State Bank of Pakistan کی ہدایات کے مطابق اگر کم از کم 10 بلین روپے پنجاب بنک میں مزید inject نہ کئے گئے تو پنجاب بنک کو اپنے معاملات کو بہتر انداز میں چلانے اور اس مشکل صورتحال سے نکلنے میں دقت پیش آئے گی۔ اس صورتحال میں جب پنجاب حکومت

بنک آف پنجاب میں more investment کرے گی تو اس کے share کا تناسب زیادہ ہو جائے گا۔اس سے پہلے قانونی پوزیشن جسے ہم amend کرنا چاہتے ہیں وہ اس طرح سے تھی کہ:

"Notwithstanding anything contained in section 6, the Government shall be a shareholder of the Bank and shall hold up to fifty one percent of the shares issued by the Bank."

اب اس کا مطلب ہے کہ:

shall hold up to fifty one percent not up to fifty two percent, not up to fifty five percent, not up to sixty or eighty percent.

لیکن اب جب پنجاب حکومت اس بنک کی بہتری کے لئے زیادہ پیسے invest کرے گی،اس قومی اور صوبائی ادارے کے survival کے لئے زیادہ پیسے invest کرے گی تو اس کا share fifty one percent سے اُوپر چلا جائے گا۔اس میں الفاظ shall hold up to fifty one percent کے ہیں۔اب ہم نے اس کو اس طرح سے amend کیا ہے کہ:

"Notwithstanding anything contained in section 6, the Government shall be a shareholder of the Bank and may hold up to eighty percent of the shares issued by the Bank."

یہاں پر لفظ shall نہیں بلکہ may استعمال ہوا ہے۔اب جب پنجاب حکومت سرمایہ کاری کرے گی تو اس کا share rise ہو جائے گا۔یہاں پر لفظ may استعمال ہوا ہے۔اس سے یہ مراد ہے کہ اگر نئی سرمایہ کاری سے share eighty percent تک چلا بھی جائے گا اور جب بنک بہتر ہو جائے گا، بنک کے share کی قیمت ٹھیک ہو جائے گی تو پھر ہم اپنے share کو eighty percent سے fifty one percent پر بھی لا سکتے ہیں بلکہ اس سے نیچے بھی لا سکتے ہیں۔حکومت پنجاب اس بنک آف پنجاب کو صوبے کی بہتری کے لئے رکھنا چاہتی ہے اور ہم اس میں اچھی شہرت کے پرائیویٹ لوگوں کو بھی shareholders کے طور پر شامل کریں گے لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ہم اس کی حالت کو اس مطابق کر دیں کہ لوگ اس میں سرمایہ کاری کرنا مناسب سمجھیں اس لئے جن خدشات کا اظہار نولاٹیا صاحب نے کیا ہے ان کا اس amendment سے کوئی احتمال نہیں ہے۔بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جو بات میں نے کہی ہے اس کے علاوہ معزز وزیر قانون نے سب کچھ کہہ دیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر اس پر financial experts اور تمام سیاسی پارٹیوں کے لوگوں سے پرنٹ میڈیا اور چینلز کے ذریعے آراء لے لی جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ وزیر قانون نے میری اس بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے جو تیسری amendment دی ہے اس پر میں اس وقت بات کروں گا جب وہ پیش ہو گی۔ معزز وزیر قانون نے جو باتیں کی ہیں ان کا میری گفتگو سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ وزیر قانون اس کی وضاحت فرمادیں کہ ان کو جلدی کیا ہے؟ اس ترمیم کے ساتھ اربوں روپے کی public money اور shareholders کا concern ہے۔ اگر تمام سیاسی پارٹیوں کے financial experts اس پر مزید غور کر لیں اور یہ ترمیم ایک مہینہ بعد پاس ہو جائے گی تو اس سے کون سا عذاب آ جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ قانون سازی کا اختیار منادی کرا کر، میڈیا کے ذریعے یا لوگوں کے پاس جا کر جلسے کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس صوبے کے نو کروڑ عوام نے اپنے mandate کے ذریعے اس House کو یہ اختیار دیا ہے اور اس House کی مجلس قائمہ نے اس پر پورا غور و خوض کیا ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th March 2012."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, we take up the second amendment. The second amendment is from: Raja Riaz Ahmad, Mr Shahan Malik, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Shah Jahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah,

Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Malik Nosher Khan Anjam Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Ch Ehsan-Ul-Haq Ahsan Nolatia, Mr Iftikhar Ali Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col(Retd)Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed.

میرے بھائی!آپ دو نہیں کر سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! دو لوگ بات کر سکتے ہیں، دو سے زیادہ نہیں کر سکتے۔

MR SPEAKER: Who is to move it, Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

MAKHDOOM MUHAMMAD IRTAZA: Sir, I move:

> "That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be referred to a select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2012."

1. Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, MPA
2. Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, MPA
3. Major (Retd)Zulfiqar Ali Gondal, MPA
4. Mrs Seemal Kamran, MPA
5. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
6. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA

7. Nawab Zada Syed Shamas Haider, MPA.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be referred to a select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2012."

1. Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, MPA
2. Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, MPA
3. Major (Retd)Zulfiqar Ali Gondal, MPA
4. Mrs Seemal Kamran, MPA
5. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
6. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA
7. Nawab Zada Syed Shamas Haider, MPA.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTRAY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس چیز کا اقرار کرتا ہوں کہ میرے خیال میں 80% up to کسی کو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ maximum ہے کہ کر سکتی ہے اس میں حکومت کے اوپر کوئی قدغن نہیں ہے کہ حکومت ہر حال میں اپنے shares 80% کو maintain کرے۔ ان سے گزارش یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی minimum cap لگا دیں کہ صوبائی حکومت کے 51% shares سے نیچے نہ جائیں تاکہ حکومت majority shareholder رہ جائے اور decision making process بھی حکومت کے پاس رہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہو گا۔ یہ اتنا اہم ہے تو ہم نے اس کو اسی لئے propose کیا ہے کہ اس کو ایک دفعہ پھر دیکھ لیں تاکہ اس بنک کے اندر حکومت کا controlling interest loose نہ ہو، باقی اگر حکومت 100 فیصد بھی retain کرنا چاہے تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کی سٹینڈنگ کمیٹی میں دس معزز ممبران نے اس Bill پر اچھی طرح سے غور و خوض کیا ہے تو اس میں ایک اور Select Committee بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 15th March 2012."

1. Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, MPA
2. Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, MPA
3. Major (Retd)Zulfiqar Ali Gondal, MPA
4. Mrs Seemal Kamran, MPA
5. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
6. Ms Ghazala Saad Rafique, MPA
7. Nawab Zada Syed Shamas Haider, MPA.

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Zahir-ud-din Khan, Ch Aamar Sultan Cheema, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Ch. Ehsan-ul-Haq

Ahsan Nolatia, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch, Mrs Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi, Raja Riaz Ahmad, Mr Shahan Malik, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mrs Neelam Jabbar Chaudhary, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Tariq Mehmood Sahi, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr Muhammad Akhtar Malik, Mr Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Mr Shahzad Saeed Cheema, Malik Nosher Khan Anjam Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Mr Iftikhar Ali Khitran, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Syed Abdul Qadir Gillani, Mrs Nargis Faiz Malik, Ms Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Dr Amna Buttar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Who is to move it?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کس قانون کے تحت ایک ممبر دو amendments move نہیں کر سکتا؟

جناب سپیکر: ایک ممبر ایک کلاز میں دو amendments move نہیں کر سکتے لیکن دوسری کلاز میں amendment move کر سکتے ہیں۔ آپ amendment move کریں۔

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Finance, in the proposed Section 7 of the Principal Act, for the word "eighty", appearing in line 3, the word "fifty-five" be substituted.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Finance, in the proposed Section 7 of the Principal Act, for the word "eighty", appearing in line 3, the word "fifty-five" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم پانچ سال تک انہی بنچوں پر بیٹھ کر لاء منسٹر صاحب سے سیکھتے بھی رہے ہیں، انہوں نے آج ایک نئی بات کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر اس پر بھی ان سے کچھ سیکھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میرے پاس جو draft ہے اس کے اندر یہ ہے کہ گورنمنٹ کا share more than 51 percent ہو گا۔ لاء منسٹر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں لکھا ہے کہ shall hold 51 percent یعنی یہاں meanings میں بہت زیادہ تبدیلی آ جاتی ہے۔ اگر ایسے ہی ہے تو مجھے وہ document یا اس Bill کی کاپی فراہم کر دیں جس میں لاء منسٹر صاحب amendment کرنا چاہتے ہیں تاکہ میری اصلاح ہو جائے۔ میرے پاس جو کاپی ہے اس کے اندر لکھا ہے کہ shall hold more than 51 percent ہو گا تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جب more than 91، 99 یا 100 فیصد بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں وہ بات ہے جس کی میں نے وضاحت کی ہے کہ ایک سسٹم کو چلانے کے لئے کوئی رکاوٹ ہو تو حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اگر یہ amendment کر لی جائے تو ہمارا سسٹم زیادہ smoothly چل سکتا ہے، جس طرح لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اندر بیسویں گریڈ کے DCO کی appointment میں ان کو اس وقت بڑی رکاوٹ پیش آئی جب انہوں نے اٹھارہویں گریڈ کے افسر کو DCO لاہور لگا دیا جس پر ایک فرد ہائیکورٹ میں چلا گیا۔ انہوں نے ہائیکورٹ میں

جواب دینے کے لئے یہ amendment کی کہ DCO کی تقرری کے لئے بیسویں گریڈ کی بجائے کسی گریڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بیسویں گریڈ کی بجائے انیسویں، اٹھارہویں یا اکیسویں گریڈ کا افسر بھی کر سکتے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ گریڈ کی ضرورت ہی نہیں ہے چاہے خادم اعلیٰ درجہ چہارم کے کسی فرد کو اگر DCO لاہور لگا دیں تو قانون میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ انہوں نے محترم وزیراعلیٰ کو centralize کرنے یعنی تمام طاقتوں کا گھنٹہ گھر وزیراعلیٰ کو بنانے کے لئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اندر amendment کر دی تھی۔

جناب سپیکر! اس میں اصل معاملہ یہ ہے کہ بہت سارے shareholders ایسے ہیں کہ جن کے پاس پنجاب بنک کے shares ہیں ان سے ہمارے لاء منسٹر کے کسی دوست نے وہ خرید لئے ہوں گے اب وہ ان shares کو پنجاب بنک کو بیچنا چاہتے ہیں۔

MR SPEAKER: Do you believe in democracy or not?

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Yes, I believe in democracy.

MR SPEAKER: Then try to understand.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پنجاب بنک bankrupt ہوا ہے۔ وہ چاہے کسی بھی وجہ سے ہوا ہے ہماری حکومت نے چار سالوں میں بھی اس کا کچھ نہیں کیا۔ اب ان کے کسی دوست کے پاس shares ہوں گے جو لاء منسٹر یا کسی فرد کے دوست نے رکھے ہوں گے وہ اب مہنگے داموں public سے خرید کر بنک کو دینا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو 80 percent گورنمنٹ کے shares کی amendment کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ Public money کا اس سے بڑا اور کیا زیاں ہو سکتا ہے۔ میری اس میں یہ آراء تھیں کہ یہ print media کو open کر دیتے کہ سارے لوگ اس پر اپنی رائے دیں۔ میں پھر یہ کہوں گا کہ Standing Committee کی منظوری کے بعد ایک Select Committee کو reconsider or revisit کرنے کے لئے کہہ دیا جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے تاکہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ وہ کون فرد ہے جس کے پاس bankrupt بنک آف پنجاب کے shares ہیں جن کو مہنگے داموں ہماری حکومت خرید کر اسے oblige کرنا چاہتی ہے جس کی وجہ سے اس amendment کی ضرورت پیش آئی ہے otherwise اس amendment کی

یہاں پر کوئی ضرورت نہ تھی۔ میں معزز لاء منسٹر صاحب کو ایک ہی بات کہوں گا کہ لوگوں کے جرائم کو justify کرنے کے لئے آپ کو ہتھیار بنایا جارہا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم نولاٹیا صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ وہ جو مسودہ پڑھ رہے ہیں وہ پرانا ہے، موجودہ پوزیشن وہی ہے جو میں نے پڑھی ہے۔ میں دوبارہ ان کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ اس وقت ہم سیکشن 7 کو amend کرنا چاہ رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ:

> Notwithstanding anything contained in section 7, the Government shall be a shareholder of the bank and shall hold up to fifty one percent of the Shares.

اس سے پہلے minimum 51 percent تھا۔ یہ دوبارہ amend ہو گئی تھی، اس کی موجودہ پوزیشن یہی ہے کہ اگر پنجاب حکومت نے پنجاب بنک میں مزید سرمایہ کاری کرنی ہے تو اس کو amend کرنا ضروری ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Finance, in the proposed Section 7 of the Principal Act, for the word "eighty", appearing in line 3, the word "fifty-five" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Bank of Punjab (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 (Bill No.56 of 2011). First reading starts. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ ماحولیات پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Environment Protection, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Environment Protection, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Environment Protection, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved is:

"That the Punjab Environmental Protection (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: First reading is starts. Now, we take up The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012 (Bill No.2 of 2012). Minister for Law!

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

جنہوں نے amendments دی ہیں ان میں سے کوئی mover نہیں ہے۔

Now the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"The Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کرنل صاحب اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔اب اجلاس مورخہ 8-مارچ 2012 بروز جمعرات صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

771

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ8۔مارچ2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات اوقاف اور بیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 3 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ (3)95 کی مقتضیات معطل کی جائیں تاکہ مسودہ (ترمیم) قانون کچی آبادیاں پنجاب 2012 کو فوری طور پر زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے کالونیز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (تنسیخ) پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 پنجاب 2011 (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 پنجاب 2011 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون و پارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

772

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ 2007 پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر 54 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب 2011 منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)کمشنرز بحالیات 2011(مسودہ قانون نمبر 52 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)کمشنرز بحالیات 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(تنسیخ)(توثیق احکامات)کمشنرز بحالیات 2011 منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک و بیدخل اشخاص 2011(مسودہ قانون نمبر 53 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک وبیدخل اشخاص 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف و اشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) قوانین متروکہ املاک وبیدخل اشخاص 2011 منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون اندرون شہر لاہور 2011 (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اندرون شہر لاہور 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے منصوبہ بندی و ترقیات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون اندرون شہر لاہور 2011 منظور کیا جائے۔

773

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعرات،8۔مارچ2012

(یوم الخمیس،14۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر34منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا
إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 33تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو(سخت کلامی کا)ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو(ایسا کرنے سے تم دیکھو گے)کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویاوہ تمھارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جاون ویکھن والیاں
ویہڑے تیرے کھیڈے رب دا لاڈلا
واہ حلیمہؓ تیریاں خوشحالیاں
سو گئی امت تے آقا جاگدے
کیتیاں لجپال نے رکھوالیاں
کی وگاڑے گا زمانہ اوس دا
جس دیاں آقا کرے رکھوالیاں

سوالات

(محکمہ جات اوقاف اور بیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات اوقاف اور بیت المال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4896 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں بیت المال کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4896: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی بیت المال کمیٹیاں ہیں؟

(ب) ان کے چیئرمین کون کون ہیں؟

(ج) ان کمیٹیوں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم ملی، تفصیل کمیٹی وار بتائیں؟

(د) بیت المال کمیٹیاں یہ فنڈز کہاں کہاں خرچ اور تقسیم کر سکتی ہیں؟

(ہ) ان سالوں کے دوران بیت المال فنڈز کا آڈٹ ہوا اگر ہاں تو آڈٹ رپورٹ فراہم کریں؟

(و) کتنی رقم کا خُورد بُرد ہوا اور اس کے ذمہ داران کون کون ہیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں صرف ایک ضلعی بیت المال کمیٹی ہے۔

(ب) بیت المال کمیٹیاں ابھی تشکیل کے مراحل میں ہیں لہذا اب کوئی چیئرمین نہ ہے۔

(ج)

2007-08	5,455,647/- روپے
2008-09	7,536,316/- روپے

(د) مذکورہ ضلعی بیت المال کمیٹی غریب بیواؤں، معذور افراد، ضعیف اور بے سہارا لوگوں کے لئے مالی امداد، جہیز فنڈ، وظیفہ جات، علاج معالجہ، قرض بلا سود، این جی اوز کی امداد اور انتظامی اخراجات کی مد میں خرچ کر سکتی ہے۔

(ہ) آڈٹ نہیں ہوا۔

(و) کوئی رقم خُورد بُرد نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال 14۔نومبر 2009 کو دیا گیا تھا اور اس میں پوچھا گیا ہے کہ "ضلع گوجرانوالہ میں کتنی بیت المال کمیٹیاں ہیں؟" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ضلع گوجرانوالہ میں صرف ایک ضلعی بیت المال کمیٹی ہے۔ بیت المال کمیٹیاں ابھی تشکیل کے مراحل میں ہیں لہذا اب کوئی چیئرمین نہ ہے۔" جبکہ جز (ج) میں جواب دیا جا رہا ہے کہ 08-2007 میں -/5,455,647 روپے اور 09-2008 میں -/7,536,316 روپے خرچ کئے گئے۔ آگے جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ ضلعی بیت المال کمیٹی کے ذریعے غریب بیواؤں، معذور افراد، ضعیف اور بے سہارا لوگوں کے لئے مالی امداد اور جہیز فنڈ وغیرہ کے لئے یہ رقم خرچ کی جاتی ہے تو وزیر صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ جب چیئرمین نہیں اور ایک ہی کمیٹی ہے تو یہ اتنی رقم کیسے خرچ ہوئی، کہاں پر خرچ ہوئی اور اس کا کون ذمہ دار ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس وقت گوجرانوالہ کی ضلعی بیت المال کمیٹی کا چیئرمین موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ سوال 2۔جنوری 2010 کو ترسیل ہوا ہے۔ منسٹر صاحب پہلے میری پوری بات سُن لیں۔ اگر اس کمیٹی کا چیئرمین ہے تو پھر جواب میں اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا اور یہاں House میں updated information کیوں مہیا نہیں کی جاتی؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری بہن ٹھیک کہتی ہیں، چونکہ اُس وقت کمیٹی نہیں بنی تھی اس لئے چیئرمین بھی نہیں تھا۔ میں آج latest position بتا رہا ہوں کہ اب گوجرانوالہ میں بیت المال کمیٹی کا چیئرمین ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ہ) میں لکھا ہے کہ آڈٹ نہیں ہوا اور آگے جز(و) میں کہہ رہے ہیں کہ کوئی رقم خُورد بُرد نہ ہوئی ہے تو منسٹر صاحب اس کا بھی updated جواب دے دیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آڈٹ نہ ہو، ہر سال آڈٹ ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس وقت کمیٹیاں فعال نہیں تھیں اور یہ funds کمیٹیوں کے accounts میں پڑے ہوئے تھے اس لئے اُس وقت آڈٹ نہیں ہو سکا۔ اب چونکہ کمیٹیاں functional ہو چکی ہیں اس لئے اب ہم نے ان کا پچھلا آڈٹ بھی کرا دیا ہے اور موجودہ عرصہ کا آڈٹ بھی ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ درخواست کروں گی کہ اس آڈٹ رپورٹ کو House میں پیش کیا جائے۔ محکمہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ کوئی آڈٹ ہوا اور نہ ہی کوئی خُورد بُرد ہوئی تو اس بارے میں updated جواب دیا جائے کہ جو آڈٹ ہوا ہے اس میں ان دو سالوں کی کتنی خُورد بُرد سامنے آئی ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ funds استعمال نہیں ہوئے اس لئے اس میں خُورد بُرد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر میری بہن چاہتی ہیں تو میں انہیں آڈٹ رپورٹ مہیا کر دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بتایا جائے کہ اگر funds استعمال نہیں ہوئے تو 2008-09 میں -/7536316 روپے کہاں خرچ ہوئے ہیں؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ کمیٹیاں functional ہو چکی ہیں اس لئے اب یہ funds استعمال ہو رہے ہیں۔ اُس وقت آڈٹ اس لئے نہیں ہوا کیونکہ وہ رقم account میں موجود تھی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال آڈٹ سے متعلق ہی ہے۔ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ چونکہ کمیٹیاں نہیں تھیں اس لئے آڈٹ نہیں ہوا۔ کمیٹیاں آڈٹ نہیں کراتیں بلکہ آڈٹ سرکاری افسران، اہلکار کراتے ہیں اور وہ اس وقت موجود تھے۔ میری اطلاع کے مطابق 2007-08 اور 2008-09 میں funds خرچ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب بیت المال third party evaluation کراتا ہے اور اس کا Internal Audit بھی ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ آڈٹ نہیں ہوا درست نہیں ہے۔ اگر اے جی کا آڈٹ نہیں ہوا تو ان کا اپنا internal audit یا third party audit ہوا ہے تو منسٹر صاحب اس آڈٹ رپورٹ کے بارے میں بتائیں، یہ انہوں نے کیسے claim کر لیا ہے کہ کوئی رقم خُورد بُرد نہیں ہوئی؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اُس وقت یہ رقم خرچ نہیں ہوئی اس لئے خُورد بُرد کا chance ہی نہیں تھا۔ جب یہ رقم خرچ نہیں ہوئی، اس کا حساب کتاب نہیں تھا تو اسی لئے اس کا آڈٹ بھی نہیں ہوا۔ اب آڈٹ ہوا ہے اگر معزز ممبر چاہیں تو میں انہیں اس آڈٹ رپورٹ کی کاپی مہیا کر سکتا ہوں۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ الحمد للہ کوئی خُورد بُرد نہیں ہوئی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! محکمہ خود کہہ رہا ہے کہ 08-2007 میں -/5,455,647 روپے اور 09-2008 میں -/7,536,316 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ میں تو اسی حوالے سے پوچھ رہا ہیں۔ منسٹر صاحب کیسے کہہ رہے ہیں کہ خرچ نہیں ہوا؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! پنجاب بیت المال کونسل نے انہیں funds مہیا کئے تھے کیونکہ وہاں ہمارا ایک آفیسر ہوتا ہے جو کہ ضلع میں سیکرٹری کہلاتا ہے۔ یہ funds ان کو دے دیئے گئے تھے لیکن خرچ نہیں ہوئے۔ پنجاب بیت المال کونسل کی طرف سے تو رقم گئی تھی لیکن کمیٹی نہ ہونے کی وجہ سے یہ رقم خرچ نہیں ہوئی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ statement ٹھیک نہیں ہے کیونکہ پچھلی حکومت کے دوران 08-2007 میں بیت المال کمیٹیاں موجود تھیں۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ funds خرچ نہیں ہوئے اگر یہ رقم خرچ نہیں ہونی تھی تو پھر حکومت کے اکاؤنٹ سے یہ رقم کمیٹیوں کو کیوں transfer کی گئی، اگر یہ رقم حکومت پنجاب کے اکاؤنٹ میں پڑی رہتی تو اس کا profit ملتا یا کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال ہو جاتی اور وہاں پر یہ پیسا کیوں فضول پڑا رہا ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! سال 08-2007 میں بیت المال کمیٹیاں نہیں تھیں۔ کمیٹیاں تو اب 2011 میں بنی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رانا عبدالرحمٰن صاحب پچھلی

اسمبلی میں موجود تھے۔اگر معزز ممبر اس کی مزید تفصیل چاہتے ہیں تو نیا سوال دے دیں میں انہیں اس حوالے سے ساری تفصیلات منگوا دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس tenure میں کمیٹیاں اب بنی ہیں لیکن پچھلے tenure کے اندر کمیٹیاں موجود تھیں۔چلیں، میں وزیر موصوف کی بات مان لیتا ہوں کہ کمیٹیاں موجود نہیں تھیں۔جب کمیٹیاں موجود نہیں تھیں، انہیں پتا تھا کہ یہ پیسا distribute نہیں ہونا تو پھر حکومت کے اکاؤنٹ سے پیسا transfer کیوں ہوا؟ یہ پیسا کسی اور مصرف میں آ سکتا تھا۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: سال 2008 میں تو آپ کی حکومت تھی۔ایک طرف آپ پچھلی حکومت کو defend کر رہے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ ہماری حکومت نہیں تھی۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس وقت نگران حکومت نے ان کمیٹیوں کو کام کرنے سے منع کر دیا تھا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ہ) میں کہا گیا ہے کہ "آڈٹ نہیں ہوا" میں سمجھتا ہوں کہ چاہے کوئی بھی محکمہ ہو اس کا سال میں ایک مرتبہ آڈٹ mandatory ہوتا ہے تو وزیر موصوف کیسے کہہ رہے ہیں کہ آڈٹ نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ late آئے ہیں۔منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ رقم خرچ نہیں ہوئی اس لئے اس کا آڈٹ بھی نہیں ہوا۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 9304، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبائی بیت المال سے طلباء وطالبات کو وظائف دینے کی تفصیلات

*9304: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی بیت المال سے تعلیمی اداروں کے بشمول یونیورسٹیوں کے ہونہار طلباء کو اب بھی وظائف دیئے جا رہے ہیں؟

(ب) ان وظائف کی مد میں گزشتہ تین سالوں میں حکومت پنجاب نے کل کتنے طلباء وطالبات کو وظائف جاری کئے، ان وظائف کی سال وار مالیت کیا تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے متذکرہ بالا وظائف دینا بند کر دیئے ہیں، اگر جواب اثبات میں ہے تو کس بنا پر ایسا کیا گیا ہے، کیا آئندہ بجٹ سال 12-2011 میں حکومت اس مد میں کوئی فنڈ مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ صوبائی بیت المال سے تعلیمی اداروں کے ہونہار طلباء کو وظائف دیئے جا رہے ہیں۔

(ب) ان تین سالوں میں حکومت پنجاب نے کل 879 طلباء وطالبات کو وظائف جاری کئے۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے:-

سال2008	683	-/6,028,600روپے
سال2009	88	-/1,730,400روپے
سال2010	108	-/3,282,600روپے

(ج) یہ درست نہ ہے۔حکومت 12-2011 میں وظائف کی مد میں فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاہم مالی سال 12-2011 کی گرانٹ تاحال وصول نہ ہوئی ہے۔وصولی کے بعد گرانٹ کا 25 فیصد حسب پالیسی -/24,000,000 روپے طلباء کے وظائف کے لئے مختص کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2008 کے اندر 683 طالب علم وظائف سے مستفیض ہوئے، 2009 کے اندر یہ تعداد کم ہو کر 88 رہ گئی اور پھر 2010 میں 108 طالب علموں نے ان وظائف سے فائدہ اٹھایا۔منسٹر صاحب اس کمی کی وجہ بتا دیں؟ دوسرا جواب کے

جز(ج) میں لکھا گیا ہے کہ مالی سال 12-2011 کی گرانٹ وصول نہ ہوئی ہے۔ یہ مارچ کا مہینہ ہے اور جون کے مہینے میں budget year ختم ہو جائے گا اگر ابھی تک گرانٹ وصول نہیں ہوئی تو جو طالب علم وظیفہ کے اوپر گزر بسر کرتے ہیں وہ آج تک کیسے گزارا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف و بیت المال!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ پچھلے سالوں میں یہ کمیٹیاں نہیں تھیں تو سارے پنجاب سے درخواستیں پنجاب بیت المال کونسل لاہور آتی تھیں۔ پنجاب بیت المال کونسل کو یہ اختیار حاصل تھا کہ جو لوگ scrutinize ہو کر آتے تھے اُن کو امداد دیں۔ انہیں یہ فرمانا کہ ہمیں ابھی تک وہ فنڈ نہیں ملا، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر سال یہ practice رہی ہے کہ ہمیں یہ فنڈز انہی دنوں میں ملتے ہیں جو مارچ، اپریل، مئی اور جون تک distribute ہو سکیں۔ اس طرح سے پرانی روایت کے تحت ہی اب ہمیں فنڈز مل رہے ہیں اور انشاء اللہ جون تک یہ تمام معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ ایک عوامی مسئلہ ہے اور اس کے اوپر غریب لوگوں کا گزارا ہوتا ہے کیا وزیر موصوف بتا دیں گے کہ چار سال تک کمیٹیاں کیوں نہیں بنیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف و بیت المال!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کمیٹیاں نہ بننے کا سوال بار بار ہوتا ہے اس دوران ہم اچھے، نیک اور دیانتدار لوگ ڈھونڈتے رہے، اب وہ سارے available ہو گئے ہیں تو کمیٹیاں بنادی گئی ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! پنجاب کی آبادی نو کروڑ ہے تو دیانتدار لوگ ڈھونڈنے میں ان کو آٹھ نو مہینے لگے تو دیانتدار لوگ ڈھونڈنے میں ان کا کیا criteria تھا کہ یہ شخص دیانتدار ہے اور یہ بددیانت ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف و بیت المال!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! معزز ممبر نیا سوال کریں میں انہیں criteria بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 5332 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔175 قصور۔اوقاف کی اراضی کی لیز و دیگر تفصیل

*5332: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔175 قصور میں اوقاف کی کتنی زمین ہے نیز یہ زمین کہاں کہاں پر واقع ہے؟

(ب) مذکورہ زمین کتنے عرصہ کے لئے کن کن لوگوں کو لیز پر دی گئی ہے، ان کے نام اور پتا کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ زمین کن قواعد و ضوابط کے تحت اور کن کن شرائط پر کتنے عرصہ کے لئے کس ریٹ کے حساب سے دی گئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی۔175 قصور میں کل اراضی 364 کنال 02 مرلے ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	خانقاہ شاہ جمال (آمدہ انڈیا)	واقع موضع مصطفیٰ آباد	رقبہ تعدادی 102 کنال 15 مرلے
2۔	دربار شریف للیانی (آمدہ انڈیا)	واقع موضع مصطفیٰ آباد	رقبہ تعدادی 56 کنال 08 مرلے
3۔	تکیہ پیر (آمدہ انڈیا)	واقع موضع مصطفیٰ آباد	رقبہ تعدادی 9 کنال 14 مرلے
4۔	تکیہ گلاب شاہ	واقع موضع کھارا تحصیل قصور	رقبہ تعدادی 124 کنال
5۔	دربار حضرت بابا بلھے شاہ	واقع موضع کھارا تحصیل قصور	رقبہ تعدادی 71 کنال 05 مرلے

(ب) اراضی مذکورہ عرصہ ایک سال (10-9) کے لئے درج ذیل پٹہ داران کو دی گئی ہے۔

1-	خانقاہ شاہ جمال واقع موضع مصطفیٰ آباد	محمد بشیر ولد حبہ ڈوگر ٹھٹھہ ڈوگراں بشمول مصطفیٰ آباد
2-	دربار شریف للیانی واقع موضع مصطفیٰ آباد	ظہور خان نمبردار ولد روپ خان بستی ظہور خان والی بشمولہ مصطفیٰ آباد
3-	تکیہ پیر واقع موضع مصطفیٰ آباد	قیصر محمود ولد خورشید احمد بیرون کوٹ حلیم خان قصور
4-	تکیہ گلاب شاہ واقع موضع کھارا	محمد شفیع ولد سمن خان میواتی، غربی بستی میواتیاں مصطفیٰ آباد
5-	دربار حضرت بابا بلھے شاہ موضع کھارا	محمد ظفر ولد امام دین انصاری موضع کھارا تحصیل قصور

(ج) قواعد وضوابط اور شرائط نیلام کی عکسی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، محکمہ مال کے طے کردہ علاقائی ریٹ کے حساب سے نیلام عام میں عرصہ ایک سال کے لئے دی گئی ہے۔زر پٹہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-خانقاہ شاہ جمال واقع موضع مصطفیٰ آباد	رقبہ تعدادی102کنال15مرلے	زرپٹہ-/162,600	سال2009-10
2-دربار شریف للیانی واقع موضع مصطفیٰ آباد	رقبہ56کنال08مرلے	زرپٹہ-/42,960	سال2009-10
3-تکیہ پیر واقع موضع مصطفیٰ آباد	رقبہ تعدادی56کنال08مرلے	زرپٹہ-/7,000	سال2009-10
4-تکیہ گلاب شاہ واقع موضع کھارا	رقبہ تعدادی56کنال08مرلے	زرپٹہ-/140,000	سال2009-10
5-دربار حضرت بابا بلھے شاہ موضع کھارا	رقبہ تعدادی56کنال08مرلے	زرپٹہ-/63,000	سال2009-10

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ اراضی کچھ لوگوں کو پٹہ داری پر دی گئی ہے تو وزیر موصوف بتائیں کہ یہ اراضی پٹہ دار کو lease پر دینے کا کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ادھر سے ہمارے لوگ جاتے ہیں اور وہاں پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے نمائندوں کی موجودگی میں یہ اوپن آکشن ہوتی ہے۔ اگر میرے بھائی کہیں تو میں اس کی شرائط پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، disposed of۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر7192 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔پائلٹ پرائمری سکول مادھو لال حسین باغبانپورہ کی تعمیر ودیگر تفصیلات

*7192: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پائلٹ پرائمری سکول مادھولال حسین باغبانپورہ لاہور دوبارہ کب اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول کو عجلت میں گرادیا گیا ہے؟

(ج) مذکورہ سکول میں کلاس وار بچوں کی تعداد کیا تھی اور سٹاف کی تعداد کیا تھی؟

(د) کیا اس عمارت کی تعمیر پر جو لاکھوں روپے خرچ ہوئے اور ضائع کر دیئے گئے اس بارے میں کوئی محکمانہ انکوائری ہوئی؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت لاکھوں روپے ضائع کرنے پر محکمانہ انکوائری کروانے اور ذمہ داران سے ریکوری کرنے اور قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ سوال محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس سکول کو عجلت میں گرایا گیا بلکہ محکمہ تعلیم وسکول انتظامیہ کو پیشگی اطلاع کے بعد منہدم کیا گیا۔

(ج) یہ سوال محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔

(د) یہ عمارت بلا اجازت محکمہ اوقاف کی زمین پر تعمیر کی گئی تھی جسے تمام فریقین کو پیشگی اطلاع اور باقاعدہ ضابطہ کے مطابق کارروائی کرنے کے بعد گرایا گیا ہے۔جہاں تک اس کے تعمیراتی اخراجات کے ضائع ہونے پر محکمانہ انکوائری کا تعلق ہے یہ معاملہ محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔

(ہ) جواب جزہائے بالا میں تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز (الف) میں دیا گیا ہے کہ یہ سوال محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔ جز(ج) یہ سوال محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے۔ جب یہ بلڈنگ محکمہ اوقاف کی زمین پر بن گئی تو پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ محکمہ تعلیم کے متعلق ہے کیونکہ یہ ان کی پراپرٹی بنتی ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ محکمہ اوقاف کے این او سی کے بغیر وہاں پر محکمہ تعلیم نے سکول کھول دیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس وقت صرف یہ کہہ دینا کہ یہ محکمہ تعلیم کے متعلقہ ہے اور اس کا جواب نہ دینا، میرے خیال میں ہاؤس کے اندر یہ بات جائز نہیں ہے۔ محکمہ بلڈنگ کو چاہئے تھا کہ محکمہ تعلیم سے پتا کر کے اس سوال کا جواب

دیتے کیونکہ یہ سکول ان کی زمین کے اوپر بنا ہے اور تینوں محکموں کی وجہ سے حکومت کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اگر اُس وقت انہوں نے این او سی نہیں لیا تو محکمہ اوقاف نے اُنہیں تعمیر کرنے سے روکا کیوں نہیں ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بلڈنگ بناتے وقت کوئی این او سی نہیں لیا گیا اور اُس وقت حکومتیں ایسی ہی تھیں کہ جہاں جو چاہے کر لو، کسی کو پوچھا نہ جائے۔ ہمارے دور میں این او سی جاری ہوا تھا، نہ ہم نے انہیں اجازت دی تو چونکہ انہوں نے این او سی نہیں لیا تو یہ ناجائز تجاوزات میں شامل تھی۔ انہیں بار بار نوٹس دیئے گئے چونکہ وہاں پر لوگوں کی ڈیمانڈ تھی کہ وہاں پر بہت بڑی مسجد بنے۔ جب انہیں بار بار نوٹس دیئے گئے کہ آپ اپنا ملبہ اُٹھالیں، انہوں نے نہیں اُٹھایا تو پھر ہم نے باامر مجبوری سپریم کورٹ کے حکم کے تحت ناجائز قابضین کو وہاں سے اُٹھا کر مسجد کی توسیع کی، تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسی problem والی بات ہوئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس وقت تو ناجائز قابضین کا ملبہ گرا دیا گیا لیکن وہ افسران کدھر ہیں جب این او سی کے بغیر وہاں پر بلڈنگ کی تعمیر شروع ہوئی، کیا اُن کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کی گئی، کیا اُس وقت اُن کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ایسے ہزار ہا چاند چڑھ چکے ہیں جنہیں کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا تو یہ سارے معاملات اُسی دور کے ہیں تو یہ اب ہم سے کیوں پوچھتے ہیں ؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اب تو آپ کے پاس اختیار ہے آپ کسی پر ذمہ داری تو عائد کریں ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ میرے پاس آکر مجھے بتائیں تو میں اس معاملہ کو آگے چلانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال جناب آصف بشیر بھاگٹ کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 9611 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب آصف بشیر بھاگٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*9611: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ضلع منڈی بہاؤالدین کو بیت المال کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم کس کس مد میں تقسیم کی گئی، کتنی بقایا ہے؟

(ج) اس ضلع میں بیت المال کے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(د) اس ضلع میں بیت المال میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں، عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ضلع بیت المال کمیٹی منڈی بہاؤالدین کو -/3,083,838 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹیاں غیر فعال ہونے کی وجہ سے کسی مد میں کوئی رقم تقسیم نہ ہوئی۔

(ج) ضلع میں ایک اکاؤنٹنٹ، ایک جونیئر کلرک اور ایک نائب قاصد کی اسامی ہے اور ایک ہی دفتر ہے جو ڈسٹرکٹ کمپلیکس نزد کنگ روڈ منڈی بہاؤالدین واقع ہے۔

(د) اس وقت ضلعی بیت المال کمیٹی کے دفتر میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ کمیٹیاں غیر فعال تھیں اس لئے یہ رقم تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹیاں ابھی تک فعال ہیں اور اس سوال کا جواب 20-اپریل 2011 کو آیا ہے اور اسے ایک سال ہونے والا ہے اس کی latest position کیا ہے کہ ان کے پاس کتنے فنڈز ہیں اور کتنے distribute ہو چکے ہیں اور یہ کمیٹیاں کیسے کام کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ اب کمیٹیاں فنکشنل ہیں اور فنڈز تقسیم ہو رہے ہیں تو موجودہ سال میں ہم نے انہیں 57 لاکھ ایک ہزار 284 روپے کا فنڈ دے رکھا ہے اور وہ انشاء اللہ تقسیم ہو رہا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے فنڈز دیئے تھے اور اس وقت تک کتنے تقسیم ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہم نے جو فنڈز دے دیئے ہیں وہ تقریباً تقسیم ہو چکے ہیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف کے پاس دو گھڑے گھڑائے جواب ہیں۔ نیا سوال دے دیں یا میں بعد میں بتادوں گا، یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ 39 لاکھ 64 ہزار روپے کا فنڈ ہے چونکہ 718 مستحقین میں تقسیم ہو چکا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ کل کتنے فنڈز ملے، کتنے خرچ ہوئے اور بیلنس کتنا ہے، ابھی انہوں نے خرچ بتایا ہے، بیلنس نہیں بتا رہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اوقاف وبیت المال!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ان فنڈز میں سے 25 فیصد غرباء/ناداروں میں تقسیم ہوتے ہیں، 25 فیصد طلباء کے لئے ہوتے ہیں، 12 فیصد ہم ہیلتھ کے لئے دیتے ہیں۔ یہ ساری تفصیل اسی طرح ہے جس کا criteria طے ہے ہم اُسی کے مطابق تقسیم کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن ممبران سے گزارش کروں گا کہ بے چارے وزیر صاحب کا قصور نہیں ہے۔ مجھے ایک معزز وزیر نے دس پندرہ دن پہلے بتایا تھا کہ آج میرے محکمہ کے سوالات تھے اور مجھے سیکرٹری نے بریفنگ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کے بس میں کچھ نہیں بلکہ یہاں one man show ہے صرف وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس سارے اختیارات ہیں۔ میری اپنے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وزیر صاحب پر ہاتھ ہلکا ذرا رکھیں۔

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! راجہ صاحب میرے بزرگ ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے رتبہ کے لحاظ سے کہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: راجہ صاحب ابھی جواں سال ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ ماشاء اللہ ہیں۔

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ ہمارے محکمہ کے سیکرٹری اور اہلکاران ہمیں بریفنگ دیتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 7195 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دربار مادھو لال حسین سے ملحقہ قبرستان میں تدفین کے بارے میں تفصیلات

*7195: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی چٹھی نمبری SOP-VI(121)2/A مورخہ 3-مارچ 2009 کے تحت قبرستان ملحقہ دربار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ لاہور میں تدفین پر پابندی عائد ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دربار پر تعینات محکمہ اوقاف کے عملہ کی ملی بھگت سے مبلغ بارہ ہزار روپے فی میت لے کر تدفین کروا رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پابندی سے لے کر تا حال قبرستان میں بننے والی قبروں کی تحقیقات کروانے اور اسکے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لانے کے لئے تیار ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کی چٹھی نمبر SOP-VI(121)2/A مورخہ 03-03-09 کے تحت قبرستان ملحقہ دربار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ لاہور میں تدفین پر پابندی عائد ہے کیونکہ دربار شریف کی بیرونی باؤنڈری وال کے مین گیٹ سے اندر دائیں طرف واقع پرانے قبرستان میں ایک انچ جگہ بھی قبر کے لئے موجود نہ ہونے کی وجہ سے مین گیٹ کے بائیں جانب قبروں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چونکہ یہ خالی جگہ قبرستان کے لئے مختص نہ تھی بلکہ جمعرات اور عرس میں زائرین کے استعمال کے لئے تھی لہذا نئی قبور پر جناب سیکرٹری اوقاف نے پابندی عائد فرمادی اور موجودہ قبروں کی چاردیواری کروادی۔

(ب) یہ درست نہیں، چونکہ محکمانہ پالیسی کے مطابق دربار شریف سے ملحقہ قبرستان میں قبر کی دیکھ بھال کی فیس دس ہزار روپے مقرر ہے لیکن اب مزید قبر کی گنجائش نہ ہونے کے سبب کوئی نئی تدفین ممکن ہی نہ ہے۔

(ج) احکام پابندی نئی قبور سے لے کر تا حال کوئی نئی تدفین نہ ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پہلے آپ سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ [*******]

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہ غلط الفاظ کہہ رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر راجہ ریاض صاحب جو ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں وہ بزرگ ہو گئے ہیں تو پھر [*******]

جناب سپیکر: یہ playground نہیں ہے۔ میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ دربار حضرت مادھو لال حسین باغبانپورہ میں تدفین پر کیا پابندی عائد ہے تو ان کے محکمہ نے جواب دیا کہ تدفین پر پابندی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

عائد ہے اور ایک چٹھی نمبر کا حوالہ بھی دیا ہے کہ اس کے تحت قبرستان ملحقہ دربار حضرت مادھولال حسین باغبانپورہ لاہور میں تدفین پر پابندی عائد ہے کیونکہ دربار شریف کی بیرونی باؤنڈری وال کے مین گیٹ سے اندر دائیں طرف واقع پرانے قبرستان میں ایک انچ جگہ بھی موجود نہ ہے۔ مجھے جواب پڑھ کر ایسے لگا کہ کسی نے عملی طور پر جاکر دیکھا ہے کہ وہاں پر ایک انچ بھی جگہ available ہے یا نہیں ہے جبکہ وہاں زمینی حقائق یہ ہیں کہ کچی قبریں جب خستہ حال ہو جاتی ہیں تو ان پر نئی قبریں بنا دی جاتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب یہ گارنٹی دے سکتے ہیں کہ وہاں ان کا عملہ کوئی نئی قبر نہیں بنا رہا؟ اس کے برعکس میرے پاس شواہد موجود ہیں کہ وہاں پر نئی قبریں سوال دینے کے بعد بھی بنی ہیں اور تدفین ہوئی ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جس تاریخ کو پابندی لگ گئی تو اس کے بعد وہاں کوئی قبر نہیں بنی۔ اگر میری بہن کو شکایت ہے تو میں ان کے ساتھ وہاں جانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی ایسی شکایت ہوگی تو اس کی انکوائری بھی ہوگی اور کسی نے ایسی زیادتی کی ہے تو اسے اس کی سزا بھی ملے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرے بھائی ہیں، میں ان کا بہت احترام کرتی ہوں لیکن ہر بات کے جواب میں اگر ہم اپوزیشن والوں نے ہی ان کی رہنمائی کرنی ہے تو پھر یہ گورنمنٹ کس بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس جو ثبوت ہے وہ بیان کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ تو ٹھیک ہے کہ ثبوت مہیا کئے جائیں۔ اب کیا قبرستان دکھانے کے لئے بھی اپوزیشن کو ساتھ جانا پڑے گا؟

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی معلومات کے مطابق صحیح بات کی ہے لیکن اگر آپ کے پاس adverse معلومات ہیں تو بتائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب کا کام نہیں ہے، ان کے پاس بہت بڑی منسٹری ہے اور اوقاف کی کمیٹی کے چیئرمین بہت بعد میں بنے ہیں۔ کیا ان کی منسٹری کے لوگ جواب دینے سے پہلے یہ بھی چیک نہیں کر سکتے کہ جو باتیں جواب میں لکھی گئی ہیں ان میں صداقت بھی ہے یا نہیں ہے اگر لکھا ہوا غلط ثابت ہو جائے تو یہ اپنے محکمہ کے خلاف کیا کارروائی کریں گے؟

جناب سپیکر: مجھے اور اس House کو ان کی بات ماننا پڑے گی کیونکہ انہوں نے authentic بات کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!اس جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں پر ایک انچ جگہ بھی موجود نہیں ہے۔ اگر وہاں پر ایک انچ کی بجائے بہت سارے انچ available ہوں گے تو کیا یہ جواب درست ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!میں نے یہ کہا ہے کہ وہاں نئی قبر نہیں بنی اور قبر کے لئے ایک انچ جگہ بھی نہیں ہے جو جواب میں لکھا گیا ہے لیکن وہاں جو لوگ قبریں بنانا چاہتے تھے اس میں ہم نے رکاوٹ ڈالی ہے وہ جگہ محفوظ ہے۔ وہ جگہ زائرین کے استعمال کے لئے ہے اس لئے وہاں جگہ تو موجود ہے لیکن قبروں کے لئے جگہ نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ verify کریں کیونکہ ابھی بھی وہاں پر بہت سی تختیاں لگی ہیں جن پر تاریخ وفات لکھی ہوئی ہے۔ اس کو منسٹر صاحب اپنے محکمہ سے چیک کرائیں اور پھر ایوان میں تمام ممبران کو اس سے آگاہ کریں کیونکہ محکمہ کا یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: اگر یہ ثابت ہو گیا کہ نئی قبریں بنی ہیں جن کی تختیاں بھی لگی ہوئی ہیں تو پھر محکمہ کے خلاف آپ کیا action لیں گے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! محکمہ ان کے خلاف انتہائی سخت کارروائی کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محکمہ ان کے خلاف کارروائی نہیں کرے گا بلکہ محکمہ کے خلاف کیا کارروائی ہو گی جنہوں نے یہ غلط جواب دیا ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میری مراد محکمہ ہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ غلط جواب دینے والے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کریں گے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دربار پر تعینات محکمہ اوقاف کے عملہ کی ملی بھگت سے مبلغ بارہ ہزار روپے فی میت لے کر تدفین کروا رہے ہیں؟ اس کا جواب بڑا مضحکہ خیز ہے کہ یہ درست نہیں، چونکہ محکمانہ پالیسی کے

مطابق دربار شریف سے ملحقہ قبرستان میں قبر کی دیکھ بھال کی فیس دس ہزار روپے مقرر ہے، یہ جو دس ہزار روپے فیس مقرر ہے اس کی وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جب اجازت تھی تو اس وقت تدفین کے لئے دس ہزار روپے فیس لی جاتی تھی۔ جب پابندی لگ گئی تو اس کے بعد کوئی فیس وصول نہیں کی جا رہی۔ وہ دس ہزار روپے صرف ایک بار لئے جاتے تھے اسی میں دیکھ بھال کی جاتی تھی۔ وہاں تنخواہ دار ملازمین ہوتے ہیں وہ آئندہ بھی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اب ایک دفعہ کی فیس سالہا سال تو نہیں چل سکتی۔ اس کے بعد ہم اپنے ملازمین کو خود تنخواہ دیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر قبر کی دیکھ بھال کے لئے دس ہزار فیس لی جاتی ہے تو یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اس میں تحریک التوائے کار دیں تو ہم اس پر action لیں گے۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 9639 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں بیت المال کمیٹیوں کی تشکیل کی تفصیلات

*9639: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں ضلع کی سطح پر بیت المال کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں، اگر نہیں تو کیا عوامل آڑے آ رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بیت المال کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے مستحق افراد یا اداروں کو امداد یا علاج معالجے کی سہولت نہیں؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پنجاب بیت المال کونسل کے اجلاس منعقدہ 18-07-2011 میں صوبہ پنجاب میں ضلع کی سطح پر بیت المال کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں۔

(ب) نہیں، یہ درست نہ ہے کیونکہ ضلعی بیت المال کمیٹیاں غیر فعال ہونے کی صورت میں پنجاب بیت المال کونسل کی انتظامی کمیٹی لاہور کی طرف سے مستحق افراد کی امداد کی سہولت موجود ہوتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ تقریباً ایک سال قبل کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ انہوں نے جز(ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ لاہور کی طرف سے مستحق افراد کو امداد تقسم ہوتی ہے لیکن اس کا طریق کار کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب وزیر صاحب دو مرتبہ پہلے بتا چکے ہیں۔ آپ پہلے یہاں پر موجود نہیں تھیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ٹھیک ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تین سال کمیٹیاں غیر فعال رہی ہیں ان تین سالوں میں کتنے لوگوں کو کس کس مد میں امداد تقسیم کی گئی ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جواب میں سے ہی ضمنی سوال نکالے جاتے ہیں۔ یہ صرف یہ بتا دیں کہ ان تین سالوں میں کتنے مستحق لوگوں کو امداد دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 3 کروڑ 13 لاکھ 36 ہزار 227 روپے ہم نے تقسیم کئے ہیں۔ اب محترمہ پھر مزید سوال کی تفصیل پوچھیں گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے رقم پوچھی ہی نہیں بلکہ میں نے پوچھا ہے کہ کتنے لوگوں کو تقسیم کی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو اتنی لمبی چوڑی تفصیل چاہئے تو اُس کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ ضمنی سوال ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ (الف) سے لے کر (ی) تک گنتی کرتے جائیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! صرف یہ بتا دیں کہ آیا ایک ہزار، پانچ سو یا ایک سو لوگوں کو امداد دی ہے۔

جناب سپیکر: وہ اندازاً تو نہیں بتا سکیں گے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 880لوگوں کوامداد دی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس جواب سے پھر سوال نکل آیا ہے۔ تقریباً تین سال میں صرف 880لوگ مستحق نہیں تھے۔ جب کمیٹیاں فعال ہوتی ہیں تو ایک ہی کمیٹی سے تقریباً100 لوگوں کوامداد دی جاتی ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے سارے پنجاب کی بات کی ہے کیونکہ ہیڈ کوارٹر پورے پنجاب کو تقسیم کرتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں صرف لاہور کا پوچھ رہی ہوں کہ تین سال میں صرف 800لوگوں کی پورے لاہور میں امداد بہت کم ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جس طرح محترمہ کہہ رہی ہیں اس کو بڑھادیا جائے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بڑھادیتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مذاق میں پڑ گئے ہیں۔ میرے بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ امداد ٹھیک طریقے سے تقسیم نہیں ہوئی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میرے کہنے پر بڑھالیا جائے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جس طرح محترمہ کہتی ہیں بڑھا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ کہتی ہیں کہ آپ نے تین سال میں تعداد بہت کم بتائی ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ جب کمیٹیاں فعال نہیں تھیں تو پنجاب ہیڈ کوارٹر کو درخواستیں آتی تھیں۔ ضلع میں ہمارا اسیکرٹری موجود ہے جو درخواستیں scrutinize کر کے ہیڈ کوارٹر میں بھیجتا تھا۔ جتنی درخواستیں آ گئی تھیں انہیں امداد تقسیم کر دی گئی تھی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا سوال شاید یہ ٹھیک طرح سمجھ نہیں پا رہے۔ منسٹر صاحب پورے پنجاب کی figure بتا رہے ہیں جبکہ میں صرف لاہور کے متعلق پوچھ رہی ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پونے تین سال جب کمیٹیاں غیر فعال رہی ہیں تو یہ 800 کی تعداد بہت کم ہے۔ جب کمیٹیاں فعال ہوتی ہیں تب کی آپ figure دیکھیں کہ کتنے مستحقین کو رقم تقسیم کی جاتی ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جتنا فنڈ میسر ہوتا ہے اسی حساب سے تقسیم ہوتا ہے اور پہلے آؤ پہلے پاؤ کی بنیاد پر ہم فیصلہ کرکے انہیں تقسیم کر دیتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پونے تین سال ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے جنہیں امداد کی فراہمی ٹھیک طریقے سے نہیں ہو سکی۔ منسٹر صاحب صرف اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہہ رہی ہیں کہ لوگوں کو امداد ٹھیک طرح سے نہیں ہو پائی۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جب کمیٹیاں نہیں تھیں اُس دوران جتنے لوگوں کی درخواستیں ہیڈ کوارٹر کو موصول ہوئیں انہیں امداد دے دی گئی ہے۔ میں اُس وقت وزیر نہیں تھا کہ اُن سے کہتا کہ آ جائیں اور بہت زیادہ لے جائیں جو میں نہیں کر سکتا تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! بقایا فنڈ کہاں پر خرچ کیا، کیا وہ فنڈ lapse ہو گیا تھا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ باقی فنڈ کیا lapse ہو گیا تھا؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کہیں بھی lapse نہیں ہوا بلکہ ہیڈ کوارٹر میں پیسا موجود ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ on the floor of the House کہیں کہ پونے تین سال کا پیسا ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7255 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر ودیگر مزارات سے متعلقہ تفصیل

*7255: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حضرت بابا فرید گنج شکر پاکپتن، 2- دیوان حاجی شیر بورے والا، 3- حضرت داؤد بندگی شیر گڑھ اوکاڑہ، 4- حضرت شاہ مقیم، حجرہ شاہ مقیم کے مزارات حکومت کی تحویل میں ہیں؟

(ب) اگر یہ مزارات حکومت کی تحویل میں ہیں تو ان مزارات پر سکیورٹی کے کیا انتظامات ہیں؟

(ج) ان مزارات پر حکومت کی طرف سے زائرین کے لئے لنگر کا کیا انتظام ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت شاہ مقیم حجرہ شاہ مقیم کے علاوہ تمام مزارات محکمہ اوقاف پنجاب کی تحویل میں ہیں۔

(ب)

(1) دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاکپتن پر سکیورٹی کے معاملات سیفٹی اینڈ سکیورٹی سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ کی جانب سے 12 عدد سکیورٹی گارڈز مع اسلحہ و میٹل ڈیٹکٹر تعینات ہیں۔جبکہ محکمہ کی طرف سے 4 عدد لیڈی سکیورٹی گارڈز مع میٹل ڈیٹکٹر تعینات ہیں۔اس کے علاوہ زائرین کی چیکنگ کے لئے 6 عدد واکی ٹاکی (وائرلیس سیٹ)، 5 عدد واک تھرو گیٹس نصب ہیں اور دربار شریف کے مختلف مقامات پر 10 عدد خفیہ کیمرہ جات نصب ہیں۔

(2) دربار حضرت دیوان چاولی مشائخ المعروف بابا حاجی شیر بوریوالہ پر 11 سکیورٹی گارڈ مع پانچ metal detectors تعینات ہیں۔

(3) دربار حضرت داؤد بندگی شیر گڑھ اوکاڑہ پر ایک عدد سکیورٹی گارڈ تعینات ہے۔

(ج)

(1) دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاکپتن پر زائرین کے لئے یومیہ بنیاد پر دوبار لنگر کی فراہمی کا محکمانہ بندوبست موجود ہے جس کے لئے سالانہ گرانٹ مبلغ -/240,000 روپے مختص ہے۔

(2) دربار حضرت دیوان چاولی مشائخ المعروف بابا حاجی شیر بوریوالہ پر زائرین کے لئے لنگر کا انتظام موجود ہے جس کے لئے سالانہ گرانٹ مبلغ -/24,000 روپے مختص ہے۔

(3) دربار حضرت داؤد بندگی شیر گڑھ اوکاڑہ پر زائرین کے لئے سالانہ عرس کے موقع پر لنگر کے انتظام کے لئے -/20,000 روپے مختص ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ دربار حضرت شاہ مقیم حجرہ شاہ مقیم کے علاوہ تمام مزارات محکمہ کی تحویل میں ہیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ مذکورہ دربار کو محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو کیا کوئی سیاسی وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ دربار حضرت شاہ مقیم حجرہ شاہ مقیم محکمہ کی تحویل میں نہ ہے۔ اگر محترمہ سمجھتی ہیں کہ یہ ہمارے محکمہ کی تحویل میں آنا چاہئے تو یہ درخواست دے دیں ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ کیوں درخواست دیں گی؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں تو acquire نہیں کر سکوں گا کیونکہ اُس کے قواعد و ضوابط ہیں جس میں اُس دربار کی آمدنی، اخراجات اور سارے معاملات دیکھنے ہوتے ہیں پھر ہی دربار یا مسجد دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اب نشاندہی کر دی ہے لہذا اب آپ اپنے طور پر کارروائی کریں۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اگر یہ کہتی ہیں تو ہم انکوائری کرا لیتے ہیں کہ آیا feasible ہے کہ وہ محکمہ کے پاس آ جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بہت سے ایسے دربار ہیں جن کی شاید اتنی خاص آمدنی نہیں ہے مگر وہ بھی محکمہ کی تحویل میں ہیں۔ یہ کیسا جواب ہوا کہ اگر یہ کہہ دیتے ہیں تو ہم تحویل میں کرا لیتے ہیں۔ کیا اس چیز کی انہیں خود information نہیں ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جن درباروں میں فسادات کا خطرہ ہو تو پھر ہم حکومت کی ہدایت پر انہیں بھی تحویل میں لے لیتے ہیں لیکن یہاں پر as such ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے کیونکہ وہاں پر کافی مضبوط گدی نشین موجود ہیں جو معاملات کو بہتر چلاتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کیسے check کیا جاتا ہے کہ فسادات کہاں ہو سکتے ہیں اور کہاں نہیں ہو سکتے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! متعلقہ علاقہ کو پتا چل جاتا ہے۔ اگر زیادہ فسادات بنیں تو اخبارات میں آ جاتا ہے۔ اسی طرح متعلقہ تھانہ، ڈی سی او اور کمشنر صاحبان ہمیں بتاتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایسا جواب ہے جسے سن کر نہایت دکھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگلا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ بابا فرید گنج شکر کے دربار پر جو سکیورٹی انتظامات کئے گئے ہیں یہ کب سے شروع کئے گئے ہیں نیز سکیورٹی کے لئے جو اشیاء فراہم کی گئی ہیں اِن پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں، حکومت ان سکیورٹی کے انتظامات کو مزید سخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ اس دربار پر کچھ عرصہ قبل بم دھماکا بھی ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں نے حضرت بابا فرید گنج شکر کی تفصیل دے دی ہے کہ پہلے ہمارے سکیورٹی گارڈ ہوتے تھے۔ اب ہم نے باقاعدہ ایک سکیورٹی کمپنی کو hire کیا ہے جنہوں نے اپنے گارڈ رکھے ہوئے ہیں، metal detector موجود ہیں، walk through gates بھی موجود ہیں اور بڑے CCTV کیمرے بھی لگا دیئے ہیں۔ انشاء اللہ اب ہمارے لئے معاملات بہت آسان اور بہتر ہو گئے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو میرے سوال کی سمجھ نہیں آئی۔ مجھے پتا ہے اور جواب میں لکھا ہوا ہے کہ کیا کیا موجود ہے لیکن میں نے یہ پوچھا ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر پر سکیورٹی کے لئے دی گئی اشیاء پر جو اخراجات ہوئے ہیں اس کی تفصیل بتا دیں کہ کتنی لاگت سے ہوئے ہیں، دوسرا میں نے ان سے سوال پوچھا ہے کہ یہ سکیورٹی انہوں نے کب فراہم کی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، یہ fresh question بنے گا۔

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ سوال نہیں بنتا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترم! پہلے انہیں تو نمٹنے دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے سکیورٹی کب فراہم کی ہے اور یہ fresh question تو نہیں بنتا۔ جب ان کو پتا ہے کہ وہاں پر سکیورٹی موجود ہے تو منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ وہاں پر سکیورٹی فراہم کئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! انہیں حساب کتاب کرنا پڑے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس چیز کا انہیں پتا ہونا چاہئے۔ مجھے یہ بتادیں کہ کیا دھماکا ہونے کے بعد انہیں خیال آیا تھا کہ وہاں پر سکیورٹی دینی چاہئے یا پہلے ہی تھی؟

جناب سپیکر: جی، بعد میں انہوں اچھے انتظامات کئے ہیں۔

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہاں سکیورٹی پہلے بھی موجود تھی اور میرے رب کا کرم ہے کہ جہاں دہشت گردوں کی نیت تھی وہاں دربار کے اندر دھماکا نہیں ہوا بلکہ ایک سنسان گلی میں ہوا ہے۔ دھماکا دربار کی حدود سے باہر ایک چھوٹی گلی میں ہوا ہے اور میں موقع پر بھی گیا تھا۔ ہماری سکیورٹی پہلے سے موجود تھی اس لئے دہشت گرد دربار میں داخل نہیں ہو سکے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں سوال کچھ کر رہی ہوں مگر جواب وہ کچھ اور دے رہے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہاں پر سکیورٹی تھی۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ سکیورٹی انتظامات کب سے ہیں یعنی کوئی ٹائم بتادیں کہ سال، دو سال، چھ مہینے یا چار مہینے سے کئے گئے ہیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! اس دھماکا سے کہیں پہلے کے وہاں پر سکیورٹی کے انتظامات موجود تھے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ CCTV کیمرے بعد میں لگائے ہیں یا پہلے کے لگے ہوئے تھے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! CCTV کیمرہ پہلے بھی تھا لیکن اب ہم نے جدید کر دیئے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ بابا فرید گنج شکر کی 12-2011 میں اب تک کتنی آمدن ہوئی ہے اور کیا وہ آمدنی محکمہ کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے یا وہاں کے سجادہ نشین کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے، اگر سجادہ نشین کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے تو دربار محکمہ کی تحویل میں کیسے ہے اور یہ تضاد کیوں ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انہوں نے پھر آمدنی کا پوچھ لیا ہے مگر اس چیز کا سوال میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر یہ کہیں تو میں آمدنی بتا سکتا ہوں لیکن پنجاب کے کسی بھی مزار سے جو آمدنی اکٹھی ہوتی ہے وہ ہیڈ کوارٹر میں جمع ہوتی ہے اور جہاں پر اخراجات کی ضرورت ہوتی ہے اُس کے مطابق ہیڈ کوارٹر سے ہی تقسیم ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا آمدنی گدی نشینوں کو بھی دی جاتی ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! سجادہ نشینوں کو آمدنی سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ایک بڑا اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ اگلا سوال نمبر10145 سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو کہہ دیا ہوگا لیکن مجھے انہوں نے نہیں کہا۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر8520 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: سوال نمبر8892 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، دربار و مساجد کی آمدن، اخراجات و دیگر تفصیلات

*8892: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ کے زیر انتظام کل کتنے دربار و مساجد ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد سے سال10-2009 اور11-2010 میں ہونے والی آمدن و اخراجات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں ان درباروں و مساجد کی مرمت و دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(د) ان درباروں و مساجد سے ملحقہ زرعی اراضی کتنی ہے اور یہ کن کن کے زیر استعمال ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ کے زیر انتظام 13 دربار اور 3 مساجد ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان درباروں / مساجد سے سال 10-2009 میں مبلغ -/1,36,08,107 روپے آمدن ہوئی جبکہ اخراجات مبلغ -/46,02,350 روپے ہیں۔ اسی طرح سال 11-2010 کی آمدن مبلغ -/2,27,28,681 روپے جبکہ اخراجات مبلغ -/55,85,575 روپے ہیں۔ تفصیل آمدن واخراجات (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان درباروں / مساجد کی مرمت، دیکھ بھال پر سال 10-2009 میں مبلغ -/26,00,000 روپے اور سال 11-2010 میں مبلغ -31,86,000 روپے کے اخراجات ہوئے۔ تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان درباروں / مساجد سے ملحقہ زرعی اراضی 69 ایکڑ 2 کنال 14 مرلے ہے۔ تفصیل (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ درباروں سے تقریباً ساڑھے 3 کروڑ روپے آمدنی ہوتی ہے۔ کیا اس آمدن سے غریب اور لاوارث بچوں کی امداد کی جاتی ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کی مدد کرنے کے بارے میں غور کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر ضمنی سوال نہیں کر سکتیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال کے جواب کو دیکھ کر میں ضمنی سوال کر رہی ہوں۔ اگر وہ بوٹیاں لے لے کر دس دس گھنٹے کے بعد جواب دیں گے تو ہم اس سوال میں سے بھی نہیں سوال کر سکتے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے کیا پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! اپنا سوال دہرا دیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب پہلے ہی پریشان ہیں اور انہیں اسی لئے سمجھ نہیں آیا کہ سوال کیا کیا ہے۔ میں نے سوال یہ کیا ہے کہ آپ کو اس سے ساڑھے تین کروڑ روپے کی آمدن ہوئی ہے تو کیا اس میں سے deserving لوگوں یا بچوں کے لئے امداد کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں اور درباروں کے زائرین کے لئے حکومت کیا کیا سہولت فراہم کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! زائرین کی سہولت کے لئے انتظامات ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ خاص طور پر لنگر کا انتظام باقاعدگی کے ساتھ ہوتا ہے اور ہم تو بلکہ تھوڑا انتظام کرتے ہیں اور عقیدت و محبت والے لوگ ہم سے کہیں زیادہ لنگر کا انتظام کرتے ہیں۔ بچوں کا معاملہ ہے تو ہمارے پاس as such کوئی فنڈز نہیں ہیں اور ہم بچوں کے لئے کچھ نہیں کرتے، ہم صرف لنگر اور مزاروں کی سکیورٹی کے انتظامات کرتے ہیں۔ جہاں ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ تعمیر و مرمت میں کوئی کمی بیشی کرنی ہو تو وہ کرتے ہیں اس کے علاوہ غریب بچیوں کی شادی کے لئے جہیز فنڈ بھی دیتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (د) کے متعلق ضمنی سوال ہے کہ 69 ایکڑ اراضی پر کون کون سی فصلیں کاشت کی گئی ہیں، اس سے کتنی آمدن ہوتی ہے اور اگر ٹھیکے پر دی گئی ہے تو اس کا ٹھیکہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا یہ زمین آپ کاشت کرتے ہیں یا ٹھیکے پر دی گئی ہے اور اس کی آمدن کیا ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 69 ایکڑ دو کنال اور 14 مرلے زمین چھ ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے 22 لوگوں کو دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 9247 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان ظاہر پیر تحصیل خان پور کی زمین کو واگزار کروانے کا مسئلہ

*9247: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے ظاہر پیر تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان لاٹ نمبر 5 کی زمین حکومت پنجاب کی ملکیت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ زمین پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اراضی کو قبضہ مافیا سے واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست ہے کہ موضع ظاہر پیر تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان کی لاٹ نمبر 5 رقبہ تعدادی 12 ایکڑ 2 کنال 4 مرلے کی زمین محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔

(ب) لاٹ مذکورہ واقع موضع ظاہر پیر کا اشتمال سے قبل مشترکہ کھاتہ تھا۔بعد از اشتمال کچھ نمبران جو کہ محکمہ اوقاف کی ملکیت تھے دیگر مالکان کو منتقل کر دیئے ہیں جس کے خلاف محکمہ اوقاف نے بورڈ آف ریونیو میں چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف بنام سنٹرل گورنمنٹ وغیرہ مقدمہ کر رکھا ہے جس کے فیصلہ کے بعد ہی ان لوگوں کو ناجائز قابضین یا حقیقی مالک قرار دیا جا سکتا ہے۔

(ج) اگر بورڈ آف ریونیو کا فیصلہ محکمہ کے حق میں ہوا تو ان قابضین کو ناجائز تصور کرتے ہوئے ضروری کارروائی کی جائے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جز (الف) میں ہے کہ "رحیم یار خان میں لاٹ نمبر 5 کی زمین حکومت پنجاب کی ملکیت ہے"؟ جس کے جواب میں ہے کہ "کچھ نمبر محکمہ اوقاف کی ملکیت تھے، مالکان کو منتقل کر دیئے ہیں جس کے خلاف محکمہ نے بورڈ آف ریونیو میں مقدمہ کر دیا ہے"۔یہاں صرف لاٹ نمبر 5 کے متعلق پوچھا ہے تو اس کا status بتائیں باقی نمبر کا ہم نہیں چاہتے پہلے اس بارے میں بتائیں پھر میں اگلا سوال کروں گی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! لاٹ نمبر 5 جو 12 ایکڑ دو کنال چار مرلے پر مشتمل ہے جس کے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے لیکن سارا معاملہ ریونیو بورڈ میں ہے جہاں سے ابھی فیصلہ ہونا باقی ہے۔ جونہی ریونیو بورڈ فیصلہ کر دے گا تو پھر ہم نہ صرف اسے قبضے میں لے لیں گے بلکہ وہ clear بھی ہو جائے گا، اس وقت پوزیشن clear نہیں ہے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے اور یہ معاملہ litigation میں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مقدمہ بورڈ آف ریونیو میں کب سے چل رہا ہے اور کیا آپ نے اس سے قبل قابضین سے قبضہ چھڑانے کے لئے محکمانہ طور پر کوئی کوشش کی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ بہت پرانی بات ہے لیکن اس وقت latest position یہ ہے کہ مقدمہ کی چار اپریل کو آئندہ پیشی ہے اور ہم انشاء اللہ اسے pursue کریں گے اور اس کے بعد ہی کوئی بات ہو سکے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کتنی پرانی بات ہے، کیا بابا آدم کے زمانے کی بات ہے؟ محکمہ میں اس کی تاریخیں ہوں گی تو وہ بتادیں کہ قابضین سے قبضہ چھڑانے کے لئے محکمہ نے کوئی کوشش کی کیونکہ پہلے قبضہ چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے جس پر قابضین عدالت میں چلے جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ آپ کے محکمہ نے اس قبضہ کو چھڑانے کے لئے کیا efforts کیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 1985 سے کوششیں جاری ہیں اور efforts بھی کیں ہیں اور انشاء اللہ اب کوئی کمی بیشی نہیں رہے گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کیا قبضہ چھڑانے کے لئے ان کے گھر گرائے گئے یا کوئی اور effort کی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ معاملہ litigation میں ہے اور جب تک clear نہیں ہو گا اس پر کچھ نہیں ہو سکتا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ کہہ رہے ہیں کہ 1985 سے قبضہ چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہ معاملہ بورڈ آف ریونیو میں کب گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ 1985 سے ہی ہم نے یہ معاملہ اٹھایا ہے کہ یہ زمین ہماری ہے اور ہمیں واپس الاٹ کی جائے۔ اس وقت

سے مجھے پتا ہے کہ کوشش جاری ہے اور اب اس میں اتنی پیشرفت ہو چکی ہے کہ آئندہ پیشی پر یہ معاملہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ بورڈ آف ریونیو میں مقدمہ کب گیا اور اس سے پہلے آپ نے قابضین سے قبضہ چھڑانے کی محکمانہ کوشش کی یا نہیں، ایک سوال کو ہم دس دس دفعہ ان سے پوچھ رہے ہیں لیکن انہیں کیوں نہیں سمجھ آ رہی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! 1985 سے پہلے کی بات ہے تو کسی نے اس وقت کوشش نہیں کی ہوگی بہر حال ہم نے 1985 سے کر دی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں کیونکہ میں آپ سے ایمانداری کے ساتھ جواب پوچھنا چاہتی ہوں اور آپ Custodian of the House ہیں، آپ انصاف کریں کہ کیا آپ ان کے جواب سے مطمئن ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ آئندہ ماہ کی چار تاریخ ہے اور آپ مہربانی کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں کیا مہربانی کروں اور آپ ہمیشہ کی طرح اشارہ کر رہے ہیں تو میں اسے withdraw کر کے چپ کر کے بیٹھ جاؤں؟

جناب سپیکر: جی، نہیں میں کوئی اشارہ نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ معاملہ عدالت میں ہے تو وہ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں جبکہ انہوں نے اس کی موجودہ پوزیشن بتا دی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس ایوان کو پتا چلنا چاہئے اور یہاں بیٹھے معزز ممبران کو پتا چلنا چاہئے کہ محکمہ کیا کوشش کرتا ہے کیونکہ ان کے ملازمین اتنی زیادہ تنخواہیں لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: تنخواہیں عدالت میں جانے کی نہیں لیتے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں عدالت کے متعلق نہیں کہہ رہی بلکہ میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ قابضین سے قبضہ چھڑانے کے لئے محکمہ نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو بتا رہا ہوں ہم قبضہ چھڑا رہے ہیں اور سپریم کورٹ نے حکم دیا ہے کہ جہاں جہاں ناجائز قابض ہیں بلکہ انہوں نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ اگر ہمارے محکمہ اوقاف نے غیر قانونی طور پر لیز کیا ہے، لاہور میں ایک ایسی جگہ موجود ہے جہاں ملازمین کو کالونی بنا کر دے دی گئی تھی، اسے بھی انہوں نے منسوخ کر دیا اور اب ہم ان سے بھی قبضہ چھڑا رہے ہیں تو ہم یہ کر تو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ ٹھیک ہے، سوال کا نمبر بولیں۔ (معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 9324 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-داتا دربار کی صفائی کے ٹھیکہ کی تفصیلات

9324*: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حضرت علی ہجویریؒ کے دربار کی صفائی کے لئے سالانہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے، اگر ہاں تو سال 10-2009 میں کس ٹھیکیدار / ادارے کو ٹھیکہ دیا گیا؟

(ب) متذکرہ سالوں میں جس ٹھیکیدار / ادارے کو ٹھیکہ دیا گیا اس کے صفائی کرنے والے عملے کی تعداد کیا ہے؟

(ج) یہ ٹھیکہ کس criteria کے تحت دیا گیا؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی صفائی کے لئے سالانہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے ۔ سال 2009 میں یہ ٹھیکہ نہ ہوسکا اور محکمہ نے ازخود انتظام کیا تاہم 2010-07-01 تا 2011-6-30 یہ ٹھیکہ میسرز غلام حسین اینڈ سنز کو دیا گیا۔

(ب) ٹھیکیدار کے ساتھ کئے گئے معاہدے کے مطابق عملہ صفائی کی تعداد 9سپروائزراور 129ورکرز پر مشتمل تھی۔

(ج) قواعد و ضوابط کے تحت محکمہ اوقاف کی جانب سے ٹھیکہ کے لئے روزنامہ "نوائے وقت" میں مورخہ 2010۔05۔19 کو اشتہار کروایا گیا(نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)فرموں کی پری کوالیفکیشن کے بعد باقاعدہ ٹیکنیکل اور فنانشل بڈز حاصل کی گئیں اور قواعد کے مطابق ٹھیکہ دیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ کے دربار کا مسئلہ ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2009 میں ٹھیکہ نہ دیا جاسکا اور مالی سال 11-2010 میں میسرز غلام حسین اینڈ سنز کو ٹھیکہ دیا گیا۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ یہ کتنی رقم میں ٹھیکہ دیا گیا؟ میں اگلی بات پھر کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!یہ ٹھیکہ 11 لاکھ 20 ہزار 420 روپے میں دیا گیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ نہیں ہوسکتا، یہ 11 لاکھ روپے میں نہیں ہوسکتا۔ منسٹر صاحب ٹھیک کرلیں۔

وزیر اوقاف وبیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!یہ تین درباروں کا ٹھیکہ ہے جن میں بی بی پاک دامن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میرا سوال صرف حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ پر ہے یہ دوسروں کا ذکر مت لائیں۔ یہ صفائی کا ٹھیکہ 2009 میں جو غلام حسین اینڈ سنز کو ٹھیکہ دیا گیا ہے یہ کتنے روپے میں دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال(حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر!یہ تینوں کا اکٹھا ہے---

شیخ علاؤالدین: ان کو جو ٹھیکہ دیا گیا تو2009 میں محکمے نے اس پر کتنا خرچ کیا، دونوں کی amount difference کتنی آئی، دونوں کا فائدہ اور نقصان کیا ہوا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ ٹھیکے دار نے ٹھیکے کی شرائط کی violation کی اس لئے اُس کا ٹھیکہ کینسل کر دیا گیا اور اُس کے بعد محکمے نے خود صفائی شروع کر دی۔ ویسے شیخ صاحب کی بات اصولی طور پر درست ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں انہیں کچھ دیر کے بعد اس کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، ٹھیک ہے کچھ دیر بعد تفصیل فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے شیخ صاحب کو نہیں بتانا بلکہ اس House کو بتانا ہے، یہ بات تو اچھی نہیں ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں انشاء اللہ تعالیٰ House کو بتاؤں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کے نام ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ:

کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں
آپ کے خط میں ہمیں غیروں کے سلام آتے ہیں

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں لکھا ہے کہ پہلے اس ٹھیکے کو محکمے کے ذریعے سے چلایا گیا اور پھر بعد میں انہوں نے ٹھیکے پر دیا۔ منسٹر موصوف نے ایک بات تو بتادی ہے کہ اس ٹھیکیدار نے شرائط پوری نہیں کی تھیں جس کی وجہ سے اسے نکال دیا گیا تھا۔ محترم منسٹر صاحب صرف اتنی بات کی وضاحت فرما دیں کہ انہیں جو ٹھیکہ دیا گیا ہے یہ کس کے کہنے پر دیا گیا ہے اور باقی جو bidders تھے انہیں کن کن بنیادوں پر reject کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! جو ٹھیکہ ہوا تھا، چونکہ صفائی کا معاملہ ہے اس لئے جس bidder کا ریٹ سب سے کم ہو گا اسی کو ہم ٹھیکہ دے دیتے ہیں۔ اس کا باقاعدہ اشتہار دیا جاتا ہے، میرے پاس اشتہار بھی موجود ہے۔ یہ عمل چھپ کر نہیں ہوتا بلکہ اس کی بہت open auction ہوتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کم ریٹ کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے تو performance کی بنیاد پر ہونا چاہئے کیونکہ اتنے بڑے بزرگوں کے دربار کی صفائی کا معاملہ ہے۔ آپ بھی مانیں گے کہ lowest پر نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: محکمہ خود دیکھے، گورنمنٹ کا کام ہے میرا تو نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال نمبر 9893 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر۔ محکمہ کی اراضی پر قبضہ ودیگر تفصیلات

*9893: **چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کی کتنی زرعی اور شہری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی پٹہ، لیز، ٹھیکہ پر ہے، ٹھیکیداروں کے نام، ولدیت اور کتنی اراضی پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل زرعی اراضی تعدادی 1680ایکڑ7کنال 9 مرلے اور شہری اراضی تعدادی 34ایکڑ4کنال 2مرلے ہے، جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کی 543ایکڑ18مرلے اراضی پٹہ / ٹھیکہ پر دی ہوئی ہے ۔ ٹھیکیداروں کے نام کی فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ وقف اراضی قبرستان مقبوضہ اہل اسلام چشتیاں پر تقریباً 240افراد نے اراضی تعدادی 15ایکڑ5کنال 12مرلے پر قبضہ کیا ہوا ہے فہرست ناجائز قابضین (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ زرعی زمین تقریباً پچاس مربع کے قریب ہے۔ جز (الف) میں ضلع بہاولنگر میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل زرعی اراضی تعدادی 1680ایکڑ ہے اور جو انہوں نے ٹھیکے پر دی ہوئی ہے وہ 543ایکڑ ہے۔ انہوں نے ناجائز قابضین کی فہرست ہمیں دے دی ہے وزیر موصوف صرف یہ وضاحت فرمادیں کہ ناجائز قابضین سے زمین چھڑانے کے لئے انہوں نے کیا تگ و دو کی ہے؟ یہ سوال آج سے تقریباً دس ماہ پہلے کیا تھا تو ناجائز قابضین سے محکمہ کی اراضی کو واگزار کرانے کے لئے دس ماہ میں وزیر موصوف نے اپنے محکمے کے through جو مکمل تگ و دو کی ہے وہ بتادیں اور اس میں انہیں کتنے فیصد کامیابی ہوئی ہے یہ بھی بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ایک پورا گاؤں تھا جو یہاں کچی آبادی کے نام پر قابض ہو گیا۔

جناب سپیکر: اس گاؤں کا نام بھی بتادیں۔

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): وہ لوگ وہاں جا کر قابض ہو گئے جنہیں قانون کے مطابق نوٹس بھیجا گیا۔ آخری بار انہیں مورخہ 16-11-2011 کو نوٹس دیا جب ہم نے ان سے قبضہ واگزار کرانا چاہا تو وہ لوگ پھر ہائی کورٹ چلے گئے۔ جونہی ان کا وہاں سے فیصلہ ہو گا تو ہم وہاں سے ناجائز قابضین کو بے دخل کر دیں گے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہم نے ایک انچ زمین بھی واگزار نہیں کرائی۔ ہوتا یہ ہے کہ محکمہ اوقاف خود لوگوں سے پیسے لے کر انہیں کو کہتا ہے کہ اس زمین پر قبضہ کر لیں اور خود بتاتا ہے کہ آپ عدالت میں چلے جائیں۔

جناب سپیکر: کیا محکمے نے خود قبضہ کرایا ہے؟

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال الگ ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ بات دس ماہ پرانی ہے۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ دس ماہ پہلے انہوں نے کہا تھا ہم زمین واگزار کرانے کے لئے دن رات کوشش کر رہے ہیں۔ اِس دن رات کوشش میں کتنے فیصد کامیابی ہوئی ہے، ایک فیصد یا ننانوے فیصد؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! کوشش کی جاتی ہے لیکن جب وہ عدالتوں میں دوڑ جائیں اور عدالت انہیں stay دے دے تو پھر اِس دوران ہم کوئی کوشش نہیں کر سکتے۔ ایسا کرنے سے contempt of court لگ سکتی ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ خود لوگوں کو عدالتوں میں بھیجتے ہیں، یہ اِس بات کو تسلیم کر لیں کہ دس ماہ کے اندر کوشش کا نتیجہ زیرو ہے۔ یہ House میں ذرا کہہ دیں کہ ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کے لئے محکمہ اور خادم اعلیٰ کی کوششوں کا نتیجہ زیرو ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! یہ مجھ سے زبردستی ہاں کروا رہے ہیں۔ میں کیسے کہہ دوں کہ محکمہ ایسے کرتا ہے؟

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ خود کہتے ہیں کہ وہاں ناجائز قابضین ہیں۔ اگر یہ مانتے ہیں کہ ناجائز قابضین ہیں تو ہم یہ تو نہیں کہتے ہیں کہ یہ ان سے گفت و شنید کر کے واپس لے لیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں اور قانون کا یہ تقاضا ہے کہ جن لوگوں نے حکومت کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے ان سے زبردستی واپس لیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں اور قانون بھی یہی کہہ رہا ہے۔ دس ماہ کے اندر جتنی کوشش کامیاب ہوئی ہے یہ اِس کی percentage بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! چونکہ ہم عدالت کے ہر حکم کے پابند ہیں اور ہم عدالتوں کی عزت کرتے ہیں۔ ہمارا aim ہے کہ ہم نے عدالتوں کی عزت کرنی ہے۔ اب اگر یہ عدالتوں کی بات نہیں مانتے تو اس میں میرا قصور تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ خود بھی وکیل ہیں اگر آپ کو ان کی ضرورت ہے تو وہ آپ کے لئے تیار ہیں۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جی، ہاں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وزیر موصوف کی بات درست ہے کہ اگر عدالت stay order جاری کر دے تو اس کے بعد محکمہ ناجائز قابضین سے زمین واگزار نہیں کرا سکتا لیکن قانون یہ بھی تو کہتا ہے کہ ہماری زمین کے خلاف اگر کوئی کورٹ میں چلا جائے تو محکمہ نے اس کو speedy pursue کرنا ہوتا ہے اور stay خارج کرانا ہوتا ہے۔ قانون یہ ہے جبکہ کوئی بھی stay صرف چھ ماہ تک رہ سکتا ہے۔ کہ ہمارے منسٹر صاحب نے دس ماہ گزرنے کے بعد بھی ایک انچ زمین واگزار نہیں کرائی جس کو کرایا جانا چاہئے تھا، ان کی یہ کارکردگی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عدالتوں کے stay ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا عدالتوں کا stay اپوزیشن نے خارج کرانا ہے؟ وہ محکمے نے خارج کرانا ہوتا ہے۔ ایک نئی بات آ گئی ہے، وزیر موصوف یہ بتادیں کہ دس مہینوں میں انہوں نے کتنے stay خارج کرائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! بعض permanent stay ہوتے ہیں وہ خارج نہیں ہوتے، میرے بھائی خود وکیل ہیں انہیں پتا ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے محکمے کی کوئی گڑبڑ ہے تو یہ اس پینل میں شامل ہو جائیں، صرف لفظوں میں نہ جائیں۔ یہ محکمہ جتنا گورنمنٹ کا ہے ان کا بھی اتنا ہی حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے کونسل تو پیش ہوتے ہوں گے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! وہ زور لگا رہے ہیں اور یہ سفارشی ہوتے ہیں کسی نہ کسی وکیل کو کہہ دیتے ہیں کہ slow چلو۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔147 لاہور۔اوقاف کی اراضی کی لیز و دیگر تفصیل

*5331: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی حلقہ۔147 لاہور میں اوقاف کی کتنی زمین ہے نیز یہ زمین کہاں کہاں پر واقع ہے؟

(ب) مذکورہ زمین کتنے عرصہ کے لئے جن لوگوں کو لیز پر دی گئی ہے، ان کے نام اور پتا کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ زمین کن قواعد وضوابط کے تحت اور کن کن شرائط پر کتنے عرصہ کے لئے کس ریٹ کے حساب سے دی گئی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) پی پی حلقہ۔147 لاہور میں کل رقبہ 567 کنال 4 مرلہ ہے ملحقہ دربار حضرت میاں میر ہے۔ اس زمین میں دربار شریف، مسجد، بارہ دری، قبرستان، جنازگاہ، پارک، کچی آبادی اور گورنمنٹ سٹی ہسپتال واقع ہے۔

(ب) مذکورہ زمین میں سے صرف 28 کنال اراضی سٹی گورنمنٹ ہسپتال کے پاس لیز پر ہے۔

(ج) سٹی گورنمنٹ ہسپتال کو خصوصی منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے تحت زمین دی گئی ہے۔ 30 سال کے لئے رینٹ پر بحساب -/5 روپے فی مرلہ ماہوار کرایہ پر دی گئی ہے جن میں تین سال بعد 25 فیصد اضافہ / تشخیص نو ہونا مشروط ہے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*9453: **محترمہ نرگس فیض ملک:** کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال 10-2009 اور 11-2010 میں بیت المال کو کتنی رقم ملی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس ضلع میں غرباء اور حق داروں میں کس کس مد میں تقسیم کی گئی؟

(ج) اس وقت اس ضلع میں کتنی رقم کس کے اکاؤنٹ میں کہاں پڑی ہے؟

(د) اس وقت کتنی درخواستیں بیت المال سے امداد کی زیر التوا ہیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع راولپنڈی کو مذکورہ عرصہ میں درج ذیل رقم ملی۔

سال 2010 -/3891259 روپے

جو کہ بعد میں پنجاب بیت المال کونسل نے بسلسلہ متاثرین سیلاب امداد واپس منگوالی تھی مگر تقسیم نہ ہوئی۔اب جناب امین کے تقرر کے فوراً بعد بھجوادی جائے گی۔

سال 2011 -/3636885 روپے

(ب) کمیٹیاں غیر فعال ہونے کی وجہ سے رقم غرباء اور حق داروں میں تقسیم نہ ہو سکی۔تاہم پنجاب بیت المال کونسل نے ضلعی بیت المال کمیٹیاں تشکیل دے دی ہیں اور نوٹیفکیشن کا اجرا بھی ہو چکا ہے۔

(ج) اس وقت ضلع راولپنڈی کے اکاؤنٹ نمبر 403 بنک آف پنجاب، سٹیلائٹ ٹاؤن برانچ راولپنڈی میں مبلغ -/3636885 روپے موجود ہیں۔

(د) چیئر مین کی نامزدگی کے بعد اب تک ضلع راولپنڈی میں 20 درخواستیں زیر التوا ہیں۔

ضلع چنیوٹ۔بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*10145: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے بیت المال ضلع چنیوٹ کو 11-2010 کے دوران کتنی رقم فراہم کی؟

(ب) ضلع چنیوٹ میں محکمہ بیت المال کے کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان ملازمین کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع چنیوٹ کو 11-2010 کے دوران -/17,21,383 روپے کی رقم فراہم کی۔

(ب) ضلع چنیوٹ میں بیت المال کے امور کو چلانے کے لئے درج ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں:

نام	عہدہ	گریڈ
مس فرخ رضوان	ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر / سیکرٹری ضلعی بیت المال کمیٹی	17
منور عباس	جونیئر کلرک	7
عبدالغنی	نائب قاصد	2

(ج) ان ملازمین کو ان کے گریڈ اور عہدہ کے مطابق تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔البتہ نیا ضلع ہونے کی وجہ سے دفتر کی سرکاری عمارت ابھی ان کو میسر نہ کی جا سکی اور دفتر کا عملہ میڈیکل سوشل آفیسر کے دفتر میں ایڈجسٹ کیا گیا ہے۔

ضلع چنیوٹ، محکمہ کے رقبہ، مساجد، درباروں کی تفصیلات

*7532: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع چنیوٹ میں واقع رقبہ دربار، مساجد جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں ان سے ہونے والی آمدن اور اخراجات بابت سال 10-2009 کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

ضلع چنیوٹ میں واقع محکمہ اوقاف کے رقبہ مزارات اور مساجد سے ہونے والی آمدن و اخراجات کی تفصیل بر فلیگ (الف، ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ اوقاف کا کل رقبہ و دیگر تفصیلات

*8520: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کا صوبہ میں کل رقبہ ضلع وار بتائیں؟

(ب) اس سے حکومت کو سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) کتنا رقبہ غیر آباد، بنجر اور کتنا رقبہ زرعی اور زرخیز ہے؟

(د) حکومت غیر آباد / بنجر رقبہ کو آباد کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) محکمہ کا کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے پاس ہے؟

(و) حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف صوبہ پنجاب کا کل رقبہ 77,429 ایکڑ 2 کنال اور 16 مرلے ہے جس کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کو برائے سال 10-2009 کے دوران مبلغ -/11,49,34,800 روپے اور سال 11-2010 کے دوران -/21,88,84,546 روپے آمدن ہوئی جس کی تفصیل برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کا کل غیر آباد / بنجر رقبہ 41328 ایکڑ 4 کنال اور 6 مرلے ہے جبکہ زرعی / زرخیز رقبہ 36100 ایکڑ 6 کنال اور 10 مرلے ہے جس کی تفصیل برنشان (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کاشتکاروں کو وقف رقبہ آباد کرنے کی غرض سے محکمہ اوقاف کی پالیسی کے مطابق غیر آباد / بنجر رقبہ کو آباد کرنے کے لئے سات سالہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت پٹہ پر دیا جاتا ہے جس میں مزید تین سال کی توسیع حسب ضابطہ کی جاسکتی ہے۔

(ہ) محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کا 8978 ایکڑ اور 1 مرلے رقبہ ناجائز قابضین کے پاس ہے جس کی تفصیل برفلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم مورخہ 11-08-04 کے تحت تمام ناجائز قابضین کو نوٹس زیر دفعہ 8 وقف پراپرٹیز 1979 جاری کر دیئے گئے ہیں جن کے جواب اندر 30 یوم موصول ہونے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔اس کے علاوہ S&GAD حکومت پنجاب کی طرف سے ایک مراسلہ مورخہ 11-08-20 تمام کمشنر صاحبان کو جاری کیا گیا ہے جس میں ان کو محکمہ اوقاف کے عملہ کو تجاوزات گرانے کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔اس کے علاوہ محکمہ اوقاف کی تحریک پر کمشنر کانفرنس منعقدہ مورخہ 11-09-14 میں معاملہ مذکور کو بطور ایجنڈا شامل کیا گیا اور کانفرنس میں شامل تمام کمشنر صاحبان اور سیکرٹری محکمہ داخلہ کو چیف سیکرٹری کی طرف سے ہدایات جاری کی گئیں کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکام کی تعمیل میں وقف اراضی کی ناجائز قابضین سے واگزاری کے عمل میں محکمہ اوقاف کی بھرپور معاونت کی جائے۔

ضلع بہاولنگر-پی پی-283 میں محکمہ کی تحویل میں مساجد و مزارات کی تفصیلات

*9892: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-283 بہاولنگر میں کتنی مساجد اور مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں اوقاف کے زیر انتظام مزارات پر تعینات عملہ کے نام، عہدہ اور مدت تعیناتی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حلقہ پی پی-283 بہاولنگر میں مندرجہ ذیل ایک مسجد اور ایک مزار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں۔

1۔ مرکزی جامع مسجد ہارون آباد شہر

2۔ دربار حضرت سید مشتاق حسین گیلانی، قبرستان مقبوضہ اہل اسلام چک نمبر 51/4-R ہارون آباد۔

(ب) متذکرہ حلقہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزار شریف پر تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام دربار	نام ملازم	عہدہ	عرصہ تعیناتی
1	دربار حضرت سید مشتاق حسین گیلانی	محمد اسلم ولد قاسم علی	نگران	1-2-2010 سے
2	۔ایضاً۔	محمد سعید ولد اللہ رکھا	سکیورٹی گارڈ	25-8-2009 سے

لاہور-بادشاہی مسجد کے مین دروازہ کی بندش کا مسئلہ

*10384: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر لاہور کی بادشاہی مسجد کا مین دروازہ عرصہ ایک سال سے مقفل کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نمازی حضرات کو مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنے کے لئے روشنائی گیٹ سے گزر کر طویل مسافت طے کر کے نماز کی ادائیگی کا فریضہ ادا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کا مین گیٹ مقفل ہونے سے غیر ملکی سیاح و شاہی قلعہ لاہور کی سیر کرنے والے شہریوں کو بھی شدید پریشانیوں کا سامنا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فی الفور عوام اور نمازیوں کی سہولت کے پیش نظر بادشاہی مسجد لاہور کے مین دروازے کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کے مین گیٹ کو بند کر دیا گیا ہے۔ بادشاہی مسجد لاہور کا مین گیٹ زائرین اور نمازیوں کی سہولت کے لئے نماز فجر سے نصف گھنٹہ قبل کھول دیا جاتا ہے اور نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد تک کھلا رکھا جاتا ہے۔

(ب) محکمہ پولیس کی جانب سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل سکیورٹی وجوہات کی بنا پر روشنائی گیٹ بند کر دیا گیا تھا تاہم محکمہ اوقاف کے حکم نمبر اے ڈی(اے)1(5)2010 مورخہ 27-07-2011 کے تحت روشنائی گیٹ نمازیوں اور زائرین کے لئے دوبارہ کھول دیا گیا ہے۔ اب روشنائی گیٹ سے نمازیوں اور زائرین کی آمد و رفت بدستور جاری ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) مفصل جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

لاہور۔بادشاہی مسجد کے بڑے دروازے کو کھولنے کا معاملہ

*10400: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کے مین گیٹ کو بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مسجد کے بڑے دروازے کو کھول کر وہاں سخت سکیورٹی کا عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور کے مین گیٹ کو بند کر دیا گیا ہے۔ بادشاہی مسجد لاہور کا مین گیٹ زائرین اور نمازیوں کی سہولت کے لئے نماز فجر سے نصف گھنٹہ قبل کھول دیا جاتا ہے اور نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد تک کھلا رکھا جاتا ہے۔

(ب) چونکہ بادشاہی مسجد کا مین گیٹ کھلا رہتا ہے اس لئے نمازیوں اور زائرین کی حفاظت کے پیش نظر محکمہ اوقاف کی جانب سے سکیورٹی گارڈز تعینات کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ واک تھرو گیٹ کا نظام بھی نصب ہے۔

ملتان شہر۔محکمہ اوقاف کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10689:ڈاکٹر محمد اختر ملک: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اوقاف کے ملتان میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ اور عہدہ پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ملتان میں محکمہ ہذا کی سال 11۔2010 اور 12۔2011 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) اس شہر میں محکمہ کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی پڑی ہوئی ہیں؟

(ہ) اس شہر میں محکمہ کی کل اراضی کس کس کیٹیگری کی کہاں کہاں واقع ہے؟

وزیر اوقاف وبیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ملتان میں گریڈ وار ملازمین کی تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ملتان میں محکمہ ہذا کی سال 11-2010 اور 12-2011 کی آمدن و اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن	خرچ
2010-11	-/37394628روپے	-/44692414روپے
2011-12(ماہ جولائی2011تاجنوری2012)	-/17849233روپے	-/28134160روپے

(ج) آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں:۔

1- کرایہ
2- زرپٹہ
3- کیش کشادگی
4- گل فروشی
5- منتقلی فیس
6- کیش بکس
7- متفرق(ٹھیکہ جات/چلتی ٹریفک)

(د) خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- مؤذن/خادم مسجد ملحقہ دربار حضرت پیر گوہر سلطان ملتان سکیل نمبر2 مورخہ 07-07-2010 خالی ہے۔
2- مڈوائف شفاخانہ اوقاف ملتان سکیل نمبر4 مورخہ 09-09-2007
3- ہیڈڈرافٹسمین سکیل نمبر13 مورخہ 09-02-2012
4- ڈرافٹسمین سکیل نمبر11 سال2007

(ہ) اس شہر میں محکمہ کی کل اراضی کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	مزروعہ	غیر مزروعہ	کل رقبہ
		مرلے کنال ایکڑ	مرلے کنال ایکڑ	مرلے کنال ایکڑ
1	تحصیل سٹی ملتان	13- 02- 08	69-06-17	78-01-10
2	تحصیل صدر ملتان	241-04-05	125-05-15	367-02-00
3	تحصیل شجاع آباد	70-02-09	08-00-05	78-02-14
4	تحصیل جلالپور	577-07-15	77-01-07	655-01-02
		898-01-02	280-06-04	1178-07-06

ضلع ملتان، خانیوال میں محکمہ کے مزارات و مساجد کی تفصیلات

*10690: ڈاکٹر محمد اختر ملک: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان اور خانیوال میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزارات اور مساجد کی تعداد بتائیں؟

(ب) ان پر سال 11-2010 اور 12-2011 کے دوران کتنی رقم کس کس مد میں خرچ کی گئی ہے؟

(ج) کس کس مزار / مسجد کی حالت مخدوش ہے اور ان کی مرمت / تزئین و آرائش نہ کروانے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) حکومت ان کی تزئین و آرائش / مرمت کب تک کروائے گی؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) ضلع ملتان میں 21 مزارات اور 36 مساجد جبکہ خانیوال میں 6 مزارات اور 6 مساجد ہیں، جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ملتان میں سال 11-2010 میں مبلغ -/2,57,18,067 روپے اور 12-2011 میں مبلغ -/1,93,99,974 روپے خرچ ہوئے جبکہ ضلع خانیوال میں سال 11-2010 میں مبلغ -/38,45,551 روپے اور 12-2011 میں مبلغ -/28,30,690 روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ملتان اور خانیوال میں کوئی مزار و مسجد مخدوش حالت میں نہ ہے۔

(د) ضلع ملتان اور خانیوال میں جن مزارات و مساجد کی تزئین و آرائش ضروری تھی ان پر کام جاری ہے۔

ضلع لاہور: موضع باگڑیاں میں محکمہ کی اراضی کی تفصیلات

*10777: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع باگڑیاں ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی تھی / ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں سے کافی اراضی سابقہ ادوار میں محکمہ اوقاف پنجاب کے سرکاری ملازمین کو حکومت نے رہائش کے لئے الاٹ کر دی اگر ہاں تو اس کی تعداد اور ان سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کو الاٹ کردہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا ان سے اس اراضی کی قیمت وصول کی گئی ہے اگر ہاں تو فی مرلہ ان سے کتنی رقم وصول کی گئی ہے؟

(د) کن کن ملازمین سے ابھی رقم وصول کرنا باقی ہے، ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے ذمہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کن کن ملازمین نے حکومت کی الاٹ کردہ اراضی کے علاوہ مذکورہ سرکاری اراضی پر قبضہ کر رکھا ہے ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) محکمہ اوقاف نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 60/اوقاف (349) مورخہ 27-11-1968 رقبہ تعدادی 387 کنال 17 مرلے تحویل میں لیا۔ تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ملازمین اوقاف کے لئے رہائشی سکیم کے لئے جگہ الاٹ کی گئی جن ملازمین کو جگہ الاٹ کی گئی ان کی فہرست بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو کہ بعد ازاں سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکام کے تحت منسوخ کر دی گئی۔

(ج) سال 1989 میں ملازمین اوقاف کو یہ زمین فروخت نہ کی گئی تھی بلکہ 99 سالہ لیز پر ایک روپے فی مرلہ کے حساب سے ماہانہ کرایہ پر الاٹ کی گئی تھی۔ کئی ملازمین نے یکمشت کرایہ جمع کرایا تھا جو کہ کرایہ کی رقم تھی اور یہ رقم زمین کی قیمت کے زمرہ میں نہ آتی ہے۔

(د) چونکہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے تمام ملازمین کو الاٹ شدہ پلاٹس منسوخ کر دیئے ہیں لہذا ملازمین سے کوئی رقم قابل وصول نہ ہے۔

(ہ) کسی بھی سرکاری ملازم نے الاٹ شدہ پلاٹ کے علاوہ کسی بھی سرکاری اراضی پر کوئی قبضہ نہ کر رکھا ہے۔

موضع باگڑیاں لاہور میں محکمہ کی اراضی کو فرضی دستاویزات پر فروخت کرنے کی تفصیلات

*10778: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع باگڑیاں لاہور میں محکمہ اوقاف کی سینکڑوں کنال اراضی فرضی دستاویزات پر فروخت کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اراضی کی جعل سازی سے فروخت میں محکمہ اوقاف کے متعدد ملازمین ملوث ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے ایک ملازم نے اس علاقہ میں پراپرٹی کی فروخت کے لئے باقاعدہ دفتر بنایا ہوا ہے جس کا قریبی عزیز ریجنل مینجر اوقاف فرائض سرانجام دے رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ملازم نے اس علاقے میں اربوں روپے کی سرکاری اراضی جعلی کاغذات پر فروخت کی ہے اسے اس کام میں اس کے قریبی عزیز ریجنل مینجر اوقاف کی پشت پناہی حاصل ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کی تحقیقات کسی غیر جانبدار ادارے سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) حکومت پنجاب نے سال1989 میں ملازمین اوقاف کو رہائشی سکیم کے لئے 228 کنال 06 مرلے اراضی الاٹ کی جن میں سے کچھ ملازمین نے اس وقت اپنے الاٹ شدہ پلاٹس کی لیز کے حقوق آگے منتقل کر دیئے۔ بعد ازاں سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکام کے تحت ملازمین کو الاٹ شدہ تمام پلاٹس سال2005 میں منسوخ کر دیئے گئے۔ لہذا جعلی دستاویزات پر کوئی اراضی فروخت نہ کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے البتہ سال1989 میں جب ملازمین کو پلاٹ الاٹ ہوئے اس وقت کچھ ملازمین نے محکمہ کی جانب سے دی گئی رعایت کے تحت اپنے پلاٹس کے حقوق کرایہ داری فروخت کئے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے کسی ملازم کی طرف سے اس علاقہ میں پراپرٹی دفتر قائم کرنے یا ریجنل مینجر سے اس کی رشتہ داری کی بابت محکمہ کو کوئی علم نہ ہے-تاہم اگر کسی ملازم / دفتر کی نشاندہی کر دی جائے تو اس بابت باقاعدہ تحقیقات کرتے ہوئے تحقیقاتی رپورٹ پیش کی جاسکتی ہے-

(د) اس بابت محکمانہ مؤقف جز(ج) کے جواب میں واضح کیا جاچکا ہے-

(ہ) اس بابت محکمانہ مؤقف جز(ج) کے جواب میں واضح کیا جاچکا ہے-

فیصل آباد-مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10797: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں مزارات اور مساجد کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) ان مزارات اور مساجد کی سال 11-2010 اور 12-2011 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس مسجد کی حالت خراب ہے، ان کے نام بتائیں؟

(د) ان مساجد میں کون کون سے کام ہونے والے ہیں؟

(ہ) ان مساجد کے ان کاموں کو کب تک محکمہ کروانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اوقاف و بیت المال (حاجی احسان الدین قریشی):

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں 11 مزارات اور 17 مساجد ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مزارات اور مساجد کی سال 11-2010 کی آمدن مبلغ-/1,41,77,981 روپے اور اخراجات مبلغ-/1,27,38,228 روپے ہیں اور سال 12-2011 (فروری 2012 تک) میں ان مزارات و مساجد کی آمدن مبلغ-/87,57,493 روپے اور اخراجات -/99,73,526 روپے ہیں۔

(ج) اس وقت صرف جامع مسجد ملحقہ دربار حضرت لسوڑی شاہ کی حالت خراب ہے۔

(د) جامع مسجد ملحقہ دربار حضرت لسوڑی شاہ کی از سر نو تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ہ) جامع مسجد ملحقہ دربار حضرت لسوڑی شاہ فیصل آباد کی از سر نو تعمیر کا کام تین فیز میں مکمل ہو گا جو اس وقت جاری ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پنجاب اسمبلی کی طرف سے پورے پاکستان کی خواتین کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ آج ہمارا عالمی دن ہے، میں حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ خدا کے لئے ہماری وزیر بنائیں اور میری بہنیں حکومتی ممبران اسمبلی بھی ہماری مبارکباد قبول کریں اس لئے کہ یہ ہم سب کا معاملہ ہے۔ دوسری میں ایک تجویز دینا چاہتی ہوں کہ جس طرح 1972 میں انڈیا میں سرجیت رائے نے خواتین کے لئے Barefoot College کا قیام کیا تھا جس سے 10 ہزار ان پڑھ خواتین کو skilled training دی گئی اور جنہوں نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر یہ ثابت کیا کہ ہم معاشرے میں ایک بہترین role ادا کر سکتی ہیں۔ میں حکومت پنجاب کو کہوں گی کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں 9 ڈویژن ہیں یہاں پر Barefoot College کے انعقاد کو قانونی شکل دے جہاں پر ان پڑھ خواتین کو skilled training دی جائے اور اس پر قانون سازی بھی ہو۔ وہ معاشرے میں بہترین کردار ادا کر سکتی ہیں، حکومت پر بوجھ بھی نہیں بن سکتیں اور خود کما کر اپنے گھروں کو چلا سکتی ہیں۔ ہمیں اس پر قانونی سازی کے لئے موقع دیا جائے تاکہ وہ خواتین جو ہماری طرف نظریں لگا کر بیٹھی ہوئیں ہیں جو کھیتوں اور فیکٹریوں میں کام کرتی ہیں اور جو home-based workers ہیں تاکہ ہم ان کے لئے کوئی اہم role ادا کر سکیں۔ قومی اسمبلی میں خواتین پر تشدد کے خاتمہ کے لئے جو Bills پاس ہوئے ہیں، ان میں جو rules بنائے جائیں ہمیں اس میں شامل کیا جائے اور تیزاب بیچنے والوں کے لائسنس cancel کئے جائیں تاکہ خواتین کے چہرے تیزاب سے جلائے جائیں اور نہ ہی خواتین کی زندگیاں تباہ کی جائیں۔ ہم آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس تجویز پر غور کریں گے اور ہمیں اس قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے اس پر مثبت پیشرفت کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تحاریک استحقاق کا وقت ہے اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح آپ جانتے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب نے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! توجہ فرمائیں۔

ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ایک دو دن میں اپوزیشن کے تمام ایم پی ایز صاحبان کو فنڈز جاری کرنے کے بارے میں اطلاع آجائے گی لیکن ابھی تک حالات اسی طرح ہیں اور جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے مطابق ایم پی ایز صاحبان کو فنڈز نہیں مل رہے اس لئے لاء منسٹر صاحب مہربانی کریں کہ جو انہوں نے وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں ذرا بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری information کے مطابق تمام کمشنرز صاحبان کو یہ convey direction ہوئی ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران کے ساتھ رابطہ کریں اور ان کی development schemes کو آگے بڑھائیں۔ اس سلسلے میں آج صبح بھی میری چیف منسٹر کے پرنسپل سیکرٹری سے بات ہوئی ہے غالباً وہ اس وقت چیمبر میں موجود ہیں۔ اگر کہیں بھی کوئی careless ہوئی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اجلاس کے بعد ان سے بات کر کے اس کو remove کرواتے ہیں اور یہ direction بالکل convey ہوئی ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! اگر اس طرح کی انہیں کوئی guideline دی گئی ہے، مجھے تو وہاں سے انکار ہوا ہے کہ ابھی انہیں اس طرح کے کسی حکم کے متعلق inform نہیں کیا گیا اور میں یہ ”ڈی سی او“ آفس اوکاڑہ کی کل شام تک کی رپورٹ عرض کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کمشنر ساہیوال سے particularly چیک کر لیتا ہوں کیونکہ ہم نے کمشنر ز صاحبان کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ اس سارے معاملے کو regulate کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کرنل عباس صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! دو دن پہلے "ڈی سی او" نارووال سے بات ہوئی ہے انہیں بھی ابھی تک ایم پی ایز فنڈز کے بارے میں کوئی پیغام نہیں پہنچا۔

جناب سپیکر: وہ کمشنر صاحب کی بات کر رہے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! ڈی سی او صاحب کہتے ہیں کہ جب کمشنر مجھے convey message کرے گا تو میں آپ کی سکیمیں آگے forward کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو complaints ساہیوال، سیالکوٹ اور فیصل آباد سے آئی ہیں۔ میں انہیں آج ہی چیک کرواتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب آپ آپس میں ادھر بیٹھ کر بات کریں گے تو مہربانی کر کے مجھے بھی اس بارے میں فائنل بات بتا کر جائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، بالکل درست ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جناب سپیکر خواتین کے عالمی دن کے موقع پر بھی ہمیں بولنے نہیں دیا جا رہا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ جی! دیکھ لیں، آپ کی مرضی ہے، پیچھے سے بھی سن لیں کہ کیا comments آ رہے ہیں۔ میں کیا کروں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آج خواتین کا عالمی دن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں! یہ تحاریک استحقاق بھی آپ ہی کی ہیں۔ چلیں، ڈاکٹر صاحبہ! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آج Women's Day کے حوالے سے ایک نظم اس ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں اور نظم کا عنوان "معدودے چند" ہے۔ معدودے چند کا مطلب ہے "صرف چند عدد" تو شعر عرض ہے کہ:

نازک کومل کانچ ہتھیلی
سب نے سمیٹے من پسند
چاند کلائی گرد کنگن ہالا
دل ارماں، کھن کھن میں بند
اک اک انگلی گل ہزارا
رنگ آمیز خوشبو دو چند
رنگ حنا اور مہندی مُندری
جیون دھارا من پسند

اگر ہاتھ کا دوسرا رخ دیکھیں تو

آڑھا ترچھا نقش تھا جالا
یاس لمحے سرکیں ہر چند
طفل مزاج تھے میرے آنسو
روتے رہے مُٹھی میں بند
سعد و بخت نہ تھے پکڑ میں
تھا وہ ہیرا انا میں بند

میرے کانچ کے ہاتھ، مٹی کی ہتھیلی

ریکھائیں معدودے چند

جناب سپیکر! میں اپنی خواتین کے حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ چند مٹھی بھر لکیریں جو ہمارے نصیب میں تھی اس میں ایک لکیر اور ایک نئی ریکھا women empowerment and participation کی ہے۔ اس مقدر کی لکیر کو ہم میں سے ہر خاتون نے یہاں رقم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے اپنے طور پر work place harassment کے خلاف پورا مقابلہ کرنے کی بھی کوشش کی ہے، چاہے وہ سوالات، جوابات، Bills اور قراردادوں کی صورت میں تھیں، ہم نے یہاں پر وہ تمام کام کئے، اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ق) یعنی چودھری شجاعت حسین اور چودھری پرویز الٰہی کی پارٹی کے ایجنڈے کو ختم نہیں ہونے دیا جو کہ ہماری کامیابی تھی۔ اس پر ہم نے ایک نئی تاریخ رقم کی اور مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ اس House میں کم از کم two third مرد ایسے بیٹھے ہیں جنہوں نے ہماری عزت بھی کی، ہمارا ساتھ بھی دیا اور ہمیں آگے لے کر بھی چلے۔ سپیکر صاحب ان میں آپ کا نام سر فہرست ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی جناح کیپ کو سلام کرتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے ایک مشعل راہ اور قائد کی تصویر بن کر سامنے آئے لیکن وہ چند مرد جنہوں نے negative رویّہ اختیار کیا اور پھر بعد میں توبہ بھی کی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ بات نہ کریں، انہیں چھوڑیں اور آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس موقع پر میں آج اپنے آپ کو اور اپنی خواتین کو justify کرتے ہوئے کہتی ہوں کہ ہم کسی بھی بات پر دباؤ میں نہیں آئیں گے اور ہم یہاں پر ہمیشہ رہنے کے لئے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے بھی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ خاتون ہیں؟

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب والا! میں آپ کی ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا۔ تشریف رکھیں۔ محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آج بہت چھوٹی سی گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ آج وومن ڈے ہے اور اسی اسمبلی میں ہم نے بہت دفعہ agitate بھی کیا یہ issue raise بھی ہوا کہ گھریلو خواتین اور بچیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی آسیہ کا واقعہ ہوا کبھی کوئی اور واقعہ ہوا یعنی اس طرح بے شمار واقعات رونما ہوئے۔ میں نے اسی پنجاب اسمبلی میں Working Women in House Protection Bill تین سال سے جمع کروایا ہوا ہے اور ایک unanimous Resolution home-based workers کے بارے میں پاس بھی ہوا تھا۔ جب تک اشرف سوہنا صاحب اس محکمے کے وزیر تھے تب تک اس Bill پر meetings بھی ہوتی رہیں، debates بھی ہوتی رہیں اور یہ معاملہ اس وقت بھی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس ہے۔ میں وزیر قانون کی بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس issue کو consider serious کرتے ہوئے سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھجوایا۔ جب سے سوہنا صاحب نے یہ منسٹری چھوڑی ہے ان کی جگہ نئے وزیر صاحب آئے ہیں اس وقت سے یہ منسٹری لاوارث ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اس بل کے متعلق کوئی میٹنگ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی پیشرفت ہوئی۔ ہم کب تک یہ توقع کرتے رہیں گے کہ اس قسم کے مزید واقعات رونما ہوتے رہیں اور پنجاب اسمبلی جو کہ Legislative Assembly ہے یہ خاموشی سے اپنے کان اور آنکھیں بند کر کے بیٹھی رہے۔ جن لوگوں نے ہمیں mandate دے کر ان اسمبلیوں میں بھجوایا ہے ہمارے اوپر ان کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ چونکہ Legislative Assembly ہے اس کا کام Legislation کرنا ہے لہذا نالیاں اور سڑکیں بنانا secondary issues ہیں۔ وزیر قانون صاحب! جو اس وقت بہت مصروف ہیں میں آپ کے توسط سے ان سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ legislation please کو seriously لیا جائے۔[*****] میری یہ گزارش ہو گی کہ serious issues کو seriously take up کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کچھ الفاظ ایسے ہیں جو حذف کرنا پڑیں گے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس اسمبلی میں Women Parliamentarian کو بھی حذف کرنے کی بڑی کوشش کی گئی لیکن ہم حذف ہوئیں اور نہ ہی ہم حذف ہوں گی۔ ہم اس اسمبلی کا ایک اٹوٹ انگ ہیں، حصہ ہیں اور ہمیں کوئی حذف نہیں کر سکتا۔ ہماری باتیں تیکھی یا کڑوی ضرور ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو خدانخواستہ نہیں کہہ رہا بلکہ الفاظ حذف کرنے کا کہہ رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں بھی آپ کی توجہ دلا رہی ہوں، آپ کی انفارمیشن میں اضافہ کرنے کے لئے بتا رہی ہوں کہ اسی پنجاب اسمبلی میں چار سال ہمیں بھی حذف کرنے کی بڑی کوشش کی گئی لیکن الحمد للہ ہم حذف ہوئی ہیں اور نہ ہوں گی۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج پنجاب اسمبلی کی خواتین کو جن میں مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق) اور مسلم لیگ (فنکشنل) کی خواتین شامل ہیں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آج وومن ڈے ہے اور ان خواتین نے ان چار سالوں میں جو لوہا منوایا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ قانون سازی، تحاریک التوائے کار یا Resolution میں غرضیکہ جتنا بھی اسمبلی کا بزنس ہے اس میں خواتین سر فہرست ہیں اور اس میں تمام پارٹیوں کی خواتین شامل ہیں صرف اپوزیشن کی خواتین نہیں ہیں۔ ان خواتین نے جابر سلطان کے سامنے جو کلمہ حق ادا کیا اس پر بھی میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسمبلی میں خواتین پر مشکل حالات بھی آئے، بہت سے الزامات بھی لگائے گئے کچھ لوگوں نے male dominated society ہونے کی وجہ سے میں سب کے لئے نہیں کہوں گی کیونکہ آپ یہاں پر موجود ہیں treasury benches کے معزز ممبران بھی یہاں پر موجود ہیں، اپوزیشن کے ممبران بھی یہاں پر موجود ہیں۔ میں ان سب کی شکر گزار ہوں، کچھ ہمارے male لوگوں نے اسمبلی کو hijack کیا ہوا ہے۔ میں آج وومن ڈے پر ان سے یہ request کرتی ہوں اور بتانا چاہتی ہوں کہ عورت اتنی کمزور نہیں ہے جسے وہ جب چاہیں tissue paper کہہ دیں، جب چاہیں خیراتی سیٹوں پر آئی ہوئی کہہ دیں لیکن عورت نے اپنا لوہا منوایا ہے۔ میں نے اپنی شکل میں منوایا ہے، باقی تمام عورتوں نے بھی اپنے طور پر بہت کام کیا ہے اور ہم ہمیشہ اپنے آپ کو منواتی رہیں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بھی خواتین میں شامل ہونا چاہتے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ٹائم تو دے دیں پھر شامل ہو جاؤں گا۔ (قہقہے)

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آج وومن ڈے کے حساب سے اپنی بہنوں کو چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہو مسلم لیگ (ق) کی ہوں جتنی بھی خواتین ہیں ان سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں آج اسمبلی کی جانب سے پورے پاکستان کی خواتین کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہاں تک بات پہنچی ہے کہ پاکستان میں بھی وومن ڈے منایا جانے لگا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس ترقی کو ہم دیکھ رہے ہیں ایک دن اس مقام پر بھی ضرور پہنچ جائیں گے۔ بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ مجھے بار بار نہ بلائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں صرف ایک فقرے میں بات ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ابھی ایک فقرہ بھی نہیں بولنے دوں گا۔ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ٹھیک ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! مردوں کے بھی حقوق ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نجمی سلیم !

محترمہ نجمی سلیم: جناب والا! سب سے پہلے تو میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر آپ نے ہمیں ٹائم دیا ہے میں اس سلسلے میں تمام خواتین کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ پچھلے دنوں اسمبلی کے floor پر بات ہوئی تھی میں اس کو clarify کرنا چاہوں گی۔ ہمارے معزز ممبر پرویز رفیق صاحب نے شہباز بھٹی کی برسی کے حوالے سے بات کی، جس میں انہوں نے ڈاکٹر پال بھٹی کے حوالے سے یہ reference دیا تھا کہ انہیں اس برسی میں جانے سے روکا گیا۔ پرویز رفیق صاحب کو party violation کی بنیاد پر 31-جنوری 2012 سے ایک لیٹر مل چکا ہے جو چیئرمین آل پاکستان منارٹیز الائنس کی جانب سے issue ہوا تھا، اس بنیاد پر اب وہ آل پاکستان منارٹیز الائنس کے ممبر نہیں رہے جس کا grudge انہوں نے اس طرح سے نکالا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر پال بھٹی کا نام۔۔۔

جناب سپیکر: آپ وومن ڈے پر بات کریں، پتا نہیں اپنی بات کو کس طرف لے کر جارہی ہیں۔

محترمہ نگہی سلیم: جناب والا! میں clarify کرنا چاہتی ہوں کیونکہ یہ ہماری پارٹی کا مسئلہ ہے۔ جسے انہوں نے misuse کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پارٹی کے مسائل باہر حل کیا کریں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ نگہی سلیم: جناب والا! پرویز رفیق صاحب اس اسمبلی کے ممبر ہیں اور انہوں نے اسمبلی کے floor کو استعمال کیا ہے، میں اس کی بھرپور مذمت کرتی ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ ان کی party violations کو روکنے اور اشتعال انگیزی کو ختم کرنے کے لئے پولیس کا استعمال کیا گیا۔ خوشی پور میں بہت کارکن مشتعل تھے جہاں شہباز بھٹی صاحب کی برسی کا arrangement کیا گیا تھا۔ جو بات انہوں نے یہاں پر کہی وہ سراسرا جھوٹ اور غلط ہے۔ انہوں نے وزیر قانون کے حوالے سے بھی بات کی کہ CPO کو انہوں نے misuse کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بات پرویز رفیق نے personally project کرنے کے لئے کہی اور میں یہاں اس چیز کی سراسر مذمت کرتی ہوں کہ انہوں نے ڈاکٹر پال بھٹی کا نام لیا ان کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پارٹی کے کارکن اس وقت اشتعال میں تھے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ رعنا رضوی!

جناب پرویز رفیق: جناب والا! میں On a point of personal explanation بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میں بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! مجھ پر الزام لگایا گیا ہے، مجھے جھوٹا کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر: بعد میں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

محترمہ رعنا رضوی: جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! مجھے جھوٹا کہا گیا مجھ پر الزام لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ان کے بعد floor دیتا ہوں۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! پہلے مجھے موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ پہلے موقع نہیں دوں گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب والا! پہلے میری گزارشات ہوں گی اور بعد میں House کی کارروائی چلے گی۔

جناب سپیکر: آپ یہ کیا بات کرتے ہیں، یہ آپ کا کیا طریقہ ہے؟ I say sit down. I say sit down. یہ آپ کیا کرتے ہیں؟ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ رعنا رضوی: جناب سپیکر! میں بہت مختصر اً بات کرنا چاہوں گی اور صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم سب مسلم ہیں اور اسلام میں عورت کو بہت بڑا حق دیا گیا ہے۔ ہم سب حضرت رسول خدا ﷺ کے ماننے والے ہیں اور انہوں نے اسلام میں عورت کو اپنے حق میں بولنے کا حق دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ عورت کی آواز کو دبایا نہ جائے بلکہ اسلام پر چلتے ہوئے عورت کو بولنے کا حق دیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کا ایک تقدس ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس میں ہمارا کوئی معزز ممبر جھوٹ بولے گا۔ محترمہ نجمی سلیم صاحبہ نے میری ذات کے حوالے سے اس اسمبلی میں جو فرمایا ہے وہ آپ سب نے سنا ہے۔ میں نے آپ کے سامنے اس floor پر گزارش کی تھی کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور مجھے شہباز بھٹی شہید کی دعائیہ عبادت میں جانے سے روکا گیا ہے۔ محترمہ نجمی سلیم صاحبہ ریکارڈ درست کر لیں کہ اس دن بھی جب لاء منسٹر صاحب نے یہ کہا کہ ڈاکٹر پال صاحب نے روکا ہے تو آپ سب گواہ ہیں اور آپ موجود تھے میں نے کہا کہ ڈاکٹر پال صاحب ایسا نہیں کر سکتے۔ میں نے اس معزز ایوان میں کہا کہ شہید شہباز بھٹی کا بھائی ڈاکٹر پال مشیر برائے وزیر اعظم پاکستان ایسا نہیں کر سکتا کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ایم پی اے اور شہباز بھٹی شہید کے سب سے دیرینہ ساتھی کو روکے۔ محترمہ نے بات کی کہ میں نے violation کی ہے، جی ہاں میں نے violation کی ہے کہ 2۔مارچ 2011 سے لے کر 2۔مارچ 2012 تک مجھے شہباز بھٹی شہید نے اس اسمبلی میں بھیجا تھا کہ میں اقلیتیوں کے حقوق کی آواز بلند کروں۔ اگر میری پارٹی اور میرے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے یہ violation کی ہے تو میں ایسی violation کرتا رہوں گا اور مجھ سے کوئی حساب نہیں مانگ سکتا۔

جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ دیکھ لیں کہ آپ کی موجودگی میں مجھے لاء منسٹر صاحب نے تین بار کہا کہ CPO فیصل آباد کو ڈاکٹر پال بھٹی صاحب نے فون کیا تھا کہ پرویز رفیق کو نہ جانے دیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آل پاکستان مینارٹی الائنس جو ڈاکٹر پال بھٹی کا الائنس ہے جن کو اٹلی سے آئے ہوئے آٹھ ماہ ہو گئے ہیں اور میں 28 سال سے جدوجہد میں ہوں اگر اس الائنس سے مجھے نکال دیا گیا ہے تو پھر بھی یہ میرا بنیادی حق ہے کہ میں کسی بھی چرچ میں جا کر دعا کر سکتا ہوں اس کی ریاست، قانون اور آئین مجھے اجازت دیتا ہے۔ میں کسی بھی قبر پر جا کر کسی کے لئے دعا کر سکتا ہوں۔ اگر شہباز بھٹی شہید نے مرنے سے پہلے ڈاکٹر پال کو لکھ کر دیا ہے، APMA کی CC کو لکھ کر دیا ہے کہ پرویز رفیق کو میری قبر پر دعا نہ کرنے دینا، اسے روکو، اسے نکالو تو یہ ان کی مہربانی ہے۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ ۔۔۔

معزز ممبران: یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے۔

جناب پرویز رفیق: بہت شکریہ

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ چاہئے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر مسرت حسن: جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت ہو تو میں بات کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر مسرت صاحبہ!

ڈاکٹر مسرت حسن: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے آج خواتین کے عالمی دن پر مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ میں اس سلسلے میں ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ گزشتہ کئی دنوں میں نیشنل اسمبلی نے خواتین کے بارے میں بہت سے بل پاس کئے ہیں ان میں ایک Violence Against Women Bill ہے دوسرا Harassment of Women in their work place ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ چونکہ اب devolution کا زمانہ ہے اور سنٹر کے سارے قوانین اور اقدامات صوبوں کو منتقل ہو رہے ہیں تو کیا یہ جائز بات نہ ہو گی کہ ہم ان Bills کو اس اسمبلی میں endorse کریں اور سب خواتین مل کر خواتین کے ان بنیادی حقوق کے لئے یہاں بھی آواز اٹھائیں جس طرح نیشنل اسمبلی میں مؤثر طریقے سے اٹھائی گئی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈار صاحبہ کے بعد آپ کو ایک ایک منٹ ٹائم ملے گا اس سے زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا کر رہے ہیں؟

معزز ممبران: یہ بھی خواتین کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ خواتین کے متعلق بات نہ کریں۔انہیں اپنی بات کرنے دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! خواتین کے منہ میں زبان ہے وہ خود ہی اپنی بات کر لیں گی۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میں آپ کی بڑی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے سب سے پہلے floor دیا ہے اس لئے ہم تو آپ کو appreciate کرتے ہیں۔یہ کوئی قانون پاس ہونے لگا ہے؟ آج Women's Day پر میں سب سے پہلے تو آپ کو appreciate کرتی ہوں کہ آپ نے House میں ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں جو بھی کرنی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: اچھا جناب! میں خواتین کے حقوق کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں اگر House میں عورتوں کے حقوق پر کوئی بل لایا جائے تو اسے منظور کر لیا جائے اور حکومت کو اسے oppose نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! دو لفظ اور بھی آگے سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، مجھے کام کرنے دیں۔خدیجہ عمر صاحبہ جلدی سے ایک منٹ میں اپنی بات کر لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر: خواتین کے عالمی دن پر تمام خواتین جو ہمارے House کے اندر ہیں اور پاکستان کی وہ تمام خواتین جو کسی نہ کسی حوالے سے اپنی families کے لئے struggles کر رہی ہیں وہ کسی بھی profession میں ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ہم مسلم معاشرے میں پیدا ہوئے ہیں، میری اس House کے اپنے تمام بھائیوں اور پاکستان کے تمام بھائیوں سے توقع ہے کہ وہ خواتین کو وہ عزت دیں جو اسلام دیتا ہے۔آج کی خاتون کل کی ماں ہے اور یہ اس کا حق ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، محترمہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ آپ نے ایک منٹ کا ٹائم دیا ہے اس لئے میں ایک شعر کہہ کر اپنی بات ختم کروں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ آج حکومت پنجاب، مسلم لیگ (ن) اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے خواتین کی آزادی، ان کی empowerment کے حوالے سے ایک بہت ہی مؤثر package announce کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ آج کے ایجنڈے کے بعد ایک گھنٹہ ٹائم مختص کر دیں تاکہ حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے جتنی بھی ہماری خواتین بہنیں ہیں وہ اس پر مؤثر بات کر سکیں اور جو package announce کیا گیا ہے میں اس کے متعلق بھی اس ایوان کو مختصراً آگاہ کر دوں اس لئے اگر آج ایجنڈے کے بعد ایک گھنٹے کا ٹائم مختص کر دیں تو میرا خیال ہے کہ سب کو بات کرنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ مال روڈ پر کسی بھی پورٹریٹ میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا کوئی ذکر نہیں ہے، بیگم رعنا لیاقت علی کا نہیں ہے۔ پتا نہیں کون سی خواتین کے پورٹریٹ بنائے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو اسلامی دنیا کی پہلی خاتون وزیر اعظم تھیں لیکن میں افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ ان کا کوئی پورٹریٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ لگا لیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا ہے میں اس سے تھوڑا سا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی گزشتہ حکومت کو خراج تحسین پیش کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں پہلے وہ کر لیں، پھر اتنے میں ٹائم ختم ہو جائے گا۔

محترمہ قمر عامر چودھری: خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی اور اس فیصلے کی وجہ سے آج اتنی کثیر تعداد میں یہاں پر خواتین موجود ہیں۔ اب میں اپنے male members کے لئے ایک شعر عرض کروں گی۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
کہ جو کوئی تم سے کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

بہت شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ چودھری ظہیر الدین صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز اب مہربانی کریں let me proceed میں اب نہیں سنوں گا۔ میں آپ کو اس کے بعد ٹائم دوں گا۔ مجھے کچھ کام کرنے دیں۔ محترم چودھری ظہیر الدین صاحب! موجود نہیں ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو سکتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے لیکن اس پر rule 65 apply کرتا ہے لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس اعجاز احمد کاہلوں صاحب کا ہے۔

ننکانہ صاحب: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر 05-03-2012 کے مطابق کینیڈا کالونی ننکانہ صاحب میں ڈکیتی کے بعد فرار ہونے والے ڈاکوؤں نے تعاقب کرنے پر فائرنگ کر کے مقصود نامی شخص کو قتل کر دیا؟

(ب) متعلقہ پولیس نے اس واقعہ کے بارے میں آج تک جو کارروائی کی اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! یہ اعجاز احمد کاہلوں صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1185 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سلسلے میں مختلف ریکارڈ یافتہ ملزمان کو شامل تفتیش کیا گیا ہے اور پولیس انوسٹی گیشن کھوجی اور سراغ رساں کتوں سے بھی مدد لے رہی ہے۔ اس سلسلے میں گلزار نامی ملزم کو شامل تفتیش

کیا گیا ہے۔ ایس پی انوسٹی گیشن ننکانہ خود اس ٹیم کی سربراہی کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ مقدمہ within a week workout ہو جائے گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق ابھی تک کسی بھی ملزم کی باضابطہ گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ تفتیش کرنے والے افسران نے ابھی تک ان مدعی لوگوں کو مطمئن نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک انوسٹی گیشن کا عمل جاری ہے اور اس میں ملزم نامعلوم ہیں۔ مدعی نے ابھی تک کسی پر پورے یقین کے ساتھ شبہ ظاہر کیا اور نہ ہی کسی کو نامزد کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک۔ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اشرف سوہنا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 7 ہے۔ جو کہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ لاء منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

ایکسیئن پی ڈبلیو ڈی کی معزز ممبر سے غلط بیانی

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اور میں آپ سے عرض کروں گا کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس تحریک استحقاق نمبر 7 کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 9، شاہجہان احمد بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

ایس اینڈ جی اے ڈی کا سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین کے حوالے سے پی اے سی نمبر 2 کی ہدایت پر عملدرآمد نہ کرنا

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی میٹنگ مورخہ 19- اگست 2009 کے دوران محکمہ

سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کو ہدایت کی گئی کہ سرکاری رہائش گاہوں پر غیر قانونی قابضین کی لسٹ مرتب کی جائے اور الاٹمنٹ پالیسی کو CSR کے مطابق revise کیا جائے۔ بعدازاں مورخہ 18۔اپریل 2011 کو پی اے سی۔II کی میٹنگ کے دوران مسٹر سمیع سعید، اس وقت کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری نے فرمایا کہ ان کے علم میں یہ ہدایات ہیں اور نہ ہی متعلقہ اہلکاران وافسران نے ایسا کوئی کیس پیش کیا ہے۔ اس پر کمیٹی نے اظہار برہمی کرتے ہوئے کمیٹی کی سفارشات پر عدم عملدرآمد کے معاملہ کی انکوائری کرنے اور ذمہ داری کا تعین کرنے کی ہدایت کی اور اس ضمن میں 30دن کے اندر کمیٹی کو رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت بھی کی گئی۔ مزید برآں کمیٹی کی مورخہ 17۔جنوری2012 کو منعقدہ میٹنگ میں بھی محکمہ کی جانب سے کوئی پیشرفت رپورٹ نہ کی گئی۔ عرصہ تین سال گزرنے کے باوجود تاحال محکمہ نے ناجائز قابضین کی لسٹ فراہم کی اور نہ ہی مذکورہ انکوائری رپورٹ پیش کی جو صوبائی اسمبلی پنجاب Privileges Act,1972 کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ کمیٹی کی واضح ہدایات کے باوجود محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے افسران نے عملدرآمد نہ کر کے نا صرف معزز ایوان کی کمیٹی کے ممبران بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

(اذانِ ظہر)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس تحریک کے حوالے سے اپنے چیمبر میں ایک میٹنگ کر لیں کیونکہ اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ rules کے مطابق اگر کسی بھی کمیٹی کو اپنے business کو carry out کرنے کے لئے کوئی مشکلات پیش آئیں تو وہ کمیٹی اپنی رپورٹ House میں پیش کر سکتی ہے۔ وہ ایک independent تحریک استحقاق نہیں دے سکتی۔ اگر یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد ہو جاتی ہے تو پھر یہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا اختیار استحقاق کمیٹی کو دینے کے مترادف ہو گا اس لئے PAC-II خود ایک رپورٹ مرتب کرے جس میں ان سب چیزوں کا ذکر کیا جائے۔ وہ رپورٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی جائے اور اس پر یہ معزز ایوان فیصلہ کرے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اس معاملے کو پہلے اپنے چیمبر میں thoroughly دیکھ لیں۔ آپ شاہجہان صاحب، قائد حزب اختلاف اور دوسرے پارلیمانی لیڈر صاحبان کو اپنے چیمبر میں بلا کر ایک میٹنگ کر لیں اور پھر اس تحریک کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس تحریک استحقاق کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے ایک عرض کروں گا کہ اس مسئلے کا بنیادی طور پر Parliament کی sovereignty کے ساتھ linked ہے۔ ہم لوگوں کی اصل ذمہ داری government bodies پر exercise accountability کرنے کی ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ وقفہ سوالات میں اکثر محکمہ جات سوالات کے جوابات accurate نہیں دیتے یا پھر inordinate delays ہوتے ہیں۔ بعض اوقات جوابات آنے میں تین تین سال لگ جاتے ہیں۔ میں نے اپنی تحریک میں جس Privileges Act,1972 کا حوالہ دیا ہے اس کا relevant section میں یہاں پر quote کرنا چاہتا ہوں۔

> **10. Summoning of witnesses. (1)** Subject to the provisions contained in sub-section (7), the Assembly or any Committee thereof may direct any person to appear before the Assembly or the Committee, as the case may be, and to produce or cause to be produced any paper, book, record or document in the possession or under the control of such person.

تو اس میں obviously privilege breach کیا گیا تو آپ سے میری درخواست یہ ہے کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے، رانا صاحب اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر اس پر بات کریں گے۔ ابھی اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 12 جناب محسن لطیف کی ہے۔

ایس پی ریلوے لاہور کا معزز ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

جناب محسن لطیف: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 9-فروری 2012 کو باجہ لائن مغلپورہ لاہور میں مقیم آبادیوں پر ریلوے پولیس نے آپریشن کیا جس پر علاقہ کے مکینوں نے مجھے فون کیا۔ میں موقع آپریشن پر پہنچ گیا اور میں آپریشن

کروانے والے ایس پی ریلوے پولیس احمد مختار کو ملا۔ میں نے ابھی اپنا تعارف ہی کروانا شروع کیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی سٹک کو میری کمر پر دے مارا اور ساتھ ہی دھکا دے دیا اور موصوف ایس پی نے اپنے ہاتھ میں پکڑا دستی پستول بھی میری طرف مسلسل تانے رکھا اور ساتھ ہی عوام پر براہ راست فائرنگ کا حکم دے دیا اور سیدھے سیدھے فائر عوام کی طرف چلنے شروع ہو گئے اور پولیس نے آنسو گیس کے شیل بھی برسانے شروع کر دیئے۔ جب فائرنگ ہو رہی تھی گولیاں میری طرف سیدھی اور دائیں بائیں گزریں تھیں۔ یہ تو میری زندگی تھی کہ میں زندہ بچ نکلا۔ ورنہ ایس پی نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی کہ میں زندہ رہ سکوں۔ موصوف ایس پی کے اس ہتک آمیز اور جان لیوا روّیہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بڑا serious allegation ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں عرض کرنی چاہوں گا کہ ان سب تحاریک التوائے کار کے نوٹسز ہمیں کل ہی موصول ہوئے ہیں ان میں سے کسی تحریک کا جواب میری فائل میں موجود نہیں ہے اس لئے انہیں pending ہی کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین خان، محترمہ ساجدہ میر، پیر خضر حیات شاہ کھگہ، جناب طاہر اقبال سندھو، ڈاکٹر سامیہ امجد اور سیدہ ماجدہ زیدی کی تحاریک التوائے کار next week تک pending کر دی جائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ میری تحریک التوائے کار نمبر 293 کو اگلے اجلاس تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 293 کو next session تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر پنجاب زمیندارہ کالج گجرات کے متعلق آپ سے personal request کی تھی اور آپ نے حکم فرمایا تھا کہ آپ تحریک التواء کار جمع کروائیں تو میں نے تحریک جمع کروائی لیکن آپ نے اسے disallow کر دیا۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ میرے پاس اُس تحریک کی کاپی پڑی ہے تو مجھے وہ تحریک پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے یہ تحریک دوبارہ دکھادیں، میں اسے چیک کر لوں گا اگر یہ تحریک بنتی ہوئی تو آپ کو ضرور موقع دیا جائے گا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ تحریک پھر لیٹ ہو جائے گی۔ ابھی تک وہ معاملہ لٹکا ہوا ہے، کالج میں روزانہ strikes ہو رہی ہیں اور ابھی تک وہاں سے اُس پروفیسر کو نہیں ہٹایا گیا۔ اُس پروفیسر نے نوجوان بچی پر ہاتھ اُٹھایا ہے اور الیکشن کمیشن نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بھی ایک تھپڑ کی بات ہے اور یہ بھی ایک تھپڑ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اس تحریک کی ایک کاپی دیں، لاء منسٹر صاحب کو بھی ایک کاپی دیتے ہیں اور اُس کے بعد اس تحریک کے حوالہ سے کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! خادم اعلیٰ لیپ ٹاپ کی تقسیم کے سلسلہ میں کل سرگودھا تشریف لے گئے۔ وہاں سرگودھا ڈویژن کے وکلاء نے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی خواہش کی تو اُس وقت انتظامیہ کے ساتھ وکلاء کی جھڑپ ہوئی جس میں کافی سارے وکلاء زخمی ہو گئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ تعلیمی اداروں کو آج جس طرح سیاسی ادارے بنایا جا رہا ہے، طلباء کو سیاسی رشوت دی جا رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب! میں اس طرح آپ کو ٹائم نہیں دیتا۔ آپ کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو آپ کوئی چیز لکھ کر لے آئیں۔ (قطع کلامیاں)

You are not allowed now. آپ ایسے کیسے بول سکتے ہیں جب میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا؟ آپ تشریف رکھیں۔

سرکاری کارروائی

MR SPEAKER: The Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 3 of 2012. Minister for Law! Now, we take up.

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I move:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012."

کورم کی نشاندہی

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اجلاس آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 55 منٹ پر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: میں لابی میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اندر تشریف لے آئیں۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ اجلاس کی کارروائی کے لئے ایک گھنٹہ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا میں دوبارہ motion کو پڑھوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پڑھ چکے ہیں اب میں نے repeat کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

(---جاری)

MR SPEAKER: The motion moved:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012."

(The motion was unanimously carried.)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: First Reading Starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I move

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Colonies, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill 2012, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Katchi Abadis (Amendment) Bill, 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is unanimously passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011. Minister for Law!

مسودہ قانون (تنسیخ) پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ پنجاب مصدرہ 2007 کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 225(2) کے تحت خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for continuance of the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011."

(The motion was unanimously carried.)

MR SPEAKER: First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون (تنسیخ) پبلک ڈیفنڈر سروس ایکٹ پنجاب مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011, as recommended by Standing Committee on Law & Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Defender Service Act 2007 (Repeal) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is unanimously passed.)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 (Bill No.54 of 2011). Minister for law!

مسودہ قانون (ترمیم) گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 be passed."
>
> None opposed it. The motion moved and the question is:
>
> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was unanimously carried.)

(The Bill is unanimously passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011 (Bill No.52 of 2011). Minister for law!

مسودہ قانون (تنسیخ)(توثیق احکامات) کمشنرز بحالیات مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

None opposed it. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011 be passed."

None opposed it. The motion moved and the question is:

"That the Settlement Commissioners (Validation of Orders) (Repeal) Bill 2011 be passed."

(The motion was unanimously carried.)

(The Bill is unanimously passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal)(Amendment)Bill 2011 (Bill No.53 of 2011). Minister for Law!

مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)قوانین متروکہ املاک و بے دخل اشخاص مصدرہ2011

MINISTER FOR LAW AND PALIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as recommended by

the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

None opposed it. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was unanimously carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, be passed."

None opposed it, the motion moved and the question is:

"That the Evacuee Property and Displaced Persons Laws (Repeal) (Amendment) Bill 2011, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is unanimously passed.)

MR SPEAKER: First reading starts. We take up the Walled City of Lahore Bill 2011 (Bill No.44 of 2011). Minister for Law!

مسودہ قانون اندرون شہر لاہور مصدرہ 2011

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir I move:

"That the Walled City of Lahore Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Walled City of Lahore Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Ch Zahir-ud-din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Abbas Chaudhary, Mr Muhammad Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Ch Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi,

Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Ms Zobia Rubab Malik, Mrs Qamar Aamir Ch and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: Sir I move:

> "That the Walled City of Lahore Bill 2011, as Recommended by the Standing Committee on Planning and Development be, circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st of March 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Walled City of Lahore Bill 2011, as Recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st of March 2012'."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر کہ اتنے اہم مسئلے پر انتہائی پر سکون ماحول میں مجھے اپوزیشن اور بات کرنے کا دوبارہ موقع ملا ہے اور بات یہ ہے کہ سب نے کھانا کھایا ہوا ہے صرف اکیلی میں نے نہیں کھایا۔

جناب سپیکر: میں نے بھی نہیں کھایا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: چلیں! ہم دونوں نے نہیں کھایا۔ یہاں پر walled city کی بات ہو رہی ہے۔ میں بھی لاہور سے belong کرتی ہوں، شادی خانیوال ہو گئی مگر میکہ میرا یہی ہے لیکن اسی کی consideration میں جو walled city سے محبت، اس کی جڑ اور heritage ہماری کم از کم بھی اگر ہم Indus Valley Civilization میں جائیں تو لاہور کی history as for as 3000 years plus جاتی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی۔ اس میں میرے صرف چند ایک objections ہیں۔ میں سب سے پہلے یہ کہہ دوں کہ میں باقی تمام amendments withdraw کرتی ہوں اور صرف

اسی ایک point پر سارا کچھ سمیٹنے کی ضرور کوشش کروں گی۔ صرف اس لئے کہ یہاں پر اس وقت لوگ کم ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس میں جب آپ نے define کیا ہے کہ Walled City کیا ہے تو اس میں یونین کونسل 27,28,29,30 منٹو پارک اور اقبال پارک کی specification کی گئی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ لاہور میں جو heritage ہے وہ بہت ساری جگہوں پر موجود ہیں اور اس میں کئی کہانیاں موجود ہیں جو اس ساری civilization کی اصل history ہے۔ ہر اینٹ بولتی ہے، ہر پتھر میں نشانیاں ہیں۔ اگر آپ ڈیزائن دیکھیں تو وہ ہر بادشاہ کی جیت اور ہار کی کہانی ضرور سناتے ہیں۔ Heritage وہ چیز ہے کہ جس کے بغیر ہم کچھ نہیں۔ اگر ہم نے ان چیزوں کو preserve کرنا ہے تو میرے خیال میں صرف یونین کونسل 27,28,29,30 یا منٹو پارک اور اقبال پارک تک محدود رکھنا wisdom نہیں ہے۔ ضرور آواز اٹھے گی، باقی جگہوں سے بھی آواز اٹھے گی اور باقی یونین کونسلوں سے بھی آواز اٹھے گی اس لئے کہ civilization یا بادشاہوں کی چیزیں جو دفن ہو گئیں، زمین کی ممتا نے اپنے اندر ان civilizations کی غلطیوں کو سمو لیا اسی کی بات اس میں لکھی ہے۔

جناب عالی! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ادھر جتنی بھی فیملیز بیٹھی ہیں کہیں نہ کہیں وہ پیچھے اپنے heritage کو بھی connected ہیں لہذا میرا نہیں خیال کہ اگر آپ اس بل کو صرف 27,28,29,30 منٹو پارک اور اقبال پارک تک محدود رکھیں گے تو پھر یہ کس قسم کی wisdom ہو گی۔ ہاں اس پر آواز ضرور اٹھے گی اسے بڑھانے کے لئے اس لئے میری استدعا ہے کہ اس بل کو دوبارہ study کریں اور اخباروں میں circulate کریں تاکہ لوگ سنیں، دیکھیں۔ کیونکہ کئی لوگوں کے آباؤ اجداد کی بہت قیمتی اشیاء بھی موجود ہیں ان تمام کو safe کرنے میں صرف ان چند جگہوں کا ہی حق نہیں ہے بلکہ پورے لاہور کا حق ہے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ کلاز 4 میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہم اسے revise کرنے کے لئے اسے variable terms میں کریں گے۔ جب ہمارا دل چاہے گا ہم اس کو revise کر لیں گے، جب نہیں چاہے گا تو نہیں کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کام مستقل مزاجی سے نہ کیا جائے اور اسے follow up نہ کیا جائے تو وہ اپنے معنی کھو دیتا ہے۔ وہ initiate تو ہو جاتا ہے لیکن اس کے بعد maintain نہیں ہو سکتا۔ اپوزیشن کی جانب سے ہماری یہ suggestion ہے کہ ہر تین سال کے بعد review کیا جائے اور اس اسمبلی میں بھی اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ ہر تین سال بعد اس کی term and conditions طے کی جائیں جس میں آپ نے اس heritage کو revise کرنا ہے یا اسے

reviveکرنا ہے،اس کے حالات دیکھنے ہیں،اس کے اخراجات دیکھنے ہیں،ان باغوں کی سیر پر ٹکٹ لگانی ہے یا وہاں آنے جانے کی بات کرنی ہے، وہاں Walled City کے لوگوں کے رہنے کے حقوق reviseکرنے ہیں تو ان تمام چیزوں کو variableاور ایک مبہم سی termکے حوالے نہ کیا جائے بلکہ اسے ہر تین سال کے بعد reviseہو جائے۔

جناب والا!کلاز10 میں directorates بنانے کی بات ہوئی ہے اور لکھا ہے کہ دو Directorates بنائے جائیں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دو سے زیادہ نہ بنائے جائیں۔Any number of Directoratesرکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ایک یا زیادہ سے زیادہ دو تاکہ کام سمٹا رہے، کم خرچ اور بالا نشیں ہو۔اس میں بھی ایک wide open termچھوڑ دی گئی ہے کہ any number of Directorates۔اگر آپ یہ بنائیں گے تو اسے manageکرنا شاید اتنا feasible اور cost effectiveنہ ہوگا اس لئے ہماری amendmentsمیں یہ بھی شامل تھا جو میں اس وقت سمیٹ رہی ہوں کہ اس بل میں یہ چیزیں revise ہونے والی ہیں لہذا اسے circulateکریں اور لوگوں سے بھی تو پوچھیں کہ جب وہ اپنے کام کرانے جاتے ہیں یا ان directoratesمیں جاتے ہیں تو ان کی کس طرح سے shunting کی جاتی ہے۔اگر اس چیز کو سمیٹ کر ایک یا دو Directoratesتک کر لیں گے تو لوگوں کا ٹائم ضائع نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر!چوتھی بات یہ ہے کہ کلاز34 میں acquisition of propertyکی بات کی گئی ہے۔جب ہم walled cityمیں سے ان گھروں کو acquireکریں گے for the purposes of saving of heritageتو اس acquisition of propertyکے لئے بھی مارکیٹ ریٹ کی کوئی بات نہیں کی گئی۔اس کا مارکیٹ ریٹ fixکرنا انتہائی ضروری ہے۔ سیالکوٹ میں آج دلیپ کمار صاحب بھی آ گئے کہ میرا بھی پشاور میں گھر موجود ہے اور بھی لوگ آئے ہیں۔یہاں پر لوگ پیدا ہوئے ہیں وہ اپنے آبائی گھروں کو اتنی آسانی سے بغیر کسی مارکیٹ یا ڈی سی ریٹ کے فروخت کرنے کو تیار نہیں ہوں گے لہذا کلاز34 میں بھی amendmentکی ضرورت ہے کہ acquisition of property جس وقت کی جائے گی اس وقت مارکیٹ ریٹ کو assessکرنا بھی لازم قرار دیا جانا چاہئے۔اگلی بات یہ ہے کہ کلاز 36 میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جتنے بھی گھر acquireکئے جائیں گے وہ لوگ خود بخود آئیں گے اور اس اتھارٹی کو آکر رجسٹر کریں گے۔کوئی چھوٹے ہیں، کوئی بڑے ہیں، کوئی چلے گئے اور جو پڑھے لکھے نہیں ہیں جو walled city میں موجود ہیں جن کو شاید گھروں میں سے باہر آکر ان

procedures کے جھنجھٹ میں پڑنے کی عادات نہیں ہیں وہ لوگ یہاں نہیں آئیں گے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ گورنمنٹ یہاں پر یہ کہتی کہ ہم door to door survey کریں گے، ہم ہر فرد کے ذمہ دار ہیں، ہم ہر گھر کے ذمہ دار ہیں، ہم ہر گھر، ہر دیوار اور ہر دروازے کے ذمہ دار ہیں۔ door to door survey کرنے کے بعد رجسٹریشن ہو جاتی۔ کئی لوگ ایسے بھی ہیں جن کے ہم نے incidents دیکھے ہیں کہ پرانے ترین گھر کو collapse کر جاتے ہیں، چھپانے کے لئے ہی اس میں فیکٹریاں بنا دیتے ہیں اور کئی کئی دن لوگ اس کے نیچے دب کر مر جاتے ہیں۔ جب تک گورنمنٹ خود جا کر door to door survey نہیں کرے گی، جب تک وہ خود جا کر ان چیزوں کا حال نہیں دیکھے گی، ان تنگ گلیوں میں جا کر ان گھروں میں جہاں پر شاید ایک ایک، دو دو مرلے کے گھروں میں بھی سترہ سترہ، اٹھارہ اٹھارہ لوگ دعویدار بیٹھے ہیں ان کے مسائل حل نہیں ہوں گے لہذا ہماری amendments میں ایک suggestions یہ بھی تھی کہ آپ اس کا door to door survey کریں۔ Director General کی qualification بھی اسی میں specify کر دی گئی ہوتی تو اچھا تھا۔ یہ تو چند ایک وہ باتیں ہیں جو میں نے اس بحث کو سمیٹنے کے لئے یہاں اٹھائی ہیں۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اسے public opinion کے لئے دوبارہ بھیجا جائے۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو ان جگہوں کی، ان heritage کی اور ہماری وراثت کی قدر و قیمت کو بہت زیادہ جانتے ہیں۔ وہ اس سے پیار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو identify کرتے ہیں۔ آج ہم اس اسمبلی کو جہاں ہم کھڑے بات کر رہے ہیں اسی ہال کو دیکھ لیجئے۔ آپ اگر چھت کی طرف دیکھیں گے تو چڑھتے سورج کا insignia بنا ہے۔ جو pillars ہیں یہ بھی heritage کا ایک حصہ ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ پنجاب اسمبلی ان تین یونین کونسلز یا اس heritage میں آتی ہے یا نہیں آتی۔ یہ balcony دیکھیں یہ veneration balcony ہے۔ یہ شیشے دیکھیں، اپنا roster دیکھیں یہ تمام heritage ہی ہیں لہذا میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جہاں پنجاب اسمبلی کی اپنی بلڈنگ بھی ایک بہت بڑے heritage کا نمونہ ہے تو یہ protection پورے لاہور کے لئے ہو بلکہ اسے پورے پنجاب کے لئے ہونا چاہئے۔

جناب والا! میں تلنبہ کی بھی بات کروں گی جہاں میں شادی کر کے گئی ہوں۔ آپ یقین کریں کہ موہنجو دڑو میں تو area excavation کی گئی۔ وہاں پر ایک وقت کی لائبریری ہے جس کی 34 فٹ گہری خندق depth excavation کی گئی۔ آپ سب سے نیچے چلے جائیں وہ کتب کی ایک ایسی الماری ہے کہ آپ کو سب سے نیچے اپنی heritage کے coins، گھوڑے کے ڈھانچے، ہڈیاں اور bricks

ملیں گی تو پانچ ہزار سال کی history تلنبہ کی اس ایک خندق میں بھی موجود ہے۔ میں نے بھی اسے اپنی کتاب میں سمونے کی کوشش کی ہے۔ کہنے کا مقصد ہے کہ یہ heritage کو save کرنے کا اتنا اہم بل ہے جو ہماری شناخت ہے، یہ ہماری غلطیاں ہیں، یہ ہماری اچھائیاں ہیں اور یہ ہمارا سب کچھ ہے۔ اس کو صرف اور صرف تین یونین کونسلز میں سمیٹنا بالکل اچھا نہیں ہے۔ میں یہ درخواست کروں گی کہ اس بل کے domain کو بڑھایا جائے پورے پنجاب کو اس بل کے domain میں لیا جائے، ہم بعد میں sections کرتے رہیں گے۔ اگر آج صرف لاہور کے لئے اور لاہور کے بھی صرف اندرون شہر کے لئے بل پاس ہو گیا تو بہت سارے لوگ اس سے محروم رہ جائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کا اس حوالے سے شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اس بل کو اصولی طور پر support کیا۔ انہوں نے بعض چیزوں کی نشاندہی کی ہے اور ان کا یہ خیال ہے کہ ان چیزوں کا بھی اس میں اضافہ ہونا چاہئے تاکہ جس مقصد کے لئے اس بل کو آج یہ معزز ایوان legislate کرنے جا رہا ہے یہ تمام چیزیں اس میں covered ہوں۔ میں ایک پیرا پڑھ دیتا ہوں جو کہ ہم اس Bill میں legislate کرنے جا رہے ہیں جو اس کی ایک بنیادی روح ہے۔

> Government has decided to bring legislation with salient features of a separate independent authority
>
> یعنی یہ ایک separate independent authority ہوگی۔
>
> With necessary poses for the conduct of all functions required for conservation of heritage and Municipal Administration for Lahore Walled City

یعنی یہ بڑی comprehensive legislation ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ اگر اس میں کوئی چیز سر دست ایسی محسوس ہو رہی ہے کہ وہ cover نہیں ہے تو یہ اتھارٹی independent ہوگی اور جو کہ all functions for conservation of heritage and Municipal Administration کے لئے required ہوں گے تو اتھارٹی یہ کرنے کے لئے ان کا اختیار لینے پر قادر ہو گی اور یہ معزز ایوان اس independent authority کے initiative پر جب بھی کوئی وقت محسوس کرے گا تو وہ اس law کو دوبارہ amend کرنے یا اس میں کوئی چیز add کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری اہم بات جو انہوں نے مارکیٹ ریٹ کے حوالے سے کی ہے میں اس بارے میں clear کر دوں کہ acquisition act میں باقاعدہ یہ درج ہے، اس پر ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کی authorities موجود ہیں، یہ چیز fully interpret ہے اور اس کی تشریح موجود ہے۔ یہ through court decision مسلمہ ہے کہ جب بھی کسی کو پراپرٹی require ہو گی تو اسے مارکیٹ price ہی دی جائے گی۔ شکریہ

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Walled City of Lahore Bill 2011, as Recommended by the Standing Committee on Planning and Development be, circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st of March 2012."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Walled City of Lahore Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Planning and Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 45

MR SPEAKER: Now, Clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 45 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 46

MR SPEAKER: Now, Clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 46 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 47

MR SPEAKER: Now, Clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 47 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 48

MR SPEAKER: Now, Clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 48 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: اجلاس کا ٹائم پندرہ منٹ اور بڑھا دیا جائے۔

CLAUSE 49

MR SPEAKER: Now, Clause 49 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 49 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 50

MR SPEAKER: Now, Clause 50 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 50 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 51

MR SPEAKER: Now, Clause 51 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 51 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 52

MR SPEAKER: Now, Clause 52 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 52 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 53

MR SPEAKER: Now, Clause 53 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 53 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 54

MR SPEAKER: Now, Clause 54 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 54 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 55

MR SPEAKER: Now, Clause 55 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 55 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 56

MR SPEAKER: Now, Clause 56 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 56 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 57

MR SPEAKER: Now, Clause 57 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 57 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR SPEAKER: Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Walled City of Lahore Bill 2011 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Walled City of Lahore Bill 2011 be passed."

None opposed it, the motion moved and the question is:

"That the Walled City of Lahore Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ارشد صاحب!

وفاقی حکومت سے ٹرین ڈرائیوروں کے مطالبات پورے کرنے کا مطالبہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج پورے پاکستان کے اندر ٹرینوں کے ڈرائیوروں نے ہڑتال کی ہوئی تھی اور مسافر پریشانی کے عالم میں تھے جبکہ خصوصی طور پر طلباء، زمیندار اور مزدور طبقہ بڑی بری طرح damage ہوا ہے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ پورے پاکستان میں ٹرینوں کے 2200 ڈرائیور ہیں جو 2700 ڈرائیوروں کی جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ 2010 میں جو وعدے کئے گئے تھے وہ آج تک محکمے اور وزیر اعظم صاحب نے پورے نہیں کئے لہذا میں آپ کی اور اس House کی وساطت سے مرکزی حکومت سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ عوام کا مسئلہ ہے اور ان کے ایک وعدے کی خلاف ورزی پر پورے پاکستان کی عوام disturb ہو رہی ہے اس لئے انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے اور انہیں یہ معاملہ حل کرنا چاہئے چونکہ یہ عوام سے related ہے۔ شالیمار ٹرین اور عوامی ایکسپریس جو کراچی سے لاہور آنی تھیں ان کے مسافر ریلوے سٹیشنوں پر بیٹھ بیٹھ کر تھک گئے اس سے تقریباً 17 ٹرینیں disturb ہوئی ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بھی وضاحت کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کس کی وضاحت چاہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یا تو آپ انہیں بھی ٹائم نہ دیتے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کیا؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ انہیں ٹائم نہ دیتے یا پھر اب مجھے بھی وضاحت کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر انہوں نے کوئی ایسی بات کرنی ہے تو قرارداد کی شکل میں House میں لائیں۔

جناب سپیکر:متفقہ لائیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اگر وفاقی حکومت کو کوئی پیغام دینا ہے تو rules کے مطابق انہیں قرارداد لانی چاہئے تاکہ ہم اس پر اس کی وضاحت بھی کر دیں۔

جناب سپیکر:چلیں جی،اسے valid کرتے ہیں -

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد):جناب سپیکر!یہ ایک burning issue ہے اور عوام اس پر پریشان ہے،اس لئے میں نے relevant بات کی ہے۔

جناب سپیکر:خواتین میں سے کوئی بات کرنا چاہیں گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!چونکہ آج وقت زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،وقت زیادہ کہاں ہوا ہے؟ابھی تو پانچ منٹ رہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میری عرض سُن لیں۔آج آپ نے جس speed سے lengthy legislation کی ہے اس سے آپ نے ہمارے سب اندازے اور مُغالطے دُور کر دیئے ہیں۔اس سے تو لگتا ہے کہ آپ کی عمر 74 نہیں بلکہ 47 سال ہے۔آج آپ نے تیزی کے ساتھ legislation کر کے ہر چیز کو اُلٹ ثابت کر دیا ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ آج وقت زیادہ ہو گیا ہے اور ہم Women's Day کے لئے خصوصی طور پر ایجنڈا رکھ رہے ہیں۔کل وقفہ سوالات کے بعد ہماری بہنیں اس سلسلے میں بات کر سکیں گی۔آپ بے شک معزز خواتین ممبران سے تقریر کرنے کے لئے نام لے لیں۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔وہ معزز خواتین ممبران جو کل اس موضوع پر بات کرنا چاہتی ہیں اپنے نام میرے دفتر میں یا سیکرٹری اسمبلی کے پاس لکھوا دیں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 9۔مارچ 2012 بروز جمعہ صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

877

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ9-مارچ2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت اور کان کنی ومعدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

صوبے میں خواتین کے تحفظ کے لئے اقدامات پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،9-مارچ2012

(یوم الجمع،15-ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۡ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۧ

سورة التّین آیات1تا8

انجیر کی قسم اور زیتون کی(1)اور طور سینین کی(2)اور اس امن والے شہر کی (3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے(4) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا (5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے(6) تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے ؟(7) کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟(8)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آقا میرے قرار ہیں ہر بے قرار کے
محبوب کل ہیں یار ہیں پروردگار کے
دیتا خُدا ہے اِس میں ذرا شک نہیں مگر
دیتا ہے نعمتیں وہ محمد ﷺ پہ وار کے
صدقہ حسین و حسن کا خیرات دیجئے
در پہ کھڑے ہیں آپ ﷺ کو منگتے پُکار کے
بازارِ مصطفیٰ ﷺ ہے یہاں نقد مانگ تُو
او نا سمجھ یہاں نہیں سودے اُدھار کے

سوالات

(محکمہ جات صنعت اور کانکنی و معدنیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت اور کانکنی و معدنیات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 880 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں ریت کے ٹھیکہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*880: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ریت کی جگہوں کا ٹھیکہ دینے کا کیا معیار ہے اور ٹھیکہ کی شرح کیا ہے؟

(ب) اگر کسی کی ذاتی زمین سے ریت نکلتی ہے تو کیا اس پر بھی ٹیکس لگایا جاتا ہے، اگر ہاں تو ٹیکس کی شرح کیا ہے؟

(ج) ریت کے ٹھیکہ کی مدت کیا ہوتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

الف) محکمہ معدنیات سروے آف پاکستان کی شیٹس کے مطابق مختلف رقبہ جات کے نقشے تیار کر کے ریت کی نیلامی کے لئے پیش کرتا ہے اور پٹہ جات ان نقشوں کے مطابق عطا کئے جاتے ہیں۔عام ریت کا حکومت کی طرف سے شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔پٹہ دار عام ریت کی ڈیمانڈ اینڈ سپلائی کے اصول پر قیمت وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

(ب) عام ریت معدن کی تعریف میں آتی ہے اور حکومت کی ملکیت ہے لہذا ریت چاہے کسی آدمی کی ذاتی زمین سے بھی نکلتی ہے تو اس پر محکمہ معدنیات کا ٹھیکیدار عام ریت کی قیمت وصول

کرنے کا مجاز ہوتا ہے جیسا کہ ضمن نمبر 1 کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ عام ریت کا شیڈول ریٹ مقرر ہے۔

(ج) ریت کے ٹھیکہ کی میعاد دو سال ہوتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پٹہ دار عام ریت کی ڈیمانڈ اینڈ سپلائی کے اصول پر قیمت وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ شیڈول ریٹ مقرر نہ کر کے اور ٹھیکیدار کو صوابدیدی اختیار دے کر کیا محکمہ ٹھیکیدار کو لوٹ مار کی اجازت نہیں دے رہا اور اس کا شیڈول ریٹ مقرر کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا شیڈول ریٹ مقرر ہے جس پر ہم نیلامی کرتے ہیں۔ اس کے دو حصے ہیں کہ اگر کسی پرائیویٹ مالک کی کوئی زمین ہے اور وہاں سے ریت یا کوئی ایسی چیز نکلتی ہے تو وہ محکمہ کانکنی کی بھی ملکیت ہوتی ہے۔ محکمہ کانکنی جب وہاں نیلامی کرتا ہے تو اس کا ریٹ تین روپے فی مکعب فٹ ہوتا ہے اور اس میں سے ڈیڑھ روپیہ زمین کے مالک کو دیا جاتا ہے۔ یہ اس کی صوابدید ہے کہ اگر وہ نہیں نکلوانا چاہتا تو اس پر کوئی زبردستی نہیں ہو سکتی۔ ریت کا ریٹ تین روپے فی مکعب فٹ مقرر ہے ٹھیکیدار اس سے زیادہ ریٹ پر نہیں بیچ سکتے اگر کوئی شکایت آتی ہے تو محکمہ اس کو ضرور دیکھتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ منسٹر صاحب سے جو سوال پوچھا جائے اسی کا جواب دیا کریں کیونکہ لمبی بات سے وقت ضائع ہوتا ہے اور سوال رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ محکمہ خود لکھتا ہے کہ پٹہ دار عام ریت کی ڈیمانڈ اینڈ سپلائی کے اصول پر قیمت وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ میں نے اپنے پاس سے statement نہیں دی بلکہ یہ محکمہ کی statement ہے۔ اب وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ شیڈول ریٹ مقرر ہے جبکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔

جناب سپیکر! اس میں دوسری چیز یہ ہے کہ نہروں سے جو ریت نکلتی ہے، وہ نکلتی نہیں بلکہ کہیں سے آتی ہے۔ کیا معدنیات والے اس کا بھی ٹھیکہ دیتے ہیں کیونکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ ٹھیکیدار نہروں کے "L" سیکشن اور نہروں کے کناروں کو تباہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے نہروں میں شگاف پڑتا ہے اور نہروں کے اندر سے ریت نہیں نکلتی۔ یہ کس اتھارٹی کے تحت معدنیات والے نہروں کی ریت

کا بھی ٹھیکہ دے دیتے ہیں جس سے آبپاشی والوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہ پہلے سوال اور اس سوال کی بھی وضاحت کر دیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! نہروں سے جو ریت نکلتی ہے وہ محکمہ آبپاشی کی ہوتی ہے اور وہ ہی اس کو دیکھتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ آپ کے محکمہ نے خود لکھا ہے کہ شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ریت کا 3 روپے مکعب فٹ شیڈول ریٹ مقرر کر دیا گیا ہے۔ یہ پرانا سوال 2008 کا ہے اس لئے مقرر کیا جانے والا ریٹ اس میں add نہیں کیا گیا۔ نہروں سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ محکمہ آبپاشی خود دیتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف اپنی معلومات درست کر لیں کیونکہ جواب 7-مارچ 2012 کو موصول ہو رہا ہے۔ یہاں سوال کرنے کا تعلق نہیں ہے بلکہ تعلق جواب وصول ہونے سے ہے۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اب شیڈول ریٹ مقرر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 7-مارچ کے بعد شیڈول ریٹ مقرر ہوا ہے۔ اس کے علاوہ یہ اپنے محکمہ سے چیک کر لیں کہ نہروں کی ریت کا ٹھیکہ ان کا محکمہ دیتا ہے یا محکمہ آبپاشی دیتا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ نہروں کی ریت کا ٹھیکہ ہم نہیں دیتے بلکہ محکمہ آبپاشی دیتا ہے۔ اس سوال کا جواب 2009-09-19 کا ہے۔

جناب سپیکر: اسمبلی کو جواب 7-مارچ کو موصول ہوا ہے۔ آپ نے کب جواب دیا؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! 2009-09-19 کو محکمہ نے اس کا جواب دیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! تو پھر جواب کی کاپی میں محکمہ کی تاریخ دے دیا کریں تاریخ وصولی نہ لکھا کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا جواب 2009-02-19 کو آیا ہے، یہ پرانا سوال ہے اور اسی وقت کا یہ جواب تھا۔ یہ سوال اسمبلی کے floor پر نہیں آسکا تھا اسی لئے اس کو یہ دوبارہ لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے اپنے دفتر سے پتا کرنے دیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ابھی شیڈول ریٹ کی بات ہو رہی تھی تو کیا محکمہ معدنیات میں صرف ریت کے ٹھیکہ جات میں شیڈول ریٹ مقرر نہیں یا جو پہاڑیاں ضلع سرگودھا، خوشاب اور اٹک میں ہیں کیا وہ بھی اس محکمہ کے under آتی ہیں، وہاں بھی شیڈول ریٹ مقرر نہیں ہیں بلکہ ٹھیکیدار کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ وہ جہاں بھی چاہے ٹھیکہ لے کر اپنی مرضی سے ریٹ وصول کرے، کیا منسٹر صاحب ریٹ و شیڈول کے متعلق فرمائیں گے کہ یہ کب تک شیڈول مقرر کریں گے اور کیا گورنمنٹ اس کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: ریت کا تو انہوں نے بتا دیا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! نہیں، میں پوری ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں کیونکہ میرے حلقہ میں سب سے زیادہ پہاڑیاں ہیں۔ پنجاب حکومت کو معدنیات میں سب سے زیادہ آمدنی تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا سے ہوتی ہے۔ وہاں پر معدنیات کے فنڈ سے سڑکیں بھی بنائی گئی ہیں لیکن اب ان سڑکوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو گئی ہے اور ان کی مرمت بھی نہیں کی جا رہی۔

جناب سپیکر: وہ تو علیحدہ بات ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! وہاں پر کئی دفعہ مزدوروں، لیبر یونین، کھاتوں والوں اور crashers والوں کی اس شیڈول ریٹ کے متعلق ہڑتالیں ہو چکی ہیں اور اُس وقت راجہ ریاض صاحب صوبائی وزیر معدنیات تھے جنہوں نے کمیٹی بنائی تھی۔ وہاں پر سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈائریکٹر جنرل گئے ہیں، ساتھ ہم وہاں کے دو ایم پی ایز بھی گئے تھے لیکن آج تک شیڈول مقرر نہیں کیا گیا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ریت کے ساتھ ساتھ کیا پہاڑیوں کے لئے بھی کوئی شیڈول مقرر کریں گے اور حکومت پنجاب اس کے لئے کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ریت کے متعلق آپ نے بتا دیا ہے مگر اب یہ پتھر کی بات کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے اس کا شیڈول جاری کیا ہے یا نہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چوہدری عبدالغفور): جناب سپیکر! صرف ریت کا شیڈول مقرر کیا گیا ہے جبکہ عام پتھر کا شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے اور demand and supply کے مطابق قیمت فروخت

وصول کی جاتی ہے۔اس کے لئے میری اپنے محکمہ سے باقاعدہ میٹنگ ہوئی ہے جو alreadyاس طرح کے ٹھیکہ جات دیئے جاتے ہیں۔یہ شاید پرانے ریٹ مقرر ہوئے ہیں جن کو ہم دیکھ رہے ہیں تاکہ محکمہ کو زیادہ سے زیادہ آمدن ہو۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس پر ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے کیونکہ مقامی نمائندے اور مقامی لوگ شامل ہیں جن کی وجہ سے حکومت پنجاب کو کروڑوں اربوں روپے کی آمدن ہو رہی ہے جن کو کبھی considerکیا گیا اور نہ ہی کبھی عوامی نمائندوں کی رائے لی گئی ہے لہذا اس ایوان کی ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے چاہے وہ منسٹر صاحب کی سربراہی میں مقرر کر دیں تاکہ یہ ریٹ مقرر ہوں، بلیک میلنگ ختم ہو،مزدور اور کاروباری لوگ آسانی سے اپنا کاروبار کر سکیں اور حکومت کو وہاں سے زیادہ معاوضہ بھی مل سکے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے اچھی بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بہتر سے بہتر کی گنجائش ہر جگہ ہر وقت موجود رہتی ہے۔ محکمہ میں بھی اس حوالے سے کمیٹی موجود ہے لیکن اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں اور میرے بھائی بہتر تجاویز دینا چاہیں قطع نظر وہ اپوزیشن سے ہوں یا حکومت سے ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اب تجاویز کا وقت نہیں ہے۔آپ اور منور غوث خان صاحب میرے پاس آ جائیں پھر بیٹھ کر ہم کمیٹی بنا دیں گے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ مجھ سے مل لیں تو میں بالکل اس پر بات کروں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ انہوں نے کب بھیجا اور جواب کب موصول ہوا اگر مناسب سمجھیں تو میرے خیال میں ایوان کو بتا دیا جائے تاکہ محکمہ کی efficiencyکا پتا چل سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جواب موصول ہو گیا ہے لہذا بات کو ختم کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس طرح face saving سے کام نہیں چلے گا کیونکہ ہم اپنے ساتھیوں اور افسروں کی باتوں کو بہت درگزر کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میں تمام محکموں سے کہتا ہوں کہ آئندہ ایسے معاملات میں محتاط رہیں۔ متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری سے اس قسم کے جواب نہ دلوائے جائیں کیونکہ محکمہ جو چٹ لکھ کر دیتا ہے وہ غلط ہے۔ اب بھی محکمہ نے غلط لکھا ہے کہ 19-09-2009 کو انہوں نے بھیجا ہے جبکہ covering letter لگا ہوا ہے جس کے اوپر 7-مارچ 2012 لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا منسٹر صاحب! آپ جا کر اپنے محکمہ سے پوچھیں And take action against concern person.

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اس کو بالکل check کرتا ہوں۔

جناب طاہر احمد سندھو: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے معزز وزیر صاحب سے پوچھنا تھا کہ demand and supply کی بنیاد پر یہ price fix کرتے ہیں۔ یہ بتادیں کہ اُس کے parameters کیا ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ demand and supply کے parameters پوچھ رہے ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! پہلے کوئلے اور ریت کے بارے میں بات ہو رہی تھی تو کوئلہ یا دوسری نکلنے والی چیزوں کے ریٹ کے مطابق ہی اُس کی auction ہوتی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! یہ کیسے پتا چلے گا کہ ریت کی quality یہ ہے۔ اس کا proper procedure ہوگا کہ کس طرح determine کرنا ہے کیونکہ gage کرنے کے لئے parameters یا کوئی criteria ہوگا۔ ریت دیکھ کر صرف quality بتائی جا سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُس کی price determination کے لئے وہ کیا parameters ہیں جن سے اس کو gage کیا جا سکے کہ اس سال فلاں price ہوگی؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس ایک ہی سوال پر سات ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تیسرا سوال ہو رہا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس پر سات سوال ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! چار سوال تو میجر صاحب نے کئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ میجر صاحب سے پوچھیں کہ انہوں نے کتنے سوال کئے ہیں؟ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! سندھو صاحب quality کی بات کر رہے ہیں جس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ جو معدنیات جہاں سے نکل رہی ہیں، دیکھا جاتا ہے کہ وہاں سے سڑک کا کتنا فاصلہ ہے، کس طرح feasible ہے اور جو بندہ وہاں سے لے کر آ رہا ہے اُس کی کتنی investment ہے پھر quality control کے لئے محکمہ کو اپنے سسٹم کے تحت پتا ہوتا ہے کہ کہاں سے کون سی معدنیات کس quality کی نکل رہی ہیں جس کے مطابق ہی ان کو auction کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

DR. SAMIA AMJAD: On her behalf.

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: On her behalf.

جناب سپیکر: نہیں، ڈاکٹر صاحبہ پہلے کی کھڑی ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: چلیں، مجھے اس پر ضمنی سوال کر لینے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹائم آئے گا تو دیکھ لیں گے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 5048 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین بھلوال کی تفصیلات

*5048: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین بھلوال کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی گرانٹ کس کس مد میں وصول ہوئی؟

(ب) اس میں زیر تعلیم بچیوں کی تعداد کلاس وار بتائیں؟

(ج) اس میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں کتنی اسامیاں خالی ہیں خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) کیا حکومت اس ادارے کی تعمیر میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) مالی سال08-2007

سپیشل فنڈز۔/11,00,000

نان سیلری فنڈز۔/1,71,650

مالی سال09-2008

نان سیلری فنڈز۔/1,54,880

لائبریری فنڈز۔/15,000

(ب)

Class	Enrolment
(Regular Courses)	
Certificate vocational Girls	18
Diploma vocational Girls	12
Additional Diploma	05
(Short Courses)	
Beautician	13
Certificate in computer Application	07
Tailoring	06
Machine Embroidery	02

(ج) منظور شدہ اسامیوں کی تعداد

اسامی	تعداد	سکیل	پُر	خالی
1۔پرنسپل=	01	17	0	01
2۔ٹریڈ انسٹرکٹر=	02	10	02	0
3۔جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر=	02	08	01	01
4۔جونیئر کلرک=	01	07	01	0
5۔شاپ اسسٹنٹ=	03	06	03	0
6۔نائب قاصد=	01	01	01	01
7۔چوکیدار=	01	01	0	01
8۔مالی=	01	01	0	01

خالی اسامیاں پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔

(د) حکومت اس ادارے کی تعمیر میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کے مطابق پنجاب میں تعداد اور معیار کو بڑھانے کے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (الف) اور (ب) میں بچیوں کی کلاس میں تعداد اور instructors کی تعداد کا پوچھا گیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے سات مختلف سرٹیفکیٹ بتا دیئے ہیں جن میں certificate vocational girls, diploma vocational girls, additional diploma beautician, certificate in computer, tailoring and machine embroidery شامل ہیں۔ یہ مختلف چیزیں ہیں جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں پڑھائی جاتی ہیں۔ جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ جونیئر انسٹرکٹر صرف چار ہیں۔ کیا یہ سات subjects پڑھانے کے لئے چار انسٹرکٹر کافی ہیں اور کیا یہ اس پورے course کو cover کر پا رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ short courses ہیں۔ کچھ courses چار ہفتوں پر مشتمل، کچھ 12 ہفتوں اور کچھ 8 ہفتوں پر مشتمل ہوتے ہیں مگر وہ انسٹرکٹر proper طریقے سے پڑھا رہی ہیں اور as such وہاں پر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ superman قسم کی جونیئر انسٹرکٹر موجود ہیں جو ان سب چیزوں پر حاوی ہیں یعنی انہیں سب کچھ کرنا آتا ہے، وہ cutting, stitching, beautician, tailoring, machine embroidery اور computer application بھی سکھا لیتی ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گریڈ 8 اور 10 کی دو ٹریڈ انسٹرکٹر اور دو جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر رکھی ہیں وہ یہ سب کچھ پڑھا لیں گی۔ یہ کس قسم کی جرح ہے کہ چار ہفتے کا course ہے اور وہ خواتین سب کچھ cover کر لیں گی۔ حالانکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اتنا بڑا vision ہے کہ خواتین کو vocationally trained کریں تاکہ وہ independent ہوں۔ کیا ان چار جونیئر انسٹرکٹر سے گزارہ ہو جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! محترمہ نے بڑی اچھی بات کی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا vision ہے کہ ہم خواتین کی vocational

education کو فروغ دیں اور اس کو آگے بڑھائیں۔ اس کے لئے وہاں دو شفٹیں چلتی ہیں جن کے لئے چار انسٹرکٹر کافی ہیں۔ سات courses ہم دو شفٹوں میں کروا رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ان کی بوکھلاہٹ کا اندازہ یہ لگائیں کہ انہوں نے پہلے number of students اتنے کم دیئے ہیں جس کے لئے دو شفٹیں بھی چل رہی ہیں اور چار انسٹرکٹر دو شفٹوں میں ایک ہی تنخواہ پر چل رہے ہیں۔ پھر تاریخ کی بات دوبارہ ہوگی کہ جواب 2010 میں وصول ہوا ہے جبکہ سوال 2009 میں پوچھا گیا تھا اور آج سال 2012 ہے مگر اس جواب میں لڑکیوں کی تعداد update آئی ہے اور نہ ہی انسٹرکٹر کی تعداد updated ہے بلکہ اب دو شفٹوں کا بھی ذکر ہوگیا ہے۔ یہ اس چیز کا اقرار کریں کہ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کو بالکل ignore کیا جا رہا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کے لئے کیا اقدامات اٹھائیں گے، یہ مجھے اس کو correct کرنے کی کوئی بات بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں محترمہ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جواب 7-مارچ کو وصول ہوا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ course ہم دو شفٹوں میں مکمل کرواتے ہیں جہاں پر cooking, beautician اور tailoring وغیرہ کے course ہوتے ہیں اور جواب میں ہم نے تعداد بھی لکھی ہوئی ہے کہ کتنی کتنی بچیاں وہاں پر تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ تعلیم کے لئے دو سو طلباء کی ضرورت ہوتی ہے اور جتنی وہاں تعداد ہے اسے ہم دو شفٹوں میں پڑھا رہے ہیں، وہاں پر سٹاف بھی مکمل ہے اور ایسا کوئی problem نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ ہوش کے ناخن لیں کیونکہ اس میں کہیں cooking کا ذکر نہیں ہے دوسرا انہوں نے مارچ بغیر سال کے کہا ہے اور اس کے سن کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے بلکہ اس پر 17-02-2010 لکھا ہے اور یہ جوابات مجھے بالکل قبول نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): محترمہ! تاریخ وصولی جواب کو دیکھ لیں کہ کیا لکھا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! صفحہ تین کی چھٹی لائن میں تاریخ وصولی جواب 17-02-2010 لکھا ہوا ہے لیکن آپ پہلے صفحہ پر پھر رہے ہیں اگلا صفحہ پلٹیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ پہلے سوال کی بات کر رہی ہیں اور میں اسی کا جواب دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ صفحہ تین پر جائیں، اسے پڑھیں اور پڑھ کر سنائیں کہ تاریخ وصولی جواب 17-02-2010 ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے دیکھ لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! وہ سوال اسامیوں کے متعلق ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اپنے وزیر اعلیٰ کے vision کا نہیں پتا، اگر کوئی مجھے لوٹا نہ سمجھے تو میں اس کی وضاحت دیتی ہوں۔ بات صرف اتنی ہے کہ V.T.I زکوٰۃ فنڈ کو institutionalize کرنے کے لئے ایک پراجیکٹ بنا تھا جو آج نہیں بہت عرصہ سے چل رہا ہے۔ یہ وہ کارآمد V.T.I تھا یا ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا concept تھا جس میں زکوٰۃ کو صدقہ جاریہ کے طور پر جو خواتین afford نہیں کر سکتیں، ان کو تعلیم دینے کا اس میں vision تھا۔ آج مجھے یہ بتائیں کہ اس کے فنڈز اتنے کم ہیں اور پچھلے بجٹ میں جتنے فنڈز V.T.Is کے لئے allocate کئے گئے تھے، میری بجٹ تقریر میں بھی موجود تھے، وہ تو justify نہیں کر رہے کہ جو انہوں نے جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ اتنے دیئے گئے۔ کیا پچھلے سال جو V.T.Is کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں، اس کا کہیں ذکر نہیں ہے اور یہ 2008-09 تک لکھا ہوا ہے۔ اس میں سے کتنے فنڈز بھلوال کو sustain کرنے کے لئے، اپنے vision کو uphold کرنے کے لئے اور اپنے وزیر اعلیٰ کو uphold کرنے کے لئے دیئے گئے اور کیا وہ justified تھے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! زکوٰۃ فنڈز سے صرف P.V.T.C کے ادارے چلتے ہیں TEVTA کے ادارے زکوٰۃ فنڈ سے نہیں چلتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(ج) کے اندر سارا جواب ہی غلط دیا گیا ہے۔ اس جز کے نمبر 6 کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نوٹ فرمالیں۔ اس میں ہے کہ نائب قاصد کی منظور شدہ اسامی ایک ہے، وہ پُر ہے اور ایک خالی ہے تو یہ مجھے فرمادیں کہ ایک ہی لائن کے اندر کہتے ہیں کہ منظور شدہ اسامی ایک ہے، ایک پُر ہے اور ایک خالی ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے اور میں اس بات کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایک ہی اسامی ہے جو پُر ہے۔

جناب سپیکر: یہ کلیریکل mistake ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ یہاں پر منظور شدہ سٹاف کی تعداد 12 ہے اور اس میں پڑھانے سے متعلق تین اسامیاں خالی ہیں جبکہ درجہ چہارم کی ساری پُر ہیں۔ یہ ہمارا vision ہے کہ جنہوں نے کام کرنا ہے وہ اسامیاں بے شک خالی رہ جائیں اور جنہوں نے بالکل فارغ رہنا ہے، ان اسامیوں کو لازمی پُر ہونا چاہئے۔ اس کی تفصیل کے اندر مشین ایمبرائیڈری کرنے والی طالبات کی تعداد دو ہے۔ اگر یہ ٹیچنگ سٹاف یا instructional دینے والے سٹاف کو پورا کر دیں تو لازمی طور پر داخلہ ہوگا۔ اگر آپ مجھے وقت دیں تو میں پڑھ کر بتادوں کہ ٹیلرنگ کی کلاس میں چھ طلباء ہیں، اب یہ بتادیں کہ کتنے چاہئیں تھے؟ ایک اور بات یہ ہے کہ ایڈیشنل ڈپلومہ کے لئے طلباء کی تعداد پانچ ہے۔ Public money کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک سال کے اندر اس ادارے کو special فنڈ ساڑھے گیارہ لاکھ روپے دیا گیا ہے جو کہ تنخواہوں کے بغیر ہے۔ Non salary fund پونے دو لاکھ روپے ہے اور اس کے ساتھ پانچ لاکھ روپے کی salary بھی ہوگی یعنی ایک ادارے کے لئے ایک کروڑ روپے کی بلڈنگ بنائی ہے جس پر سالانہ تقریباً 25 لاکھ روپے اخراجات بھی کر رہے ہیں مگر طلباء کی تعداد 63 ہے۔ میں TEVTA کے رزلٹ بتادوں کہ گزشتہ دس سالوں کا اوسط رزلٹ 25 فیصد ہے۔ اب 63 طلباء کا 25 فیصد 17 طلباء بنتا ہے تو اب ان سے پتا کر لیں کہ 17 طلباء کو پڑھانے کے لئے ڈیڑھ سے دو کروڑ روپے کی بلڈنگ بنائی ہے اور 25 لاکھ روپے ان پر خرچ کر رہے ہیں۔ یہ ہے ہمارے خادم اعلیٰ کی وژن جس کی ڈیوٹی ان کو دی گئی ہے کہ یہاں پر وضاحت کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! مجھ سے محترم نے کوئی سوال نہیں پوچھا بلکہ تقریر انہوں نے بڑی اچھی کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو وہ تقریر پسند آئی ہے؟ آپ سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دوں کہ اس سوال کا جواب 2010 میں آیا۔ وہاں پر صرف پرنسپل کی سیٹ خالی ہے جس کے لئے ہم تین مرتبہ اشتہار دے چکے ہیں لیکن بھلوال میں اس سیٹ پر ملازمت کے لئے کوئی امیدوار انٹرویو دینے کے لئے تشریف نہیں لایا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اس سیٹ کے لئے کوئی آدمی بھجوا دوں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اگر ان کے پاس کوئی ایم اے ہوم اکنامکس امیدوار ہے تو یہ بھجوا دیں کیونکہ پرنسپل صاحب کی سیٹ کے لئے تین بار اشتہار دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 3931 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 08-2007 اور 09-2008 ضلع وہاڑی کی آمدن و دیگر تفصیلات

*3971: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی آمدن سال وار کس کس مد سے ہوئی؟

(ب) ضلع وہاڑی میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ج) ضلع وہاڑی محکمہ معدنیات کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران سال وار کتنی رقم دی گئی ہے؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم کس کس ترقیاتی منصوبہ پر خرچ ہوئی؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کو عام ریت/بھسر میں جو آمدن 08۔2007اور 09۔2008کو ہوئی اس کی تفصیل سالانہ بنیاد پر حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدن
1	2007-08	75,86,308/-
2	2008-09	98,49,450/-

(ب) ضلع وہاڑی میں صرف عام ریت/بھسر پائی جاتی ہے۔

(ج) ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔ضلع وہاڑی کو دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز بہاولپور کنٹرول کرتا ہے۔اور اس دفتر کی jurisdiction(حدود) میں پانچ اضلاع بشمول بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر، لودھراں اور وہاڑی آتے ہیں۔ضلع وہاڑی کے لئے الگ بجٹ نہ دیا جاتا ہے تاہم مندرجہ بالا پانچوں اضلاع کی دیکھ بھال کے لئے دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز بہاولپور کو جو سالانہ بجٹ08۔2007اور 09۔2008 میں دیا گیا کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدن
1	2007-08	25,46,446/-
2	2008-09	29,12,834/-

(د) دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز بہاولپور جو ضلع وہاڑی کے ساتھ دوسرے چار اضلاع بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر اور لودھراں کو کنٹرول کرتا ہے کو سال 08۔2007اور 09۔2008کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	کل رقم
1	2007-08	17,36,995/-	2,49,458/-	19,86,453/-
2	2008-09	21,03,474/-	2,07,883/-	23,11,357/-

(ہ) دفتر ہذا کو صرف ایک سوزوکی جیپ اور ایک موٹر سائیکل فراہم کیا گیا ہے جن کی مرمت اور پٹرول پر سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	گاڑی کی مرمت پر خرچ شدہ رقم	پٹرول کی مد میں خرچ شدہ رقم	کل رقم
1	2007-08	59,882/-	2,19,000/-	2,78,882/-
2	2008-09	39,995/-	1,99,617/-	2,39,612/-

(و) دفتر ہذا سے متعلقہ کوئی ترقیاتی منصوبہ نہ ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کے پہلے جز میں پوچھا گیا تھا کہ "ضلع وہاڑی میں معدنیات کو 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی آمدن سال وار کس کس مد سے ہوئی" جواب میں انہوں نے خود ہی contradiction پیدا کر دی کیونکہ اگر جز (ج) کو دیکھیں تو یہ کہہ رہے ہیں کہ 08-2007 میں یہ آمدن ہوئی اور پھر 09-2008 میں یہ آمدن ہوئی تو یہ اس کی وضاحت کر دیں کہ دو جگہ پر مختلف آمدن کا ذکر کیوں کیا گیا ہے اور اس کی figure مختلف کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جز (ج) میں ہے کہ ضلع وہاڑی محکمہ معدنیات کو سال 08-2007 اور 09-2008 میں سال وار کتنی رقم دی گئی؟ یہ اس محکمہ کی بات ہو رہی ہے، اس کی آمدن کی بات نہیں ہے جس کی تفصیل یہاں پر ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پھر یہاں پر یہ ہونا چاہئے کہ بجٹ کا تخمینہ دیا گیا ہے یہ آمدن نہیں ہے۔ آپ اس کے اوپر جو لکھا ہے وہ پڑھیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جز (الف) میں ہے کہ ضلع وہاڑی میں محکمہ معدنیات کو سال 08-2007 کے دوران کتنی آمدن، سال وار کس کس مد سے ہوئی جس کا تفصیلی جواب دیا ہے۔ 2008 کا میں معزز ممبر کو پڑھ کر بتا دیتا ہوں کہ ضلع---

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ جز (ج) میں آئیں جہاں پر آمدن لکھا ہوا ہے۔ اگر بجٹ کی رقم ہے تو پھر بجٹ تخمینہ لکھیں کہ یہ آمدن نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ آمدن لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ misprinting ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے دفتر کا عملہ کیا کرتا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں آپ کو یہ ensure کروا رہا ہوں کہ اس کا جو بھی ذمہ دار ہے اور جس نے بھی یہ کیا ہے، اسے سزا دی جائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوئی ہے جس کے جواب (ہ) میں ہے کہ ایک جیپ اور ایک موٹر سائیکل، میں سمجھتا ہوں کہ ایک جیپ اور موٹر سائیکل وہاڑی میں نہیں ہے بلکہ بہاولپور کے اندر ہے اور بہاولپور میں پانچ اضلاع ہیں تو کیا وزیر موصوف سمجھتے ہیں کہ یہ ٹرانسپورٹ اس دفتر کے لئے کافی ہے؟ کیونکہ صرف ایک ہی ضلع کی جو آمدن دی گئی ہے اس سے اندازہ لگائیے۔ پانچ ضلعوں کے لئے ایک گاڑی اور ایک موٹر سائیکل فراہم کی گئی ہیں۔ جو مرمت پر پیسے خرچ ہوئے ہیں اس سے بھی مجھے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بہت پرانی گاڑی ہے۔ کیا یہ ٹرانسپورٹ کافی ہے، سیکرٹریٹ میں اتنی اتنی گاڑیاں موجود ہیں یہ field office میں کیوں نہیں دی جاتیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! وہاں پر مزید ٹرانسپورٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائن اینڈ منرلز بہاولپور بیٹھتا ہے۔ وہ at a time بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر، لودھراں اور وہاڑی کو deal کرتا ہے۔ یہ ٹرانسپورٹ وہاں پر کافی ہے اگر انہیں ضرورت ہو گی اور وہاں سے کوئی ڈیمانڈ آئے گی تو میرے بھائی نے جو مشورہ دیا ہے اس پر ہم عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک کا سوال ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! سوال کا نمبر بولیں۔ (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 5049 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس بھلوال کا قیام و دیگر تفصیلات

*5049: محترمہ زوبیہ رُباب ملک: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس بھلوال کب قائم ہوا؟

(ب) اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے اس میں کلاس وار طالب علموں کی تعداد بتائیں کیا اس کی عمارت طالب علموں کی تعداد کے مطابق ہے؟

(ج) اس میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) اس کالج کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ہ) اس میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار بتائیں، کتنی اسامیاں کس کس مضمون کی خالی ہیں؟

(و) حکومت خالی اسامیاں کب تک پُر کر دے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) جولائی 1981

(ب) اس کی عمارت 20 کمروں پر مشتمل ہے۔

ڈی کام پارٹ ون (ریگولر)= 110

ڈی کام پارٹ ون (R-2)= 71

ڈی کام پارٹ ٹو (ریگولر)= 91

ڈی کام پارٹ ٹو (NS)= 75

بی کام پارٹ ون (R-2)= 60

بی کام پارٹ ٹو (NS)= 43

اس کی عمارت طالب علموں کی تعداد کے مطابق نہ ہے۔ بی کام بلاک کی ضرورت ہے جس کے لئے PC-I منظور کروایا جا چکا ہے۔ اس کی Administrative Approval(AA) مالیت 6.525(M) بذریعہ چٹھی نمبر۔TEVTA/GM/P/3-274 مورخہ 10-01-21 جاری ہو چکی ہے اور عمارت کا کام جلد شروع ہو جائے گا۔

(ج) ڈی کام (دو سالہ) ریگولر
بی کام (دو سالہ) ریگولر
سی سی اے (تین ماہ) شارٹ کورس

(د) مالی سال08۔2007
نان سیلری فنڈز= 2,27,651
سپیشل فنڈز= 5,00,000
مالی سال09۔2008
نان سیلری فنڈز= 1,07,034
مرمت عمارت فنڈز= 1,47,150

(ہ) منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) خالی اسامیاں پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔ قبل ازیں بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے خالی اسامیوں کو پُر کرنے میں تاخیر ہوئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس بھلوال کب قائم ہوا تھا اس کے حوالے سے پوچھا گیا ہے۔ اس کے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ یہ عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور طالبعلموں کی تعداد بتائی جائے، اس کے ساتھ یہ بھی پوچھا ہے کہ کیا یہ عمارت طالبعلموں کی تعداد کے مطابق پوری ہے؟ اس کے جواب میں محکمہ نے کہا ہے کہ یہ عمارت طالبعلموں کی تعداد کے مطابق ناکافی ہے اور اس کا PC-1 بھی منظور کیا جا چکا ہے، اس کی مالیت بھی لکھی ہوئی ہے اور اس کی approval 21-01-2010 سے ہو چکی ہے۔ محکمہ ابھی بھی یہ لکھ رہا ہے کہ عمارت کا کام جلد شروع ہو جائے گا۔ یعنی 2010 سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اس عمارت کا کام جلد شروع ہو جائے گا۔ میرا سوال ہے کہ یہ آخر کب تک شروع ہو جائے گا اب 2012 ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! وہاں موقع پر کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ پایہ تکمیل تک پہنچنے والا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا یہ current situation بتا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جی، میں current situation بتارہا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: پھر یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! نئے تعلیمی سال تک انشاء اللہ کمروں کی تعداد طالبعلموں کی تعداد کی requirement کے مطابق پوری کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جز (و) میں بتایا گیا ہے کہ خالی اسامیاں پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔ یہ خالی اسامیاں ابھی تک پُر کیوں نہیں ہو سکیں جبکہ بجٹ بھی منظور ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس وقت وہاں پر کوئی اسامی خالی نہیں ہے تمام اسامیاں پُر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5577 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوئلہ و نمک نکالنے کے لئے دیئے گئے پٹہ جات کی تفصیلات

*5577: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے اضلاع جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی کے مختلف مقامات سے نمک و کوئلہ نکالا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے ان اضلاع میں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی نمک و کوئلہ نکالنے کے پٹہ جات دیئے ہیں اگر ہاں تو وہ کتنے ہیں، پٹہ داروں کے نام اور پتا جات کیا ہیں اور یہ کب سے دیئے گئے ہیں اور ان سے حکومت کو 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی آمدن ہوئی؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے اضلاع جہلم، چکوال، خوشاب، اور میانوالی، کے مختلف مقامات سے نمک و کوئلہ کی کانکنی ہو رہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ معدنیات پنجاب کے مندرجہ بالا اضلاع میں پرائیویٹ سیکٹر میں بھی نمک و کوئلہ کی کانکنی کے لئے پٹہ جات عطا کئے گئے ہیں۔ پٹہ داروں کے نام اور رقبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں مائنیز اینڈ منرلز ڈیپارٹمنٹ کو 08۔2007 اور 09۔2008 میں درج ذیل آمدنی ہوئی۔

سال	کوئلہ	نمک
2001۔08	1,88,69,120	1,95,77,200
2008۔09	2,04,35,735	2,08,65,575

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال کوئلہ اور نمک نکالنے کے لئے دیئے گئے پٹہ جات کے بارے میں ہے۔ جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ 09-2008 میں کوئلے کی لیز سے دو کروڑ روپے اور نمک کی لیز سے بھی دو کروڑ روپے کی آمدن ہوئی۔ اگر کوئلے کو calculate کیا جائے تو سوٹرک کی قیمت سے بھی یہ لیز کے پیسے کم ہیں، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے علاقے سے حکومت کو صرف لیز سے دو کروڑ روپے کی آمدن ہے، کیا یہ ریٹ revise نہیں کرتے، اتنی کم آمدن کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی کا سوال بڑا valid ہے۔ اس بارے میں میری ڈیپارٹمنٹ میں already discussion ہو چکی ہے۔ ہم اس پر ایک کمیٹی constitute کر رہے ہیں جو نئے سرے سے rates کو fix کرے گی اور اس کو دیکھیں گے۔ یقیناً یہ آمدنی بڑھنی چاہئے اور اس پر مزید کام کرنے کی گنجائش ابھی موجود ہے۔ اس پر میں ایک کمیٹی constitute کروں گا اور اگلے اجلاس میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی رپورٹ بھی پیش کروں گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں انہوں نے جو تفصیل فراہم کی ہے اس میں 1950 میں جن لوگوں کو ٹھیکہ جات دیئے گئے ہیں وہ آج تک چل رہے ہیں۔ کیا یہ ان کی progress monitor کرتے ہیں، اُن لوگوں نے ٹھیکے لے لئے ہیں اور سینکڑوں ایکڑ اراضی کی لیز حاصل ہے تو اُن کی کیا performance ہے؟ یہ ٹھیکہ جات پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر سالوں کے لئے کیوں دیئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! لیز مختلف سالوں کے لئے ہوتی ہے۔ 30 سال کی بھی ہے، 20 سال کی بھی اور 10 سال کی بھی ہے۔ یہ لیز renewable ہوتی ہے۔ چونکہ وہ renew ہوتی رہتی ہے اس لئے یہ ٹھیکے اتنے عرصے تک کے لئے ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال علی حیدر نور خان نیازی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ ساجدہ میر کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 5969 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں یو سی کی سطح پر ووکیشنل سنٹرز، کمپیوٹر سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5969: **محترمہ ساجدہ میر:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت پنجاب میں یونین کونسل کی سطح پر کل کتنے ووکیشنل سنٹرز، skill centre اور کمپیوٹر سنٹرز موجود ہیں، اگر ہیں تو ان میں طلبہ / طالبات کی کل تعداد کتنی ہے اور ان سنٹرز کے لئے 10-2009 میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا، اگر بجٹ مختص ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں، یعنی کتنی رقم کس مد پر خرچ کی گئی؟

(ب) کیا حکومت اس تجویز پر غور کرے گی کہ ان سنٹرز کے لئے بجٹ میں الگ سے رقم مختص کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):
(الف) اس وقت یونین کونسل کی سطح پر ووکیشنل سنٹرز، سکل سنٹرز اور کمپیوٹر سنٹرز موجود نہیں ہیں۔
(ب) ان سنٹرز کے قیام کے بعد اس تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ پنجاب میں یونین کونسل کی سطح پر ووکیشنل سنٹرز اور کمپیوٹر سنٹرز کی تعداد بتائی جائے لیکن جواب یہ آیا ہے کہ اس تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔ مجھے سوال دیئے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں ابھی تجویز کو زیر غور ہی رکھا ہوا ہے؟ اس کے دو طرح کے فوائد ہیں ایک تو street crime بھی کم ہو گا اور جو بچے اِدھر اُدھر دھیان دیتے ہیں وہ بھی مصروف ہو جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جن بچوں کے والدین فیسیں نہیں دے سکتے ان کے بچے یونین کونسل میں جا کر کمپیوٹر اور skills training لیں گے۔ منسٹر صاحب بتائیں گے کہ یہ کب تک ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! TEVTA کے زیر اہتمام تمام ادارے تحصیل سطح پر ہیں ہمارا یونین کونسل کی سطح پر کوئی ادارہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں فنڈز ملیں گے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو یونین کونسل تک بھی لے کر جائیں گے۔ فی الحال ہم اس کو تحصیل لیول تک چلا رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! TEVTA کے 5-ارب روپے کے فنڈز 2006-07 میں lapse ہوئے۔ TEVTA کو ایک اتھارٹی بنا دیا گیا اور اس کے lapse ہوئے فنڈز کو اگر وہاں پر خرچ کر لیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح سے ہم ڈکیتیوں اور street crimes سے بچ سکتے ہیں۔ ہم بچوں کو یونین کونسل کی سطح پر skills training بھی دے سکتے ہیں۔ TEVTA کے پاس کافی فنڈز ہیں ان فنڈز کو کہاں استعمال کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ تجویز کو اچھا سمجھ کر اس کو لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہم نے اس پر باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ صرف یونین کونسل سطح پر نہیں ہم وارڈ کی سطح تک لے کر جانا چاہتے ہیں۔ مگر اس کے لئے وقت اور فنڈز بھی درکار ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا یہ اگلے پانچ سال بھی اسی طرح لگ جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! جب سے ہم نے TEVTA کو اتھارٹی declare کیا ہے اُس وقت سے لے کر آج تک اس کا جو پندرہ سالہ پرانا سلیبس تھا وہ تبدیل کر کے update کیا ہے۔ وہاں پر ایک self finance کے نام پر ڈکیتی ہو رہی تھی جو پچھلی حکومت کا دیا ہوا تحفہ تھا اس کو ختم کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جو ہمارے تحصیل level پر ادارے کام کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کے معیار اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ان کو یونین کونسل level تک لے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال نمبر 6116 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نیلامی کی مقررہ تاریخ کی منسوخی کی وجوہات و تفصیلات

*6116: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3-فروری2010 کو مارگلہ لیز ایریا میں Lime stone کی معدنیات کی نیلامی ڈی جی آفس لاہور میں منعقد ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نیلامی میں حصہ لینے کے لئے پورے ملک سے تقریباً 200/250 افراد ڈی جی آفس لاہور میں مقررہ تاریخ اور وقت پر حاضر ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیلامی سے صرف دس منٹ پہلے ڈی جی نے ایک ٹیلی فون کال پر مذکورہ نیلامی منسوخ کر دی، اس منسوخی کی وجوہات کیا ہیں اور یہ کس کے احکامات پر منسوخ کی گئی، اس سے حکومت کا کتنا نقصان ہوا اور اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 3-فروری2010 کو مارگلہ ہلز میں واقع لائم سٹون بلاکس کی نیلامی ہونا قرار پائی تھی۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ نیلامی کے لئے تقریباً 141 افراد نے رجسٹریشن کروائی اور بہت سے افراد نیلامی کے لئے تشریف لائے تھے۔

(ج) گزارش ہے کہ لائم سٹون بلاکس واقع مارگلہ ہلز کی نیلامی مورخہ 10-03-03 کو ہونا تھی لیکن چونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے محکمہ معدنیات کی طرف سے بھجوائی گئی سمری پر مورخہ 09-07-30 کو حکم دیا تھا کہ ماحولیات آلودگی کو روکنے اور انسانی جانوں کی حفاظت کی خاطر مارگلہ ہلز میں مائننگ و کرشنگ بند کر دی جائے اس لئے ڈائریکٹر جنرل (مائنز اینڈ منرلز) نے وزیر اعلیٰ کے حکم کی تعمیل میں مذکورہ نیلامی نہ کروائی تھی۔

نیلامی نہ ہونے پر حکومت کا کوئی نقصان نہ ہوا ہے کیونکہ لائم سٹون کے ذخائر وہیں موجود ہیں جو کہ حکومت کی ملکیت ہیں۔

یہاں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ مارگلہ ہلز میں مائننگ اور کرشنگ بند کرنے کے لئے وفاقی حکومت کی طرف سے بھی ہدایات تواتر کے ساتھ وصول ہوئی ہیں۔ محکمہ ہذا بھی مارگلہ ہلز میں ماحولیاتی آلودگی سے محفوظ رہنے کے لئے مائننگ اور کرشنگ کو بند کرنا چاہتا ہے۔ بفرزون میں موجود 109 سٹون کرشرز کو کام کرنے سے روک دیا گیا مگر مارگلہ ہلز کی مشرقی و مغربی جانب 6 عدد بلاکس ابھی بند نہیں کئے جا سکے کیونکہ اس سلسلہ میں قانونی رکاوٹیں حائل ہیں مگر محکمہ ان تمام بلاکس کو بھی ان کی لیز ختم ہونے پر مزید توسیع نہ دے گا۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سوال میں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر میرا سوال کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات مکمل ہو گئی ہے، یہ سوال کمیٹی کو نہیں بھیجا جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مہربانی کریں، میرا سوال کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں، میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ وزیر اعلیٰ نے محکمہ معدنیات کی طرف سے بھجوائی گئی سمری پر مورخہ 09-07-30 کو حکم دیا تھا کہ ماحولیاتی آلودگی کو روکنے اور انسانی جانوں کی حفاظت کی خاطر مارگلہ ہلز میں مائننگ و کرشنگ بند کر دی جائے لیکن ظاہر ہے کہ یہ ٹینڈر تک پہنچنے سے پہلے اس کی تیاری اور ریسرچ پر بڑی مدت لگی ہو گی کہ یہاں کتنی مقدار میں کیا کیا معدنیات نکلیں گی تو اس وقت پوری ایک سال کی محنت تھی تو کیا اس وقت محکمہ کو پتا نہیں تھا کہ اس کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی ہو گی یا انسانی جانوں کو خطرہ ہو گا اور اسی جز (ج) کے اندر یہ کہہ رہے ہیں کہ مارگلہ ہلز کی مشرقی و مغربی جانب 6 عدد بلاکس ابھی بند نہیں کئے جا سکے یعنی اسی مارگلہ ہلز پر اس سے پہلے والا کام بھی جاری ہے۔ اب یہ عجیب مذاق ہے کہ اس پر کام ہو بھی رہا ہے، ماحولیاتی آلودگی سے بچنے اور انسانی جانوں کو بچانے کے لئے next tender روک بھی دیا گیا ہے۔ منسٹر صاحب ایک تو ان دو سوالوں کی وضاحت فرما دیں اور دوسری بات یہ بتا دیں کہ یہ مارگلہ ہلز ایریا اسلام آباد capital territory میں ہے یا صوبہ پنجاب کی territory میں آتا ہے جس وجہ سے وہاں پر یہ کچھ کر رہے ہیں اگر یہ اسلام آباد territory کی حدود میں ہے تو حکومت پنجاب اس کو کیسے take up کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ ایریا صوبہ پنجاب کے under آتا ہے، صوبہ پنجاب کا حصہ ہے اور اسلام آباد territory میں نہیں آتا۔ میں اپنے بھائی کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو ٹھیکے روکے گئے ہیں اس میں صرف پنجاب حکومت نہیں بلکہ وفاقی حکومت نے بھی بار بار کہا کہ اس سے ماحولیاتی آلودگی پھیلتی ہے لہذا اس کو روکا جائے۔ میرے

معزز بھائی نے جو کہا ہے کہ وہاں پر کچھ کام ہو رہے ہیں۔ان کی already پہلے سے لیز تھی اور ختم ہونے والی ہے۔ ہم نے کوئی نئی لیز نہیں کی اور ان کی لیز جو نہی ختم ہو گی اس کو بند کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Assembly Rules of Procedure کے اندر وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ جو سوال کیا جائے گا تو متعلقہ محکمہ اس کا جواب پندرہ دن کے اندر دینے کا پابند ہے۔اب یہ تاریخ note فرمالیں کہ اس سوال کی ترسیل 20۔جون 2010 اسمبلی سے محکمے کو ہوئی، محکمے سے جواب 20۔ستمبر 2010 کو واپس آیا ہے اور یہ 90 دنوں میں آیا ہے تو کیا یہ Honourable Chair اور Honourable Minister اس محکمے کے خلاف کوئی کارروائی کرنے ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، جواب آ چکا ہے، اب آپ مہربانی کر کے اس بات کو چھوڑ دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیتے؟

جناب سپیکر: جی، آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔اب اگلا سوال نمبر 7792 رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال آصف بشر بھاگٹ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے جناب آصف بشیر بھاگٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 6383 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، معدنیات کی تفصیلات

*6383: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ب) اس ضلع کی سال 09-2008 اور 10-2009 کی معدنیات کی آمدن بتائیں؟

(ج) یہ معدنیات کہاں کہاں پائی جاتی ہیں اوران کا ٹھیکہ /پٹہ کون نیلام کرتا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں صرف عام ریت پائی جاتی ہے۔

(ب) سال09-2008 کی آمدن مبلغ-/34,51,748روپے جبکہ سال 10-2009 کی آمدن مبلغ-/1,21,80,000روپے آج مورخہ 10-06-14ہے۔

(ج) عام ریت ضلع منڈی بہاوالدین میں درج ذیل مقامات پر بلاکس /زونز بنائے گئے ہیں جو وقتاًفوقتاًبذریعہ نیلام الاٹ کئے جاتے ہیں۔

(1) کوٹ ستار

(2) مونگ

(3) ریڑکازیریں

(4) کامونکے خورد

(5) کھیاں

(6) جانو/مانوزون

(7) ڈیرہ سردار علی/ملکوال زون۔

یہ معدن (عام ریت)ضلع منڈی بہاؤالدین میں مختلف مقامات پر پائی جاتی ہے۔ محکمہ معدنیات سروے آف پاکستان کی شیٹوں کی مدد سے ان مقامات کے بلاکس /زونز بناکر پنجاب معدنی مراعاتی قواعد مجریہ2002 کے تحت نیلام کرتا ہے۔ عام ریت کے پٹہ جات کی نیلامی ضلعی کمیٹی کرتی ہے جس کا چیئرمین متعلقہ ضلع کا ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) یا اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔ دیگر ممبران میں ڈویژنل فارسٹ آفیسر، ایگزیکٹو انجینئر محکمہ انہار، ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات اور چیف انسپکٹر آف مائنز کے نمائندے (متعلقہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر /ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنزاینڈ منرلز)بطور سیکرٹری ضلع نیلام کمیٹی فرائض انجام دیتا ہے۔ کمیٹی ہذا اپنی نگرانی میں شفاف طریقہ سے نیلام کرواتی ہے جبکہ سیکرٹری ضلع نیلام کمیٹی وصول شدہ بولیوں پر اپنی سفارشات منظوری کے لئے ڈائریکٹر لائسنسنگ ادنیٰ معدنیات پنجاب کو پیش کرتا ہے اور ڈائریکٹر لائسنسنگ ادنیٰ معدنیات کی منظوری کے بعد ٹھیکہ جات الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! سوال کی جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ یہ معدنیات کہاں کہاں پائی جاتی ہیں اور ان کا ٹھیکہ / پٹہ کون نیلام کرتا ہے تو میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا شیڈول کیوں مقرر نہیں کیا جاتا اور عوام پر ٹھیکیداروں کو بھیڑیوں کی طرح کیوں چھوڑ دیا گیا ہے؟ کیونکہ کسی جگہ پر تین ہزار روپے ٹرالی لی جاتی ہے اور کسی جگہ پر پانچ ہزار روپے ٹرالی لی جاتی ہے تو اس پر ایک شیڈول مقرر کرنے میں ان کو کیا دشواری ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے شیڈول تو بتا دیا ہے، کیا آپ نہیں سنا؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! نہیں، شیڈول مختلف جگہوں پر مختلف ہے اور اس سلسلے میں ساری عوام کو ٹھیکیداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (چوہدری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے جو انہوں نے auctions کی بات کی ہے تو اس کا جواب دیتا ہوں کہ اس کے لئے پہلے ضلع میں ہمارے "ای ڈی او آر" ریونیو کی سربراہی میں "ڈی سی او" آفس میں ایک کمیٹی ہوتی تھی، ہمارے مائنز اینڈ منرلز کے "اے ڈی" بطور سیکرٹری اس کمیٹی کو join کرتے تھے اور وہاں پر اس کی open auction کی جاتی تھی لیکن اب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے اور اس کی سربراہی میں کمیٹی کام کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ رہی شیڈول کی بات تو یہ بڑی جائز بات ہے اور اس کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ میں دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو review کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7832 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7832: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ کے زیر کنٹرول کل کتنے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کالجز ہیں؟

(ب) ان اداروں میں لیکچرارز و پروفیسرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ کے زیر کنٹرول کل سات انسٹیٹیوٹس اور ایک کالج ہے۔

(ب) صرف گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، گجرات میں ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی تین اسامیاں خالی ہیں اور یہ پروموشن کوٹا کی سیٹیں ہیں جو کہ پروموشن کے بعد پر کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ ضلع گجرات میں کل سات انسٹیٹیوٹس اور ایک کالج ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان اداروں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! انہوں نے خالی اسامیوں کے متعلق سوال کیا تھا اور یہ fresh question بنتا ہے لیکن ہمارے خیال میں وہاں پر تمام سہولتیں موجود ہیں اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو یہ بتا دیں۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے جو اسامیوں کے متعلق سوال کیا تھا تو اب وہاں پر تمام اسامیاں پُر ہیں اور proper کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس information نہیں ہے۔ میں صرف اسی institute کی بات نہیں کر رہی بلکہ پورے پنجاب کی institutions میں یہ حال ہے کہ کہیں بنچ نہیں ہیں اور کہیں پانی کا نظام ٹھیک نہیں ہے---

جناب سپیکر: آپ اس سے متعلقہ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اسی کا بتا رہی ہوں کہ ان کو غلط information ہے اور وہاں پر بہت سی ایسی missing facilities ہیں جو کہ---

جناب سپیکر: جی، آپ کسی کی نشاندہی کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں ان کو لا کر دکھا دوں گی بلکہ اگر یہ وہاں پر چلیں تو ان کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کسی ایک institution میں نہیں بلکہ تمام institutions میں یہی حال ہے۔ میرا

اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ تین ایسی اسامیاں ہیں جو کہ خالی ہیں اور promotion کی وجہ سے رکی ہوئی ہیں تو کیا اس سوال کو پوچھے ہوئے دو سال نہیں ہو چکے ؟

جناب سپیکر: جی، وہ بتا رہے ہیں کہ سب مکمل ہو چکی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں نے یہ بتایا ہے کہ وہ اسامیاں پُر ہو چکی ہیں اور اب وہاں پر کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ اسامیاں کب پُر ہوئی ہیں ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ تقریباً چھ ماہ پہلے سے پُر ہوئی ہیں، یہ promotion کی اسامیاں تھیں جن پر لوگوں کی promotion ہوئی ہے اب وہ اپنی jobs پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ جو promotion رکی ہوئی تھیں اور اب ڈیڑھ دو سال بعد ان کی promotion ہوئی ہے جبکہ اس سوال کو کئے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ promotion کا کوٹا تھا، promotion کا ہر سال میں شیڈول ہوتا ہے جن کی promotion ہونی ہوتی ہے وہ promote ہو کر اپنی job پر چلے جاتے ہیں مگر اس وقت وہاں پر تمام سیٹیں پُر ہیں اور کوئی سیٹ خالی نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر ہر سال promotion ہوتی ہے اور انہوں نے 6 مہینے پہلے promotions کیں لیکن سوال کا جواب دو سال بعد آیا ہے تو کیا اس سال promotion رکی ہوئی تھی ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس کی تفصیل تو میں اس وقت فراہم نہیں کر سکتا کہ promotion کیوں رکی ہوتی تھی کیونکہ بعض اوقات بورڈ کا اجلاس لیٹ ہو جاتا ہے مگر تقریباً اس وقت وہاں پر سارا اسٹاف مکمل ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب تو سارا اسٹاف مکمل ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پھر یہ اجلاس لیٹ کیوں ہوتے ہیں ؟اس وجہ سے بہت سے لوگ suffer کرتے ہیں۔ بہت ساری جگہوں پر ایسی کوتاہیاں مل رہی ہیں اوراس حکومت میں good governance کی ایسی مثالیں ہر جگہ موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی،جہاں جہاں پر کوتاہیاں ہیں ان کا notice لیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس بات کا خصوصی خیال کیا جائے گا کہ کسی کی promotion دیر سے نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ۔اب اگلا سوال جناب شیر علی خان صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے جناب شیر علی خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،سوال نمبر بولئے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 7441 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کوئلہ کے ذخائر اور نکاسی سے متعلقہ تفصیلات

*7441: جناب شیر علی خان: کیا وزیر کانکنی معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں کوئلہ کن کن مقامات سے نکالا جارہا ہے ؟

(ب) اس وقت صوبہ میں کوئلہ کی نکاسی کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے۔کتنے پٹہ دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ،حاصل کئے ہوئے ہیں ان کے نام وپتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ج) سال 2007 سے آج تک کوئلہ کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کیا آمدنی ہوئی اور آمدنی کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات زیر غور ہیں تفصیل بتائی جائے ؟

(د) پانچ سال سے زائد پٹہ جات دینے کے لئے کارکردگی کے معیار کو پرکھنے کا کیا طریق کار ہے، وضاحت کی جائے ؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب میں کوئلہ مندرجہ ذیل مقامات سے نکالا جاتا ہے۔

(i) ضلع چکوال: آڑہ بشارت، چوآ سیدن شاہ، کلر کہار، منارہ وغیرہ

(ii) ضلع خوشاب: نلی، کٹھہ، حیات المیر وغیرہ

(iii) ضلع جہلم: جوگی ٹلہ، ڈنڈوٹ وغیرہ

(iv) ضلع میانوالی: گلہ خیل، پائی خیل، مکڑوال وغیرہ

(ب)

(i) صوبہ پنجاب میں کوئلہ کے پٹہ جات کی کل تعداد 361 ہے۔

(ii) یہ پٹہ جات پنجاب معدنی مراعات قوانین مجریہ 2002 کے تحت عطا کئے جاتے ہیں۔

(iii) پانچ سال سے زائد عرصہ والے پٹہ داروں کی کل تعداد 236 ہے۔

(iv) پٹہ داروں کے نام اور پٹہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ معدنیات کو 2007 سے لے کر اب تک کوئلہ کی پیداوار سے رائیلٹی کی مد میں بحساب 35 روپے فی ٹن (31 مئی 2009 تک) اور 55 روپے فی ٹن (یکم جون 2009) درج ذیل آمدن ہوئی۔

2007-08	مبلغ-/1,93,70,855 روپے
2008-09	مبلغ-/2,00,02,255 روپے
2009-10	مبلغ-/3,25,28,100 روپے
2010-11	مبلغ-/3,41,13,475 روپے

بجلی کی کمی پوری کرنے کے لئے تھرمل پاور پلانٹس لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے جس سے کوئلے کی کھپت بڑھے گی اور محکمہ کی آمدن میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

(د) پانچ سال سے زائد پٹہ جات دینے کے لئے کارکردگی کے معیار کو پرکھنے کا طریق کار درج ہے۔ اگر پٹہ دار نے کانکنی کا جملہ ترقیاتی کام قواعد کے مطابق کیا ہو اور لائسنسنگ اتھارٹی کی تسلی کے مطابق ترقیاتی سکیم پر عملدرآمد کیا ہو اور واجبات بطور کرایہ، رائیلٹی، جرمانے، رقم ہرجانے اور سطحی کرایہ ادا کر دیئے ہوں تو لائسنسنگ اتھارٹی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ پٹہ کی تیس سال یا اس سے کم مدت کے لئے تجدید کر دے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ سوال صوبہ میں کوئلہ کے ذخائر اور نکاسی کے متعلقہ ہے اور جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ 10-2009 میں 35 روپے فی ٹن کے حساب سے جو رائیلٹی حکومت کو وصول ہوئی وہ تقریباً مبلغ -/3,25,28,100 روپے ہے۔ اگلے سال رائیلٹی کا ریٹ 55 روپے فی ٹن ہو گیا اور آمدن تقریباً اتنی ہی رہی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کوئلہ کی کانکنی 2009 کے مقابلے میں 2010 میں کم ہو گئی ہے اور اگر ایسا ہے تو کیوں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جتنا کوئلہ کان سے نکلتا ہے رائیلٹی بھی اسی حساب سے ملتی ہے وہاں جتنا کوئلہ produce ہوا ہے اسی حساب سے رائیلٹی ملی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ وزیر صاحب یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ کوئلہ 2009 کے مقابلے میں کم نکلا ہے لہذا میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کیسے measure کرتے ہیں کہ کوئلہ اتنی مقدار میں نکلا ہے، محکمہ اس سلسلے میں کیا طریق کار adopt کرتا ہے؟ پورے پنجاب میں کوئلے کی رائیلٹی ناقابل یقین حد تک کم ہے۔ آپ یہ کیسے assess کرتے ہیں کہ اتنے ٹن کوئلہ نکلا ہے۔ کیا آپ کوئلے کی کانکنی کرنے والے مالکان پر dependent ہیں کہ وہ جو کہہ دیں ٹھیک ہے یا آپ کے پاس اپنا چیک کرنے کا کوئی سسٹم موجود ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے، ہمارے پاس اس کا پورا setup موجود ہے بلکہ پورا ادارہ اس کو دیکھتا ہے اور جتنا کوئلہ وہاں سے نکلتا ہے اس کو روزانہ کی بنیاد پر چیک کیا جاتا ہے۔ دو تین مہینے بعد ہمارے سینئر آفیسرز بھی اس کو باقاعدگی سے چیک کرتے ہیں بلکہ اس کی باقاعدہ انسپکشن ہوتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پھر ہر سال اس کی آمدن کیوں کم ہو رہی ہے اس کی چیکنگ کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب والا! چیکنگ کا طریق کار یہ ہے کہ جس حساب سے ٹھیکیدار وہاں سے کوئلہ نکال رہا ہے، جو گاڑیاں وہاں سے نکلتی ہیں ان کو چیک کیا جاتا ہے۔ ایک گاڑی میں کتنے ٹن کوئلہ آتا ہے already fix ہے اور کون سی گاڑی کتنا کوئلہ لے کر جا رہی ہے اس کو نوٹ کیا جاتا ہے اسی حساب سے رائیلٹی لی جاتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس معاملے کی تحقیق ہونی چاہئے کیونکہ یہ پنجاب حکومت کی آمدن کا ذریعہ ہے اس پر ٹیکسوں کا دارومدار ہے۔ جب کوئلہ declare ہی نہیں ہوتا کہ کتنی مقدار میں ہے، انکم ٹیکس تو بہت دور کی بات ہو جائے گی۔ یہ ایک ایسا سیکٹر ہے جو پنجاب کی ڈویلپمنٹ سے منسلک ہے لہذا میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں یا محکمہ اس پر کوئی proper report دے---

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب خود اس کو دیکھ رہے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں یہ عرض کر دیتا ہوں---

رانا محمد افضل خان: جناب والا! میری وزیر موصوف سے گزارش ہو گی کہ اس پر کوئی time scale set کریں جس کے بعد اس کی رپورٹ آئے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں دوبارہ اپنے معزز بھائی کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی دو آراء نہیں ہیں، ہم اس معاملے کو دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: ان کو بھی ساتھ ہی شامل کر لیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب والا! ہم ان کو بھی شامل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے تھرمل پاور پلانٹس لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ میرا اس سلسلے میں یہ ضمنی سوال ہے کہ اس منصوبے کو کب تک شروع کرنے کا ارادہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کیا اس کوئلہ کی کوالٹی بجلی بنانے کے لئے ٹھیک ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری معزز بہن نے جو کچھ پوچھا ہے ویسے تو fresh question بنتا ہے۔ اس کے لئے ہمارا باقاعدہ طور پر ایک انرجی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور ہم مل کر اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم جہاں تک پہنچ چکے ہیں وہ میں اپنی معزز بہن کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ تاہم میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پر باقاعدہ طور پر کام ہو رہا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اس سلسلے میں چائنا کا دورہ بھی کیا ہے اور چینی کمپنیاں بھی

پاکستان آئی ہیں۔ ہمارا محکمہ کا نکنی، انرجی ڈیپارٹمنٹ اس پر دن رات کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے صوبہ پنجاب کی عوام کو بہت جلد facilitate کریں گے۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اس سوال پر ضمنی سوال مکمل ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! On his behalf. Question No. 10531 (معزز ممبر نے جناب محمد طارق امین ہوتیانہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

صوبہ میں ٹیکنیکل اور کامرس کے اداروں میں سیکنڈ شفٹ شروع کرنے کی تفصیلات

*10531: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل اتھارٹی (ٹیوٹا) نے صوبے کے ہزاروں طلباء وطالبات کو ٹیکنیکل اور کامرس کے اداروں سے سیکنڈ شفٹ ختم کر کے تعلیم سے محروم کر دیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طلباء وطالبات کو حصول تعلیم، سستی اور معیاری فراہم کرنے کے لئے دوبارہ سیکنڈ شفٹ کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) یہ درست ہے کہ ٹیوٹا کے اداروں سے سیکنڈ شفٹ میں نئے داخلے کو ختم کیا گیا ہے۔ یہ قدم معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے اٹھایا گیا ہے اور پہلی شفٹ کا دورانیہ بڑھا دیا گیا ہے تاکہ طلباء جو انڈسٹری کی ضرورت کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں ان کو انڈسٹری کے ماحول کے مطابق ڈھلنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

(ب) اس وقت ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ اس حوالے سے اداروں کی استعداد کو بڑھایا جارہا ہے تاکہ اس کمی کو پورا کیا جاسکے۔ چونکہ سیکنڈ شفٹ تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لئے ختم کی گئی ہے اس لئے اس کا دوبارہ اجراء فی الحال نہیں کیا جارہا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ جز(الف) کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) یہ درست ہے کہ ٹیوٹا کے اداروں سے سیکنڈ شفٹ میں نئے داخلے کو ختم کیا گیا ہے۔ یہ قدم معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے اٹھایا گیا ہے اور پہلی شفٹ کا دورانیہ بڑھا دیا گیا ہے تاکہ طلباء جو انڈسٹری کی ضرورت کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں ان کو انڈسٹری کے ماحول کے مطابق ڈھلنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یونیورسٹیوں اور دوسرے اداروں میں سیکنڈ شفٹیں موجود ہیں تو ان کے پاس اس کے لئے کوئی excuse تو ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس بجٹ نہیں ہے یا طلباء کی تعداد کم ہے، یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ بلاوجہ لوگوں کا مستقبل خراب کرنا شروع کر دیں، ہزاروں طلباء ایسے ہیں جن کے داخلے ہی نہیں ہوتے اور انڈسٹری کے مطابق طلباء کو تیار کرنے کا کیا مقصد ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سیکنڈ شفٹ سیلف فنانس سکیم کے تحت شروع کی گئی تھی اور سیلف فنانس سکیم ایک ایسا گھناؤنا جرم تھا جس کے تحت ڈیڑھ ارب روپے سالانہ کی ڈکیتی ہو رہی تھی، ہم نے وہ سیلف فنانس سکیم ختم کر دی ہے۔ اس کا طریق کار یہ تھا کہ اگر ایک کالج میں دو سو سیٹیں تھیں تو سو سیٹیں اوپن میرٹ پر fill ہوتی تھیں اور سو سیٹیں سیکنڈ شفٹ میں سیلف فنانس میں چلی جاتی تھیں۔ جو بچہ ریگولر فیس سے ڈپلومہ کرتا تھا اس کا تین ہزار روپے خرچ ہوتا تھا اور جو بچہ سیلف فنانس سے ڈپلومہ حاصل کرتا تھا اس کو ساٹھ ہزار روپے ادا کرنے پڑتے تھے۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات کا علم ہوا کہ ٹیکنیکل کالجوں میں متوسط گھرانوں کے بچے پڑھتے ہیں اور وہ بھی ساٹھ ہزار روپے دے کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں، گورنمنٹ کے ادارے، گورنمنٹ کی بلڈنگ، گورنمنٹ کا سٹاف، گورنمنٹ کا فرنیچر ہونے کے باوجود اس سے کمائی وہاں کے لوگ کر رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سابق وزیر اعلیٰ کے قریبی عزیز

چیئرمین TEVTA تھے انہوں نے ملی بھگت سے یہ سیلف فنانس سکیم شروع کی تھی جس کو ہم نے ختم کر دیا ہے۔ آج اللہ کے فضل سے تمام سیٹوں پر اوپن میرٹ پر داخلہ ہو رہا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! انہوں نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! تین ہزار روپے سے بے کار قسم کی تعلیم دی جاتی ہے اس سے بہتر ہے کہ آپ ان بچوں کو اچھی تعلیم دیں اگر بچے سیلف فنانس پر تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ انہیں کیوں روکتے ہیں، وزیر موصوف اس پر دوبارہ غور کریں۔ پنجاب یونیورسٹی میں بھی سیکنڈ شفٹ میں کلاسیں ہوتی ہیں اسی طرح میڈیکل کالجوں میں جو لوگ سیلف فنانس پر ڈاکٹر بنتے ہیں تو کیا وہ ڈاکٹر نہیں ہوتے؟ کئی بچے داخلے سے محروم رہ جاتے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ سیلف فنانس سکیم دوبارہ شروع کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب والا! میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے یہ اکٹھا ہی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ایک انتہائی اہم سوال ہے اسے بھی ساتھ ہی لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کا سوال نہیں لے رہا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! مجھے آپ اجازت فرمادیں یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پوری دنیا میں سیکنڈ ہی نہیں بلکہ تھرڈ شفٹ بھی ہوتی ہے یعنی تین تین شفٹوں میں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ ہم لوگ اس بات کا رونا روتے ہیں کہ بلڈنگیں نہیں ہیں، وسائل نہیں ہیں، اساتذہ نہیں ہیں، ہمارے پاس فرنیچر نہیں ہے پوری دنیا میں ایک بلڈنگ سے تین تین شفٹوں کا کام لیا جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ حکومت پنجاب دو شفٹیں شروع کرنے پر بھی یقین

نہیں رکھتی؟ جہاں تک انہوں نے سیلف فنانس سکیم کی بات کی ہے اگر ایک بچہ پڑھ ہی نہیں رہا ان پڑھ رہ جاتا ہے اس کے گھر والے اگر۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ ڈبل شفٹ یا اس سے بھی زیادہ کیوں نہیں کرتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہم نے صرف سیلف فنانس سکیم ختم کی ہے۔ وہاں پر اگر ہمارے پاس طالب علموں کی تعداد زیادہ ہو گی تو ہم تین شفٹیں بھی چلا دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: کب تک چلا دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): فی الحال ہم نے صرف سیلف فنانس سکیم ختم کی ہے اور سیلف فنانس سکیم ختم کرنے کی تکلیف اتنی زیادہ ہے کہ یہ تکلیف ابھی چھ ماہ، ایک سال اور چلے گی۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! جو لوگ پیسے دے سکتے تھے ان کو تو پڑھنے کا موقع دیا جاتا سیلف فنانس کا بہانہ کر کے پرائیویٹ اداروں کو لوٹنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں مجھے بات کرنے دیں۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چیئرمین اور سیکرٹری ٹیوٹا کی اسامیوں پر تعیناتی کے قواعد وضوابط و دیگر تفصیلات

*5572:جناب محمد نوید انجم:کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) چیئرمین اور سیکرٹری TEVTA کی اسامیوں پر تعیناتی کے لئے قواعد وضوابط بیان فرمائیں ؟

(ب) ان اسامیوں پر اس وقت تعینات آفیسرز کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل بتائیں ؟

(ج) ان آفیسرز کو سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی ؟

(د) ان ملازمین کے زیر تصرف سرکاری گاڑیوں کے نمبرز، ماڈل اور قیمت خرید نیز ان کے دو سالوں کے اخراجات بابت پٹرول / ڈیزل اور مرمت کے بتائیں ؟

(ہ) ان میں کس کس آفیسرز کے خلاف کس کس تھانہ میں کس کس بناء پر F.I.Rs درج ہیں یہ کب درج ہوئیں اور محکمہ نے ان F.I.Rs پر قواعد وضوابط کے مطابق کوئی ایکشن لیا ہے ؟

وزیر صنعت(سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف)

(1) چیئرمین ٹیوٹا کی تقرری حکومت پنجاب کا محکمہ S&GAD (سینئر سی۔ ایس پی آفیسرز حاضر سروس یا ریٹائرڈ گریڈ 21 یا اوپر یا صنعتکار وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے) قوانین کے مطابق تقرر کرتا ہے۔

(2) جبکہ سیکرٹری ٹیوٹا کا تقرر بھی حکومت پنجاب کا محکمہ S&GAD قوانین کے مطابق حاضر سروس افسران میں سے کرتا ہے۔

(ب)

(1) موجودہ چیئرمین ٹیوٹا سعید احمد علوی ہے جو کہ حاضر سروس (DMG-21 آفیسر ہے) جو اس نے 05 ماسٹرز ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں اور پنجاب کے ضلع سیالکوٹ کا ڈومیسائل رکھتا ہے۔

(2) جبکہ موجودہ سیکرٹری ٹیوٹا جناب کیپٹن (ریٹائرڈ) طارق مسعود جو کہ حاضر سروس (DMG-20) آفیسر ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت B.A ہے اور پنجاب کے ضلع لاہور کا ڈومیسائل رکھتا ہے۔

(ج) دیکھئے ضمیمہ (الف)

(د) دیکھئے ضمیمہ (الف)

(ہ) فی الوقت کسی آفیسر کے خلاف کسی تھانہ میں کوئی ایف آئی آر درج نہ ہے۔

ضلع میانوالی، معدنیات کے ذخائر و دیگر تفصیلات

*5704: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع میانوالی میں کون کون سی معدنیات کس کس جگہ پائی جاتی ہیں؟

(ب) ان معدنیات سے 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) حکومت مذکورہ ضلع میں معدنی ترقی کے لئے مزید کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) میانوالی میں محکمہ کے کس کس جگہ دفاتر کام کر رہے ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع میانوالی میں کوئلہ ،ڈولومائیٹ ،فائر کلے، جپسم ،اوکر ،آئرن اور ،شیشہ ریت ، قدرتی نمک، چائنہ کلے اور چونے کا پتھر جیسی معدنیات پائی جاتی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان معدنیات سے دوران سال 09-2008 ضلع میانوالی کی آمدنی۔/8,25,03,657 روپے ہوئی جبکہ 10-2009 کی آمدن ماہ مارچ تک۔/13,02,26,909 روپے ہے۔

(ج)

(i) میجر منرلز کے نئے پٹہ جات عطاء کئے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے حکومت کی آمدن میں اضافہ کے علاوہ مقامی لوگوں کو روزگار بھی مل رہا ہے۔ اعلیٰ معدنیات کے پٹہ جات کی سائنسی بنیادوں پر مرحلہ وار ترقیاتی پروگرام کے ذریعے مشینری لگوائی جا رہی ہے جس سے آمدن میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔

(ii) مرحلہ وار ترقیاتی پروگرام کے تحت دور دراز اور مشکل پہاڑی علاقہ جات تک سڑکیں بنا کر رسائی حاصل ہو رہی ہے۔

(iii) صنعتوں کے فروغ کے لئے معدنیات کے پٹہ جات عطاء کئے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے صنعتوں کو فروغ حاصل ہو رہا ہے اور مقامی لوگوں کو روزگار مل رہا ہے۔ اس طرح معدنیات سے وابستہ لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

(د) ضلع میانوالی میں محکمہ معدنیات کا صرف ایک دفتر ہے جس کا پتا درج ذیل ہے۔
دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر،A-8/7 مسلم کالونی، میانوالی فون نمبر 235110-0459

سیالکوٹ میں انڈسٹریل اسٹیٹس کی تفصیلات

*7792: رانا آصف محمود: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ میں کتنی اور کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کب، کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھی؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے؟

(د) اس وقت کون کون سی انڈسٹریل اسٹیٹ شہری حدود میں آچکی ہیں؟

(ہ) کتنی انڈسٹریل اسٹیٹ کو شہری آبادی سے باہر منتقل کیا جارہا ہے؟

(و) اس وقت کس کس انڈسٹریل اسٹیٹ میں پلاٹ خالی ہیں ان انڈسٹریل اسٹیٹس کے نام اور ان میں خالی پلاٹوں کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل چار جگھوں پر انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی گئی ہیں۔

(i) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبرا، شہاب پورہ، اگوکی روڈ سیالکوٹ

(ii) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبرII، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ، سمبڑیال، ضلع سیالکوٹ

(iii) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر III، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

(iv) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ، ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ

(ب)

(i) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبرا، اگوکی روڈ سیالکوٹ، 62-1961 میں 98.50 ایکڑ رقبہ پر قائم کی گئی ہے۔

(ii) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبرII، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ، سمبڑیال، ضلع سیالکوٹ 1993 میں 109 ایکڑ 3 کنال 14 مرلے رقبہ پر قائم کی گئی ہے۔

(iii) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبرIII، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیر آباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ 1995 میں 128 ایکڑ 4 کنال 13 مرلے رقبہ پر قائم کی گئی ہے۔

(iv) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ، ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ 1984 میں 52.00 ایکڑ رقبہ پر قائم کی گئی۔

(ج)

پلاٹوں کی اقسام بلحاظ سائز	کیٹیگری اے 4۔کنال	کیٹیگری بی 2۔کنال	کیٹیگری سی 1۔کنال	کیٹیگری ڈی 10مرلے	ٹوٹل
i سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر I، اگوکی روڈ سیالکوٹ	71	95	164	42	372
ii سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر III، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیرآباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ	83	152	156	25	416
iii سمال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر III، ایکسپورٹ پراسیسنگ زون وزیرآباد روڈ سمبڑیال ضلع سیالکوٹ	103	127	201	34	465
iv سمال انڈسٹریل اسٹیٹ، ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ	37	63	50	--	150

(د) مال انڈسٹریل اسٹیٹ نمبر I، شاب پورہ، اگوکی روڈ سیالکوٹ شہری حدود میں آچکی ہے۔

(ہ) کسی بھی سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کو شہری حدود سے باہر منتقل نہیں کیا جارہا۔

(و) اس وقت مندرجہ بالا انڈسٹریل اسٹیٹس میں کوئی بھی پلاٹ خالی نہ ہے۔

صوبہ میں نمک نکالنے کے مقامات کی تفصیلات

*7450: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں نمک کن کن مقامات سے نکالا جارہا ہے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں نمک کے نکاس کے پٹہ داروں کی تعداد کیا ہے ان پٹہ داروں کو کن شرائط پر پٹہ دیا گیا ہے کتنے پٹہ دار ایسے ہیں جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے مسلسل پٹہ حاصل کئے ہوئے ہیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے پٹہ منظور کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ج) سال 2007 تا 2010 نمک کی نکاسی کو پٹہ پر دینے سے حکومت پنجاب کو کیا آمدنی ہوئی، سال وار تفصیل بتائی جائے؟

(د) پانچ سال سے زائد پٹہ جات دینے کے لئے کارکردگی کے معیار کو پرکھنے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب میں نمک درج ذیل مقامات سے نکالا جارہا ہے۔

(i) ضلع چکوال: نیلاواہن،لانی، بھال، سردہی، سرخرو،ڑالہ ،پیر کھارا، خیرپور، جتانہ ڈنڈوت اور کوپر وغیرہ

(ii) ضلع خوشاب: سروڑچھا، گولے والی، دلمیری، میاں میٹھا، بھیبوٹ، دہیوال وغیرہ

(iii) ضلع میانوالی: کالاباغ، ماڑی انڈس، مر منڈی وغیرہ

(iv) ضلع جہلم: کھیوڑہ، مکڑاچھ وغیرہ

(ب)

(i) صوبہ پنجاب میں نمک کے کل پٹہ جات کی تعداد 36 ہے۔

(ii) یہ پٹہ جات پنجاب معدنی مراعات قوانین مجریہ 2002 کے تحت عطا کئے گئے ہیں۔

(iii) پانچ سال سے زائد عرصہ والے پٹہ داروں کی تعداد 14 ہے۔

(iv) پٹہ داروں کے نام اور پٹہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مائنز کمیٹی سمال سکیل اور لارج سکیل پنجاب معدنی قوانین ،2002 کے تحت نمک کے پٹہ جات عطا کرنے کی مجاز ہے۔

(ج) محکمہ معدنیات کو 2007 سے لے کر اب تک نمک کی پیداوار سے رائیلٹی کی مد میں بحساب 20 روپے فی ٹن (31۔مئی 2009 تک) اور 35 روپے فی ٹن (یکم جون 2009 سے) درج ذیل آمدنی ہوئی۔

2007۔08 مبلغ۔/3,69,83,980 روپے

2008۔09 مبلغ۔/3,67,28,140 روپے

2009۔10 مبلغ۔/6,73,08,535 روپے

2010۔11 مبلغ۔/6,63,31,335 روپے

(د) حکومت پنجاب کی 1991 کی پالیسی کے مطابق نمک کے پٹہ جات صرف کیمیکل پلانٹس لگانے کی شرط پر عطا کئے جاتے ہیں۔اگر کوئی پٹہ دار تین سال کے اندر یہ پلانٹ نہ لگائے تو پٹہ منسوخ کر دیا جاتا ہے اور سکیورٹی ضبط کر لی جاتی ہے۔ پلانٹس لگانے پر ہی پٹہ جات تجدید کئے جاتے ہیں۔

ضلع بہاولنگر: جی ٹی ٹی آئی میں کرپشن و بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*10663: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے GTTI ادارے میں کرپشن اپنے عروج پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرنسپل ادارہ ہذا میں لاکھوں روپے کی خشک لکڑی اپنے ذاتی مصرف میں لا رہا ہے اور اپنے قریبی ساتھیوں میں لکڑی کی بندر بانٹ کر رہا ہے جس کی بناء پر حکومت کا لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ادارہ ہذا میں 6 عدد UPS مبلغ -/8000 روپے فی یو پی ایس بنوایا گیا اور حکومت کے خزانے سے تقریباً -/13000 روپے فی یو پی ایس کے حساب سے نکلوا لئے گئے، اس 6 عدد UPS میں تقریباً 30000 روپے کی کرپشن کی گئی؟

(د) اسی طرح 12 عدد مختلف پاورز کی بیٹریوں میں 24000 روپے کی کرپشن کی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری گاڑی کی repair کے head سے 90 ہزار روپیہ نکلوایا گیا لیکن گاڑی پر 40000 روپے سے بھی کم رقم لاگت آئی؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ TEVTA EXPO جو الحمراء ہال لاہور میں منعقد ہوا اس سلسلے میں ادارہ ہذا کو 42000 روپے کا بجٹ طالب علموں کے TA/DA بل پر ان سے دستخط کروائے اور فنڈز خورد برد کر لئے گئے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ پینا فلیکس بورڈ بنوائے گئے اور -/1000 روپے والے بورڈ کا بل 4000 روپے بنایا گیا؟

(ح) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پرنسپل کی دھاندلی، کرپشن اور اس کے حواریوں کے خلاف بد دیانتی اور بدعنوانی کرنے کے ضمن میں قانون کے مطابق سخت ترین کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صنعت (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس ضمن میں محکمانہ کارروائی پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کروائی جا رہی ہے۔ محکمانہ کارروائی کا حکم ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ مزید کارروائی انکوائری رپورٹ کی روشنی میں عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

(و) ایضاً

(ز) ایضاً

(ح) ایضاً

صوبہ میں اہم معدنیات کی تفصیلات

*7546: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کون کون سی اہم معدنیات کن کن مقامات سے نکالی جا رہی ہیں؟

(ب) ان سے محکمہ کو 10-2009 اور 11-2010 کے دوران کل کتنی آمدن ہوئی، آگاہ کریں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) صوبہ پنجاب میں درج ذیل معدنیات پائی جاتی ہیں۔

کوئلہ، نمک، جپسم، بینٹو نائٹ، فائر کلے، سلیکا سینڈ، ڈولو مائیٹ، آئرن اور لائم سٹون، عام ریت، عام پتھر، لیٹرائیٹ، فلرزارتھ، اوکر، باکسائٹ اور گریول وغیرہ۔

اہم معدنیات درج ذیل مقامات سے نکالی جاتی ہیں۔

(i) کوئلہ:۔ ضلع جہلم میں جوگی ٹلہ، پڈہ، ڈنڈوت، ضلع چکوال میں آڑہ بشارت، چوآ سیدن شاہ، خیرپور، ٹیلہ واہن، وہولہ، دلمیال، لافی، کلر کہار، منارہ، ضلع خوشاب میں کٹھہ، پیل، پدھراڑ، نلی، حیات المیر اور ضلع میانوالی میں مکڑوال، گلہ خیل، اور پائی خیل سے نکالا جاتا ہے۔

(ii) نمک:۔ ضلع جہلم میں کھیوڑہ، مکڑاچھ، ضلع چکوال، میں نور پور، نیلا واہن، لافی، بھال، سردھی سرخرو، وڑالہ، پیر کھارا، خیر پور، ضلع خوشاب میں وڑچھا، گولیوالی، دلمیری، میاں مٹھا، بیہوٹ، داہیوال، اور ضلع میانوالی میں کالا باغ، ماڑی انڈس، مرمنڈی سے نکالا جاتا ہے۔

(iii) آئرن اور: ضلع میانوالی میں کالا باغ، ضلع چنیوٹ میں رجوعہ اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں راکھی منہ میں آئرن اور کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

(iv) جپسم:۔ ضلع جہلم میں کھیوڑہ، ڈنڈوٹ، ضلع چکوال میں نورپور، سردھی، ضلع میانوالی میں داؤد خیل، بوری خیل، ضلع خوشاب میں وڑچھا، جبی ڈھوکری، کٹھہ سگرال، ضلع ڈیرہ غازی میں زندہ پیر اور کوہ سفید سے نکالا جاتا ہے۔

(v) فائر کلے۔ ضلع میانوالی میں موسیٰ خیل، ٹھٹھی، بوری خیل، ضلع خوشاب میں داماں کے مقامات سے نکالا جاتا ہے۔

(vi) سلیکا سینڈ:۔ ضلع میانوالی میں زلوچ، نالا، چشمہ، زرمیہ، اور ملا خیل سے نکالی جاتی ہے۔

(vii) لائم سٹون وڈولومائیٹ: سارے کوہستان نمک اور کوہ سلیمان میں لائم سٹون اور ڈولومائیٹ کے وسیع ذخائر موجود ہیں جہاں سے نکالا جاتا ہے۔

(viii) لیٹرائٹ / باکسائیٹ: ضلع اٹک میں پنڈ تڑیڑ، چھوئی، سرک، میانوالی میں زلوچ نالا، موسیٰ خیل، ٹمل، ضلع خوشاب میں کتھوانی، کھوڑا، اراڑا، ضلع چکوال میں نیلا واہن سے نکالا جاتا ہے۔

(ix) فلرارتھ:۔ ڈیرہ غازی خان میں راکھی، گاج، تونسہ اور زندہ پیر کے مقام سے نکالا جاتا ہے۔

(x) سینٹونائٹ:۔ ضلع جہلم میں رہتاس اور جالپور، ضلع خوشاب میں پدھراڑ سے نکالا جاتا ہے۔

(xi) عام ریت: پورے پنجاب کی دریائی گزرگاہوں اور میدانی علاقوں میں متعدد جگہوں سے دستیاب ہے۔

(xii) گریول۔ کوہستان نمک اور کوہ سلیمان کے تمام ندی نالوں میں گریول کافی مقدار میں دستیاب ہے۔

(xiii) عام پتھر:۔ ضلع سرگودھا میں عام پتھر چک نمبر 123,120,116,110,102 سے نکالا جاتا ہے۔

(ب) محکمہ معدنیات کو درج ذیل آمدنی ہوئی۔

2009-2010	مبلغ۔/1,56,67,64,990 روپے
2010-2011	مبلغ۔/1,61,36,51,472 روپے

چنیوٹ کے مضافات میں لوہے کے ذخائر کی تفصیلات

*7761: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جیالوجیکل سروے کے ابتدائی تخمینہ کے مطابق 610 ملین ٹن لوہا کے ذخائر چنیوٹ کے مضافات میں موجود ہیں؟

(ب) کیا محکمہ جیالوجیکل سروے کے مطابق چنیوٹ میں پایا جانے والا لوہا ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ کی طرف سے دیئے گئے مورخہ 29-نومبر 2008 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پانچ سالوں کے اندر پرائیویٹ سیکٹر کے لئے منی سٹیل مل لگانے کے روشن امکانات موجود ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس بہترین منصوبہ سے استفادہ کرنے کے لئے پانچ سال کی کیوں تاخیر کی جا رہی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ابتدائی طور پر جیالوجیکل سروے آف پاکستان نے چنیوٹ کے قریب پانچ Bore Hole کر کے لوہے کے ذخائر دریافت کئے بعد ازاں پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے مزید Bore Holes کر کے ان ذخائر کے تصدیق کی۔ابتدائی طور پر ان ذخائر کا کل تخمینہ 110 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ جو کہ زیر زمین 71 سے 178 میٹر کی گہرائی میں پائے جاتے ہیں۔ چنیوٹ سے ملحقہ علاقہ نزد رجوعہ میں بھی ارضیاتی سروے کے دوران لوہے کے ذخائر کی نشاندہی ہوئی ہے۔ جس کے بعد ازاں پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے بذریعہ Bore Hole تصدیق کی ہے۔ابتدائی تخمینہ کے مطابق یہ ذخائر 500 ملین ٹن ہیں اس طرح چنیوٹ اور رجوعہ میں 610 ملین ٹن کے ذخائر موجود ہونے کی توقع ہے۔ چونکہ یہ ذخائر زیر زمین کافی گہرائی میں پائے جاتے ہیں اس لئے ان کا مزید تفصیلی سروے محکمہ معدنیات، حکومت پنجاب کر رہی ہے۔

(ب) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ زیر زمین ذخائر کی جدید ارضیاتی طریقوں سے تصدیق اور بعد ازاں نکاسی کا کوئی قابل عمل منصوبہ تشکیل پانے کے بعد یہ ذخائر ملکی ضروریات میں ایک نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

(ج) جی ہاں!

(د) ان زیر زمین ذخائر کی تصدیق کے لئے 31 بور ہولز ڈرلنگ، جیوٹیکنیکل اور ہائیڈرولوجیکل سٹڈیز پر محکمہ معدنیات، حکومت پنجاب کام کر رہی ہے۔ ان تحقیقات اور بعد ازاں نکاسی کے لئے یقیناً مناسب وقت درکار ہے۔

ضلع سیالکوٹ، معدنیات سے حاصل ہونے والی آمدن و دیگر تفصیلات

*7790: رانا آصف محمود: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ معدنیات کو سال09-2008 اور10-2009 کے دوران کتنی آمدن سال وار کس کس مد سے ہوئی؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ج) ضلع سیالکوٹ محکمہ معدنیات کو سال09-2008اور10-2009 کے دوران سال وار کتنی رقم دی گئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم کس کس ترقیاتی منصوبہ پر خرچ ہوئی؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ معدنیات کو سال09-2008 میں مبلغ-/4,13,33,596روپے اور سال10-2009 میں مبلغ-/83,23,500روپے آمدن عام ریت کی نیلامی سے ہوئی۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں صرف عام ریت پائی جاتی ہے۔

(ج)

سال09-2008	سال10-2009
-/12,30,754روپے	-/9,98,020روپے

(د)

سال09-2008	سال10-2009
-/5,59,609روپے ملازمین کی تنخواہ	-/4,79188روپے ملازمین کی تنخواہ
-/1,18,183روپے ٹی اے/ڈی اے	-/59,999روپے ٹی اے/ڈی اے

(ہ)

سال09-2008	سال10-2009
-/32,981روپے مرمت گاڑی	-/36,000روپے مرمت گاڑی
-/1,82,918روپے	-/2,06,294روپے

(و) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ معدنیات کا کوئی ترقیاتی منصوبہ نہ ہے۔

منڈی بہاؤالدین، نکاسی ریت کے زون جانو مانو کے نیلام کی تفصیلات

*9606: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر کانکنی معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین میں واقع نکاسی ریت کا زون جانو مانو کا کچھ عرصہ پہلے نیلام عام ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے ٹھیکیدار نے اپنی پہلی قسط جمع نہ کروائی اور اس کا ریت کی نکاسی کا ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ مقامی افراد نے محکمہ ہذا کے مقامی اہلکاروں سے ملی بھگت کر کے ریت کی چوری شروع کر دی اور ایک ماہ میں تقریباً چالیس لاکھ روپے کی ریت چوری کی اور سرکاری خزانہ میں ایک کوڑی بھی جمع نہ کروائی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان مقامی افراد کے خلاف مقدمہ درج کروایا گیا مگر بعد ازاں ان سے محکمہ کے افسران نے انڈر ہینڈ گیم کرتے ہوئے یہ مقدمہ داخل دفتر کروا دیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس لاکھوں روپے کے غبن کی محکمہ انٹی کرپشن اور محکمانہ انکوائری ہوئی، اگر ہاں تو ان انکوائریوں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین میں واقع عام ریت کا زون جانو مانو مورخہ 10-06-07 کی نیلامی میں پیش کیا گیا۔ میسرز ناصر نواز اینڈ کمپنی نے مبلغ -/3,40,50,000 روپے بولی دی اور بولی کا زرِ چہارم بطور قسط اول موقع پر جمع کروا دیا۔ بولی منظور ہونے پر ورک آرڈر مورخہ 10-06-30 کو جاری کر دیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار نے دوسری قسط جمع نہ کروائی تھی جس کی بناء پر پٹہ منسوخ کر دیا گیا تھا اور قبضہ بحق سرکار مورخہ 10-12-29 حاصل کر لیا گیا۔ بعد ازاں مورخہ 11-04-11 کو اس زون کی بولی مبلغ -/3,48,60,000 روپے موصول ہوئی جو کہ لائسنسنگ اتھارٹی نے منظور کر لی اور مورخہ 11-05-04 کو ورک آرڈر کامیاب بولی دہندہ میسرز ناصر نواز اینڈ کمپنی کو جاری کر دیا گیا اور یہ کمپنی نکاسی ریت کا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے ریت چوری ہو رہی تھی تاہم مورخہ 11-02-04 کو متعلقہ دفتر سیالکوٹ میں ریت چوری کی شکایت موصول ہوئی جس پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ نے مورخہ 11-02-14 کو ہی موقع کا معائنہ کیا اور موقع پر نکاسی شدہ ریت کی پیمائش کر کے غیر قانونی طور پر نکاسی شدہ ریت کی مبلغ

2,32,800/- روپے کی ریکوری ملزمان کے خلاف بنائی اور اس ریت چوری میں ملوث لوگوں کے خلاف متعلقہ تھانہ میں ایف آئی آر نمبر 72 مورخہ 11-02-14 بھی درج کروائی نقل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ نے ملزمان کو شوکاز نوٹسز مورخہ 11-02-26 اور 11-03-14 جاری کئے لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ بعدازاں ریکوری کے فیصلے کے لئے مورخہ 11-08-11 کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ لیکن اس روز تین میں سے ایک الزام علیہ غیر حاضر رہا نیز اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ کی معطلی کی وجہ سے عدم دستیابی کی بناء پر سماعت کے لئے مورخہ 11-09-07 کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔

(د) جیسا کہ پیرا (ج) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کروایا گیا تھا۔ پولیس کی جانب سے مورخہ 11-03-09 کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ کو بذریعہ ٹیلی فون ہدایت کی گئی کہ وہ انوسٹی گیشن کے سلسلہ میں تھانہ پھالیہ آئیں لیکن اس دن اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ انوسٹی گیشن کے سلسلہ میں متعلقہ تھانہ میں نہ گئے اور بعد میں بھی اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ نے متعلقہ پولیس سے نہ تو فون پر رابطہ کیا اور نہ ہی تھانہ پھالیہ جا کر کیس کی پیروی کی۔ جس کی وجہ سے متعلقہ پولیس نے یہ مقدمہ خارج کر دیا۔ اسی بناء پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ مسمی راشد محمود کو حکومت پنجاب نے معطلی کر کے اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کا حکم دیا ہے۔ معطل کے حکم مورخہ 11-08-06 کی نقل بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) محکمہ انٹی کرپشن کے پاس کوئی انکوائری نہ ہے کیونکہ محکمہ انٹی کرپشن نے مسٹر جہانگیر اسلم وڑائچ کی شکایت بذریعہ مراسلہ نمبری اے سی ای جی آر-11/233 مورخہ 11-04-06 برائے کارروائی سیکرٹری مائنز اینڈ منرلز کو بھیج دی تھی۔ البتہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز سیالکوٹ کو تھانہ پھالیہ میں عدم پیروی مقدمہ کی بناء پر معطل کر دیا گیا ہے اور اسے ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز لاہور کے دفتر میں رپورٹ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے نیز اس کے خلاف گورنمنٹ کے حکم مورخہ 11-08-17 کے تحت باقاعدہ محکمانہ انکوائری شروع کر دی گئی ہے۔ نقل حکم مورخہ 11-08-17 بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع چنیوٹ: زیر زمین لوہے کے ذخائر کی دریافت و دیگر تفصیلات

*10409: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیالوجیکل سروے آف پاکستان اور پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کی تحقیقات کے مطابق چنیوٹ کے گردونواح میں زیر زمین لوہے کے اعلیٰ کوالٹی کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے لوہا نکالنے کے لئے سال 12-2011 کے بجٹ میں کوئی رقم مختص کی ہے اگر ہاں تو کتنی؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ جگہ پر سٹیل ملز لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ جیالوجیکل سروے آف پاکستان اور پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن نے جیوفزیکل اور ارضیاتی سروے کے علاوہ درج ذیل تفصیل کے مطابق ڈرل ہولز بھی کئے۔

ادارہ	سال	تعداد ڈرل ہولز چنیوٹ	راجواء
جیالوجیکل سروے آف پاکستان	1989-90	5	--
پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن (پنجمن)	1996-97	9	--
ایضاً	2000	--	1
ایضاً	2007	--	2
		14	3
		کل =	17

ان ابتدائی تحقیقات اور ڈرل ہولز کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے چنیوٹ میں 110 ملین ٹن (ثابت شدہ) اور رجوعہ میں 500 ملین ٹن (تخمینہ) اچھی کوالٹی کے خام لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ یہ ذخائر چنیوٹ میں سطح زمین سے 75 میٹر سے لے کر 178 میٹر کی گہرائی جبکہ رجوعہ میں 348 میٹر کی گہرائی میں موجود ہیں جبکہ سطح زمین اور ذخائر کے درمیان مٹی، ریت اور پانی جیسے مسائل موجود ہیں۔ ان ابتدائی تخمینہ جات و دریافت کی روشنی میں بین الاقوامی سائنسی معیار کے مطابق مزید ڈرلنگ اور جیالوجیکل تحقیقاتی کام کا ہونا تا حال مقصود ہے جس کے لئے حکومت پنجاب نے تکنیکی، فنی اور مالی لحاظ سے مضبوط

صلاحیتوں کی حامل ملکی و بین الاقوامی کمپنیوں کو مروجہ قوانین کے مطابق شفاف طریقے سے مدعو کئے جانے کا پراجیکٹ تیار کیا ہے۔

(ب) تفصیل بالا کی روشنی میں ان خام لوہے کے ذخائر کو نکالنے سے پہلے جدید سائنسی بنیادوں پر مزید کام ہونا باقی ہے جس کے مطابق ہی رقم مختص کی جاسکتی ہے لہذا محکمہ ہذا کے ریکارڈ کے مطابق تاحال کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔

(ج) ذخائر کے تخمینہ جات بمطابق بین الاقوامی معیار، فزیبلٹی سٹڈی اور درکار مالی وسائل کی نشاندہی کی روشنی میں ہی حکومت پنجاب سٹیل مل لگانے /لگوانے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

ضلع سرگودھا: لیبر ہسپتال اور گرلز انٹر کالج لیبر کی تعمیر کی تفصیلات

*10555: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر کانکنی و معدنیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مائنز اینڈ منرلز کے فنڈ سے لیبر ہسپتال اور گرلز انٹر کالج لیبر ایریا چک نمبر119 جنوبی تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا میں تعمیر ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال اور کالج کی تعمیر روک دی گئی ہے اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان منصوبہ جات کی تکمیل کب تک ہو گی اور اس کے فنڈز کب تک جاری ہوں گے؟

(د) لیبر ہسپتال اور انٹر کالج کب تک فنکشنل ہو جائیں گے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مائنز اینڈ منرلز، حکومت پنجاب کے منظور /ادا کردہ فنڈز سے مائینز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن 10 بستروں پر مشتمل لیبر ہسپتال اور لڑکیوں کے لئے ہائر سیکنڈری سکول بمقام چک نمبر119 جنوبی، تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔

(ب) ان دو ہسپتال اور سکول کی تعمیر جاری ہے اور رواں مالی سال 12-2011 میں اب تک مندرجہ ذیل اخراجات ہو چکے ہیں۔

1۔ مائینز لیبر ویلفیئر 10 بستروں کا ہسپتال کے قیام، چک نمبر 119-B تحصیل سلانوالی، ضلع سرگودھا۔ADP No.1736 4.481 ملین روپے

2۔ مزید برآں ہسپتال کی تعمیر کے لئے رواں مالی سال 12-2011 کے لئے 15 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جو مرحلہ وار ریلیز ہو رہے ہیں۔

3۔ مائینز لیبر ویلفیئر گرلز ہائی سیکنڈری سکول کا قیام، چک نمبر 119-B 1.000 ملین روپے تحصیل سلانوالی، ضلع سرگودھا ADP No.1737

(ج) ان منصوبہ جات کی تکمیل جون 2012 تک ہونا تھی تاہم فنڈز کی کمی کے باعث اب ان کی تکمیل جون 2013 کو ہونا متوقع ہے۔ ان کے فنڈز سال 13-2012 کے سالانہ اخراجات آئندہ مالی سال (ADP 2012-13) میں جاری ہوں گے۔

(د) امید ہے کہ لیبر ہسپتال اور سکول 14-2013 سے فنکشنل ہو جائیں گے۔

ضلع سرگودھا: محکمہ کانکنی کے ڈویلپمنٹ فنڈز سے تعمیر کی گئی سڑکوں کی تفصیلات

*10556: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر کانکنی و معدنیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مائنز اینڈ منرلز کے ڈویلپمنٹ فنڈ سے روڈ از پل 111 تا چک نمبر 119 چک نمبر 58 جنوبی بیریر سے 119 جنوبی روٹ شاہین آباد اور چک نمبر 119 جنوبی موڑ تا سلانوالی سٹی کی تعمیر کب کی گئی تھی؟

(ب) سال 12-2011 کی اے ڈی پی میں کوئی رقم برائے مرمت مذکورہ سڑکات رکھی گئی ہے کیا محکمہ مائنز اینڈ منرلز بذریعہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ مرمت کا ارادہ ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ مائنز اینڈ منرلز کے ڈویلپمنٹ فنڈ سے سڑک از چک نمبر SB/111 تا چک نمبر SB/119 لمبائی سات کلومیٹر ضلع سرگودھا کی تعمیر کا کام مالی سال 06-2005 سے شروع ہو کر مئی 2008 میں مکمل ہوا۔

(ب) جاری مالی سال برائے 12-2011 میں سڑک کی مرمت کے لئے کوئی فنڈ نہ رکھا ہے کیونکہ محکمہ مائنز اینڈ منرلز سڑکوں کی تعمیر کے لئے کیمونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ کو فنڈ مہیا کرتا ہے اور بعد ازاں ریپئر اور **مینٹیننس** کا کام کیمونیکیشن اور ورکس ڈیپارٹمنٹ ہائی وے ڈویژن ہی اپنے فنڈ سے کرواتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل سپریم کورٹ آف پاکستان میں اصغر خان کیس میں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز Order in the House ان کی بات سنیں آپ نے جواب دینا ہو گا پھر مجھ سے پوچھیں گے۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل سپریم کورٹ آف پاکستان میں اصغر خان کیس میں یونس حبیب صاحب نے اپنے بیان میں جہاں بہت سے نام لئے وہاں [*************]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جو بیان دے رہا ہے وہ ان کا پالتو ہے، ہمیں سب کا پتا ہے۔ اگر کسی نے اس طرح کی زبان کھولی تو پھر ہم بھی ان کے کپڑے اتار دیں گے اور عوام کو بتائیں گے کہ انہوں نے کس کس کی جیب پر ڈاکا ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ تحاریک استحقاق نہیں ہے لہذا اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): انہیں شرم آنی چاہئے۔ ان کی تو سیاست ہی 35 لاکھ سے شروع ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): انہوں نے پاکستان کو لوٹا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! راجہ صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں بات سنیں! یہ طریقہ نہیں ہے This is no way. This is no way یہ کوئی طریقہ نہیں ہے سن کر جواب دینے کی ہمت رکھیں۔ آپ بھی سب بول رہے ہیں اور وہ بھی سب بول رہے ہیں میں کس کی بات سنوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): انہوں نے سوئس بنک لوٹا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں پھر ان کا پوری طرح سے جواب دے سکتے ہیں۔ان کی بات سننے دیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): انہوں نے پاکستان کی دولت لوٹی ہے،ان سے سوئس اکاؤنٹ کا حساب لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اعجاز احمد کاہلوں صاحب!آپ کا رویّہ مجھے اچھا نہیں لگتا،میں آپ کو کل بھی warn کرتا رہا ہوں یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!اپوزیشن لیڈر کا مائیک بند کرنا کون سا انصاف ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ میں نے نہیں بلکہ یونس حبیب نے کہا ہے اگر انہوں نے پیسے نہیں لئے تو ایوان میں آ کر on oath کہہ دیں کہ ہم نے پیسے نہیں لئے۔میاں نواز شریف صاحب قوم سے معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: ہم نے آج خواتین کے مسائل پر بحث کے لئے ٹائم رکھا تھا جو خواتین ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتی ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ہم احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے گو زرداری گو،زرداری کے نعرے)

جناب سپیکر: آپ کیا بات کرتے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب!آپ اس بحث کو open کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ظالموں جواب دو پیسے کا حساب دو کے نعرے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): بے نظیر کے قتل کا حساب دو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!حکومت پنجاب عنقریب خواتین کی ترقی کے لئے اقدامات کرے گی اور ان کا اعلان خادم اعلیٰ پنجاب کل مورخہ

8-مارچ2012 کو کر چکے ہیں۔خواتین کے خلاف violence روکنے کے لئے قانون سازی کرے گی تاکہ ایسے واقعات کا تدارک کیا جا سکے۔۔۔

جناب سپیکر: بحث کا ٹائم ہے اور بحث شروع ہو چکی ہے جو خواتین اس بحث میں حصہ لینا چاہتی ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): خواتین کو جائیداد سے حصہ دلانے کے لئے تجاویز اس ایوان کے سامنے پیش کی جائیں گی تاکہ خواتین کو باقاعدہ ان کا حصہ تقسیم کر کے دیا جا سکے اور تقسیم جائیداد کے طریق کار کو سہل بنایا جائے گا۔وراثت کی صورت میں تقسیم جائیداد پر سٹمپ ڈیوٹی معاف کی جائے گی تاکہ خواتین کو ان کا حصہ آسانی سے مل سکے۔سرکاری ملازمتوں میں خواتین کا کوٹا پانچ فیصد سے بڑھا کر پندرہ فیصد کر دیا جائے گا اور خواتین کو مختلف بورڈ، کمیشن، باڈیز اور اتھارٹیز میں نمائندگی دی جائے گی، مختلف سرکاری دفاتر، باڈیز جہاں پر ملازمت پیشہ خواتین کام کر رہی ہوں گی وہاں Day Care centres بنائے جائیں گے۔پنجاب حکومت اخوت کے ذریعے کاروبار کے لئے پچاس ہزار روپے تک بلاسود دے رہی ہے وہ اگلے سال بھی دیا جائے گا۔۔۔

کورم کی نشاندہی

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم پوائنٹ آؤٹ ہو چکا ہے۔اپوزیشن نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس مورخہ 12-مارچ بروز سوموار سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

938

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ12-مارچ2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

"صوبے میں خواتین کے تحفظ کے لئے اقدامات پر عام بحث جاری رہے گی"

940

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

سوموار،12۔مارچ2012

(یوم الاثنین،18۔ربیع الثانی1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ
شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ‌ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا
تَعۡدِلُوۡا‌ ؕ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى‌ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌ
بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ‌ ۙ
لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا
بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰۤـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ۝

سورة المَائدة آيات8تا10

اے ایمان والوں! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے(8) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے(9) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں(10)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

روک لیتی ہے آپﷺ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضورﷺ کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلتے ہیں
وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی
آؤ بازار مصطفیٰﷺ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں
اب کوئی کیا ہمیں گرائے گا ہر سہارا گلے لگائے گا
ہم نے خود کو گرا دیا ہے وہاں گرنے والے جہاں سنبھلتے ہیں
اپنی اوقات صرف اتنی ہے کچھ نہیں بات صرف اتنی ہے
کل بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے تھے اب بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 35(1) کی پیروی میں تمام معزز ممبران اسمبلی کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ایم پی اے، پی پی۔243، جناب محمد محسن خان لغاری ایم پی اے پی پی۔245 اور جناب کامران مائیکل ایم پی اے، این ایم۔364 نے پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے مورخہ 10-03-2012 کو استعفیٰ دے دیا ہے۔ جناب سپیکر نے ضروری تصدیق کے بعد آئین کے آرٹیکل 64 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کے استعفے منظور کر لئے ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6459 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راوی پل جی ٹی روڈ شاہدرہ سے این ایچ اے کی ٹول ٹیکس وصولی کا جواز

*6459: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی ٹی روڈ شاہدرہ کے مقام دریائے راوی پر پل محکمہ مواصلات و تعمیرات نے کب تعمیر کیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پل کی تعمیر کے بعد محکمہ اس پل پر سے گزرنے والی دیگر گاڑیوں کے علاوہ شاہدرہ سے لاہور آنے جانے والے رہائشیوں سے بھی ٹول ٹیکس وصول کرتا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل نہ تو نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے تعمیر کیا اور نہ ہی NHA کی حدود میں تعمیر ہونے کے باوجود اس کو NHA کے حوالے کر دیا گیا ہے اور NHA اس پل سے ٹول ٹیکس وصول کر رہی ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پل سے NHA کا ٹول ٹیکس وصول کرنے کا کیا جواز ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) شاہدرہ کے مقام دریائے راوی پر پل کی تعمیر محکمہ مواصلات و تعمیرات نے 1968 میں مکمل کی تھی۔

(ب) شاہدرہ کے رہائشی اس ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ تھے۔

(ج) اس پل کو حکومت پنجاب کے حکم پر مورخہ 16۔ستمبر 1999 کو NHA کے حوالے کر دیا گیا تھا کیونکہ یہ پل N-5 کا حصہ بنا تھا۔

(د) چونکہ یہ پل NHA کے حوالے کر دیا گیا ہے اس لئے اس پل کا ٹول ٹیکس NHA وصول کر رہی تھی۔تاہم اب اس پل پر ٹول ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے مطمئن ہونے کا بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7157 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ٹھوکر تا چوبرجی ملتان روڈ کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*7157: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ٹھوکر تا چوبرجی ملتان روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یتیم خانہ تا سمن آباد ملتان روڈ کی سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کی وجہ سے عوام کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) اگر درج بالا سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھوکر تا چوبرجی نئی روڈ تعمیر کرنے سے قبل جلد از جلد یتیم خانہ تا سمن آباد سڑک کا پیچ ورک کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی، سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ملتان روڈ کی بہتری و بحالی کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ یتیم خانہ تا سمن آباد سڑک کا کچھ حصہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ج) چونکہ مذکورہ سڑک ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے اس ضمن میں متعلقہ ضلعی حکومت کو اس کی حالت بہتر کرنے، ضروری مرمت/پیچ ورک کے لئے تحریر کر دیا ہے تاکہ اس کی حالت کو بہتر کیا جاسکے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس جواب سے بالکل بھی مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی، ملتان روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کا کام کر رہی ہے"؟ پہلے تو منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ کیا یہ سڑک چوبرجی تک بن گئی ہے جبکہ یہ سوال میں نے جون 2010 میں raise کیا تھا اور اس کا جواب 12-03-08 کو تقریباً دو سال بعد آیا ہے۔ کیا اس عرصہ میں چوبرجی تک سڑک بنانے کا یہ منصوبہ مکمل ہو گیا ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ سڑک یتیم خانہ تا سمن آباد جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، جب تک چوبرجی تک سڑک نہیں بن جاتی تو اس وقت تک اس کا پیچ ورک کیا جائے، کیا اس کی نوبت آ گئی ہے، آئے گی یا نہیں آئے گی کیونکہ یہ سوال اور اس کا جواب بھی دو سال بعد عجیب سے حالات کا شکار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ جلدی سے جواب دے کر ان کی پریشانی کا خاتمہ کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی تک سڑک مکمل ہو گئی ہے تو یہ دو فیز میں سڑک بن رہی تھی جسے پہلے فیز میں ٹھوکر نیاز بیگ سے سکیم موڑ تک مکمل کرنا تھا اور اس کے بھی دو فیز کئے گئے ہیں، ملتان چونگی اور ملتان چونگی سے سکیم موڑ، اس کا اگلا portion ضلعی حکومت کے پاس ہے جبکہ اس کے فیز 3 کو شروع نہیں کیا

گیا۔ سکیم موڑ سے چو برجی تک سڑک نہیں بنائی گئی اور وہ ابھی ضلعی حکومت کے پاس ہے۔ ضلعی حکومت کو لکھا گیا ہے کہ وہ اس سڑک کا پیچ ورک کر دیں اور جو نہی فنڈز اور وسائل میسر ہوں گے تو باقی حصہ بھی مکمل کر لیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا پیچ ورک شروع ہو گیا ہے کیونکہ جواب یہ ملا ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اجازت دیں تو اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈال دوں کیونکہ یہ میرا حلقہ ہے اور اس حوالے سے ہونے والی meetings کو میں خود Chair کر رہا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ اس پر بعد میں روشنی ڈال لیجئے گا کیونکہ آپ کا اختیار ہے اور آپ کو بات کرنی چاہئے کیونکہ آپ کا حلقہ بھی ہے لیکن اس سے پہلے میں بات کرنا چاہتی ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں بات مکمل کر لوں کیونکہ آپ Custodian ہیں اور آپ کے پاس مکمل اختیارات ہیں۔ بات یہ ہے کہ دو سال پہلے میں نے پیچ ورک کرنے کے لئے یہ سوال بھیجا تھا اور دو سال بعد جواب آیا ہے کہ ضلعی حکومت کو اس کی حالت بہتر کرنے اور پیچ ورک کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔ ابھی انہوں نے پھر مستقبل کی بات کی ہے کہ انہیں کہا گیا ہے۔ میں نے اس بارے میں منسٹر صاحب سے ایک اور چیز پوچھنی ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ تا چو برجی تک سڑک کو کشادہ کرنے کا منصوبہ بنا تھا۔ اب سکیم موڑ اور اس سے چند گز آگے تک بھی سڑک بن گئی ہے لیکن چو برجی تک اتنی ہی چھوٹی سڑک ہے تو اسے پیچھے سے کشادہ کرنے کا کیا فائدہ ہے کیونکہ ساری ٹریفک کا flow وہاں پر آ کر اکٹھا ہو جاتا ہے اور یہاں سڑک بھی ٹوٹی پھوٹی ہے جس سے عوام شدید کرب کا شکار ہیں اور میں یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ کب تک اس مشکل کا شکار رہیں گے، ان لوگوں کو اب تک یہ نہیں پتا کہ حکومت ان سے یہ جگہ کب acquire کرے گی کیونکہ وہ نہ تو اپنی دکانوں کو renovate کر سکتے ہیں دل لگا کر بزنس کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے بزنس کو increase کر سکتے ہیں وہ سخت پریشانی کے عالم میں ہیں کہ ان کا مستقبل کیا ہے، وہ اس عجیب و غریب کیفیت کا شکار کب تک رہیں گے اور ان کے مستقبل اور تقدیر کا فیصلہ کب تک کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بہت costly منصوبہ ہے اس کی لاگت 2136 ملین روپے تھی یعنی 2۔ارب 13 کروڑ روپے۔ اس سے سکیم موڑ تک four link سڑک

بنائی گئی۔ اگلے portion کے لئے patch work کا کہا گیا ہے میرے پاس اس کا recently charge آیا ہے تو میں نے patch work کے لئے لکھ کر بھیج دیا ہے اور اس کو pursue کریں گے۔ Patch work اصل میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو کہہ کر کرا دیں گے، land acquisition کے لئے بھی 3578 ملین روپے کی لاگت آئی ہے کیونکہ وہاں پر بہت costly دکانیں بنی ہوئی ہیں اس لئے اگلے portion پر بہت لاگت آنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے چوبرجی تک سڑک کی حالت بہت خراب تھی۔ اس کا بڑا حصہ بن چکا ہے اور زیادہ خرابی بھی ملتان چونگی کے پاس تھی۔ جو زیادہ خراب تھی اسے ٹھیک کر دیا گیا ہے اور اس کی چوڑائی بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد جو اگلا حصہ ہے کیونکہ فنڈز کا مسئلہ ہے اس کے لئے جونہی فنڈز آئیں گے تو باقی کا حصہ بھی شروع کیا جائے گا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھ دیا گیا ہے اس کے بعد میں اس کو pursue کروں گا تاکہ جہاں سڑک کی خراب حالت ہے اس کو patch work کرکے ٹھیک کیا جائے گا۔ چونکہ یہ سارا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ٹھیک کرانے کی پوری effort کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جواب وہیں کا وہیں ہے کیونکہ وہ سڑک آگے سے narrow ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر میں ذرا تھوڑی سی بات کر لوں۔ آپ کا سوال بہت valid ہے۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب بات بتا نہیں سکے۔ اس میں جو important بات ہے اور منسٹر صاحب نے اس کو تھوڑا سا explain بھی کیا ہے کہ اس سڑک کو دو phases میں تقسیم کیا تھا۔ اگر آپ ٹھوکر نیاز بیگ سے سکیم موڑ آئیں تو وہاں تک سڑک بن چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ کافی exemplary ہے۔ جو اس سے اگلے والا فیز ہے چونکہ یہ بہت مہنگا پراجیکٹ ہے اور اس کے نیچے سے جو drainage جا رہا ہے اس کا بھی خیال رکھنا ہے، آگے دو نالے آ رہے ہیں۔ ان ساروں کو دیکھتے ہوئے اس کے اندر جو ابھی تک کا plan بنا ہے وہ یہ ہے کہ جو یتیم خانہ سے لے کر سمن آباد چوک تک کا روڈ ہے اس حصہ پر جو دکانیں آتی ہیں ان کو چھیڑنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ صرف یتیم خانہ چوک اور سمن آباد موڑ چوک کو extend کرنا ہے۔ ان چوکوں پر future میں کوئی فلائی اوور اٹھاتے ہیں یا speed way بناتے ہیں یہ بعد کا منصوبہ ہے لیکن فی الحال سائیڈ کی آبادیوں کو disturb کرنے کا منصوبہ نہیں ہے۔ جو جگہ already موجود ہے اس میں صرف دو چوکوں کو develop کیا جائے گا۔ یہ اگلے فیز کا پراجیکٹ آئندہ آٹھ ماہ کا ہے۔ جہاں تک patch work کی بات ہے تو منسٹر صاحب! آپ patch work کروائیں کیونکہ واقعی یہ اس علاقے کی مجبوری ہے۔ وہاں پر patch work فوری طور پر کروائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! Provincial Highway نے اس کو take up نہیں کیا کیونکہ ابھی تک وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے۔ میں نے ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کہ آپ اُن سے فوری طور پر رابطہ کریں۔ آپ نے کرنا ہے یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کرنا ہے لیکن اس کا patch work کرایا جائے۔ جس طرح آپ نے خود بتایا ہے کہ سیوریج اور واٹر سپلائی کے لئے بھی 2794 ملین روپے کی لاگت تھی۔ جو پچھلا حصہ خراب تھا وہ ٹھیک ہو گیا ہے اور اگلا حصہ بھی وسائل کے آنے کے ساتھ ساتھ بن جائے گا۔ کیونکہ پورے لاہور میں کام ہو رہا ہے اس لئے بہت سارے وسائل درکار ہیں۔ جہاں تک انہوں نے اس روڈ کی حالت ٹھیک کرنے کی بات کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ensure کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو بھی معاملات ہیں یہ government to government ہیں۔ انہوں نے آپس میں ہی decide کرنا ہے کہ کب کام شروع کرنا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہاں کے لوگ بڑی پریشانی کا شکار ہیں۔ آپ کا وہ حلقہ ہے آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو کتنی تکلیف ہے۔ لوگ سخت پریشانی کے عالم میں ہیں۔ دوسرا میرا سوال یہ تھا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت 2011-12 میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اور اس سے کتنا کام مکمل ہو گا؟ ترقیاتی فنڈز تو سالانہ رکھے جاتے ہیں۔ وہاں پر patch work نہیں ہو رہا، وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا تو جو سالانہ رقم رکھی جاتی ہے اس کا انہوں نے کیا کیا ہے اور اس سے کتنا کام مکمل کریں گے؟ پلیز یہ وقت بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں وہ بتا دیئے ہیں اور اگلے آٹھ ماہ میں یہ مکمل ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمیں آپ کی بات پر یقین ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی، بہت شکریہ۔ اس سے اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7269 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات، ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ کے ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*7269: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر ریلوے کراسنگ پر بہت زیادہ رش رہتا ہے اور ریلوے کراسنگ بہت مشکل ہوتی ہے؟

(ب) کیا حکومت لالہ موسیٰ ریلوے سٹیشن کے نزدیک سے گزرنے والی ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک شروع ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر ریلوے کراسنگ پر معمول سے زیادہ ٹریفک ہوتی ہے۔

(ب) ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 میں شامل نہ ہے اور نہ اس کے لئے کوئی علیحدہ فنڈز مہیا کئے گئے ہیں تاہم اس کی feasibility report تیار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ ڈنگہ لالہ موسیٰ روڈ پر ریلوے کراسنگ پر معمول سے زیادہ ٹریفک ہوتی ہے۔ جز(ب) میں ہے کہ ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام 2011-12 میں شامل ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی علیحدہ فنڈز مہیا کئے گئے ہیں تاہم اس کی feasibility رپورٹ تیار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کام کب تک شروع ہو جائے گا کیونکہ وہاں ریلوے کراسنگ کے علاوہ لالہ موسیٰ ریلوے سٹیشن کا جنکشن بھی ہے، اس کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ وہاں ٹریفک کا کوئی متبادل راستہ بھی نہیں ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس طرح تو بہت سارے مسائل ہیں، بہت سارے بائی پاس بنے اور اوور ہیڈ برج بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ بات تو ہے بجٹ کی۔ جو پنجاب کا بجٹ ہے اس کے مطابق ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ جب اوور ہیڈ برج بنایا جاتا ہے تو اس کے لئے بہت ساری چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ Financial situation دیکھی جاتی ہے، ٹریفک flow دیکھا جاتا ہے، فی گھنٹے میں کتنی ٹرینیں جاتی ہیں اور کتنی دیر تک پھاٹک بند رہتا ہے۔ یہ ساری چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ انہوں نے جو سوال پوچھا ہے اس کے مطابق یہی بتایا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: basically تو آپ نے یہی جواب دیا ہے کہ میاں صاحب انکار ہی سمجھیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): میں نے آتے ہی Question Hour پر میٹنگ لی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ feasibility رپورٹ منگوائیں۔ جب اس کی رپورٹ آئی تو پتا چلا کہ اس پر تقریباً 35 کروڑ روپے کی لاگت آتی ہے۔ جب یہ وسائل فراہم ہوں گے تو پھر یہ بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کو سمجھ آ گئی ہو گی؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ کسی کو سمجھ آنے ہی نہیں دیتے یہ ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ یہ میرے بھائی ہیں کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ضلع گجرات میں ٹریفک کا سب سے بڑا مسئلہ اس لالہ موسیٰ شہر کا اور سارے علاقے کا ہے اگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے تو کیا پنجاب حکومت اس کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی ہے یہ اس کا جواب دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ اس پر جتنی لاگت آ رہی ہے اس سال گورنمنٹ کے پاس اس کے لئے فنڈز نہیں ہیں اگلے سال کے لئے آپ کوشش کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! مجھے یہ بتا دیں کہ کیا اس کو اگلے ADP میں رکھیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ مارچ کا مہینہ ہے اور تین ماہ رہ گئے ہیں۔ جو ADP بنی ہوتی ہے وہ سال کے آخر تک چلتی ہے۔ اگلے سال کے لئے اگر وسائل مہیا ہوں گے تو پھر اس کو take up کیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ commitment دے دیں کہ یہ اگلے ADP میں شامل کر لیں گے کیونکہ یہ بہت ضروری منصوبہ ہے، یا یہ بنانا ہی نہیں چاہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، آپ feasibility report کا پیچھا کریں اور محنت کر کے کروائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! feasibility report سے کچھ نہیں ہونا اِن سے یہ assurance لے لیں کہ کیا یہ اگلے ADP میں شامل کروا دیں گے؟ یہ ماشاء اللہ محکمے کے وزیر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پی اینڈ ڈی تمام سکیموں کو دیکھتی ہے اور پھر اس کی priority مقرر ہوتی ہے کیونکہ پورے پنجاب میں ڈویلپمنٹ ہونی ہوتی ہے۔ پورے پنجاب کے جتنے بھی estimates آتے ہیں ان کو پیسے کے لحاظ سے اور ضرورت کے

لحاظ سے prioritize کیا جاتا ہے۔ جب وہ ترجیحات میں آتا ہے تو اس کو stock up کیا جاتا ہے۔ جب پی اینڈ ڈی میں جائے گا تو میں ان کی سکیم وہاں بتا دوں گا اور پھر پی اینڈ ڈی دیکھے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ میری پہلی والی ہی بات ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم پھر جواب سے کیسے مطمئن ہو جائیں؟ یہ مجھے مطمئن تو کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ feasibility report کو follow کریں اور اگلے سال میں اس کو ADP میں ڈلوائیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اِن کو کوئی فرق نہیں پڑتا یہ اتنا تو کہہ دیں کہ میں منسٹر ہوں اور میں اس کو اگلے ADP میں شامل کروں گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ execution کرتا ہے نہ کہ فنڈز فراہم کرتا ہے۔ فنڈز پی اینڈ ڈی اور سی ایم کے پاس ہوتے ہیں۔ جب پیسے ملیں گے تو یہ فوراً کام شروع کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یہ والی بات آگے پی اینڈ ڈی تک پہنچا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم اس کو proposal میں شامل کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ میاں صاحب! اب تو ٹھیک ہے یہ proposal میں شامل کروا دیں گے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال رانا محمد افضل خان کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز خاتون ممبر نے رانا محمد افضل خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7302 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد رنگ روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*7302: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا فیصل آباد رنگ روڈ کا روٹ اور ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے؟

(ب) اس رنگ روڈ کے لئے کتنی رقم درکار ہے اور اس کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) یہ رنگ روڈ کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد رنگ روڈ کا روٹ اور ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) فیصل آباد رنگ روڈ کے بقایا حصہ کا تخمینہ لاگت 390 ملین روپے ہے۔ اس کے لئے مالی سال 2011-12 میں 110 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے مزید 280 ملین روپے درکار ہیں۔

(ج) اگلے مالی سال میں بقایا فنڈز مہیا ہونے پر رنگ روڈ کی تکمیل ممکن ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس میں فیصل آباد رِنگ روڈ کا ذکر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کا ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے۔ یہ سوال جولائی 2010 میں پوچھا گیا تھا منسٹر صاحب مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ درست ہے کہ اس رِنگ روڈ پر کام شروع ہو چکا ہے؟ پہلے اس کا جواب دے دیں باقی میں بعد میں بات کرتی ہوں۔

(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سڑک کوئی پانچ phases کی تھی جو رنگ روڈ فیصل آباد کی surrounding ہے اس کا جو آخری phase رہتا تھا اب وہ کھرڑیانوالہ والا تا ستیانہ روڈ مکمل ہو چکا ہے، ستیانہ روڈ تا جھنگ روڈ مکمل ہو چکا ہے، جھنگ روڈ تا سرگودھا روڈ مکمل ہو چکا ہے، کھرڑیانوالہ والا تا چک جھمرہ روڈ دس کلومیٹر مکمل ہو چکا ہے اور چک جھمرہ روڈ یا سرگودھا روڈ 12.10 کلومیٹر کے لئے ٹینڈر 14- دسمبر 2011 کو accept ہوئے ہیں، فنڈز کی فراہمی کا work order 28- جنوری 2012 کو جاری ہوا ہے، اس کے لئے 110 ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے اور

اس میں 30 ملین روپے زمین acquire کرنے کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔ اب وہاں پر کام شروع ہو گیا ہے اور اس کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں مزید 28 ملین روپے کی رقم درکار ہو گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ جونہی باقی فنڈز فراہم ہوتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ 12 کلو میٹر کا ٹکڑا جلد مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ incomplete ٹکڑے کو مکمل کرنے کے لئے 28 ملین روپے اور چاہئیں لیکن ان کے محکمے کے جواب کے مطابق اس کو مکمل کرنے کے لئے انہیں 280 ملین روپے مزید درکار ہیں۔ منسٹر صاحب ذرا اس کی وضاحت کر دیں کہ کیا 28 ملین روپے درکار ہیں یا 280 ملین روپے دکار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 280 ملین روپے درکار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب میں لکھا ہوا صحیح ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب یہ پراجیکٹ شروع ہوا ہو گا تو اس کی کوئی feasibility بنی ہو گی۔ کیا انہوں نے اُس کے لئے deadline رکھی ہوئی تھی جس کے اندر یہ پراجیکٹ شروع ہونا چاہئے تھا کیونکہ انہوں نے ابھی جز (ج) کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگلے مالی سال میں بقایا فنڈز مہیا ہونے پر رنگ روڈ کی تکمیل ممکن ہو گی تو اس سے مجھے لگتا ہے کہ شاید یہ جنرل مشرف یا جنرل ضیاء الحق کی طرح سولہ یا سترہ سالہ پراجیکٹ ہے۔ منسٹر صاحب اس کا کوئی ٹائم فریم بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! فیصل آباد کی رنگ روڈ مکمل ہو گئی یا ابھی ہونی ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! ابھی یہ مکمل نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں اس کے پانچ حصے تھے اس میں چار حصے مکمل ہوئے ہیں اور باقی ایک حصہ رہ گیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! خواجہ اسلام صاحب سے کیوں پوچھ رہے ہیں، منسٹر صاحب سے کیوں نہیں پوچھتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے صرف اس لئے پوچھا کہ خواجہ صاحب کی constituency بھی وہاں ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں بات مکمل کروں گا۔ Actually منسٹر صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے کہ وہاں پر پانچ فیز تھے جن میں سے چار مکمل ہو چکے ہیں اور ابھی ایک فیز کا تھوڑا سا حصہ باقی رہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 280 ملین روپے لگنے ہیں لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ اگلے مالی سال میں جو بجٹ ملے گا تو ان کا کتنے سال مزید رہنے کا پروگرام ہے اگر یہ کوئی مشرف یا ضیاء الحق والا پروگرام لے کر گھر سے آئے ہیں تو بتا دیں یا ایک specific time frame بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! حکومتیں رہیں یا نہ رہیں جب ایک پراجیکٹ پر پیسے رکھ دیئے جائیں تو وہ پیسے اس پراجیکٹ پر لگتے ہیں اور اس پر کام ہوتا رہتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے خیال میں پنجاب حکومت کے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ فیصل آباد کے عوام بھول جائیں کہ یہ تھوڑا سا ٹکڑا پورا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فیصل آباد کے عوام ان چار حصوں کو بھی تو یاد رکھیں جو مکمل ہو گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے اس منصوبہ کے لئے ابھی 110 ملین روپے release ہوئے ہیں اور 280 ملین روپے مزید درکار ہیں تو انشاء اللہ، hopefully یہ منصوبہ 2013 میں مکمل ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! ڈاکٹر صاحبہ کے بعد پھر آپ کو موقع دوں گا۔ آپ کا بھی اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا سوال بھی completion of road پر ہی ہے جیسا کہ یہ پہلے بھی prove ہو چکا ہے کہ لاہور کی رنگ روڈ کی southern loop یا northern loop کو 2 پر

divide کر کے جو آدھی جاتی امرا اور رائیونڈ سے گزرتی تھی وہ روڈ تو بن گئی۔ اس وقت بھی میں نے آواز اٹھائی تھی کہ باقی کے وہی فنڈز کسی اور جگہ move کر رہے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو رقم بجٹ میں لاہور رنگ روڈ کے لئے مختص ہوئی تھی کیا وہی راولپنڈی اور فیصل آباد رنگ روڈ کے لئے reappropriate کئے ہیں یا کسی اور جگہ سے 280 ملین روپے آئیں گے یا اس کا source کہاں سے آئے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ میرے لئے بڑی محترم ہیں لیکن on the floor of the House بات وہ کرنی چاہئے جو حقیقت پر مبنی ہو، لاہور رنگ روڈ کا دور دور تک جاتی امرا یا رائیونڈ سے کوئی تعلق نہ ہے، ابھی تو ایک side مکمل ہوئی ہے اور دوسری side تو مکمل ہونی ہے۔ ہمیں on the floor of the House بات facts and figures کے ساتھ کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بھی یہی demand ہے کہ facts and figures پر بات کریں جب آپ لوگوں نے satellites کے ذریعے وہ نقشہ revise کیا تھا اور اس میں کچھ areas جن کا نام لینا بھی گناہ ہے آپ نے ان کو اس میں لیا تھا، آٹھ رو سڑک بنی تھی اور ساری دنیا کو پتا ہے کہ وہ چیز بنی ہے۔ میں نے fact پر مبنی بات کی ہے چاہے وہ حکومت کو پسند آ رہی ہے یا نہیں لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کو بھی incomplete چھوڑ دیا ہے اور کیوں چھوڑ دیا ہے؟ اس وقت بھی میں نے on the floor of the House کہا تھا کہ آپ لاہور رنگ روڈ اس لئے complete نہیں کر رہے کہ اس کے باقی کے پیسے راولپنڈی اور فیصل آباد کی رنگ روڈ کے لئے نکالے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ 280 ملین روپے reappropriate ہو رہے ہیں یا کہیں اور سے آ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ایسا نہیں ہوتا بلکہ project by phase ہوتے ہیں۔ صوبہ کے اتنے وسائل نہیں ہیں کہ بڑے بڑے منصوبے بھی ایک سال میں مکمل ہو جائیں۔ جب ongoing سکیم کا process مکمل ہوتا ہے تو اس کے بعد وہ complete ہوتی ہے اور اس کے کئی stages and steps ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ وسائل کے مطابق کام کئے جاتے ہیں لیکن demands تو پورے پنجاب میں ہیں۔ یہ امریکہ نہیں ہے بلکہ پاکستان غریب ملک ہے اور اس کے وسائل کے مطابق development ہوتی ہے۔ میں نے جس طرح فیصل آباد کی رنگ روڈ کا کہا ہے کہ یہ 97 کلومیٹر لمبی سڑک ہے اور اب 97 کلومیٹر میں سے باقی صرف 12 کلومیٹر رہتی

ہے اور اس کے لئے 110 ملین روپے جاری کر دیئے ہیں باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جاری ہو جائیں گے اور اگلے سال تک یہ سڑک مکمل ہو جائے گی۔ اس کی کوئی reappropriation نہیں ہوئی اور اس کے لئے ADP میں فنڈز رکھے گئے تھے اور ADP کے ذریعے بنائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ مختلف process کے بعد یہ پراجیکٹ مکمل ہوتے ہیں۔ ایک بہت بڑا پراجیکٹ جو کہ پنجاب اسمبلی بلڈنگ کی extension کا تھا اس کے phase کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔ انہیں صرف تختیاں لگانے کا شوق ہے کہ ایک پراجیکٹ شروع کر دو چاہے وہ مکمل ہو یا نہ ہو۔ یہ کیسے prioritize کر رہے ہیں کہ اتنے پیسے آ گئے ہیں اور باقی آتے رہیں گے؟ میرے کہنے کا مقصد بھی یہی تھا اور میں یہی چیز point out کرنا چاہتی ہوں کہ یہ responsible بات ہے کہ لاہور کی رنگ روڈ مکمل ہوئی، پنجاب اسمبلی کی عمارت مکمل ہوئی اور نہ ہی فیصل آباد کی رنگ روڈ مکمل ہوئی مگر بڑی بڑی تختیاں ہر جگہ ضرور لگ گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جن کا سوال تھا وہ خود ہی آ گئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں اس پر بڑی لمبی چوڑی گفتگو ہو چکی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی information دینا چاہوں گا کہ میں نے سوال کا جواب پڑھا ہے اور جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کا سوال ہے وہ تو جواب سے مطمئن ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ہماری رنگ روڈ کا سب سے اہم portion بن گیا ہے اور فیصل آباد نہر پر جو سڑک ہے ہم اس سال اس کی idealization کو زیادہ اہم سمجھتے تھے اس لئے ہم نے اس کے لئے فنڈز لئے ہیں اور انشاء اللہ اگلے سال رنگ روڈ بھی مکمل کر والیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ۔ رانا محمد افضل خان صاحب نے یہ سوال اسمبلی میں جولائی 2010 میں جمع کروایا تھا اور یہاں سے 28۔ ستمبر 2010 کو ترسیل کیا گیا یعنی آپ کے آفس میں اس سوال کو دو مہینے ترسیل ہونے میں لگے۔ Whereas قومی اسمبلی میں 48 hours

کے اندر سوال dispatch ہو جاتا ہے۔ اب اس سوال کے جواب کی تاریخ وصول 2012 ہے یعنی پورے پونے دو سال کے عرصے کے بعد ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ رنگ روڈ کی designing مکمل ہو چکی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اس سوال کو put up کیا گیا تھا، اس کے پیچھے ایک specific purpose ہو گا، وہ اس کو expedite کرانا چاہتے ہوں گے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی اگر دو سال بعد محکمہ نے ہمیں صرف یہی بتانا ہے کہ اس کا ڈیزائن مکمل ہو چکا ہے تو باقی جو یہ good governance اور dissemination of information ہے یہ کتنی quick ہوتی ہو گی؟ میں اربابِ اختیارات سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ جنہوں نے یونس حبیب سے پیسے لئے تھے اگر وہ بنک میں رکھ دیئے ہوتے تو اب تک وہ اربوں روپے بن جاتے۔ وحیدہ شاہ نے ایک عورت کے منہ پر تھپڑ مارا تھا اگر وہ اس کے لئے disqualify ہو سکتی ہے تو شرفاء نے پیسے لے کر جو قوم کے منہ پر تھپڑ مارے تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل irrelevant ہے، اس کا سوال سے کیا تعلق ہے؟ آپ نے خود بیٹھ کر یہ طے کیا ہوا ہے کہ جو ضمنی سوال پوچھے جائیں گے اس پر بحث کوئی نہیں ہو گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ national importance کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بات Question Hour کے بعد discuss کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر دونوں طرف سے بات ہو گی۔ آپ Question Hour کے بعد discuss کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وہ خفیہ اداروں سے پیسے لے رہے ہیں، ISI کے خلاف پیسے کس نے لئے ہیں؟ ہم تو مدعی ہیں ہمارے خلاف پیسے لئے گئے ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو ہٹانے کے لئے پیسے لئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! یہ subjudiced matter ہے، Let the court decide.

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اس کے جواب میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عدالت میں یہ pending matter ہے۔ میں اس پر House میں بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں دوں گا، کسی کو بھی نہیں دوں گا۔ آپ کی مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! گوندل صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس بات کی تردید کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ این آر او، یہ میموگیٹ سکینڈل۔۔۔ (قطع کلامیاں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب آپ نے ان کا mike کھول دیا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کلو صاحب! آپ نے پیسے نہیں لئے آپ تردید نہ کریں جنہوں نے پیسے لئے ہیں ان کی بات کی جا رہی ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یونس حبیب ان کا بچہ ہے۔ یونس حبیب اور زرداری صاحب اکٹھے جیل میں رہے ہیں اور ان کی جیل کی دوستی ہے۔ مہران بنک سکینڈل تو خود میاں نواز شریف سپریم کورٹ میں لے کر گئے تھے اور یونس حبیب کو تو اِنہوں نے پالا ہے انہوں نے یونس حبیب کو مہران بنک کا لائسنس دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! بس کریں، اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا mike بھی کھول دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھئی یہ کیمرا بند کریں۔ یہ دونوں کیمرے باہر لے کر جائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں برادران نے پیسے کھائے ہیں۔ شہباز شریف یہاں آکر حلف دیں کہ ہم نے پیسے نہیں لئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ Question Hour ہے۔

ملک محمد وارث کلو: میاں برادران پر یہ سراسر جھوٹا الزام ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Basra Sahib! This is no way. آپ بھی تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ہم کیوں تشریف رکھیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا تو مؤقف ہے کہ میاں صاحبان حلف دیں کہ انہوں نے پیسے نہیں لئے۔

ملک محمد وارث کلو: کرپشن آپ کا وتیرہ ہے، کرپشن کی کہانیاں آپ کی ہیں۔ یہ لٹیرے ہیں، چور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ ایک subjudiced matter ہے۔ میں اس پر بات کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دوں گا۔ Let the court decide. ہم عدالتوں کا احترام کرنے والے لوگ ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف یہ بیان دیں کہ انہوں نے پیسے نہیں لئے۔

ملک محمد وارث کلو: یونس حبیب ایک گندا آدمی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں اور بسراء صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: کلو صاحب! آپ بیٹھ جائیں، ماحول نہ خراب کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! subjudiced matter ہے اگر آپ ٹی وی دیکھتے ہیں یا اخبارات پڑھتے ہیں تو اس میں proper statement آئی ہوئی ہے۔ یہ subjudiced matter ہے اس پر میں کسی کو بات نہیں کرنے دوں گا۔ میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کی complete statements اخبارات میں بھی موجود ہیں اور press میں بھی موجود ہیں اس پر مزید بات نہیں ہو گی۔ جو جھوٹا ہے عدالت اس کو قوم کے سامنے لے آئے گی۔ بہت شکریہ

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا تو مؤقف یہ ہے کہ میاں صاحبان حلف دیں کہ انہوں نے پیسے نہیں لئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: already ان کا بیان آ چکا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پھر بتائیں کس سے لئے اور کتنے پیسے لئے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Basra Sahib! This is unbecoming of a parliamentarian. It is a subjudice matter and I'll not allow you to talk like this.

بہت شکریہ ۔ اب اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ This is dispose of.

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! On his behalf.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf. (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ سید حسن مرتضیٰ!

ملک محمد وارث کلو: یونس حبیب ایک گندا آدمی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ This is no way.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر بتائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 7331 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ سے سرگودھا روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*7331: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ سے سرگودھا روڈ فیصل آباد تک آخری مرتبہ کب بنائی گئی اور اس پر کتنا خرچہ آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس اہم سڑک کا بیشتر حصہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اس کی مرمت کب کی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سڑک مذکورہ کی بحالی و بہتری مالی سال 11-2010 میں مکمل کی گئی ہے۔ قبل ازیں اس سڑک کی اصلاح و کشادگی سال 88-1987 میں کی گئی تھی جس پر 11.703 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) جز (الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ سے سرگودھا روڈ فیصل آباد تک جو ہے یہ مکمل ہو گئی ہے۔ یہ بڑی اچھی سڑک بنی ہے لیکن اس روڈ کی ٹریفک کی گنجائش کے مطابق اب بھی یہ چھوٹی ہے۔ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ اس سڑک کی توسیع کے لئے کئی دفعہ علاقہ نے demand کی ہے، کیا اس کی توسیع کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سڑک کی پہلے 88-1987 میں کشادگی کر دی گئی تھی اور پھر اس کو improve کرنے کے لئے، اس کی rehabilitation کے لئے 11-2010 میں اس پر کام کیا گیا ہے۔ اس سڑک کی چوڑائی 30 فٹ ہے، 6 فٹ اس کا treated shoulder ہے چونکہ یہ ہمارا standard ہے تو فی الحال اس کی چوڑائی اتنی ہی رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب، چنیوٹی صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں سوال نمبر 7330 take up کرنا چاہتا تھا۔ وہ overlook ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کوئی بولا نہیں تھا اس لئے dispose of ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بولی تھی لیکن آپ نے سُنا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اتنے شور میں مجھے سمجھ نہیں آئی۔ Sorry, وہ dispose of ہو گیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے مہینوں میں چیف منسٹر صاحب چنیوٹ تشریف لائے اور ان سے چنیوٹ۔ فیصل آباد روڈ کو one way کرنے کا مطالبہ کیا گیا انہوں نے وہاں پر حکم بھی دے دیا تھا لیکن میں نے سُنا ہے کہ جھنگ۔ فیصل آباد روڈ کو پہلے شروع کر دیا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے چونکہ اس کو one way کرنے کا حکم دیا ہے تو منسٹر صاحب ہمیں یہ بتا دیں کہ کم از کم آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس کو شامل کر دیا جائے گا۔ ہر روز اس روڈ پر accidents ہوتے ہیں۔ ٹریفک بہت تیز رفتار ہوتی ہے اور ہر روز اس قسم کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سڑک 93 کلو میٹر لمبی ہے۔ خوشاب، چنیوٹ اور فیصل آباد روڈ جو ہے پہلے اس کی حالت خراب تھی اب کارپٹ کر دی گئی ہے اور اس روڈ کی چوڑائی 24 فٹ ہے اور جو اس کے treated shoulders ہیں تو اس حساب سے یہ 30 فٹ بنتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سڑک کی حالت اچھی ہے اور 30 فٹ چوڑی سڑک میں جو traffic flow ہے،

جو traffic intensity ہے اس کے مطابق یہ سڑک بہتر ہے اور نئی بنی ہے اور ابھی حال ہی میں 2011 میں مکمل ہوئی ہے اور میں نے دیکھی ہے بہت شاندار سڑک ہے فی الحال اس کی expansion کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ روڈ نئی بنی ہے، بہت اچھی ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس روڈ پر ٹریفک کا بہاؤ بہت زیادہ ہے اور چیف منسٹر صاحب نے وعدہ بھی کیا ہے بلکہ اسی سال وعدہ کیا تھا کہ ہم اس سڑک کو one way کر دیں گے اس لئے میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم آئندہ مالی سال میں اس سڑک کو one way کرنے کے لئے بجٹ مختص فرمائیں۔ فیصل آباد سے چنیوٹ تک تقریباً اٹھارہ کلو میٹر پہلے ہی سڑک بن چکی ہے غالباً پندرہ سولہ کلو میٹر بقایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اتنا زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا۔ کم از کم کماپور سے چنیوٹ تک والے حصے کو one way کرنے کا کوئی وعدہ فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو وعدوں والا کام ہے اسے پی اینڈ ڈی والوں سے کرایا کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ جو کماپور روڈ کی بات کر رہے ہیں یہ دوسرے route پر آتی ہے۔ اس وقت جو سوال زیر بحث ہے وہ اور ہے۔ ان کی تجویز کو محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذریعے محکمہ پی اینڈ ڈی کو پہنچا دیا جائے گا وہ اس پر غور کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ٹریفک کا بہاؤ بہت زیادہ ہے اس لئے بجائے اس کے کہ چوبیس فٹ سڑک کو ہی چلنے دیا جائے اس کو one way کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ آپ کی تجویز محکمہ پی اینڈ ڈی کو پہنچا دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ سڑک 3۔ارب 70 کروڑ روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی ہے اور ابھی 2010-11 میں مکمل ہوئی ہے۔ چنیوٹ سے فیصل آباد تک سڑک کی تعمیر کے لئے معزز ممبر نے جو تجویز پیش کی ہے میں اپنے محکمہ سے کہوں گا کہ وہ اسے محکمہ پی اینڈ ڈی کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! .On his behalf سوال نمبر 7564 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا-11-2010 میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے جاری کئے گئے فنڈز کی تفصیلات

7564*: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں ضلع سرگودھا کی درج ذیل جاری سکیموں کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

1- تعمیر سڑک از کانڈیوال روڈ سے چک نمبر 101 جنوبی براستہ پل ملکوال
2- تعمیر سڑک از پل ڈرین بائی پاس تا ہملہ 41 شمالی ہمراہ ڈرین مع لنک 91 الف جنوبی شرقی
3- تعمیر سڑک از SB/87 تا آبادی چودھری عبدالرشید
4- تعمیر پختہ سڑک از SB/94 تا چک 97-94 /SB براستہ آبادی زمان
5- تعمیر سڑک از پل 40-36 /SB روڈ ہمراہ مائنر مع لنک آبادی چودھری قمر چیمہ
6- تعمیر سڑک از مین بازار تا کیپہ کالونی براستہ گرلز و بوائز سکول SB/70

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سڑکوں پر کام بند پڑا ہوا ہے اور ٹھیکیداروں نے ابھی تک فنڈز ہونے کے باوجود کام شروع نہیں کیا ہے؟

(ج) کام شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں یہ کام کب تک شروع کر دیئے جائیں گے اور ان کی تکمیل کب تک ممکن ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکات سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں شامل تھیں اور ان کے لئے فنڈز مختص کئے گئے تھے اور یہ تمام سڑکات مالی سال 11-2010 میں مکمل ہو گئی تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ مذکورہ سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کے بعد یہ غیر متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب سے وقفہ سوالات شروع ہوا ہے آپ بھی سن رہے ہیں، میں بھی سن رہی ہوں اس کے علاوہ اس معزز House کے سارے ممبر بھی سن رہے ہیں کہ کسی ایک روڈ کے بارے میں ابھی تک یہ نہیں کہا گیا کہ اس کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ کسی سڑک کا تھوڑا سا حصہ رہتا ہے تو کسی کا زیادہ رہتا ہے لیکن ایک حیرت انگیز انکشاف اس سوال کے جواب میں کیا گیا ہے جس میں چھ سڑکوں کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں ضلع سرگودھا کی درج ذیل جاری سکیموں کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟ اس کا جواب محکمے کی طرف سے موصول ہوا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکات سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں شامل تھیں اور ان کے لئے فنڈز بھی مختص کئے گئے تھے اور یہ تمام سڑکات مالی سال 11-2010 میں مکمل ہو گئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسے possible ہے اور اگر ایسا ہوا ہے تو کس محکمہ نے کیا ہے کیونکہ زمینی حقائق تو ایسے نہیں ہیں۔ یہ سوال ستمبر 2010 میں پوچھا گیا تھا، اس کا جواب 2012 میں آیا ہے لہذا مجھے وزیر موصوف صاحب categorically ان چھ سڑکوں کے بارے میں بتائیں کہ ہر سڑک کے لئے کب فنڈ مختص کئے گئے اور کب یہ سڑکیں مکمل ہوئیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سڑکیں بن گئی ہیں۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ 1۔ تعمیر سڑک از کانڈیوال روڈ سے چک نمبر 101 جنوبی براستہ پل ملکوال، اس سڑک کا 09-12-12 کو روزنامہ "پاکستان" میں اشتہار دیا گیا جس میں پانچ ٹھیکیداروں نے حصہ لیا جس میں کم از کم ریٹ خالد وڑائچ کی طرف سے تھا جو 3.92 فیصد زائد تھا اور 10-04-22 کو اس کا آغاز ہوا تھا جس کی تکمیل 11-06-30 کو ہوئی، یہ سڑک مکمل ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری سڑکوں کے متعلق بھی آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ 10-04-23 کو شروع ہوئی اور 11-06-30 کو مکمل ہو گئی۔ اس پر تخمینہ لاگت 3.987 ملین روپے تھا اور وڑائچ برادرز ٹھیکیدار کا اس میں سب سے کم ریٹ تھا۔ جس کا اشتہار روزنامہ "پاکستان" میں 09-12-12 کو آیا تھا اور اس میں چار ٹھیکیداروں نے participate کیا تھا، سب سے کم ریٹ وڑائچ برادرز کی طرف سے تھا اور 3.92 فیصد زائد پر ان کو کام الاٹ ہوا، یہ سڑک بھی 30۔ جون 2011 کو مکمل ہو گئی۔

جناب سپیکر! تیسری سڑک از 87/SB تا آبادی چودھری عبدالرشید جس کی لمبائی 1.11 کلو میٹر ہے اور اس پر 10-04-21 کو کام شروع کیا گیا اور یہ سڑک 11-06-30 کو مکمل ہوئی۔ اس کا

تخمینہ لاگت 34لاکھ 54ہزار روپے تھا یہ سڑک بھی مکمل ہو گئی ہے۔ مدینہ ٹریڈر نے اس کا کام کیا ہے اور اس کا اشتہار روزنامہ "پاکستان" میں شائع ہوا تھا۔

جناب سپیکر! چوتھی سڑک تعمیر پختہ سڑک از SB/94 تا چک SB/ 94-97 براستہ آبادی زمان۔ جو کہ 1.42 کلو میٹر سڑک ہے۔ 4.434 ملین روپے اس کی لاگت ہے اور یہ کام 10-04-26 کو شروع ہوا تھا 11-06-30 کو مکمل ہوا اور ہرل اینڈ کمپنی نے اس کا contract لیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پانچویں سڑک کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ سڑک از پل 40-36/SB روڈ ہمراہ مائنر مع لنک آبادی چودھری قمر چیمہ۔ اس کی مالیت۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں جو بات point out کرنا چاہتی تھی محترم وزیر صاحب نے وہ بات خود ہی کر دی ہے۔ اس کی تفصیل میں نے صرف اس لئے مانگی تھی کہ سیریل نمبر 1 پر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آپ نے specifically پوچھا تھا کہ تمام سڑکوں کو explain کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! وہ میں نے اس لئے پوچھا تھا اور اس کی وجہ بھی میں بتاتی ہوں کہ میں اس ایریا سے belong کرتی ہوں اس لئے مجھے تو اس کا پتا ہے لیکن اب یہ سارا House بھی سن لے کہ اگر 11-2010 کے سالانہ projects کی بات کی جاتی ہے تو ایک سڑک جو 09-12-12 کو ٹینڈر ہوتی ہے تو وہ 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں نہیں آ سکتی۔ اگر کسی چیز کا ٹینڈر 2009 میں ہو رہا ہے۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ چیف منسٹر کے directive کے تحت ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! .Whatever it is یہ سوال 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ چیف منسٹر کے directive پر یہ کام ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سپلیمنٹری گرانٹ 10-2009 میں فراہم کی گئی تھی اور چیف منسٹر کے directive کے تحت یہ سڑک بنائی گئی تھی۔

محترمہ سیمل کامران: چیف منسٹر نے کیا کہا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چیف منسٹر کے directive پر یہ سڑک بنی ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے مؤدبانہ گزارش ہے اور میں ان سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہاں پر کون سی گیدڑ سنگھی استعمال ہوئی ہے جو تمام سڑکیں بروقت بن گئی ہیں، یہی کچھ ملتان روڈ والوں کے لئے بھی عنایت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ دیکھیں کہ ابھی تک خواجہ اسلام صاحب، رانا محمد افضل خان صاحب، چودھری اسداللہ صاحب بلکہ جن جن کے بھی سوالات آئے ان سب نے یہ کہا ہے کہ ہم مطمئن ہیں۔ سڑکوں کے حساب سے تو میرے خیال میں سب مطمئن ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سلسلے میں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور مزید کتنے عرصہ تک ہکلا بکلا رہے گا کم ازکم اس کی سڑکوں کو درست توکروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیامطلب؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جب کسی کا سوال ہوتا ہے تو اس کا right ہوتا ہے کہ وہ اس کا جواب بھی لے لیکن منسٹر صاحبان کو assist کرنے کے لئے ادھر ادھر سے جو feed back جاتے ہیں یا یہ جو interruption ہوتی ہے میں آپ سے request کرتی ہوں کہ اس کو روکا جائے۔ اس House کے جو norms ہیں اس کے مطابق اس کو چلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کوشش تو یہی کرتا ہوں۔ شکریہ۔ میاں طارق محمود صاحب!

گجرات، سرگودھا روڈ تا ڈنگہ کھاریاں براستہ یوجے سی کی مرمت و تعمیر کا معاملہ

*7757: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گجرات سرگودھا روڈ تا ڈنگہ کھاریاں براستہ یوجے سی جس کی لمبائی 33 کلو میٹر ہے کو مرمت کی غرض سے محکمہ نے اے ڈی پی میں شامل کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈنگہ بائی پاس انتہائی خطرناک حالت میں ہے، کیا محکمہ نے اس سڑک کو بلاک ایلوکیشن میں شامل کر لیا ہے اگر کر لیا ہے تو کب تک کام شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(ب) ڈنگہ بائی پاس کی تعمیر و بحالی کا کام Chief Minister's Special District Package 2011-12 میں شامل ہے اور اس کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب والا! اس کے جز (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک کس نے بنائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سڑک کس نے بنائی ہے؟

میاں طارق محمود: میرا کہنے کا مطلب ہے کہ یہ سڑک کس ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کو معلوم نہ ہو کہ یہ سڑک کس نے بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ دو سڑکیں ہیں ایک تو انہوں نے پوچھا ہے کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ گجرات سرگودھا روڈ تا ڈنگہ کھاریاں براستہ یو جے سی جس کی لمبائی 33 کلو میٹر ہے کو مرمت کی غرض سے محکمہ نے اے ڈی پی میں شامل کر لیا ہے؟ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی سڑک ہے جو کہ 33 کلو میٹر ہے۔ دوسرا portion انہوں نے ڈنگہ بائی پاس کے متعلق پوچھا ہے، یہ چیف منسٹر صاحب کا جو ڈسٹرکٹ پروگرام ہے یہ اس میں سے بنائی جا رہی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! وزیر صاحب سے میں نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ سڑک جس کے بارے میں انہوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سڑک کس ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں DO(Roads) ہوتے ہیں اور DCO اس کے ہیڈ ہوتے ہیں۔ اسی طرح EDO(Works) ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ سڑک بنوائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب میں تو موجود ہے کہ ضلعی حکومت ہی بنوائے گی۔

میاں طارق محمود: جناب والا! اگر یہ سڑک پنجاب ہائی وے نے بنائی ہو، صوبائی حکومت نے بنائی ہو تو پھر اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تہانوں پتہ اے تے فیر خیر اے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اگر یہ مرمت نہیں کرا سکتے، جواب تو غلط نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ضلعی حکومت نے نہیں بنائی بلکہ صوبائی حکومت نے بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محکمے devolve ہو گئے ہیں۔ پہلے تو سارا محکمہ ہی صوبائی حکومت کا تھا اور اس کا نام ہائی وے تھا۔ جب یہ محکمہ devolved ہو گیا تو چھوٹی سڑکیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلی گئیں اور بڑی سڑکیں محکمہ ہائی وے اور صوبائی حکومت کے پاس آ گئیں۔ اس وقت یہ سڑک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں وزیر موصوف کی کوئی غلطی نہیں ہے بیوروکریسی نے غلط جواب لکھ کر دیا ہے بلکہ جھوٹ بولا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ صوبائی اسمبلی کو اگر جھوٹ لکھ کر بھیج دیا جائے تو کم از کم اس کے خلاف کارروائی تو ہونی چاہئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! میں اس کو چیک کرا لیتا ہوں۔ اس کو چیک کرا کر آپ کو apprise کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ یہ بتائیں کہ اس کے متعلق آپ کی اپنی observation کیا ہے کہ آیا یہ ضلعی حکومت کا کام ہے؟

میاں طارق محمود: جناب والا! یہ سڑک پنجاب ہائی وے نے بنائی ہے اور میری اس سلسلے میں صرف یہ request تھی کہ یہ سڑک نہر کے کنارے پر واقع ہے اور اس سڑک کے کچھ حصے اتنے خراب ہیں کہ وہاں پر کسی بھی وقت کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس مقصد کے لئے کچھ فنڈ مختص کرا کر اس کی مرمت کرا دی جائے۔ اس کا جواب یہ آیا ہے کہ یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل

میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے، اب یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ دیکھنا تو یہ چاہئے تھا کہ صوبائی اسمبلی ایک بڑا forum ہے اور اس forum پر اگر ہم کوئی سوال لے کر آتے ہیں تو وہ اس مسئلے کے حل کے لئے لاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی observation یہ ہے کہ یہ سڑک صوبائی حکومت نے بنائی ہے۔

میاں طارق محمود: سو فیصد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! جس بندے نے اسمبلی کو غلط جواب دیا ہے اس کی انکوائری لگائیں اور House کو apprise کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ضروری نہیں کہ یہ جواب غلط ہو اسے check کرنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہ بات ہے تو میں خواجہ اسلام صاحب، میاں طارق صاحب اور رانا افضل صاحب پر مشتمل کمیٹی بناتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں اور جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ جب مشرف regime آئی تو اس وقت اس کی تقسیم ہو گئی چھوٹی سڑکیں ضلع میں چلی گئیں اور ہائی وے کی سڑکیں صوبے کے پاس چلی گئیں۔ یہ سڑک 2001 سے پہلے صوبائی حکومت نے بنائی تھی لیکن بعد میں ضلعی حکومت کو transfer ہو گئی اور ابھی یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے، جواب میں بھی یہ لکھا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں ہے۔ آپ جواب دیکھ لیں اس میں یہ نہیں لکھا کہ یہ بنائی کس نے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کس کی ذمہ داری ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): اب اس کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سڑک صوبائی حکومت نے بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ تمام سڑکیں سی اینڈ ڈبلیو کا محکمہ پراونشل ہائی وے بناتا تھا۔ 2001 میں یہ محکمہ devolve ہو گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال 2001 کا نہیں بلکہ 2010 کا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا explain کر رہا ہوں کہ جب 2001 میں بہت سارے محکمے devolved ہو گئے، C&W بھی devolved ہو گیا، سڑکیں پراونشل گورنمنٹ نے بنائی تھیں اور یہ 2001 سے پہلے بنی ہیں۔ جب محکمے devolved ہو گئے تو اس میں C&W بھی devolved ہو گیا، اس کا ایک portion ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلا گیا اور دوسرا پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہے۔چھوٹی سڑکیں devolved شعبے کو دے دی گئیں یہ پراونشل ہائی وے نے بنائی تھیں لیکن یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلی گئیں اور جو بڑی سڑکیں تھیں وہ پراونشل نے اپنے پاس رکھی تھیں۔چنانچہ جس طرح باقی محکمے تقسیم ہوئے اسی طرح C&W بھی دو portion میں تقسیم ہو گیا، جو ڈسٹرکٹ کی سڑکیں ہیں ان کی دیکھ بھال ڈی او، رورڈز کرتا ہے اس کے ہیڈ ای ڈی او، ورکس ہیں۔اس کا دوسرا component ہائی وے کا ہے جو پراونشل گورنمنٹ کے پاس ہے۔ یہ سڑک 2001 سے پہلے بنی تھی اور اس وقت محکمے devolved نہیں ہوئے تھے اس وقت یہ صوبائی حکومت نے بنائی تھی لیکن جب محکمے devolved ہو گئے تو یہ روڈ سٹرکٹ گورنمنٹ کی تحویل میں چلی گئی اور جواب میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ سڑک 2001 کے بعد بنی ہے اور یہ پراونشل ہائی وے نے بنائی ہے۔ یہ میرے حلقے کی بات ہے یہ سڑک کنجاہ سے لے کر ڈنگہ کھاریاں روڈ کو cross کرتی ہوئی ہیڈ رسول تک جاتی ہے۔اب بھی اس کا estimate پنجاب ہائی وے نے بنایا ہے۔میری تو یہ request ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔چونکہ آپ معزز ممبر اسمبلی ہیں اور آپ نے On the floor of the House اس پر بات کی ہے اس لئے میں نے جو کمیٹی form کی ہے خواجہ اسلام صاحب کی۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اس پر بالکل کمیٹی کی ضرورت ہے۔میں آپ پر کوئی بات نہیں کر رہا۔محکمے نے جو لکھ کر on the floor of the House بھیجا ہے اب یہ House کی امانت ہے۔ اس پر میاں طارق صاحب، رانا افضل صاحب اور خواجہ اسلام صاحب پر مشتمل کمیٹی ہے پرسوں آپ

محکمے کو اس کمیٹی کے ساتھ بٹھائیں گے اور اس سوال کے بارے میں جو اصل حقیقت ہے وہ آپ سپیکر چیمبر میں آ کر apprise کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بے شک کمیٹی بیٹھ جائے لیکن facts یہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! facts یہ ہیں کہ جواب یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ سڑک ضلعی حکومت کی تحویل میں ہے اس لئے مرمت کا کام بھی ضلعی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جو لوگ اس House کو اتنا light لیتے ہیں ہم انہیں light نہیں لینے دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں! نہیں تو میں ابھی ان کے خلاف کارروائی کا حکم دے دوں گا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7759 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا کے آر ایچ سی، بی ایچ یو و بوائز کالج کی عمارات کی تعمیر کی بندش کا مسئلہ

*7759: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ R.H.C چک 46-SB، B.H.U چک 75-SB اور R.H.C بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی اپ گریڈیشن منظور ہوئی تھی نیز گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی تعمیر کا کام محکمہ نے شروع کیا تھا؟

(ب) مندرجہ بالا چاروں سکیموں پر کتنے تخمینہ لاگت سے کام شروع کیا گیا اور کب سے شروع کیا گیا اور کن کن فرموں نے تعمیر کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں پر کام ادھورا چھوڑ کر ان کو متعلقہ محکموں کے حوالے کر دیا گیا؟

(د) کیا محکمہ ان پر کام مکمل کرنے اور محکمہ خزانہ سے بقایا رقم کا مطالبہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ خزانہ کو لکھی گئی چٹھی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ RHC چک BHU,46-SB چک 75-SB اور RHC بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی اپ گریڈیشن منظور ہوئی تھی نیز گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی تعمیر کا کام محکمہ نے شروع کیا تھا۔

(ب) مندرجہ بالا چاروں سکیموں کی تفصیلات درج ذیل ہیں

سکیم کا نام	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	فرم کا نام
ا۔RHC بھاگٹانوالہ	15.663M روپے	19.01.2005	سید شبر رضا نقوی، گورنمنٹ کنٹریکٹر
۲۔RHC چک نمبر 75 جنوبی	16.980(M) روپے	27.04.2006	چودھری قربان گجر، گورنمنٹ کنٹریکٹر
۳۔RHC چک نمبر 46 جنوبی	15.747(M) روپے	17.05.2007	ملی کنسٹرکشن کمپنی
۴۔بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ	33.930(M) روپے	06.06.2006	چودھری قربان گجر، گورنمنٹ کنٹریکٹر

(ج) بوائز ڈگری کالج بھاگٹانوالہ کو ہر لحاظ سے مکمل کر کے مارچ 2010 میں محکمہ تعلیم سرگودھا کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ منصوبہ جات میں زیادہ تر کام مکمل ہو چکا ہے اور مین عمارتیں استعمال کے لئے متعلقہ محکمہ کے سپرد کر دی گئی ہیں تاہم کچھ جزوی کام اور سروسز سے متعلقہ کچھ کام ہونا باقی ہے جس کے لئے اٹھائیس لاکھ پانچ ہزار (2.805(M روپے کے فنڈز درکار ہیں۔

(د) جی ہاں! محکمہ بلڈنگز نے بقایا مطلوبہ فنڈز کی فراہمی کے لئے سیکرٹری محکمہ صحت کو بذریعہ چیف انجینئر محکمہ تعمیرات ساؤتھ زون لاہور چٹھی نمبری (1322/B(S)، مورخہ 10۔12۔23 اور چٹھی نمبری (3432/B(S)، مورخہ 12۔02۔06 تحریر کر دیا ہے۔ (چٹھیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) تاکہ وہ محکمہ خزانہ سے فنڈز فراہم کرائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ کی upgradation اور اس کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا؟ اس کی exact date بتا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ سوال دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے اس کی تاریخ پوچھی ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے جز (الف) کے حوالے سے پوچھا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گورنمنٹ بوائز کالج بھاگٹانوالہ 3 کروڑ 39لاکھ 30ہزار کی لاگت سے بنایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی تاریخ بتا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): میں تاریخ بتا رہا ہوں06-06-06 کو اس کی تعمیر کا آغاز ہوا تھا اور قربان گجر اس کے کنٹریکٹر تھے اس نے یہ بلڈنگ بنائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں بتایا گیا ہے کہ اس عمارت کا کچھ کام باقی ہے لہذا میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بھاگٹانوالہ کالج مارچ2010 میں مکمل ہو گیا ہے اور یہ بلڈنگ محکمے کو transfer کر دی گئی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ کچھ کام بقایا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): وہاں لکھا ہے لیکن latest جواب یہی ہے کہ بوائز کالج بھاگٹانوالہ کی بلڈنگ ہر لحاظ سے مکمل کر کے مارچ 2010 میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو handover کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ handover ہو چکا ہے۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد شفیق خان صاحب کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On his behalf

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ ہماری پارٹی سے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس پارٹی کے ہیں ہمیشہ اس کو precedence دی جاتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر8006 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد شفیق خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیلاب کے دوران سروبہ گاؤں کے تین افراد کو معاوضہ کی ادائیگی و پل کو مکمل کرنے کی تفصیلات

*8006: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حالیہ شدید بارشوں میں دریائے سواں میں سیلاب کے دوران سروبہ گاؤں کے تین اشخاص دریا میں بہہ گئے؟

(ب) کیا ان لوگوں کے لواحقین کو حکومت پنجاب نے کوئی معاوضہ وغیرہ ادا کیا ہے؟

(ج) مزید حکومت سروبہ کے مقام پر نامکمل پل کو مکمل کرنے کا پروگرام رکھتی ہے اگر حکومت کا پروگرام ہے تو کب تک مکمل کرے گی، کیا حکومت نے اس کے لئے کوئی رقم مختص کی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) علم نہ ہے۔

(ب) علم نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے سروبہ پل کی تعمیر کے لئے مالی سال 12-2011 میں 55 ملین روپے مختص کئے ہیں اور منصوبہ پر کام شروع ہو چکا ہے۔ بقایا مطلوبہ فنڈز کی فراہمی پر کام کی تکمیل ہو سکے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے سوال کیا ہے کہ حالیہ شدید بارشوں میں دریائے سواں میں سیلاب کے دوران سروبہ گاؤں کے تین اشخاص دریا میں بہہ گئے لیکن محکمے نے جواب دیا ہے کہ علم نہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ ان کے لواحقین کو حکومت پنجاب نے کوئی معاوضہ وغیرہ ادا کیا پھر محکمے نے کہا ہے کہ علم نہ ہے۔ وزیر صاحب اس بات کا جواب دیں کہ محکمے کو علم کیوں نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محکمے کو علم کیوں نہیں ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ محکمے سے متعلقہ بات نہیں ہے۔ محکمے نے تو سڑکوں کے بارے میں بتانا ہے چونکہ یہ متعلقہ نہیں ہے اس لئے علم نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کیا کہا ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی دریا میں بہہ جائے تو وہ C&W سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ وہاں پر جو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا کوئی دوسری گورنمنٹ ہوگی اسی کو پتا ہوگا لیکن ان کو اس بارے میں علم نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا یہ سوال اس محکمے سے relevant نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں علم نہ ہے impliedly وہ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ یہ اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جی، یہ اس سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن وہاں پر محکمہ انکوائری تو کر سکتا تھا، وہاں ایک پل ہے جسے محکمہ بنا رہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے ڈی سی او کو فون کیا ہے لیکن وہ ملے نہیں، میں ان سے confirm کر لوں تاکہ یہاں غلط سٹیٹمنٹ نہ ہو اس لئے میں اس کی تصدیق کر کے بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ 2010 کا سوال ہے 2012 میں اس کا جواب آ رہا ہے۔ جب آپ briefing لینے بیٹھے تو تب آپ نے محکمے کو کہا کہ متعلقہ ڈی سی او سے پوچھے؟ میں جو پہلے بات کر رہا تھا کہ یہ محکمہ اس House کو light لے رہا ہے، House نے ایک سوال پوچھا تھا ان کا فرض تھا کہ یہ پوچھ کر جواب میں یہ لکھتے کہ ہم نے انکوائری کی ہے اور انکوائری کرنے سے یہ پتا لگا ہے کہ یہاں پر تین لوگ نہیں ڈوبے یا یہ پتا لگا ہے کہ یہ تین لوگ ڈوبے ہیں اور ان کے متعلق ہم نے حکومت سے یہ request کی ہے۔ جب House سوال کرتا ہے تو وہ اس کی ملکیت بن جاتا ہے اور ہم کسی محکمے کو اس House کو اتنا light نہیں لینے دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ سے مجھے بہت تسلی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ایک منٹ، پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر آپ precedents دیکھیں تو ہمیشہ یہ جملہ استعمال ہوتا ہے کہ یہ متعلقہ نہ ہے۔ کم از کم میں نے اپنے 9 سال کے پارلیمانی تجربے میں علم نہ ہے کسی جواب میں

نہیں دیکھا۔متعلقہ نہ ہے تو مانا جا سکتا ہے، محکمہ سے متعلقہ نہ ہے یہ لکھا جا سکتا ہے لیکن علم نہ ہے کا مطلب ہے کہ [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر رہا ہوں۔یہ House supreme ہے۔یہ House اور کچھ نہیں ہے یہ House supreme ہے۔میں نے جو پہلے کمیٹی بنائی تھی اس میں آمنہ الفت صاحبہ کو بھی شامل کر رہا ہوں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ House کو اس طرح کے جواب دیں۔میں حکومت کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں اس سوچ کی بات کر رہا ہوں جو اس ایوان کو جواب دیتے ہوئے اس کے اندر کار فرما ہے۔یہ کمیٹی اس کو بھی دیکھے گی کہ اس طرح یہ لکھ کر بھیجنے کی کس طرح جرات ہوئی کہ علم نہ ہے۔یہ ڈی سی او کو ایک فون کر کے نہیں پوچھ سکتے تھے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے کل خود ڈی سی او کو فون کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے متعلقہ سیکرٹری یہاں آئے ہوئے ہیں، اس وقت محکمے کا متعلقہ آدمی کون بیٹھا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): یہاں پر چیف انجینئرز اور ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کمیٹی ابھی ملے گی۔میں نے اس جواب کا بڑا سخت notice لیا ہے۔اگر آئندہ کسی محکمے کی طرف سے اس قسم کا جواب آیا تو اس کے خلاف اسی وقت کارروائی کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس وقت یہی رویّہ desired ہے کہ بیوروکریٹ جان بوجھ کر اس House کی تضحیک کرتے ہیں اس لئے ان کو اسی طرح discourage ہونا چاہئے اور میری یہ گزارش ہو گی کہ محکمہ پورے House کے سامنے اس پر written apology کرے۔ علم نہ ہے کا stance کہیں استعمال نہیں ہوتا اس لئے محکمے کی طرف سے اس پر House میں written apology آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں نے کمیٹی بنا دی ہے اور اب کمیٹی اس کے اوپر پورا action لے کر House کو بتائے گی۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سڑک کے حوالے سے جو جواب دیا گیا ہے وہ صحیح ہے، آپ بے شک check کرا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! وہ معاملہ اب کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہاں پر غلطی سے "علم نہ ہے" لکھا گیا ہے محکمہ کو "غیر متعلقہ ہے" لکھنا چاہئے تھا۔ میں نے ہدایت کی ہے کہ ڈی سی او سے فون کر کے معلوم کریں تو انہوں نے کہا کہ ہم معلوم کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بات کو follow نہیں کر رہے۔ جب آپ نے سوالات کے بارے میں briefing لی تو اس وقت آپ نے کہا کہ ڈی سی او سے رابطہ کر کے پوچھا جائے۔ کیا دو سال تک یہ محکمہ سویا رہا ہے؟ دو سال اسمبلی کا سوال ان کے پاس پڑا رہا اور یہ ڈی سی او سے رابطہ نہیں کر سکے۔ کیا یہ سوئے رہے ہیں؟ اس معاملے کو اب کمیٹی بیٹھ کر دیکھے گی۔ This is no way.

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس پر میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر میں نے کمیٹی بنا دی ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! چونکہ آپ دو سوال کر چکی ہیں اس لئے آپ اب مزید سوال نہیں کر سکتیں۔ اگلا سوال حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 8271، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ چنیوٹ میں بائی پاس رنگ روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*8271: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ چنیوٹ میں اس وقت بائی پاس اور رنگ روڈ کی تعمیر جاری ہے اس کی لمبائی و تخمینہ لاگت سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بائی پاس چنیوٹ سٹی جھنگ روڈ لاہور روڈ کی مورخہ 8-نومبر 2005 کو تعمیر شروع ہوئی اس کی لمبائی، مدت تکمیل، تخمینہ لاگت کیا ہے کتنے فنڈز استعمال ہو چکے ہیں اور کتنے بقایا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود نامکمل ہے اس روڈ کا کتنا کام مکمل ہو گیا ہے اور کتنا باقی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس روڈ کی تعمیر کس اتھارٹی کے حکم سے ہو رہی ہے اس کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا نیز کیا حکومت متذکرہ بائی پاسز کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسرکٹ چنیوٹ میں چنیوٹ شہر کے گرد بائی پاس اور رنگ روڈ کی تعمیر جاری ہے اور یہ منصوبہ درج ذیل تین سکیموں پر مشتمل ہے۔

سکیم کا نام	لمبائی	تخمینہ لاگت (ملین روپے)
1۔ تعمیر رنگ روڈ چنیوٹ سٹی	12.50 کلو میٹر	154.700
2۔ تعمیر بائی پاس چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ سے چنیوٹ سرگودھا روڈ	7.53 کلو میٹر	193.470
3۔ تعمیر بائی پاس چنیوٹ جھنگ روڈ سے چنیوٹ سرگودھا روڈ	6.49 کلو میٹر	157.297
کل	26.52 کلو میٹر	505.467

(ب) یہ درست ہے کہ بائی پاس /رنگ روڈ چنیوٹ سٹی جھنگ روڈ لاہور روڈ، سکیم نمبر 1 جز (الف) مورخہ 8-نومبر 2005 کو شروع ہوئی اور اس سکیم کی بابت مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

لمبائی	12.50 کلو میٹر
مدت تکمیل	6 مہینے بمطابق معاہدہ
تخمینہ لاگت	154.700 ملین روپے
استعمال شدہ فنڈز	159.498 ملین روپے
بقایا (Available) فنڈز	10.355 ملین روپے

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک نامکمل ہے اور اس پر کام جاری ہے اس سڑک کا 7 کلو میٹر کام مکمل ہو گیا ہے جبکہ 5.50 کلو میٹر میں بیس کورس مکمل ہے اس پر صرف کارپٹ کا کام بقایا ہے۔

(د) اس سڑک کی تعمیر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہو رہی ہے اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ رائل کنسٹرکشن کمپنی فیصل آباد کو دیا گیا ہے۔ حکومت اس سڑک کو جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جون 2012 تک سڑک کی تکمیل متوقع ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں محکمہ نے تسلیم کیا ہے کہ چنیوٹ سٹی جھنگ روڈ سے لاہور روڈ کو ملانے والا بائی پاس 8- نومبر 2005 کو شروع ہوا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ادھوری سکیمیں وہی ہیں جو کہ پچھلی حکومت نے شروع کی تھیں۔ انہوں نے یہاں جواب میں مدت تکمیل چھ مہینے لکھی ہے۔ 2005 سے لے کر 2012 تک تقریباً سات سال ہو چکے ہیں لیکن یہ منصوبہ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔ یہ سڑک درمیان میں جھمرہ روڈ کو cross کرتی ہوئی لاہور روڈ پر پہنچتی ہے۔ تقریباً چھ سات کلو میٹر area میں پتھر پڑا ہوا ہے اور سڑک کی پہلے سے بھی بُری صورتحال ہے۔ میری معلومات کے مطابق اس کا ٹھیکیدار بھاگا ہوا ہے۔ یہاں محکمہ کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ حکومت اس سڑک کو جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جون 2012 تک سڑک کی تکمیل متوقع ہے۔ یہ اس وقت مکمل ہو گی جب وہاں پر کام شروع ہو گا۔ وہاں تو ٹھیکیدار ہی بھاگ گیا ہے تو یہ کام کیسے شروع ہو گا؟ منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ اس ایوان کو بتائیں کہ وہ ٹھیکیدار کب آئے گا، کب کام شروع کرے گا اور یہ سڑک کیسے مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! چنیوٹ رنگ روڈ کے تین portions ہیں۔ ایک سرگودھا اور جھنگ کے درمیان رنگ روڈ ہے جو کہ Contractor "Khan Brothers" نے بنائی ہے۔ یہ سڑک موجودہ حکومت نے 24-09-2011 کو شروع کی تھی اور رنگ روڈ کا یہ حصہ 13-12-2011 کو مکمل ہو گیا ہے۔ رنگ روڈ کا دوسرا حصہ پنڈی بھٹیاں اور سرگودھا کے درمیان ہے جس کا Contractor طیب منظور ہے اور یہ 7.53 کلو میٹر لمبی ہے۔ یہ 13-05-2011 کو شروع ہوئی، 12-08-2012 کو مکمل ہوئی ہے اور اس پر 193 ملین روپے کی لاگت آئی ہے۔ رنگ روڈ کا تیسرا حصہ جھنگ اور پنڈی بھٹیاں کے درمیان ہے جس کا ٹھیکہ رائل کمپنی کے پاس ہے، انشاءاللہ یہ جون 2012 تک مکمل ہو جائے گی اور اس پر 144 ملین روپے لاگت آئے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ پچھلی حکومت کا شروع کیا ہوا منصوبہ ہے۔ ہماری حکومت نے جو منصوبے شروع کئے ہیں ان کے بارے میں تو وزیراعلیٰ صاحب ہر پندرہ دن بعد رپورٹ مانگتے ہیں اور

اس حکومت کے سب منصوبوں پر speedily کام ہو رہا ہے لیکن پچھلی حکومت کے شروع کئے ہوئے اس منصوبے کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس منصوبے کو مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! منسٹر صاحب on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ جون2012 تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا تو ہمیں ان کی بات پر اعتبار کرنا چاہئے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب کام شروع ہو گا تو پھر ہی مکمل ہو گا اس لئے محکمہ کو ہدایت کی جائے کہ وہاں پر کام شروع کیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جلد ہی وہاں پر کام شروع ہو جائے گا اور جون 2012 تک مکمل بھی ہو جائے گا۔ یہ منصوبہ اگلے تین ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم منسٹر صاحب کی بات پر یقین کرتے ہیں مگر میری submission ہے کہ جب یہ منصوبہ جون میں مکمل ہو تو یہ House میں رپورٹ پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں already دو reports کے بارے میں کہہ چکا ہوں اب میں hat-trick نہیں کرنا چاہتا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی تک وہاں پر کام شروع نہیں ہوا۔ یہ مکمل اسی وقت ہو گا جب کام شروع ہو گا۔ ہم جون میں کیسے پوچھ سکتے ہیں کہ مکمل ہوا یا نہیں اور House کو کیسے پتا چلے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "اس سڑک کی تعمیر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہو رہی ہے اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ رائل کنسٹرکشن کمپنی فیصل آباد کو دیا گیا ہے۔"

سید ناظم حسین شاہ: میرا مقصد صرف یہی ہے کہ ہمیں inform کر دیا جائے کہ کام مکمل ہو گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس منصوبے پر 159 ملین روپے یعنی 15 کروڑ اور 94 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس منصوبے کو جون تک مکمل کر لیا جائے گا۔ حالات کا پتا تو نہیں ہوتا لیکن ہمارا یہ پروگرام ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جون تک اس منصوبے کو مکمل کر لیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ پچھلی حکومت کا پراجیکٹ ہے۔ پچھلی حکومت 2008 کو گئی اور آج 2012 ہے تو کیا یہ پراجیکٹ اس لئے نہیں مکمل کیا جا رہا ہے کہ یہ سابقہ حکومت کا initiative ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نے منسٹر صاحب کی بات کو غور سے نہیں سنا۔ وہ فرما رہے ہیں کہ اس منصوبے پر 15 کروڑ روپے سے زیادہ خرچ ہو چکے ہیں اور وہ House میں assurance دے رہے ہیں کہ 20 جون 2012 تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔ اگر اس assurance پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو آپ کے پاس Rules of Procedure کے مطابق Assurance Committee کے پاس جانے کا راستہ موجود ہے۔ منسٹر صاحب نے on the floor of the House ایک assurance دی ہے تو ہمیں اس پر یقین کرنا چاہئے۔ اگر خدانخواستہ اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا تو پھر Assurance Committee موجود ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جب ایک کام لیا جاتا ہے تو اس کو ٹھیکیدار delay اس لئے کرتا ہے تاکہ schedule revise ہو۔ منسٹر صاحب مجھے بتا دیں کہ یہ originally ٹھیکہ کتنے کا تھا اور اب کتنی لاگت میں مکمل ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ یہ جواب دینے کے بعد مزید کوئی سوال نہیں ہوگا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا تخمینہ لاگت 145 ملین روپے تھا۔ اس کی مدت تکمیل چھ ماہ تھی، اس سڑک کی لمبائی 12.50 کلو میٹر ہے اور اب اس پر کل لاگت 505 ملین روپے آ رہی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے اس کو مہربانی کرکے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سوال کا نمبر لکھوا دیں میں اسے pending کرا دیتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا کہ یہ ٹھیکہ کتنے کا تھا اور کتنے میں مکمل ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! وہ بتا چکے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ یہ تفصیل شاہ صاحب کو پہنچا دیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

داروغہ والاتاواہگہ بارڈر روڈ کی تعمیر کی نگرانی کا معاملہ

*2763: جناب محمد نوید انجم: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) داروغہ والاواہگہ بارڈر روڈلاہور کی تعمیر محکمہ کے کن کن افسران کی زیر نگرانی کی جارہی ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) اس کی تعمیر کا کام ان افسران نے کس کس تاریخ کو چیک کیا؟

(ج) ہر دفعہ ان افسران نے سڑک کی تعمیر میں استعمال ہونے والے مٹیریل کے بارے میں جو رپورٹ دی اس کی تفصیل بتائیں؟

(د) ہر دفعہ ٹھیکیدار کو سڑک کی تعمیر کے بارے میں جو ہدایات جاری کیں اس کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) داروغہ والاواہگہ بارڈر روڈلاہور کی تعمیر درج ذیل افسران کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
نفاست رضا	ایکسیئن	BS-18
نویداحمد	سب ڈویژنل آفیسر	BS-17
برہان مقصود	سب انجینئر	BS-11

(ب) اس سڑک کی تعمیر کا کام میسرز Engineering General Consultant (EGC) کنسلٹینٹ کی resident supervision کے تحت ہو رہا ہے۔ مزید برآں محکمہ کے افسران بھی وقتاً فوقتاً کام کو چیک کرتے رہتے ہیں۔

(ج) معیار تعمیر کو یقینی بنانے کے لئے کنسلٹینٹ مٹیریل کو چیک کرتے رہتے ہیں۔ان کی رپورٹ کے مطابق معیار تعمیر تسلی بخش ہے۔

(د) ٹھیکیدار کو ہدایت کی گئی ہے کہ لنک روڈ کی کارپیٹنگ کا معیار، معیاری اور تصریحات کے مطابق کیا جائے اور ساتھ ہی سٹریٹ لائٹ کا کام، معیار کو قائم رکھتے ہوئے جلد از جلد مکمل کیا جائے اور کوالٹی پر Compromise نہ کیا جائے

لاہور-وحدت کالونی کوارٹرز میں لکڑی کے دروازوں، کھڑکیوں کو دیمک لگنے کی تفصیلات

*3978: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور کے سرکاری کوارٹر میں دروازے، کھڑکیاں، وارڈروبس اور لکڑی سے بنی ہوئی دیگر اشیاء کو دیمک سے شدید نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیمک کی وجہ سے سالانہ لاکھوں روپے سے دروازے،، کھڑکیاں اور دیگر اشیاء لگائی جاتی ہیں مگر چند ماہ بعد ان کو دیمک کھا جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کالونی کے تمام کوارٹرز میں دیمک کو کنٹرول کرنے کے لئے سپرے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ چند کوارٹرز میں دروازے، کھڑکیاں، وارڈروبس اور لکڑی سے بنی ہوئی دیگر اشیاء کو دیمک سے نقصانات کی شکایات ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ آج کل کھڑکیاں اور دروازوں کی چوکٹ لوہے سے بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں اور لکڑی کی مختلف اشیاء کو بنانے / لگانے سے پہلے دیمک کش(anti termite) ادویات لگائی جاتی ہیں۔ اس طرح سے دیمک کے دوبارہ نقصان پہنچانے کے امکانات باقی نہیں رہتے۔

(ج) چونکہ سال 12-2011 میں ہر قسم کی خصوصی مرمت پر پابندی کی وجہ سے اُن کوارٹروں میں جہاں دیمک کی وجہ سے نقصانات ہو رہے ہیں وہاں پر دیمک کو کنٹرول کرنے کے لئے امسال کوئی سکیم نہ بنائی جا سکی۔ تاہم آئندہ مالی سال میں خصوصی مرمت کی مد سے دیمک کو کنٹرول کر لیا جائے گا۔

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی تعمیر و خرچہ کی تفصیلات

*7330: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حال ہی میں تعمیر ہونے والی چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ پر کتنا خرچہ آیا اور کتنی دیر میں تعمیر ہوئی، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ، حال ہی میں تعمیر ہونے والی سڑک پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ، کمالپور کا حصہ ہے۔ کل سڑک 2147.313 ملین روپے کی لاگت سے عرصہ تین سال، آٹھ ماہ میں مکمل ہوئی۔

لاہور۔کینال بنک، نیو کیمپس، مولانا شوکت علی روڈ کی خستہ حالی و دیگر مسائل کی تفصیلات

*8182: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی و جنوبی لاہور کو ملتان روڈ اور موٹروے سے ملانے والی واحد سڑک کینال بنک روڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک نیو کیمپس سے ٹھوکر نیاز بیگ تک انتہائی تنگ اور خستہ حال ہے جس کی وجہ سے آئے دن گاڑیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور گھنٹوں ٹریفک بند رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مولانا شوکت علی روڈ کو شاہ دی کھوئی سے آگے بڑھا کر وحدت روڈ سے ملا کر مذکورہ سڑک کو ایک متبادل راستہ مہیا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی مرمت مولانا شوکت علی روڈ کو بڑھانے یا مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ کی طرف سے صرف تین فرلانگ مرکزی سڑک سے آگے بڑھانے کو تیار ہے تاکہ یہ روڈ کینال بنک روڈ پر ٹریفک کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کر سکے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک ٹریفک کے دباؤ کے لحاظ سے کشادہ نہ ہے۔ البتہ اس کی حالت تسلی بخش ہے۔ اب مال روڈ سے لے کر ڈاکٹر ہسپتال تک اس سڑک کے تنگ حصوں کو چوڑا کر دیا گیا ہے۔ نیز حکومت چاہتی ہے کہ زیادہ دباؤ والی سڑکوں کو کشادہ کیا جائے۔

(ج) یہ منصوبہ محکمہ ہذا کے متعلقہ نہ ہے۔

(د) ایضاً۔

امین پور بنگلہ نہر جھنگ برانچ پر پل کی تعمیر کا معاملہ

*8192: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بمقام امین پور بنگلہ دو اضلاع فیصل آباد اور چنیوٹ کے سنگم میں نہر جھنگ برانچ پر پل تعمیر کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھ ماہ گزرنے کے باوجود پل کی تعمیر کا منصوبہ پورا نہیں ہوا جبکہ محکمہ انہار نے پل کا نقشہ اور سڑک کا پلان تبدیل کر دیا ہے، پلان تبدیل کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب پل کو جلد از جلد تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ بمقام امین پور بنگلہ دو اضلاع فیصل آباد اور چنیوٹ کے سنگم میں نہر جھنگ برانچ پر پل تعمیر کیا جا رہا تھا اور اب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) پل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ پل کی تعمیر منظور شدہ ڈیزائن، نقشہ اور پلان کے مطابق کی گئی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی ہے۔

(ج) پل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

سال 2009-10 اور 2010-11 کے ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ کی تفصیلات

*8358: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ تعمیرات ملتان ڈویژن کے لئے مالی سال 2009-10 اور 2010-11 کا ترقیاتی بجٹ، غیر ترقیاتی بجٹ کتنا تھا اس میں maintenance اور مرمت کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی، کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی surrender یا reappropriate کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

محکمہ تعمیرات ملتان ڈویژن کے لئے مالی سال 10-2009 اور 11-2010 ترقیاتی اور غیر ترقیاتی (سالانہ مرمت) بجٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مالی سال		بجٹ	خرچہ	Lapsed فنڈز
2009-10	ترقیاتی بجٹ	Rs.994.546(M)	Rs.953.957((M)	Rs.40.589(M)
	غیر ترقیاتی بجٹ	Rs.16.599(M)	Rs.16.599(M)	-----
	Utilities + Salaries-a			
	M&R-b	Rs.48.770(M)	Rs.40.666(M)	Rs.8.104(M)
	ٹوٹل	Rs.65.369(M)	Rs.57.265(M)	Rs.8.104(M)
2010-11	ترقیاتی بجٹ	Rs.827.716(M)	Rs.786.224(M)	Rs.41.492(M)
	غیر ترقیاتی بجٹ	Rs.16.751(M)	Rs.16.751(M)	-----
	Utilities + Salaries-a			
	M&R-B	Rs.28.539(M)	Rs.28.482(M)	Rs.0.057(M)
	ٹوٹل	Rs.45.290(M)	Rs.45.233(M)	Rs.0.057(M)

فیصل آباد۔ نڑوالا روڈ پر گرین بیلٹ بنانے کی تفصیلات

*8361: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نڑوالا روڈ فیصل آباد کی تعمیر نو سے قبل یہاں گرین بیلٹ تھی، جو کہ اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ روڈ پر دوبارہ سے گرین بیلٹ بنانے یا درخت لگانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ سڑک کی تعمیر نو سے پہلے اس حصہ میں گرین بیلٹ موجود نہ تھی۔ فیصل آباد نڑوالا روڈ جس کی لمبائی 20 کلو میٹر ہے پراونشل ہائی وے ڈویژن فیصل آباد کے دائرہ کار میں نہ ہے۔ البتہ گورنمنٹ آف پنجاب نے اس سڑک کا کچھ حصہ (غلام محمد آباد تا فیصل آباد بائی پاس) جس کی لمبائی 2.68 کلو میٹر ہے کے دورویہ بنانے کا کام پراونشل ہائی وے ڈویژن فیصل آباد کو مالی سال 06-2005 میں سونپا تھا جس کی تعمیر کا کام جون 2008 میں مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) گرین بیلٹ کی تعمیر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں ہے۔

ٹھیکیداران کی طرف سے کام تاخیر سے مکمل کرنے پر جرمانہ عائد کرنے کی تفصیلات

*8617: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات ٹھیکیداران سے کام تاخیر سے مکمل کرنے پر کتنے فیصد جرمانہ عائد کرتا ہے اور کیا جرمانہ کی شرح سود کے برابر ہوتی ہے؟

(ب) ایسے ٹھیکیدار جو کام ادھورا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے کیا اس کارروائی میں بلیک لسٹنگ بھی شامل ہوتی ہے؟

(ج) بلیک لسٹ ہونے والے ٹھیکیدار کی کسی اور نام سے محکمہ میں رجسٹریشن ہونے کی کوشش کو کیسے ناکام بنایا جاتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں کام تاخیر سے مکمل کرنے پر معاہدہ کے مطابق ٹھیکے کی رقم کے 10 فیصد تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم جرمانہ لگاتے وقت جاری کردہ فنڈز کے اوقات، کام میں مختلف طرح کی رکاوٹیں اور تاخیر کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

(ب) ایسے ٹھیکیدار جو کام ادھورا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں یا تو اُن کی موجود سکیورٹی معاہدہ کی شق 60 کے تحت ضبط کر کے خزانہ میں جمع کرا دی جاتی ہے یا پھر شق 61 کے تحت بقایا کام اُن کے حربہ و خرچہ پر لگایا جاتا ہے جس کے ریٹ کا فرق محکمہ میں موجود اُس کے واجبات سے پورا کیا جاتا ہے۔ پورے پیسے نہ ہونے کی صورت میں بقایا رقم محکمہ مال کے ذریعے Arrears of Land Revenue کی مد میں وصول کی جاتی ہے۔ اِس کارروائی میں ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ بھی کیا جاتا ہے۔

(ج) بلیک لسٹ ہونے والے ٹھیکیدار اگر محکمہ میں کسی اور نام سے رجسٹریشن کی کوشش کریں تو بلیک لسٹ ہونے والی فرم اور نئی فرم کے حصہ داران کو چیک کیا جاتا ہے اور اگر دونوں میں کوئی حصہ دار مشترک پایا جائے تو نئے نام سے رجسٹریشن نہیں کی جاتی۔

ضلع خانیوال، ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑکوں کی مرمت و دیگر تفصیلات

*9011: رانا بابر حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال کی حدود میں محکمہ کی کون کون سی روڈز ہیں، ان کی لمبائی کتنی ہے تفصیل روڈوار بتائیں؟

(ب) ان روڈز کی سال09-2008اور10-2009 کے دوران مرمت اور دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان میں کس کس روڈ کی حالت خراب ہے؟

(د) ان روڈز کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار روڈز کی حکومت کب تک مرمت کروانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ شاہرات کے ماتحت درج ذیل سڑکات ہیں:۔

1۔ لاہور قصور کھڈیاں دیپالپور وہاڑی ملتان روڈ لمبائی6.00کلو میٹر

2۔ ملتان دنیاپور کہروڑپکالودھراں روڈ لمبائی14.17کلو میٹر

3۔ فیصل آباد سمندری سندیلیاں والی سدھنائی عبدالحکیم کچاکھوہ وہاڑی روڈ لمبائی49.03کلو میٹر

4۔ جھنگ شورکوٹ کبیر والا روڈ براستہ N-5(پاکستان ہائی وے) لمبائی71.47کلو میٹر

5۔ بورے والا میاں چنوں عبدالحکیم سدھنائی روڈ پل باگڑ لمبائی35.83کلو میٹر

(ب) ان سڑکات پر مرمت اور دیکھ بھال کی مد میں خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Rs. in Millions

نام سڑک	2008-09	2009-10
1۔لاہور قصور کھڈیاں دیپالپور وہاڑی ملتان روڈ	1.496	0.058
2۔ملتان دنیاپور کہروڑپکالودھراں روڈ	6.680	0.081
3۔فیصل آباد سمندری سندیلیاں والی سدھنائی عبدالحکیم کچاکھوہ وہاڑی روڈ لمبائی	20.840	40.775
4۔جھنگ شورکوٹ کبیر والا روڈ براستہ N-5(پاکستان ہائی وے)	15.030	30.020
5۔بورے والا میاں چنوں عبدالحکیم سدھنائی روڈ پل باگڑ	1.248	2.816

(ج) درج بالا تمام سڑکات کی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) ان سڑکات کی دیکھ بھال کے لئے درج ذیل افسران اور ماتحت عملہ کام کرتا ہے۔

ایگزیکٹوانجینئر	01
روڈانسپکٹر	02
گریڈرآپریٹر	01
سب ڈویژنل آفیسر	01
میٹ	04

ڈرائیور/کلینر	04
سب انجینئر	04
بیلدار	52

(ہ) مندرجہ بالا سڑکات کی حالت تسلی بخش ہے اور کوئی بھی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔ موجودہ مالی سال کے resurfacing پروگرام کے تحت بورے والا میاں چنوں عبدالحکیم سدھنائی روڈ پل باگڑ کے تین کلومیٹر حصہ کو resurfacing کیا جائے گا جبکہ کسی بھی قسم کی خرابی کی صورت میں فوراً پیچ ورک کر دیا جاتا ہے۔

سرگودھا گجرات روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*9127: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرگودھا گجرات روڈ کی تعمیر کب شروع ہوئی، اس پر آج تک کتنی لاگت آئی ہے؟

(ب) اس پر کتنے فیصد کام ہوا اور کتنا کام بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پھالیہ شہر میں اس روڈ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس شہر میں اس روڈ کے درمیان میں واپڈا کے پول ہیں، وہ نہیں ہٹائے گئے جس کی وجہ سے آئے روز حادثات ہوتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس جگہ سے پول ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سرگودھا گجرات روڈ کی دورویہ تعمیر از ڈسٹرکٹ باؤنڈری گجرات تا سالم انٹر چینج کی منظوری کے بعد گروپ نمبر1 (ڈسٹرکٹ باؤنڈری گجرات تا قصبہ دھول) کا کام 23.11.07 کو شروع کیا گیا اور اس پر آج تک 846 ملین کا خرچہ ہو چکا ہے۔

(ب) الاٹ شدہ کام 75 فیصد مکمل ہو چکا ہے اور 25 فیصد بقایا ہے۔

(ج) پھالیہ شہر میں سڑک کی left carriageway مکمل ہے جبکہ right carriageway کا کام ابھی نامکمل ہے۔

(د) اس سڑک کی زیر تعمیر right carriageway میں واپڈا کے پول موجود ہیں سکیم رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے فنڈز دستیاب نہ ہیں اس لئے واپڈا کو پول ہٹائے جانے کی ادائیگی نہ ہو سکی تاہم ٹریفک left carriageway کو استعمال

کرتی ہے تا کہ کوئی حادثہ رونما نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ right carriageway پر موجود واپڈا کے کھمبوں پر reflecting tape لگادی گئی ہے تا کہ کسی بھی قسم کا کوئی حادثہ رونما نہ ہو سکے۔

(ہ) حکومت پول ہٹانے کا مکمل ارادہ رکھتی ہے، فنڈز مہیا ہونے پر واپڈا کے پول shift کر دیئے جائیں گے۔

ضلع راولپنڈی، محکمہ کے زیر کنٹرول سڑکوں کی تفصیلات

*9149: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ کے زیر کنٹرول سڑکوں کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان سڑکوں کی سال 10۔2009 کے دوران تعمیر اور مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(د) اس وقت کس کس سڑک کی حالت خستہ ہے، ان سڑکوں کے نام بتائیں؟

(ہ) ان سڑکوں کی مرمت یا از سر نو تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہونے کا اندازہ ہے اور یہ سڑکیں کب تک مرمت یا تعمیر کر دی جائیں گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں پنجاب ہائی وے کی سڑکوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے لئے 37 میٹ، 202 بیلدار کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 10۔2009 میں ان سڑکوں کی تعمیر پر 1633.555 ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ ان سڑکوں کی دیکھ بھال اور مرمت پر مالی سال 10۔2009 میں 117.032 ملین خرچ ہوئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) خستہ حال سڑکوں کے نام درج ذیل ہیں۔

i	مندرہ چکوال روڈ	کلومیٹر0/0تا37.42
ii	سرائے کالا کوٹ نجیب اللہ روڈ	کلومیٹر10.58
iii	کہوٹہ پنجاڑ آزاد پتن روڈ	کلومیٹر38تا69کلومیٹر

(ہ)

i,ii۔ مندرہ چکوال اور سرائے کالا کوٹ نجیب اللہ روڈز کی بحالی پر147.743ملین روپے رقم خرچ ہو گی۔ ان سڑکوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور10۔ جون2012کو مکمل ہو گا۔

iii۔ کہوٹہ پنجاڑ آزاد پتن روڈ پر بہت زیادہ لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے اس پر کنسلٹینٹ(ECSP) کے تفصیلی جائزے اور ڈائزائن کے بعد سڑک کی بحالی کا کام کیا جائے گا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*9150: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کو ضلع راولپنڈی میں سال10-2009 اور11-2010 کے دوران کتنی رقم سال وار ملی؟

(ب) یہ رقم کس کس مد میں موصول ہوئی اور کس کس نے فراہم کی؟

(ج) کتنی رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس وقت اس ضلع میں محکمہ کے تحت کون کون سے منصوبے جاری ہیں، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ مواصلات (ہائی وے ڈیپارٹمنٹ) کو10-2009 اور11-2010کے دوران ضلع راولپنڈی میں بالترتیب2040.842ملین روپے اور1759.465ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔

(ب) یہ رقوم مندرجہ ذیل مد میں حکومت پنجاب نے فراہم کی۔

نمبر شمار	مد	سال2010-2009	سال2011-2010
1	ترقیاتی کام	1862.780ملین روپے	1470.065ملین روپے
2	غیر ترقیاتی کام		
	(i)سالانہ مرمت	117.032ملین روپے	219.037ملین روپے
	(ii)فکسڈ چارجز(یوٹیلیٹی بلز)	4.183ملین روپے	
3	ملازمین کی تنخواہیں اور دفتری امور	56.847ملین روپے	70.363ملین روپے
	کل	2040.842ملین روپے	1759.465ملین روپے

(ج) ترقیاتی کاموں پر10-2009اور11-2010میں بالترتیب1633.555ملین روپے اور 1297.825ملین روپے رقم خرچ کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور دفتری امور پر کل رقم127.210ملین روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے سال2010-2009رقم-56.847ملین روپے

برائے سال2011-2010رقم-70.363ملین روپے

کل رقم127.210ملین روپے

(ہ) اس وقت محکمہ کے تحت جاری منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ، راجووال تا حجرہ شاہ مقیم دیپالپور روڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*9169: محترمہ روبینہ شاہین وٹو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) راجووال تا حجرہ شاہ مقیم دیپالپور روڈ ضلع اوکاڑہ کب تعمیر کی گئی اس کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس کی تعمیر کے بعد اب تک کتنی دفعہ مرمت ہوئی اور اس پر کتنے اخراجات آئے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی موجودہ صورتحال انتہائی خراب ہے؟

(د) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر یا مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سڑک مذکورہ کی کشادگی و بحالی کا کام1982میں مکمل ہوا تھا اور اس پر تقریباً15ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) اس سڑک پر ہر سال سالانہ مرمت کی مد میں پیچ ورک کا کام ہوتا رہا ہے اور سال 2004 سے سال 2011 تک اس پر مرمت اور پیچ ورک کی مد میں 12 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) اس سڑک کی موجودہ صورتحال یقیناً خراب ہے۔

(د) سڑک مذکور کی دورویہ تعمیر کا کام مورخہ 29۔دسمبر 2011 کو الاٹ کر دیا گیا ہے اور کام موقع پر تیزی سے جاری ہے۔

قصور تا دیپالپور روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*9170: محترمہ روبینہ شاہین وٹو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قصور تا دیپالپور روڈ کب تعمیر کی گئی؟

(ب) یہ سڑک کتنی لاگت سے تعمیر ہوئی؟

(ج) اس کی تعمیر سے اب تک کتنی دفعہ پیچ ورک کیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی موجودہ صورتحال انتہائی ابتر ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر یا مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور دیپالپور روڈ کی کشادگی و بہتری 1982 میں کی گئی۔

(ب) اس پر 45 ملین (4 کروڑ، 50 لاکھ) روپے لاگت آئی تھی۔

(ج) اس سڑک پر ہر سال سالانہ مرمتی کے دستیاب فنڈز کے مطابق پیچ ورک ہوتا رہا ہے۔

(د) اس سڑک کے ضلع اوکاڑہ کے حصہ کی حالت انتہائی خراب ہے۔

(ہ) اس سڑک کے ضلع قصور والے حصہ کو دورویہ کرنے کا کام 2009 میں شروع ہوا جو تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جبکہ ضلع اوکاڑہ کے حصے کا کام بھی دسمبر 2011 کو الاٹ کر دیا گیا ہے اور اس حصے پر بھی کام تیزی سے جاری ہے

ضلع گجرات۔ تعمیر کی گئی سڑکوں کی تفصیلات

*9203: محترمہ قمر عامر چودھری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 08-2007 سے اب تک ضلع گجرات میں کون کون سی سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ان پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ب) ان میں سے کتنی سڑکیں مکمل ہوئیں اور کتنی نامکمل چھوڑ دی گئیں یا ان پر کام جاری ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 08-2007 سے لے کر 12-2011 تک سڑکوں کی تعمیر کے 53 منصوبے شامل تھے جن کا تخمینہ لاگت 3295 ملین روپے ہے ان پر اب تک 2914 ملین روپے کی رقم خرچ کی جا چکی ہے۔

(ب) 44 سڑکوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ 9 سڑکوں پر کام جاری ہے۔

چیچہ وطنی بورے والا روڈ کی تفصیلات

*9279: سردار خالد سلیم بھٹی : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چیچہ وطنی بورے والا روڈ کی ضلع وہاڑی کی حدود میں لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) اس روڈ کی سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران تعمیر / مرمت پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) اس روڈ کی حالت کس کس جگہ خراب ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا روڈ کی خصوصی مرمت کروانے اور چیچہ وطنی روڈ یعقوب آباد کو ون وے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) چیچہ وطنی بورے والا روڈ کی لمبائی 55.54 کلومیٹر ہے۔ ضلع وہاڑی کی حدود میں لمبائی 23.14 کلومیٹر ہے اور چوڑائی 20 فٹ ہے۔

(ب) 10-2009 میں مذکورہ سڑک پر 18 لاکھ روپے (18,00,000) اور 11-2010 میں 96 ہزار روپے (96,000) سالانہ مرمت کی مد میں خرچ ہوئے۔

(ج) سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) مذکورہ بالا سڑک بہتر حالت میں ہے لہذا خصوصی مرمت کروانے کی ضرورت نہ ہے۔ چیچہ وطنی یعقوب آباد روڈ کو یکطرفہ کرنے کی کوئی تجویز زیرِ غور نہ ہے۔

بورے والا تا کماند روڈ کی لمبائی و دیگر تفصیلات

*9283: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورے والا تا کماند روڈ کی کل لمبائی کتنی ہے اور یہ کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتی ہے؟

(ب) ضلع وہاڑی میں اس روڈ کی لمبائی کتنی ہے؟

(ج) اس روڈ کی سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران سالانہ مرمت / تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کیا حکومت اس روڈ کی Improvement کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بورے والا کماند روڈ کی لمبائی 46.48 کلو میٹر ہے۔ یہ سڑک اقبال نگر سے شروع ہوتی ہوئی براستہ کماند چنوں موڑ پر (دہلی ملتان روڈ) بورے والا پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی کی حدود میں لمبائی 17.13 کلو میٹر ہے۔

(ج) 10-2009 کے دوران مذکورہ سڑک کی سالانہ مرمت پر 3 لاکھ 24 ہزار روپے اور 11-2010 میں سالانہ مرمت کی مد میں 4 لاکھ 91 ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ سڑک کی 2007 میں 20 فٹ چوڑائی کی گئی ہے۔ فی الحال اسے مزید کشادہ کرنے کا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

معزز ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد اخلاق

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست جناب محمد اخلاق، ایم پی اے پی پی-122 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں کاروباری مصروفیت کی وجہ سے بیرون ملک جا رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر 5 تا 10-مارچ 2012 کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نجمی سلیم

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ نجمی سلیم، ایم پی اے ڈبلیو-332 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Respected Sir,

I humbly request that I have to attend a Seminar at Islamabad. Therefore, I will not be able to attend the Session. Kindly grant me leave for the Session on 6th March 2012. I will be highly grateful to you.

Thank you."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست حاجی محمد نعیم صفدر انصاری، ایم پی اے پی پی-177 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب جا رہا ہوں۔ براہ کرم میری پندرہ یوم کی رخصت مورخہ 7تا22-مارچ 2012 تک منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: آخری درخواست محترمہ فوزیہ بہرام، ایم پی اے (ڈبلیو-333) کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں مورخہ بارہ مارچ 2012 کو ضروری کام کے سلسلے میں اسمبلی حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

ایوان میں حکومتی یقین دہانی کے باوجود اپوزیشن کے معزز ممبران کو ترقیاتی سکیموں کے فنڈز جاری نہ کرنا

(---جاری)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ابھی وقفہ سوالات کے دوران جب ہمارے معزز ممبران نے ایک سوال کے حوالہ سے assurance کی بات کی تھی تو آپ نے بڑا rightly فرمایا کہ جب on the floor of the House ایک assurance دے دی گئی ہے تو ہمیں اُس پر trust کرنا چاہئے۔ ہمیں آپ کی اس بات سے سو فیصد اتفاق ہے لیکن اس House کے اندر معزز وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، مسٹر سپیکر اور آپ خود، تین راجپوتوں نے ہمیں متعدد بار یہ assurance کرائی تھی اور اب ہمیں پچھلے چھ ماہ سے یہ assurance دے رہے ہیں کہ اپوزیشن ممبران کی identification پر ہر معزز ممبر کے 8 ملین روپے کے constituency funds کے حوالہ سے کمشنرز کو ابھی فون کئے دیتے ہیں، ہم ڈی سی اوز سے ابھی رپورٹ لے لیتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ اس House کے اندر کوئی بھی معزز منسٹر کوئی بھی assurance دے تو اُس assurance کو uphold کیا جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے اس House کے اندر تین راجپوتوں کی طرف سے دی گئی assurance پر

آج تک عمل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آج اپوزیشن کو یہ لولی پاپ دے دیں تاکہ آج کا دن ٹھیک گزر جائے اور آپ کی یہ approach ہے تو آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے حلقہ کے عوام کو یہ بتا سکیں کہ ہم نے آپ کے حقوق کے لئے بات کی ہے یہ اور بات ہے کہ اگر اے ڈی پی میں بھی کسی اپوزیشن ممبر کے فنڈز آتے ہیں تو release نہیں کئے جاتے۔ ہم نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ راجپوت اپنی زبان دے کر اُس پر مرتا تھا لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آپ اس House کے معزز ممبر بھی ہیں، ڈپٹی سپیکر بھی ہیں، سپیکر بھی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ راجپوت بھی ہیں۔ آپ مسٹر سپیکر ہونا روک دیں یا رانا اور راجپوت لکھوانا چھوڑ دیں تو ٹھیک ہے ہم مان لیں گے کہ آپ کی assurances ایسے ہی ہیں جیسے کسی اور کی ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گوندل صاحب نے جس لہجہ میں بات کی ہے تو میں ان سے اُسی لہجہ میں عرض کرتا ہوں کہ تین راجپوتوں نے ایک چوتھے راجپوت سے وعدہ کیا تھا اس لئے اس میں آپ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ وہ راجہ صاحب کو لے کر آئیں اور وہ ہمارے ساتھ بات کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! پرویز الٰہی صاحب نے ان کے حلقوں میں کروڑوں روپے لگائے تھے اس کے باوجود وہ ان کے حلقوں سے ہار گئے تو ہم نے اس 80 لاکھ روپیہ سے ہارنا ہے، نہ جیتنا ہے۔ ممکن ہے کہ ہم سے کچھ لوگ ناراض ہو جائیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں 80 لاکھ روپیہ سے deny کر کے پھر بھی ہمارے حلقوں سے ہاریں گے اور شاید اپنی سیٹیں بھی نہ بچا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گوندل صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جناب سپیکر کی اور میری بھی چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی تھی انہوں نے اس بارے میں احکامات بھی دیئے لیکن معاملہ یہ ہے کہ ہماری پارلیمانی پارٹی کے اندر اس حوالہ سے ہمارے کچھ ممبران کی بڑی serious reservations ہیں اور اس کے اوپر چیف منسٹر صاحب نے مجھے کل بھی کہا ہے کہ آپ بیٹھ کر اس مسئلہ کو resolve کرائیں۔ ہمارے معزز ممبران کہتے

ہیں کہ آپ نے 80لاکھ روپیہ کے ساتھ پورا پیکج ملا کر تقریباً کوئی دواڑھائی کروڑ روپیہ کے فنڈز ہمیں دیئے

ہیں اور ہمارے معزز ممبران کے بقول پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن ممبران کو وفاقی حکومت سے 7.5/7.5 کروڑ روپیہ فنڈز ملا ہے تو وہ پیسا بھی تو آخر ٹیکس منی ہے ناں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! لاء منسٹر کی بات تو complete ہو لینے دیں۔ میئو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں اور اپنی باری پر بات کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محمد امجد میئو کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے معزز ممبران کی یہ reservations ہیں کہ ایک تو اپوزیشن ممبران کو وفاقی حکومت سے 7.5/7.5 کروڑ روپیہ ملا ہے اور پھر آپ بھی دے رہے ہیں۔ آج راجہ صاحب موجود نہیں ہیں، میری راجہ صاحب سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے بڑی معصومیت سے مجھے کہا تھا کہ "راناصاحب! ساڑھے ست ست نہیں، پنج پنج کروڑ روپیہ ملیا اے۔" دوسری بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے ہماری پارٹی مسلم لیگ(ن) کے ایم این ایز کو بھی کچھ نہیں دیا۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میاں حمزہ شہباز کو وفاقی حکومت کی طرف سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ ملا ہے۔ خواجہ آصف، چودھری نثار علی خان، عابد شیر علی اور شیخوپورہ سے راناتنویر کو بھی وفاقی حکومت کی طرف سے کروڑوں روپیہ کے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کیسے کہتے ہیں کہ مسلم لیگ(ن) کے ایم این ایز کو وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی فنڈز نہیں ملے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب بات یہ ہے کہ مسلم لیگ(ن) کے جن ایم این ایز سے میری بات ہوئی ہے وہ تو کہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے ہمیں کوئی فنڈز نہیں ملے۔ اب جیسے یہ کچھ ایم این ایز کا نام لے رہے ہیں تو ان کی حکومت نے وہاں پر pick and choose کیا ہے کہ کچھ ایم این ایز کو دے دیئے ہیں اور کچھ کو نہیں دیئے تو پھر بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے بھی اس حوالہ سے pick and choose کیا ہے اور بسراء صاحب سے پوچھیں کہ کیا ان کو پنجاب حکومت

سے فنڈز نہیں ملے؟ ان کو فنڈز ملے ہیں۔ یہ ہمیں ریکارڈ دیں تو پھر بیٹھ کر اس بات کو resolve کر لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہمیں 5 کروڑ روپیہ ملا ہے یا allocation ہوئی ہے یا نہیں ہوئی، وہ تو ابھی process میں ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب صاف صاف بات ہو جائے، گوندل صاحب سچ بتادیں کہ ان کو کتنے فنڈز ملے ہیں؟ وزیر اعظم پورے ملک کے وزیر اعظم ہیں انہوں نے ان کو فنڈز دیئے ہیں تو وہ بھی تو پبلک منی ہی ہے ناں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! رانا صاحب اس اسمبلی کے بڑے پرانے ممبر رہے ہیں، وہ اس بات کو detrack کر رہے ہیں۔ آپ نے ہم سے یہ commitment نہیں کی تھی کہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کس کو کتنے فنڈز ملے ہیں، آپ نے تو ہمیں یہ assurance دی تھی کہ یہ فنڈز آپ کو مل جائیں گے۔ اُس میں ifs and but نہیں تھے کہ اُس کو فنڈ ملا ہے یا نہیں ملا، ہم اس ریکارڈ میں نہیں پڑنا چاہتے۔ ہم Discretionary Funds نہیں مانگ رہے، ہم تو constituency funds مانگ رہے ہیں۔ وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) پاکستان مسلم لیگ (ق) کا کوئی بھی ایم این اے ہے۔ یہاں تک کہ reserved seats پر آنے والی ایم این ایز کو بھی دیئے گئے ہیں۔ ہم صوابدیدی فنڈ سے کچھ demand نہیں کر رہے۔ ہمیں جو یقین دہانی کرائی گئی ہے اس میں کوئی condition موجود تھی اور نہ ہی اس میں پارلیمانی پارٹی کی approval شامل تھی۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ بحیثیت وزیر قانون، ڈپٹی سپیکر اور سپیکر اپنے وعدے کا پاس کریں۔ اگر آپ اپنے وعدے کا پاس نہیں کرتے تو آپ سیدھا کہہ دیں کہ ہم یہ فنڈز نہیں دیتے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ رہے کہ ہمیں list دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ گوندل صاحب اور ان کے ساتھ جن کو مناسب سمجھیں میرے ساتھ بٹھادیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو حل کریں۔ یہ تین راجپوتوں کا نام لئے جارہے ہیں تو ان تینوں کو انہوں نے کیا دیا ہے، یہ بھی تو بیٹھ کر بات کریں۔ ان میں سے کوئی 25 لائسنس کی بات کر رہا ہے اور کوئی ارب روپے کی بات کر رہا ہے۔ گوندل صاحب تین راجپوتوں کو ورغلا رہے ہیں تو یہ آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدھی بات کریں تاکہ ہم بھی ان کی بات کو آگے بڑھائیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اگر میں فیصل آباد کے ایک آدمی کے directive دکھاؤں گا تو یہ خود پریشان ہو جائیں گے۔ ان سب کے Blue Passports بن گئے لیکن مسلم لیگ (ن) کے ممبران کے نہیں بنائے گئے۔ فیصل آباد کے ایک تاجر کے 85 کروڑ کے directive تھے۔ میں حیران ہوں کہ یہ کیسے بات کر سکتے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے بتایا ہے تو میں یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے بسراء صاحب یا گوندل صاحب کو فنڈز دیئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ کس right پر دیئے گئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ کا prerogative ہے، یہ لاء منسٹر صاحب کا بھی prerogative ہے کہ وہ جہاں چاہیں فنڈز دے سکتے ہیں۔ اگر بطور ممبر بسراء صاحب کو فنڈز دیئے ہیں تو پھر ہم سب ممبران کا بھی حق بنتا ہے۔ اس میں ایک اصول وضع کریں۔ اگر pick and choose کرنا ہے تو اس حد سے باہر کریں کیونکہ یہ وزیر اعلیٰ اور لاء منسٹر کی discretion ہے۔ ہم اس کو challenge نہیں کرتے کہ جہاں ان کی مرضی ہو کروڑوں دے دیں یا اربوں دے دیں ٹھیک ہے یہ ان کی discretion ہے۔ اگر یہ یہاں پر کسی ایک ممبر کو فنڈز دیں تو پھر یہاں یہ بھی کہیں کہ ہم نے ایک ممبر کو فنڈز دیئے ہیں تو پھر میں کہتا ہوں کہ اس طرح باقیوں کو victimize کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شاہ صاحب ہمارے بڑے سینئر ساتھی ہیں۔ یہاں بات ہی وہ ہے جو انہوں نے کی ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ اگر کچھ کو فنڈز دیئے ہیں تو باقیوں کو کیوں نہیں دیئے؟ یہی بات ہے کہ وفاقی حکومت نے سو سے زائد ممبران کو اگر ساڑھے سات سات کروڑ روپے دیئے ہیں تو پھر باقیوں کو کیوں نہیں دیئے؟ یہاں مسئلہ تو یہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات پر یہ کہتا ہوں کہ وزیر اعظم نے سب کو فنڈز دیئے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ کچھ کو دیئے ہیں اور کچھ کو نہیں دیئے تو پھر لاء منسٹر صاحب ہی فرما دیں

کہ کیا یہ پالیسی صحیح ہے؟ Wrong is wrong, wherever it is committed اگر ایک آدمی غلط کرتا ہے تو کیا دوسرے پر لازم ہے کہ وہ بھی غلط کرے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فیصلہ ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ دونوں روّیے غلط ہیں۔ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ بالکل غلط ہیں۔ یہ بھی ساڑھے سات سات کروڑ روپیہ سب کو دلا دیں ہم بھی اسی اسی لاکھ روپیہ سب کو دلا دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے یہ کہا ہے کہ انہوں نے سب کو فنڈز دیئے ہیں۔ اس کی آپ تصدیق کر لیں کہ سب کو فنڈز دیئے گئے ہیں لیکن یہاں پر discrimination ہے۔

جناب سپیکر! بیماری بھی تین قسم کی ہوتی ہے۔ اس میں ایک ذہنی بیماری ہوتی ہے، ایک جسمانی اور ایک روحانی ہوتی ہے تو ہماری victimization کون سی پالیسی کے تحت کی جا رہی ہے۔ میں بطور ممبر یہ کہتا ہوں کہ انصاف وہی ہوتا ہے جو ہر ایک کے ساتھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اپنی ناقص معلومات کے مطابق clear کرتی ہوں کہ دو کروڑ روپیہ ہر ایم این اے چاہے وہ اپوزیشن کا ہے یا حکومت کا اسے ہر سال ملتا ہے جو ہر ایک کو ملا ہے۔ ان کے علاوہ جو لوگ چیمبر میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں میں نے وہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جو وہاں سے دستخط کرا کر لے جاتے ہیں وہ فنڈز علیحدہ ہیں اور وہ پھر ان کو علیحدہ مل رہی ہے۔ ہر ممبر کا جو دو دو کروڑ روپے کے فنڈز کا حق بنتا وہ اس کو مل رہا ہے۔ میری گزارش یہاں کچھ اور ہے جو میں on the floor of the House اور تمام میڈیا کے سامنے پیش کروں گی کہ آج کے ایجنڈے پر بھی خواتین کے حقوق کے حوالے سے بحث رکھی گئی ہے جس پر ہم نے بات کرنی ہے۔ میں یہ clarify ضرور کرنا چاہتی ہوں اور میڈیا کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہاں پر جو بھی privilege کی بات ہوتی ہے تو اس میں خواتین ممبران اسمبلی شامل نہیں ہوتیں۔ پنجاب حکومت کی طرف سے کسی قسم کا فنڈ خواتین ممبران اسمبلی کو نہیں دیا جانا یہ طے ہو چکا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہمارے لئے یہ پالیسی نہیں ہے ابھی حکومتی بنچوں سے ایک خاتون کہہ رہی تھیں کہ ہمیں وزیراعظم سے فنڈز لے دیں تو میں یہ کہتی ہوں کہ خواتین کسی بھی جگہ پر ہوں

ان کے ساتھ discrimination ہوتی ہے اور ہم خود اس کا موجب بنتے ہیں کیونکہ ہم خود اکٹھے نہیں ہوتے۔ میں on the floor of the House کہہ رہی ہوں کہ مرد ممبران اسمبلی جو پیپلز پارٹی کے ہیں ان کو پانچ پانچ کروڑ روپے کے فنڈز مل چکے ہیں اور خواتین ممبران کو صرف دو دو کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہیں۔ یہ discrimination ہر جگہ ہوتی ہے اور ہمارے لئے پنجاب کے دروازے تو ویسے ہی بند ہیں۔ میں کسی سے کوئی فنڈز مانگنا چاہتی اور نہ لینا چاہتی ہوں۔ میں تو صرف میڈیا کو یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ empowerment of women اور women rights کی بات کرنے والی (ن) لیگ کی پنجاب حکومت کے ایجنڈے میں خواتین کہیں نہیں ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ خواتین کو empower کرنا پنجاب حکومت کا ایجنڈا قطعی طور پر نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دوں گا ابھی آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر discretionary اور constituency funds کو confuse کیا جا رہا ہے۔ یہاں جس طرح پہلے معزز ممبر نے وضاحت کی ہے کہ دو کروڑ روپیہ minimum funds ہے جو ہر ایم این اے کو ملے گا چاہے وہ عوامی نیشنل پارٹی کا ہے، فاٹا کا ہے، خواتین کی مخصوص نشستوں سے ہے یا اقلیتوں کی مخصوص نشستوں سے ہے اس کو بلا تفریق دو دو کروڑ روپے کا فنڈ وفاقی حکومت نے جاری کیا ہے۔ ان کے علاوہ جہاں تک دوسرے فنڈز کا تعلق ہے تو اس میں definitely کسی کو دس کروڑ یا ایک ارب ملا ہے اس سے ہمیں کوئی غرض ہے اور نہ ہی ہم اس کو dispute کرتے ہیں۔ یہاں حکومتی بنچوں میں بھی ایسا ہے کہ اگر کسی ممبر کو پچاس کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہیں تو شاید دوسرے ممبر کو سات آٹھ کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہوں۔ ہم جو بات کر رہے ہیں وہ mandatory constituency funds کی ہے جو ADP میں earmark ہے۔ یہ mandatory or non discretionary funds ہیں۔ اس کے علاوہ جو blocked allocation میں discretionary funds ہیں ہم اس میں سے وزیر اعلیٰ صاحب سے کچھ نہیں مانگتے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ شور شرابے میں معاملات کو confuse نہ کیا جائے، ان کو detracted نہ کیا جائے۔ آپ خود بھی اس کے witness ہیں، یہ Chair اس کی witness ہے کہ ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اسی لاکھ روپے کے فنڈز ہر حلقہ کے حقوق کے لئے وہاں کے ایم پی اے کے

ذریعے پہنچائے جائیں گے۔ اس میں ہم دوبارہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ آج اس پارلیمانی سال کا آخری دن ہے اس کو ایک positive note پر ختم ہونا چاہئے۔ ہمیں یہاں پر جو assurances کرائی گئی ہیں اور جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اندر assurances کرائی گئی ہیں اُن پر عمل ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آج کا اجلاس اگر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کریں گے تو کیا دوبارہ اجلاس نہیں آنا؟ جب دوبارہ اجلاس آنا ہے تو اُس وقت پھر آپ نے ہم سے غلط بیانی کرنی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم سے غلط بیانی نہ کریں کیونکہ آپ نے پھر ہم سے کہنا ہے کہ ہمیں 18 گھنٹے دے دیں۔ اگلے پارلیمانی سال میں دن پورے نہیں ہوں گے کیونکہ مارچ تک اسمبلیاں رہنی ہیں اور میں بتاتا چلوں کہ الیکشن مارچ سے پہلے نہیں ہونے۔ سینیٹ کا الیکشن گزر گیا ہے جس پر ہم قوم کو مبارکباد دیتے ہیں اور اس حوالے سے آپ نے پانچ بندے خریدے ہیں مگر ہم آج کے دن کو positive note پر ختم کرنا چاہتے ہیں لہذا آپ کے توسط سے ہم حکومتی بنچوں اور راناصاحب سے استدعا نہیں بلکہ توقع رکھتے ہیں کہ آج کا دن positive note پر ختم ہوگا اور ہماری عوام کا حق ہمارے ذریعے اُن تک لوٹایا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شوکت محمود بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لیڈر آف دی House جو وزیراعلیٰ بھی ہیں اُن کے متعلق یونس حبیب صاحب نے کہا ہے جس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ یہ صوبائی اسمبلی کا معاملہ ہے اس لئے میں گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! یہ subjudice matter ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف ایک چھوٹی سی گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس پر میں بالکل اجازت نہیں دوں گا and this is no point of order

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ باہر جا کر جتنی مرضی بات کریں لیکن on the floor of the House میں اس کی اجازت نہیں دوں گا کیونکہ یہ subjudice matter ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بالکل اجازت نہیں ہوگی۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری صرف عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ subjudice matter ہے اور انہوں نے بھی اخبارات اور میڈیا پر اس کا جواب دے دیا ہے لہذا آپ اخبارات پڑھ لیں۔ This is no point of order جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ جب بھی House کو Chair کرتے ہیں تو درجہ چہارم کے ملازمین میری طرف اس طرح سے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں نے اور آپ نے مل کر اُن کا کچھ قرض اتارنا ہے۔ آپ نے آج سے چار سال پہلے اُن کے حقوق کے لئے بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا بڑا valid point ہے۔ پرسوں ایک بجے میں متعلقہ کمیٹی کی میٹنگ رکھتا ہوں کیونکہ یہ معاملہ واقعی بہت pending ہو چکا ہے۔ پرسوں دوپہر ایک بجے میٹنگ ہوگی اسمبلی سیکرٹریٹ اسے note کر لے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا پرسوں ہمیں اطلاع دے کر بتائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پرسوں پوری کمیٹی کو اطلاع دے کر بلایا جائے گا۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! آخر آپ کو میرا خیال آ ہی گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خیال تو بڑی دیر سے تھا مگر موقع کی تلاش میں تھا۔

شیخ علاؤالدین: بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جب آپ Chair پر تشریف فرما تھے تو آپ نے اُس وقت گلبرگ کی ایک سڑک کے بارے میں مہربانی کی تھی مگر آپ کو سن کر افسوس ہوگا کہ اُس کا ٹی ایم اے اور نہ ہی ایل ڈی اے نے کوئی جواب دیا ہے حالانکہ آپ نے بڑے واضح الفاظ میں یہ کہا تھا کہ اُن کو ابھی بلائیں۔ میں صرف آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے چھ سال سے گلبرگ کی ایک اہم سڑک جس کے ساتھ ایک پارک بھی ہے وہ pace کے لئے بند کی گئی تھی جو آج بھی بند ہے۔ یہ کتنی زیادتی ہے کہ Q بلاک سے جس آبادی کو وہ سڑک جارہی ہے وہ بند ہے اور آپ

کے کہنے کے باوجود کوئی تکلیف کسی محکمے نے گوارا نہیں کی کہ وہ یہاں آکر بتاتے کہ یہ سڑک کیوں بند ہے حالانکہ یہ regular road ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! کیا اس پر کمیٹی بنائی گئی تھی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا تھا کہ محکمہ سے پوچھا جائے مگر آج تک کوئی نہیں آیا۔ ایک صاحب ٹی ایم اے آفس سے آئے تھے جنہوں نے کہا کہ ہم آپ کو بتاتے ہیں لیکن اُس کے بعد وہ بھی نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس حوالے سے جو observation دی تھی اسمبلی سیکرٹریٹ اُس کی کاپی نکلوائے اور اگر Chair کی direction پر عمل نہیں ہوا تو میں شیخ علاؤالدین صاحب، رانا افضل صاحب اور علی حیدر نور نیازی صاحب پر مشتمل کمیٹی بناتا ہوں جس پر اسمبلی چیمبر میں پرسوں دوپہر 12 بجے متعلقہ محکموں کو بلا کر میٹنگ کرائیں اور اس matter پر اُن سے پوری explanation لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر ایک بات یہ ہو گئی اور دوسری بات یہ ہے کہ تمام اضلاع میں لٹریسی سکول بند کئے گئے ہیں مثلاً میرے ضلع قصور میں 7ہزار ایسے بچے ہیں جو لٹریسی سکول بند ہونے سے متاثر ہوئے ہیں۔ اب لٹریسی سکول دوسرے regular سکولوں میں merge نہیں ہو رہے جن کے لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اُن بچوں کے لئے جن کے والدین کی آمدنی کم ہے وہ لٹریسی سکول میں پڑھ رہے تھے اور اوسطاً اڑھائی سے تین سو بچے تھے۔ اب لٹریسی سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ سکول regular سکولوں میں merge نہیں ہو سکتے لہذا اس پر کوئی مہربانی فرمادیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری empowerment of women کی بات کر رہی تھیں۔ میں چاہوں گا کہ آج یہ بات کر لی جائے کہ انڈونیشیا میں چار دن پہلے ایک قانون پاس ہوا ہے کہ اگر کوئی خاتون حکومت کو یہ لکھ کر دے کہ اُس کے خاوند کی آمدنی direct اُس کے اکاؤنٹ میں credit کر دی جائے تو ایسا کر دیا جائے گا۔ اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی عورتوں کو کچھ empowerment دیں تو خواتین یہ Bill لائیں میں اُن کو support کروں گا اور عورتوں کو معاشی طور پر آزاد کیا جائے۔ اگر خواتین واقعی چاہتی ہیں تو ایسا کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! کیا یہ تنخواہوں کی بات ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تنخواہوں کی ہی بات ہے اور اس پر قانون آگیا ہے جو میں آپ کو فراہم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ یہ بھی اضافہ کریں اور کاروباری طبقہ کو بھی شامل کرائیں پھر بات بنے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کاروباری طبقہ کو بھی شامل کر دیں۔ اگر عورتوں کو واقعی کچھ حقوق دینے ہیں تو اس کو serious لیا جائے۔ خواتین یہ قانون بنا کر لائیں ہم انہیں support کریں گے۔ شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مجھے تھوڑا business بھی چلانے دیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1193 خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

جناب شہر یار علی خان: جناب سپیکر! آپ لوگ ہمیں فنڈز نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر صاحب آ جائیں تو پھر ہم بیٹھ کر بات کریں گے کیونکہ سپیکر صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب شہر یار علی خان: جناب سپیکر! آپ ہمیں فنڈز نہیں دے رہے لہذا ہم بائیکاٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا افضل صاحب، حاجی ذوالفقار صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب اپوزیشن سے مذاکرات کر کے واپس ایوان میں لے کر آئیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج پارلیمانی سال کے 100 دن پورے ہو رہے ہیں اس لئے میں واک آؤٹ نہیں کروں گی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں ساجدہ میر صاحبہ کی تائید کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج مردوں کی بجائے عورتوں کو بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس خدیجہ عمر صاحبہ کا ہی ہے لہذا بے فکر رہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: آج عورتوں کے حقوق کی بات ہوئی ہے اس لئے ہمیں موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، خواجہ صاحب!

فیصل آباد: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت

خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہِ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6-مارچ 2012 نیوز چینل ایکسپریس کے مطابق فیصل آباد کے تھانہ ڈجکوٹ کے ایک راجباہ سے 35 سالہ نوجوان کی نعش ملی جس کو دوران ڈکیتی مزاحمت پر قتل کیا گیا تھا؟

(ب) اس کی ایف آئی آر کب درج ہوئی ہے؟

(ج) اس واقعہ کی موجودہ صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس حد تک درست ہے کہ 6-مارچ 2012 کو ایک نوجوان جس کی عمر تقریباً 35 سال کے لگ بھگ تھی اُس کی نعش ملی ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ اُس کو ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر قتل کیا گیا ہے بلکہ نعش ملنے کے بعد رپٹ درج کی گئی ہے اور اس کے ارد گرد کے چکوک میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اور دوسرے ذرائع سے منادی بھی کروائی گئی ہے مگر ابھی تک اس نعش کو کسی نے شناخت نہیں کیا۔ پوسٹ مارٹم کروایا گیا ہے اور پوسٹ مارٹم کی ابھی تک رپورٹ موصول نہیں ہوئی لیکن بظاہر یہ لگتا ہے کہ مرحوم addict تھا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کیونکہ پوسٹمارٹم رپورٹ میں ظاہراً اُس کے جسم پر کوئی ایسی چوٹ نہیں ہے جبکہ اس کی جیب سے ملنے والی چیزوں سے اس خدشے کو تقویت ملتی ہے تاہم اس پر حتمی رائے پوسٹمارٹم رپورٹ ملنے کے بعد قائم کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! ٹھیک ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 1195 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہِ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک موقر اخبار "نوائے وقت" مورخہ 10-03-2012 کی خبر کے مطابق شرقپور ضلع شیخوپورہ سے موٹر سائیکل پر ایک شہری شکیل اور اس کا بھائی اپنے گاؤں چک نمبر 23 جا رہے تھے کہ پانچ ڈاکوؤں نے انہیں لوٹنے کے دوران مزاحمت پر فائرنگ کر دی جس سے شکیل موقع پر جاں بحق ہو گیا؟

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا؟

(ج) اس واقعہ کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واقعہ درست ہے اور یہ ڈکیتی کا وقوعہ ہوا لیکن اسی دوران مزاحمت ہوئی جس پر ارد گرد کے گاؤں کے لوگوں نے وہاں پر آ کر ان ڈاکوؤں کے ساتھ مقابلہ کیا جس کی پاداش میں دو آدمی موقع سے گرفتار ہو گئے جن کی مدد سے پورے گروہ کی شناخت ہو گئی ہے اور بقیہ ملزمان کو بھی گرفتار کیا گیا ہے جبکہ ان سے چھینا ہوا موٹر سائیکل برآمد ہو گیا ہے اور دیگر وارداتوں سے متعلق ان سے انوسٹی گیشن ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بڑی ضروری بات کرنا چاہوں گی کہ اسی طرح کا ایک واقعہ خواتین کے عالمی دن والے روز شیخوپورہ میں ڈی ایس پی کے ڈیرہ پر ہوا ہے جہاں پر ایک چودہ سالہ بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی جس کی خبریں اخبارات میں بھی آئیں اور ٹی وی پر بھی لگاتار دکھایا جا رہا ہے لیکن اس وقوعہ کے خلاف پرچہ درج نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ اس میں 2 دودھ فروش اور ایک کانسٹیبل ملوث ہیں تو میری request ہے کہ ڈی ایس پی کے ڈیرہ پر ہونے والے اس واقعہ کو seriously لیا جائے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے کیونکہ ان کی نانی نے بہت سے لوگوں کے ساتھ رابطہ کیا ہے لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! مجھے یقین ہے کہ حکومت کارروائی کر رہی ہو گی لیکن kindly اسے آپ خود دیکھئے گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 11 پیش ہو چکی ہے جو کہ pending کی گئی تھی۔ جی، رانا صاحب!

تھانہ پیپلز کالونی فیصل آباد کے تفتیشی آفیسر کا معزز خاتون ممبر کے ساتھ نامناسب روّیہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 11 کا جواب موصول ہو چکا ہے اور آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اب علی حیدر نور خان نیازی صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جسمانی معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جسمانی معذور افراد کے لئے سینیٹ،

قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جسمانی معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپوزیشن کو welcome کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں قرارداد کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم بغیر assurance کے واپس آ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس حوالے سے پہلے رانا افضل صاحب بات کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم آپ کی assurance پر واپس آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! مہربانی۔ محرک قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

معذور افراد کے لئے سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشستیں مقرر کرنے کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح آئین پاکستان میں سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں کے لئے سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے

بھی سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے لئے
اقدامات کرے تاکہ ان اداروں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے حقوق کے
تحفظ کے لئے بھی مناسب نمائندگی ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح آئین
پاکستان میں سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں
کے لئے سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے
بھی سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے لئے
اقدامات کرے تاکہ ان اداروں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے حقوق کے
تحفظ کے لئے بھی مناسب نمائندگی ہو سکے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ جس طرح آئین
پاکستان میں سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین اور اقلیتوں
کے لئے سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں اسی طرح جسمانی طور پر معذور افراد کے لئے
بھی سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں سیٹیں مخصوص کرنے کے لئے
اقدامات کرے تاکہ ان اداروں میں جسمانی طور پر معذور افراد کے حقوق کے
تحفظ کے لئے بھی مناسب نمائندگی ہو سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی علی حیدر نور نیازی کی سوچ اور efforts سے کوئی انکار اور اعتراض نہیں ہے میرا خیال ہے کہ دو قراردادیں اور بھی پاس ہونی چاہئیں جن میں ایک تو خواجہ سراؤں کی بھی اسمبلی میں سیٹیں مختص ہونی چاہئیں اور دوسرا یہ ہے کہ جسمانی معذوروں کی قرارداد اب آ گئی ہے تو ذہنی طور پر معذوروں کو بھی نمائندگی دینی چاہئے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری، حاجی ذوالفقار اور خلیل طاہر سندھو صاحب کی ڈیوٹی لگائی تھی اور ہم نے اپوزیشن کو request کی تو ان کی demand ہے کہ علاقے کے فنڈز کے لئے وہ بڑا seriously محسوس کرتے ہیں کہ انہیں فنڈز ملنے چاہئیں اور انہوں نے چار ساتھیوں کے نام دیئے ہیں۔ میں نے آپ کے behalf پر assurance دی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے ان کی میٹنگ اگلے دو تین روز میں arrange کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں پر ایک بات کہنا چاہوں گا کہ بات بڑی سیدھی سی ہے کہ جب کہا جاتا ہے کہ Custodian of the House تو میں آپ کو اپنی spirit اور جناب سپیکر صاحب کے جو ذہن میں ہے وہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ جو چیز کسی ایک ممبر کو یہاں پر مل رہی ہے وہ ایوان کے تمام ممبران کو ملنی چاہئے۔ اس کے اندر حکومت کی طرف سے جس طرح رانا صاحب نے اظہار بھی کیا کہ کچھ پیسے زیادہ گئے ہوئے ہیں، یعنی جب تک آپ اکٹھے نہیں بیٹھیں گے یہ معاملہ حل نہیں ہو گا اور اس پر ڈائیلاگ ہی واحد حل ہے اور میرا خیال ہے کہ بیٹھ کر غلط فہمیوں کو دور کر کے کام کرنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ discretionary funds سے ہمیں کچھ غرض نہیں بلکہ ہم constituency rights کی بات کر رہے ہیں۔ دوسرے نمبر پر کہ تھوڑی سی repetition ہو جائے گی کہ پہلے ہم نے تین راجپوتوں پر انحصار کیا تھا اور آج ایک بار پھر رانا محمد افضل خان کی سربراہی میں جو کمیٹی گئی ہے، ہم نے چوتھے راجپوت کو بھی اس میں شامل کر کے گیند راجپوتوں کی کورٹ میں ڈال دی ہے۔ آپ نے ثابت کرنا ہے کہ راجپوتانہ اصلی طور پر کہاں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مسئلہ یہ ہے کہ Custodian of the House راجپوت کو بھی آگے سے حکومت کی طرف سے ایک راجپوت ہی "ٹکرا" ہوا ہے، مسئلہ اور کوئی نہیں ہے۔ (قہقہہ)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ (قہقہے)

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے ساتھ جانے والے سارے معزز ممبران بھی ویسے ہی ہیں، یہ کوئی برادریوں کا مسئلہ نہیں ہے ہم ساری برادریاں ایک جیسی ہیں۔ میں ساری برادریوں کو سلام کرتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں مزید یہ بات کرنا چاہ رہا تھا کہ جس طرح میں نے پہلے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا ہے کہ چونکہ آج کا دن پارلیمنٹیری سیشن کا آخری دن ہے اس لئے ہم رانا افضل خان کے کہنے پر آ گئے ہیں اور جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ہم positive note پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے بہت سارے issues جو اس وقت میڈیا میں چل رہے ہیں ان میں سے دو subjudice بھی ہیں۔ ہم ان کا ذکر نہیں کر رہے، ہم positive note پر آج کے پارلیمنٹیری سیشن کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں تاکہ ہم Charter of Democracy کی sprit کے تحت اس House کو اگلے سال کے لئے بھی چلا سکیں۔ اس کو facilitate کرنے کے لئے ہمیں دوبارہ آپ کا اور سب کا تعاون درکار ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کسی کی عزت اس کی صفات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک گائے اگر اچھا دودھ دے تو اس کی خاطر تواضع زیادہ ہوتی ہے ورنہ سانپ کی کھال دیکھنے میں بہت رنگدار اور ملائم ہوتی ہے مگر اس کی صفت خراب ہے اس لئے اس کو دیکھتے ہی مار دیا جاتا ہے۔ راجپوتوں کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کے پکے ہوتے ہیں۔ ویسے حضرت علی سے کسی شخص نے سوال کیا کہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مرد وہ ہے جو تحفظ فراہم کرتا ہے، مرد وہ ہے جس میں عجز وانکساری ہو، جو حقیقت کا قائل ہو، حقیقت کی کڑواہٹ کو برداشت کرنا ہی مردانگی ہے۔ انہوں نے چوتھا فرمایا کہ مرد وہ ہے جس کو اپنی زبان کا پاس ہو۔ پانچواں یہ کہ اگر اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو وہ دل نہیں ہار بیٹھتا بلکہ incentive کا کام دیتا ہے۔ راجپوتوں میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ وہ کبھی پیٹھ پیچھے اپنے مخالف پر حملہ نہیں کرتے۔ اگر اپنے دشمن کو مارنے گئے اور وہ سویا ہوا ہو گا تو ہم نے یہ سنا ہے کہ وہ اس کو ہتھیار دیں گے اور کہیں گے کہ تم ہمارا مقابلہ کرو۔ بھلے وہ جیت جائے یا ہار جائے اس لئے ہم آپ کی

صفات کی قدر کرتے ہوئے اور اس پر اعتبار کرتے ہوئے کہ راجپوتوں کی یہ صفت ہے کہ وہ کٹ مرتے ہیں مگر اپنی زبان اور آن سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! ان کے بعد بسراء صاحب بات کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: راجپوتوں نے جو کرنا ہے وہی کرنا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ انہوں نے کیا کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی لئے ہم سنتے جا رہے ہیں، کرنا وہ ہے جو۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت اچھی بات ہے کہ آپ نے مجھے floor دیتے ہی کہہ دیا ہے کہ جو کرنا ہے وہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔ یہ time wastage ہے لیکن چلیں۔ میرا آپ سے گلہ ضرور ہے کہ ابھی میں نے جب خواتین کی محرومی کے بارے میں بات کی تو آپ نے بھی اس کو نظر انداز کیا جو آپ usually نہیں کرتے۔ اس پر آپ نے کوئی ایسا good gesture show نہیں کیا۔ یہ فنڈز میرے گھر نہیں جانے۔ خواتین چاہتی ہیں کہ وہ active politics کے اندر کام کریں۔ ہم جاگیر دار خاندانوں سے نہیں ہیں اگر ہم مڈل کلاس کی خواتین آگے آنا چاہتی ہیں تو کیا ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم اپنی constituencies develop کر سکیں؟ اس کے بعد اگر ہمیں ساری زندگی خیراتی سیٹیں ہی سننے کو ملنا ہے تو پھر ان سیٹوں کا قطعی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یا پھر (ن) لیگ کی خواتین، سینیٹرز اور ایم این ایز جو فنڈز لے رہی ہیں وہ بھی اس کو withdraw کر لیں because یہ (ن) لیگ کی پالیسی نہیں ہے کہ خواتین کو ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے اور example دی کہ ہمیں وہ بل لے کر آنا چاہئے۔ اس House میں بہت سارے بل آ سکتے ہیں لیکن اس بل کو لانے کا کوئی فائدہ نہیں جس کو implement ہی نہ ہونا ہو۔ شیخ صاحب! charity begins at home ہوتی ہے تو آپ بسم اللہ کریں اور announce کریں۔ House میں جتنے ممبران بیٹھے ہیں پہلے ان سے announcement کروائیں کہ ان کی ساری تنخواہیں اور چیزیں ان کی بیویوں کے اکاؤنٹ میں جائیں گی۔ پھر ہم باقی لوگوں سے بھی expect کر سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، ہمارے ملک کے لوگ دہاڑی دار ہیں ان کے کون سے اکاؤنٹس اور تنخواہیں ہیں؟ یہ پہلے بسم اللہ کریں اور announce کریں کہ ان کا جتنا بھی بنک بیلنس ہے وہ بیگم صاحبہ کے اکاؤنٹ میں شفٹ کریں گے، اس کے بعد چیف منسٹر صاحب سے شروع کریں اور رانا ثناء اللہ صاحب بھی onward چلیں۔ پھر یہ کارواں آگے بہت اچھا چلے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ایک منٹ۔ شیخ صاحب! ہم تھوڑا تھوڑا بزنس بھی ساتھ چلاتے رہیں۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی مہربانی، مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ابھی بات کہی گئی تھی بالکل صحیح ہے کہ آپ being a Custodian of the House اور سپیکر صاحب بھی یہ چاہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو فنڈز ملیں اور میری بہن عظمیٰ زاہد بخاری نے جو بات کی ہے وہ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ خواہ حکومتی بنچوں کی طرف سے ہوں یا اپوزیشن سے آپ discretionary funds نہ دیں لیکن جو ADP کا 80 لاکھ روپے ہے وہ ہمارا حق ہے اور وہ سب کو دیں۔ اُدھر والی بہنوں کو بھی دیں اور اپوزیشن والی بہنوں کو بھی دیں۔ جب سے ہم اپوزیشن میں آئے ہیں میں on oath بتا رہا ہوں کہ ہمارے حلقوں کی ongoing سکیمیں بھی روک دی گئیں۔ ابھی میرے بھائیوں نے بہت اچھی بات کی اور آپ نے تو بہت اچھی sprit کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارے حلقوں میں جو ongoing سکیمیں پڑی ہیں ان کے لئے بھی فنڈز بند کر دیئے گئے ہیں۔ آج تک یہ نہیں ہوا کہ جو ongoing سکیمیں ہیں ان کو صرف اس لئے بند کر دیا گیا ہو کہ ہم لوگ اپوزیشن سے ہیں۔ وہ فنڈز مجھے نہیں دیئے گئے بلکہ وہ فنڈز تو اس علاقے کے لئے ہیں۔ مثال کے طور پر میرے حلقے میں دو منصوبے تھے۔ ایک سیوریج کا اور ایک جمنیزیم کا۔ سیوریج پر چار کروڑ روپے لگا ہوا ہے، جمنیزیم پر ایک کروڑ روپیہ لگا ہوا ہے اور وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اس کے فنڈز صرف اس لئے روک دیئے گئے ہیں کہ ہمارا تعلق اپوزیشن سے ہے۔ اسی طرح ہوتیانہ صاحب یہاں بیٹھے ہیں، حاجی صاحب بیٹھے ہیں، میو صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ ongoing سکیموں کو روک دیا گیا ہے جو کبھی نہیں رکتیں۔ وہ چار پانچ کروڑ روپیہ جو لگ چکا ہے وہ تو ضائع ہو گیا ہے۔ اگر آپ ہمیں صرف اس بات کی سزا دیں گے کہ ہم اپوزیشن میں ہیں تو وہ حکومت کا چار کروڑ روپے ضائع ہو جائے گا۔ خدارا اس کو بھی ensure کریں کہ ongoing سکیموں کے فنڈز دوبارہ جاری کئے جائیں گے تاکہ وہ منصوبے مکمل ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چونکہ میں تحریک التوائے کار announce کر چکا ہوں۔ پہلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے اس کا نمبر 38/12 ہے۔ یہ pending ہوئی تھی رانا صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ مہر اشتیاق احمد صاحب موجود نہیں ہیں ان کی تحریک التوائے کار بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ رانا تنویر احمد ناصر کی تحریک التوائے کار نمبر 256/12 ہے یہ بھی آج تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

انگلش میڈیم کلاس نہم کو پڑھائی جانے والی کیمسٹری کی کتاب میں غلطیوں کی بھرمار

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے۔ کیمسٹری کی ٹیکسٹ بک برائے جماعت نہم مرکزی حکومت کی مروجہ پالیسی نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ پالیسی 2007 کے مطابق شائع کی گئی تھی اس نئی بک پالیسی کے مطابق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا اختیار ایک معاونتی Regulatory Monitoring Authority ہے۔ کتب کی تیاری کا کام پرائیویٹ پبلشرز کے ذمے ہوتا ہے تاہم پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ صوبائی جائزہ کمیٹی کی سفارش پر پرائیویٹ کورسز کے تیار کردہ مسودہ جات حتمی منظوری کے لئے وفاقی وزارت تعلیم شعبہ نصاب اسلام آباد کو ارسال کرتا ہے۔ جو کسی بھی مسودے کو این او سی جاری کرنے کا حتمی اختیار رکھتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار میں پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا احتیاط کی جائے۔ چلیں، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے پنجاب House کے لئے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ میں صرف آپ کو remind کرانا چاہتا ہوں کہ آج تک اس کمیٹی کا آپ کے کہنے کے باوجود کچھ بھی نہیں ہوا۔ یا تو آپ یہ کہیں کہ آپ کا وہ اقدام صحیح نہیں تھا اور اگر صحیح تھا تو اس کی رپورٹ کے متعلق بتایا جائے آپ نے مجھے بھی اس میں ممبر نامزد کیا تھا۔ میں پہلے بھی یہ بات آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں اور اس کو point out کر چکا ہوں اور آج دوبارہ پھر کر رہا ہوں جہاں تک آپ کی working ہے میں تو کیا سارے لوگ appreciate کرتے ہیں۔ انگریزی کی ایک coition ہے کہ:

King is a person whose words are more affective if he is a king.

اس کے لفظوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ :

If he uses the whip then he is not a king, he is a "syce".

آپ جس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کے ہر لفظ کی تاریخ مرتب ہوتی ہے اور اس کے پیچھے پورے House کی فورس ہے۔ اگر اس کے باوجود بھی اس پر عمل نہ ہو تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کیا یہ مذاق میں کہا گیا تھا یا seriously کہا گیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں نے پنجاب House کے بارے میں کمیٹی بنائی تھی، میں اس کا اسی week میں اجلاس رکھ رہا ہوں تاکہ اس پر کوئی فیصلہ آ جائے اور اس پر آپ بھی اپنی رائے بھجوا دیجئے گا۔ سیکرٹری صاحب! Punjab House کی کمیٹی کا اسی week میں اجلاس رکھوا دیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں نے اسی تحاریک التوائے کار کے حوالے سے بات کرنی تھی میری تحریک کا متن یہ تھا کہ English Medium Class-9 کی Chemistry کی book میں غلطیوں کی بھرمار ہے اس کو درست کیا جائے لیکن اس کا تو کوئی جواب ہی نہیں آیا کہ اس کو درست کرنا چاہئے یا نہیں بلکہ یہ کسی اور پر ملبہ ڈال دیا گیا ہے اور اس سے بچوں کا مستقبل خراب ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، اس کا notice لے لیا گیا ہے اور اس پر انشاء اللہ کام ضرور ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا تنویر احمد ناصر صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 256/12، dispose of کی جاتی ہے۔ رانا صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 265/12 بھی آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کی تحاریک التوائے کار نمبر 265 اور 266 کو pending فرما دیں اور تحریک التوائے کار نمبر 267 کو take up کر لیں کیونکہ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دونوں تحاریک التوائے کار next session تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 267 کا جواب رانا صاحب دے رہے ہیں۔

صوبوں میں بجلی اور گیس کی تقسیم کے لئے کمیٹی کے فیصلے سے پنجاب کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 267 بجلی کی تقسیم کے متعلق تھی اور اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا تھا کہ حکومت نے بجلی کی تقسیم کی پالیسی اس بنیاد پر بنائی ہے کہ جو صوبہ بجلی پیدا کرتا ہے اس کو بجلی کے استعمال پر property right ہو گا یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے سیکرٹری پانی و بجلی کی سربراہی میں power generation policy کو مزید بہتر بنانے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی اور اس کمیٹی نے تمام stakeholders سے تجاویز مانگیں۔ صوبہ KPK کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ جس صوبہ میں پراجیکٹ قائم ہو گا اس صوبہ کو بجلی ترجیحی بنیادوں پر دی جائے گی لیکن باقی صوبے بشمول پنجاب نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ وفاقی حکومت نے World Bank, Asian Development Bank، UNDP اور دوسری ایجنسیوں سے بھی اس تجویز پر رائے لی لیکن ان ایجنسیوں نے بھی اس تجویز کو رد کیا۔ PPIP Board نے نتیجتاً دوران میٹنگ مورخہ 6۔جنوری 2012 کو اس تجویز کو رد کر دیا اور صوبہ پنجاب نے بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ PPIP کی میٹنگ جو مورخہ 6۔جنوری 2012 کو ہوئی تھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس کے minutes کی کاپی میرے پاس موجود ہے اور اگر شیخ صاحب کہیں گے تو میں یہ انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ٹھیک ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 267/12 dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 280/12 محترمہ آمنہ الفت، محترمہ قمر عامر چودھری اور سیدہ ماجدہ زیدی کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب! یہ بھی آج تک کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next session تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 280/12 بھی next session تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 291/12 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 313/12 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے غالباً تحریک التوائے کار نمبر 293 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 293 تو next session تک کے لئے pending ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 313/12 بھی next session تک pending جاتی ہے۔ اب اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 321/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اس کے بعد میاں طارق محمود صاحب اپنی تحریک التوائے کار نمبر 380/12 پیش کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس سے پہلی تو میری تحریک التوائے کار نمبر 334/12 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ موجود نہیں تھیں تو سپیکر صاحب نے dispose of کر دی تھی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس کی reason کا تو پتا چلنا چاہئے کہ کیوں dispose of کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سپیکر صاحب نے dispose of کی ہے اب مجھے اس کی reason کا پتا نہیں۔ جی، میاں صاحب!

تھانہ صدر سرائے عالمگیر (گجرات) کے ایس ایچ او کا تبادلہ محض سیاسی قیادت کو بدنام کرنے کے لئے کیا جانا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ اخبار کی بہت بڑی headline ہے کہ ایس ایچ او شوکت علی ٹوپہ کی فرض شناسی سے ٹاؤٹ مافیا نالاں اور عام آدمی تحفظ محسوس کرتا تھا، حکمران تھانوں میں سیاسی مداخلت بند کروائیں اور میرٹ پر پولیس کو فیصلے کرنے دیئے جائیں۔ اس کے نیچے یہ لکھا ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور آئی جی پنجاب ڈی پی او، گجرات کو سیاسی دباؤ میں آ کر تبادلے کرنے سے روکیں۔ گزارش یہ ہے کہ جس میرٹ پر معاملات چل رہے ہیں اس طرح اخبار میں یہ اتنی بڑی headline اور اتنا بڑا اشتہار تو میں اس سلسلے میں تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں فوری نوعیت اور اہمیت عامہ رکھنے والے مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے یہ تحریک التوائے کار پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12-مارچ 2012 روزنامہ "شانہ بشانہ" (گجرات پاکستان) کی خبر کے مطابق تھانہ صدر سرائے عالمگیر (ضلع گجرات) کے علاقہ میں کم عرصہ میں امن قائم کرنے والے ایس ایچ او کی مذکورہ تھانہ میں تعیناتی کے کم عرصہ میں علاقہ میں کوئی واردات نہ ہوئی، جرائم پیشہ لوگ زیر زمین چلے گئے اور بااثر سیاسی گروپ اور ٹاؤٹ مافیا ان کی ایمانداری اور فرض شناسی سے نالاں اور عام آدمی تحفظ محسوس کرتا تھا کیونکہ ایس ایچ او میرٹ پر فیصلے کرتا تھا۔ مگر اس ایماندار افسر کو کوئی انعام یا اس کی ایماندارانہ سروس پر کوئی اعلیٰ سرکاری تمغہ دینے اور ان کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دینے کی بجائے اسے یہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ من گھڑت خبر چلا دی

گئی ہے کہ ان کے تبادلہ میں ضلع گجرات کے سیاسی افراد کا تعلق ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت اس افسر کو یہاں سے تبدیل کرنے کی بجائے اسے appreciate کرتی اور اس کے تبادلہ کی تحقیقات کرواتی کہ اس میں کون سے عوامل کارفرما ہیں ان کے خلاف کارروائی کرتی اور جن لوگوں نے اس ضلع کی سیاسی قیادت کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی ہے ان کے خلاف کارروائی کرتی۔ مگر ایسا نہ کر کے حکومت اس علاقہ کے جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کر رہی ہے لہذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بظاہر کوئی local dispute معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح سے grouping ہو جاتی ہے بعض اچھے افسران کے متعلق بھی اور بُرے افسران کے متعلق بھی تو میں محترم ممبر سے یہی گزارش کروں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں میں ڈی پی او، گجرات سے رپورٹ لے کر ان کی مشاورت اور رہنمائی میں اس مسئلہ کو resolve کرا دیتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، انصاف ہونا چاہئے اور لوگوں کو محسوس بھی ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس assurance پر یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 336/2012 چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

پنجاب پولیس اور اعلیٰ عدلیہ کے ریٹائرڈ افسران و جج صاحبان کا سرکاری گاڑیاں استعمال کر کے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچانا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" لاہور مورخہ 27۔فروری 2012 کے مطابق پنجاب پولیس کے اعلیٰ ریٹائرڈ افسران اور ریٹائرڈ جج صاحبان، پولیس کی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں اور اس طرح خزانے کو لاکھوں روپے ماہانہ کا بوجھ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق ان افسران اور اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کی حکومتی جماعت سے قربت کی بناء پر اُن سے سرکاری گاڑیاں واپس نہیں لی جا رہیں۔ ان گاڑیوں کی تفصیل یہ بتائی جا رہی ہے جو کہ گزشتہ تین سال سے ان کے استعمال میں ہیں:

.1	سابق آئی جی جہانزیب برکی	LEG-09-265 LEG-09-2246
.2	سابق چیئرمین ٹاسک فورس کرنل شجاع خانزادہ	GTK-1257
.3	سابق آئی جی رانا مقبول	LEG-07-1320 LEG-07-5099
.4	سابق آئی جی شوکت جاوید	LEG-10-1409
.5	سابق آئی جی طارق کھوسہ	LEG-07
.6	سابق ایڈیشنل آئی جی وسیم احمد	LEG-07-4992
.7	سابق چیف جسٹس خواجہ شریف صاحب	LEG-07-5003
.8	مصطفیٰ رمدے صاحبزادہ خلیل رمدے صاحب	LZ-2549
.9	چیف سیکرٹری صاحب	LOG-9263
.10	ہوم سیکرٹری صاحب	LRF-9257

عوامی حلقوں نے اس کھلی لوٹ مار پر شدید احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ان افسران اور سابق جج صاحبان سے گاڑیاں واپس لی جائیں اور ان کے استعمال اور مرمت پر جو خرچ ہوا اُن سے واپس خزانے میں لایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں جو مؤقف اختیار کیا گیا ہے یہ تقریباً 90 فیصد درست ہے۔ اس کا جواب مجھے موصول ہوا تھا تو میں نے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ آپ جب اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں تو آپ ان تمام صاحبان جن کے پاس without entitlement گاڑیاں ہیں ان سے گاڑیاں واپس لیں تو اب اُن کو انہوں نے notices جاری کئے ہیں کہ within a week گاڑیاں واپس کریں لہذا اس تحریک کو pending فرمادیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کی compliance report next session تک آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب محترمہ ساجدہ میر کی تحریک التوائے کار نمبر 354/2012 ہے۔

بادشاہی مسجد لاہور کے ٹھیکیدار کا زائرین سے اوور چارجنگ کرنا

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 5-مارچ2012 کے مطابق صوبائی دارالحکومت محکمہ اوقاف کی جانب سے گزشتہ سال بادشاہی مسجد کے پاپوش کی حفاظت کا ٹھیکہ 45لاکھ 50ہزار روپے میں میاں صادق اینڈ کمپنی نے لیا۔ جس کے بعد ٹھیکیدار کی overcharging کے باعث شکایات موصول ہوئیں۔ مقامی شہریوں کا ایک وفد سیکرٹری اوقاف سے ملا اور سیکرٹری کو تحریری درخواست پیش کی۔ درخواست میں شہریوں کی جانب سے ٹھیکیدار کا زائرین سے ہتک آمیز رویّہ اور overcharging کے بارے میں بتایا۔ ٹھیکیدار غیر ممالک سے آنے والوں سے بھی زیادہ رقم وصول کرتا تھا۔ پچھلے آٹھ ماہ سے یہ دونوں اہلکار پاپوش کی حفاظت پر تعینات ہیں اور یہ دونوں اہلکار پاپوش کی حفاظت سیکرٹری اوقاف کی واضح ہدایت کے باوجود پیسے وصول کر رہے ہیں اور اس کا باقاعدہ حصہ ایڈمنسٹریٹر اور مینجر اسلام وصول کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے ایڈمنسٹریٹر اور مینجر کو کئی بار شکایت کر چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ بادشاہی مسجد کے گردونواح کے عوام میں محکمہ اوقاف اور اس کے اہلکاران کے خلاف سخت کشیدگی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب جو موصول ہوا ہے اس کے مطابق یہ ٹھیکہ 10-2009 کا ہے۔ یہ پہلے اس سے بھی زیادہ جاتا تھا لیکن اب 43لاکھ 10ہزار روپے میں گیا تھا۔ اب جب سے وہاں پر خودکش حملوں اور دہشت گردی کا خطرہ ہوا ہے تو وہاں پر لوگوں کا جانا بھی کم ہوا ہے اس لئے ٹھیکیدار پہلی قسط پر ہی تین ماہ بعد ٹھیکہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے بعد اس رقم پر کوئی بھی اس ٹھیکہ کو لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ زائرین کی سہولت کے لئے محکمہ اوقاف اپنے طور پر کسی آدمی کو بٹھا دیتا ہے اور وہ یہ خدمت سرانجام دیتا ہے۔ اب اس طرح کا کوئی ٹھیکیدار نہیں ہے جو overcharging کرے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مینجر اسلام اور ایڈمنسٹریٹر overcharging کر رہے ہیں۔ چلیں! ٹھیک ہے دہشت گردی کی وجہ سے تو ہو گیا لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ کسی دِن لاء منسٹر صاحب بغیر پروٹوکول کے وہاں جائیں اور دیکھیں کتنی overcharging ہوتی ہے۔ یہ ایک visit کریں اور یہ نہ بتائیں کہ میں لاء منسٹر ہوں پھر ان کو پتا چلے گا کہ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور اسی طرح داتا دربار میں بھی ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بغیر پروٹوکول کے بھیجنا ہے تو پھر منڈا صاحب کو بھیج دیتے ہیں۔ (قہقہہ)

محترمہ ساجدہ میر: نہیں، لاء منسٹر صاحب اور اوقاف منسٹر صاحب جائیں اور جا کر دیکھیں کہ وہاں پر شہریوں کا کیا حال ہے؟ وہاں پر بیس، بیس روپے اور پچاس، پچاس روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ٹھیکیدار کو نقصان ہوا ہے پہلے ٹھیکہ نہ لیتے اور ٹھیکیداری میں تو یہ ہوتا ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! overcharging کے حوالے سے محکمہ کیا کہتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو محکمہ نے اپنے طور پر بندہ arrange کیا ہے اگر وہاں پر کوئی شکایت ہو گی تو میں سیکرٹری اوقاف سے کہتا ہوں کہ وہ اس کو چیک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیک کر کے پھر ان کو بتائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہر مزار پر ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو آپ نے اس میں specifically بادشاہی مسجد کی بات کی ہے تو لاء منسٹر صاحب اس کو دیکھ کر بتا دیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! باقی دروازے بند ہیں، ایک مین دروازہ کھلا ہے، جہاں پر یہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہاں پر پچاس، پچاس اور سو، سو روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ! ان کی assurance پر میں یہ تحریک التوائے کار dispose of کر رہا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلے اس کی انکوائری کرائیں کہ وہاں پر overcharging ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب on the floor of the House کہہ دیں تو it means کہ وہ فوری طور پر محکمہ کو direction دے دیں گے۔ بہت شکریہ۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 356/2012 پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 363/2012 جناب طاہر اقبال چودھری، ڈاکٹر سامیہ امجد، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی اور محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ کی ہے۔ جی، آمنہ اُلفت صاحبہ!

محکمہ کی ملی بھگت سے صادق آباد اور جہانیاں شہر میں ڈیلروں کا جعلی کھاد فروخت کرنا

محترمہ آمنہ اُلفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صادق آباد، اڈاپل 14 میں مدینہ ٹریڈر، مرتضیٰ ٹریڈر اور دیگر بڑے ڈیلر کھلے عام غیر ملکی اور ملکی یوریا کھاد بلیک میں فروخت کر رہے ہیں جبکہ صادق آباد، جہانیاں شہر اور اڈاپل 14 میں جعلی کھاد کی فروخت کا انکشاف ہوا ہے۔ بڑے ڈیلروں نے گوداموں میں پیکنگ مشینیں لگا رکھی ہیں بلکہ محکمہ زراعت جہانیاں کے اہلکار کارروائی کی بجائے دفتر میں بیٹھے اعلیٰ حکام کو سب اچھا کی رپورٹ دے رہے ہیں اور محکمہ زراعت کے متعلقہ اہلکار اور افسر مذکورہ ڈیلروں سے اپنا حصہ وصول کر رہے ہیں۔ صادق آباد جہانیاں اور اڈاپل 14 میں جعلی کھاد کی فروخت سے کسانوں میں سخت مایوسی، بد دلی پائی جاتی ہے اور انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کھاد کی بلیک مارکیٹنگ اور جعلی کھاد کی فروخت میں ملوث مافیا کے خلاف فوری اور سخت کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس کو pending فرما دیں اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ اگلے سیشن تک pending کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب خواجہ محمد اسلام صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ جی، خواجہ محمد اسلام صاحب!

تحاریک استحقاق بابت سال 12-2011 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر!

"میں تحریک استحقاق نمبر 28,36,74 بابت سال 2011 اور تحریک استحقاق نمبر 2 بابت سال 2012 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔ شکریہ۔ اب رانا محمد افضل خان مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2007 کے بارے میں خصوصی کمیٹی نمبر 13 کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Progress of implementation of the recommendations of the previous Special Committee regarding Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 13 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب رانا محمد افضل خان مجلس خصوصی نمبر 23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر2047/11 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے نمبر 2047/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے نمبر 2047/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے نمبر 2047/2011 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر23 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ سیمل کامران صاحبہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کا فیسیں بڑھانے کے مسئلہ کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"To consider the issue of increasing the Fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA, (PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increasing the Fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA, (PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To consider the issue of increasing the Fees in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA, (PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ آمنہ الفت صاحبہ مجلس خصوصی نمبر22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ٹیکسٹ بک کی طباعت کے مسئلے کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The issue of printing of Text Books کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The issue of printing of Text Books کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The issue of printing of Text Books کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 22 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلسِ خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلسِ خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 4093 کے بارے میں مجلسِ خصوصی نمبر 24 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 1879/11 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

Adjournment Motion No. 1879/2011 moved by Mrs. Nighat Nasir Sheikh MPA, (W-325)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Adjournment Motion No. 1879/2011 moved by Mrs. Nighat Nasir Sheikh MPA, (W-325)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Adjournment Motion No. 1879/2011 moved by Mrs. Nighat Nasir Sheikh MPA, (W-325)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: انجینئر شہزاد الٰہی مجلس خصوصی نمبر 18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال لاہور کی اراضی کو ایکوائر کرنے کے معاملہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The issue of acquisition of portion of land from United Christian Hospital Lahore

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The issue of acquisition of portion of land from United Christian Hospital Lahore

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The issue of acquisition of portion of land from United Christian Hospital Lahore

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 18 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سیمل کامران مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمروں کی الاٹمنٹ اور چارجز میں تفاوت کے مسئلہ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"To consider the issue of increase in the room charges and discrimination in allotment of rooms to the MPAs in the Punjab House Islamabad raised by Syed Nazim Hussain Shah MPA, (PP-199)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issue of increase in the room charges and discrimination in allotment of rooms to the MPAs in the Punjab House Islamabad raised by Syed Nazim Hussain Shah MPA, (PP-199)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To consider the issue of increase in the room charges and discrimination in allotment of rooms to the MPAs in the Punjab House Islamabad raised by Syed Nazim Hussain Shah MPA, (PP-199)

کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے:

Introduction of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012.

Minister for Law to introduce the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کے ذریعے اراضی کی فروخت مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I introduce:

> "The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012."

MR DEPUTY SPEAKER: The Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering for report within one month.

جی، چیلہ صاحب!

حاجی میاں محمد اعظم چیلہ سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دفعہ ہمارے ہاں پورے season میں کوئی بارش نہیں ہوئی بلکہ خشک سالی رہی۔ حکومت پنجاب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ پورے پنجاب اور خاص طور پر ضلع جھنگ تحصیل اٹھارہ ہزاری میں چنے کی فصل متاثر ہوئی ہے جو کہ ایک بارانی علاقہ ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ آبیانہ، معاملہ، ٹیکس معاف کیا جائے اور وفاقی حکومت سے بھی پُرزور سفارش کی جائے کہ اس سال زرعی قرضہ جات معاف کر دیئے جائیں اور ہمارے اس علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب نے اسے نوٹ کر لیا ہے۔ رانا صاحب! ایجنڈے پر جو اگلی item ہے وہ صوبہ میں خواتین کے تحفظ کے اقدامات پر عام بحث ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مسئلے پر دو دن پہلے بھی بات ہو چکی ہے بلکہ ہماری معزز بہنوں نے اس پر بات بھی کی ہے۔ اس وقت جو بہنیں موجود ہیں اگر ان میں سے کوئی بات کرنا چاہے تو ہم انہیں welcome کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو اس طرح discuss کرنے کی بجائے اگلے اجلاس میں باقاعدہ رکھ لیتے ہیں کیونکہ یہ ایک اہم issue ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اگلے اجلاس تک تو اس میں بہت دیر ہو جائے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر اگر آج تھوڑا تھوڑا وقت دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر اس پر معزز ممبران بات کرنا چاہتی ہیں تو آپ ان کو موقع فراہم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! میں آپ کو اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں کہ ---

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرے خیال میں اس پر بات ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ دیکھیں جب ہم women empowerment کی بات کرتے ہیں، ان کے تحفظ کی بات کرتے ہیں تو یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ اس پر دیر سویر کی بات نہیں ہے بلکہ پورے House کی sense آنے کے بعد ہی کوئی بات ہو سکتی ہے۔ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آج یہاں پر چار پانچ خواتین اور کچھ دوسرے معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبائی اسمبلیوں کے لئے جو سو دن مقرر ہوئے تھے وہ ہم نے اس پارلیمانی سال میں مکمل کر لئے ہیں جو ایک خوش آئند بات ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ چاہوں گا کہ جب ہم اپنے اگلے پارلیمانی سال کا آغاز کریں تو وہ پارلیمانی کیلنڈر جس کی ہم اکثر بات کرتے ہیں اس کے تحت ہی ہم اس کا آغاز کریں۔ میری اور سپیکر صاحب کی بھی اس سلسلے میں آپ سے گفتگو ہوتی رہی ہے، آپ کی بھی یہی spirit ہے کہ اس کے لئے کیلنڈر ہونا چاہئے اور ہم آپ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ اس پر عمل ہو گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آج پارلیمانی سال کے سو دن پورے ہو گئے ہیں اور میں اس House کے تمام معزز ممبران کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ہمارے پارلیمانی سال کا یہ چوتھا سال ہے دن تو پورے ہو گئے ہیں گنتی تو ہم نے کر لی ہے لیکن ان چاروں سالوں میں ہم نے دیکھا کہ خواتین کے لئے اس صوبے میں کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ آج کے دن کے توسط سے میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون اور Treasury Benches سے یہ گزارش کرتی ہوں اور ابھی شیخ علاؤالدین صاحب بھی ایک بہت بڑی بات کر کے گئے تھے wish کہ وہ یہاں پر موجود ہوتے تو ان کو بھی حقائق کا علم ہوتا۔ آج

سے تین سال پہلے In House Working Women Protection Bill اس ایوان میں lay ہوا اور I am very thankful to Law Minister کہ انہوں نے اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیا اور جب تک اشرف سوہنا صاحب اس محکمہ کے وزیر تھے اس کی باقاعدہ meetings بھی ہوتی رہیں اور سٹینڈنگ کمیٹی اس پر کام بھی کرتی رہی لیکن unfortunately جیسے ہی یہ منسٹری دوبارہ مسلم لیگ (ن) کے پاس آ گئی تو خواتین کا یہ پارٹی جتنا احترام کرتی ہے اور جتنا یہاں پر عورتوں کے درد اور دُکھ یہ لوگ محسوس کرتے ہیں اس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ تھا کہ اس کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا اور اس کے بعد اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش بھی کرنا چاہتی ہوں کہ واقعی اگر یہ حکومت خواتین کو ان کے حقوق دینے میں serious ہے اور یہ women empowerment کی بات بھی کرتی ہے تو خواتین کو اس وقت تک empowered نہیں کیا جا سکتا جب تک ان کو economically independent نہ کیا جائے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: میں اس بات پر احتجاج کرتی ہوں اور اپنے احتجاج کو ریکارڈ کراتے ہوئے میں آج پرانی روایتوں کو قائم کرتے ہوئے کورم point out کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ کورم point out ہو گیا ہے، حالانکہ آج سارا دن جو بات ہوتی رہی ہے یہ اس کی spirit کے خلاف ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے انتہائی نامناسب بات کی ہے۔ Its very bad. (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ کورم point out ہو چکا ہے اس پر عموماً ہوتا تو یہ ہے کہ گنتی کرا کر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں لیکن اب اس کو ہم follow نہیں کریں گے چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اس لئے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(113)/2012/564. Dated. 12th March 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. March 12, 2012 (Monday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 10th March, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"